

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالت شان سوا کا بر کی نظر میں، آپ کی اصول حدیث، فن حدیث اور رجال میں مہارت، "کتاب الآثار" کا تفصیلی تعارف، اُن تیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف، صحابہ سے روایت حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقہت کا بیان، تالیفات امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب



مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ مولانا ابوالحسن علی Nadwi، مہلن ناؤن، کورنگی کراچی

مولانا محمد نعمان صاحب کی کتب بیانات و انس ایپ پر حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: 03112645500

إِذْ أُنْزِلَتْ الْمَعَارِفُ كَرَامَتِي

TELEGRAM CHANNEL :: <https://t.me/pasbanehaq1>

بسیار یادداشتیں

امام اعظم

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالتِ شانِ سوا کا بر کی نظر میں، آپ کی اصولِ حدیث، فنِ حدیث اور رجال میں مہارت، ”کتاب الاکثر“ کا تفصیلی تعارف، اُتیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف، صحابہ سے روایتِ حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ نقاہت کا بیان، تالیفاتِ امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکوات کے پچاس دلچسپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، مہرن ٹاؤن، کورنگی کراچی



اِذَا زُكِرَ الْمَعَارِفُ كُنْ اَوَّلَ اُحْجٰی

جملہ حقوق ملکیت بحق اِذَا زُة الْمَعَارِفِ کَرِیْمِؒ محفوظ ہیں

بندہ محنت و لہجہ کی طرف سے کتاب بخلا

”ایم ایم اعظم ابو ضیفہ رحمہ اللہ کا محنت منہ مقام“

کے جملہ حقوق ملکیت ”اِذَا زُة الْمَعَارِفِ کَرِیْمِؒ“ کو حاصل ہیں۔ کوئی شخص یا ادارہ بلا اجازت غیر قانونی طباعت، اشاعت اور فروخت کا مال نہیں۔ بصورت دیگر ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

محمد نواز

۱۶/۲/۲۰۲۰ھ
۲۶/۱۸/۲۰۲۰ھ

باہتمام : مُحَمَّدٌ مُّسْتَبَاقٌ سَبْتِیْ

طبع جدید : جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ - جنوری ۲۰۱۹ء

مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر : اِذَا زُة الْمَعَارِفِ کَرِیْمِؒ

ملنے کے پتے:

اِذَا زُة الْمَعَارِفِ کَرِیْمِؒ

احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی اینڈ سٹرل ایریا، کراچی

فون: 021-35123161, 021-35032020

موبائل: 0300 - 2831960

ای میل: imaarif@live.com

✽ مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴ ✽ دارالاشاعت، اُردو بازار

✽ ادارہ اسلامیات، مانارکلی، لاہور

✽ بیت الکتب گلشن اقبال کراچی ✽ مکتبہ القرآن، بنوری ٹاؤ

فہرست مضامین

۲۹	تقریظ: حضرت مولانا عبد القیوم حقانی صاحب مدظلہ
۳۰	تبصرہ از ماہنامہ ”بینات“ کراچی
۳۱	مقدمہ: محقق العصر حضرت مولانا سجاد الحجابی مدظلہ
۳۱	سراج الأمت امام اعظم ابو حنیفہ اور علم کلام
۳۳	امام صاحب رحمہ اللہ کا علم کلام میں بلند مقام
۳۵	علم کلام کے ذریعے اہل بدعت سے مباہلے
۳۷	علم کلام میں امام اعظم رحمہ اللہ کی بلند پایہ تصنیفات
۳۷	”الفقہ الاکبر بروایۃ حماد بن ابی حنیفہ“ اور اس کی شروحات کا تعارف
۳۸	”الفقہ الاہبط“ اور اس کی شروحات کا تعارف
۳۹	”الوصیۃ“ اور اس کی شروحات کا تعارف
۴۰	”العالم والمتعلم“ اور اس کی شروحات کا تعارف
۴۰	”الرسالۃ الی عثمان البعی“ کا تعارف
۴۱	امام طحاوی کے متن کا تعارف اور شرح ابن ابی العزیز پر ایک تبصرہ
۴۲	امام اعظم کی طرف منسوب بعض کتابوں اور تعبیرات پر ایک نظر
۴۲	امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب بعض عبارات کا جائزہ
۴۴	کیا عقائد کی مذکورہ بالا کتابیں امام اعظم رحمہ اللہ سے ثابت ہیں؟
۴۵	پہلا طریقہ
۴۵	دوسرا طریقہ
۵۲	مقدمہ

۵۴ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عدالت و ثقاہت متفق علیہ ہے، ان کے متعلق کی گئی جرح مردود ہے

۶۲ ولادت باسعادت

امام اعظم رحمہ اللہ کی ۸۰ھ میں ولادت کے متعلق آٹھ اہل علم کی تصریحات

۶۲ ۱۔ امام اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ کی تصریح

۶۲ ۲۔ امام ابو نعیم فضل بن دُکین رحمہ اللہ کی تصریح

۶۳ ۳۔ علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ کی تصریح

۶۳ ۴۔ امام نووی رحمہ اللہ کی تصریح

۶۳ ۵۔ امام جمال الدین مزی رحمہ اللہ کی تصریح

۶۳ ۶۔ عظیم نقاد محدث امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصریح

۶۴ ۷۔ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کی تصریح

۶۴ ۸۔ علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ کی تصریح

نام و نسب

۶۴ اسم اور مستثنیٰ میں مناسبت

۶۵ ”ابو حنیفہ“ کنیت کی وجہ

۶۶ ایک غلط فہمی کا ازالہ

۶۶ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فارسی النسل تھے

۶۷ فقہائے ثلاثہ میں سے کوئی بھی فارسی النسل نہ تھا

۶۷ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق نبوی پیشین گوئی

۶۸ امام اعظم رحمہ اللہ کے مناقب پر مشتمل روایت نو صحابہ سے مروی ہے

۷۰ ۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۷۰ ۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

۷۰ ۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

۷۰ ۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۷۰ ۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

- ۶۔ حضرت مندوس رضی اللہ عنہ
- ۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
- ۸۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ
- ۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
- سات اکابر اہل علم کے نزدیک حدیث کا مصداق امام اعظم رحمہ اللہ ہیں
- ۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
- ۲۔ علامہ محمد بن یوسف الصالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ
- ۳۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ
- ۴۔ علامہ علی بن محمد العزیزی رحمہ اللہ
- ۵۔ علامہ محمد معین السندی
- ۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ
- ۷۔ مشہور غیر مقلد عالم علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ
- امام اعظم رحمہ اللہ کے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دُعا
- شرفاً تابعیت
- ”صحابی“ کی تعریف
- ”تابعی“ کی تعریف
- جمہور محدثین کے نزدیک تابعی ہونے کے لئے صرف روایت صحابی کافی ہے
- صحابی اور تابعی کی فضیلت حدیث کی روشنی میں
- امام اعظم رحمہ اللہ کے تابعی ہونے پر پچیس اکابر اہل علم کی تصریحات
- ۱۔ خود امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصریح
- ۲۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ کی تصریح
- ۳۔ امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۴۔ امام ابن ندیم کی تصریح
- ۵۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تصریح

- ۶۔ امام سمعانی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۳
- ۷۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۴
- ۸۔ امام نووی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۴
- ۹۔ قاضی ابن خلکان رحمہ اللہ کی تصریح ۸۴
- ۱۰۔ امام ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۵
- ۱۱۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۵
- ۱۲۔ علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۶
- ۱۳۔ امام یافعی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۷
- ۱۴۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تصریح ۸۷
- ۱۵۔ امام زین الدین عراقی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۷
- ۱۶۔ علامہ ابن الوزیری یمنی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۸
- ۱۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تصریح ۸۸
- ۱۸۔ امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی تصریح ۹۰
- ۱۹۔ امام سخاوی رحمہ اللہ کی تصریح ۹۲
- ۲۰۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی تصریح ۹۲
- ۲۱۔ امام قسطلانی رحمہ اللہ کی تصریح ۹۳
- ۲۲۔ امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ کی تصریح ۹۳
- ۲۳۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کی تصریح ۹۵
- ۲۴۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ کی تصریح ۹۵
- ۲۵۔ علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ کی تصریح ۹۶
- علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی تحقیق ۹۷
- ائمہ متبوعین میں صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں ۹۹
- معاصر علماء میں صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں ۹۹
- اکابر اہل علم کا آپ کو ”امام اعظم“ کے لقب سے یاد کرنا ۱۰۰

- ۱۰۰ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کا خلیہ
- ۱۰۱ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی صورت و سیرت
- ۱۰۲ کثرت عبادت اور شب بیداری
- ۱۰۳ عقل، فہم و فراست
- ۱۰۴ امانت و دیانت
- ۱۰۵ پیکرِ حلم و صبر
- ۱۰۶ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی سخاوت
- ۱۰۶ حدیث رسول کا ادب
- ۱۰۷ امام اعظم ابوحنيفه رحمہ اللہ کی قناعت و استغنا
- ۱۰۷ ذریعہ معاش
- ۱۰۸ امام اعظم رحمہ اللہ کی دس خصوصیات
- ۱۱۰ اس اُمت میں وہ چار حضرات جنہوں نے ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھا
- ۱۱۰ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ اور قرآن کی عظمت
- ۱۱۱ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کے دس خصائل
- ۱۱۱ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی تجارت
- ۱۱۲ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کے تجارت میں چار اوصاف
- ۱۱۳ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کا عشق رسول
- ۱۱۴ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی تجارت میں احتیاط
- ۱۱۴ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی لا جواب فراست
- ۱۱۶ امام صاحب رحمہ اللہ کی قیافہ شناسی
- ۱۱۶ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی حیرت انگیز ذہانت
- ۱۱۷ امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی حیرت انگیز حاضر جوابی
- ۱۱۸ امام محمد باقر اور امام اعظم رحمہما اللہ کے درمیان مکالمہ
- ۱۲۰ تین سوالات کے مسکت جوابات

- ۱۲۱ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تقویٰ اور مجوسی کا قبول اسلام
- ۱۲۲ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عقیف اور پاکیزہ کردار شخصیت
- ۱۲۳ تفقہ حاصل کرنے کے لئے سب سے مددگار چیز
- ۱۲۴ اکابر کا اختلاف اور مسلک اعتدال
- ۱۲۴ ہم عصر علماء کا احترام
- ۱۲۴ امام مالکؒ اور احترام امام ابوحنیفہؒ
- ۱۲۵ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ملاقات کی تمنا
- ۱۲۶ خلیفہ ابو جعفر کا عہدہ قضا کی پیشکش اور آپ کا انکار
- ۱۲۶ آپ کی گرفتاری اور جیل میں زہر سے آپ کی شہادت
- ۱۲۸ کثرت ہجوم کی وجہ سے چھ مرتبہ آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی
- ۱۲۹ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ
- ۱۲۹ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا جائزہ
- ۱۳۰ امام اعظم رحمہ اللہ کی جلیل القدر صحابہ کرام تک سند متصل
- شہر کوفہ کی قدر و منزلت اور علوم شریعت کا عظیم الشان مرکز
- ۱۳۱ کوفہ علم الحدیث کا عظیم مرکز
- ۱۳۱ عہد فاروقی میں کوفہ کی بنیاد تعمیر
- ۱۳۳ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت
- ۱۳۴ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت
- ۱۳۵ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت
- ۱۳۵ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت
- ۱۳۶ کوفہ پندرہ ۱۵۰۰ سو صحابہ کرام کی قیام گاہ
- ۱۳۷ کوفہ میں مقیم صحابہ کرام کی تعداد دیگر شہروں کے مقابلے میں
- ۱۳۸ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا
- ۱۴۰ مرجع علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمد

- ۱۳۱ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی مقام
- ۱۳۳ حضرت عبد اللہ بن مسعود کی انتھک محنتوں کے سبب کوفہ علم و حکمت سے بھر گیا
- ۱۳۴ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے تلامذہ کوفہ کے رشد و ہدایات کے چراغ تھے
- ۱۳۵ شہر کوفہ کا تعارف علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی نگاہ میں
- ۱۳۵ اہل کوفہ کا فضل و کمال اور علمی برتری
- ۱۳۷ کوفہ علم الحدیث کا ایک عظیم الشان مرکز!
- ۱۵۰ کوفہ علم الحدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا
- امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دس اساتذہ حدیث کا تعارف
- ۱۵۵ ۱۔ امام ابو عمرو عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ
- ۱۵۷ ۲۔ امام ابو عبد اللہ عکرمہ رحمہ اللہ
- ۱۶۰ ۳۔ امام ابو جعفر محمد بن علی المعروف امام باقر رحمہ اللہ
- ۱۶۲ ۴۔ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ
- ۱۶۵ ۵۔ امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ
- ۱۶۷ ۶۔ امام نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ
- ۱۶۹ ۷۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ
- ۱۷۳ ۸۔ امام عمرو بن دینار مکی رحمہ اللہ
- ۱۷۵ ۹۔ امام ابو اسحاق سبعی رحمہ اللہ
- ۱۷۷ ۱۰۔ امام ہشام بن عروہ رحمہ اللہ
- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دس محدثین تلامذہ کا تعارف
- ۱۷۹ ۱۔ امام زفر بن ہذیل العبیری رحمہ اللہ
- ۱۸۵ ۲۔ امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ
- ۱۸۸ ۳۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ
- ۱۹۸ ۴۔ امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمہ اللہ
- ۲۰۱ ۵۔ امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ

- ۲۱۰۔ قاضی حفص بن غیاث نخعی رحمہ اللہ
- ۲۱۲۔ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ
- ۲۱۳۔ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ
- ۲۱۷۔ امام حسن بن زیاد لوکوی رحمہ اللہ
- ۲۲۲۔ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ
- ۲۲۵۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے چار ہزار شیوخ
- ۲۲۷۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے شیوخ حدیث کے اسمائے گرامی
- ۲۲۸۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے کبار تابعین اساتذہ حدیث
- ۲۳۰۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اکثر اساتذہ روایت و درایت دونوں کے جامع تھے
- ۲۳۱۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے علم حدیث میں اساتذہ
- ۲۳۳۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث کی عظمت
- ۲۳۳۔ ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام اعظم رحمہ اللہ کے مشائخ
- ۲۳۵۔ امام اعظم رحمہ اللہ طالب علم کی حیثیت سے
- ۲۳۵۔ امام اعظم رحمہ اللہ کی زمانہ طالب علمی میں علم حدیث میں سبقت
- ۲۳۶۔ طلب حدیث کے لئے اسفار
- ۲۳۷۔ امام اعظم کا اپنے وقت کے چاروں علمی شہروں کے اکابر اہل علم سے استفادہ
- ۲۳۹۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے زندگی میں پچپن حج کئے
- دس اکابر سلف صالحین جنہوں نے زندگی میں کثرت کے ساتھ حج کئے
- ۲۳۹۔ ۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے گیارہ حج کئے
- ۲۴۰۔ ۲۔ حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ نے اسی حج کئے
- ۲۴۰۔ ۳۔ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے چالیس حج کئے
- ۲۴۰۔ ۴۔ حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ نے ساٹھ حج کئے
- ۲۴۰۔ ۵۔ امام مکی بن ابراہیم بن بشیر رحمہ اللہ نے ساٹھ حج کئے
- ۲۴۱۔ ۶۔ امام سعید بن سلیمان ابو عثمان الواسطی رحمہ اللہ نے ساٹھ حج کئے

- ۲۴۱ ۷۔ امام علی بن موفی رحمہ اللہ نے پچاس حج کئے
- ۲۴۱ ۸۔ امام علی بن عبد الحمید بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے چالیس حج کئے
- ۲۴۱ ۹۔ امام جعفر بن محمد نصیر بن القاسم رحمہ اللہ نے ساٹھ حج کئے
- ۲۴۲ ۱۰۔ امام حسن بن مسعود رحمہ اللہ نے اسی حج کئے
- ۲۴۲ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا پہلا سفر حج
- ۲۴۳ امام اعظم رحمہ اللہ کا حرمین شریفین میں مجموعی طور پر دس سال قیام
- ۲۴۴ امام اعظم رحمہ اللہ نے بیس سے زائد مرتبہ بصرہ کا سفر کیا
- ۲۴۵ امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ حدیث
- ۲۴۷ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے چھیانوے تلامذہ کے اسمائے گرامی
- ۲۵۰ ارباب فضل و کمال کا اجتماع
- ۲۵۱ نوسلاسل حدیث جن کی انتہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ہوتی ہے
- ۲۵۲ علم حدیث میں مہارت و امامت
- ۲۵۴ علم دس حضرات پر دائر ہے
- ۲۵۴ علم شریعت کے مدوّنِ اوّل
- ۲۵۵ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایت حدیث کے لئے شرط
- ۲۵۶ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تمام علوم میں مہارت
- ۲۵۷ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ثقاہت و عدالت
- ۲۵۹ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اکابر اہل علم کا سماعت حدیث
- بارہ اکابر اہل علم کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرنا
- ۲۶۳ ۱۔ محدث کبیر امام ابو عبد اللہ حاکم نیشابوری رحمہ اللہ
- ۲۶۴ ۲۔ شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ
- ۲۶۵ ۳۔ علامہ ابوالفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی رحمہ اللہ
- ۲۶۵ ۴۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ
- ۲۶۵ ۵۔ امام محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی رحمہ اللہ

- ۲۶۶ ۶۔ امام محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی رحمہ اللہ
- ۲۶۶ ۷۔ عظیم نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ
- ۲۶۸ ۸۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ
- ۲۶۸ ۹۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
- ۲۶۹ ۱۰۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
- ۲۶۹ ۱۱۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ
- ۲۷۰ ۱۲۔ علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی شافعی رحمہ اللہ
- ۲۷۰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ محدث بنانے والے تھے
- ۲۷۱ متفق علیہ شخصیت کے متعلق جرح مردود ہے
- ۲۷۳ امام اعظم رحمہ اللہ کی مدح و توصیف کرنے والوں کی کثرت
- ۲۷۵ علامہ ابن الوزیری یانی کے قلم سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مفصل دفاع
- ۲۷۶ علامہ شعرائی کی نظر میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا علم حدیث میں مقام
- ۲۷۸ علم جرح و تعدیل میں امام اعظم رحمہ اللہ کا نمایاں مقام
- ۲۸۰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فن جرح و تعدیل
- ۲۸۳ کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا امام مالک سے سماع حدیث ثابت ہے؟
- ۲۸۵ مرویات امام اعظم رحمہ اللہ کی تعداد
- ۲۸۶ روایت حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مقام
- ۲۸۸ امام اعظم کے رحمہ اللہ مقام حدیث پر ایک شبہ کا ازالہ
- ۲۸۹ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حفاظ حدیث میں سے ہیں
- ۲۹۰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے محدثین کرام کا سماع حدیث
- ۲۹۳ امام اعظم رحمہ اللہ کی روایت حدیث میں احتیاط
- ۲۹۵ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا طرز استدلال
- امام اعظم رحمہ اللہ کے اصول اخذ و قبول حدیث
- ۲۹۷ راوی کا ضبط مصدر

- ۲۹۹ حدیث کو متقین کی جماعت روایت کرے
- ۳۰۱ روایت بالمعنی اور امام اعظم رحمہ اللہ
- ۳۰۵ وجوہ ترجیح اور امام اعظم رحمہ اللہ
- ۳۰۵ ایک سو دس وجوہ ترجیح
- ۳۱۰ فقہات سے متصف روایات کی احادیث کو شیوخ محدثین پر ترجیح ہوگی
- ۳۱۶ ”مناولہ“ اور امام اعظم رحمہ اللہ
- ۳۱۷ اخبار احاد میں بظاہر تعارض اور امام اعظم رحمہ اللہ کی تطبیقات
- ۳۱۹ ہمہ سے متعلق روایات
- ۳۲۰ سور الکلب سے متعلق روایات
- ۳۲۱ سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟
- ۳۲۲ حدیث مسند اور مرسل
- ۳۲۵ سماع عن الشیخ اور قراءت علی الشیخ میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک رائج صورت
- ۳۳۰ راوی کی توثیق کے لئے صرف ایک محدث کی گواہی بھی کافی ہے
- ۳۳۰ ثقہ کی زیادتی مقبول ہے
- ۳۳۱ ”خبر واحد“ اور امام اعظم رحمہ اللہ
- ۳۳۵ خلاصہ بحث
- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مقام سنو! اکابر اہل علم کی نظر میں
- ۳۳۵ ۱۔ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۶ ۲۔ امام عمرو بن دینار رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۶ ۳۔ امام رقبہ بن مصقلہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۶ ۴۔ امام ابویوب سختیانی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۷ ۵۔ امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۷ ۶۔ امام اعش رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۷ ۷۔ امام ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ کی نظر میں

- ۳۳۸ ۸۔ امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۸ ۹۔ امام عبد اللہ بن عون رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۹ ۱۰۔ امام المغازی محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۳۹ ۱۱۔ امام ابن جریج رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۰ ۱۲۔ امام معمر رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۰ ۱۳۔ امام ابو جعفر رازی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۰ ۱۴۔ امام حسن بن عمارہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۱ ۱۵۔ امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۲ ۱۶۔ سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۲ ۱۷۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۳ ۱۸۔ امام حارث بن مسلم رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۳ ۱۹۔ امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۴ ۲۰۔ عبد العزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۴ ۲۱۔ امام داود طائی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۴ ۲۲۔ امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۵ ۲۳۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۵ ۲۴۔ امام سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۶ ۲۵۔ امام محمد بن میمون رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۶ ۲۶۔ امام حسن بن صالح بن حبی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۷ ۲۷۔ امام خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۷ ۲۸۔ امام حازم مجتہد رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۸ ۲۹۔ امام خدیج بن معاویہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۸ ۳۰۔ امام زہیر بن معاویہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۴۹ ۳۱۔ امام نوح بن ابی مریم رحمہ اللہ کی نظر میں

- ۳۴۹۔ امام قاسم بن معن رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۰۔ امام قاضی شریک رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۰۔ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۱۔ امام مالک رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۱۔ امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۳۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۳۔ امام یزید بن زریع رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۳۔ امام عبد العزیز بن ابی سلمہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۳۔ امام عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۳۔ امام یوسف بن خالد سستی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۵۔ امام فضل بن موسیٰ سینانی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۵۔ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۵۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۶۔ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۷۔ امام حفص بن عبد الرحمن بن یحییٰ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۷۔ امام ابو ہریرہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۷۔ امام ابو یحییٰ حماتی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۸۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۸۔ امام نضر بن شمیل رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۸۔ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۵۹۔ ابوسلیمان جوزجانی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۰۔ امام ابو عاصم رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۰۔ امام عبد اللہ بن داؤد خرمی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۱۔ امام شہاد بن حکیم رحمہ اللہ کی نظر میں

- ۳۶۱ - ۵۶۔ امام عبد اللہ بن یزید مقرئ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۲ - ۵۷۔ امام خلف بن ایوب رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۲ - ۵۸۔ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۲ - ۵۹۔ امام ابو خزیمہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۳ - ۶۰۔ امام فضل بن دکین رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۳ - ۶۱۔ امام حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۳ - ۶۲۔ امام عبید اللہ بن محمد المعروف بابن عائشہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۳ - ۶۳۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۴ - ۶۴۔ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۵ - ۶۵۔ امام ابوشیبہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۵ - ۶۶۔ امام ابراہیم بن ابومعاویہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۶ - ۶۷۔ امام اسد بن حکیم رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۶ - ۶۸۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۶ - ۶۹۔ امام محمد بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۷ - ۷۰۔ امام یحییٰ بن ائیم رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۷ - ۷۱۔ امام احمد بن عبد اللہ العلی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۷ - ۷۲۔ صاحب السنن امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۷ - ۷۳۔ امام محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشابوری رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۶۸ - ۷۴۔ علامہ ابن ندیم کی نظر میں
- ۳۶۹ - ۷۵۔ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۷۰ - ۷۶۔ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۷۰ - ۷۷۔ علامہ عبد الکریم شہرستانی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۷۱ - ۷۸۔ علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۳۷۱ - ۷۹۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں

- ۸۰۔ امام محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۲
- ۸۱۔ امام ابوالمحاج مزی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۲
- ۸۲۔ امام محمد بن احمد بن عبد البہادی مقدسی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۳
- ۸۳۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۳
- ۸۴۔ امام علی بن عثمان مارودینی المعروف ابن الترمکانی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۶
- ۸۵۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۶
- ۸۶۔ علامہ علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۷
- ۸۷۔ علامہ خلیل بن ایبک صفدی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۷
- ۸۸۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۸
- ۸۹۔ علامہ محمد بن ابراہیم یمانی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۸
- ۹۰۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۸
- ۹۱۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۷۹
- ۹۲۔ امام جمال الدین ابن تغری بردی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۰
- ۹۳۔ علامہ صفی الدین خزر جی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۰
- ۹۴۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۰
- ۹۵۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۰
- ۹۶۔ علامہ تقی الدین بن عبد القادر الغزوی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۱
- ۹۷۔ علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۱
- ۹۸۔ علامہ اسماعیل العجلونی شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۲
- ۹۹۔ علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۲
- ۱۰۰۔ امام خیر الدین زرکلی رحمہ اللہ کی نظر میں ۳۸۳
- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح میں علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کے اشعار ۳۸۳
- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقام فقہائے کرام کی نظر میں ۳۸۵
- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح میں عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار ۳۸۶

- ۳۸۷ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر طعن کرنے والوں کے متعلق یحییٰ بن معین کے اشعار
- ۳۸۷ شعراء کا خراج عقیدت
- ۳۸۸ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علمائے اہل حدیث کی نظر میں
- ”کتاب الآثار“
- ۳۹۴ ”کتاب الآثار“ کا انتخاب
- ۳۹۴ ”کتاب الآثار“ کا طریق تالیف
- ۳۹۵ ”کتاب الآثار“ کے چار نسخوں کا تعارف
- ۳۹۵ ۱۔ نسخہ امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ
- ۳۹۹ ۲۔ نسخہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ
- ۴۰۰ ۳۔ نسخہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ
- ۴۰۲ ۴۔ نسخہ امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ
- ۴۰۵ ”کتاب الآثار“ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں
- ۴۰۸ ”کتاب الآثار“ کی شروحات
- ۴۱۰ ”کتاب الآثار“ کے متعلق عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی رائے
- ۴۱۰ ”کتاب الآثار“ کے متعلق عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار
- ۴۱۱ اسناد حدیث اس اُمت کی خصوصیات میں سے ہے
- ۴۱۳ محدثین عظام کی نظر میں سند حدیث کی اہمیت
- ۴۱۴ محدثین کرام کے ہاں اسنادِ عالی کا مقام
- ۴۱۶ سندِ عالی اور سندِ نازل
- ۴۱۷ فقہائے کرام اور ائمہ صحاح ستہ میں امام اعظم کی سند سب سے عالی ہے
- ۴۱۹ ۱۔ وحدانیات
- ۴۱۹ ۲۔ ثنائیات
- ۴۱۹ ۳۔ ثلاثیات

- ۴۱۹ محدثین کے پاس سب سے اعلیٰ آسانید ثلاثیات ہیں
- ۴۲۰ ۱۔ امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات
- ۴۲۰ ۲۔ ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات
- ۴۲۰ ۳۔ احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات
- ۴۲۰ ۴۔ امام عبد بن حمید رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات
- ۴۲۱ ۵۔ امام دارمی رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات
- ۴۲۱ ۶۔ امام طبرانی رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات
- ۴۲۱ امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی د حدانی، ثنائی اور ثلاثی روایات
- ۴۲۲ علو سند
- ۴۲۳ امام اعظم رحمہ اللہ کی وحدانیات
- ۴۲۳ امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت
- ۴۲۶ امام صاحب رحمہ اللہ کی ”وحدانیات“ پر مستقل تالیفات
- ۴۲۶ امام اعظم رحمہ اللہ کی ثنائیات
- ۴۲۸ امام اعظم رحمہ اللہ کی ثلاثیات
- ۴۲۹ صحیح بخاری میں موجود بین^۲ ثلاثیات کے راوی حنفی ہیں
- ۴۳۰ امام اعظم رحمہ اللہ کی رباعیات
- ۴۳۱ امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی صرف تین کتابوں میں ثنائی روایات کی تعداد پانچ سو^{۵۰۶} چھ ہے
- ۴۳۱ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی بین^۲ ثنائی روایات
- ۴۳۸ امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی صرف تین کتابوں میں ثلاثی روایات کی تعداد گیارہ سو^{۱۲۶} چھبیس ہے
- ۴۳۸ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی بین^۲ ثلاثی روایات
- ۴۴۶ خلاصہ بحث

مسانید امام اعظم رحمہ اللہ

- ۴۴۸ ”جامع المسانید“
- ۴۴۹ مسانید امام اعظم رحمہ اللہ کے متعلق علامہ شعرانی رحمہ اللہ کی رائے

مسانیدِ امام اعظم رحمہ اللہ کا تذکرہ دس اکابر اہل علم کی تحریرات میں

- ۱۔ امام ابو بکر محمد بن عبدالغنی المعروف ابنِ نقطہ رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۰
- ۲۔ امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۱
- ۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۱
- ۴۔ امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۳
- ۵۔ حافظ شمس الدین محمد بن طولون رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۳
- ۶۔ امام ابن حجر کی شافعی رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۳
- ۷۔ امام ابوالبصر ایوب الخلوتی رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۴
- ۸۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۴
- ۹۔ علامہ محمد بن جعفر الکسانی رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۴
- ۱۰۔ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کی تحریر میں ۴۵۴

انتیس^{۲۹} مسانیدِ امام اعظم اور ان کے مصنفین کا تعارف

- ۱۔ مسندِ امام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ ۴۵۶
- ۲۔ مسندِ امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ ۴۵۷
- ۳۔ مسندِ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ ۴۶۰
- ۴۔ مسندِ امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ ۴۶۳
- ۵۔ مسندِ امام محمد بن مخلد الدوری رحمہ اللہ ۴۶۴
- ۶۔ امام ابوالعباس احمد بن محمد المعروف امام ابنِ عقدہ رحمہ اللہ ۴۶۷
- ۷۔ مسندِ امام عبداللہ بن محمد ابی العوام رحمہ اللہ ۴۷۰
- ۸۔ مسندِ امام عمر بن حسن اشثانی رحمہ اللہ ۴۷۲
- ۹۔ مسندِ امام عبداللہ بن محمد حارثی رحمہ اللہ ۴۷۳
- ۱۰۔ مسندِ امام عبداللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ ۴۷۷
- ۱۱۔ مسندِ امام محمد بن مظفر رحمہ اللہ ۴۸۳

- ۳۸۶- ۱۲۔ مسندِ امام طلحہ بن محمد بغدادی رحمہ اللہ
- ۳۸۸- ۱۳۔ مسندِ امام محمد بن ابراہیم مقرئ
- ۳۹۱- ۱۴۔ مسندِ امام ابن شاکین رحمہ اللہ
- ۳۹۳- ۱۵۔ مسندِ امام دارقطنی رحمہ اللہ
- ۳۹۶- ۱۶۔ مسندِ امام ابن مندہ رحمہ اللہ
- ۳۹۸- ۱۷۔ مسندِ امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ
- ۵۰۱- ۱۸۔ مسندِ امام احمد بن محمد کلاعی رحمہ اللہ
- ۵۰۳- ۱۹۔ مسندِ امام ابوالحسن ماوردی رحمہ اللہ
- ۵۰۴- ۲۰۔ مسندِ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ
- ۵۰۷- ۲۱۔ مسندِ امام عبد اللہ بن محمد انصاری رحمہ اللہ
- ۵۰۸- ۲۲۔ مسندِ امام حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمہ اللہ
- ۵۱۰- ۲۳۔ مسندِ امام محمد بن عبد الباقی انصاری رحمہ اللہ
- ۵۱۳- ۲۴۔ مسندِ امام ابن عساکر رحمہ اللہ
- ۵۱۶- ۲۵۔ مسندِ امام علی بن احمد رازی
- ۵۱۸- ۲۶۔ مسندِ امام محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمہ اللہ
- ۵۱۸- ۲۷۔ مسندِ امام ابو علی البکری رحمہ اللہ
- ۵۲۰- ۲۸۔ مسندِ امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ
- ۵۲۳- ۲۹۔ مسندِ امام عیسیٰ بن محمد الثعالبی رحمہ اللہ
- ۵۲۴- خلاصہ بحث
- ۵۲۶- صاحب ”جامع المسانید“ امام خوارزمی رحمہ اللہ کا تعارف
- ۵۲۸- مسانیدِ امام اعظم پر کی گئی محدثین کی خدمات
- ۵۳۱- مسندِ امام اعظم کے متداول نسخے کا تعارف
- ۵۳۲- فقہی ابواب کے اعتبار سے مسندِ امام اعظم میں روایت کردہ احادیث

- ۵۳۳ مسندِ امامِ اعظم میں ہر ایک صحابی سے مروی روایات کی تعداد
- ۵۳۶ مسندِ امامِ اعظم کے اردو میں تراجم و شروحات
- ۵۳۷ امامِ اعظم رحمہ اللہ کی سند ”اصح الاسانید“ اور ”سلسلة الذهب“ ہے
- ۵۳۴ ”أطراف أحادیث أبي حنیفة“
- ۵۳۵ ”الأربعین من حدیث الإمام أبي حنیفة“
- ۵۳۶ ”عوالی الإمام أبي حنیفة“
- ۵۳۷ امام بخاری رحمہ اللہ کے خفی شیوخ
- ۵۳۸ صحیح بخاری میں کوئی روایت
- صحیح بخاری میں موجود ثلاثیات کے راوی امامِ اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں
- ۵۳۹ ۱۔ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ
- ۵۳۹ ۲۔ امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ
- ۵۵۱ ۳۔ امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ
- ۵۵۱ ۴۔ امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ
- صحیح بخاری میں موجود بائیس ثلاثی روایات
- ۵۵۲ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی گیارہ ثلاثی روایات
- ۵۵۹ امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ سے مروی چھ ثلاثی روایات
- ۵۶۱ امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ سے مروی تین ثلاثی روایات
- ۵۶۳ امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ سے مروی ایک ثلاثی روایت
- ۵۶۳ امام عاصم بن خالد رحمہ اللہ سے مروی ایک ثلاثی روایت
- بارہ طریق جنس میں امامِ اعظم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ الشیوخ ہیں
- ۵۶۳ ۱۔ الإمام البغاری عن والده إسماعیل بن إبراهيم عن عبدالله بن المبارك عن الإمام الأعظم
- ۵۶۶ ۲۔ الإمام البغاری عن مکی بن إبراهيم عن الإمام الأعظم
- ۵۶۷ ۳۔ الإمام البغاری عن الضحاک بن مخلد عن الإمام الأعظم

- ۴۔ الإمام البخاری عن أبي عبد الله الأنصاري عن الإمام الأعظم
۵۶۷
- ۵۔ الإمام البخاری عن أبي عبد الرحمن المقرئ عن الإمام الأعظم
۵۶۸
- ۶۔ الإمام البخاری عن عبيد الله بن موسى عن الإمام الأعظم
۵۶۸
- ۷۔ الإمام البخاری عن الفضل بن دكين عن الإمام الأعظم
۵۶۹
- ۸۔ الإمام البخاری عن يحيى بن معين عن عبد الله بن المبارك عن الإمام الأعظم
۵۷۰
- ۹۔ الإمام البخاری عن إبراهيم بن موسى عن يزيد بن زريع عن الإمام الأعظم
۵۷۱
- ۱۰۔ الإمام البخاری عن عمرو بن زرارعة عن هشيم بن بشير عن الإمام الأعظم
۵۷۲
- ۱۱۔ الإمام البخاری عن يحيى بن معين عن وكيع بن الجراح عن الإمام الأعظم
۵۷۳
- ۱۲۔ الإمام البخاری عن محمود بن غيلان عن عبد الرزاق بن همام عن الإمام الأعظم
۵۷۳
- خلاصہ بحث
۵۷۴
- ایم اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت اور روایت
۵۷۵
- ایم اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت حدیث کے انکار کی ابتدا کیسے ہوئی؟
۵۷۶
- بلا تحقیق نقل در نقل
۵۸۳
- ایم ابو حنیفہ کی صحابہ سے روایت حدیث پر پچیس^{۲۵} اکابر اہل علم کی تصریحات
۵۹۰
- ۱۔ امام فضل بن دكين رحمہ اللہ کی تصریح
۵۹۱
- ۲۔ مشہور مؤرخ امام ابن سعد رحمہ اللہ کی تصریح
۵۹۲
- ۳۔ امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی تصریح
۵۹۳
- ۴۔ امام ابو حامد محمد بن ہارون حضری رحمہ اللہ کی تصریح
۵۹۶
- ۵۔ امام ابوالقاسم علی بن کاس رحمہ اللہ کی تصریح
۵۹۶
- ۶۔ امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ کی تصریح
۵۹۷
- ۷۔ امام حسین بن علی بن محمد المعروف بالصمیری رحمہ اللہ
۶۰۰
- ۸۔ امام عبد الرحمن بن محمد سرخی رحمہ اللہ کی تصریح
۶۰۱
- ۹۔ علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ کی تصریح

- ۶۰۳ ۱۰۔ امام ابو مسر عبد الکریم مقرئ شافعی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۰۵ ۱۱۔ امام ابوالحسن علی بن احمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۰۵ ۱۲۔ امام یحییٰ بن ابراہیم سلماسی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۰۶ ۱۳۔ امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۰۶ ۱۴۔ امام عبد الکریم بن محمد رافعی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۰۸ ۱۵۔ ابوالمظفر جمال الدین المعروف سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۰۸ ۱۶۔ علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۰۹ ۱۷۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۰۹ ۱۸۔ علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۱۱ ۱۹۔ علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۱۵ ۲۰۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۱۶ ۲۱۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۱۹ ۲۲۔ امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۲۰ ۲۳۔ محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۲۱ ۲۴۔ امام محمد بن علی بن محمد حصکفی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۲۱ ۲۵۔ امام ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ کی تصریح
- ۶۲۲ علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمہ اللہ کی تحقیق
- ۶۲۳ امام ابو حنیفہ کی حضرت عائشہ بنت عبد المطلب سے روایت حدیث پر اعتراضات اور ان کے جوابات
- ۶۲۹ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے لقاء اور روایت کے متعلق لکھے گئے اجزاء
- ۶۳۱ ”فقہ“ کی لغوی تعریف
- ۶۳۱ ”فقہ“ کی اصطلاحی تعریف
- ۶۳۲ ”علم فقہ“ کا موضوع
- ۶۳۲ ”فقہ“ کی غرض و غایت

- ۶۳۲ ”علم فقہ“ اور اس کی عظمت
- ۶۳۳ قرآن کریم سے فقہ کا ثبوت
- ۶۳۶ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ”فقہ الحدیث“ کے فضائل
- ۶۳۷ ”علم الحدیث“ اور ”فقہ الحدیث“ میں فرق
- ۶۳۹ ”محدث“ اور ”فقیہ“ میں فرق
- ۶۳۹ ”فقیہ“ اور ”محدث“ کے فرق کو ایک مثال سے سمجھئے!
- ۶۴۱ ”محدث“ اور ”فقیہ“ کے درمیان فرق پر ائمہ کی تصریحات
- ۶۴۵ محدثین کی موجودگی میں امام ابو ثور رحمہ اللہ کی لاجواب فتاہت
- ۶۴۶ اکابر اہل علم کا امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہ پر اعتماد کرنا
- ۶۴۷ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زوات حدیث تھے
- ۶۴۹ جمع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف دس مجتہد تھے
- بائیس^{۲۲} محدثین کرام کی نظر میں امام ابو حنیفہ کی بلند پایہ فتاہت کا بیان
- ۶۵۲ ۱۔ امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۳ ۲۔ امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۴ ۳۔ امام ابن جریج رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۵ ۴۔ امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۵ ۵۔ امام سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۶ ۶۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۷ ۷۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۷ ۸۔ امام خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۸ ۹۔ قاسم بن معن بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۸ ۱۰۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۵۹ ۱۱۔ امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں

- ۶۶۰۔ ۱۲۔ امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۰۔ ۱۳۔ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۲۔ ۱۴۔ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۲۔ ۱۵۔ امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۳۔ ۱۶۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۳۔ ۱۷۔ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۵۔ ۱۸۔ امام ابو عامر نمیل رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۶۔ ۱۹۔ امام عبد اللہ بن داود الخریجی رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۶۔ ۲۰۔ امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقرئ رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۶۔ ۲۱۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۷۔ ۲۲۔ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی نظر میں
- ۶۶۸۔ ”اصحاب الحدیث“ اور ”اصحاب الرائے“ میں دو امور میں نمایاں فرق
- ۶۷۱۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علوم کا نفع
- ۶۷۱۔ فرعی مسائل میں فقہائے کرام کے درمیان اسباب اختلاف
- ۶۷۵۔ فقہی اختلاف اور مجتہدین کا اختلاف ذوق
- ۶۷۶۔ علم شریعت کے مدوّنِ اوّل امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ
- ۶۷۷۔ مجلس فقہ میں مدوّن کئے گئے مسائل کی تعداد
- ۶۷۸۔ مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کی سنیں وفات
- ۶۸۰۔ استنباط مسائل میں امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ کار
- فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات
- ۶۸۱۔ ۱۔ نصوص سے غایت اعتناء
- ۶۸۷۔ ۲۔ مصادر شرعیہ کے مدارج کی رعایت
- ۶۸۹۔ ۳۔ نقد حدیث میں اصولِ درایت سے استفادہ

- ۶۹۱ ۴۔ حقوق اللہ میں احتیاط
- ۶۹۳ ۵۔ یسر و سہولت کا لحاظ
- ۶۹۶ ۶۔ مذہبی رواداری
- ۶۹۷ ۷۔ نقد حدیث میں اصول و روایت سے استفادہ
- ۶۹۸ ۸۔ قانون تجارت میں دقیقہ منجی
- ۷۰۰ ۹۔ فقہ تقدیری
- ۷۰۱ ۱۰۔ مسلمانوں کی طرف گناہ کی نسبت سے احتراز
- ۷۰۳ ۱۱۔ حیلہ شرعی
- ۷۰۵ حیلہ شرعی کا ثبوت قرآن و سنت اور آثار سے
- ۷۱۰ حیلے کے ناقد علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تنقیدات پر ایک نظر
- ۷۱۱ تالیفات امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ
- ۷۱۵ تالیفات امام اعظم کے متعلق اٹھارہ اکابر اہل علم کی تصریحات
- ۷۲۲ میں اکابر اہل علم کی تصریحات کہ ”فقہ اکبر“ امام ابو حنیفہ کی تصنیف ہے
- ۷۲۹ مشہور غیر مقلدین علماء نے ”فقہ اکبر“ کو امام ابو حنیفہ کی تصنیف قرار دیا
- ۷۳۰ میں اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابو حنیفہ کے مناقب میں جرح کا کوئی جملہ نقل نہیں کیا
- ۷۳۱ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتب میں امام ابو حنیفہ پر کوئی جرح نہیں
- ۷۳۸ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر نقد و جرح اور اس کے جوابات
- ۷۳۹ امام ابو حنیفہ اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ
- ۷۴۹ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے اعتراضات کے جوابات پر لکھی گئی کتابیں
- ۷۵۰ نعیم بن حماد اور ان کی تنقید
- ۷۵۵ امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح اور اس کا جواب
- ۷۶۰ امام ابن عدی کی رحمہ اللہ جرح اور اس کا جواب
- ۷۶۶ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح اور اس کا جواب

- ۷۷۱ حضرت عبداللہ بن مبارک کی طرف منسوب جرح اور اس کا جواب
- ۷۷۵ امام اعظم رحمہ اللہ پر مرجیہ کے الزام کی حقیقت
- ۷۸۱ امام بخاری رحمہ اللہ پر خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا
- ۷۸۲ ارجاء ابوحنیفہ اور ”غنیۃ الطالبین“ کی عبارت
- ۷۸۴ مرجہ فرقہ ضالہ کا عقیدہ
- ۷۹۳ تاریخ بغداد و نقد و جرح کا اہم ماخذ
- ۸۱۵ خطیب کے رد میں لکھی جانے والی کتب
- ۸۱۶ ”میدان الاعتدال“ کے نسخے میں امام ابوحنیفہ پر جرح اور اس کا جواب
- ۸۲۳ کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں؟
- ۸۳۵ امام ابوحنیفہ کی ذکاوت کے پچاس^۵ دلچسپ واقعات
- ۸۶۳ امام ابوحنیفہ کی امام ابو یوسف کو پینتیس^{۳۵} عمدہ نصائح
- ۸۷۵ مصادر و مراجع



تقریظ

حضرت مولانا عبد القیوم حقانی صاحب مدظلہ

الحمد للہ حضرت العجلالۃ والصلاۃ والسلام علی خاتم الرسالۃ، أما بعد!

مولانا محمد نعمان سلمہ الرحمن نوجوان عالم دین، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل اور جامعہ انوار العلوم، مہران ٹاؤن کورنگی، کراچی کے اُستاذ ہیں، موصوف کئی علمی، دینی، مذہبی اور تحقیقی کتابوں کے مصنف اور مؤلف بھی ہیں۔ ”فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ“، ”قواعد التفسیر“، ”قواعد الفقہ“ اور ”معارف اُم القرآن“ جیسی اہم اور تحقیقی کتابیں، ارباب علم و کمال سے دادِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔

موصوف کی پہلی کتاب جب احقر کے پاس آئی تو دیکھ کر دل میں آیا کہ مؤلف عنقریب بہت بڑا کام سرانجام دیں گے، اور اب جب ”امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام“... جو موصوف کی نئی علمی اور تحقیقی کاوش ہے... دیکھی تو خوشی کی انتہا نہ رہی، کتاب سفر و حضر میں ساتھ رہی، ”شرح صحیح مسلم“ میں مصروفیت کے باوجود وقتاً فوقتاً مطالعہ کرتا رہا، اور مؤلف کے لئے علم و عمل اور مزید تعمیری کام کی دُعائیں کرتا رہا۔ مؤلف موصوف کی یہ کتاب اپنے موضوع پر ہر لحاظ سے جامع ہے، اس میں اگر امام اعظم کی سوانح ہے تو دوسری طرف محدثانہ جلالتِ قدر بھی ہے، امام صاحب کی تابعیت ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے آپ کی روایت حدیث کا ثبوت بھی ہے، فقہ حنفی کے خصائص ہیں تو معترضین کے اعتراضات کے جوابات بھی ہیں۔

بہر حال! مؤلف کی یہ کاوش ہر لحاظ سے قابلِ تعریف اور لائقِ صد تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو مزید علمی، تحقیقی اور تعمیری کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حاسدین کی نظربد سے حفاظت فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وأصحابہ أجمعین۔

عبد القیوم حقانی

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

تبصرہ از ماہنامہ ”بینات“ کراچی

مولانا محمد نعمان، فاضل جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن۔ صفحات جلد اول: ۴۶۸، جلد دوم: ۵۳۴۔ ناشر: دارالناشر، حق اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔

مولانا محمد نعمان فاضل نوجوان ہیں، تھوڑے ہی عرصے میں ان کی کئی کتابیں منصہ شہود پر آچکی ہیں، مثلاً: تعوذ، تسمیہ اور سورہ فاتحہ کے متعلق ۱۰۰ مباحث پر مشتمل ”معارف اُم القرآن“، ”قواعد الفقہ“، ”قواعد التفسیر“، ”فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ“ وغیرہ ان کی تالیفات ہیں۔ اب زیر تبصرہ کتاب ”امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام“ ان کی نئی تالیف ہے۔ اس کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم رحمہ اللہ کی جلالتِ شان سوا کا براہلِ علم کی نظر میں، آپ کی اصولِ حدیث، فنِ حدیث اور رجال میں مہارت، ”کتاب الآثار“ کا تفصیلی تعارف، اُنتیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف، صحابہ سے روایتِ حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان، تالیفاتِ امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی زکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات جیسے موضوعات کو لیا گیا ہے۔

کتاب کا ٹائٹل بہت ہی عمدہ، کاغذ، طباعت اور جلد بندی میں بھی سلیقہ مندی سے کام لیا گیا ہے، دینی کتب میں نئے انداز سے یہ ایک نیا اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف، ناشر اور مرتبین کی محنت و سعی کو قبول فرمائے۔

(ماہنامہ ”بینات“ کراچی شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ جولائی ۲۰۱۴ء)



مقدمہ

محقق العصر حضرت مولانا سجاد الحجابی مدظلہ

سراج الأمت امام اعظم ابوحنیفہ اور علم کلام

اللہ تعالیٰ نے جن شخصیات کو اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ہدایت کا ذریعہ بنایا، جن کی محنتوں سے دین کی تعبیر و تفہیم اور تطبیق کا عمل ہوتا رہا، اور ان کی برکت سے بیش بہا فوائد اور ثمرات حاصل ہوتے رہے، البتہ بعض اوقات کسی خاص میدان میں بہت نمایاں خدمات انجام دینے کی وجہ سے ان حضرات کے دیگر کمالات کو لا شعوری طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا بعض اوقات دیگر مصالِح ان کمالات کے اظہار سے مانع ہوتے ہیں۔

انہی حضرات کی فہرست میں امام الائمہ، سراج الأئمہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔ حضرت الامام نے فقہ کے میدان میں ایسی بے نظیر خدمت انجام دی جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مایہ فخر اور باعثِ رفعت و امتیاز ہے، لیکن شاید قارئین کو یہ علم نہ ہو کہ حضرت الامام نے جہاں فقہ میں تجدیدی کام کیا وہاں علم کلام، سیاست اور عربیت میں بھی آپ کی خدمات بے مثل ہیں۔

لیکن بد قسمتی سے جس طرح سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سیاسی کردار کے حوالے سے کھل کر گفتگو کرنے کا رواج نہیں ہے، اور خلافت کے قیام و حفاظت میں آپ کی مساعی اور فکر کو بیان کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے سلسلے میں کوئی قابل ذکر کاوش نہیں۔ کچھ اسی طرح امام صاحب کی زندگی کے ایک دوسرے گوشے کی طرف بھی التفات نہیں کیا جاتا، وہ نہایت اہم عنوان امام صاحب کا علم کلام وال عقیدہ کی معرفت و حقیقت بینی میں بلند مقام اور عقیدے کے حوالے سے آپ کی گراں قدر خدمات اور پیہم کوششوں کا تذکرہ ہے۔

امام صاحب جیسی عظیم شخصیت جن کے کندھوں پر اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی اور قیادت اور سیادت کی عظیم ذمہ داری تھی، جو اس کے لئے محنت کر رہے تھے، اور ایک بڑا حلقہ خواص اور غریب

سے وابستہ تھا، جن کی آپ ہر طرح سے تربیت فرما رہے تھے، آپ اُمتِ مسلمہ میں فکری، نظریاتی اور عقیدی حوالے سے اُٹھنے والی آوازوں، عقیدے کی صحیح تعبیر، اہل زبغ و ضلال کے داؤ پیچ سے واقفیت اور ان کی سرکوبی، نیز عقیدے کے حوالے سے دیدہ دانستہ، یا نادیدہ نادانستہ گمراہی کے شکار لوگوں کے افہام و تفہیم کے عمل سے ہرگز تغافل نہیں کر سکتے تھے۔

بھلا جو شخصیت معمولی سمجھے جانے والے فروعات تک اُمت کی راہنمائی کے لئے تن من کی قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت تیار تھی، اور اسی کا شغل و مشغلہ اپنائے ہوئے تھی، وہ شخصیت دین کے بنیادی مسئلہ ”عقیدہ“ سے کس طرح تغافل کر سکتی تھی؟ جس نے نصوص کے باہم باریک فروق کو واضح کیا، فرض، واجب، سُنت، مستحب کی بنیاد پر شریعت کے احکامات، معمولات کو صاف صاف بیان کیا، اُمتِ مسلمہ کے ایک واضح اور سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لئے اُصول وضع کئے، تفریعات کا سلسلہ قائم رکھا، اس کی تعلیم دی۔ ایسی دُور رس نگاہ رکھنے والی شخصیت جو اُمتِ مسلمہ کو مستقبل میں درپیش خطرات کا سامان کرنے کے لئے بھی فکر مند تھی، یقیناً ان کا دل مسلم معاشرے میں پھیلانے جانے والے غلط نظریات، باطل افکار اور غلط عقیدوں اور غلط تعبیرات کے لئے دھڑکتا تھا، اسی کا یہ مظہر تھا کہ آپ نے علم کلام و عقیدہ کو بھرپور توجہ دی، اس کے ذریعے گمراہ فرقوں کی بیخ کنی کی، ان کے وسوسوں کی حقیقت کو کھولا، اور مسلسل بحث و مباحث کر کے ان کے دانت کھٹے کئے۔

امام صاحب کی عظمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انہوں نے عقیدے کے مسئلے کو توجہ دی، کیونکہ یہ اسلامی شریعت کا نہایت واضح اور جلی عنوان ہے، بلکہ تمام انبیائے کرام کے ہاں سب سے زیادہ زور عقیدے کی تعلیم اور اس کی دُرنگی پر دیا جاتا رہا ہے، عقیدے کے باب میں کسی قسم کا تسامح نہیں برتا گیا ہے، اس عظیم شخصیت نے جس نے اُمت کے مسائل میں وراثتِ نبوی کے ناطے راہنمائی کرنی تھی، اس نے عقائد و علم کلام کا میدان بھی خالی نہیں چھوڑا، اور اس میں ایسی ہی امامت اور سیادت کا رتبہ حاصل کیا جس طرح فقہ میں اُمتِ مسلمہ نے ان کی امامت اور سیادت کو تسلیم کیا ہے۔

اُمتِ دعوت اور اُمتِ اجابت کی تاریخ گواہ ہے کہ عقیدے کا مسئلہ کبھی بھی مسلمانوں کے یہاں غیر اہم نہیں رہا، البتہ عقیدے کے حوالے سے اُٹھنے والے سوالات کی نوعیت مختلف رہی ہے۔ ہر دور میں جب کوئی نئی خرابی آئی، کسی علمی، عملی اور مادی کمزوری نے مسلم معاشرے کو لپیٹ

میں لیتا چاہا، اور ان کے ایمان و عقائد پر شب خون مارنا چاہا، تو اللہ تعالیٰ نے اس دور کے اہل حق کو اس گمراہی کے خلاف کھڑا کیا، اور ان کو اہل باطل اور ان کے نظریات و افکار کی تیغ کئی کرنے کی توفیق بخشی۔

امام صاحب رحمہ اللہ کا علم کلام میں بلند مقام

امام صاحب رحمہ اللہ کو جن علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی، جس میں آپ نے اپنا لوہا منوایا، ان میں ایک علم کلام بھی ہے، جس میں آپ کو بلند مقام حاصل تھا۔ متقدمین اور متاخرین کے تصنیف کردہ مصادر و مراجع میں اس بات کی بیسیوں شہادتیں موجود ہیں، اپنے اور پرائے سب ہی اس کے قائل رہے ہیں، مشہور مؤرخ امام ابن خلکان شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”وفیات الأعیان“ میں امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

الناس کلهم عيال علی ثلاثة: علی مقاتل بن سلیمان فی التفسیر، علی

زہیر بن ابی سلمیٰ فی الشعر، علی ابی حنیفۃ فی الکلام۔^(۱)

ترجمہ:- علمی دنیا کے تمام لوگ تین آدمیوں کے خوشہ چین ہیں، تفسیر میں

مقاتل بن سلیمان کے، اشعار میں زہیر بن ابی سلمیٰ المزنی کے، اور علم

کلام اور عقائد میں امام ابوحنیفہ کے۔

ایک جلیل القدر امام کی طرف سے علم الکلام میں ان کی مہارت کے لئے اعتراف و اقرار

کے یہ واقعہ جملے حضرت امام اعظم کی جلالتِ شان اور مہارتِ تامہ کی دلیل ہے، جس طرح فقہ میں

علمی دنیا والے ان کے مرہونِ منت ہیں، اس تعبیر میں امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ علم کلام

و عقیدے میں بھی انہی کو سبقت اور فوقیت حاصل ہے، یہ محض ایک عقیدے کا اظہار نہیں، بلکہ امام

صاحب نے اس حوالے سے جو مشقتیں برداشت کی ہیں اور اہل حق کی طرف سے نمائندگی کرتے

ہوئے فریقِ باطلہ پر جو دھاک بٹھائی اور اصول و قواعد بتلائے تھے، یہ اس کا بیان ہے، گویا بعد میں

عقائد کی صحیح تعبیر و تشریح اور فریقِ باطلہ کی تردید و توضیح کے جو کام ہوئے ہیں قرنِ ثانی کے شروع میں

امام صاحب کی کاوشیں ان کے لئے مدد و معاون بنی ہیں۔ پانچویں صدی کے مشہور متکلم امام عبدالقاہر

البغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”التبصرة البغدادیة المعروف بہ أصول الدین“ میں اس بات کو

اور زیادہ واضح انداز میں بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اول متکلمی اهل السنة من الفقهاء أبو حنيفة. ألف فيه الفقه الأكبر،
والرسالة في نصرة أهل السنة.^(۱)

ترجمہ:- اہل بدعت کے مقابلے میں نکل کھڑے ہونے والے فقہاء میں سب سے پہلا رویدان امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں جس نے (بالمشافہ گفتگو کے علاوہ) ”الفقه الأكبر“ نامی کتاب لکھی، ایسے ہی اہل سنت کے مذہب کی حمایت میں ”الرسالة“ لکھا (غالباً عثمان الیسی کے نام لکھا گیا رسالہ مراد ہے)۔
امام صیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إن الإمام أبي حنيفة كان متكلماً هذه الأمة في زمانه وفقههم في
الحلال والحرام.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ اپنے وقت میں (اہل بدعت کے مقابلے میں) اُمتِ مسلمہ کے سب سے بڑے متکلم اور حلال و حرام کی تمیز و توضیح میں فقیہ و مجتہد تھے۔

شافعی مؤرخ، محدث امام، فقیہ، خطیب بغدادی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ”تاریخ مدینة السلام“ میں خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

كنت أنظر في الكلام حتى بلغت فيه مبلغاً يشار إلي فيه بالأصابع.^(۳)
ترجمہ:- میں علم کلام میں غور و فکر، اور تحقیق کرتا رہتا یہاں تک کہ مجھے اس میں اس قدر مہارت حاصل ہو گئی کہ علم کلام میں مرجع کا مقام پایا، اور علم کلام میں میرا حوالہ اور اشارہ دینے لگے۔

امام صاحب نے چاروں طرف سے اہل بدعت اور ہوئی کی طرف سے اُٹھتی ہوئی آوازوں میں اس بات کو محسوس کیا کہ علم کلام کی طرف خوب توجہ دی جائے، چنانچہ گیارہویں صدی کے محقق اور

(۱) التعليق القويم على مقدمة كتاب التعليم، از علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ: ۱۶۹، ناشر سندھ ادبی اکیڈمی

(۲) أصول الدين للبغدادی: ۱۶۲، ۱۶۳

(۳) إشارات المرام: ص ۱۹

(۴) تاریخ بغداد: ج ۱۳، ص ۳۳۳

أصولی علامہ کمال الدین بیاضی اپنی نفیس کتاب ”إشارات المرام عن عبارات الإمام“ میں لکھتے ہیں:

أبو حنیفة أول من دَوَّن الأصول الدینیة، وأتقنها بقواطع البراهین الیقینیة فی مبادئ أمره، بعد رأس المئة الأولى، وإنما كانت رسائل من تقدمه فی رد الخواارج والقدریة. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وہ پہلی شخصیت ہیں جس نے اپنے ابتدائی زمانے میں پہلی صدی کے تھوڑے دن بعد اصول دین کو باقاعدہ مرتب کیا، امام صاحب سے پہلے جن لوگوں نے اس موضوع پر لکھا تھا وہ محض خوارج اور قدریہ کی تردید پر مشتمل تھا، باقاعدہ اصولی باتیں نہیں تھیں۔

علم کلام کے ذریعے اہل بدعت سے مباحثے

امام موفق مکی رحمہ اللہ ”مناقب أبي حنیفة“ میں امام ابو حفص صغیر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام اعظم علم کلام سے وابستہ رہے، اسی کے ذریعے اہل بدعت سے گفتگو اور مباحثے کرتے، اس میں اس قدر مشغول رہے کہ ان کو علم کلام میں مہارت حاصل ہوئی۔ ^(۲)

امام اعظم رحمہ اللہ علم الکلام کے سرخیل تھے، علامہ زرنجری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إن أبا حنیفة کان صاحب حلقة فی الکلام. ^(۳)

ترجمہ:- علم کلام میں اس کے حوالے سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مستقل حلقہ درس رکھتے تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جب علم کلام میں امامت کا درجہ حاصل کیا، تو باقاعدہ اہل بدعت سے انہی کے ہاں جا کر بیسوں مناظرے کئے، یہ بات بھی واضح ہے کہ ان کے سامنے اچھے اچھے لوگ بھی نہیں ٹھہر سکے، صرف بصرہ ہی کو لے لیجئے جو امام صاحب کے دور میں ہر قسم کے فتنوں کا مرکز

(۱) إشارات المرام: ص ۱۹، ناشر: زمزم کراچی

(۲) مناقب أبي حنیفة للموفق، ج ۱ ص ۶۳

(۳) مقدمة إشارات المرام للکوثری، ص ۳

تھا، علامہ کوثری رحمہ اللہ نے بصرہ کو ”ہند الاداء والدحل“ کے نام سے یاد کیا ہے۔^(۱)

امام صاحب بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ تشریف لے گئے تھے، اور وہاں خوارج، شیعہ، قدریہ اور دہریہ وغیرہ سے علمی گفتگو کی، بلکہ بعض مرتبہ سالہا سال بصرہ کی سرزمین پر مناظروں میں مصروف رہے۔ تاریخ میں امام صاحب کے جوشاذ و نادر رؤسدا مناظرہ ملتی ہیں، ان میں امام صاحب دلائل کے شہسوار نظر آتے ہیں، بلکہ راقم اشیم عرض گزار ہے کہ اگر امام صاحب کے مناظرے اور مباحثے کو کوئی صاحب ذوق کتابوں سے تلاش کر کے اکٹھا کر لے تو اچھی خاصی جلد تیار ہو سکتی ہے۔

امام فخر الدین الرازی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”المطالب العالیۃ من العلم الإلهی“ میں امام صاحب کی دہریوں اور کمیونسٹوں سے ایک گفتگو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دہریوں کے لئے برہنہ تلوار تھے، دہری ہمیشہ اس کوشش میں ہوتے کہ کوئی موقع ہاتھ آئے تو امام صاحب کا کام تمام کر دیں، ایک مرتبہ امام صاحب اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے، اچانک دہریوں نے اپنی تلواروں کے ساتھ آپ کو گھیر لیا اور امام صاحب کو قتل کرنے کے ارادے سے بڑھنے لگے، امام صاحب نے فوراً کہا: اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو یہ بیان کرے کہ سمندر میں میں نے بہت بڑی کشتی دیکھی جو سامان سے لدی ہوئی ہے اور اس پر بھاری بوجھ ڈالا گیا ہے، اور سمندری طوفان اور امواج نے اس کو آگھیرا، اور کشتی خود بخود ایسے حالات میں آرام سے اپنا سفر طے کر رہی تھی، اس میں ملاح تھا نہ کپتان، خود ہی چل رہی تھی۔ امام صاحب نے فرمایا: کیا اس شخص کا یقین کرو گے؟ دہری کہنے لگا: نہیں نہیں!! کشتی ملاح کے بغیر کبھی سمندر میں نہیں چل سکتی، ہماری عقل اس کو نہیں مانتی۔ امام صاحب نے برجستہ فرمایا: جب ایک چھوٹی سے کشتی بغیر ملاح کے سمندر میں سفر نہیں کر سکتی، تو اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی کائنات جس کی وسعت مشاہد ہے، کسی خالق کے بغیر کیسے چل سکے گی؟! دہریوں نے جب یہ سنا تو رونے لگے اور امام صاحب سے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں۔^(۲)

اس واقعے سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب نے علم الکلام کی طاقت سے کتنے

(۱) مقدمة تبیین کلب المفتری: ص ۱۱

(۲) المطالب العالیۃ من العلم الإلهی، ج ۱ ص ۲۴۱، طبعہ دار الکتاب العربی بیروت

لوگوں کو راہِ راست پر لگانے کی سعی کی ہوگی، کتنے ہی ہزاروں لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ تائب ہوئے ہوں گے۔

امام بخاری اور مسلم کے دادا اُستاد حافظ خرمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ امام صاحب کے لئے ہر نماز میں دُعا کیا کریں، کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے دین و سنت و فقہ کو محفوظ کیا ہے۔^(۱)

امام صاحب کا درجہ تو علمِ کلام میں سب کے نزدیک متفق علیہ ہے، امام صاحب کے حلقہ شاگردان بھی سب کے سب علمِ کلام میں کامل دسترس رکھتے تھے۔

آپ اس کا اندازہ اس روایت سے لگا سکتے ہیں جو مناقبِ کردری میں خالد بن زید العمری سے منقول ہے:

امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگرد ابو یوسف، محمد، زفر، حماد بن ابی حنیفہ نے تمام اہل بدعت سے انتصارِ حق کے لئے مناظرے کئے، بے شک وہ سب ائمہ علم تھے، اور مخالفین کو مناظرے میں شکست دیتے تھے۔^(۲)

علمِ کلام میں امام اعظم رحمہ اللہ کی بلند پایہ تصنیفات

متقدمینِ اسلام میں امام اعظم رحمہ اللہ ہی وہ واحد شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے بعد علمِ الکلام کے موضوع پر وافر ذخیرہ چھوڑا ہے، جس سے رہتی دنیا تک استفادہ کیا جائے گا، امام صاحب کی علمِ الکلام و عقائد میں تقریباً پانچ کتابیں ہم تک پہنچی ہیں، جن میں سے ہر ایک کتاب کا مستقل ذکر کر کے اس کتاب کے بارے میں لکھی گئی شروحات کا بھی مختصر تذکرہ کر دینا بھی مناسب ہے۔

”الفقہ الاکبر بروایۃ حماد بن ابی حنیفہ“ اور اس کی شروحات کا تعارف اس باب میں امام صاحب کی سب سے مشہور اور متداول کتاب ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی

(۱) تذکرۃ الحفاظ للذہبی، ج: ۱، ص: ۳۳۸، نیز کتاب: مکاتلہ الإمام أبی حنیفہ فی الحدیث للعلامة عبدالرشید النعمانی، ص: ۳۲

(۲) مناقب أبی حنیفہ للموفق المکی، ص: ۱۰۰، نیز دیکھئے: إشارات المرام، ص: ۱۹، مقدمة المحققین علی الوصیۃ للہابری، ص: ۲۳

ذات وصفات کے حوالے سے مباحث کے علاوہ رسالت و قیامت کا عقیدہ، عذابِ قبر اور پلِ صراط کا عقیدہ، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ اور فعلیہ، اور قضا و قدر کے مباحث سلجھے ہوئے انداز میں ذکر کئے گئے ہیں۔

امام صاحب کے اس جامع متن کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ تقریباً ہر قرن کے متکلمین و فقہاء نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ ہم قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے چند شروح کا ذکر کرتے ہیں:

۱- منح الروض الأزهر فی شرح الفقہ الاکبر :- ملا علی القاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) کی مشہور زمانہ شرح ہے، جس میں متن کی ہر عبارت کی پوری توجیہ و تشریح کی ہے، متعدد جگہوں سے یہ شرح شائع ہو چکی ہے، سب سے اچھی طباعت و تحقیق ”دار البشائر الإسلامیہ“ بیروت سے شیخ وہبی سلیمان غادجی کی تحقیق سے ہے۔

۲- القول الفصل شرح الفقہ الاکبر للإمام محی الدین بہاء الدین (المتوفی ۹۵۴ھ) :- یہ شرح خالص عقلی اور مضبوط استدالات سے مزین ہے، جو بیروت ”دار الكتب العلمیة“ سے شائع شدہ ہے۔

۳- شرح الفقہ الاکبر للإمام أبو المنعمی البغدیساوی (المتوفی ۹۳۹ھ) :- یہ شرح بھی متداول اور مشہور ہے اور کافی مدارس میں داخلِ نصاب ہے، راقمِ اشم بھی اس شرح کا درس کئی سالوں سے بتوفیق اللہ دے رہا ہے۔

۴- شرح الفقہ الاکبر للإمام بحر العلوم عبد العلی اللمکنوی :- جو ہند میں علوم و فنون میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، اور ہندوستان اگر ان کے علم پر ناز کرے تو بجا ہے، ان کی چند ہی تصانیف ہیں جو انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں، لیکن ہر کتاب حرفِ اول و حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔

ان کی شرح ”الفقہ الاکبر“ فارسی زبان میں ”الرحیم اکیڈمی“ کراچی سے چھپی ہے، جو بہترین استدالات پر مشتمل ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی مکمل ہو گیا ہے، مگر تاہنوز طبع نہ ہو سکا۔

”الفقہ الأبسط“ اور اس کی شروحات کا تعارف

امام ابو حنیفہ کی دوسری کتاب ”الفقہ الأبسط“ ہے، جس کی روایت امام صاحب کے

شاگرد امام ابو مطیع بلخی نے کی ہے۔ ”الفقه الأيسر“ رسالہ بھی اپنی جگہ ایک جامع متن ہے اور عقائد کے سلسلے میں کافی فوائد اس میں مندرج ہیں۔ امام صاحب کی یہ کتاب بھی دوسرے علماء کے ہاں کافی مخدوم ہے، متقدمین حضرات کے زمانے سے اس کے شروع لکھے گئے ہیں، مثلاً:-

۱- شرح الفقه الأيسر الإمام أبو الليث السمرقندي (المتوفى ۵۳۷ھ) جو چند واسطوں سے امام صاحب کے شاگرد ہیں۔ یہ شرح علامہ کوثری رحمہ اللہ نے اپنی تحقیق سے مصر ”مطبعة الانوار“ سے شائع کی۔

۲- شرح الفقه الأيسر الشيخ عبيد الله العلوي، جو مجلس علمی ڈابھیل نے چھاپی ہے۔
۳- شرح الفقه الأيسر الشيخ محمد الحسيني المعروف به گيسودراز، لیکن یہ شرح ناقص ہے، حضرت نفیس شاہ حسینی لاہور کے مکتبہ میں اس کا مخطوط موجود ہے۔

”الوصية“ اور اس کی شروحات کا تعارف

یہ رسالہ جو امام صاحب نے وصیت کی شکل میں تحریر فرمایا ہے ”كتاب الوصية“ سے مشہور ہے، اس میں بہت سارے عقائد اہل سنت نہایت خوبصورت انداز میں مندرج ہیں، اس رسالے کی بہت سے علماء نے خدمت کی ہے:

۱- ”شرح الوصية“ اس رسالے کی مشہور شرح اکمل الدین الباہرتی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۶ھ) نے کی ہے، علامہ باہرتی اپنے زمانے کے مشہور فقیہ، اصولی اور متکلم ہیں، اور ان کی تصانیف جودت میں مشہور ہیں، ان کی شرح بہترین تحقیق کے ساتھ ”دار الفتح“ اردن سے شائع ہوئی ہے۔

۲- ”الجواهر المنيفة شرح الوصية“ ملا حسین سکندری رحمہ اللہ نے لکھی ہے، اس شرح کا اکثر حصہ علامہ باہرتی کی شرح سے مستفاد ہے، حیدرآباد دکن سے مطبوع ہے۔

۳- ظهور العطية شرح الوصية للإمام المعصومي۔

۴- شرح الوصية لنور الدين إبراهيم بن الحسن أفندي الإسكندري یہ شرح بھی

مطبوع ہے۔

۵- اس کتاب کا ایک نسخہ ”دار ابن حزم“ نے چھاپا ہے، جس پر ابن ابی العز، ابن باز اور

دوسرے غیر مقلدین حضرات کے انحرافات موجود ہیں۔

”العالم والمتعلم“ اور اس کی شروحات کا تعارف

اس رسالے میں امام صاحب اپنے شاگرد ابو مقاتل حفص بن مسلم السمرقندی کے مختلف سوالوں کا جواب دیتے ہوئے نظر آئے ہیں، اس متن کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ امام ابو بکر محمد بن فورک الانصاری (المتوفی ۴۰۶ھ) جیسے ماہر اور مایہ ناز متکلم نے اس کی شرح کی ہے، یہ شرح بھی مطبوع ہے، اور انٹرنیٹ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

”الرسالة إلى عثمان البتي“ کا تعارف

یہ درحقیقت امام صاحب کا ایک خط ہے، جو انہوں نے بصرہ کے مشہور تابعی عثمان البتی کے نام لکھا ہے، موصوف بڑے درجے کے فقیہ تھے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کو شرفِ روایت بھی حاصل ہے، ۱۴۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔ اس خط میں امام صاحب نے اپنے شاگرد امام عثمان البتی کو مختلف عقائد اہل السنۃ سے رُوشناس کرایا ہے، بالخصوص مسئلہ ارجاء پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کی علمی مجلسوں میں علمِ کلام کی ذیلی مباحث کا کس قدر جہ چا اور رواج تھا، کیونکہ فتنے سر اُٹھا رہے تھے، بسا اوقات اہل سنت کی کسی تعبیر کو بھی نشانے پر لیا جاتا تھا، جیسا کہ مسئلہ ارجاء میں ہوا۔

یہ پانچ کتابیں امام صاحب سے عقائد کے سلسلے میں ہم تک پہنچی ہیں، امام ابو منصور الماتریدی رحمہ اللہ (المتوفی ۳۳۳ھ) نے اپنی کتابوں کا مدار انہی پانچ کتابوں پر رکھا ہے، اور موقفِ اہل السنۃ کی عصری اُسلوب میں وضاحت کی ہے۔

گیارہویں صدی کے معروف متکلم و محقق، امام کمال الدین البیاضی نے امام صاحب کی ان پانچ کتابوں کو بہت منہج انداز میں ایک کتاب میں ملخص کیا، اس تلخیص کا نام ”الأصول المہیفة للإمام أبي حنيفة“ ہے جو چند سال پہلے ترکی سے شائع ہو گئی ہے۔

خود امام بیاضی ہی نے اپنے مجموعہ متن کی بہترین انداز میں شرح لکھی ہے جس کا نام ”إشارات الحرام عن عبارات الإمام“ رکھا ”مطبعة الأنوار“ سے یہ کتاب چھپی ہے، اور الحمد للہ! پاکستان میں ”زمزم پبلشرز“ نے اس نسخے کی تصویر چھاپی ہے۔ ہمارے استاذ محقق

کبیر حضرت مولانا محمد امین اور کزنئی رحمہ اللہ اکثر یہ تمنا فرمایا کرتے تھے کہ یہ کتاب درس پڑھائی جاتی تو اچھا ہوتا۔

علامہ کوثری رحمہ اللہ کے اندازے کے مطابق اہل السنۃ ماترید یہ کی مطبوع کتابوں میں اب تک سب سے مستقیم و مرتب کتاب یہی ہے۔^(۱)

امام طحاوی کے متن کا تعارف اور شرح ابن ابی العزیز پر ایک تبصرہ

اس طرح امام طحاوی (الولود ۲۳۹ھ والتمون ۳۲۱ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کی کتابوں کو سامنے رکھ کر ایک بہترین متن تیار کیا جس کا نام ”بیان عقیدۃ فقہاء الملة: ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن الحسن“ رکھا۔

اس متن کی بھی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں، اس کی ایک معروف شرح ابن ابی العزیز کی ہے، جس کے نام کے ساتھ ”الحنفی“ کا لاحقہ لگا کر بڑے تزک و اہتمام سے شائع کرایا جاتا ہے، اس کی تہذیب بھی شائع ہوئی ہے، جو مفت تقسیم کی جاتی ہے، بھلا جو لوگ احناف کے خلاف لگے ہوئے ہوں اور ان کی روزی، روٹی کا مسئلہ احناف کی بیخ کنی کرنے کی ناکام کوشش سے وابستہ ہو، ان کو احناف کا مسلک اور عقیدہ عام کرنے کی کیا سوجھی؟

ابن ابی العزیز حنفیہ کے قاضی رہے، حنفی خاندان سے تعلق تھا اور فروع میں کچے حنفی تھے، البتہ اصول الدین بنیادی مسائل میں جمہور اہل سنت والجماعت کے بجائے دوسرے بعض حنابلہ کے مذہب کو حنفیہ میں فروغ دینے کی کوشش کیا کرتے تھے، اس شرح کو شیخ البانی صاحب اور زہیر شادیش نے طبع کرایا ہے۔

”الحنفی“ کا لاحقہ دیکھ کر کئی لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور کے کئی شارحین نے موصوف کی باتیں نقل کی ہیں، حالانکہ ان مواقع پر ماترید یہ اور جمہور کا مسلک دوسرے انداز سے بیان کیا جاتا ہے، اس کتاب اور شارح کے تعارف پر راقم السطور کا ایک مقالہ ”شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العزیز پر تحقیقی نظر“ کے عنوان سے ماہنامہ ”وفاق المدارس“ اور کئی دوسرے ماہناموں میں بھی چھپ چکا ہے۔

(۱) حاشیہ کتاب الأسماء والصفات للکوثری، ص ۴۲۸، ۴۲۹، نیز التعليق القويم علی مقدمة کتاب

امام اعظم کی طرف منسوب بعض کتابوں اور تعبیرات پر ایک نظر واضح رہے کہ بعض کتابیں عقائد ہی کے سلسلے میں امام صاحب کی طرف جھوٹی منسوب کی گئی ہیں، جن سے امام صاحب بڑی ہیں۔

ان کتابوں میں ایک کتاب ”کتاب أن الله في السماء دون الأرض“ ہے، اس کتاب کی نسبت امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف کی گئی ہے، لیکن محققین نے اس کا بھرپور انداز سے رد کیا ہے، چنانچہ اس کی سند میں نعیم بن حماد راوی ہے، اور وہ امام صاحب کے متعلق جھوٹ گھڑتا تھا، نعیم بن حماد مجسم تھا۔ اسی سند کے دوسرے راوی نعیم بن حماد کے سوتیلے باپ اور استاذ نوح الجامع ہیں، جن کی جلالت قدر فروع میں تو مسلم ہے، لیکن عقائد میں تجسیم کے قائل تھے، خود الجامع کے سوتیلے باپ رئیس الجسمہ مقاتل بن سلیمان تھے، آپ اندازہ لگائیں کیا اس سند سے امام صاحب کی کتاب ثابت ہو سکتی ہے؟^(۱)

امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب بعض عبارات کا جائزہ

عصر حاضر میں اہل بدعت اپنے باطل عقیدے کی تائید کے لئے امام صاحب کی عبارات میں قطع و برید کر کے نقل کرتے ہیں، تاکہ تجسیم و مکان کا باطل نظریہ امام صاحب کے سر تھوپ دیں، جو سراسر غلط اور ظلم ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ابو مطیع بلخی نے پوچھا: ”اگر ایک آدمی اس طرح کہے کہ مجھے پتہ نہیں کہ میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں“ تو امام صاحب نے فرمایا: ”وہ آدمی کافر ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”الَّذِينَ هُمْ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى“ (ظہ) اللہ تعالیٰ عرش پر برابر ہوا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے۔“

پھر میں نے کہا کہ اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ ”اللہ اوپر ہے، لیکن اللہ کے عرش کا مجھے پتہ نہیں کہ آسمان میں ہے یا زمین میں“ تو امام صاحب نے کہا: ”یہ بھی کافر ہے اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اوپر ہونے سے انکار کیا۔“

(۱) دیکھئے: الفقہ الأيسر، ص: ۶۰۷، ضمن مجموعة العقيدة وعلم الكلام، نیز ص ۴۹ / الفقہ الاکبر لاہی مطبع البلیغی، مطبوعہ الرحیم اکیڈمی، کراچی

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ عبارت جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی گئی ہے، اس عبارت میں تحریف کی گئی ہے، جس کی وجہ سے اس عبارت کے مطلب کو سمجھا نہیں گیا، عبارت مذکورہ کو اگر اصل مرجع میں دیکھ لیا جائے تو اِشکال خود بخود زائل ہو جائے گا

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ان کے متعدد، جلیل القدر، کبار شاگردوں نے ”الفقہ الاکبر“ کی روایت کی ہے، مذکورہ عبارت ابو مطیع بلخی کی ”الفقہ الاکبر“ (ص ۶۰۷) ضمن مجموعہ العقیدۃ و علم الکلام میں درج ہے (”فقہ اکبر“ بروایت ابو مطیع بلخی کو ”الفقہ الاہبط“ سے بھی بچانا جاتا ہے۔

چنانچہ اصلی عبارت یہ ہے:

قال أبو حنیفۃ: من قال: لا أعرف ربی فی السماء أو فی الأرض فقد کفر.
و کذا من قال: إنه علی العرش ولا أدری العرش ألی السماء أو فی الأرض.

عبارت بالا کا ترجمہ یہ ہے:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا کہ ”میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین میں“ تو اس نے کفر کیا، اور اسی طرح جس نے یہ کہا کہ ”اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے“ یا (فوقیتِ حسی کے ساتھ) اور کہا کہ ”میں نہیں جانتا عرش آسمان میں ہے یا زمین میں“ تو کفر کیا۔^(۱)

اصل عبارت یہ ہے جس میں تحریف کی گئی ہے، چنانچہ ہم نے اصل مآخذ اور مرجع سے عبارت نقل کی تاکہ کوئی اِشکال باقی نہ رہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس آدمی کو کیوں کافر قرار دیتے ہیں جو یہ کہے کہ: میں نہیں جانتا کہ اللہ آسمان میں ہے یا زمین پر؟

اس جملے کے مطلب کو فقہاء نے خود بیان فرمایا ہے، امام سمرقندی رحمہ اللہ جو قدیم علماء میں سے ہیں، جن کی وفات ۳۷۳ھ میں ہوئی، وہ ”شرح الفقہ الاکبر“ میں اس عبارت کو واضح کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

(۱) دیکھئے حاشیہ: الفقہ الاکبر: ص ۴۹، مطبوعہ الرجم اکیڈمی کراچی

جس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین میں تو اس نے گُفر کیا، اور اس گُفر کی وجہ یہ ہے کہ عبارت مذکورہ میں قائل اللہ کے لئے مکان کا تاثر دے رہا ہے اور مکان ثابت۔، کرنے سے وہ مشرک بن جاتا ہے، (وجہ یہ ہے کہ عرش اللہ کے لئے مکان اور مستقر ہوا، تو اللہ تعالیٰ کا جسم ہونا لازم آئے گا، اور جسم پر فنا آئے گی جب کہ اللہ تعالیٰ قدیم ذات ہے، جسمیت، مکانیات اور زمانیات سے پاک ہے)۔

امام سمرقندی رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عبارت کی مزید وضاحت کرتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”الْوَاحِدُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ۝“ (ظنہ) پھر قائل نے کہا: ”میں اس آیت پر ایمان رکھتا ہوں لیکن نہیں جانتا کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں“ تو وہ قائل کافر ہو گیا، اور گُفر کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان اور جسم کا قائل ہو گیا جو گُفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مکان اور جسم سے پاک ہے۔^(۱)

واضح رہے کہ امام سمرقندی رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تین واسطوں سے شاگرد ہیں، لہذا ان کی تشریح پر مکمل اعتماد ہے، اس عبارت کی یہی تشریح دیگر ائمہ حضرات سے بھی منقول ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے امام صاحب اس آدمی کو کافر قرار دے رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے جسمیت اور مکان کا قائل ہے، مثلاً اس قسم کی تشریح سلطان العلماء امام عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ کی کتاب ”حل الرموز ومفاتیح الكنوز“ (ص: ۱۳۶، ط: مکتبۃ الثقافۃ) میں بھی موجود ہے۔

کیا عقائد کی مذکورہ بالا کتابیں امام اعظم رحمہ اللہ سے ثابت ہیں؟

ایک بڑا اعتراض جو قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے اور بعض لوگ اس کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عقائد میں کوئی کتاب نہیں ہے، اور اس موقف سے اچھے اچھے لوگ ٹھوکر کھا گئے ہیں، چنانچہ علامہ شبلی نعمانی بھی ”النعمان“ میں دعویٰ کر بیٹھے کہ ”الفقہ الاکبر“ اور عقائد کی دوسری کتابیں امام صاحب سے ثابت نہیں۔

قبل ازیں کہ ہم ان کتابوں کو امام صاحب سے تعلق بالقبول و سنداً ثابت کریں، کچھ اصولوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کوئی کتاب (بحیثیت مجموعی) کسی فن کی مستند کتاب / مصدر ہے یا

(۱) شرح الفقہ الاکبر، از امام ابوالیث سمرقندی، مطبوعہ الریم اکیڈمی کراچی

نہیں؟ اور جس مصنف کی طرف اس کی نسبت کی جا رہی ہے کیا واقعہ اسی کی کتاب ہے یا نہیں؟ اس امر کی تحقیق وثبوت کے بنیادی طور پر دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ

کسی کتاب کے صحیح النسبہ اور مقبول ہونے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ماہرین فن ایک کتاب کو کسی فن کے لئے مستند شمار کرتے ہوں، اور اس کتاب کو مصنف ہی کی کتاب قرار دیتے ہوں، نیز متعلقہ فن کے مواد و معلومات کے لئے اس کتاب کی طرف رجوع کرتے ہوں، گویا اصطلاحی الفاظ میں مصنف کی طرف اس کتاب کی نسبت کا مسئلہ تو اترا یا کم از کم شہرت کی حد تک پہنچ جاتا ہو۔

البتہ اس صورت میں یہ مسئلہ رہ جاتا ہے کہ اس کتاب کے جس نسخے سے ہم مواد نقل کر رہے ہیں اس کا اطمینان کر لینا ضروری ہے (مخطوط ہو یا مطبوع) کہ اس نسخے کی صحت کیسے ثابت ہو سکتی ہے؟ اس کے لئے بھی اہل علم کے ہاں مستقل اصول و ضوابط موجود ہیں، عوام و طلبہ کے لئے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ متعلقہ نسخہ ایسا ہو جو ماہرین کے درمیان دائر و سائر ہو اور مجموعی حیثیت سے اس کو مستند نسخہ سمجھتے ہوں۔

دوسرا طریقہ

کتاب کو مصنف سے ثابت کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے تک اس کتاب کی سند محفوظ ہو، مصنف سے اس کتاب کو ان کے شاگردوں نے براہ راست سُن کر، یا پڑھ کر، یا اجازت لے کر حاصل کیا ہو، پھر یہ سلسلہ سارے زمانوں میں تسلسل کے ساتھ قائم ہو۔

لیکن ان دونوں طریقوں میں زیادہ مضبوط اور مستند طریقہ پہلے والا ہے، کیونکہ ائمہ علم الکلام، ائمہ فقہ و اصول فقہ، غرض ہر فریق کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اول الذکر طریقے سے کتاب کی نسبت اور اس کا مستند ہونا ثابت کیا جائے تو پھر مصنف کتاب تک سند متصل کا مطالبہ کرنا اور اس کتاب کی کسی حدیث یا مسئلے یا کسی مواد کے نقل کرنے کو وجود اسناد پر موقوف سمجھنا سراسر غلط ہے۔

اہل علم کے ہاں تو مذکورہ قاعدہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ ہر علم و فن کا مسلہ اور اجماعی قاعدہ ہے، قارئین کی ضیافتِ طبع کے لئے ایک دو نقل پیش خدمت ہیں:

۱- امام ابواسحاق اسفرائینی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

حکى الأستاذ أبو إسحاق الإسفرائينى الإجماع على جواز النقل من الكتب المعتمدة، لا يشترط اتصال السند إلى مصنفها، وذلك شامل لكتب الحديث والفقه. (۱)

ترجمہ:- امام ابو اسحاق اسفرائینی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ کتبِ معتمدہ سے نقل کے جواز پر (اہل علم کا) اجماع ہے، اس کے لئے مصنفین تک سند کا اتصال ضروری نہیں اور یہ حکم دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ حدیث و فقہ کی کتابوں کو بھی شامل ہے۔

۲- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ جو صحیح البخاری کی سب سے بہترین اور مستند ترین شرح ”فتح الباری“ کے مصنف ہیں، انہوں نے لکھا ہے:

الأمر الرابع: كلامه يقتضى الحكم بصحة ما نقل عن الأئمة المتقدمين فيما حكموا بصحته في كتبهم المعتمدة المشتهرة ... لأن الكتاب (المشهور) الغنى بشهرته عن اعتبار الإسناد من أجل مصنفه: كسائر النساءى مثلاً لا يحتاج في صحة نسبته إلى النساءى إلى اعتبار حال رجال الإسناد من أجل مصنفه. (۲)

ترجمہ:- امام ابن الصلاح کے کلام سے یہ حکم نکلتا ہے کہ ائمہ متقدمین نے اپنی معتمد اور مشہور کتابوں میں جس روایت کی صحت کا حکم لگایا ہو وہ ہمارے نزدیک بھی صحیح ہوگا، کیونکہ ایک مشہور کتاب جو اپنی شہرت کی بدولت مصنف تک اسناد سے مستغنی ہو، مثلاً سنن نسائی، تو اس کتاب کی امام نسائی کی طرف نسبت کے صحیح ہونے کے لئے مصنف تک اسناد کے رجال کے احوال کا جائزہ لینے کی کوئی حاجت نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ کسی مشہور اور صحیح نسخے والی کتاب سے نقل کرنے کے

(۱) تدوین الراوی للسیوطی: ج ۱ ص ۱۵۱

(۲) النکت علی کتاب ابن الصلاح: ج ۱ ص ۱۷۱، الأجوبة الفاضلة: ص ۶۴ تا ۹۰، توجیہ النظر للجزائری،

لئے مصنف تک متصل سند ہونا ضروری ہے، اجماع کی مخالفت کرتا ہے۔

اس مسلم اصول کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ حدیث میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، طحاوی شریف اور عقائد میں: فقہ اکبر، فقہ الألبسط، الوصیۃ، الرسالة، العالم والمتعلم اور دیگر کتب مثلاً: تبصرة الأحلة للنسفی، البدایۃ فی أصول الدین للبخاری، الإقتصاد فی الاعتقاد، اسی طرح تفسیر میں: تفسیر قرطبی، ابن کثیر، تفسیر کبیر للرازی۔ اور فقہ میں: ہدایہ، مبسوط سرخسی، بدائع الصنائع، عالمگیری اور دیگر کتب مشہورہ متداولہ جو اپنے اپنے فن میں ماہرین فن کے مابین دائرہ سائر اور متعلق ہیں، ان سے مسائل عقیدہ کو بیان کرنا، یا حدیث یا فقہی مسئلہ نقل کرنے کے لئے ان مصنفین تک سند کی تحقیق کی نہ ضرورت ہے اور نہ اس کا مطالبہ درست ہے، کیونکہ ماہرین فن کے مابین ان کے متعلق بالقبول ہوتا ہی ان کے مستند ہونے اور ان کے اپنے مصنفین تک نسبت کے صحیح ہونے کی سب سے بڑی ضمانت ہے۔

آخر جو چیز تواتر و اجماع سے ثابت ہو اس کے لئے دوسری کوئی دلیل تلاش ہی کیوں کی جائے اور وہ بھی ایک ایسی سند سے جو اگر صحیح اور متصل ہو تو بھی زیادہ سے زیادہ خبر واحد کی قبیل سے ہوگی۔^(۱)

امام اعظم ابو حنیفہ کی کتابوں کو تعلق بالقبول ہونے کے ساتھ ساتھ، ان سب کی اسناد بھی ثابت اور موجود ہے، ان پانچوں کتابوں کی اسناد کو علامہ کوثری رحمہ اللہ نے مستقل طور پر ”العالم والمتعلم“ کے مقدمے میں مفصلاً ذکر کیا ہے، طوالت کی بنا پر وہاں دیکھی جاسکتی ہے۔^(۲) البتہ پہلا طریقہ جو مضبوط اور مستند ہے اس کے ثبوت پر چند نقول پیش خدمت ہیں، جن سے ان کتابوں کا امام صاحب رحمہ اللہ سے ثبوت اور ان کی طرف نسبت ثابت ہو جائے گی۔

امام ابوالیسر البزدوی رحمہ اللہ (متوفی ۴۹۳ھ) جو فخر الاسلام البزدوی رحمہ اللہ کے بھائی ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

وقد صنف الإمام فيها (علم الکلام) کتاباً وقع بعضها إلینا وعامتها

(۱) ہم نے یہ تحقیق تغیر سیر کے ساتھ علامہ عبدالمالک بکھ دیشی کے مقالے سے لی ہے جو ماہنامہ ”دقائق المدارس العربیہ“ کے

شمارہ ربیع الثانی، ۱۳۳۲ھ میں شائع ہوا۔

(۲) جو ”الرحیم اکیڈمی“ سے چھپی ہے۔

محاها وغسلها أهل البدع والزيغ ومما وقع بعضه إلينا كتاب العالم والمتعلم وكتاب الفقه الأكبر^(۱).

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے علم کلام میں باقاعدہ کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے بعض ہم تک پہنچی ہیں اور باقی اکثر کتابوں کو اہل بدعت نے ختم کر دیا ہے، ان کتابوں میں سے جو ہم تک پہنچی ہیں: کتاب العالم والمتعلم اور کتاب الفقه الأكبر ہے۔

اسی طرح امام ابو مظفر الاسفرائینی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”التبصیر فی الدین“ میں لکھتے ہیں: ومن أراد أن يتحقق أن لا اختلاف بين الفريقين في هذه الجملة، فلي نظر فيما صنّفه أبو حنيفة رحمه الله في الكلام وهو كتاب العالم، وفيه الحجج القاهرة على أهل الإلحاد والبدعة وقد تكلم في شرح اعتقاد المتكلمين، وقرر أحسن طريقة في الرد على المخالفين، وكتاب الفقه الأكبر الذي أخبرنا به الثقة بطريق معتمد وإسناد صحيح عن نصير بن يحيى عن أبي مطيع عن أبي حنيفة وما جمعه أبو حنيفة في الوصية^(۲).

ترجمہ:- جو اس بات کی تحقیق کرنا چاہتا ہو کہ حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان عقائد میں کوئی اہم اختلاف نہیں ہے، تو وہ امام ابو حنیفہ کی علم کلام میں کتاب العالم والمتعلم پڑھے، اہل بدعت اور إلحاد کے خلاف اس کتاب میں مضبوط دلائل ہیں، اور عقیدہ متکلمین کی پوری وضاحت اور مخالفین پر احسن طریقے سے رد ہے۔ اسی طرح ان کی دوسری کتاب الفقه الأكبر جو ہمیں صحیح سند اور معتمد طریقے اور ثقہ خبر کے ساتھ پہنچی ہے، نصیر بن یحییٰ تک اور اس سے ابو حنیفہ تک، اسی طرح امام اعظم کی کتاب الوصیہ بھی ہے۔

یہ امام ابو مظفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۱ھ) کی عبارت ہے جو اپنے زمانے کے مشہور متکلمین

(۱) مقدمۃ نقدا کبر: از مفتی رشید احمد علوی، ص ۵۵

(۲) التبصیر فی الدین و تمیز الفرقة الناجية عن الفرق الهالکین: ص ۱۱۳، مطبعة الأنوار، مصر

اہل السنۃ میں سے ہیں، ”فقہ اکبر“ سے مراد یہاں ”فقہ اوسط“ ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ”فقہ اکبر“ کا اطلاق بسا اوقات ”فقہ اوسط“ پر بھی ہوتا ہے۔ علامہ کردری رحمہ اللہ ”معاقب ابی حنیفہ“ میں راقم ہیں:

میں نے علامہ مولانا شمس الملت والدین کردری، البراقینی، العمدادی کے خط کو دیکھا ہے کہ دونوں کتابیں: الفقہ الاکبر اور العالم والمتعلم امام ابو حنیفہ کی ہیں، اور اسی پر مشائخ کی ایک بڑی جماعت متفق ہے۔^(۱)

قدیم مؤرخ محمد بن اسحاق الندیم ”الفہرست“ میں لکھتے ہیں:

وله من الكتب كتاب الفقه الاکبر، وكتاب رسالته الى عثمان البتي، وكتاب العالم والمتعلم، رواه عنه ابو مقاتل ”كتاب الرد على القدیة“ والعلم بڑا، بحرًا، شرقًا، وغربًا، بعدًا، وقربًا تدوينه رضى الله عنه.^(۲)

امام صاحب سے یہ کتابیں تعلق بالقبول کے ساتھ ثابت ہیں، چنانچہ محقق بیاضی نے قرون اولیٰ سے لے کر اپنے زمانے تک کے تقریباً ۳۰ بڑے علماء کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے ان کتابوں کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف کی ہے، ان علماء میں امام فخر الاسلام بزدوی، امام سخاوی، امام اتقانی صاحب الشامل، امام جلال الدین الکولانی، امام کاکی، امام عبدالعزیز البخاری صاحب الکشف، امام بابرٹی، امام نسفی، شیخ الاسلام الیاس صاحب الفتاویٰ، امام ابن الہمام صاحب المسایرہ، اسی طرح دیگر اساطین علم وائمتہ شامل ہیں جن کی تفصیل محقق بیاضی نے اشارات المرام میں کی ہے۔^(۳)

تو ثابت ہوا کہ یہ پانچ کتابیں امام صاحب کی ہی ہیں، اور جو لوگ اختلاف کرتے ہیں گویا وہ ایک امر متعلق بالقبول، اور اجماع سے اختلاف کرتے ہیں، جن کی طرف چنداں التفات نہیں کیا جائے گا۔

(۱) ص ۲۲، نیز دیکھئے: شرح الباقی: ص ۲۸

(۲) مقدمة كتاب التعليم: ۱۷۱، الشيخ الإسلام مسعود بن شيبه السندی

(۳) اشارات المرام: ص ۲۲، للإمام البهاوی

دراصل یہ اعتراض کہ امام صاحب کی عقیدے میں کوئی کتاب نہیں، معتزلہ نے اٹھایا تھا، جس کا ائمہ اہل السنۃ نے شافی و کافی جواب دیا ہے، اس کی تفصیل کے لئے علامہ مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين“ میں کی ہے، اس تفصیل سے ان لوگوں کے شکوک و شبہات بالکل زائل ہو جاتے ہیں، جو ان کتابوں کی امام صاحب کی طرف نسبت میں توقف کرتے ہیں۔

مخدومی، گرامی قدر حضرت مولانا محمد نعمان صاحب دامت برکاتہم نے مجھے کئی بار حکم فرمایا کہ ان کی کتاب ”امام اعظم ابو حنیفہ کا محدثانہ مقام“ کے لئے بطور مقدمہ کچھ تحریر کروں۔ گو بندہ اس بار گراں اٹھانے کی چنداں صلاحیت نہیں رکھتا، میں بات ٹالتا رہا اور حضرت مؤلف کا اصرار بڑھتا رہا، سوچ میں پڑھ گیا اور چارو ناچار اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا نام لے کر کچھ لکھنا پڑا۔

امام صاحب رحمہ اللہ جس طرح حدیث و فقہ میں سرخیل تھے، اس طرح علم کلام کے بھی مسلمہ امام تھے، بہت سے حضرات نے امام صاحب کے فقہی اور حدیثی کارناموں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے، لیکن عقیدے کے عبقری خدمات کا ذکر خال خال ہی ملتا ہے، چنانچہ اللہ رب العزت نے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ ان چند سطور میں امام صاحب کی عقیدے کی خدمات اور علم کلام کے کارناموں کا مشتے از خروارے ذکر کیا جائے۔

جو سطور آپ کے سامنے ہیں، قارئین کرام کی ابتدا اسی سے ہوگی، اور پھر عقیدے کی خدمات کے مختصر مطالعے کے بعد آپ حضرت مؤلف کے اس بحر بیکراں میں داخل ہو جائیں گے۔ راقم اشیم سمجھتا ہے کہ اردو زبان میں آنجناب کی امام صاحب کے حدیثی خدمات کے حوالے سے یہ تالیف عظیم، کامل و جامع مجموعہ ہے، جس میں حضرت مؤلف نے امام صاحب کی محدثانہ شان کو اجاگر کرنے کی ایک کامیاب کوشش فرمائی ہے، اور جہاں بھی ان کی رسائی ہوئی ہے اور وہاں حضرت امام رحمہ اللہ کے حدیث سے متعلق کوئی نادر نکتہ ملا تو اسے ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے، اس میں شک نہیں کہ امام صاحب کو حدیث ہی کے زاویے سے دیکھا جائے تو مؤلف نے ماشاء اللہ! خوب کوشش فرمائی ہے، البتہ اب بھی بہت سے زاویے اندھیرے میں پڑے ہیں، جس پر لکھنا اُمتِ اسلامیہ کے اوپر قرض ہے، مثلاً امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ایک مکمل ”ثبت“ یا ”معجم“ جس میں امام صاحب کے تمام اساتذہ کا تفصیلی ذکر ہو، اب تک نہیں لکھا گیا، اسی طرح امام صاحب کی شاہکار ”کتاب

الاکثار“ کی تفصیلی اور تحقیقی ایسی شرح جیسا کہ موطا امام مالک کی شرح ”التمہید“ یا ”الاستذکار“ ہے، اب تک نہیں لکھی گئی، امام صاحب کی مسند بروایۃ الحارثی کی کچھ نہ کچھ خدمت کی گئی ہے، لیکن اس پر بھی کام کی ضرورت ہے، مثلاً علامہ محدث شیخ محمد حسن سنہلی رحمہ اللہ جنہوں نے ”تنسیق النظام علی مسند الإمام“ لکھی ہے، چنانچہ شیخ عبدالفتاح ابو غدہ تو تنسیق النظام کو علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی ”التعلیق المجدد“ پر بھی فوقیت دیتے تھے، تاہنوز تنسیق النظام پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا۔

خوش آئند بات یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں امام عابد سندھی حنفی رحمہ اللہ کی مایہ ناز شرح ”المواہب اللطیفۃ علی مسند الإمام أبی حنیفۃ“ سات جلدوں میں ڈاکٹر تقی الدین ندوی دامت برکاتہم کی تحقیق کے ساتھ ”دار النوادر“ سے چھپ کر آگئی ہے، اہل علم کے لئے ناور تحفے سے کم نہیں ہے۔

مخدومی، گرامی قدر مولانا محمد نعمان صاحب اس سے پہلے بھی کئی موضوعات پر خامہ فرسائی کر چکے ہیں، اور ان کی دوسری کتابوں کو علمائے کرام اور دیگر حضرات نے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت، حضرت مؤلف کی اس قیمتی کتاب کو شرف قبولیت بخشے اور مؤلف کے لئے یہ تصنیف اور راقم اُتیم کے لئے یہ چند سطور ذخیرہ آخرت بنائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

تحریر فی ۱۷ رجبی الحجۃ ۱۴۳۵ھ

کتبہ
سجاد الحجابی
دارالعلوم نرنشک، مردان



مقدمہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنی غیر معمولی شخصیت اور علم فقہ کے میدان میں نمایاں خدمات کی بنا پر تاریخ اُمت میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔ آپ نے فہم حدیث، استخراج مسائل اور استنباط احکام میں ایک نئی طرز فکر و منہاج کی بنیاد رکھی، اور فقہ میں ایک مستقل مسلک کے بانی و مؤسس ٹھہرے۔ آپ کے افکار و نظریات کو جہاں علمی حلقوں میں غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی مدح و ثنا کی گئی، وہاں بعض متعصبین اور متشددین کی طرف سے آپ طعن و تنقید کا نشانہ بنے۔ ہر باکمال شخصیت کے ساتھ ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ انہیں مدح و تعریف کے ساتھ ساتھ جرح و تنقید کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے، بلند پایہ شخصیات کے لئے یہ کوئی عیب نہیں، کیونکہ مسلم ہے کہ ”لایرعی شجر إلا ذو ثمر“ (پھل دار درخت ہی پتھروں کا نشانہ بنتا ہے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی پندرہ علامات بیان کیں، ان میں سے ایک علامت یہ تھی: ”لَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا“ (پچھلے لوگ، پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے)۔ یہ علامت بھی ظاہر ہو چکی ہے کہ ائمہ اسلام اور محدثین کرام کے بارے میں طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں، اور ان کی شان میں گستاخیاں کی جاتی ہیں، چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ایک سے زائد مرتبہ کُفر عائد ہوا جس سے توبہ کرانے کی بھی نوبت آئی۔^(۱)

جناب محمد بن عبد اللہ ظاہری السندی نے کتاب لکھی ”امام ابو حنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں“ اس کتاب کا انداز اس قدر گھٹیا اور زبان اتنی غلیظ ہے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا، اس کتاب میں ائمہ حدیث کی طرف منسوب کر کے موضوع و من گھڑت روایات ذکر کیں ہیں، امام اعظم رحمہ اللہ کے خلاف ایسی زبان استعمال کی ہے کہ خدا کی پناہ!

ہم یہاں صرف اسی کتاب کے چند عنوانات ذکر کرتے ہیں:

۱- امام ابو حنیفہ کے مثالب (زخم جو انہوں نے اُمت کو دیئے ہیں)

۲- امام ابو حنیفہ کے فضول اور قبیح اقوال کا بیان

۳- ابو حنیفہ اور اس کا نسب

۴- ابو حنیفہ اور ہوس جاہ

۵- ابو حنیفہ کی رائے کی مذمت اور اس سے بچنے کے بیان میں۔^(۱)

اندازہ کیجئے کہ امام صاحب کے خلاف ان کے دلوں میں کس قدر بغض و عناد ہے!

امام صاحب کی آراء کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام صاحب نے اپنی باتوں کو غلط یا باطل یا شر سے تعبیر کیا ہے، انہیں ان کے غلط

ہونے کا شک یا یقین تھا۔^(۲)

ایک اور صاحب امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

کیونکہ یہ مسلمہ امر اور آخری اور قطعی حقیقت ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نام کے

ساتھ ”محدث“ یا ”امام فن حدیث“ کا لفظ برائے نام بھی کتب تاریخ اسلام اور

اسماء الرجال و طبقات میں نہیں ہے، بلکہ امام صاحب کے معاصرین اور بعد

والوں نے جس درجہ اشد ترین اور کھلم کھلا جرح حضرت امام صاحب پر کی ہے،

وہ امام دارقطنی کے ضعیف کہنے سے بہت زیادہ کڑی ہے، اصل واقعہ یہ ہے کہ

فن حدیث و رجال میں نہ ہی تو حضرت امام ابو حنیفہ کو کوئی مہارت و کمال ہے اور

نہ ہی کسی حنفی کو اس موضوع پر کوئی کتاب لکھنے کو توفیق ہوئی۔^(۳)

جناب یوسف جے پوری صاحب نے ”حقیقت الفقہ“ ص: ۱۳۲، ۱۳۱ میں تقریباً

۸۰ علمائے کرام کے نام لکھ کر یہ غلط بیانی کی ہے کہ ان علماء نے امام صاحب پر جرح کی ہے، حالانکہ

کوئی ایک جرح باحوالہ نقل نہیں کی ہے۔

(۱) ”امام ابو حنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں“ ص: ۲۳، ۲۸، ۳۵، ۵۵، ۵۸

(۲) اللغات: ج ۲ ص ۱۳۳

(۳) ”نتائج التعلیل“ ص: ۱۸۹

یہ تو چند حوالے ہم نے نقل کئے ہیں، ورنہ اس فرقے کے اکثر حضرات اسی مرض میں مبتلا ہیں، یہ لوگ جب تک امام صاحب کی گستاخی نہ کریں ان کو سکون نہیں ملتا۔

سراج الامة، امام الفقهاء، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو وہ متفق علیہ شخصیت ہیں جن کی امامت و عدالت، دیانت و فقاہت، تقویٰ و طہارت، عبادت گزاری و شب بیداری، فہم حدیث، استخراج مسائل اور استنباط احکام میں آپ کو تمام ائمہ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عدالت و ثقاہت متفق علیہ ہے، ان کے متعلق کی گئی جرح مردود ہے

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۷ھ) فرماتے ہیں:

الصواب عندنا أن من ثبتت إمامته وعدالته و كثر مادحوه ومزكوه و ندد جارحوه وكانت هناك قريضة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبي أو غيره فإننا لا نلتفت إلى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة وإلا فلو فتحنا هذا الباب وأخذنا بتقديم الجرح على إطلاقه لما سلم لنا أحد. (۱)

ترجمہ:- ہمارے نزدیک صحیح اور درست بات یہ ہے کہ جس کی امامت و عدالت ثابت ہو جائے، اور اس کی مدح کرنے والے زیادہ، جرح کرنے والے کم ہوں، اور کوئی قرینہ بھی اس بات پر دلالت کرے کہ اس شخصیت پر جو جرح کی گئی وہ مذہبی تعصب یا کسی دیگر دنیوی اغراض کی وجہ سے کی گئی ہے، جیسا کہ ہم عمروں میں ہوتا ہے، تو ایسی جرح قابل قبول نہیں ہے، اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے تو کوئی شخص بھی جرح سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

والصحيح في هذا الباب أن من صحت عدالته وثبتت في العلم إمامته وبانت ثقته وبالعلم عنايته لم يلتفت فيه إلى قول أحد. (۲)

(۱) قاعدة في الجرح والتعديل: من ثبتت إمامته وعدالته، ص: ۱۹

(۲) جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۳

ترجمہ:- ہر وہ شخص جس کی عدالت، دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو، ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

أنه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۷ھ) فرماتے ہیں:

ان الضابط ما نقوله من أن ثابت العدالة لا يلتفت فيه إلى قول من تشهد القرائن بأنه متحامل عليه إما لتعصب مذهبي أو غيره^(۲)

ترجمہ:- ضابطہ یہ ہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ جس کی عدالت ثابت ہو اس کے بارے میں اس شخص کی بات قابل التفات ہی نہیں ہے جس سے متعلق قرائن یہ شہادت دیتے ہوں کہ وہ زیادتی یا تعصب مذہبی وغیرہ کی وجہ سے الزام قائم کرتا ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جس شخص کی عدالت، دیانت، ثقاہت ثابت ہو، تو پھر کسی شخص واحد۔ جو ہو بھی متعصب یا متشدد۔ کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں۔ اگر ہر شخص کی جرح کا اعتبار کر لیا جائے تو پھر اس اُمت میں کوئی شخص بھی جرح سے نہیں بچ سکے گا۔ جب جرح بھی مبہم ہو اور وہ مذہبی تعصب، عناد، یا حسد کی بنا پر ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

بندے نے سو (۱۰۰) اکابر اہل علم کی آراء جن میں امام دارِ ہجرت مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری، امام اعمش، امام وکیع بن جراح، امام مکی بن ابراہیم، امام ابو عاصم النبیل، امام عمر بن راشد، عمرو بن دینار، امام مسعر بن کدام، امام داود الطائی، امام شعبہ بن حجاج، امام عطاء بن ابی رباح، فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، امام الجرح والتعديل یحییٰ بن سعید القطان، امام حفص بن عبد الرحمن، امام حسن بن صالح، امام ابن سماک، عبد الرحمن بن مہدی، امام یحییٰ بن آدم،

(۱) الروض الباسم فی الذب عن سنة أبي القاسم: الوهم الحادی عشر، ج ۲ ص ۳۱۶

(۲) طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: أحمد بن صالح المصري، قاعدة في الجرح والتعديل، ج ۲ ص ۹

عبداللہ بن داود، امام علی بن مدینی، امام ابو یوسف، امام ابن الوزیر الیمانی، علامہ ابن عبدالبر مالکی، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ تاج الدین سبکی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور دیگر اکابر محدثین و فقہاء... رحمہم اللہ... کے اقوال باحوالہ نقل کئے ہیں، جو انہوں نے امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق کہے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی اگر کسی راوی کے ثقہ ہونے کی گواہی دے تو اسے قبول کر لیا جاتا ہے، لیکن اتنی بڑی جماعت امام صاحب رحمہ اللہ کی ثقاہت کی گواہی دے تو چند متعصبین یا متشددین کی جرح کی وجہ سے ان اکابر اہل علم کی ان شہادتوں کو رد کر دیا جاتا ہے، جب کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی مدح میں ان اکابر نے کتابیں لکھی ہیں جو خود اس لائق تھے کہ ان کی شان میں کتابیں لکھی جاتیں۔ چاروں مکتبہ فکر کے علماء نے امام صاحب پر کتابیں لکھیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مدح و توصیف کرنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان کے احصاء کے لئے دفاتر چاہئیں۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقہاء مالک والشافعی وأبی حنیفہ“ میں پہلے چھبیس^۱ اکابر محدثین و فقہاء کے امام صاحب کی توثیق و توصیف سے متعلق تفصیلی اقوال نقل کئے، پھر اکتالیس^۲ علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب کے اسماء نقل کئے ہیں کہ یہ سب امام صاحب کی مدح کرتے ہیں، گویا ۱۶۷ اکابر اہل علم امام صاحب کی مدح و توصیف کرتے ہیں۔^(۱)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علم و فضل، امامت و شہرت کے جس بلند و بالا مقام پر ہیں، ان کی عظمت شان بذات خود انہیں ائمہ جرح و تعدیل کی انفرادی تعدیل و توثیق سے بے نیاز کر دیتی ہے۔
علامہ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۷ھ) فرماتے ہیں:

وجملته أن الراوی لا یخلو إما أن یکون معلوم العدالة أو معلوم
الفسق أو مجهول الحال فإن كانت عدالته معلومة كالصحابة أو أفاضل
التابعین كالحسن وعطاء والشعبي والنخعی وأجلاء الأئمة کمالک
وسفيان وأبی حنیفہ والشافعی وأحمد وإسحاق ومن یجری مجراهم

(۱) دیکھئے تفصیل کے ساتھ: الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقہاء مالک والشافعی وأبی حنیفہ، ص: ۱۹۳

وجوب قبول خبرہ ولم یجب البحث عن عدالتہ۔^(۱)

ترجمہ:- جرح و تعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم و مشہور ہوگی یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہوگا یا وہ مجہول الحال ہوگا، اگر اس کی عدالت معلوم ہو جیسے کہ حضرات صحابہ کرام یا افاضل تابعین جیسے حسن بصری، عطاء بن رباح، عامر شعبی، ابراہیم نخعی یا ان جیسے بزرگ ترین ائمہ دین جیسے امام مالک، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں تو ان کی خبر قبول کی جائے گی اور ان کی عدالت و توثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہوگی۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۷ھ) فرماتے ہیں:

ونعتقد أن أبا حنيفة ومالكا والشافعي وأحمد والسفيانين والأوزاعي وإسحاق بن راهويه وداود الظاهري وابن جرير وسائر أئمة المسلمين على هدى من الله في العقائد وغيرها ولا التفات إلى من تكلم فيهم بما هم بريئون منه فقد كانوا من العلوم الدنية والمواهب الإلهية والإستنباط الدقيقة والمعارف الغزيرة والدين والورع والعبادة والزهادة والجلالة بالمحل لا يسامى.^(۲)

ترجمہ:- ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، داود ظاہری، ابن جریر طبری اور سارے ائمہ مسلمین رحمہم اللہ عقائد و اعمال میں منجانب اللہ ہدایت پر تھے، اور ان ائمہ دین پر ایسی باتوں کی حرف گیری کرنے والے جن سے یہ بزرگان دین بری تھے مطلقاً لائق التفات نہیں ہیں، کیونکہ یہ حضرات علوم لدنی، خدائی عطا یا، باریک استنباط، معارف کی کثرت اور دین و پرہیزگاری، عبادت و زہد کے اس مقام پر تھے جہاں پہنچا نہیں جاسکتا۔

(۱) اللمع فی أصول الفقه: باب القول فی المرح والتعديل، ص: ۷۷

(۲) جمع الجوامع للسبکی: ج ۲ ص ۴۴۱

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الذین رووا عن أبي حنيفة ووثقوه وأثنوا عليه أكثر من الذين
تكلموا فيه. (۱)

ترجمہ:- امام صاحب کی توثیق اور آپ کی مدح و توصیف کرنے والوں کی تعداد
جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق جو جرحیں آئی ہیں بعض تو ان میں بالکل مبہم ہیں، اور اصول
ہے کہ تعدیل مفسر کے ہوتے ہوئے جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اکثر محدثین، ائمہ احناف،
شیخین، اصحاب السنن اور جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجیح وهو مذهب الحنفية
وأكثر المحدثين منهم الشیخان وأصحاب السنن الأربعة وأنه مذهب
الجمهور وهو القول المنصور. (۲)

اور بعض جرحیں ہم عصروں سے صادر ہوئی ہیں، معاصر کی جرح معاصر کے خلاف بغیر حجت
کے قبول نہیں کی جاتی اس لئے کہ معاصرت اکثر سبب بنتی ہے نفرت کی طرف پہچانے کی:

ومن ثم قالوا لا يقبل جرح المعاصر على المعاصر أى إذا كان بلا حجة
لأن المعاصرة تفضي غالباً إلى المنافرة. (۳)

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے باقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے ”باب
حكم قول العلماء بعضهم في بعض“ اس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل
کیا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خُذُوا الْعِلْمَ حَيْثُ وَجَدْتُمْ وَلَا تَقْبَلُوا
قَوْلَ الْفُقَهَاءِ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، فَإِنَّهُمْ يَتَغَايَرُونَ تَغَايَرَ التِّيُوسِ
فِي الزَّرِيَّةِ. (۴)

(۱) جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله، ج ۲ ص ۱۰۸۲

(۲) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: المرصد الأول فيما ما يقبل من الجرح والتعديل، ص ۱۰۵

(۳) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان حكم الجرح غير البرئ، ص ۴۱۵

(۴) جامع بیان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۱

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ابو عبد اللہ بن حاتم بن میمون رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

هذا من كلام الأقران الذي لا يسمع.^(۱)

اور بعض جرحیں تعصب یا عداوت یا نفرت کی بنا پر صادر ہوئیں اور ایسی تمام جرحیں مردود ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں:

الجرح إذا صدر من تعصب أو عداوة أو منافرة أو نحو ذلك فهو جرح مردود.

اور بعض جرحیں متشددین سے صادر ہوئیں ہیں، اور اصول ہے کہ جارح اگر متعنت ہو یا متشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ کوئی منصف اور معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے۔

أن يكون الجارح من المتعنتين المتشددين في الجرح فإن هناك جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم تشدد في هذا الباب فيجرحون الراوي بأدنى جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبر وجرحه لا يعتبر ما لم يوافق غيراً ممن يندصف ويعتبر.^(۲)

امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق جتنی بھی جرحیں منقول ہیں، وہ ان چار باتوں سے ہٹ کر نہیں ہیں، لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ عبد الحمی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

خلاصة المرام في هذا المقام أنه لا شبهة في كون أبي حنيفة ثقة وكون روايته معتبرة صحيحة والجروح الواقعة عليه بعضها مبہمة وبعضها صادرة من أقرانه وبعضها من المتعصبين المخالفين له وبعضها من المتشددين المتساهلين فكلها غير مقبولة عند حذاق العلماء.^(۳)

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله بن حاتم بن میمون، ج ۱۱ ص ۴۰۱

(۲) قواعد فی علوم الحدیث: باب لا یؤخذ بقول کل جارح ولو کان الجارح من الأئمة: ص ۱۷۸، ۱۷۹

(۳) مجموعة رسائل اللکھنوی: إمام الکلام مع غیب الغمام، الباب الثانی، ج ۳ ص ۱۷۷

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حالاتِ زندگی، سیرت و سوانح، حالات و واقعات، آپ کی فقہی بصیرت، تبحرِ علمی، ذہانت و فطانت، نکتہ رس جوابات، حسنِ اخلاق، ورع و تقویٰ، توکل و استغنا اور آپ کے پُر اثر واقعات، ان موضوعات پر چونکہ اردو زبان میں کافی حد تک کام ہوا ہے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا علم حدیث میں کیا مقام و مرتبہ تھا؟ اس سے متعلق جامع اور مفصل کتاب باحوالہ بندے کی نظر سے نہیں گزری جس میں امام صاحب کی محدثانہ حیثیت، آپ کے اصول حدیث، آپ کے متعلق اکابر اہل علم کی آراء، فن حدیث و رجال میں آپ کی مہارت، آپ کی مسانید اور ”کتاب الآثار“ کا تعارف، آپ کے علم حدیث میں اساتذہ و شیوخ، امام صاحب کی تابعیت، آپ کے متعلق نبوی پیشین گوئی اور اس کے مصداق کے متعلق اہل علم کی آراء، ”کتاب الآثار“ پر لکھے گئے حواشی، شروحات، تعلیقات، اختصارات کا تعارف، اور آپ پر کی گئی جرحوں کے تفصیلی جوابات ہوں۔ چونکہ غیر مقلدین کے خاص و عام نے امام صاحب کے متعلق یہ غلط پروپیگنڈا کیا ہوا ہے کہ امام صاحب کو علم حدیث میں دسترس نہیں تھی اور آپ علم حدیث میں کمزور تھے، تو بندے نے بفضل اللہ تعالیٰ تمام مشہور جرحوں کے جوابات باحوالہ لکھ دیئے ہیں۔ البتہ امام صاحب پر اہل الرأی اور مخالفت حدیث کا جو اعتراض ہے، اس کا تفصیلی جواب اور اس کے متعلق سیر حاصل بحث چونکہ امام اہل سنت، فخر دیوبند، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ نے ”مقام ابی حنیفہ“ میں کی ہے، اس لئے بندے نے ان دو موضوعات سے متعلق کچھ عرض نہیں کیا۔

راقم نے اپنی اس تصنیف میں عالمِ عرب کے مشہور محقق عالم علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کی ”تألیب الخطیب“، اور عظیم نقاد محقق علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کی ”امام ابن ماجہ اور علم حدیث“، اور حضرت مولانا محمد علی صدیق کاندھلوی رحمہ اللہ کی ”امام اعظم اور علم الحدیث“، اور محقق العصر حضرت مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی مدظلہ کی تصنیف ”امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام“، اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتاب ”امام ابو حنیفہ“ سے کافی استفادہ کیا ہے۔

اس کے علاوہ دیگر جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے ان کا تذکرہ ”مصادر و مراجع“ میں موجود ہے۔

بندے کی عمر عزیز کا اس وقت اٹھائیسواں^{۲۸} سال چل رہا ہے، اس دقیق اور علمی موضوع کے

لئے دوران تصنیف بندے نے یومیہ پندرہ سے سولہ گھنٹے مطالعہ کیا، بفضل اللہ تعالیٰ کام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔

اس موضوع پر جس قدر تحقیق، کثرت مطالعہ، علوم و فنون سے وابستگی، متقدمین اور متأخرین کی اکتب سے واقفیت، خصوصاً حدیث اور رجال حدیث سے جس قدر واقفیت کی ضرورت تھی، بندہ اس سے عاری ہے، لیکن اس بات کی مکمل کوشش رہی کہ کوئی بات بغیر حوالے کے نہ آئے، الحمد للہ! تحدیث بالنعمة کے طور پر یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ اس کتاب میں تقریباً دو ہزار (۲۰۰۰) حوالہ جات ہیں، بفضل اللہ تعالیٰ ہر بات مکمل حوالہ جات کے ساتھ لکھی گئی ہے، تمام حوالہ جات کو اصل مراجع میں مراجعت کے بعد لکھا گیا ہے، اس میں کوئی بات الحمد للہ! غیر مستند نہیں ہے، ہر بات حوالے کے ساتھ لکھنا یہ کس قدر مشکل کام ہے، یہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ چونکہ انسان خطا کا پتلا ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ کتاب میں کچھ اغلاط رہ گئی ہوں، لہذا علمائے کرام سے میری درخواست ہے کہ وہ اس کتاب میں جہاں کہیں کوئی سقم پائیں بندے کو اس پر مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ! کسی بھی غلطی کی اصلاح کرنے میں ذرا بھی پس و پیش سے کام نہ لے گا بلکہ ان علمائے کرام کا شکر گزار اور ان کے حق میں دُعا گورہے گا۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ اس کا وِش کو قبول و مقبول فرمائے اور اہل علم کے لئے مفید اور راقم کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

محمد نعمان
استاذ جامعہ انوار العلوم،
مہران ٹاؤن، کورنگی، کراچی
فون نمبر: 0332-2557675



ولادت باسعادت

جمہور ائمہ کے ہاں یہ قول معروف و مختار ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی، اور وصال ۱۵۰ھ شعبان کی رات یعنی شبِ براءت ۱۵۰ھ میں ہوا، لہذا اس رائج قول کے مطابق آپ کی عمر ستر برس ہوئی۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی ۸۰ھ میں ولادت کے متعلق

آٹھ اہل علم کی تصریحات

۱۔ امام اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ کی تصریح

امام اعظم رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

ولد جدی فی سنة ثمانین^(۱)۔

ترجمہ:- میرے دادا ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔

۲۔ امام ابو نعیم فضل بن دُکین رحمہ اللہ کی تصریح

امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید اور امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاذ امام ابو نعیم فضل بن

دُکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں:

ولد أبو حنیفة سنة ثمانین وهو النعمان بن ثابت^(۲)۔

ترجمہ:- ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۷

(۲) تاریخ مولا العلماء ووفیاتہم: سنة ثمانین، ص ۱۹۹

۳- علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَلَا اخْتِلَافَ فِي مَوْلِدِهِ أَنَّهُ وُلِدَ سَنَةَ ثَمَانِينَ
مِنَ الْهَجْرَةِ^(۱)

ترجمہ:- ابو حنیفہ کی پیدائش کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں، آپ کی ولادت
۸۰ھ میں ہوئی۔

۴- امام نووی رحمہ اللہ کی تصریح

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ أَبُو حَنِيفَةَ سَنَةَ ثَمَانِينَ مِنَ الْهَجْرَةِ، وَتَوَفَّى بِبَغْدَادَ سَنَةَ خَمْسِينَ
وَمِائَةٍ، هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ الَّذِي قَالَهُ الْجُمْهُورُ^(۲)

ترجمہ:- جمہور علماء کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ ابو حنیفہ کی پیدائش ۸۰ھ
میں اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے۔

۵- امام جمال الدین مزی رحمہ اللہ کی تصریح

امام جمال الدین مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ذَكَرْنَا فِي مَطْنٍ أَن مَوْلِدَ أَبِي حَنِيفَةَ كَانَ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ^(۳)

ترجمہ:- یہ بات گزر چکی ہے کہ ابو حنیفہ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی ہے۔

۶- عظیم نقاد محدث امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصریح

فن اسماء الرجال کے مسلم امام، عظیم نقاد محدث امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ)
فرماتے ہیں:

(۱) الانتقام فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: باب ذکر مولد أبي حنيفة، ص ۱۲۲

(۲) تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: أبو حنيفة الإمام، ج ۲ ص ۲۱۶

(۳) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۴۴

ولد سنة ثمانين في حياة صغار الصحابة. ^(۱)

ترجمہ:- آپ صغار صحابہ کرام کے زمانے میں ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔

۷- علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی تصریح

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

ولد أبو حنيفة سنة ثمانين، وهذا أصح الأقوال. ^(۲)

ترجمہ:- ابو حنیفہ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور یہ (تمام) اقوال میں اصح

قول ہے۔

۸- علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

الأكثر على أنه ولد سنة ثمانين بالكوفة. ^(۳)

ترجمہ:- اکثر علماء کی رائے کے مطابق ابو حنیفہ کی پیدائش ۸۰ھ میں شہر کوفہ

میں ہوئی۔

نام و نسب

نام: نعمان، والد کا نام: ثابت، کنیت: ابو حنیفہ، لقب: امام اعظم۔ ^(۴)

اسم اور مستثنیٰ میں مناسبت

في اسمه اتفقوا على أنه النعمان وفيه سر لطيف إذ أصل النعمان الدم

الذي به قوام البدن ومن ثمة ذهب بعضهم إلى أنه الروح فأبو حنيفة

رحمه الله به قوام الفقه ومنه منشأ مداركه وعويصاته، أو لبنت أحمـ

(۱) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱

(۲) مغال الأختار في شرح رجال معالي الآثار: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۳ ص ۱۲۰

(۳) الخيرات الحسان: الفصل العاشر، ص ۳۱

(۴) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مکمل نسب نامہ، امام صاحب سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک تفصیلاً ملاحظہ فرمائیے

الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: المقدمة: ج ۱ ص ۲۸، ۲۷

طیب الریح الشقیق فأبوحنیفه طابت خلاله. وبلغ الغایة کماله أو
فعلان من النعمة. فأبوحنیفه نعمة الله علی خلقه. ^(۱)

ترجمہ:- ”نعمان“ لغت میں دراصل اس خون کو کہتے ہیں جس پر بدن کا سارا
ڈھانچہ قائم ہے، اور جس کے ذریعے جسم کی ساری مشینری حرکت کرتی ہے، اس
لئے روح کو بھی ”نعمان“ کہتے ہیں، چونکہ ابوحنیفہ کی ذات گرامی اسلام میں
قانون سازی کے فن کے لئے محور اور اس کے مدارک و مشکلات کے لئے
مرکز ہے، اس لئے آپ کا نام ”نعمان“ ہے۔ نیز سُرخ اور خوشبودار گھاس کو بھی
”نعمان“ کہتے ہیں، تو امام صاحب رحمہ اللہ کے کمالاتی مہک اور خوشبو سے
اسلامی زندگی کا ہر گوشہ متاثر ہے۔ یا ”نعمان“ فعلان کے وزن پر نعمت
سے بنا ہے، اسم گرامی میں معنوی رعایت یہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی مخلوق خدا
کے لئے ایک نعمت ہے، اس لئے آپ کا نام ”نعمان“ ہے۔

”ابوحنیفہ“ کنیت کی وجہ

۱- آپ کی کنیت ”ابوحنیفہ“ ہے، لغت میں ”حنیفہ“ حنیف کا مؤنث ہے، ”حنیف“ اسے
کہتے ہیں جو سب سے ہٹ کر اللہ کا ہو کر رہے، اسی بنا پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ”حنیف“
کہتے ہیں۔ امام اعظم نے یہ کنیت اپنے لئے کیوں تجویز فرمائی؟ جہاں تک بندے کا خیال ہے یہ
نیک فالی کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے، جیسے عموماً ”ابوالحسن“، ”ابوالحسنات“، ”ابوالکلام“ وغیرہ
کنیتیں رکھی جاتی ہیں۔

۲- آپ کا حلقہ درس وسیع تھا، آپ کے شاگرد اپنے ساتھ قلم دوات رکھا کرتے تھے، چونکہ
اہل عراق دوات کو ”حنیفہ“ کہتے ہیں اس لئے آپ کو ”ابوحنیفہ“ کہا گیا، یعنی دوات والے۔

۳- بعض نے کہا ہے: آپ شدت سے حق کی طرف راغب اور کثرت سے اللہ کی عبادت
کرتے تھے، لہذا آپ کو ”ابوحنیفہ“ کہا گیا۔ ^(۲)

(۱) الخیرات الحسان: الفصل الرابع، ص ۳۱

(۲) الخیرات الحسان: الفصل الرابع، ص ۳۲

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ آپ کی کنیت ”ابو حنیفہ“ اس لئے ہے کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا، اسی مناسبت کی وجہ سے آپ کو ”ابو حنیفہ“ کہتے ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں، اس لئے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی نہیں تھی اور نہ ہی حماد کے علاوہ آپ کا کوئی اور بیٹا تھا۔
ولا يعلم له ولد ذکر ولا أنثی غیر حماد۔^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فارسی النسل تھے

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فارسی النسل تھے، آپ کے آباء واجداد سرزمین فارس کے ایک شہر ”انبار“ کے رہنے والے تھے۔ امام احمد بن اسحاق بن بہلول التنوخی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸ھ) اپنے دادا کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

ثابت والد أبي حنيفة من أهل الأنبار۔^(۲)

ترجمہ:- ابو حنیفہ کے والد ثابت اہل انبار میں سے تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) صراحتاً بیان کرتے ہیں:

أنا إسماعيل بن حماد ابن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبناء فارس الأحرار، والله ما وقع علينا رق قط۔^(۳)

ترجمہ:- میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان، آزاد آبنائے فارس میں سے ہوں، اللہ رب العزت کی قسم! ہم پر کبھی غلامی نہیں آئی۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد کے اس تصریحی بیان کے بعد امام صاحب کے فارسی النسل ہونے کے بارے میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی، صاحب البيت ادرئی بمافیہ۔

(۱) الخیرات الحسان: الفصل الرابع، ص ۳۲

(۲) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۲۲۳

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۷

اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ کی بیان کردہ روایت کا اطلاق صحیح مسلم کی حدیث پر کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق دی تھی:

لَوْ كَانَ الدِّينُ عِنْدَ الْكُرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنْ فَارِسٍ أَوْ قَالَ مِنْ أَهْنَاءِ
فَارِسٍ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ. ^(۱)

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ معروف ائمہ فقہ میں سے صرف امام اعظم رحمہ اللہ وہ واحد شخص ہیں جو اصلاً فارسی النسل تھے، دیگر ائمہ ثلاثہ میں سے کوئی بھی اصلاً فارسی نہیں ہے، لہذا امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث مبارکہ کے حقیقی مصداق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔ حدیث مبارکہ اور اس کے مصداق کے متعلق اکابر اہل علم کے تفصیلی اقوال ان شاء اللہ! آگے آئیں گے۔

فقہائے ثلاثہ میں سے کوئی بھی فارسی النسل نہ تھا

فقہ کے باقی ائمہ ثلاثہ میں سے کوئی ایک بھی اہل فارس میں سے نہ تھا، اس کی تفصیل درج ذیل حوالہ جات کے تحت کتب اسماء الرجال میں دیکھی جاسکتی ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۹۳ھ میں ہوئی۔ ۲۲ روز بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال ۸۶ سال کی عمر میں اتوار کے دن ماہ ربیع الاول کو ۱۷۹ھ میں ہوا، اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ ^(۲)

امام شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ۱۵۰ھ میں بیت المقدس کے علاقہ عسفان یا غزہ میں ہوئی، دو سال کی عمر میں آپ مکہ لائے گئے، پھر یہیں رہے، آپ کا وصال ۵۴ سال کی عمر میں جمعہ کی رات بعد نماز مغرب ۲۰۴ھ میں مصر میں ہوا۔ ^(۳)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ والد اور والدہ دونوں کے اعتبار سے اصلاً عربی النسل تھے، ان کے والدین عرب قبیلہ شیبان بن ذہل بن ثعلبہ کی اولاد سے نسبت رکھتے تھے، ان کے والدین مرو سے ہجرت کر کے بغداد تشریف لائے اور یہاں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی ولادت ۲۰ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں ہوئی۔ یہیں پروان چڑھے اور ۷۷ سال کی عمر میں کئی روز بیمار رہنے کے بعد آپ کا وصال

(۱) صحیح مسلم: کتاب الفضائل باب فضل فارس، ج ۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحدیث: ۲۵۴۶

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: مالك بن أنس، ج ۸ ص ۴۸-۱۳۰-۱۳۲

(۳) تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: فصل في مولد الشافعي، ج ۱ ص ۴۵، ۴۶

ربیع الاول کے ۱۲ روز گزرنے کے بعد جمعہ کے دن بغداد میں ہی ۲۴۱ھ میں ہوا۔^(۱)
اس تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ درج بالا تینوں ائمہ فقہ میں سے کوئی ایک بھی فارسی النسل نہ تھا، فارسی النسل صرف امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق نبوی پیشین گوئی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات میں فرمایا:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ①
وَأَخْرَجَ مِنْهُمْ لِمَا يُلَاحِظُوا مِنْهُمْ ② وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ③

ترجمہ:- وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک (باعظمت) رسول کو بھیجا، وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، اور ان (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بے شک وہ لوگ ان (کے تشریف لانے) سے پہلے گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اس رسول کو تزکیہ و تعلیم کے لئے بھیجا ہے) جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی ان کے بعد کے زمانے میں آئیں گے)، اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں اللہ رب العزت نے دو طرح کے لوگوں کا ذکر کیا ہے:

ایک قسم کے لوگوں میں وہ اُمّی لوگ ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود براہ راست فیض یاب فرمایا، جنہیں آپ نے تلاوت، تزکیہ اور کتاب و حکمت کی تعلیم کے نور سے روشن کیا ہے۔

دوسری قسم کے لوگوں کا ذکر قرآن نے ”وَأَخْرَجَ مِنْهُمْ لِمَا يُلَاحِظُوا مِنْهُمْ ②“ (الجمعة: ۳) کے الفاظ سے بیان کیا ہے۔ ان سے مراد وہ لوگ تھے جو ابھی تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہیں ملے تھے بلکہ بعد میں آنے والے تھے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیض ان کے لئے بھی بیان ہوا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے الفاظ کی تفسیر میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث ہے، جسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے: ”وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ“ (المجمعة: ۳) اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی (اس رسول کو تزکیہ و تعلیم کے لئے بھیجا ہے) جو ابھی ان لوگوں سے نہیں ملے (جو اس وقت موجود ہیں یعنی ان کے بعد کے زمانے میں آئیں گے)۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ تین بار یہی سوال کیا، اس وقت ہمارے درمیان سلمان فارسی بھی موجود تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سلمان فارسی... رضی اللہ عنہ... پر رکھا، پھر فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الْكُرَّاءِ لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِّنْ هَؤُلَاءِ۔^(۱)

ترجمہ:- اگر ایمان ثریا کی بلندیوں پر بھی ہوتا تو اس کی قوم میں سے چند اشخاص، یا فرمایا: ایک شخص اسے حاصل کر لے گا۔

امام بخاری کی بیان کردہ روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (یعنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) کی قوم فارس کے لوگوں میں سے کچھ لوگ یا ایک شخص آئے گا، اگر ایمان ثریا کی بلندیوں تک بھی ہوگا تو وہ اتنی بلندی پر بھی پہنچ کر اس کی معرفت حاصل کر لے گا۔ اس روایت میں ایک شخص یا چند اشخاص کا بیان ہے۔ جب کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ اہل فارس اور آبائے فارس کی اولاد میں سے ایک شخص ہوگا جس کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الْكُرَّاءِ لَنَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسٍ أَوْ قَالَ: مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسٍ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ۔^(۲)

ترجمہ:- اگر دین اورچ ثریا پر بھی ہوتا تو اہل فارس (یا آبائے فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پا لے گا۔

(۱) صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله: وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ، ج ۶، ص ۱۵۱، رقم الحدیث: ۳۸۹۷

/صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج ۳، ص ۱۹۷۲، رقم الحدیث: ۲۵۳۶

(۲) صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج ۳، ص ۱۹۷۲، رقم الحدیث: ۲۵۳۶

امام اعظم رحمہ اللہ کے مناقب پر مشتمل روایت نو صحابہ سے مروی ہے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب پر مبنی روایت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نو صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ”صحیح بخاری“ اور ”صحیح مسلم“ میں موجود ہے^(۱)۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ”تاریخ أصبہان“ میں موجود ہے^(۲)۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ”تاریخ أصبہان“ میں موجود ہے۔^(۳)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ”تاریخ أصبہان“ میں موجود ہے۔^(۴)

۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ”تاریخ أصبہان“ میں موجود ہے^(۵)۔

(۱) صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله: وآخرین منهم لما يلحقوا بهم، ج ۶ ص ۱۵۱، رقم الحدیث: ۳۸۹۷ / صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج ۲ ص ۱۹۷۲، رقم الحدیث: ۲۵۳۶

(۲) تاریخ أصبہان: مقدمة: ج ۱ ص ۲۵

(۳) تاریخ أصبہان: باب الباء، یحیی بن معدان، ج ۲ ص ۳۴۰

(۴) تاریخ أصبہان: مقدمة: ج ۱ ص ۲۶

(۵) تاریخ أصبہان: مقدمة: ج ۱ ص ۲۵

۶۔ حضرت مندوس رضی اللہ عنہ

حضرت مندوس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ”معجم الصحابة“ میں موجود ہے۔^(۱)

۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ”المعجم الكبير للطبرانی“ میں موجود ہے۔^(۲)

۸۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ”مصنف ابن أبي شيبة“ میں موجود ہے۔^(۳)

۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی روایت ”المستدرک على الصحيحين“ میں موجود ہے۔^(۴)

یاد رہے کہ اس حدیث کا تعلق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب سے نہیں ہے، جیسا کہ بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے، بلکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ مستقبل کی ایک پیشین گوئی بیان کی ہے، اور یہ حدیث ایمان، دین، علم، تینوں قسم کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے، چونکہ اس روایت میں فضیلت کا تعلق اہل فارس کے ساتھ ہے، تو آپ نے اہل فارس کی طرف اشارہ کرنے کے لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا کہ جس فارس سے یہ ہے، اسی قوم فارس سے ایک شخص ہوگا جو دین کو ثریا کی بلندیوں سے بھی اُتارے گا اور اس کی معرفت حاصل کرے گا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر فقط اس لئے کیا کہ ان کا تعلق سرزمین فارس سے تھا۔

(۱) معجم الصحابة: باب الميم، مندوس، ج ۳ ص ۱۲۹، رقم: ۱۱۵۲

(۲) المعجم الكبير: باب العين، من مسند عبد الله بن مسعود، ج ۱۰ ص ۲۰۳، رقم الحديث: ۱۰۳۷۰

(۳) مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، باب ما جاء في العجم، ج ۶ ص ۴۱۵، رقم الحديث: ۳۲۵۱۵

(۴) المستدرک على الصحيحين: كتاب تعبير الرؤيا، ج ۳ ص ۴۳۷، رقم الحديث: ۸۱۹۳

اس حدیث کو نو مختلف صحابہ کرام نے روایت کیا، صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو ان کے تیرہ^۳ مختلف شاگردوں نے نقل کیا۔ اسی طرح دیگر صحابہ سے بھی ان کے مختلف تلامذہ نے اس روایت کو نقل کیا، اس روایت کو مختلف طرق واسانید کے ساتھ تقریباً اکتیس^۴ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، جن میں امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۵ھ)، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ)، امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ)، امام مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ)، امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ)، امام ابویعلیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۷ھ)، امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ)، امام ابن قانع رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۱ھ)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ)، امام طبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ)، امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ)، امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)، امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ)، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ)، امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۷ھ) وغیرہم ہیں، ان میں سے کسی ایک محدث نے بھی اس روایت کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں بیان نہیں کیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشین گوئی کی، جو حرف بہ حرف مکمل ہوئی، یہ آپ کے معجزات میں سے ہے، آپ نے جس بات کی خبر دی ویسا ہی ہوا، اور اس کا مصداق اکابر اہل علم کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ قرار پائے۔

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اس صحیح حدیث کی بنیاد پر اپنی معروف کتاب ”سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ﷺ“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے مستقل ایک باب قائم کیا:

الباب الثالث والخمسون فی اشارتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی وجود الإمام أبی حنیفۃ.

یعنی اس ترین نمبر باب میں اس حدیث کا ذکر ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کے وجود کی پیشین گوئی فرمائی۔

علامہ صالحی رحمہ اللہ باوجود یہ کہ شافعی المسلک ہیں، انہوں نے اس حدیث کا مصداق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا اور باقاعدہ اس پر باب قائم کیا، پھر اس کے تحت اس حدیث کے متعدد طرق اور اسانید کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وما جزم به شیخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضى الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه.^(۱)
ترجمہ:- ہمارے شیخ علامہ جلال الدین سیوطی نے یقین کے ساتھ فرمایا کہ اس حدیث سے مراد امام ابو حنیفہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔
نیز یہ بھی فرمایا:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة.^(۲)
ترجمہ:- یہ حدیث صحیح ہے، (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی) بشارت اور فضیلت کے سلسلے میں اسی روایت پر اعتماد کیا جائے گا۔
علامہ احمد بن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے بھی اس حدیث کا مصداق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا، آپ نے عنوان قائم کیا:

فيما ورد من تبشير النبي صلى الله عليه وسلم بالإمام أبي حنيفة
رحمه الله تعالى.
پھر فرمایا:

قال الحافظ المحقق جلال السيوطي: هذا أصل صحيح يعتمد عليه في
البشارة بأبي حنيفة رحمه الله وفي الفضيلة التامة.^(۳)
ترجمہ:- حافظ محقق جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے، ابو حنیفہ کی بشارت کے سلسلے میں اس صحیح اصل پر اعتماد کیا جائے گا، اور اس میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کامل فضیلت ہے۔

اندازہ کیجئے کہ تینوں جلیل القدر ائمہ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ محمد بن یوسف صالحی، علامہ احمد بن حجر عسقلانی، باوجود یہ کہ تینوں شافعی المسلک ہیں، انہوں نے اس حدیث کا مصداق صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا ہے۔

(۱) سبل الہدی والرشاد: أبواب معجزاته الباب الثالث والخمسون، ج ۱۰ ص ۱۱۶

(۲) سبل الہدی والرشاد: أبواب معجزاته الباب الثالث والخمسون، ج ۱۰ ص ۱۱۶

(۳) الخيرات الحسان: المقدمة الثالثة، ص ۲۳

سات اکابر اہل علم کے نزدیک حدیث کا مصداق

امام اعظم رحمہ اللہ ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا ایک مصداق شارحین حدیث نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا ہے۔

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة. (۱)
ترجمہ:- بشارت میں یہ قابل اعتماد اصل صحیح ہے۔

۲۔ علامہ محمد بن یوسف الصالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ

علامہ محمد بن یوسف الصالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضي الله عنه هو المراد
من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء
فارس في العلم مبلغه، ولا مبلغ أصحابه. (۲)

ترجمہ:- ہمارے شیخ نے یہ بات یقین کے ساتھ کہی ہے کہ حدیث سابق سے
مراد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام
صاحب کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی بھی امام صاحب کے علمی مقام
کو نہیں پہنچ سکا ہے، اور نہ ہی آپ کے تلامذہ کے مقام کو کوئی پہنچ سکا ہے۔

۳۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

(۱) تبیيض الصغيفة بمناقب أبي حنيفة: ذكر تبشير النبي صلى الله عليه وسلم به، ص ۲۱

(۲) سهل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد أبواب معجزاته صلى الله عليه وسلم، الباب الثالث

والخمسون، ج ۱۰ ص ۱۱۶

قال بعض تلامذة الجلال وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة هو المراد من هذا الحديث لا شك فيه لأنه لم يبلغ أحد أي في زمنه من أبناء فارس في العلم مبلغه ولا مبلغ أصحابه وفيه معجزة ظاهرة للنبي صلى الله عليه وسلم حيث أخبر بما سيقع.^(۱)

ترجمہ:- جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے بعض شاگرد نقل کرتے ہیں کہ ہمارے اُستاذ نے یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ اس حدیث سے مراد امام ابو حنیفہ ہیں، کیونکہ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ امام صاحب کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی بھی ان کے علمی مقام کو نہیں پہنچ سکا، اور آپ تو آپ بلکہ آپ کے تلامذہ کا بھی کوئی مقام نہ پاسکا، اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے کہ آپ نے ہونے والی بات کا پتا دیا ہے۔

۴- علامہ علی بن محمد العزیزی رحمہ اللہ

علامہ علی بن محمد العزیزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۰ھ) فرماتے ہیں:

على الإمام الأعظم أبي حنيفة وأصحابه.^(۲)

ترجمہ:- اس روایت کا مصداق امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب ہیں۔

۵- علامہ محمد معین السندی

علامہ محمد معین السندی (متوفی ۱۱۶۱ھ) باوجود شیعہ اور قیاس و تقلید کے منکر ہونے کے فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں متعصبین کی کوئی جرح قابل قبول نہیں ہے، کیونکہ وہ تو عظیم منقبت کے مالک ہیں، انہوں نے ثریا سے علم حاصل کیا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اگر علم ثریا میں بھی ہو تو اس کو ضرور فارسی نسل کے کچھ لوگ حاصل کر لیں گے:

وعظيم منقبة الذي نال بها العلم في الثريا على ما يشير إليه قوله

(۱) الخيرات الحسان: المقدمة الثالثة، ص ۲۳

(۲) السراج المنير شرح جامع الصغير في أحاديث البشير والنذير: ج ۳ ص ۲۱۸

صلی اللہ علیہ وسلم: لَوْ كَانَ الْعِلْمُ فِي الْكُرَى لَنَالَه رَجَالٌ مِنْ فَارِسٍ۔^(۱)

۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ابو حنیفہ دریں حکم داخل است۔^(۲)

ترجمہ:- اس حدیث کے مصداق میں امام ابو حنیفہ داخل ہیں۔

نیز فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ماوراء النہر، خراسان اور اہل فارس کے ائمہ سب اس

میں داخل ہیں۔^(۳)

۷۔ مشہور غیر مقلد عالم علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ

مشہور غیر مقلد عالم علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

صواب آنست کہ ہم امام ابو حنیفہ در اس داخل است۔^(۴)

ترجمہ:- درست بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس بشارت میں داخل

ہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دُعا

آپ کے دادا حضرت نعمان بن مرزبان رحمہ اللہ کے بارے میں کتب تاریخ میں ایک واقعہ آتا ہے، چونکہ وہ فارسی النسل تھے، لہذا ان کے ہاں ”نوروز“ (اہل فارس کا قومی جشن) عید کے طور پر منایا جاتا تھا، جب ”نوروز“ آیا تو وہ مسرت و خوشی کا اظہار کرنے کے لئے فالودہ لے کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

امام صاحب کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

والدعمان بن المرزبان أبو ثابت هو الذی أهدی لعلی بن أبی طالب

(۱) دراسات اللہیب: ص ۲۸۹، بحوالہ ”مقام ابی حنیفہ“، ص ۸۶

(۲) کلمات طیبات: مجموعہ مکاتیب شاہ ولی اللہ، ص ۶۸، بحوالہ ”مقام ابی حنیفہ“، ص ۸۶

(۳) ارالۃ الخفاء: ج ۱ ص ۲۷۱، بحوالہ ”مقام ابی حنیفہ“، ص ۸۶

(۴) انصاف النبلاء: ص ۴۲۴، بحوالہ ”مقام ابی حنیفہ“، ص ۸۶

الغالوذج فی یوم الدیروز، فقال: تَوَزُّوْنا کُل یوم۔ وقیل: کان ذلک فی المہرجان، فقال: مَهْرَجُوْنا کُل یوم۔^(۱)

ترجمہ:- نعمان بن مرزبان ابو ثابت وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں ”نوروز“ کے دن فالودہ پیش کیا، تو آپ نے فرمایا: ہمارا نوروز ہر دن ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: یہ مہرجان (میلہ) کا دن تھا تو آپ نے فرمایا: ہمارا مہرجان ہر روز ہوتا ہے۔

اس واقعے سے پتا چلتا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے خاندان میں سب سے پہلے تابعیت کے منصب پر فائز ہونے والے ان کے دادا حضرت نعمان تھے۔

امام اعظم کے دادا حضرت نعمان کے قیام کوفہ کے دوران ہی امام اعظم کے والد حضرت ثابت بن نعمان پیدا ہوئے، امام اعظم کے والد حضرت ثابت ابھی کم سن تھے کہ انہیں ان کے والد حضرت نعمان اپنے ساتھ لے کر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے حق میں دُعا کے لئے عرض کیا۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک دو سال کے بچے کو کسی برگزیدہ ہستی کی خدمت اقدس میں لے جا کر دُعا کے لئے پیش کیا جائے تو وہ دو سال یا تین سال کے بچے کی اولاد کے لئے بھی دُعا فرمائیں کہ اے اللہ! اس کو اور اس کے ساتھ اس کی اولاد کو بھی برکت دے۔

اس واقعے میں قابل توجہ بات جس کو خطیب بغدادی، امام صیری، امام مزی، امام ذہبی اور امام سیوطی رحمہم اللہ سمیت ہر محدث اور مؤرخ نے بلا اختلاف لکھا، یہ ہے کہ حب حضرت نعمان نے اپنے بیٹے ثابت کو جو دو تین سال کے بچے تھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں دُعا کے لئے پیش کیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف ثابت بلکہ ان کی اولاد کے لئے بھی برکت کی دُعا فرمائی۔ امام اعظم کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

ذهب ثابت إلى علي بن أبي طالب وهو صغير، فدعا له بالبركة فيه وفي ذريته، ونحن نرجو من الله أن يكون قد استجاب الله ذلك لعلي بن أبي طالب فينا.^(۲)

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۱۳ ص ۳۲۷

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۷/ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۱۶

ترجمہ:- (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے والد) ثابت جب کہ وہ چھوٹے سے تھے حضرت علی بن ابی طالب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ثابت کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دُعا کی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے حق میں حضرت علی بن ابی طالب کی دُعا قبول فرمائی ہے۔

اس روایت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت کے لئے دُعا فرمائی تو نہ صرف ان کے لئے بلکہ اس دُعا میں آپ کی اولاد کو بھی شامل فرمایا، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں امام صاحب کے غیر معمولی مرتبے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ دوسری اہم بات جسے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ نے یوں بیان کیا:

وَمَنْ نَرَجُو مِنْ اللَّهِ أَنْ يَكُونَ قَدْ اسْتَجَابَ اللَّهُ ذَلِكَ لَعَلِي بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِينَا.

ترجمہ:- اور ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتے ہیں کہ اس نے ہمارے حق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دُعا قبول فرمائی ہے۔

اپنے الفاظ میں انہوں نے اس حقیقتِ حال کو بیان کیا ہے کہ میرے دادا ابو حنیفہ کے ”امام اعظم“ ہونے اور شرق سے غرب تک ان کی فقہ کے رائج و مقبول ہونے میں اللہ پاک نے جو برکات عطا فرمائی ہیں دراصل سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اسی دُعا کا صدقہ ہے جو انہوں نے میرے پر دادا ثابت کو دی۔^(۱)

شرفِ تابعیت

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے برتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے، آپ کے بعد اولوا العزم من الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام، ان کے بعد باقی انبیاء کا مقام ہے، انبیاء کے بعد صحابہ کرام اور صحابہ کے بعد تابعین عظام سے اونچا کسی کا مقام نہیں ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، آپ کی روایت صحابہ سے متعلق پچیس^{۲۵} اکابر اہل علم کی تصریحات ان شاء اللہ! آگے آئیں گی۔

”صحابی“ کی تعریف

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) ”صحابی“ کی تعریف کرتے ہیں:

من صلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم أو رآه من المسلمین فهو من أصحابہ. (۱)

ترجمہ:- مسلمانوں میں سے جس نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو، یا فقط آپ کو دیکھا ہو، وہ آپ کا صحابی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ”صحابی“ کی درج ذیل تعریف کی ہے،

اور یہی تعریف اہل علم کے درمیان معروف ہے:

هو من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنابہ ومات علی الإسلام ولو تخللت رقة فی الاصح. والمراد باللقاء ما هو أعم من المجالسة والمباشرة ووصول أحدهما إلى الآخر وإن لم يكلمه. ويدخل فيه رواية أحدهما الآخر سواء كان ذلك بنفسه أو بغيره. (۲)

ترجمہ:- صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور وہ اسلام پر ہی فوت ہوا ہو، اگرچہ درمیان میں مرتد ہو گیا ہو۔ (مذکورہ تعریف میں) لقاء سے مراد (ایسی ملاقات) ہے جو باہم بیٹھنے، چلنے پھرنے اور دونوں میں سے ایک کے دوسرے تک پہنچنے سے ہو، اگرچہ اس سے مکالمہ بھی نہ کیا ہو، یہ مجلس اس لحاظ سے عام ہے (جس میں صرف کسی مسلمان کا آپ تک پہنچنا ہی کافی ہے) اور لقاء میں ہی ایک دوسرے کو بنفسہ یا بغيرہ دیکھنا بھی داخل ہے۔

”تابعی“ کی تعریف

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

(۱) صحیح بخاری: کتاب المناقب باب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۵ ص ۷۰

(۲) نزہۃ النظر شرح نخبة الفكر: ص ۱۳۱، الناشر: مکتبہ رحمانیہ لاہور

وهو من لقي الصحابي كذلك، وهذا متعلق باللقاء. (۱)

ترجمہ:- تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو، اسی طرح (جیسا کہ صحابی کی تعریف میں مذکور ہوا) اور اس (تعریف) کا تعلق ملاقات کے ساتھ ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

هو من لقيه وإن لم يصعبه كما قيل في الصحابي، وعليه الحاكم، قال ابن الصلاح: وهو أقرب قال المصنف: وهو الأظهر، قال العراقي: وعليه عمل الأكثرين من أهل الحديث. (۲)

ترجمہ:- تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو، اگرچہ اس کی صحبت اختیار نہ کی ہو، جیسا کہ صحابی کے بارے میں کہا گیا ہے۔ یہی امام حاکم کا موقف ہے، ابن صلاح نے (اس تعریف پر) کہا: یہ قریب ترین ہے۔ مصنف (امام نووی) نے کہا: یہ زیادہ واضح ہے۔ عراقی نے کہا: اکثر محدثین کا اسی پر عمل ہے۔

جمہور محدثین کے نزدیک تابعی ہونے کے لئے صرف رؤیت صحابی کافی ہے

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

ثم اعلم أن جمهور علماء أصول الحديث على أن الرجل بمجرد اللقي والرؤية للصحابي يصير تابعيا ولا يشترط أن يصعبه مدة ولا أن ينقل عنه رواية، بخلاف الصحابي فإن بعض الفقهاء شرطوا في كونه صحابيا طول الصحبة أو المرافقة في الغزو أو الموافقة في الرواية. (۳)

ترجمہ:- پھر واضح رہے کہ جمہور علمائے اصول حدیث اس طرف گئے ہیں کہ مجرد لقاء اور رؤیت صحابی سے تابعیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے، اور تابعی

(۱) نزهة النظر شرح نخبة الفكر: ص ۱۳۴

(۲) تدريب الراوي: النوع الأربعون: معرفة التابعين، ج ۲ ص ۷۰۱

(۳) مجموعة رسائل اللکهنوی: إقامة الحجة على أن الإكفار في التعبد ليس بهدعة، ج ۲ ص ۳۵

ہونے کے لئے نہ صحابی کی صحبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ اس سے کسی روایت کا نقل کرنا، برخلاف صحابی کے کہ بعض فقہاء نے صحابی ہونے کے لئے طولِ صحبت یا کسی غزوہ میں رفاقت یا روایت میں موافقت کو شرط قرار دیا ہے۔

صحابی اور تابعی کی فضیلت حدیث کی روشنی میں

یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ معروف ائمہ فقہ و حدیث میں صرف امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ واحد امام ہیں جو تابعی ہیں، آپ کے علاوہ باقی ائمہ کرام امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور ائمہ صحاح ستہ (امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ) میں سے کوئی امام بھی تابعی نہیں ہے۔ امام صاحب وہ خوش نصیب ہیں جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت نصیب ہوئی۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ^(۱)

ترجمہ: تم میں بہترین میرا زمانہ ہے، پھر میرے بعد ان کا زمانہ جو ان سے ملیں (یعنی تابعین کا)، اور پھر اس کے بعد جو ان سے ملیں (یعنی تبع تابعین کا زمانہ)۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے ہوئے سنا:

لَا تَمْسُ الْغَارُ مُسْلِمًا رَأَى أَوْ رَأَى مَنْ رَأَى^(۲)

ترجمہ:- اس مسلمان کو آگ نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا (یعنی صحابی) یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا (یعنی تابعی)۔

ان احادیث سے صحابی اور تابعی کی فضیلت کا پتا چلتا ہے۔

(۱) صحیح بخاری: کتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جورا إذا شهد، ج ۳ ص ۱۷۱، رقم الحدیث: ۲۶۵۱

(۲) سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب ما جاء في فضل من رأى النبي صلى الله عليه وسلم وصحبه، ج ۵ ص ۶۹۴، رقم الحدیث: ۳۸۵۸

امام اعظم رحمہ اللہ کے تابعی ہونے پر پچیس اکابر اہل علم کی تصریحات

۱۔ خود امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصریح

خود امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے کے بارے میں فرمایا:

رأيت أنس بن مالك قائماً يصل. ^(۱)

ترجمہ:- میں نے حضرت انس بن مالک کو نماز پڑھتے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ وہ حالت قیام میں تھے۔

ایک اور روایت میں امام صاحب نے فرمایا:

قدم أنس بن مالك الكوفة ونزل النعنع رأيتہ مراراً. ^(۲)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک کوفہ تشریف لائے اور مقام نعنع پر اترے، میں نے انہیں کئی بار دیکھا۔

۲۔ امام ابن سعد رحمہ اللہ کی تصریح

معروف مؤرخ امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے فرمایا:

أن أبا حنيفة رأى أنس بن مالك وعبد الله بن الحارث بن جزم. ^(۳)

ترجمہ:- یقیناً ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزم کو دیکھا ہے۔

۳۔ امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ کی تصریح

صاحب ”حلیۃ الأولیاء“، ”ومعرفة الصحابة“ امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی

(۱) مسند أبي حنيفة رواية أبي نعیم: ص ۲۳

(۲) التدوين في أخبار قزوين: باب العين الاسم العاشر، ج ۳ ص ۱۵۳

(۳) جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ۱ ص ۲۳۰، رقم الحديث: ۲۱۶

رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے عنوان قائم کیا ”ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم“ ان صحابہ کا تذکرہ جن کا آپ نے دیدار کیا ہے اور صحابہ سے روایت حدیث کی۔ پھر آپ نے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور روایت حدیث کی ہے:

ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم أنس بن مالك وعبدالله بن الحارث بن جزء الزبیدی.^(۱)

۴۔ امام ابن ندیم کی تصریح

امام ابن ندیم، امام اعظم رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۸ھ) کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

وكان من التابعين، ولقي عدة من الصحابة، وكان من الورعين الزاهدين.^(۲)

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ تابعین میں سے تھے، آپ نے متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی، آپ زاہدوں اور متقیوں میں سے تھے۔

۵۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تصریح

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے تذکرے میں لکھا ہے:

رأى أنس بن مالك.^(۳)

ترجمہ:- آپ نے حضرت انس بن مالک کی زیارت کی ہے۔

۶۔ امام سمعانی رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابوسعید عبدالکریم بن محمد سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۳ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة، ص ۲۳

(۲) الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ج ۱ ص ۲۵۱

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: الدعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵

رأى أنس بن مالك. (۱)

ترجمہ:- آپ نے حضرت انس بن مالک کی زیارت کی ہے۔

۷- علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کے تذکرے میں رقم طراز ہیں:

ولد سنة ثمانين، رأى أنس بن مالك. (۲)

ترجمہ:- آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے حضرت انس بن مالک کی زیارت کی۔

۸- امام نووی رحمہ اللہ کی تصریح

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أبو حنيفة التيمي، إمام أصحاب الرأي، وفقه أهل العراق، رأى أنس بن مالك. (۳)

ترجمہ:- ابو حنیفہ تیمی، اصحاب الرائے کے امام، اہل عراق کے فقیہ، آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

۹- قاضی ابن خلکان رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں:

وذكر الخطيب في تاريخ بغداد أنه رأى أنس بن مالك. (۴)

ترجمہ:- خطیب نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک کی زیارت کی۔

(۱) الأنساب: باب الرأء والألفه الراي، ج ۶ ص ۶۴

(۲) المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۱۲۹

(۳) مهذيب الأسماء واللغات: النوع الغالي: الكنى، حرف الحاء، ج ۲ ص ۲۱۶

(۴) وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۵ ص ۳۶۰

۱۰۔ امام ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ کی تصریح

امام ذہبی رحمہ اللہ کے شیخ، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے شیخ اور سر، رجال حدیث سے گہری واقفیت رکھنے والے امام ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۲ھ) فرماتے ہیں:

الدعنان بن ثابت التیمی، أبو حنیفة الکوفی، فقیہ أهل العراق، رأى أنس بن مالک.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تیمی اہل عراق کے فقیہ ہیں، آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

۱۱۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ کی تصریح

عظیم نقاد محدث امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرمایا:

رأى أنس بن مالک لما قدم عليهم الكوفة.^(۲)

ترجمہ:- جب حضرت انس بن مالک اہل کوفہ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ان کی زیارت کی تھی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ہی امام اعظم رحمہ اللہ کو صراحتاً تابعی بھی لکھا ہے:

وكان من التابعين لهم إن شاء الله بإحسان فإنه صفع أنه رأى أنس بن مالک إذ قدمها أنس.^(۳)

ترجمہ:- آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ان شاء اللہ تابعین میں سے ہیں، کیونکہ یہ بات صحیح ہے کہ جب حضرت انس بن مالک کوفہ تشریف لائے تو آپ نے ان کی زیارت کی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں صراحت کے ساتھ یہ

(۱) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: الدعنان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۱۸

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: أبو حنیفة الدعنان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱

(۳) مناقب الإمام أبي حنیفة وصاحبہ: ص ۱۳

بات لکھی کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا:

رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک کو کئی مرتبہ دیکھا جب وہ اہل کوفہ کے پاس تشریف لائے۔

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مفصل کتاب ”تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام“ میں بھی بڑے واضح الفاظ میں یہ بات نقل کی:

رأى أنس بن مالك غير مرة بالكوفة إذ قدمها أنس. ^(۲)

ترجمہ:- آپ نے حضرت انس بن مالک کو کئی مرتبہ کوفہ میں دیکھا جب وہ کوفہ تشریف لائے۔

اس طرح آپ نے اپنی تصنیف ”العیون فی خبر من غیر“ میں بھی جزم کے ساتھ یہ نقل کیا کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے:

رأى أنساً. ^(۳)

بندے نے امام ذہبی رحمہ اللہ کی مطبوعہ تمام کتابیں دیکھی ہیں، کسی میں بھی آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تابعیت کا انکار نہیں کیا، بلکہ ہر تصنیف میں بڑے واضح الفاظ میں آپ کی تابعیت کی صراحت کی۔

۱۲- علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ صلاح الدین الصفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۳ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

رأى أنس بن مالك غير مرة بالكوفة. ^(۴)

ترجمہ:- آپ نے کوفہ میں کئی بار حضرت انس بن مالک کی زیارت کی۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: النعمان بن ثابت: ج ۱ ص ۱۲۶

(۲) تاریخ الإسلام: حرف النون، ترجمہ: النعمان بن ثابت: ج ۹ ص ۳۰۶

(۳) العیون فی خبر من غیر: سلسلہ محسنین ومائتہ، ج ۱ ص ۱۶۳

(۴) الوافی بالوفیات: ترجمہ: الإمام أبو حنیفة، ج ۲ ص ۸۹

۱۳- امام یافعی رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

مولدہ سنة ثمانین رأى أنسا.^(۱)

ترجمہ:- آپ کی ۸۰ھ میں ولادت ہوئی اور آپ نے حضرت انس کو دیکھا ہے۔

۱۴- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تصریح

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة، وهو أقدمهم وفاة

لأنه أدرك عصر الصحابة ورأى أنس بن مالك.^(۲)

ترجمہ:- (امام ابوحنیفہ) ان چار ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے، اور آپ وفات کے اعتبار سے ان سب سے مقدم ہیں کیونکہ آپ نے صحابہ کرام کا زمانہ پایا ہے اور حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

۱۵- امام زین الدین عراقی رحمہ اللہ کی تصریح

حافظ ابن الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) نے اپنی کتاب ”التقييد والإيضاح“ میں تابعی کی تبع تابعی سے روایت کرنے پر بحث کرتے ہوئے امام اعظم رحمہ اللہ کا شمار ان تابعین میں کیا ہے جنہوں نے امام عمرو بن شعيب رحمہ اللہ تبع تابعی سے روایت کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الأمر الثالث أنه قد روى عنه جماعة كـفيرون من التابعين غير هؤلاء.

وهم: ثابت بن عجلان، وحسان بن عطية، وعبدالله بن عبد الرحمن بن

يعلى الطائفي، وعبد الملك بن عبد العزيز بن جريج، والعلاء بن الحرث

(۱) مرآة الجنان وعبرة اليقظان: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۲۲

(۲) البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، الإمام أبو حنيفة، ج ۱ ص ۱۱۳

الشامی، ومحمد بن إسحاق بن یسار، ومحمد بن حجاج، ومحمد بن عجلان
وأبو حنیفة النعمان بن ثابت، وغيرهم۔^(۱)

ترجمہ:- تیسرا امر یہ ہے کہ ان محدثین کے علاوہ تابعین کی ایک کثیر جماعت
نے بھی (تبع تابعی) عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے، وہ (تابعین) یہ ہیں:
ثابت بن عجلان، حسان بن عطیہ، عبد اللہ بن عبد الرحمن بن یعلی الطائفی،
عبد الملک بن عبد العزیز بن جرج، علاء بن الحرث الشامی، محمد بن اسحاق ابن
یسار، محمد بن حجاج، محمد بن عجلان اور ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اور دیگر تابعین کرام۔

۱۶- علامہ ابن الوزیری میانی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ محمد بن ابراہیم بن علی المعروف ابن الوزیری میانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:
وكان الإمام أبو حنیفة من أهل اللسان القویمة، واللغة الفصیحة،
فقد أدرك زمان العرب وعاصر جریرا والفرزدق، ورأى أنس بن مالك
خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم مرتین، وقد توفي أنس سنة
ثلاث وتسعين من الهجرة، والظاهر أن أبا حنیفة ما رآه في المهد وإنما
رآه بعد التميز۔^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اہل زبان تھے، ان کی زبان دُرست اور فصیح تھی،
انہوں نے اہل عرب کا زمانہ پایا، جریر اور فرزدق کے معاصر رہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک کو دو مرتبہ دیکھا، حضرت
انس بن مالک کو گہوارے میں نہیں دیکھا بلکہ ہوش اور تمیز کے بعد دیکھا ہے۔

۱۷- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تصریح

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کے

(۱) التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح النوع الحادی والأربعون معرفة الأكابر الرواة عن
الأصاغر، ص ۳۳۲

(۲) العواصم والقواصم في الذب عن سلة أبي القاسم: المسلك الرابع. وأما ما قدح به على الإمام أبي
حنيفة، ج ۲ ص ۸۶

تعارف میں لکھتے ہیں:

الدعمان بن ثابت التیمی أبو حنیفة الکوفی مولیٰ بنی تیمہ اللہ بن ثعلبہ.
رأى أنسا. (۱)

ترجمہ:- ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تیمی الکوفی بنو تیمہ اللہ بن ثعلبہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ نے حضرت انس کو دیکھا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ، امام اعظم رحمہ اللہ کی تابعیت کے بارے میں پوچھے گئے سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

رفع هذا السؤال إلى الحافظ ابن حجر فأجاب بما نصه أدرك الإمام أبو حنیفة جماعة من الصحابة لأنه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذ من الصحابة عبد الله بن أبي أوفى فإنه مات بعد ذلك بالاتفاق وبالبصرة أنس بن مالك ومات سنة تسعين أو بعدها وقد ورد ابن سعد بسند لا بأس به أن أبا حنیفة رأى أنسا وكان غير هذين في الصحابة بعدة من البلاد أحياء وقد جمع بعضهم جزءا فيما ورد من رواية أبي حنیفة عن الصحابة لكن لا يخلو إسناد من ضعف والمعتد على إدراكه ما تقدم وعلى رؤيته لبعض الصحابة ما أورده ابن سعد في الطبقات فهو بهذا الاعتبار من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لأحد من أئمة الأمصار المعاصرين له كالأوزاعي بالشام والحماديين بالبصرة والثوري بالكوفة ومالك بالمدينة ومسلم بن خالد بعمكة والليث بن سعد بمصر والله أعلم. (۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی تابعیت کا سوال حافظ ابن حجر کے سامنے اٹھایا گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا: امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا

(۱) مہذب العہدیب: ترجمہ: الدعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۴۹

(۲) تبیيض الصغيفة بمناقب الإمام أبي حنیفة: ذکر من أدركه من الصحابة، ص ۲۵، ۲۶

ہے، اس لئے کہ آپ کی کوفہ میں ۸۰ھ میں ولادت ہوئی ہے، اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ موجود تھے، اس لئے کہ بالاتفاق ان کی وفات ۸۰ھ کے بعد ہوئی ہے، اور ان دنوں بصرہ میں انس بن مالک موجود تھے اس لئے کہ ان کی وفات ۹۰ھ میں یا اس کے بعد ہوئی ہے۔ اور ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے یہ بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا ہے، نیز ان دونوں حضرات کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ مختلف شہروں میں بقید حیات موجود تھے۔ اور بعض علماء نے امام ابو حنیفہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث کے بارے میں مختلف جز جمع کئے ہیں، لیکن ان کی اسناد ضعیف سے خالی نہیں ہیں۔ امام صاحب کے ادراک صحابہ کے باب میں قابل اعتماد وہ امر ہے جو گزر چکا، اور بعض صحابہ کی رؤیت کے بارے میں قابل اعتماد وہ روایت ہے جس کو ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے، لہذا اس اعتبار سے امام ابو حنیفہ تابعین کے طبقے میں سے ہیں اور یہ مرتبہ دوسرے شہروں میں بسنے والے آپ کے ہم عصر ائمہ میں سے کسی ایک کو بھی حاصل نہ ہو سکا، جیسے امام اوزاعی جو شام میں تھے، اور امام حماد بن (امام حماد بن سلمہ اور امام حماد بن زید) کو جو بصرہ میں تھے، اور امام ثوری کو جو کوفہ میں تھے اور امام مالک کو جو مدینہ میں تھے، اور امام مسلم بن خالد کو جو مکہ میں تھے، امام لیث بن سعد کو جو مصر میں تھے (ان میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل نہیں ہوا) واللہ اعلم۔

۱۸۔ امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی تصریح

شارج بخاری و ہدایہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے امام اعظم رحمہ اللہ کا ان کی زیارت کرنے کو درج ذیل الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

عبد اللہ بن ابی اوفی واسم ابی اوفی علیہ السلام، له ولأبیه صحبة، وهو

آخر من مات بالكوفة من الصحابة وهو من جملة من رآه أبو حنيفة من الصحابة. (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، ابو اوفی کا نام علقمہ اسلمی ہے، حضرت ابن ابی اوفی اور آپ کے والد گرامی کو صحابیت کا شرف حاصل ہے، آپ وہ آخری صحابی ہیں جنہوں نے کوفہ میں وصال فرمایا اور آپ کا شمار ان جملہ صحابہ میں ہوتا ہے جن کی امام ابو حنیفہ نے زیارت کی ہے۔

دوسرے مقام پر امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عبدالله بن أبي أوفى واسمه علقمة بن خالد بن الحارث الأسلمي المدني من أصحاب بيعة الرضوان وروى له خمسة وتسعون حديثاً، للبغاري خمسة عشر. وهو آخر من بقى من أصحابه بالكوفة، مات سنة سبع ومائين، وهو أحد الصحابة السبعة الذين أدرکهم أبو حنيفة سنة فمائين وكان عمره سبع سنين سن التميز والإدراك من الأشياء. (۲)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کے والد کا نام حضرت علقمہ بن خالد بن حارث اسلمی مدنی ہے، آپ بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام میں سے ہیں، آپ سے ۹۵ احادیث روایت کی گئی ہیں، (جن میں سے) امام بخاری نے ۱۵ روایت کی ہیں، آپ وہ آخری صحابی ہیں جنہوں نے کوفہ میں ۸۷ھ میں وصال فرمایا، اور آپ کا شمار ان سات صحابہ کرام میں سے ہوتا ہے جن کو امام ابو حنیفہ نے ۸۰ھ میں پایا، امام ابو حنیفہ کی عمر اس وقت سات سال کی تھی جو کہ اشیاء کو سمجھنے اور ان میں تمیز کرنے کا وقت ہوتا ہے۔

تیسرے مقام پر امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(۱) عمدة القاری شرح صحیح البخاری: کتاب البیوع باب ما یکرہ من الحلف فی البیع، ج ۱۱ ص ۲۰۶

(۲) عمدة القاری شرح صحیح البخاری: کتاب الزکاة باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة،

عبداللہ بن ابی اوفیٰ وهو أحد من روى عنه أبو حنيفة ولا يلتفت إلى قول المنكر المتعصب. (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ان صحابہ میں سے ایک ہیں جن سے امام ابو حنیفہ نے روایت کیا ہے، لہذا کسی منکر، متعصب کی بات کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا۔

نیز علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

كان أبو حنيفة ربه الله من سادات التابعين، رأى أنس بن مالك، ولا يشك فيه إلا جاهل وحاسد. (۲)

ترجمہ:- آپ تابعین کے سرداروں میں سے ہیں، آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا، اس بات میں شک نہیں کر سکتا مگر جاہل اور حاسد شخص۔

۱۹- امام سخاوی رحمہ اللہ کی تصریح

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

(وفى الخمسين ومائة) من السنين الإمام المقلد أحد من عُدَّ في التابعين (أبو حنيفة) الدعيان بن ثابت الكوفي (قصي) أي مات. (۳)

ترجمہ:- ۱۵۰ھ میں وہ امام جن کی تقلید کی جاتی ہے اور جنہیں تابعین میں شمار کیا جاتا ہے یعنی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی وفات ہوئی۔

۲۰- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) ”طبقات الحفاظ“ میں امام صاحب

(۱) عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، باب معی محل المعتمر، ج ۱۰ ص ۱۲۸

(۲) مغالاة الأخیار فی شرح أسامی رجال معالی الآثار: حرف النون، ترجمة: الدعمان بن ثابت، الفصل

الغالف، فمن رأى أبو حنيفة من الصحابة وروى عنهم، ج ۳ ص ۱۲۲

(۳) فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث: وفيات أصحاب المذاهب، ج ۴ ص ۳۳۷

رحمہ اللہ کا یوں تعارف کراتے ہیں:

أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي الكوفي، فقيه أهل العراق، وإمام
أصحاب الرأي، رأى أنساً^(۱).

ترجمہ:- ابو حنیفہ نعمان بن ثابت التیمی الکوفی اہل عراق کے فقیہ اور اصحاب
الرأے کے امام ہیں، آپ نے حضرت انس کو دیکھا ہے۔

۲۱- امام قسطلانی رحمہ اللہ کی تصریح

شارح بخاری امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں:

(ابن أبي أوفى) عبدالله الصحابي ابن الصحابي وهو آخر من مات من
الصحابة بالكوفة سنة سبع وثمانين وقد كف بصره قبل. وقد رآه أبو
حنيفة وعمره سبع سنين^(۲).

ترجمہ:- (ابن أبي أوفى) عبد اللہ جو صحابی ابن صحابی ہیں، آپ ۸۷ھ میں کوفہ
میں وصال فرمانے والے صحابہ کرام میں سب سے آخری ہیں، وصال سے قبل
آپ نابینا ہو گئے تھے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سات سال کی عمر میں آپ کی
زیارت کی تھی۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ ہی کسی مسئلے پر ائمہ کرام کا موقف بیان کرتے ہوئے امام اعظم
رحمہ اللہ کو تابعین میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذا مذهب الجمهور من الصحابة كابن عباس وعلي ومعاوية وأنس
بن مالك وخالد بن الوليد وأبي هريرة وعائشة وأم هانئ رضي الله
عنهم. ومن التابعين: الحسن البصري وابن سيرين والشعبي وابن

(۱) طبقات الحفاظ: الطبقة الخامسة، ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۸۰

(۲) إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المغربين، ج ۱

المسیب وعطاء وأبو حنیفة. ومن الفقهاء: أبو یوسف ومحمد والشافعی ومالك وأحمد.^(۱)

ترجمہ:- یہ جمہور کا مذہب ہے جیسا کہ صحابہ کرام میں سے حضرت ابن عباس، حضرت علی، حضرت معاویہ، حضرت انس بن مالک، حضرت خالد بن ولید، حضرت ابو ہریرہ، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہم۔ اور تابعین میں سے امام حسن بصری، امام ابن سیرین، امام شعبی، امام ابن مسیب، امام عطاء اور امام ابو حنیفہ۔ جب کہ فقہاء میں سے امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ۔

۲۲- امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ کی تصریح

صاحب ”سبل الہدی والرشاد“ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید، امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے:

وصوارؤیا لانس بن مالک رضی اللہ عنہ.^(۲)

ترجمہ:- ائمہ حدیث نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی زیارت کرنے کو صحیح قرار دیا ہے۔

نیز علامہ صالحی رحمہ اللہ بڑے واضح کاف الفاظ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تابعیت کو بیان کرتے ہیں:

اعلم رحمک اللہ أن الإمام أبا حنیفة رضی اللہ عنہ من أعیان التابعین.

نیز اگلے صفحے پر آپ فرماتے ہیں:

فأبو حنیفة رضی اللہ عنہ من أعیان التابعین.^(۳)

(۱) إرشاد الساری شرح صحیح البخاری: کتاب الصلاة باب الصلاة فی الفوب الواحد ملتصقا به، ج ۲ ص ۱۸

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الباب الثالث، ص ۶۲

(۳) عقود الجمان: الباب الثالث، ص ۵۰، ۴۹

۲۳- امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابن حجر مکی کی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

صحیح کہا قالہ الذہبی: أنه رأى أنس بن مالك وهو صغير، وفي رواية: رأيته مراراً وكان يخطب بالحجرة.

ترجمہ:- یہ صحیح ہے جیسا کہ امام ذہبی نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے بچپن میں حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ اور ایک روایت میں (آپ سے مروی) ہے کہ میں نے انہیں کئی مرتبہ دیکھا ہے اور وہ سُرخ خضاب لگاتے تھے۔

نیز آپ کی تابعیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فهو من أعيان التابعين الذين شملهم قوله تعالى: {وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ} (۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کا شمار ان تابعین میں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت آتے ہیں: ”اور درجہ احسان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے، اللہ ان (سب) سے راضی ہو گیا اور وہ (سب) اس سے راضی ہو گئے، اور اس نے ان کے لئے جنتیں تیار فرما رکھیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہی زبردست کامیابی ہے۔“

۲۴- ملا علی قاری رحمہ اللہ کی تصریح

شرح مشکوٰۃ، مجدد ملت، محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) تابعی کی تعریف کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

قلت: وبه يندرج الإمام الأعظم في سلك التابعين فإنه قد رأى
أنس بن مالك وغيره من الصحابة. (۲)

(۱) الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل السادس، ص ۳۳

(۲) شرح نخبه الفكر: تعريف التابعي، ص ۶۹۶، الناشر: قدیمی کتب خانہ

ترجمہ:- اس تعریف کی رو سے امام ابو حنیفہ تابعین کے زمرے میں شامل ہیں، یقینی بات ہے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک اور دیگر صحابہ کی زیارت کی تھی۔

۲۵- علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ عبدالحی بن احمد بن محمد ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) نے آپ کا مبسوط ترجمہ لکھا، اور جزم کے ساتھ لکھا کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور اس کے علاوہ صحابہ کو بھی دیکھا، پھر آپ نے وہ اشعار نقل کئے جن میں بعض اہل علم کی رائے کے مطابق آپ نے چھ صحابہ کا دیدار کیا جنہوں نے طہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی۔

وہ چھ صحابہ یہ ہیں: ۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ ۲- حضرت عبد اللہ بن انس رضی اللہ عنہ۔ ۳- حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزم رضی اللہ عنہ۔ ۴- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ۔ ۵- حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ۔ ۶- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ۔

الإمام أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي، مولده سنة ثمانين، رأى
أنسا وغيره ونظم بعضهم من لقي من الصحابة فقال:

لقي الإمام أبو حنيفة ستة
من صحب طه المصطفى المختار
أنساً وعبدالله نجل أنيسهم
وسميته ابن الحارث الكزار
وزاد ابن أبي أوفى وابن واثلة الرضى
واضمم إليهم معقل بن يسار^(۱)

قارئین کرام! بندے نے بفضل اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے پچیس^{۲۵} اکابر اہل علم کی تصریحات واضح الفاظ میں نقل کر دیں، ان میں اکثر محدثین، حدیث اور رجال حدیث سے گہری واقفیت رکھنے والے ہیں، یہ سب حنفی ہی نہیں بلکہ اکثر شافعی، مالکی اور حنبلی ہیں، سب نے صیغہ جزم کے ساتھ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تابعیت کا اقرار کیا ہے، یہ سب چوٹی کے علماء ہیں، ان میں سے اگر کوئی

(۱) شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۲۲۹

ایک بھی تصریح کر دیتا تب بھی کافی تھا، لیکن اتنی بڑی جماعت نے بڑے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں لکھا کہ آپ نے صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ شریعت میں دو گواہوں کی شہادت بھی کافی ہے، لیکن بندے نے دس گنا زیادہ تصریحات نقل کی ہیں، ایک منصف مزاج شخص کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔ اگر کتاب کی طوالت، قارئین کی اکتاہٹ اور وقت کی نزاکت کا لحاظ نہ ہوتا تو بفضل اللہ تعالیٰ بندہ پچاس^۵ اہل علم کی تصریحات نقل کر دیتا لیکن: خیر الکلام ما قل و دل!

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی تحقیق

محقق العصر علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

فهذه العلماء الثقات: الدارقطني وابن سعد والخطيب والذهبي وابن حجر والولي العراقي والسيوطي وعلي القاري وأكرم السندی وأبو معشر وحمزة السهمي واليافعي والجزري والتوربشتي وابن الجوزي والسراج صاحب كشف الكشاف قد نصوا على كون الإمام أبي حنيفة تابعيا وإنما أنكر من أنكر منه روايته عن الصحابة.

وقد صرح به جمع آخرون من المحدثين والمؤرخين المعتبرين أيضا تركت عباراتهم خوفا من الإطالة الموجبة للبلالة وما نقلته إنما نقلته بعد مطالعة الكتب المذكورة لا بمجرد اعتقاد نقل غيري، ومن راجع الكتب المذكورة يجد صدق نقلي، وأما كلمات فقهائنا في هذا الباب فأكثر من أن تحصى، ومن أنكر كونه تابعيا من المؤرخين لا يصل في الاعتماد وقوة الحفظ وسعة النظر إلى مرتبة هؤلاء المحدثين فلا عبرة بقوله معارضا لقولهم وهذا الذهبي شيخ الإسلام المعتمد في نقله عند الانام لو صرح وحده بكونه تابعيا لكفى في قوله رادا لقول النافعين فكيف وقد وافقه إمام الحفاظ ابن حجر ورأس الثقات الولي العراقي وخاتمة الحفاظ السيوطي وعمود المؤرخين اليافعي وغيرهم.

وسبقه إلى ذلك الخطيب وما أدراك ما الخطيب؛ والدارقطني وما

أدراك ما الدارقطني: إمامان جليلان، مستندان معتمدان، وغيرهما
فإن لم يبق للمنكر إلا أن يكذب هؤلاء الثقات، فإن وقع منه ذلك
فلا كلام معه، أو يقدم أقوال من دونهم على أقوالهم، فإن فعل ذلك
لزم ترجيح المرجوح والمرجو من العلماء المنصفين بعد مطالعة
هذه النصوص أن لا يبقى لهما انكار.^(۱)

ترجمہ:- امام دارقطنی، ابن سعد، خطیب، ذہبی، ابن حجر، ولی الدین عراقی،
سیوطی، ملا علی قاری، اکرم سندھی، ابو معشر، حمزہ سہمی، یافعی، جزری، تورپشتی،
ابن الجوزی، سراج صاحب کشف الکشاف رحمہم اللہ یہ سب علمائے ثقات تصریح
کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ تابعی تھے، ان میں سے اگر کسی نے انکار بھی کیا ہے
تو امام صاحب کی صحابہ سے روایت کا انکار کیا ہے، اور یہی تصریح محدثین اور
معتبر مؤرخین کی ایک دوسری جماعت نے بھی کی ہے، میں نے ان حضرات کی
عبارتوں کو طوالت کی خوف سے جو موجب ملال ہے چھوڑ دیا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ امام صاحب کی تابعیت کے باب میں، میں نے جو کچھ نقل کیا
ہے اس کو مذکورہ بالا کتب کے مطالعے اور تحقیق کے بعد نقل کیا ہے، صرف
دوسروں کی نقل پر اعتماد کرتے ہوئے نہیں کیا ہے۔ چنانچہ جو شخص بھی مذکورہ
کتابوں کا مطالعہ کرے گا اسے میرے نقول کی صداقت معلوم ہو جائے گی،
رہے ہمارے فقہاء کے اقوال تابعیت کے باب میں! وہ حدیثار سے بھی زیادہ
ہیں۔ مؤرخین میں سے جو بھی امام صاحب کی تابعیت کا منکر ہے، وہ اعتماد،
قوتِ حفظ اور وسعتِ نظر میں حضراتِ مشہورین کے درجے کا نہیں، لہذا ان کے
مقابلے میں اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں، دیکھئے شیخ الاسلام ذہبی جو نقل
وروایت میں تمام دنیا کے نزدیک معتمد ہیں۔ اگر وہ اکیلے ہی امام ابو حنیفہ کی
تابعیت کی تصریح کر دیتے تو صرف ان کی تصریح ہی ان لوگوں کی تردید کے

(۱) مجموعة رسائل اللکھنوی: إقامة الحجة أن الإكفار في التعبد ليس ببدعة، ص ۳۱

لئے کافی تھی جو امام صاحب کی تابعیت کے قائل نہیں، کجا کہ امام الحافظ ابن حجر اور رأس الثقات علامہ ولی الدین عراقی اور خاتمۃ الحفاظ سیوطی اور عمود الموترین یافعی رحمہم اللہ وغیرہ بھی اس باب میں ان ہی کے ہمنوا ہیں۔ اور اس سے پہلے خطیب اور دارقطنی یہی بات کہہ چکے ہیں اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ خطیب اور دارقطنی کا کیا مقام ہے! یہ دونوں بلند پایہ کے مستند اور معتمد امام ہیں، اب منکر کے لئے یہی صورت رہ گئی ہے کہ یا تو وہ ان علمائے ثقات کی تکذیب کرے، سو اگر وہ اسی بات پر جما ہوا ہے تو اس سے گفتگو بے کار ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کم پائے کے لوگوں کی بات اعلیٰ پائے کے حضرات کے مقابلے میں مقدم رکھے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ ایک ناقابل ترجیح بات کو ترجیح دی جائے، لہذا علمائے منصفین سے یہی توقع ہے کہ ان اکابر کی تصریحات کو پڑھنے کے بعد ان کو مجال انکار نہیں رہے گا۔

ائمۃ متبوعین میں صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں

علامہ احمد بن مصطفیٰ المعروف بطاش کبری زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۸ھ) فرماتے ہیں:

ومن جهات شرفه أنه ليس بين الأئمة تابعي غيره وقد ذكر ابن الصلاح أن الإمام مالكاً من تبع التابعين وأما أبو حنيفة فقد اتفق المحدثون على أن أربعة من الصحابة كانوا على عهد الإمام في الحياة.^(۱)

ترجمہ:- من جملہ فضائل امام ابو حنیفہ میں ایک یہ بھی ہے کہ ائمہ متبوعین میں آپ کے علاوہ کوئی تابعی نہیں ہے، علامہ ابن صلاح نے امام مالک کو تبع تابعین میں شمار کیا ہے، لیکن امام ابو حنیفہ کے بارے میں محدثین اس پر متفق ہیں کہ امام صاحب کے زمانے میں چار صحابہ بقید حیات موجود تھے۔

معاصر علماء میں صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

(۱) مفتاح السعادة ومصباح السيادة: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت المطلب الأول، ج ۲ ص ۱۷۵

أنه أدرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده بها سنة ثمانين فهو من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لأحد من أئمة الأمصار المعاصرين له كالأوزاعي بالشام والحماديين بالبصرة والثوري بالكوفة ومالك بالمدينة الشريفة والليث بن سعد بمصر. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے اپنی پیدائش ۸۰ھ کے بعد صحابہ کی ایک جماعت کا زمانہ پایا جو کوفہ میں تھے، اسی لئے امام صاحب تابعین کے طبقے میں سے ہیں، اور یہ شرف ان کے معاصر محدثین و فقہاء جیسے شام میں امام اوزاعی، بصرہ میں امام حماد بن سلمہ اور امام حماد بن زید، کوفہ میں امام سفیان ثوری، مدینہ میں امام مالک، اور بصرہ میں امام لیث بن سعد... رحمہم اللہ... کو حاصل نہیں ہو سکا۔

اکابر اہل علم کا آپ کو ”امام اعظم“ کے لقب سے یاد کرنا

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا. ^(۲)

علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الإمام الأعظم صاحب المذهب اسمه النعمان. ^(۳)

علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) فرماتے ہیں:

الإمام الأعظم أبو حنيفة النعمان بن ثابت. ^(۴)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا خلیہ

امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو حنيفة ربعة من الرجال ليس بالقصير ولا بالطويل وكان

(۱) الخيرات الحسان: الفصل السادس فيمن أدركه من الصحابة، ص ۳۳

(۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۶۲

(۳) الوافي بالوفيات: حنيف، الألقاب، ج ۱۳ ص ۱۲۹

(۴) الجواهر البضية في طبقات الحنفية: المقدمة: فصل، ج ۱ ص ۲۶

أحسن الناس منطلقاً وأحلاهم لغمة. (۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ متوسط قد کے تھے، نہ بہت دراز اور نہ بہت پست قد، لوگوں میں حسن و جمال کے اعتبار سے نہایت خوبصورت، نہایت فصیح و بلیغ اور خوش آواز تھے، بڑی خوشی اسلوبی سے اپنی بات پیش کرتے تھے، اور انداز بیان بہت ہی واضح تھا۔

امام فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:

كان الإمام أبو حنيفة حسن الوجه حسن اللحية حسن الثياب حسن النعل طيب الريح حسن المجلس هيوأ. (۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کا چہرہ حسین، خوبصورت داڑھی، عمدہ کپڑے، اچھے جوتے، خوشبودار اور بھلی مجلس والے رُعب دار آدمی تھے۔

لا يتكلم إلا جواباً لا يخوض فيما لا يعنيه ولا يستمع إليه. (۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ اکثر خاموش رہا کرتے تھے، صرف جواب دینے کے لئے ہی بولتے تھے، لایعنی باتوں سے بچتے تھے، حتیٰ کہ لایعنی باتیں سنتے بھی نہ تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صورت و سیرت

امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو حنيفة ربعة من الرجال، ليس بالقصير ولا بالطويل، وكان أحسن الناس منطلقاً، وأحلاهم لغمة، وأنبهه على ما يريد.

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ میانہ قد کے تھے، نہ چھوٹے اور نہ دراز قد، لوگوں سے اچھی طرح بات کرتے تھے، آپ کا لہجہ بہت عمدہ ہوتا تھا، اپنے کام میں نہایت سمجھ دار تھے۔

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: حياة أبي حنيفة وصفته، ص ۱۷

(۲، ۳) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب الأول، فصل ۳، ص ۳۳

امام ابو نعیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:

وكان أبو حنيفة حسن الوجه، حسن الثياب، طيب الريح، حسن المجلس، شديد الكرم، حسن المواساة لإخوانه.
ترجمہ:- امام ابو حنیفہ خوبصورت چہرے والے، عمدہ لباس والے، اعلیٰ خوشبو استعمال کرنے والے، خوشگوار مجلس والے، کثرت سے سخاوت کرنے والے اور رفیقوں کے بڑے غم خوار تھے۔

عمر بن حمار رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۲ھ) فرماتے ہیں:

أن أبا حنيفة كان طويلاً تعلوه سمرق، وكان لباساً حسن الهيئة، كثير التعطر، يعرف بریح الطيب إذا أقبل وإذا خرج من منزله قبل أن تراه.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کا قد درازی کی طرف مائل تھا، آپ کے رنگ میں گندی رنگ کی جھلک تھی، آپ کا لباس نہایت صاف ستھرا ہوتا تھا، کثرت سے خوشبو استعمال کرتے تھے، جب سامنے سے آتے یا گھر سے نکلتے تو آپ کے پہنچنے سے پہلے آپ کی خوشبو کی مہک پہنچ جاتی تھی۔

کثرت عبادت اور شب بیداری

آپ کی کثرت عبادت، زہد و تقویٰ، شب بیداری، کثرت تلاوت قرآن مجید اور حج و عمرہ کے واقعات تاریخ اور رجال کی کتب میں اس کثرت سے منقول ہیں کہ محدثین نے ان کو تواتر کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ حدیث اور اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے مناقب میں ارقام فرماتے ہیں:

قد تواتر قيامه الليل ومجده وتعبه رحمه الله تعالى.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی شب بیداری، تہجد گزاری اور بندگی تواتر سے ثابت ہے۔

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، صفة أبي حنيفة، ج ۳ ص ۳۳۱

(۲) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۰

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) بھی اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اشتهر وتواتر من كثرة عبادته وزهده وكثرة حجه واعتماده رضى الله عنه. (۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کثرتِ عبادت و پرہیزگاری اور آپ کا کثرت سے حج و عمرے کرنا شہرت اور تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔

عقل، فہم و فراست

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فہم و فراست، ذکا، معاملہ فہمی، حدیثِ عقل میں اپنے تمام معاصرین سے ممتاز تھے، فہم و فراست میں اپنی مثال آپ تھے۔

علی بن عاصم رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۱ھ) فرماتے ہیں:

لو وزن عقل أبي حنيفة بعقل نصف أهل الأرض لرجح بهم. (۲)

ترجمہ:- اگر امام ابو حنیفہ کی عقل زمین کے نصف لوگوں کی عقل سے وزن کی جائے تو امام صاحب کی عقل کا پلہ بھاری رہے گا۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے علی بن عاصم رحمہ اللہ کے قول کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

لو وزن عقله بعقول أهل البصر يعني الكوفة لرجح بهم. (۳)

ترجمہ:- اللہ کی قسم! اگر امام صاحب کی عقل اہلِ مصر یعنی اہلِ کوفہ کی عقل کے ساتھ وزن کی جائے تو ان پر بھاری ہو۔

یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں:

ما رأيت أحداً أعقل، ولا أفضل، ولا أوسع من أبي حنيفة. (۴)

(۱) عقود الجمان: الباب التاسع، ص ۱۸۵

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۶۱

(۳) الانتقاء في فضائل الغلاة الأئمة الفقهاء: ذكر فطنة أبي حنيفة وبهايته، ج ۱ ص ۱۶۰

(۴) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۶۳

ترجمہ:- میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو متقی پرہیزگار، نہ آپ سے زیادہ عقل مند، اور نہ آپ سے افضل کسی کو دیکھا۔

محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں:

کان أبو حنیفة یتبیین عقلہ فی منطقہ، ومشیتہ، ومدخلہ، ومخرجہ۔^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی عقل، ان کی گفتگو، عمل اور چال ڈھال سے معلوم ہوتی تھی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

وکان من أذکیاء بنی آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء۔^(۲)

ترجمہ:- آپ بنو آدم کے ذکی لوگوں میں سے تھے، آپ نے فقہ، عبادت، پرہیزگاری اور سخاوت کو جمع کیا۔

امانت و دیانت

اللہ کی طرف سے جو خوبیاں اور کمالات انسان کو حاصل ہیں ان میں ایک عمدہ خصلت امانت و دیانت داری ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کا دافر حصہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو عطا کیا تھا، آپ کی امانت داری کے متعلق امام وکیع رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں:

کان واللہ أبو حنیفة عظیم الأمانة۔^(۳)

ترجمہ:- اللہ کی قسم! امام ابو حنیفہ بہت بڑے امانت دار تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا جب انتقال ہوا تو آپ کے گھر میں لوگوں کی لاکھوں روپے کی

امانتیں تھیں:

مات أبو حنیفة وفي بيته للناس ودائع خمسين ألف ألف۔^(۴)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد نے ان کی غیر حاضری میں مدینہ طیبہ کے ایک باشندے پر

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ما ذکر من وفور عقل أبي حنیفة، ج ۱۳ ص ۳۶۱

(۲) العبر فی خبر من غیر: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۱۶۳

(۳) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ما ذکر من عبادة أبي حنیفة وورعه، ج ۱۳ ص ۳۵۶

(۴) مناقب أبي حنیفة للموفق: الباب الحادی عشر، ج ۱ ص ۱۹۸

چار سو کا کپڑا ایک ہزار درہم پر فروخت کیا، جب امام صاحب کو اس کا علم ہوا تو شاگرد کو سخت تنبیہ کی اور اس کو دکان کے سلسلے سے الگ کر دیا، اور اس خریدار کا حلیہ پوچھ کر اس کے پیچھے ہو لئے، جب اس سے مدینہ طیبہ میں جا ملے تو کافی اصرار و تکرار کے بعد چھ سو درہم اسے واپس کر دیئے اور کپڑا اس کے پاس چھوڑ کر پھر کوفہ لوٹ آئے:

فرد عليه الستمائة وترك عليه الثوب ورجع الى الكوفة. (۱)

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۰ھ) فرماتے ہیں:

انه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته. (۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ، اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

پیکرِ حلم و صبر

ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی اور بہت برا بھلا کہا، آپ نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا اور نہ اپنے کلام کو منقطع کیا، بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی اس طرف متوجہ ہونے سے منع فرمایا۔ جب آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے وہ بھی آپ کے ساتھ ہولیا، آپ کے گھر کے دروازے تک گیا، آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: یہ میرا گھر ہے، اگر تیری گالیاں کچھ باقی رہ گئی ہوں تو ان کو تمام کر دے یہاں تک کہ تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے! یہ سن کر وہ شرمندہ ہوا اور آئندہ ایسی حرکت سے توبہ کر لی:

وكان حليماً ورعاً وقوراً قد جمع الله فيه خصلاً شريفاً و شتمه رجل
وهو في درسه وأكثر فما التفت إليه ولا قطع كلامه ونهى أصحابه عن
مخاطبته فلما فرغ وقام تبعه إلى باب داره فقام على بابها وقال للرجل:
هذه داري إن كان بقي معك شيء فأتمه حتى لا يبقى في نفسك شيء!
فاستحي الرجل. (۳)

(۱) مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب التاسع، ج ۱ ص ۷۳

(۲) الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: الوحد الحادي عشر، ج ۲ ص ۳۱۶

(۳) الخيرات الحسان: الفصل الرابع والعشرون، ص ۸۱

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سخاوت

ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح پر لکھی ہوئی اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الخصایر الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ میں نقل کیا:

قال غیر واحد أنه کان أکرم الناس مجالسة وأکثرهم إکراماً ومواساة لأصحابه ولمن جلس إلیه، ومن ثمة کان یزوج من احتاج وینفق علیه ویرسل إلی کل منهم قدر منزله، ورأى علی بعض جلسائه ثیاباً رثة فأمره أن یجلس حتی یتفرق الناس، ثم قال له: خذ ما تحت المصلی فتجمل به، فإذا هو ألف درهم.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے، آپ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ انتہائی شفقت اور بھلائی کا معاملہ فرمایا کرتے تھے، آپ محتاجوں کی شادی کرواتے اور انہیں خرچ کے لئے مال عطا فرماتے، اور ہر ایک کے پاس اس کے شایانِ شان تحفہ بھیجا کرتے، ایک مرتبہ آپ نے ایک شاگرد کو بوسیدہ لباس پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہیں بیٹھے رہنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہو جائیں۔ جب لوگ چلے گئے تو آپ نے اسے قریب بلایا اور فرمایا: اس جائے نماز کے نیچے جو کچھ ہے وہ سارے کا سارا لے لو، اس نے جائے نماز اٹھائی تو اس کے نیچے ایک ہزار درہم موجود تھے۔

حدیث رسول کا ادب

ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جامع مسجد میں درس دے رہے تھے، تلامذہ، عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کا جم غفیر جمع تھا، اتفاقاً چھت سے ایک سانپ گرا اور امام صاحب رحمہ اللہ کی گود میں آیا، بہت سے لوگ گھبرا کر بھاگ گئے، مگر امام صاحب رحمہ اللہ حدیث کے ادب میں اسی طرح اطمینان سے بیٹھے رہے۔^(۲)

(۱) الخصایر الحسان: الفصل السابع عشر، فیکرمہ، ص: ۵۶

(۲) سیرۃ النعمان از علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ، ص: ۶۳

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قناعت و استغنا

زید بن اخرم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے عبد اللہ بن صہیب کلبی رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ اکثر بطور مثال یہ پڑھا کرتے تھے:

كان أبو حنيفة النعمان بن ثابت يتمثل كثيرا:

عطاء ذي العرش خير من عطائكم

وسيبه واسع يرحى وينتظر

أنتم يكدر ما تعطون منكم

والله يعطي هلا من ولا كدر^(۱)

۱۔ خداوند عرش کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے، اس کا فیضان فراخ ہے جس کی اُمید کی جاری ہے اور انتظار کیا جاتا ہے۔

۲۔ تم جو کچھ دیتے ہو تمہارا احسان اس کو مکدر کر دیتا ہے، اور اللہ رب العزت کی عطا بلا احسان اور بلا کدورت ہوتی ہے۔

ذریعہ معاش

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خاندانی پیشہ ریشی کپڑے کی تجارت تھا۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا تو آپ بھی اپنے اس آبائی پیشے سے منسلک ہو گئے اور ریشم بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ لگایا، جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔ اس طرح آپ اپنی علمی اور عملی مصروفیات کے ساتھ ساتھ تجارت اور ذاتی کاروبار بھی کرتے رہے کہ جس سے آپ اپنی ذاتی ضروریات زندگی بھی پوری کرتے اور ساتھ اپنے نادار غریب طلباء اور ساتھیوں کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی اپنے آپ کو اور اپنے تلامذہ کو اُمراء و سلاطین کا دست نگر نہیں بننے دیا۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء، وكان لا يقبل جوائز السلطان.

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من عبادة أبي حنيفة وورعه، ج ۱۳ ص ۳۵۸

بل ینفق ویؤثر من کسبه له دار کبیرة لعل الخز وعند صناع واجراء۔^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ میں فقہ، عبادت، پرہیزگاری اور سخاوت چاروں صفات جمع تھیں، آپ بادشاہوں کے عطیے قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ خود اپنی کمائی سے دوسروں پر بھی خرچ کرتے تھے، اور ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ آپ کا ریشم بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ تھا، جس میں بہت سے کاریگر اور مزدور کام کرتے تھے۔

علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۳ھ) آپ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:
وكان خزاز ینفق من کسبه ولا یقبل جوائز السلطان تورعا، وله دار وضیاع ومعاش متسع، وكان معدودا فی الأجواد الأسخیاء الألباء الأذکیاء مع الدین والعبادة والتجهد وکثرة التلاوة وقيام اللیل رضی اللہ عنہ۔^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ ریشم کا کاروبار کرتے تھے اور اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے، آپ اپنے تقویٰ کی وجہ سے بادشاہوں کے عطیات قبول نہیں کرتے تھے، آپ کا اپنا گھر، جائیداد اور وسیع کاروبار تھا اور آپ کا شمار انتہائی فراخ دل، سخی، عقل مند اور ذہین لوگوں میں ہوتا ہے، ان اوصاف کے ساتھ ساتھ آپ دین دار، عبادت گزار، تہجد گزار، کثیر التلاوت اور قائم اللیل بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو۔ آمین

امام اعظم رحمہ اللہ کی دس خصوصیات

۱- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خیر القرون میں پیدا ہوئے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

(۱) العبر فی خبر من غیر: سنة خمسین ومائة: ج ۱ ص ۱۶۳

(۲) الوافی بالوفیات: ترجمة: الإمام أبو حنیفة، ج ۲ ص ۸۹

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ^(۱)۔

۲- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کی زیارت کی، جس کی وجہ سے آپ تابعی کہلائے، ائمہ ثلاثہ اور مصنفین صحاح ستہ میں سے کوئی بھی اس شرف میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔^(۲)

۳- آپ کو حضرت انس بن مالک، عبد اللہ بن ابی اوفیٰ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شرف روایت بھی حاصل ہے۔^(۳)

۴- آپ کے اساتذہ و تلامذہ کی تعداد دیگر تمام ائمہ کے اساتذہ و تلامذہ سے زیادہ ہے، امام ابو حفص کبیر رحمہ اللہ نے آپ کے چار ہزار (۴۰۰۰) اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔^(۴)

۵- آپ نے سب سے پہلے علم فقہ کو مدون کیا اور ابواب و کتب کے لحاظ سے اس کو مرتب کیا، جیسا کہ آج موجود ہے، پھر ان کی پیروی امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کی ہے۔^(۵)

۶- آپ کے طریق اجتہاد، طریز استدلال اور آپ کی فقہ سے دیگر ائمہ اور مجتہدین نے استفادہ کیا، اس لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: الناس عيال في الفقه على أبي حنيفة^(۶)۔

۷- زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت، امانت و دیانت میں جس قدر آپ کی سعی بلیغ اور جدوجہد کا ثبوت ملتا ہے، دیگر کسی امام میں ان کے تمام اوصاف کا ذکر نہیں ملتا۔^(۷)

۸- امام صاحب رحمہ اللہ کا مسلک ان ممالک میں پہنچا جہاں آپ کے مسلک کے سوا کسی اور امام کا مسلک نہیں پہنچا، جیسے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، روم، ماوراء النہر، ترکی وغیرہ۔^(۸)

(۱) صحیح البخاری: کتاب الشهادات باب لا يشهد شهادة جورا إذا شهد، ج ۳ ص ۱۷۱، رقم الحدیث: ۲۶۵۲
(۲) مفتاح السعادة ومصباح السيادة: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، المطالب الأول، ج ۲ ص ۱۷۵
(۳) تبیيض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر ما روى الإمام أبو حنيفة عن الصحابة، ص ۳۲۲-۳۲۷

(۴) الخيرات الحسان: الفصل السابع، ذكر شيوخه، ص ۳۶

(۵) الخيرات الحسان: الفصل العاشر، الصفات التي تميز بها على من بعده، ص ۴۳

(۶) تهذيب التهذيب: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۳۹

(۷) مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ۱ ص ۱۹۸

(۸) عقود الجمان في مناقب الائمة: الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب التاسع، ص ۱۸۵

۹۔ اس وقت ساری دنیا میں سب سے زیادہ مقلد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہیں، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین کی تعداد چونتیس کروڑ سے زائد ہے۔

۱۰۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بعد جس قدر ائمہ مجتہدین گزرے ہیں، وہ سب امام صاحب کے علوم و معارف اور آپ کے طریق استنباط، طرز استدلال اور استنباط کردہ مسائل سے مستفیض ہو کر ہی اجتہاد کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوئے۔

اس اُمت میں وہ چار حضرات جنہوں نے ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھا

اس اُمت میں چار ایسے حضرات بھی گزرے ہیں جنہوں نے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھا ہے، جن میں دو صحابہ میں سے تھے اور دو تابعین میں سے، صحابہ میں حضرت عثمان بن عفان اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما، اور تابعین میں امام اعظم ابوحنیفہ اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ:

خارجة بن مصعب يقول: ختم القرآن في ركعة أربعة من الأئمة، عثمان بن عفان، وتميم الداري، وسعيد بن جبير، وأبو حنيفة. ^(۱)

وقال مسعر بن كدام: رأيت أبا حنيفة قرأ القرآن في ركعة. ^(۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور قرآن کی عظمت

جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے صاحبزادے حماد نے سورہ فاتحہ ختم کی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کے اُستاد کو پانچ سو ذرا ہم بھجوائے، ایک روایت میں ہے کہ ہزار درہم عطا فرمائے، اس رقم کو دیکھ کر ان کے اُستاد کہنے لگے: میں نے کیا ایسا کام انجام دیا ہے جس کے بدلے آپ نے کثیر رقم بھیجی ہے؟ تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کو بلایا اور معذرت کی، پھر فرمایا: میرے بیٹے کو جو کچھ آپ نے سکھایا ہے، اس کو حقیر نہ جانیں، اللہ کی قسم! اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو قرآن شریف کی عظمت کے پیش نظر وہ سب آپ کی نذر کر دیتا:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماذکر من عبادة أبي حنيفة وورعه، ج ۱۳ ص ۲۵۵ / تہذیب

الکمال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۳۶

(۲) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص: ۲۴

ولما ختم حماد ولده سورة الفاتحة أعطى المعلم خمس مائة درهم وفي رواية ألف درهم. فقال: ما صنعت حتى أرسل إلى هذا فأحضره واعتذر إليه وقال: لا تستحقر ما علمت ولدي والله! لو كان معنا أكثر من ذلك لدفعناه إليك تعظيماً للقرآن.^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دس خصائل

عمران الموصلي رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو باری تعالیٰ نے ایسے دس خصائل حمیدہ سے نوازا تھا کہ ان میں سے اگر ایک صفت بھی کسی میں موجود ہو تو وہ اپنی قوم کا رئیس اور قبیلے کی سیادت کر سکتا ہے، اور وہ دس صفات یہ ہیں:

۱- پیر ہیز گاری، ۲- صداقت، ۳- سخاوت، ۴- فقیہی مہارت، ۵- عام لوگوں سے نرمی و محبت، ۶- پُر خلوص ہمدردی، ۷- نفع پہنچانے میں سبقت، ۸- طویل خاموشی (فضول گوئی سے اجتناب)، ۹- گفتگو میں راست بازی، ۱۰- مظلوم کی معاونت چاہے دشمن ہو یا دوست:

الورع والصدق، والسخاء، والفقه، ومداراة الناس، والمروءة الصادقة، والإقبال على ما يندفع، وطول الصمت، والإصابة بالقول، ومعوثة اللهفان عدواً كان أو ولياً.^(۲)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تجارت

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تجارت فرمایا کرتے تھے اور اپنا مال تجارت بغداد بھجوا کرتے تھے، آپ اس کا نفع سال بھر جمع فرماتے، اس سے اپنی ضروریات مثلاً کھانا، کپڑا خریدتے اور باقی اپنے اساتذہ و محدثین کی خدمت میں حاضر کر دیتے، اور عرض کرتے کہ اسے اپنی ضروریات میں صرف فرما لیجئے اور اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کیجئے، کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں حاضر کیا، کیونکہ یہ اللہ کا فضل ہے جو اس نے میرے ہاتھ پر عطا فرمایا:

وكان يجمع ربح تجارته التي يرسلها إلى بغداد من السنة إلى السنة

(۱) الخيرات الحسان: الفصل السابع عشر، فيكرمه، ص ۵۶

(۲) مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب التاسع، ص ۱۸۶

فیشتري بها الشيوخ المحدثين حوائجهم من نحو قوت و كسوة ثم
يدفع الباقي اليهم فيقول: انفقوا في حوائجكم ولا تحمدوا الا الله تعالى
فاني ما اعطيتكم من مالي شيئا ولكن من فضل الله يجره على يدي.
امام دكيج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ چالس سال سے
جب بھی میں چار ہزار درہم سے زیادہ کا مالک ہوا تو اس کو اپنی ملک سے علیحدہ کر دیا، اور صرف
چار ہزار رو کے رکھا، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ چار ہزار درہم اور اس سے کم
گزر بسر کے لئے کافی ہیں، اور اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ تجارت میں مجھے اس کی ضرورت پڑے
گی تو ایک درہم بھی نہ روکتا۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بہت صدقہ
کرتے اور جو کچھ حاصل کرتے اس میں سے کچھ ضرور راہ خدا میں نکالتے، اور میرے پاس اس قدر
کثرت سے تحائف بھیجتے یہاں تک کہ ایک مرتبہ میں ان کی کثرت سے متعجب ہوا تو میں نے ان کے
شاگرد سے اس کا تذکرہ کیا، انہوں نے کہا کہ: کاش! آپ ان تحائف کو دیکھتے جو امام ابو حنیفہ نے سعید
بن ابی عروبہ کے پاس بھیجے ہیں۔ آپ کا معمول یہ تھا کہ کسی محدث کو بغیر کثرت احسان کے نہیں
چھوڑتے تھے:

وقال وكيع قال لي أبو حنيفة: ما ملكت أكثر من أربعة آلاف درهم
مذ أربعين سنة إلا أخرجته أي الأكثر، وإنما أمسك الأربعة لقول
علي كرم الله وجهه: أربعة آلاف ودونه نفقة ولولا أن أخاف أن أحتاج
إلى هؤلاء ما أمسكت منها درهما واحدا. وقال سفیان بن عیینة: كان
أبو حنيفة كثير الصدقة، وكان كل ما يستفيدة لا يدع منه شيئا إلا
أخرجه، ولقد وجه إلى هدايا استوحشت من كثرتها فشكوت ذلك
لبعض أصحابه فقال: لو رأيت هدايا بعث بها إلى سعيد بن أبي عروبة
وما كان يدع أحدا من المحدثين إلا بركة برا واسعا.^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تجارت میں چار اوصاف

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایسی چار صفات سے متصف ہوئے جن کا تعلق معاملات سے ہے اور

(۱) الخیرات الحسان: الفصل السابع عشر، فیکرمہ، ص: ۵۷

ان اوصاف کی وجہ سے آپ ایک کامل اور ماہر تاجر ہوئے، جس طرح کہ علماء کی جماعت میں آپ سب سے برتر اور فائق تھے، وہ چار صفتیں یہ ہیں:

۱- آپ کا نفس غنی تھا، لالچ کا اثر کسی وقت بھی آپ پر ظاہر نہیں ہوا، حالانکہ لالچ کا اثر اکثر نفوس پر غالب آ جاتا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے فرد تھے جس پر محتاجی کی مذلت کبھی طاری نہیں ہوئی۔

۲- نہایت درجہ امانت دار تھے، اور آپ کے نفس کا جس شے سے تعلق ہوتا اس میں شدید ہوتے۔

۳- آپ معاف اور درگزر کرنے والے تھے، نفس کی دناوت سے اللہ نے آپ کو بچا رکھا تھا۔

۴- آپ بڑے دین دار تھے، شریعت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا تھے، دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔

ان اوصاف عالیہ کا اجتماعی طور پر جو اثر آپ کے تجارتی معاملات پر ہوا، اس کی وجہ سے تاجروں کے طبقے میں انوکھے تاجر ہوئے اور بیشتر افراد نے آپ کی تجارت کو خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت سے تشبیہ دی ہے، گویا کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت کی ایک مثال پیش کر رہے ہیں، اور آپ ان طریقوں پر چل رہے ہیں جن پر سلف صالحین کا عمل تھا، مال کے خریدنے کے وقت بھی اسی طرح امانت داری کے طریقے پر عامل رہتے تھے جس طرح بیچنے کے وقت عامل رہا کرتے تھے۔^(۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عشق رسول

ایک مرتبہ ایک خاتون امام صاحب رحمہ اللہ کی دکان پر آئی اور اس نے کپڑا خریدا، پنا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ملازم سے کہا کہ کپڑا نکال کر دکھاؤ، اس نے تھان نکالا اور اس پر ہاتھ رکھ کر ”صلی اللہ علی محمد“ کہا۔ یہ سن کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سخت برہم ہو گئے اور ملازم سے کہا کہ تم

(۱) ”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات“ ص: ۲۹۳

میرے کپڑے کی تعریف درود سے کرتے ہو؟ اس پاداش میں آج خرید و فروخت بند رہے گی! چنانچہ ایسا ہی کیا۔^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تجارت میں احتیاط

ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا، جس میں ایک کپڑا عیب دار تھا، آپ نے انہیں یہ پیغام بھی دیا تھا کہ جب اس کو بیچیں تو عیب کو ضرور بیان کریں۔ انہوں نے کپڑا بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول گئے، اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے۔ جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اس واقعے کا علم ہوا تو آپ نے پوری قیمت صدقہ فرمادی جو تیس ہزار (۳۰۰۰۰) درہم تھی، نہ صرف یہ بلکہ کاروبار میں اپنے شریک سے بھی علیحدگی اختیار فرمائی:

وَأَرْسَلَ لَشْرِيكَ مَتَاعًا فِيهِ ثَوْبٌ مَعِيبٌ يَبِيعُهُ وَيَبْنِي مَا فِيهِ مِنْ

الْعَيْبِ فَبَاعَهُ وَلَمْ يَبْنِ نَسِيَانًا وَجَهْلًا مَشْتَرِيًّا فَلَمَّا عَلِمَ أَبُو حَنِيفَةَ

تَصَدَّقَ بِشَمَنِ الْمَتَاعِ كُلِّهِ وَكَانَ ثَلَاثِينَ أَلْفَ دَرَاهِمٍ وَفَاصَلَ شْرِيكَهٗ.^(۲)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی لا جواب فراست

آپ کے مخالفین میں سے ایک شخص نے ایک مرتبہ آپ سے عجیب سوال کیا، کہنے لگا: آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو جنت کا اُمیدوار نہ ہو، نہ دوزخ سے ڈرتا ہو اور نہ پروردگار سے، مُردار کھاتا ہے، بے زُکوع و سجود نماز پڑھتا ہے، بن دیکھے گواہی دیتا ہے، سچی بات کو ناپسند کرتا ہے، فتنے کو دوست رکھتا ہے، رحمت سے دُور بھاگتا ہے، اور یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تجھے اس شخص کا علم ہے؟ اس نے کہا: نہیں، مگر میں نے اس سے زیادہ بُرا کسی کو نہ دیکھا، اس لئے آپ سے سوال کیا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا: ایسے شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ایسا شخص بہت ہی بُرا ہے، یہ صفات کسی کافر کی ہو سکتی ہیں، مسلمان کی نہیں۔ یہ جواب سُن کر آپ مسکرائے اور فرمایا: وہ شخص خدائے تعالیٰ کا سچا دوست ہے۔ اس کے بعد اس شخص سے

(۱) عقود الجمان: الباب العشرین، ص: ۳۰۹

(۲) الخیرات الحسان: الفصل الثامن عشر، فی زهدہ وورعہ، ص: ۵۹

کہا: اگر اس کا جواب بتاؤں تو تو میری بدگوئی سے باز رہے گا؟ اور جو چیز تجھے نقصان پہنچائے گی اس سے بچے گا؟ اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا:

وہ شخص جنت کی امید نہیں رکھتا بلکہ رب جنت کی امید رکھتا ہے، اور وہ جہنم سے نہیں ڈرتا، بلکہ جہنم کے رب سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اپنی بادشاہت میں کسی پر ظلم کرے، مردہ مچھلی کھاتا ہے، جنازے کی نماز پڑھتا ہے جس میں رکوع سجدہ نہیں ہے، بن دیکھی بات پر گواہی دینے کے یہ معنی ہیں کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، حالانکہ اللہ کو کسی نے نہیں دیکھا، اور موت کو ناپسند کرتا ہے، جو برحق ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے، اور مال و اولاد فتنہ ہے، جس کو عموماً ہر شخص دوست رکھتا ہے، بارش رحمت ہے جس سے دُور بھاگتا ہے، یہود کی اس بات تصدیق کرتا ہے: ”لَيْسَتِ النَّظْرَى عَلَى شَيْءٍ“ (البقرة: ۱۱۳) عیسائی گمراہی پر ہیں، اور نصاریٰ کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے: ”لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ“ (البقرة: ۱۱۳)۔ جب اس شخص نے یہ پُر مغز اور مسکت جواب سنا تو کھڑا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جبین مبارک کو بوسہ دیا اور کہا: اللہ کی قسم! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں:

من ذلك أن رجلاً ممن يكرهه سأل ما تقول في رجل لا يرجو الجنة، ولا يخاف من النار، ولا يخاف الله تعالى، ويأكل الميتة ويصلي بلا ركوع ولا سجود، ويشهد بما لا يرى، ويبغض الحق، ويحب الفتنة ويفر عن الرحمة ويصدق اليهود والنصارى؛ فقال: ألك بهذه علم؟ قال: لا، ولكن لم أجد شيئاً هو أشنع من هذا، فسألتك عنه. فقال أبو حنيفة لأصحابه: ما تقولون في هذا الرجل؟ قالوا: شر هذا الرجل، هذه صفة كافر. فتبسم وقال: هو من أولياء الله تعالى حقاً، ثم قال للرجل: إن أنا أخبرتك أنه كذلك تكف عني لسانك وعن الحفظ ما يضرك؟ قال: نعم! قال: هو يرجو رب الجنة، ويخاف رب النار، ولا يخاف الله تعالى أن يحور عليه في عدله وسلطان، ويأكل ميتة السمك، ويصلي على الجنازة. ومعنى شهادته بما لا يرى أنه يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده

ورسوله ويبغض الحق الذي هو الموت ليطيع الله تعالى. والفتنة المال والولد. والرحمة المطر. ويصدق اليهود في قولهم: {وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرَى عَلَى شَيْءٍ} وَقَالَتِ النَّصْرَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ} فقام الرجل وقتل رأسه وقال: أشهد أنك على الحق. ^(۱)

امام صاحب رحمہ اللہ کی قیافہ شناسی

امام صاحب رحمہ اللہ کے محلے میں ایک شخص رہتا تھا جو نہایت متعصب شیعہ تھا، اس کے پاس دو خچر تھے، تعصب سے ایک کا ”ابوبکر“ اور دوسرے کا ”عمر“ نام رکھا تھا۔ اتفاق سے ایک خچر نے ایسی لات ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ اسی زخم سے مر گیا، محلے میں اس کا چرچا ہوا، امام صاحب رحمہ اللہ نے سنا تو کہا: دیکھنا اسی خچر نے مارا ہوگا جس کا نام اس نے ”عمر“ رکھا تھا، لوگوں نے دریافت کیا تو واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔ ^(۲)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حیرت انگیز ذہانت

ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اپنی بیوی سے بات نہیں کروں گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے بات کرے، اور اس نے بھی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے بات نہ کرے گی یہاں تک کہ میں اس سے بات کروں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم دونوں میں سے کسی کی قسم نہیں ٹوٹی، جب یہ بات سفیان ثوری رحمہ اللہ تک پہنچی تو غصہ ہونے لگے امام صاحب سے فرمایا: آپ حرام چیزوں کو حلال کرتے ہیں، آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے بتایا؟ آپ نے فرمایا: مرد کے قسم کھانے کے بعد جب عورت نے قسم کھانے کے لئے بات کی تو مرد کی قسم پوری ہوگئی، اور پھر جب اس شخص نے اس عورت سے بات کی تو نہ مرد کی قسم ٹوٹی نہ عورت کی اس لئے کہ اس عورت نے اس سے کلام کیا اور اس شخص نے اس عورت سے بعد قسم کے کلام کیا تو دونوں کی قسم پوری ہوگئی، یہ سن کر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: آپ کے لئے ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جن سے ہم سب غافل ہیں:

(۱) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون فی عظیم ذکاء وأجوبة المسئلة، ص: ۶۳، ۶۴

(۲) سیرۃ النعمان، ص: ۸۶

وقال له رجل: إني حلفت أن لا أكلم امرأتى أو تكلمنى وحلفت أن لا تكلمنى أو أكلها فقال: لا حنث عليكما فسمع سفيان الثوري ذلك فجاء مغضبا وقال: تبيح الفروج من أين لك هذا؟ قال: لما شافهته باليمين بعد ما حلف كانت مكملة له فسقطت يمينه، فإن كلمها فلا حنث عليه ولا عليها لأنها كلمت وكلمها بعد اليمين فسقطت عنها فقال له سفيان إنه ليكشف لك من العلم عن شيء كنا عنه غافلون.^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حیرت انگیز حاضر جوابی

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كنت أسمع بذكر أبي حنيفة وأتمنى رؤيته فإني بمكة إذ رأيت الناس مجتمعين على شخص فسمعت انساكا ينادى: يا أبا حنيفة! فعلبت أنه هو، فسأله رجل فقال له: إن لي مالا كثيرا وولدا أزوجه وأنفى عليه المال الكثير فيطلق فيذهب مالى فهل لي من حيلة؟ قال: أدخل به سوق الرقيق واشتر من يعجبه ثم زوجه إياها فإن طلقها رجعت مملوكة لك، وإن أعتقها لم ينفذ عتقه. قال الليث: فوالله! ما أعجبنى جوابه كما أعجبنى سرعة جوابه.^(۲)

ترجمہ:- میں امام ابو حنیفہ کا ذکر کرتا تھا اور ملاقات کے لئے مشتاق تھا، ایک سال میں مکہ معظمہ میں تھا، دیکھا کہ ایک شخص کے گرد لوگ جمع ہیں، میں نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے پکارا: ”اے ابو حنیفہ!“ تب میں نے جانا کہ یہی امام ابو حنیفہ ہیں، ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا کہ میں بہت مال دار ہوں، میرا ایک لڑکا ہے، میں کافی مال خرچ کر کے اس کی شادی کر دیتا ہوں، مگر وہ

(۱) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون فی عظیم ذکاء وأجوبة المسکنة، ص ۷۱

(۲) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون فی عظیم ذکاء وأجوبة المسکنة، ص ۷۳

طلاق دے دیتا ہے، اور اگر باندی اس کے لئے خریدوں تو آزاد کر دیتا ہے، میرا مال مفت میں ضائع ہو جاتا ہے، تو کیا اس کی کوئی ترکیب ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کو باندیوں کے بازار میں لے جاؤ اور جسے وہ پسند کرے اسے خرید لو، پھر اس کی شادی اس باندی سے کر دو، پھر اگر طلاق بھی دے گا تو وہ تمہاری باندی ہو کر رہے گی، اور اگر آزاد کرے گا تو آزاد نہیں ہوگی، اس لئے کہ وہ تمہاری مملوک ہے۔ حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بخدا! مجھے ان کا جواب اس قدر تعجب خیز نہ ہوا، جس قدر ایسے مشکل مسئلے کا فوراً جواب دینا پسند آیا۔

امام محمد باقر اور امام اعظم رحمہما اللہ کے درمیان مکالمہ

امام اعظم رحمہ اللہ کے معروف شاگرد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ)، امام اعظم کی سیدنا امام باقر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴ھ) سے ملاقات کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام صاحب کی امام محمد باقر سے مدینہ طیبہ میں ملاقات ہوئی۔ امام اعظم رحمہ اللہ پر بعض حاسدین نے ترک احادیث کا الزام لگا رکھا تھا، چنانچہ جب ملاقات ہوئی تو امام باقر رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا:

أنت الذی خالفت أحادیث جدی بالقیاس،

ترجمہ:- کیا آپ ہی وہ شخص ہیں جو اپنے قیاس کی بنا پر میرے جد امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام اعظم رحمہ اللہ نے کہا: معاذ اللہ! آپ تشریف رکھیں تو عرض کرتا ہوں، آپ کی عزت و حرمت ہم پر ایسے لازم ہے جیسے آپ کے جد امجد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت تھی۔ امام باقر رحمہ اللہ تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب بھی آپ کے روبرو باادب بیٹھ گئے اور عرض کیا: میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں، آپ ان کے جواب مرحمت فرمادیں۔ پہلا سوال یہ ہے:

الرجل أضعف أم المرأة،

ترجمہ:- مرد ضعیف ہے یا عورت؟

انہوں نے فرمایا: عورت۔ پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے عرض کیا: عورت کا وراثت میں کتنا

حصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: عورت کا حصہ مرد کے حصے کا نصف ہے۔ یہ جواب سن کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے عرض کیا:

هَذَا قَوْلُ جَدِّكَ وَلَوْ حَوَّلْتَ دِينَ جَدِّكَ لَكَانَ يَدْبِغِي فِي الْقِيَاسِ أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ سَهْمٌ وَلِلْمَرْأَةِ سَهْمَانِ لِأَنَّ الْمَرْأَةَ أَوْضَعُ مِنَ الرَّجُلِ.
ترجمہ:- یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے، اور اگر میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے بدلنا چاہتا تو قیاس کے مطابق آدمی کو ایک حصہ دیتا اور عورت کو دو، کیونکہ مرد کی نسبت عورت زیادہ کمزور ہوتی ہے۔

پھر امام اعظم رحمہ اللہ نے دوسرا سوال عرض کیا: نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا: نماز۔ اس پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا:

هَذَا قَوْلُ جَدِّكَ وَلَوْ حَوَّلْتَ دِينَ جَدِّكَ فَالْقِيَاسُ أَنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا طَهَرَتْ مِنَ الْحَيْضِ أَمَرَتْ أَنْ تَقْضِيَ الصَّلَاةَ وَلَا تَقْضِيَ الصَّوْمَ.
ترجمہ:- یہ آپ کے نانا کا ارشاد ہے، اگر میں نے آپ کے نانا کے دین کو تبدیل کر دیا ہوتا تو قیاس یہ کہتا ہے کہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو اسے حکم دیا جائے کہ روزہ قضا کرنے کے بجائے وہ فوت شدہ نمازیں ادا کرے (اس لئے کہ نماز کا مقام و مرتبہ روزے سے زیادہ ہے)۔

پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے تیسرا سوال عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا: پیشاب۔ اس پر امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا:

فَلَوْ كُنْتَ حَوَّلْتَ دِينَ جَدِّكَ بِالْقِيَاسِ لَكُنْتَ أَمَرْتَ أَنْ يَغْسَلَ مِنَ الْبَوْلِ وَيَتَوَضَّأَ مِنَ النَّطْفَةِ لِأَنَّ الْبَوْلَ أَقْنَدُ مِنَ النَّطْفَةِ، وَلَكِنْ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَحْوَلَ دِينَ جَدِّكَ بِالْقِيَاسِ.

ترجمہ:- اگر میں نے قیاس سے آپ کے نانا کا دین بدل دیا ہوتا تو میں فتویٰ دیتا کہ پیشاب کرنے پر غسل کرنا چاہئے اور منی خارج ہونے پر وضو، کیونکہ پیشاب منی سے زیادہ نجس ہوتا ہے، لیکن معاذ اللہ! کہ میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس کے ذریعے تبدیل کروں۔

یہ سنتے ہی امام باقر اپنے مقام سے اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے، آپ کو شرف و کرم سے نواز اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔^(۱)

تین سوالات کے مُسکت جوابات

ایک رومی دانش مند بغداد میں خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا، علم و فضل اور دانائی اور ہمہ دانی کے دعوے کئے اور بڑے طمطراق سے کہا کہ میرے پاس ایسے تین سوال ہیں کہ آپ کی پوری سلطنت کے علماء بھی جمع ہو کر ان کا جواب نہیں دے سکتے، خلیفہ حیران ہوا، اس نے اعلان کر دیا، علمائے عظام، ائمہ کبار اور بڑے بڑے فقہاء جمع ہوئے، امام اعظم رحمہ اللہ بھی تشریف لائے، رومی دانش مند نے اپنے لئے منبر رکھوایا تھا، جب سب علماء آگئے، تو رومی نے منبر پر چڑھ کر علمائے اسلام کو علی الترتیب اپنے تین سوال پیش کئے:

۱- یہ بتاؤ کہ خدا سے پہلے کون تھا؟

۲- یہ بتاؤ کہ خدا تعالیٰ کا رُخ کدھر ہے؟

۳- اور یہ بتاؤ کہ اس وقت خدا تعالیٰ کیا کر رہا ہے؟

واقعہً بظاہر پریشان کن سوالات تھے مجمع پر سکوت طاری تھا، سب جواب سوچ رہے تھے

کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ آگے بڑھے اور کہا:

آپ نے منبر پر بیٹھ کر سوالات بیان کئے ہیں تو مجھے بھی ان کے جوابات منبر پر بیٹھ کر دینا چاہئے تاکہ سب حاضرین آسانی سے سُن سکیں، لہذا اب تمہیں منبر سے نیچے اُتر آنا چاہئے۔

رومی دانش مند منبر سے نیچے اُتر اتوا امام صاحب رحمہ اللہ منبر پر تشریف لے گئے اور رومی کو مخاطب کر کے کہا: اب نمبر وار اپنے سوال دہراتے جاؤ اور ان کا جواب سنتے جاؤ! رومی دانش مند سابقہ ترتیب سے سوالات دہراتا رہا اور امام صاحب رحمہ اللہ حسبِ ذیل جوابات دیتے رہے:

۱- پہلے سوال کے جواب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: گنتی شمار کرو، رومی نے دس تک گنتی شمار کی۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: دس سے پیچھے کی طرف الٹی گنتی کرو! رومی نے دس سے الٹی گنتی شروع کی جب ایک پر پہنچا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ ایک سے پہلے گنو! رومی نے کہا:

ایک سے پہلے کوئی گنتی نہیں ہے اور کچھ نہیں ہے! تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی جب واحد مجازی لفظی سے پہلے کوئی چیز متحقق نہیں ہو سکتی، تو پھر واحد حقیقی معنوی سے پہلے کس طرح کوئی چیز متحقق ہو سکتی ہے...؟ تو خدا بھی ایک ہے اس سے پہلے کچھ بھی نہیں ہے!

۲- دوسرے سوال کے جواب میں امام صاحب رحمہ اللہ نے ایک شمع روشن کی اور کہا: بتاؤ اس کا رخ کدھر ہے؟ رومی دانش مند نے کہا: سب کی طرف ہے! امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: شمع مخلوق ہے اس کے اس رخ کے تعین سے آپ جیسے دانش مند بھی عاجز ہیں تو خالق کے رخ کی تعین میں بے چارے عاجز بندوں کا کیا دخل؟ بہر حال خدا تعالیٰ کا رخ بھی سب کی طرف ہے!

۳- تیسرے سوال کے جواب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس وقت خدا تعالیٰ نے تجھے منبر سے نیچے اتار دیا اور مجھے منبر پر بیٹھنے کی عزت بخش! رومی دانش مند نے جوابات سننے تو شرمندہ ہوا اور راہ فرار اختیار کی۔^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تقویٰ اور مجوسی کا قبول اسلام

علامہ فخر الدین رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

روی أن أبا حنيفة كان له على بعض المجوس مال فذهب إلى داره ليطلبه به، فلما وصل إلى باب داره وقع على نعله لهجاسة، فنفض نعله فأرتفعت الدجاسة عن نعله ووقعت على حائط دار المجوسي فتحير أبو حنيفة وقال: إن تركتها كان ذلك سببا لقبح جدار هذا المجوسي، وإن حككتها المحدد التراب من الحائط، فدى الباب فخرجت الجارية فقال لها: قولي لمولاي إن أبا حنيفة بالباب، فخرج إليه وظن أنه يطلبه بالمال، فأخذ يعتذر، فقال أبو حنيفة: ههنا ما هو أولى، وذكر قصة الجدار، وأنه كيف السبيل إلى تطهيره، فقال المجوسي: فأنا أبدأ بتطهير نفسي فأسلم في الحال.^(۲)

(۱) مفتاح السعادة ومصباح السيادة: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، المطلب الخامس في أجوبته

اللطيفة، ج ۲ ص ۱۸۶

(۲) التفسير الكبير: سورة الفاتحة، الفصل الرابع في تفسير قوله: مالك يوم الدين، ج ۱ ص ۲۰۳

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کا ایک مجوسی پر کچھ قرضہ ہو گیا تھا، ایک روز آپ اس مجوسی کے گھر مطالبے کے لئے گئے، جب اس کے مکان کے دروازے کے قریب پہنچے تو آپ کی جوتی کو اتفاقاً کچھ نجاست لگ گئی، آپ نے اس سے نجاست کو دُور کرنے کی غرض سے اسے جھاڑا تو کچھ نجاست اڑ کر مجوسی کی دیوار پر لگ گئی، اس صورتِ حال سے آپ بڑے رنجیدہ و پریشان ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار قبیح ہو جائے گی، اور اگر اس کو کریدتا ہوں تو اس سے دیوار کی مٹی گر پڑے گی اور اس سے مالک مکان کو نقصان پہنچتا ہے، چنانچہ آپ نے مجوسی کے دروازے پر دستک دی جس پر ایک لونڈی باہر آئی، آپ نے اس کو کہا کہ اپنے مالک کو خبر دو کہ ابو حنیفہ دروازے پر کھڑا ہے، لونڈی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور اس نے یہ خیال کیا کہ شاید یہ مجھ سے اپنے مال کا مطالبہ کریں گے، عذر کرنا شروع کر دیا، آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا قضیہ بیان کر کے فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ تمہاری دیوار صاف ہو جائے! مجوسی نے (امام ابو حنیفہ کا یہ وَرَع و تقویٰ اور زُہد اور کمالِ احتیاط دیکھ کر) کہا: پہلے میں اپنے آپ کو پاک کرتا ہوں! چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عفیف اور پاکیزہ کردار شخصیت

خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ) سے روایت ہے کہ مجھے حج پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی تو اس موقع پر میں نے اپنی لونڈی امام ابو حنیفہ کی خدمت کے لئے ان کے ہاں چھوڑ دی، مجھے تقریباً چار ماہ تک مکہ معظمہ میں قیام کرنا پڑا، واپسی پر جب میں امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دریافت کیا کہ حضرت! میری لونڈی کو خدمت و اخلاق کے اعتبار سے آپ نے کیسے پایا؟ فرمانے لگے: جو آدمی قرآن پڑھتا ہو اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہو، علمِ حلال اور علمِ حرام سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہو، اس کے لئے لازم ہے کہ عام لوگوں سے بڑھ کر اپنے نفس اور نگاہوں کی

حفاظت کرے، اللہ کی قسم! جب سے آپ تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کی لونڈی کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

خارجہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنی لونڈی سے امام ابو حنیفہ کے اخلاق اور گھریلو معاملات کے بارے میں دریافت کیا، تو لونڈی کہنے لگی: میں نے امام ابو حنیفہ جیسی عقیف پاک دامن اور پاکیزہ کردار والی شخصیت نہ دیکھی ہے اور نہ سنی ہے، میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ امام ابو حنیفہ نے کبھی دن یا رات کو اپنے گھر میں جنابت سے غسل کیا ہو، جمعہ کے روز صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آپ اپنے گھر سے باہر چلے جاتے پھر واپس تشریف لاتے اور گھر میں چاشت کی خفیف نماز پڑھتے، اس کے بعد غسل فرماتے، تیل لگاتے، پھر نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جاتے، میں نے کسی دن بھی انہیں کبھی بغیر روزے کے نہیں دیکھا، رات کے آخری حصے میں معمولی کھانا کھایا کرتے تھے، سونا تو کم ہوتا پھر نماز کے لئے چلے جاتے:

خارجہ بن مصعب یقول: خرجت إلى الحج وخلفت جارية لي عند أبي حنيفة وكنت قد أقمتم بمكة نحوًا من أربعة أشهر، فلما قدمت قلت لأبي حنيفة: كيف وجدت خدمة هذه الجارية وخلقها؟ فقال لي: من قرأ القرآن وحفظ على الناس علم الحلال والحرام احتاج أن يصون نفسه عن الفتنة، والله! ما رأيت جارية منذ خرجت إلى أن رجعت. قال: فسألت الجارية عنه وعن أخلاقه في منزله فقالت: ما رأيت وما سمعت مفعله ما رأيت به نام على فرش منذ دخلت إليه ولا رأيت به اغتسل في ليل ولا نهار من جنابة ولقد كان يوم الجمعة يخرج فيصلي صلاة الصبح ثم يدخل إلى منزله فيصلي صلاة الضحى صلاة خفيفة وذلك أنه كان يبكر إلى الجامع فيغتسل غسل الجمعة ويمس شيئًا من دهن ثم يمضي إلى الصلاة وما رأيت به يفطر بالنهار قط وكان يأكل آخر الليل ثم يرقد رقة خفيفة ثم يخرج إلى الصلاة.^(۱)

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي في أمانة أبي حنيفة، ص: ۵۰

تفقہ حاصل کرنے کے لئے سب سے مددگار چیز

ایک شخص نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ تفقہ حاصل کرنے کے لئے کون سی چیز مددگار ہے؟ آپ نے فرمایا: یکسوئی اختیار کرنا! اس نے پوچھا: یکسوئی کیسے حاصل ہوگی؟ آپ نے فرمایا: متعلق اور غیر متعلق چیزوں کو کم کرنے سے! اس نے پوچھا: وہ کیسے کم ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: جس چیز کی جتنی ضرورت ہو اس سے زیادہ نہ لو! (۱)

اکابر کا اختلاف اور مسلکِ اعتدال

ایک شخص نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات اور جنگِ صفین کے مقتولین کے بارے پوچھا، تو فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مجھے اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو ان کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ فرمائے گا، ہاں! جن چیزوں کا مجھے مکلف کیا گیا ہے مجھ سے ان کے بارے میں سوال ہوگا، لہذا میں انہی چیزوں میں مشغول رہنا پسند کرتا ہوں جن کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوگا۔ (۲)

ہم عصر علماء کا احترام

سفیان ثوری رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں کچھ شکر رنجی تھی، ایک شخص نے امام صاحب سے آکر کہا کہ سفیان آپ کو برا کہہ رہے ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: خدا میری اور سفیان دونوں کی مغفرت کرے! سچ یہ ہے کہ ابراہیم نخعی کے موجود ہوتے ہوئے بھی اگر سفیان دُنیا سے اٹھ جاتے تو مسلمانوں کو سفیان کے مرنے کا غم ہوتا۔ (۳)

امام مالکؒ اور احترامِ امام ابو حنیفہؒ

اسماعیل بن فدیك رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو دیکھا کہ وہ حضرت امام اعظم کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے ہیں اور دونوں اکٹھے چل رہے ہیں اور باہمی گفتگو بھی

(۱) "ملفوظات امام ابو حنیفہ": ص ۲

(۲) "ملفوظات امام ابو حنیفہ": ص ۷

(۳) سیرۃ النعمان: ص ۶۱

جاری ہے، حتیٰ کہ دونوں مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ امام مالک نے امام اعظم کا احترام کرتے ہوئے انہیں مسجد میں داخل ہوتے وقت آگے کیا اور خود پیچھے داخل ہوئے، میں نے امام اعظم کو مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هَذَا مَوْضِعُ الْاَمَانِ فَاَمِیْنِ مِنْ عَذَابِكَ وَنَجِیْنِ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ:- شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، یہ مسجد امن کی جگہ ہے، الہی! مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھے اور آگ سے نجات عطا فرما۔

عن اسمعيل بن ابي فديك قال رأيت مالكا قابضا على يد الإمام وهما يمشيان فلما بلغا المسجد قدم الإمام فسمعت له داخل المسجد قال: بسم الله الرحمن الرحيم هذا موضع الأمان فأمنی من عذابك ولجئني من النار.^(۱)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ملاقات کی تمنا

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نقل کرتے ہیں:

قال الليث بن سعد: كنت أسمع بذكر أبي حنيفة، فأتمنى أن أراه فإني بمكة إذ رأيت الناس متقصفين على رجل، فسمعت رجلا يقول: يا أبا حنيفة، فقلت: إنه هو.^(۲)

ترجمہ:- امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ کی شہرت سنا تھا ملنے کا بے حد مشتاق تھا، حسن اتفاق سے مکہ معظمہ میں اس طرح ملاقات ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ ٹوٹ پڑے ہیں، مجمع میں ایک شخص کی زبان سے یہ کلمہ سنا کہ ”اے ابوحنیفہ!“ میں نے جی میں کہا کہ (تمنا برآئی) یہی امام ابوحنیفہ ہیں۔

(۱) الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۵۹

(۲) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۳۶

خلیفہ ابو جعفر کا عہدہ قضا کی پیشکش اور آپ کا انکار

خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بلا کر عہدہ قضا تفویض کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ یہ عہدہ آپ کو قبول کرنا ہوگا! امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی قسمیہ کہہ دیا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، ربیع حاجب امام صاحب رحمہ اللہ سے کہنے لگا: آپ دیکھتے نہیں کہ امیر المؤمنین قسم اٹھا رہے ہیں؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کو جواب دیا: امیر المؤمنین اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنے میں مجھ سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں! اس طرح آپ نے عہدہ قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کے جواب میں منصور نے فوراً آپ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

آپ کی گرفتاری اور جیل میں زہر سے آپ کی شہادت

منصور کے حکم سے آپ کو جیل میں ڈال دیا گیا اور جیل میں منصور آپ پر یہی دباؤ ڈالتا رہا کہ آپ اگر عہدہ قضا قبول کر لیں تو آپ کو بڑی عزت اور اکرام کے ساتھ رہا کر دیا جائے گا، لیکن آپ اپنے انکار پر ڈٹے رہے، یہاں تک کہ جیل میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ منصور نے آپ کی وفات سے کچھ عرصے پہلے آپ کو رہا کر دیا تھا، لیکن خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

والصحيح أنه توفي وهو في السجن.^(۱)

ترجمہ:- صحیح یہ ہے کہ آپ کی وفات ہوئی تو آپ اس وقت جیل میں تھے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بحوالہ امام ابو عبد اللہ صیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ)

لکھا ہے:

لم يقبل العهد بالقضاء فطُرب وحبس ومات في السجن.^(۲)

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے عہدہ قضا قبول نہیں کیا تو آپ پر تشدد کیا گیا

اور جیل میں ڈال دیا گیا اور جیل میں ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت ذكر قدوم أبي حنيفة بغداد وموته بها، ج ۱۳ ص ۳۲۹

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۴۰۲

امام سبط ابن العجمی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۱ھ) خلفائے بنی عباس کی تاریخ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ثم ملكها أبو جعفر المنصور عبد الله فضرب أبا حنيفة على القضاء فأبى ومات في حبسه. (۱)

ترجمہ:- پھر ابو جعفر منصور عبد اللہ اقتدار پر متمکن ہوا تو اس نے امام ابو حنیفہ کو عہدہ قضا قبول نہ کرنے پر زور دیا، لیکن آپ نے پھر بھی اس سے انکار کیا (جس پر اس نے آپ کو جیل میں ڈال دیا) اور آپ اس کی قید میں ہی فوت ہو گئے۔

امام موفق بن احمد کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) لکھتے ہیں:

والروایات الظاهرة المشهورة عن الأئمة الثقات والحفاظ الأثبات أنه ضرب على القضاء وما قبل حتى توفي ثم اختلفوا بعد ذلك فمنهم من يقول مات من الضرب وبعضهم قالوا: سقى السم كما روينا. (۲)

ترجمہ:- ائمہ ثقات اور حفاظ سے ظاہر اور مشہور روایات یہ ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو عہدہ قضا قبول نہ کرنے کی وجہ سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا، لیکن آپ نے یہ عہدہ قضا قبول نہیں کیا، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ پھر ان ائمہ کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی وفات کس وجہ سے ہوئی؟ چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ آپ کی وفات اس تشدد سے ہوئی، اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو زہر دیا گیا جس سے آپ کا انتقال ہو گیا، جیسا کہ ہم نے روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تحقیق بھی یہی ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ کو زہر دیا تھا، جس کے اثر سے آپ شہید ہو گئے، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وبلغنا أن المنصور سقاها السم فأسود ومات شهيداً رحمه الله. (۳)

(۱) کنوز الذهب فی تاریخ حلب: فی أيام جعفر المنصور، ج ۲ ص ۲۹۳

(۲) مناقب أبي حنيفة: ص ۳۳۶

(۳) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۳۸

ترجمہ:- ہمیں روایت پہنچی ہے کہ منصور نے آپ کو زہر دیا، جس کے اثر سے آپ شہید ہو گئے۔
نیز لکھتے ہیں:

توفي شهيد مسقيا في سنة خمسين ومائة^(۱).

ترجمہ:- آپ ۱۵۰ھ میں زہر کے اثر سے شہادت کی موت سے سرفراز ہوئے۔
حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کا جب انتقال ہو گیا تو قاضی شہر اور مشہور محدث و فقیہ امام حسن بن عمارہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۳ھ) نے آپ کو غسل دیا، اور غسل دینے کے بعد فرمایا:
رحمك الله لم تفر من ثلاثين سنة ولم تتوسد بمينك بالليل منذ أربعين سنة. كنت افقهنا وابعدنا وازهدنا واجمعنا لخصال الخير^(۲).
ترجمہ:- اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ نے تیس سال افطار نہیں کیا اور نہ چالیس سال تک رات کو آرام کیا۔ آپ ہم سب سے بڑے فقیہ، سب سے زیادہ عبادت گزار، ہم سب سے زیادہ پرہیزگار اور تمام اچھی خصلتوں کے ہم سب سے زیادہ جامع تھے۔

کثرتِ ہجوم کی وجہ سے چھ مرتبہ آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی

غسل کے بعد آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور جنازے میں اس کثرت سے لوگ شریک ہوئے کہ بعض روایات میں ہے پچاس ہزار لوگ شریک تھے، اور بعض روایات میں ہے کہ ان کی تعداد اس سے بھی زیادہ تھی، لیکن اس کے بعد بھی جنازہ پڑھنے کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا، یہاں تک کہ چھ دفعہ آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔

امام ابوسعید سمعانی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے لکھا ہے:

وَصَلَّى عَلَيْهِ سِتُّ مَرَّاتٍ مِنْ كَثْرَةِ الزَّحَامِ آخِرُهُمْ صَلَّى عَلَيْهِ ابْنُ حَمَادٍ^(۳).

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۴۰۳

(۲) الخيرات الحسان: الفصل الثالث والعشرون، ص ۹۳

(۳) الأنساب: باب الرء والألفه الراي، ج ۶ ص ۶۵

ترجمہ:- آپ کی نماز جنازہ لوگوں کے بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے چھ مرتبہ پڑھی گئی اور آخری دفعہ کی امامت آپ کے صاحبزادے امام حماد نے کی۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک مختصر خاکہ

حفظ قرآن بقراءتِ عامم: ۸۶ھ تا ۸۸ھ، ۲ سال بہ عمر ۸ سال

نحو و ادب: ۸۸ھ تا ۹۰ھ، ۲ سال بہ عمر ۱۰ سال

علم الکلام: ۹۰ھ تا ۹۴ھ، ۵ سال بہ عمر ۱۵ سال

مناظرہ: ۹۵ھ تا ۹۸ھ، ۳ سال بہ عمر ۱۸ سال

علم الحدیث: ۹۹ھ تا ۱۰۳ھ، ۵ سال بہ عمر ۲۳ سال

فقہ و علم الشرائع: ۱۰۳ھ تا ۱۲۰ھ، ۱۷ سال بہ عمر ۴۰ سال

گویا چالیس سال کی عمر میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے اُستاذ کی جگہ پر بحیثیت

ایک مجتہد، فقیہ، محدث اور مفسر کے تشریف فرما ہوئے۔^(۱)

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا جائزہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت اور فقہ حنفی کی شانِ محبوبیت، آفاقیت اور قبولیتِ عامہ کا اندازہ

اس سے لگائیے کہ آج کافی عرصہ پہلے عالمی سطح پر ایک جائزہ لیا گیا تھا اور اس غرض سے لیا گیا تھا کہ دُنیا

بھر میں مسلمان کہلانے والوں کے جو مکتب فکر زیادہ مشہور ہیں، ان میں سے ہر ایک کے پیروکاروں

کی تعداد کتنی ہے؟ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مختصر لیڈین ۱۹۱۱ء کے مطابق دُنیا بھر میں

”زیدیہ“ مکتب فکر کی تعداد تقریباً تیس لاکھ، ”اثنا عشریہ“ تقریباً ایک کروڑ ستائیس لاکھ، اور ”اہلِ سنت

والجماعت“ میں سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین کی تعداد تقریباً تیس لاکھ، امام مالک رحمہ

اللہ کے مقلدین تقریباً چار کروڑ، امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلدین کی تعداد تقریباً دس کروڑ، حضرت امام

اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین اور فقہ حنفی کے پیروکار چونتیس کروڑ سے زائد پائے گئے، گویا عالم

اسلام کا سوادِ اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تحقیقات پر اعتماد کرتا اور اس کی پیروی کرتا ہے۔

بہر حال عالم اسلام سے قطع نظر اپنے ملک کے حالات کا جائزہ لیں تو یہاں پچانوے

(۱) ”امام اعظم اور علم حدیث“، ص: ۲۳۹

فیصد شہری امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں، جس ملک میں جس مسلک کا عمومی رواج ہو اور مسائل کے متعلق جن لوگوں کی اکثریت ہو، وہاں اسی مسلک کی اتباع کی جائے کہ منہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فَعَلَيْنٰكُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ“ یعنی بڑی اکثریت کی پیروی کرو۔ ”مَنْ شَذَّ شَذَّ اِلَى النَّارِ“ یعنی جس نے عام مسلمانوں سے الگ ہو کر راہ بنائی وہ جہنم میں گرا۔ ہم پر لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل سے سرفراز ہوں اور جس شذوذ (جہنم میں پڑنے) کی دھمکی دی گئی ہے اس سے بھی مامون ہو جائیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی جلیل القدر صحابہ کرام تک سند متصل

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جن طرق کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم حدیث حاصل کیا اسے خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اور دیگر ائمہ نے آپ ہی کی زبانی روایت کیا ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا:

دخلت على أبي جعفر أمير المؤمنين، فقال لي: يا أبا حنيفة! عن أخذت العلم؛ قال: قلت: عن حماد عن إبراهيم عن عمر بن الخطاب وعلی بن أبي طالب وعبد الله بن مسعود وعبد الله بن عباس. قال: فقال أبو جعفر: بخ بخ استوثقت ما شئت يا أبا حنيفة! الطيبين الطاهرين المباركين صلوات الله عليهم. (۱)

ترجمہ:- میں امیر المؤمنین ابو جعفر منصور کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: ابو حنیفہ! آپ نے علم الحدیث کہاں سے حاصل کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے بواسطہ حماد (بن سلیمان)، ابراہیم (بن یزید نخعی) کے طریق سے حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے علم الحدیث حاصل کیا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ ابو منصور نے کہا: بہت خوب، بہت خوب ابو حنیفہ! آپ نے ان طیب، پاکیزہ اور مبارک ہستیوں صلوات اللہ علیہم سے حسب خواہش علمی ثقاہت اور پختگی و مضبوطی حاصل کر لی۔

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۲۲۵

اس روایت میں امام اعظم رحمہ اللہ نے اکابر تابعین اور جلیل القدر صحابہ کرام تک علم الحدیث میں اپنی متصل سند بیان فرمائی ہے۔

شہر کوفہ کی قدر و منزلت اور علوم شریعت کا عظیم الشان مرکز کوفہ علم الحدیث کا عظیم مرکز

علم الحدیث اور اس سے متعلقہ علوم کی آبیاری میں کوفہ کی بلند پایہ علمی و فنی خدمات کو جاننے کے لئے اس شہر کی تاریخی حیثیت، یہاں پر صحابہ کرام کی آباد کاری، تعلیمات نبوی کی روشنی میں نظام تعلیم و تربیت کا آغاز و ارتقاء، اور وہاں مقیم وارثانِ علم حدیث رسول کی تعداد سے آگاہی از حد ضروری ہے، لہذا ہم سب سے پہلے تاریخی نقطہ نظر سے دیکھیں گے کہ اس عظیم علمی شہر کی بنیاد رکھنے والے صاحبانِ علم کون تھے؟

عہدِ فاروقی میں کوفہ کی بنیاد و تعمیر

تاریخی اعتبار سے ۷۱ھ میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرام کی کوفہ میں آمد کے وقت اس شہر کی بنیاد رکھی گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قادسیہ، مدائن اور جلولا کے معرکوں سے فراغت کے بعد اس شہر کی بنیاد رکھی، اور اس کو فوجی چھاؤنی اور سرائے کی حیثیت سے آباد کیا، لیکن جلد ہی یہ شہر صحابہ کرام کی کثیر تعداد میں آمد اور آباد کاری کے سبب علم و فن اور تقویٰ و طہارت کی آماجگاہ بن گیا، اور اسلام کی عظیم تہذیب و ثقافت کا علم بردار بن کر آئندہ کئی صدیوں تک علم و فکر کا عظیم مرکز بنا رہا۔

۱۔ امام عبد الحمید بن جعفر تبع تابعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۳ھ) شہر کوفہ کی بنیاد رکھنے کے حوالے

سے لکھتے ہیں:

أن عمر بن الخطاب كتب إلى سعد بن أبي وقاص يأمره أن يتخذ للمسلمين دار هجرة وقديروا أن لا يجعل بينه وبينهم بحرا، فأتي الألبار وأراد أن يتخذها منزلا فكثر على الناس الذباب فتحول إلى موضع آخر فلم يصلح فتحول إلى الكوفة فاخطتها وأقطع الناس

المنازل وأنزل القبائل منازلهم وبني مسجدها وذلك في سنة سبع عشرة^(۱).

ترجمہ:- حضرت عمر بن خطاب نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو یہ حکم لکھ کر بھیجا کہ مسلمانوں کے لئے کوئی دارِ ہجرت اور قافلوں کے ٹھہرنے کی جگہ بنائی جائے اور (وہ جگہ ایسی ہو جس میں) آپ کے اور ان کے درمیان کوئی سمندر حائل نہ ہو۔ سو آپ انبار آئے اور اسے گھر بنانا چاہا تو وہاں مکھیوں کی کثرت کے باعث آپ دوسری جگہ چلے گئے، مگر وہ جگہ بھی مناسب ثابت نہ ہوئی۔ پس آپ نے کوفہ تشریف لا کر اس کی داغ بیل ڈالی، لوگوں کے لئے مکانات بنائے اور قبیلوں کو اپنے اپنے گھر فراہم کئے، نیز وہاں مسجد تعمیر کی اور یہ سب کچھ ۱۷ھ میں ہوا۔

۲- امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) سن ۱۷ھ کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے

لکھتے ہیں:

ارتحل سعد بالناس من المدائن حتى عسكر بالكوفة في المحرم سنة سبع عشرة وكان بين وقعة المدائن ونزول الكوفة سنة وشهران. وكان بين قيام عمر واختطاط الكوفة ثلاث سنين وثمانية أشهر. اختطت سنة أربعة من إمارة عمر في المحرم سنة سبع عشرة من التاريخ^(۲).

ترجمہ:- حضرت سعد نے لوگوں کے ساتھ مدائن سے کوچ کر کے محرم ۱۷ھ کو کوفہ میں لشکر ٹھہرایا، واقعہ مدائن پیش آنے اور کوفہ میں ٹھہرنے کا درمیانی عرصہ ایک سال اور دو ماہ بتا ہے۔ حضرت عمر کے زمانہ خلافت کے قیام اور کوفہ کی حد بندی کرنے کا درمیانی عرصہ تین سال اور آٹھ ماہ کا ہے۔ کوفہ کی حد بندی حضرت عمر کے زمانہ امارت میں محرم ۱۷ھ کو ہوئی۔

(۱) فتوح البلدان: ذکر تمصیر الکوفۃ، ص ۲۷۰

(۲) تاریخ الأمم والملوک: سنة سبع عشرة ذکر سبب تحول من المسلمین... إلخ، ج ۴ ص ۴۲

۳- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۳ھ) سن ۷۱ھ میں رونما ہونے والے واقعات کا آغاز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فی المحرم منها انتقل سعد بن أبي وقاص من المدائن إلى الكوفة. وذلك أن الصحابة استوخموا المدائن، وتغيرت ألوانهم، وضعت أبدانهم لكثرة ذبابها وغبارها. فكتب سعد إلى عمر في ذلك، فكتب عمر: إن العرب لا تصلح إلا حيث يوافق إبلها، فبعث سعد حذيفة وسلمان بن زياد يرئادان للمسلمين منزلا مناسباً يصلح لإقامتهم. فمرا على أرض الكوفة وهي حصباء في رملة حمراء فأجبتها. ثم كتب إلى سعد بالخبر، فأمر سعد باغتطاط الكوفة، وسار إليها في أول هذه السنة في محرمها، فكان أول بناء وضع فيها المسجد.^(۱)

ترجمہ:- اس سال محرم میں حضرت سعد بن ابی وقاص مدائن سے کوفہ منتقل ہوئے، اس لئے کہ صحابہ کرام کو مدائن کی آب و ہوا موافق نہ آئی، ان کے رنگ متغیر ہو گئے۔ پس حضرت سعد نے حضرت عمر کو یہ معاملہ لکھ بھیجا تو حضرت عمر نے انہیں لکھا: عربوں کو وہی جگہ موافق آتی ہے جو ان کے اونٹوں کے لئے بہتر ہو۔ سو حضرت سعد نے حذیفہ اور سلمان بن زیاد کو مسلمانوں کے لئے مناسب جگہ تلاش کرنے کے لئے بھیجا، وہ دونوں کوفہ کی سرزمین پر سے گزرے جو کہ سُرخ ریت میں سنگریزوں پر مشتمل زمین تھی، تو وہ ان کے دل کو بھاگئی، ان دونوں نے حضرت سعد کو اس بارے میں لکھ دیا، تو حضرت سعد نے کوفہ کی حد مقرر کرنے کا حکم دیا، اور اسی سال محرم میں آپ کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے اور سب سے پہلے وہاں مسجد تعمیر کی گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت

۱- حضرت نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۹ھ) سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(۱) البداية والنهاية: دخلت سنة سبع عشرة، ج ۷ ص ۸۶، ۸۷

بالکوفة وجوه الناس. (۱)

ترجمہ: کوفہ میں تمام جہتوں سے لوگ جمع ہیں۔

۲۔ امام عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳ھ) فرماتے ہیں:

کتب عمر بن الخطاب إلى أهل الكوفة، إلى رأس أهل الإسلام. (۲)

ترجمہ:۔ حضرت عمر بن خطاب نے اہل کوفہ کی طرف یہ الفاظ لکھے: ”إلى رأس أهل الإسلام“ (اہل اسلام کے مرکز کی طرف)۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت

حضرت اصبح بن نباتہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الكوفة جمجمة الإسلام و كنز الإيمان وسيف الله و رمحه يضعه حيث يشاء، وأيم الله! لينصرن الله بأهلها في مشارق الأرض ومغاربها كما انتصر بالحجاز. (۳)

ترجمہ:۔ کوفہ، اسلام کا دماغ، ایمان کا خزانہ، اللہ کی تلوار اور اس کا نیزہ ہے، وہ اسے جہاں چاہے رکھتا ہے۔ اللہ رب العزت کی قسم! اللہ تعالیٰ ضرور دنیا کے مشارق اور مغارب میں اہل کوفہ کی مدد کرے گا جیسا کہ اس نے اہل حجاز کی مدد کی۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يا أمير المؤمنين! والله! إن الكوفة للهجرة بعد الهجرة وإنها لقبة الإسلام وليأتين عليها يوم لا يبقى مؤمن إلا أتاها وحق إليها، والله لينصرن بأهلها كما انتصر بالحجاز. (۴)

(۱) الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج ۶ ص ۸۶

(۲) فتوح البلدان: ذكر تمصير الكوفة، ص ۲۸۳

(۳) الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج ۶ ص ۸۶

(۴) تاريخ الأمم والملوك: سنة سبع عشرة خروج عمر بن الخطاب إلى الشام، ج ۴ ص ۵۹

ترجمہ:- اے امیر المؤمنین! اللہ رب العزت کی قسم! بے شک مدینہ کے بعد اگر کوئی مقام جائے ہجرت ہے تو وہ کوفہ ہے کیونکہ وہ اسلام کا قبہ ہے، اور اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ ہر مؤمن اس کی طرف آئے گا اور اس کی طرف مائل ہوگا، اللہ تعالیٰ ضرور اہل کوفہ کی مدد کرے گا جیسا کہ اس نے حجاز کی مدد کی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت

جندب ازدی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الكوفة قبة الإسلام يأتي على الناس زمان لا يبقى فيها مؤمن إلا بها أو قلبه يهوى إليها. ^(۱)

ترجمہ:- کوفہ اسلام کا قبہ ہے، لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی مؤمن باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ کوفہ سے وابستہ ہو گیا یا اس کا دل کوفہ کی طرف مائل ہوگا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں کوفہ کی قدر و منزلت

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ (متوفی ۷۹ھ) سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی

اللہ عنہ نے فرمایا:

الكوفة قبة الإسلام وأرض البلاء. ^(۲)

ترجمہ:- کوفہ اسلام کا قبہ اور آزمائش کی سرزمین ہے۔

نیز حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

والله! ما يدفع عن أهل قرية ما يدفع عن هذه يعني الكوفة إلا أصحاب محمد الذين اتبعوه. ^(۳)

ترجمہ:- اللہ رب العزت کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے صحابہ کی حفاظت کے سوا کسی بھی بستی والوں کی حفاظت کوفہ جتنی نہیں کی جاتی۔

(۱) فتوح البلدان: ذکر تمصیر الکوفۃ: ص ۲۸۳ .

(۲) المستدرک علی الصحیحین: ومن مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ج ۳ ص ۹۶، رقم

الحديث: ۳۵۰۶.

(۳) الطبقات الکبریٰ: طبقات الکوفیین، ج ۶ ص ۸۷.

کوفہ پندرہ سو صحابہ کرام کی قیام گاہ

سرزمین کوفہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں بہت بڑی تعداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام تشریف لائے، جن میں جلیل القدر صحابہ کرام بھی شامل ہیں۔ شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۶ھ) فرماتے ہیں کہ کوفہ میں صحابہ کرام کی ایک پوری جماعت آکر ٹھہری:

نزلها جماعة من كبار الصحابة. ^(۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ کوفہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عمار بن یاسر، حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر حضرات، نیز صحابہ کرام کی ایک خلقت یہاں آکر مقیم ہوئی:

والكوفة مزلها مثل ابن مسعود وعمار بن ياسر وعلی بن أبي طالب وخلق من الصحابة. ^(۲)

تابعی کبیر حضرت قتادہؓ، دعامہ بھری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: حافظ العصر، قدوة المفسرين والمحدثين، كان من أوعية العلم، ومن يضرب به المثل في قوة الحفظ، روى عنه أئمة الإسلام۔) ^(۳) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک ہزار پچاس اشخاص اور چوبیس^{۲۴} وہ صحابہ جو بدر میں شریک تھے کوفہ تشریف لائے:

نزل الكوفة من الصحابة ألف وخمسون منهم أربعة وعشرون بدريون. ^(۴)

نقاد محدث امام احمد بن عبد اللہ عجل رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ کوفہ میں پندرہ سو^{۱۵۰۰} اور قریباً میں چھ سو^{۶۰۰} صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی:

(۱) الاستذکار: کتاب الاستئذان باب ما جاء في المشرق، ج ۸ ص ۵۲۰

(۲) الإعلان بالتوبيخ لمن فقه التاريخ، ص ۱۳۹

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: قتادة بن دعامة، ج ۵ ص ۲۶۹

(۴) فتح المغيب بشرح الفية الحديث: معرفة الصحابة، عدد الصحابة، ج ۳ ص ۱۱۱

نزل الكوفة الف وخمس مائة من الصحابة ونزل قرقيساست
مائة.^(۱)

تابعی کبیر امام ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۶ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الحافظ، فقیہ العراق، أحد الأعلام، فقیہ النفس، کبیر الشان، کثیر المحاسن)^(۲) فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے والے چوڑھ سو صحابہ کرام میں سے تین نو، اور غزوہ بدر میں شرکت کرنے والوں میں سے ستر صحابہ کوفہ میں آکر آباد ہوئے:

هبط الكوفة ثلاثمائة من أصحاب الشجرة وسبعون من أهل البدر.^(۳)

کوفہ میں مقیم صحابہ کرام کی تعداد دیگر شہروں کے مقابلے میں

محدث کبیر امام ابو عبد اللہ الحاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”معرفۃ علوم الحدیث“ میں ان مشہور صحابہ کرام کے اسماء ذکر کئے ہیں جو آپ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ سے دیگر شہروں کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ابتداً ان صحابہ کرام کے ناموں سے کی جو مدینہ منورہ سے کوفہ آکر آباد ہوئے، چنانچہ سینتالیس صحابہ کرام کے اسماء مع ولدیت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وهؤلاء أكثرهم بالكوفة دُفِنوا.^(۴)

ان کے علاوہ امام حاکم رحمہ اللہ نے دیگر شہروں میں بسنے والے صحابہ کرام کے جو نام ذکر کئے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ مکہ میں چھپیس صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

۲۔ بصرہ میں چھتیس صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

۳۔ مصر میں سترہ صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

(۱) فتح القدیر لابن ہمام: کتاب الطہارات، فصل فی البئر، ج ۱ ص ۱۰۳

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابراهيم النخعي أبو عمران، ج ۳ ص ۵۲۰، ۵۲۱

(۳) الطبقات الکبریٰ: طبقات الکوفیین، ج ۶ ص ۸۹

(۴) معرفۃ علوم الحدیث: النوع العالی والأربعین، ص ۱۹۰، ۱۹۱

۴- شام میں پینتیس^{۳۵} صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

۵- جزیرہ میں تین^{۳۶} صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

۶- خراسان میں پانچ^{۳۷} صحابہ کرام نے اقامت اختیار کی۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام حاکم رحمہ اللہ نے سب سے زیادہ تعداد کوفہ میں آنے والوں کی

ذکر کی ہے۔

مشہور مؤرخ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے کوفہ میں اقامت اختیار کرنے

والے ایک سو پینتیس^{۳۸} صحابہ کرام کے اسماء اور ان میں سے بعض کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں۔^(۱)

مؤرخ خلیفہ بن خیاط رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) نے اپنی کتاب ”الطبقات“ میں کوفہ میں

اقامت اختیار کرنے والے ایک سو چھپن^{۳۹} صحابہ کرام کے نام کی فہرست مرتب کی ہے۔^(۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ جب عہدہ خلافت پر

جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے سیاسی طور پر خلافت کے استحکام کے لئے دار الحکومت کو بوجہ مدینہ

متوڑہ سے کوفہ منتقل کرنا ضروری سمجھا، اس طرح سرزمین کوفہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ

عنہ نے اپنی خلافت کے چار سال یہیں پر گزارے، آپ نے اپنی رہائش کوفہ کی ایک جگہ رحبہ میں رکھی

جو بعد میں ”رحبہ علی“ کے نام سے مشہور ہوئی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

فَدَخَلَهَا عَلَيَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لِثِنْتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلْتُ مِنْ رَجَبِ سَنَةِ سِتٍّ

وَفَلَاثِينَ فَقِيلَ لَهُ: اُنْزِلْ بِالْقَصْرِ الْاَبْيَضِ، فَقَالَ: لَا! اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

كَانَ يَكْرَهُ نُزُولَهُ فَاَنَا أَكْرَهُهُ لِذَلِكَ، فَلَزَلْتُ فِي الرَّحْبَةِ.^(۳)

(۱) دیکھئے تفصیلاً: الطبقات الکبریٰ: طبقات الکوفیین، تسمیة من مزل الکوفة من اصحاب رسول الله صلی

الله علیہ وسلم، ج ۶ ص ۸۶ تا ۱۳۰

(۲) دیکھئے تفصیلاً: الطبقات: تسمیة من نزل الکوفة من اصحاب النبی صلی الله علیہ وسلم، ج ۱

ص ۲۱۳ تا ۲۳

(۳) البدایة والنهاية: دخلت سنة ست وثلاثين من الهجرة، ج ۷ ص ۲۸۲

ترجمہ:- حضرت علی پیر کے روز سن ۳۶ھ رجب کی بارہویں تاریخ کو کوفہ میں داخل ہوئے۔ آپ سے عرض کیا گیا: آپ (سابقہ حکمرانوں کی اقامت گاہ) سفید محل میں تشریف فرما ہوں، تو آپ نے فرمایا: نہیں! بے شک عمر بن خطاب اس میں رہنے کو ناپسند کرتے تھے، اس لئے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ پس آپ نے رجبہ (کشادہ زمین) میں قیام گاہ اختیار کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ میں داخل ہوئے تو کوفہ کی سرزمین علم و حکمت سے خوب سیراب ہو چکی تھی۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

فَإِنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ الَّتِي كَانَتْ دَارَهُ كَانُوا قَدْ تَعَلَّمُوا الْإِيمَانَ وَالْقُرْآنَ وَتَفْسِيرَهُ وَالْفِقْهَ وَالسُّنَّةَ مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَغَيْرِهِ قَبْلَ أَنْ يَتَقَدَّمَ عَلِيُّ الْكُوفَةِ. (۱)

ترجمہ:- بے شک کوفہ جو حضرت علی کا دار الخلافہ تھا، وہاں کے لوگ آپ کی آمد سے پیشتر ہی حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ سے ایمان، قرآن، تفسیر القرآن، فقہ اور سنت کا علم سیکھ چکے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمد سے اس شہر میں مزید علم کی آبیاری ہو گئی اور کوفہ میں علم و حکمت کے چشمے پھوٹنے لگے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا ظَهَرُ عِلْمٍ عَلِيٍّ وَفِقْهُهُ فِي الْكُوفَةِ بِحَسَبِ مُقَامِهِ فِيهَا عِنْدَهُمْ مُدَّةً خِلَافَتِهِ. (۲)

ترجمہ:- جس قدر عرصہ حضرت علی کی خلافت کا کوفہ میں گزرا آپ کا علم اور فقہ خوب یہاں ظاہر ہوا۔

مسند الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

(۱) منهاج السلة النبوية: فصل كلام الرافضي أن علم الطريقة مندوب إلى علي، ج ۷ ص ۵۲۷

(۲) منهاج السنة النبوية: كان أعلم الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج ۷ ص ۴۹۹

كان أغلب قضاياه بالكوفة. (۱)

ترجمہ:- حضرت علی کے اکثر فیصلے کوفہ میں صادر ہوئے۔

مرجع علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمد

تابعی کبیر امام حارث بن مضرب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كتب إلينا عمر بن الخطاب: إني قد بعثت إليكم عمار بن ياسر أميرا،
وعبدالله بن مسعود معلما ووزيرا. وهما من النجباء من أصحاب
محمد من أهل بدر فاسمعوا. وقد جعلت ابن مسعود علي بيت
مالككم فاسمعوا فتعلموا منها واقتدوا بها. وقد أثرتكم بعبدالله
علي نفسي. (۲)

ترجمہ:- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں لکھا کہ میں نے تمہارے
پاس عمار بن یاسر کو امیر، اور عبداللہ بن مسعود کو معلم و وزیر بنا کر بھیج دیا ہے۔ یہ
دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری (اور چودہ) نجباء صحابہ میں سے ہیں،
پس تم ان کی اطاعت کرو۔ میں نے ابن مسعود کو تمہارے بیت المال پر وزیر بھی
مقرر کر دیا ہے، سو تم ان دونوں حضرات کی اتباع کرو، ان سے سیکھو اور ان کی
پیروی کرو۔ میں نے اپنی نسبت عبداللہ بن مسعود کو تم پر ترجیح دی ہے۔

امام عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے حمص تشریف لے گئے:

فحدّثه عمر إلى الكوفة، وكتب إليهم: إني والله الذي لا إله إلا هو
أثرتكم به على نفسي فخذوا منه.

ترجمہ:- تو حضرت عمر نے انہیں (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کو) کوفہ بھیج دیا،
اور کوفہ والوں کی طرف لکھا کہ مجھے اللہ رب العزت کی قسم جس کے سوا کوئی معبود

(۱) حجة الله البالغة: المبحث السابع، باب كيفية تلقى الأمة الشرع من النبي صلى الله عليه وسلم،

ج ۱ ص ۲۲۸

(۲) المستدرک علی الصعیحین: کتاب معرفة الصحابة، ذکر مناقب عمار بن یاسر، ج ۳ ص ۴۳۸

نہیں! میں نے عبداللہ بن مسعود کو تمہارے لئے اپنی جان پر ترجیح دی ہے، سو تم ان سے دین سیکھ لو!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کوفہ بھیجنے کا مقصد اہل کوفہ کی اعلیٰ ترین علمی و فقہی تربیت کرنا تھا، تاکہ کوفہ والے جہاں عسکری لحاظ سے اسلام کا مضبوط قلعہ ثابت ہوئے ہیں، اسی طرح علمی لحاظ سے بھی ان میں یگانہ روزگار افراد پیدا ہوں، جو تعلیمی میدان میں بھی آئندہ آنے والے مسلمانوں کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی مقام

۱- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اُس وقت سے عہد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا آ رہا ہوں جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ، وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.^(۱)

ترجمہ:- تم قرآن ان چار سے سیکھو: عبداللہ بن مسعود، سالم، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب۔

۲- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رَضِيتْ لَأُمْتِي مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ أَقْدَ عَبْدِ وَكَرِهْتُ لَأُمْتِي مَا كَرِهَتْ لَهَا ابْنُ أَقْدَ عَبْدِ.^(۲)

ترجمہ:- میں اپنی اُمت سے (اس امر پر) راضی ہوں جس سے ابنِ اُمّ عبد (عبداللہ بن مسعود) راضی ہے، اور اپنی اُمت سے (اس امر پر) ناخوش ہوں جس سے ابنِ اُمّ عبد (عبداللہ بن مسعود) ناخوش ہے۔

۳- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں بغیر مشورے کے تمہارے

(۱) صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب مناقب سالم مولیٰ ابی حلیفۃ، ج ۵ ص ۲۷، رقم الحدیث: ۳۷۵۸

(۲) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: کتاب المناقب، باب ما جاء فی عبداللہ بن مسعود، ج ۹ ص ۲۹۰، رقم الحدیث: ۱۵۵۶۸

لئے خلیفہ کا انتخاب کروں تو وہ عبد اللہ بن مسعود ہوں گے:

لَوْ اسْتَخْلَفْتُ أَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَأَسْتَخْلَفْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ (۱)

۴- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَقَدْ آثَرَتْ أَهْلَ الْكُوفَةِ بَابِنِ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى نَفْسِي إِنَّهُ مِنْ أَطْوَلِنَا فَوْقًا
كُنَيْفٍ مُلَيِّعٍ عِلْمًا.

ترجمہ:- میں نے اپنے علمی مقابلے میں اہل کوفہ کے لئے ابنِ اُمّ عبد (عبد اللہ بن مسعود) کو ترجیح دی ہے۔ بے شک وہ ہم سب میں زیادہ سمجھ دار اور علم سے معمور شخص ہیں۔

۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے

میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

عَالَمُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ (۲)

ترجمہ:- وہ قرآن اور سنت کے عالم ہیں۔

۶- امام یحییٰ بن سعید تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی

اللہ عنہ کے پاس آکر پوچھا کہ میری بیوی کا دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ تم پر حرام ہو گئی ہے! حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس فتوے پر انہیں کہا: غور کیجئے آپ اس شخص کو کیا فتویٰ دے رہے ہیں؟ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رضاعت (کی حرمت) صرف دو سال کی عمر تک ہوتی ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا:

لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ مَا كَانَ هَذَا الْحَبْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ (۳)

(۱) مسند احمد مسند علی بن ابی طالب، ج ۲ ص ۱۴۰، رقم الحدیث: ۷۳۹

(۲) حلیۃ الأولیاء: ترجمۃ: عبد اللہ بن مسعود، ج ۱ ص ۱۲۹

(۳) موطا مالک: کتاب الرضاع باب ما جاء فی الرضاعة بعد الکبر، ج ۲ ص ۶۰۶

ترجمہ:- جب تک تم میں یہ عظیم عالم موجود ہیں مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا کرو۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اسی بلند علمی مقام کے سبب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی علمی تربیت کے لئے آپ کو کوفہ بھیج دیا۔

۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ علی رؤوس الاشہاد فرمایا کرتے تھے: اس خدا کی قسم! جس کے بغیر کوئی دوسرا معبود نہیں! قرآن کریم کی کوئی سورت اور کوئی آیت ایسی نہیں جس کا شان نزول مجھے معلوم نہ ہو کہ کس موقع اور کس حالت میں نازل ہوئی ہے:

وَاللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهُ! مَا اُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ اَنَّ
اُنْزِلَتْ، وَلَا اُنْزِلَتْ آیَةٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِیْمَا اُنْزِلَتْ،^(۱)

۸- حضرت حذیفہ بن یمان (متوفی ۳۶ھ) سے کسی نے پوچھا کہ تمام صحابہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عادات میں اور چال ڈھال میں سب سے زیادہ قریب کون ہے کہ ہم ان سے علم حاصل کریں؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

مَا اَعْرِفُ اَحَدًا اَقْرَبَ سَمْعًا وَهَدًیًا وَذَلًا بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ مِنْ
ابْنِ اُمِّ عَبْدِ^(۲)

ترجمہ:- میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عادات میں اور چال ڈھال میں ابنِ اُمّ عبد (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) سے زیادہ قریب ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی انتھک محنتوں کے سبب کوفہ علم و حکمت سے بھر گیا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کی تعمیر نو سے لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر دور تک یہیں رہ کر اہل کوفہ کو قرآن و سنت و فقہ کی تعلیم دیتے رہے، آپ نے دن رات محنت کر کے شہر کوفہ کو فقہاء و محدثین سے بھر دیا، یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوفہ تشریف لائے تو حضرت

(۱) صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن باب القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۶، ص ۱۸۶، رقم الحدیث: ۵۰۰۲

(۲) صحیح بخاری: کتاب المناقب باب مناقب عبد اللہ بن مسعود، ج ۵، ص ۲۸، رقم الحدیث: ۳۰۰۲

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کے سبب شہر کوفہ علم و حکمت سے جگمگا رہا تھا۔
 داماد رسول، خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰ھ) جب شہر کوفہ میں
 داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا:

رحم الله ابن آدم عبد قد ملا هذه القرية علما. ^(۱)
 ترجمہ:- اللہ تعالیٰ! ابن آدم عبد (عبداللہ بن مسعود) پر رحم فرمائے انہوں نے اس
 بستی (کوفہ) کو علم سے بھر دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ کوفہ کے رُشد و ہدایات کے چراغ تھے
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی علمی کاوشوں کو یوں سراہا:
 أصحاب عبد الله سرج هذه القرية. ^(۲)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگرد شہر کوفہ کے چراغ ہیں۔
 جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی
 اللہ عنہ کے تلامذہ کے متعلق فرماتے ہیں:

أصحاب عبد الله سرج هذه القرية. ^(۳)
 ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگرد شہر کوفہ کے چراغ ہیں۔
 ابراہیم بن یزید تلمیذ رحمہ اللہ (متوفی ۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت عبداللہ بن مسعود
 رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ساٹھ شیوخ تھے:

كان فينا ستون شيخاً أصحاب عبد الله. ^(۴)
 محدث کبیر امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ
 کے شانِ تفقہ کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ میں کوفہ کے فقہاء میں صرف عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے
 شاگردوں کو پہچانتا ہوں:

(۱) نصب الراية: المقدمة، ملزلة الكوفة من علوم الاجتهاد، ج ۱ ص ۱۵

(۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج ۳۳ ص ۵۴

(۳، ۴) الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج ۶ ص ۹۰

ما كنت أعرف فقهاء الكوفة إلا أصحاب عبدالله. ^(۱)

حضرت خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ میں بہت زیادہ علم پھیلا یا اور ان کی ایک بہت بڑی تعداد کو فقیہ بنادیا:

فبت عبدالله فيهم علما كثيرا، وفقه منهم جما غفيرا. ^(۲)

مشہور محدث امام ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ اس شہر کوفہ کے چراغ اور بلند پایہ اہل علم ہیں:

أصحابه سرج القرية وأعلامها. ^(۳)

شہر کوفہ کا تعارف علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی نگاہ میں

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کوفہ کا تعارف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوفہ علماء، عابدین، فضلاء، أدباء، فقہاء اور اہل علم کا مسکن تھا:

وكان بها العلماء والعباد والفضلاء وأهل الأدب والفقهاء وأهل العلم. ^(۴)

اہل کوفہ کا فضل و کمال اور علمی برتری

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۴ھ) فرماتے ہیں:

الكوفة قبة الإسلام وأهل الإسلام. ^(۵)

ترجمہ: کوفہ اسلام اور مسلمانوں کا قبہ ہے۔

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ کوفہ مشہور و معروف شہر ہے، یہ فضیلت کا گہر اور فضلاء کے لئے جائے محل ہے اس کی تعمیر نو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی تھی:

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الشعبي عامر بن شراحيل، ج ۳ ص ۳۰۹

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: عبدالله بن مسعود، ج ۱ ص ۱۵۸

(۳) معرفة الصحابة: ترجمة: عبدالله بن مسعود، ج ۳ ص ۱۷۶۵

(۴) الاستذكار: كتاب الاستئذان، باب ما جاء في المشرق، ج ۸ ص ۵۲۰

(۵) الطبقات الكبرى: طبقات الكوفيين، ج ۶ ص ۸۶

وَالْكُوفَةُ هِيَ الْبَلَدَةُ الْمَعْرُوفَةُ وَدَارُ الْفَضْلِ وَمَحَلُّ الْفَضْلَاءِ بَنَاهَا عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. (۱)

محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الکبیر، حافظ العصر، شیخ الإسلام، وحمل عنهم علما جما، انہی الیہ علو الإسناد) (۲) فرماتے ہیں کہ:

خذوا المناسك عن أهل مكة وخذوا القراءة عن أهل المدينة وخذوا
الحلال والحرام عن أهل الكوفة. (۳)

ترجمہ:- حج کے مسائل اہل مکہ سے، قراءت اہل مدینہ سے، اور حلال و حرام کا علم اہل کوفہ سے حاصل کرو۔

علم تفسیر میں بھی کوفہ کو برتری حاصل تھی، چنانچہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) جو کوفہ کے رہنے والے تھے، (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ: الإمام، الحافظ، المقرئ، المفسر، الشهيد أحد الأعلام) (۴) ان کے متعلق جلیل القدر تابعی امام قتادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) فرماتے ہیں:

كان سعيد بن جبير أعلمهم بالتفسير. (۵)

ترجمہ:- تمام تابعین میں حضرت سعید بن جبیر تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو جو اہل کوفہ میں سے ہیں ”أعلم الناس بالتفسير“ (لوگوں میں تفسیر کو سب سے زیادہ جاننے والے) قرار دیا ہے۔ (۶)

(۱) المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: كتاب الصلاة باب القراءة في الظهر والعصر، ج ۳ ص ۱۷۵

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: سفیان بن عیینہ، ج ۸ ص ۴۵۳

(۳) معجم البلدان: الكوفة، ج ۳ ص ۴۹۳

(۴) سير أعلام النبلاء: ترجمة: سعيد بن جبیر، ج ۳ ص ۳۲۱

(۵) الإتيان في علوم القرآن: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج ۳ ص ۲۴۱

(۶) مجموع الفتاوى: مقدمة التفسير، ج ۱۳ ص ۳۴۶

حضرت محمد بن سیرین تابعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) کوفہ میں موجود طالبانِ حدیث اور وہاں کے فقہاء کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَتَيْتُ الْكُوفَةَ فَرَأَيْتُ فِيهَا أَرْبَعَةَ آلَافٍ يَطْلُبُونَ الْحَدِيثَ وَأَرْبَعًا مِائَةً قَدْ فَيَّحُوا. ^(۱)

ترجمہ:- میں نے کوفہ آ کر دیکھا کہ چار ہزار طلبہ علم حدیث حاصل کر رہے ہیں اور چار سو حضرات فقیہ ہو چکے ہیں۔

مندرجہ بالا روایت سے شہر کوفہ میں ہزاروں محدثین اور سینکڑوں فقہاء کی موجودگی کا علم ہوا۔ نیز چار ہزار محدثین اور چار سو فقہاء کا تقابلی جائزہ لینے سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہوئی کہ علم حدیث حاصل کرنے والے کثیر افراد ہوتے ہیں جبکہ فہم و بصیرت کی بنا پر احادیث سے استنباط کرنے والے افراد ہر جگہ اور ہر زمانے میں قلیل ہوتے ہیں، کیونکہ حدیث کے معانی کو سمجھنا بہ نسبت روایت کرنے کے مشکل اور اذوق کام ہے۔

فنِ قراءت کے سات بڑے ائمہ میں سے تین ائمہ شہر کوفہ کے رہنے والے تھے۔

۱- امام عاصم بن ابی النجود اسدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷ھ)۔

۲- امام حمزہ بن حبیب الزیاتی التیمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ)۔

۳- ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)۔

علوم عربیت اور صرف و نحو فنون کی تدوین بھی کوفہ و بصرہ ان دو شہروں میں ہوئی، ان مذکورہ فنون کی کتابوں میں ان شہروں کے علماء کے علاوہ کسی اور جگہ کے علماء کا اختلاف ذکر نہیں کیا جاتا مگر شاذ و نادر ہی۔

کوفہ علم الحدیث کا ایک عظیم الشان مرکز!

اہل کوفہ کے ہاں جب محدثین کی آمد ہوتی تو فوراً ان کے پاس جمع ہو جاتے، جس طرح پروانے شمع کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں، اور احادیثِ رسول سننے کے لئے التماس کرتے تاکہ اس کے ذریعے سچے دل و دماغ کو معطر کر سکیں۔

(۱) المحدث الفاصل بين الراوى والواعى: باب من كره كثرة الرواية، ص ۵۶۰

امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) جو اصلاً کوفہ کے باشندے تھے، فرماتے ہیں: ^(۱)

لَمَّا قَدِمَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ الْكُوفَةَ، أَتَيْنَاهُ فِي نَفَرٍ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ^(۲)

ترجمہ:- جب صحابی رسول حضرت عدی بن حاتم کوفہ تشریف لائے تو ہم کوفہ کے

فقہاء کی جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان سے

درخواست کی کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سماعت کی

ہیں وہ ہم کو بھی سنا دیجئے! جس پر انہوں نے ہمیں حدیث سنائی۔

علمائے کوفہ جو اکثر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے، ان کو احادیث مبارکہ سننے

اور حفظ کرنے کا شوق اس قدر زیادہ تھا کہ یہ علم حدیث کی سماعت کے لئے مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی

طرف اسفار کرتے، اور مدینہ منورہ میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ سے ارشاد نبوی سماعت فرماتے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے

حوالے سے نقل کرتے ہیں:

لَإِنَّ أَصْحَابَ عَبْدِ اللَّهِ كَانُوا يَزُحْلُونَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَتَعَلَّمُونَ

مِنْ عَمْرٍو وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ. ^(۳)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کوفہ سے مدینہ منورہ کی طرف سفر کر کے وہاں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تحصیل علم اور احادیث حاصل کیا کرتے تھے:

وَكَانُوا يَذْهَبُونَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَأْخُذُونَ عَنْ عَمْرٍو وَعَائِشَةَ. ^(۴)

تعبیر الرؤیا میں گہری دسترس رکھنے والے تابعی کبیر امام ابن سیرین رحمہ اللہ

(۱) چنانچہ ان کے متعلق تفصیلاً دیکھئے: تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: عامر بن شراحیل الشعبی الکوفی، ج ۲ ص ۳۳۵

(۲) سنن ابن ماجہ: باب فی القدر، ج ۱ ص ۳۳، رقم الحدیث: ۸۷

(۳) الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: من مدح العلو وخم النزول، ص ۱۲۳

(۴) منهاج السنة النبویة: فصل قال الرافعی: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: العلم فی الصغر... إلخ،

ج ۷ ص ۵۲۶

(متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ میں کوفہ آیا تو وہاں چار ہزار حدیث کے طالب علم تھے:

قَدِمْتُ الْكُوفَةَ وَبِهَا أَرْبَعَةُ آلَافٍ يَطْلُبُونَ الْحَدِيثَ^(۱)

مشہور مؤرخ امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے ”طبقات ابن سعد“ کی چھٹی جلد میں شہر کوفہ کے علماء کا تذکرہ کیا ہے جس میں صحابہ، تابعین، اتباع تابعین کا ایک طویل تذکرہ ہے، امام ابن سعد ”طبقات الکوفیین“ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

تسمية من نزل الكوفة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
ومن كان بها بعدهم من التابعين وغيرهم من أهل الفقه والعلم.

مصنف نے اس کے تحت رقم الترجمة: ۱۸۲۳ سے لے کر رقم الترجمة: ۲۸۲۳ تک ایک ہزار ایک اساطین علم کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

اس کتاب میں دوسرے شہر کے علماء کا تذکرہ ان کے عشر عشر بھی نہیں ہے۔

محدث کبیر، صاحب مستدرک امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) اپنی کتاب ”معرفة علوم الحديث“ جس کی انچاسویں^۹ نوع جس کا عنوان ہے:

ذِكْرُ النَّوْعِ الثَّاسِعِ وَالْأَرْبَعِينَ مِنْ مَعْرِفَةِ عُلُومِ الْحَدِيثِ هَذَا النَّوْعُ مِنْ
هَذِهِ الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ الْأَمْثَةِ الْقَبَاتِ الْمَشْهُورِينَ مِنَ التَّابِعِينَ وَاتِّبَاعِهِمْ
يَكُنْ يَجْمَعُ حَدِيثَهُمْ لِلْحِفْظِ، وَالْمَذَاهِبِ، وَالْمَذَاهِبِ، وَبِذَلِكَ يَكُونُ
الْمَشْرِقُ إِلَى الْغَرْبِ^(۳)

ترجمہ:- انچاسویں نوع تابعین اور اتباع تابعین میں سے اُن ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی معرفت کہ جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لئے جمع کی جاتی ہیں، اور ان کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے اور جن کی شہرت مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔

(۱) تدوین الراوی: النوع الثالث والتسعون: معرفة الحفاظ، ج ۲ ص ۹۳

(۲) اہل علم حضرات تسکین قلوب کے لئے تنسیلاً دیکھیں: الطبقات الکبریٰ: طبقات الکوفیین، ج ۶ ص ۸۶

اس نوع میں امام حاکم رحمہ اللہ نے تمام مشہور بلاد اسلامیہ مدینہ متورہ، مکہ مکرمہ، مصر، شام، یمن، یمامہ، کوفہ، جزیرہ، بصرہ، واسط اور خراسان کے پانچ سواکیں^{۵۲} محدثین کے اسماء ذکر کئے ہیں، جن میں مکہ مکرمہ کے اکیس^۱ اور مدینہ متورہ کے چالیس^۲، یمن کے چوبیس^۳، اور یمامہ کے چھ جب کہ کوفہ کے محدثین کے دوسو^۴ اسماء تفصیلاً ذکر کئے ہیں، امام حاکم رحمہ اللہ نے ان تمام مذکورہ شہروں میں کثرت سے جن اساطین علم کا تذکرہ کیا ہے وہ یہی شہر کوفہ ہے جو اس قدر کثرت سے محدثین کی آماجگاہ تھی۔

کوفہ علم الحدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا

حضرت حنیفہ بن ابی سبزوہ تابعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵ھ) بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ متورہ حاضر ہوا، تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے کسی صالح شخص کی ہم نشینی نصیب ہو، پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچنے میں میری راہنمائی فرمادی، میں نے ان کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے کسی صالح شخص کی معیت نصیب ہو جائے تو آپ تک میری رہنمائی کر دی گئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھ سے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ آپ کا وطن کون سا ہے؟ فرماتے ہیں:

قلت: من أهل الكوفة، جئت ألتبس الخيرو وأطلبه قال: أليس فيكم سعد بن مالك مهاب الدعوة وابن مسعود صاحب طهور رسول الله ونعليه وحذيفة صاحب سر رسول الله، وعمار الذي أجار الله من الشيطان على لسان نبيه، وسلمان صاحب الكتابين؟ قال قتادة: والكتابان: الإنجيل والفرقان^(۱)

ترجمہ:- میں نے عرض کیا: میں کوفہ سے علم و خیر کی تلاش میں نکلا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا: کیا وہاں سعد بن مالک (سعد بن ابی وقاص) نہیں ہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے؟ کیا وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامانِ طہارت اور نعلین مبارک اٹھانے والے عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں؟ کیا وہاں حضور

(۱) سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن مسعود، ج ۵ ص ۶۷۴، رقم الحدیث: ۳۸۱۱

صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار حذیفہ نہیں ہیں؟ کیا وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کی زبان پر شیطان سے محفوظ رہنے والے عمار بن یاسر نہیں ہیں؟ کیا وہاں دو کتابوں (کا علم رکھنے) والے سلمان فارسی نہیں ہیں؟ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ: دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہیں۔

سنن ترمذی کے علاوہ باقی تمام کتب حدیث میں تابعی مذکور کے الفاظ ہیں کہ ”جئت أتمس العلم والخبر“ (میں کوفہ سے علم و خبر کی تلاش میں نکلا ہوں) امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل الفاظ نقل کئے ہیں جو انہوں نے اُس تابعی کے جواب میں استعمال فرمائے:

تسألني وفيكم علماء أصحاب محمد وابن عمه علي بن أبي طالب وفيكم سعد بن مالك. (۱)

ترجمہ:- (پوچھنے والے!) تم مجھ سے سوال کر رہے ہو حالانکہ تم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء صحابہ موجود ہیں، ان کے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب ہیں، اور تم میں سعد بن مالک (سعد بن ابی وقاص) ہیں (آگے الفاظ درج بالا رقم کردہ حدیث مبارکہ کی طرح ہی ہیں)۔

اس روایت میں جمیع صحابہ میں سب سے زیادہ کثیر الروایت صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس سائل کو کسی حدیث سے فیض یاب کرنے کے بجائے اس کی توجہ اس جانب مبذول کر رہے ہیں کہ جلیل القدر صحابہ کرام جن میں خلیفہ چہارم حضرت علی بن ابی طالب، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ شامل ہیں، حرمین شریفین سے چل کر کوفہ آباد ہو گئے ہیں، لہذا ان ہستیوں کی شہر کوفہ میں موجودگی کے باعث آپ کو کسی بھی دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ یہی وہ شہر ہے جہاں علم الحدیث، فقہ الحدیث اور ہر طرح کی بھلائی میسر ہے۔ یہ واقعات ان تابعین کرام کے علم دوستی کے بھی عکاس ہیں جو طلب علم میں دنیا کا کونا کونا چھان مارتے اور اس معاملے میں کسی بڑے سے بڑے دنیوی مفاد کو اپنے راستے میں حائل نہ ہونے دیتے۔

امام عفان بن مسلم بصری رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۰ھ) کوفہ میں علم الحدیث کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقد منّا الكوفة فأقمنا أربعة أشهر، ولو أردنا أن نكتب مائة ألف

حديث لكتبنا بها، فما كتبنا إلا قدر خمسين ألف حديثاً.^(۱)

ترجمہ:- ہم نے کوفہ پہنچ کر چار ماہ قیام کیا، (اس دوران) اگر ہم ایک لاکھ

احادیث لکھنا چاہتے تو لکھ لیتے، لیکن ہم نے صرف پچاس ہزار احادیث لکھیں۔

صاحب السنن امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث البجستانی رحمہ اللہ کے صاحبزادے شیخ

عبد اللہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) فرماتے ہیں:

دخلت الكوفة وأكتب عن أبي سعيد الأشج ألف حديث (في كل يوم)

فلما كان الشهر حصل معي ثلاثين ألف حديثاً.^(۲)

ترجمہ:- میں کوفہ داخل ہوا تو امام ابو سعید الأشج سے (روزانہ) ایک ہزار

احادیث لکھتا تھا، اس طرح ایک ماہ تک میں نے تیس ہزار احادیث لکھ لیں۔

یہ ہر محدث کی اپنی استطاعت پر منحصر تھا کہ وہ علم الحدیث کے اس بحر بے کنار سے کتنا

فیض یاب ہوتا ہے؟ امام عفان رحمہ اللہ نے اس عظیم مرکز علم میں چار مہینے گزار کر پچاس ہزار احادیث

کا ذخیرہ سمیٹ لیا، جبکہ امام ابو داؤد رحمہ اللہ کے صاحبزادے امام عبد اللہ رحمہ اللہ کا حال دیکھئے کہ وہ

یہاں صرف ایک ماہ ہی رہے اور انہوں نے تیس ہزار احادیث لکھ لیں۔ اس کو اگر چار مہینوں سے

ضرب دیں تو ایک لاکھ بیس ہزار احادیث بنتی ہیں، یعنی امام عبد اللہ رحمہ اللہ بآسانی چار ماہ میں ایک

لاکھ بیس ہزار احادیث لکھ سکتے تھے۔ اس سے شہر کوفہ میں علم الحدیث کے متموج سمندروں کی وسعت

اور گہرائی کا خوب اندازہ ہو جاتا ہے۔

فقہ حنبلی کے بانی اور صاحب مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صاحبزادے امام عبد اللہ

رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا کہ آپ کے خیال میں

کس محدث کا طلب حدیث کے لئے دامن پکڑنا چاہئے کہ اس سے احادیث لکھی جائیں؟ یا آپ کے

(۱) المحدث الفاضل بین الراوی والواعی: باب من کرہ كثرة الرواية، ص ۵۵۹

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو بكر عبد الله بن سليمان، ج ۳ ص ۲۲۳

خیال میں کون سے مقامات میں جا کر علم الحدیث کا سماع کیا جائے؟ تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

یروحل یکتب عن الکوفیین والبصریین وأهل المدینة ومكة. (۱)

ترجمہ:- سفر اختیار کر کے کوفیوں، بصریوں، اہل مدینہ اور مکہ سے علم حدیث کو

لکھنا چاہئے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اس قول سے علم الحدیث میں شہر کوفہ کی سیادت و اولیت اُجاگر ہو رہی ہے، آپ نے علم الحدیث کے عظیم مراکز حرمین شریفین اور بصرہ سے بھی پہلے اہل کوفہ کا نام لے کر اس دور کے اور بعد میں آنے والے ہر محدث پر واضح کر دیا کہ احادیث مبارکہ آپ کو کئی علاقوں سے مل جائیں گی، مگر کوفہ ان سب میں سرفہرست اور درجہ اول میں ہے۔ علم الحدیث میں جو شان کوفہ کو حاصل ہے وہ کسی اور شہر کو حاصل نہیں۔

امیر المومنین فی الحدیث اور محدثین کے سرخیل، صاحب الصحیح امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کوفہ کے مقام علم الحدیث کو یوں اُجاگر کرتے ہیں:

دخلت إلى الشام ومصر والجزيرة مرتين، وإلى البصرة أربع مرات
وأقيمت بالحجاز ستة أعوام. ولا أحصى كم دخلت إلى الكوفة وبغداد مع
المحدثين. (۲)

ترجمہ:- میں ملک شام، مصر اور جزیرہ میں علم حدیث لینے کے لئے دو مرتبہ گیا ہوں، بصرہ چار مرتبہ گیا ہوں، اور میں نے چھ سال تک حرمین شریفین (حجاز) میں قیام کیا، لیکن میں محدثین کے ہمراہ کوفہ اور بغداد حدیث لینے کے لئے کتنی مرتبہ گیا ہوں؟ اس کا شمار بھی نہیں کر سکتا۔

یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کوفہ جا کر جن ائمہ حدیث سے احادیث لیتے تھے وہ کون حضرات تھے؟ اس وقت کوفہ میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، امام بخاری رحمہ اللہ کی پیدائش امام اعظم رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ امام اعظم رحمہ اللہ کی وفات ۱۵۰ ہجری میں ہوئی اور امام بخاری رحمہ اللہ کی ولادت ۱۹۳ ہجری میں ہوئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا کوفہ سے

(۱) الرحلة فی طلب الحدیث: ص ۸۸، رقم: ۱۲

(۲) ہدی الساری مقدمة فتح الباری: ذکر عدة مال کل صحابی فی صحیح البخاری۔ الخ، ص ۷۸

أخذ حدیث کرنے کا زمانہ یا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے عمر رسیدہ شاگردوں کا تھا، یا ان کے پوتے شاگردوں کا تھا جو کوفہ میں موجود تھے۔

امام مالک بن انس اسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) نے کوفہ کی شان علمی پر کیا خوبصورت تبصرہ کیا ہے! امام عبد اللہ بن وہب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سئل مالک عن مسئلة؛ فأجاب فيها، فقال له السائل: إن أهل الشام يخالفونك فيها فيقولون كذا وكذا. فقال: ومتى كان هذا الشأن بالشام، إنما هذا الشأن وقف على أهل المدينة والكوفة.^(۱)

ترجمہ:- امام مالک سے کسی مسئلے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس کا جواب دیا۔ سائل نے کہا: اہل شام کے علماء آپ سے اس میں اختلاف کرتے ہیں اور وہ اس کے بجائے یہ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: علم کا یہ مقام اہل شام کو کیسے حاصل ہو گیا؟ علم کا یہ مقام و مرتبہ تو صرف (دو شہروں) اہل مدینہ اور کوفہ کو حاصل ہے۔

پھر آگے اسی صفحے پر امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام مالک رحمہ اللہ کا قول کہ کوفہ کو یہ مقام اور شان کس وجہ سے حاصل ہے؟ بیان کرتے ہیں:

لأن شأن المسائل بالكوفة مداره على أبي حنيفة وأصحابه والعمري.^(۲)

ترجمہ:- کوفہ کے علم کی اس شان کا تاج امام ابو حنیفہ، ان کے شاگردوں اور سفیان ثوری کے سر پر ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ، امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد نہیں بلکہ فقہ مالکیہ کے بانی اور جلیل القدر فقہ مدینہ ہیں۔ آپ کا مندرجہ بالا فرمان ہر طرح کے تعصب سے بالاتر اور حقیقتِ اصلہ کا برملا اظہار ہے، مندرجہ بالا حقائق نہ صرف کوفہ کے تناظر میں امام اعظم رحمہ اللہ کی علمی شان کا مدلل و مستند اظہار ہیں، بلکہ معترضینِ امام اعظم کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ باہر سے سفر کر کے آنے والے ائمہ حدیث ہزار ہا احادیث کوفہ سے لے جائیں، اور وہاں ساری زندگی بسر کرنے والے

(۲،۱) جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۷

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو... جو کوفہ میں بسنے والے ہزار ہا محدثین و فقہاء کے لئے مرکز و محور کی حیثیت رکھتے تھے... یہاں سے صرف سترہ حدیثیں ملی ہوں! ہم ایسی سوچ رکھنے والے پر ”إنا لله وإنا إليه راجعون“ ہی پڑھ سکتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دس ساتذہ حدیث کا تعارف

۱۔ امام ابو عمرو عامر بن شراحیل شعبی رحمہ اللہ

آپ کا اسم گرامی عامر بن شراحیل تھا (متوفی ۱۰۴ھ)، آپ کی کنیت ابو عمرو ہے، کوفہ کے رہنے والے اور شعب ہمدان سے تعلق رکھتے تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے، آپ نے کئی صحابہ مثلاً حضرت علی، سعد بن ابی وقاص، ابو موسیٰ اشعری، اسامہ بن زید، ابو ہریرہ، جابر بن سمرہ، عمران بن حصین، مغیرہ بن شعبہ، نعمان بن بشیر، عبد اللہ بن عباس، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ، زید بن ارقم، براء بن عازب... رضی اللہ عنہم... وغیرہ ان سب سے آپ نے حدیث کی سماعت کی۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے حالات کے آغاز میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ كَتَبْتُ: قَبِيلٌ مِنْ أَقْبِيَالِ الْيَمَنِ، الْإِمَامُ، عَلَامَةُ الْعَصْرِ. قُلْتُ: رَأَى عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَصَلَّى خَلْفَهُ وَسَمِعَ مِنْ عِدَّةٍ مِنْ كُبَرَاءِ الصَّحَابَةِ.^(۲)

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ نوہ صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے:

أَدْرَكَتْ خَمْسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.
ترجمہ:- میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو صحابہ سے ملاقات کی ہے۔^(۳)

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ۳ ص ۲۹۳

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ۳ ص ۲۹۳

(۳) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عمرو عامر بن شراحيل، ج ۱ ص ۶۳

امام ابن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ میں جب کوفہ آیا تو امام شعبی کا بہت بڑا حلقہ تھا، حالانکہ اس وقت بڑی تعداد میں صحابہ کرام موجود تھے:

قدمت الكوفة وللشعبي حلقة عظيمة وأصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يومئذ كثير. ^(۱)

امام ابو مجلز لاحق بن حمید رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام شعبی سے بڑا دین میں تفقہ رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا، نہ سعید بن مسیب، نہ طاؤس، نہ حسن بھری اور نہ ہی ابن سیرین:

ما رأيت أحداً أفقه من الشعبي لا سعيد بن المسيب ولا طاؤس ولا عطاء ولا الحسن ولا ابن سيرين. ^(۲)

ما كتبت سوداء في بيضاء إلى يومى هذا ولا حدثني رجل بحديث قط إلا حفظته ولا أحببت أن يعيده علي. ^(۳)

ترجمہ:- میں نے آج تک سفید کاغذ کو لکھنے کی وجہ سے سیاہ نہیں کیا (یعنی میں نے آج تک کاغذ پر کچھ نہیں لکھا)، جب کوئی شخص مجھے کوئی حدیث سناتا تو میں اسے حفظ کر لیتا، اور مجھے کبھی ضرورت محسوس نہ ہوئی کہ وہ اسے میرے سامنے دوبارہ پڑھے۔

تابعی کبیر امام عبد الملک بن عمیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶ھ) سے روایت ہے:

مر ابن عمر على الشعبي وهو يحدث بالمغازي فقال: شهدت القوم فلهو أحفظ لها وأعلم بها ملئ. ^(۴)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر امام شعبی کے پاس سے گزرے، آپ غزوات کے احوال بیان کر رہے تھے، حضرت ابن عمر نے (ان کو سن کر) فرمایا: میں صحابہ کے ساتھ خود غزوات میں شریک رہا ہوں، لیکن اس (امام شعبی) کو وہ واقعات مجھ سے زیادہ حفظ اور معلوم ہیں۔

(۱، ۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عمرو عامر بن شراحيل، ج ۱ ص ۶۳

(۳) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ۲ ص ۲۵۰

(۴) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عامر بن شراحيل، ج ۲ ص ۲۵۶

یہی امام شعبی رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کے سب سے بڑے شیخ ہیں، چنانچہ فی اسماء الرجال کے مسلم امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: هو اکبر شیخ لأبی حنیفة۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”سیر أعلام النبلاء“ میں امام صاحب کے اساتذہ میں پہلے نمبر پر عطاء بن ابی رباح اور دوسرے نمبر پر یہی امام شعبی رحمہما اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ کے شیخ اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کے شیخ اور سر امام ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امام شعبی رحمہ اللہ کے ترجمے میں ان کے تلامذہ میں امام صاحب کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

أبو حنیفة النعمان بن ثابت۔^(۳)

امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی امام شعبی رحمہ اللہ کو امام صاحب کا حدیث میں شیخ بیان کیا ہے۔^(۴)

امام ابو نعیم فضل بن دکین، امام محمد بن عمران البلی، امام عمر بن شعیب، امام عبد اللہ بن ادریس اور امام بخاری رحمہم اللہ کے اقوال کے مطابق امام شعبی رحمہ اللہ کا انتقال ۸۲ سال کی عمر میں سن ۱۰۴ھ میں ہوا۔^(۵)

۲- امام ابو عبد اللہ عکرمہ رحمہ اللہ

امام ابو عبد اللہ عکرمہ مدنی (متوفی ۱۰۷ھ)، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے، آپ بربر قوم سے تعلق رکھتے تھے، حضرت عکرمہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: أبو عمرو عامر بن شراحیل، ج ۱ ص ۶۳

(۲) دیکھئے: سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنیفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱

(۳) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: عامر بن شراحیل، ج ۱۳ ص ۳۳

(۴) دیکھئے تفصیلاً: مناقب أبي حنیفة: ج ۱ ص ۴۷ / تبیيض الصغیفة فی مناقب أبي حنیفة: ص ۴۳

(۵) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: عامر بن شراحیل، ج ۱۳ ص ۳۹ / العاریع الکبیر: ترجمة:

عامر بن شراحیل، ج ۶ ص ۳۵۰

رضی اللہ عنہما کے علوم کے ترجمان تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمے کے آغاز میں فرماتے ہیں:
العلامة. الحافظ. المفسر. المدنی.

امام ذہبی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے درج ذیل صحابہ سے روایت کی ہے:
حدث عن ابن عباس وعائشة، وأبي هريرة، وابن عمر، وعبدالله بن عمرو، وعقبة بن عامر، وعلي بن أبي طالب، وجابر بن عبد الله وأبي سعيد الخدري وعدة.^(۱)

امام ابو شعثاء جابر بن زید بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۳ھ) فرماتے ہیں:
هذا عكرمة مولى ابن عباس، هذا أعلم الناس.^(۲)
ترجمہ:- یہ عکرمہ حضرت ابن عباس کے آزاد کردہ غلام لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (متوفی ۹۵ھ) سے سوال کیا گیا کہ آپ اپنے سے بڑے کسی عالم کو جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

نعم، عكرمة.^(۳)
ترجمہ:- ہاں! عکرمہ۔

امام شعبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں:

ما تبلى أحد أعلم بكتاب الله من عكرمة.^(۴)
ترجمہ:- عکرمہ سے بڑھ کر کتاب اللہ کو جاننے والا کوئی بھی باقی نہیں رہا۔
حضرت قتادہ بن دعامہ بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) نے فرمایا:

أعلم الناس بالحلal والحرام: الحسن، وأعلمهم بالمناسك: عطاء،
وأعلمهم بالتفسير: عكرمة.^(۵)

ترجمہ:- لوگوں میں سب سے زیادہ حلال و حرام کا علم رکھنے والے حسن بصری

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: عکرمہ أبو عبد الله القرشي، ج ۵ ص ۱۳

(۲، ۳، ۴) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمہ: عکرمہ القرشي الهاشمي، ج ۲۰ ص ۲۷۲

(۵) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: عکرمہ أبو عبد الله القرشي، ج ۵ ص ۱۷

ہیں، ان میں سب سے زیادہ مناسب حج کا علم رکھنے والے عطاء ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ تفسیر کا علم رکھنے والے عکرمہ ہیں۔
امام قرۃ بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۴ھ) کا بیان ہے:

كَانَ الْحَسَنُ إِذَا قَدِمَ عَكْرَمَةَ الْبَصْرَةَ أَمْسَكَ عَنِ التَّفْسِيرِ وَالْفَتْيَا مَا دَامَ عَكْرَمَةُ بِالْبَصْرَةِ. ^(۱)

ترجمہ:- جب عکرمہ بصرہ آتے تو حسن بصری رحمہ اللہ ان کے بصرہ رہنے تک تفسیر قرآن کا درس دینے اور فتویٰ نویسی سے رُکے رہتے۔

یہی عکرمہ رحمہ اللہ تفسیر کے امام، امام اعظم رحمہ اللہ کے حدیث میں اُستاذ ہیں، امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امام صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے۔ ^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی امام صاحب کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی دوسری تصنیف... جو صحاح ستہ کے رجال سے متعلق ہے... میں امام صاحب رحمہ اللہ کے تین نمایاں اساتذہ کا تذکرہ کیا: امام عطاء بن ابی رباح، امام نافع، امام عکرمہ رحمہم اللہ۔ ^(۴)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے شیوخ میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔ ^(۵)

یہ علم و فضل کا آفتاب و ماہتاب سن ۱۰۷ھ میں مدینہ منورہ میں غروب ہوا۔ ^(۶)

(۱) تذکرہ الحفاظ: ترجمة: عکرمۃ المدنی الهاشمی، ج ۱ ص ۷۳

(۲) دیکھئے تفصیلاً: تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۱۹

(۳) دیکھئے: سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱

(۴) الکاشف فی معرفة من له رواية فی الكتب الستة: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۲۲

(۵) دیکھئے: تبیيض الصحیفة فی مناقب أبی حنیفة: ذکر ما روی عنهم الإمام أبو حنیفة من التابعین

فمن بعدهم، ص ۵۱

(۶) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: عکرمۃ المدنی الهاشمی، ج ۱ ص ۷۳

۳۔ امام ابو جعفر محمد بن علی المعروف امام باقر رحمہ اللہ

آپ کا نام محمد، والد کا نام علی، دادا کا نام حسین، پردادا کا نام علی (رضی اللہ عنہم) ہے، آپ کی کنیت ”ابو جعفر“ المعروف امام محمد باقر (متوفی ۱۱۳ھ)، آپ سن ۵۶ھ میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حیات میں پیدا ہوئے، امام ذہبی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے درج ذیل صحابہ کرام اور اکابر تابعین سے روایت حدیث کی ہے:

وعن ابن عباس، وأمه سلمة، وعائشة مرسلًا. وعن ابن عمر، وجابر، وأبي سعيد، وعبد الله بن جعفر، وسعيد بن المسيب، وأبيه زين العابدين، ومحمد بن الحنفية، وطائفة.^(۱)

آپ کا لقب ”باقر“ ہے، ”باقر“ کہتے ہیں اس شخص کو جو کسی چیز کو توڑ کر اس کے اندر کی چیز (مغز) کو نکال لائے، چونکہ آپ بھی علم کی باریکیوں کو خوب جانتے تھے اس لئے آپ کو بھی ”باقر“ کہا جاتا ہے:

اشتهر بالباقر من قولهم بقر العلم يعني شقه فعلم أصله وخفيه.^(۲)
امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) امام باقر رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان ثقة كثير الحديث.

ترجمہ:- آپ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔

امام علی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں:

مدني تابعي ثقة.^(۳)

ترجمہ:- آپ ثقہ، مدنی اور تابعی ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کے تذکرے کا آغاز ان القابات سے کیا ہے:

الإمام، الثابت، أحد الأعلام.

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو جعفر الباقر محمد بن علي، ج ۴ ص ۳۰۱

(۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو جعفر الباقر محمد بن علي، ج ۱ ص ۹۳

(۳) تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن علي بن الحسين، ج ۹ ص ۳۵۰

نیز آپ کے تذکرے میں نقل کرتے ہیں:

وعدة النسائي وغيره في فقهاء التابعين بالمدينة. (۱)

ترجمہ:- امام نسائی اور دیگر ائمہ نے آپ کا شمار مدینہ کے فقہاء میں کیا ہے۔

امام ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) امام باقر رحمہ اللہ کے علمی مقام و مرتبے کے متعلق

فرماتے ہیں:

كان الباقر عالماً سيداً كبيراً، وإنما قيل له الباقر لأنه تبقر في العلم

أى توسع، والتبقر: التوسع. (۲)

ترجمہ:- امام باقر رحمہ اللہ بڑے عالم اور عظیم سردار تھے، آپ کو ”الباقر“ کا

لقب اس لئے دیا گیا کہ آپ نے علم میں وسعت حاصل کی۔

یہی امام باقر رحمہ اللہ، امام صاحب رحمہ اللہ کے علم حدیث میں شیخ تھے۔ چنانچہ امام ابن

ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام صاحب کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳)

امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۲ھ) نے امام صاحب کے شیوخ میں ان کا تذکرہ

کیا ہے۔ (۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے بھی امام صاحب کے شیوخ میں ان کا تذکرہ

کیا ہے۔ (۵)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے شیوخ

میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (۶)

(۱) تذكرة الحفاظ: أبو جعفر الباقر محمد بن علي، ج ۱ ص ۹۳

(۲) فيات الأعيان: ترجمة: محمد الباقر، ج ۳ ص ۱۷۴

(۳) دیکھئے: المرح والتعديل: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۳۳۹

(۴) دیکھئے: تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۱۹

(۵) دیکھئے: سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲

(۶) دیکھئے: تهذيب التهذيب: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۳۹

امام ابو نعیم، امام سعید بن عفیر، امام مصعب الزبیری رحمہم اللہ اور دیگر محدثین کے نزدیک آپ کا وصال سن ۱۴۴ھ میں ہوا۔^(۱)

۴۔ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ

آپ کا اسم گرامی عطاء بن ابی رباح اور کنیت ”ابو محمد“ تھی (متوفی ۱۱۳ھ)، صحیح قول کے مطابق آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے درج ذیل صحابہ کرام سے روایت حدیث کی ہے:

حدث عن عائشة، وأُمِّ سلمة، وأُمِّ هانئ، وأبي هريرة، وابن عباس،
وحكيم بن حزام، ورافع بن خديج، وزيد بن أرقم، وزيد بن خالد الجهني،
وصفوان بن أمية، وابن الزبير، وعبد الله بن عمرو، وابن عمر، وجابر،
ومعاوية، وأبي سعيد، وعدة من الصحابة.^(۲)

صحابہ کرام سے ملاقات کرنے کو حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بذات خود یوں بیان کرتے ہیں:

أدرکت مائتین من أصحاب رسول الله.^(۳)

ترجمہ:- میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں صحابہ کرام کو پایا۔

جب اہل مکہ میں سے کوئی شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھتا تو

آپ فرماتے:

يَا أَهْلَ مَكَّةَ! تَجْتَمِعُونَ عَلَيَّ وَعِنْدَ كُمْ عَطَاءُ.^(۴)

ترجمہ:- اے اہل مکہ! تم اپنے ہاں عطاء کے ہوتے ہوئے بھی (مسئلہ

پوچھنے کے لئے) میرے پاس جمع ہو جاتے ہو؟

امام عمرو بن سعید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰ھ) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو جعفر الباقر محمد بن علي، ج ۳ ص ۴۰۹ / الانتقاء في فضائل الثلاثة

الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، أبو جعفر محمد بن علي، ص ۱۲۴

(۲، ۳، ۴) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۵ ص ۸۱

قدم ابن عمر مكة فسألوه فقال مجتمعون لي المسائل وفيكم عطاء. (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر مکہ تشریف لائے، تو لوگوں نے آپ سے مسائل پوچھنے شروع کر دیے، اس پر آپ نے فرمایا: تم میرے لئے مسائل جمع رکھتے ہو حالانکہ تم میں عطاء موجود ہیں۔
امام ابو جعفر محمد باقر رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳ھ) نے فرمایا:

ما بقى على وجه الأرض أعلم بمناسك الحج من عطاء. (۲)
ترجمہ:- رُوئے زمین پر حج کے مسائل عطاء سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) اپنے شیخ کے متعلق فرماتے ہیں:
ما رأيت فيمن لقيت أفضل من عطاء بن أبي رباح. (۳)
ترجمہ:- میں جن لوگوں سے ملا ہوں ان میں سے عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

یہی عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ، امام صاحب رحمہ اللہ کے علم حدیث میں شیخ تھے۔ چنانچہ امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام صاحب رحمہ اللہ کے شیوخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (۴)

امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۲ھ) نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے تلامذہ میں امام صاحب رحمہ اللہ کا اسم گرامی نمایاں ذکر کیا ہے۔ (۵)
امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے امام صاحب رحمہ اللہ کے شیوخ کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے متعلق فرمایا:

(۲،۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۱ ص ۷۶

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۵ ص ۸۳

(۴) دیکھئے: المرح والتعديل: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۳۳۹

(۵) دیکھئے: تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۲۰ ص ۷۵

وروی عن: عطاء بن ابی رباح، وهو أكبر شیخ له وأفضلهم علی ما قال.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہے، اور وہ ان کے سب سے بڑے اور افضل شیخ تھے، جیسا کہ خود امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سب سے پہلے انہی کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

امام صاحب رحمہ اللہ جب اپنے شیخ کے درس میں شریک ہوتے تو آپ کے شیخ دیگر طلبہ کو ہٹا کر آپ کے لئے جگہ بنواتے اور آپ کو اپنے قریب بٹھاتے، امام حارث بن عبد الرحمن رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۶ھ) فرماتے ہیں:

كُنَّا نَكُونُ عِنْدَ عَطَاءٍ بَعْضًا خَلْفَ بَعْضٍ فَإِذَا جَاءَ أَبُو حَنِيفَةَ أَوْسَعَ لَهُ وَأَخْنَأَهُ.^(۳)

ترجمہ:- ہم حضرت عطاء کے حلقہ درس میں ایک دوسرے کے پیچھے صفیں بنا کر بیٹھے ہوتے تھے، جب امام ابو حنیفہ آجاتے تو حضرت عطاء آپ کے لئے جگہ بنواتے اور اپنے پاس بٹھاتے تھے۔

امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے تصریح کی ہے:

أَكْثَرَ عَنْ عَطَاءٍ أَبُو حَنِيفَةَ الرَّوَايَةَ.^(۴)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں۔

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱

(۲) دیکھئے: مہذیب العہذیب: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۳۴۹

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۹

(۴) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۷۹

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا انتقال صحیح قول کے مطابق سن ۱۱۴ھ میں مکہ مکرمہ

میں ہوا۔^(۱)

۵- امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ

آپ کا اسم گرامی حکم بن عتیبہ، کنیت ابو عمرو، یا ابو عبد اللہ تھی (متوفی ۱۱۵ھ)، یمن کے مشہور قبیلہ کندہ سے تعلق رکھنے کی بنا پر آپ کو ”کندی“ کہا جاتا تھا، آپ حافظ حدیث، ممتاز فقیہ اور اہل کوفہ کے شیخ تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الحافظ، الفقیہ أبو عمرو والکندی شیخ الکوفۃ۔^(۲)

اور ”سیر أعلام النبلاء“ میں آپ کا تذکرہ ان القابات میں کیا:

الإمام الکبیر، عالم أهل الکوفۃ۔^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے درج ذیل اکابر تابعین سے روایت کیا ہے:

امام ابو حنیفہ سوائی، امام قاضی شریح، امام ابراہیم نخعی، امام عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، امام سعید

بن جبیر، امام ابو وائل شقیق بن سلمہ، امام مصعب بن سعد، امام طاؤس، امام عکرمہ، امام مجاہد، امام

ابو ضحیٰ، امام علی بن حسین زین العابدین، امام ابو شعثاء محارب، امام عامر شعبی، امام عطاء بن ابی رباح،

امام سالم بن ابی جعد، امام قیس بن حازم، امام ابراہیم تیمی رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ سے۔^(۴)

امام حکم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی، آپ خود فرماتے ہیں:

خرجت علی جنازة وأنا غلام، فصلی علیہا زید بن أرقم۔^(۵)

ترجمہ:- میں بچپن میں ایک جنازے میں شریک ہوا تو اس کی نماز جنازہ حضرت

زید بن ارقم نے پڑھائی۔

تابعین کرام اور محدثین عظام نے امام حکم رحمہ اللہ کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل

الفاظ میں کیا ہے:

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: عطاء بن ابی رباح، ج ۱ ص ۷۶

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: الحکم بن عتیبہ، ج ۱ ص ۸۸

(۳، ۴) سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: الحکم بن عتیبہ الکندی، ج ۵ ص ۲۰۸

(۵) سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: الحکم بن عتیبہ الکندی، ج ۵ ص ۲۱۱

۱- امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) سے روایت ہے کہ میں حج کرنے گیا تو منیٰ میں میری ملاقات عبدہ بن ابولبابہ سے ہوئی، انہوں نے مجھ سے پوچھا:

هل لقيت الحكم؟ قلت: لا! قال: فآلقه فما بين لابتها أحد أفقه من الحكم. (۱)

ترجمہ:- کیا آپ کی ملاقات حکم سے ہوئی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: پس آپ ان سے ملاقات کریں کیونکہ (مکہ کے ان) دو کناروں کے درمیان حکم سے بڑا فقیہ کوئی نہیں ہے۔

۲- امام مغیرہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶ھ) آپ کا علمی مقام یہاں تک بیان فرماتے ہیں:

كان الحكم إذا قدم المدينة أخلوا له سارية النبي صلى الله عليه وسلم يصلي إليها. (۲)

ترجمہ:- جب امام حکم مدینہ منورہ تشریف لاتے تو لوگ ان کے نماز پڑھنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ستون مبارک خالی کر دیتے تھے۔

۳- امام مجاہد بن زوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲ھ) فرماتے ہیں:

ما كنت أعرف فضل الحكم إلا إذا اجتمع علماء الناس في مسجد مني نظرت إليهم، عيال عليه. (۳)

ترجمہ:- مجھے امام حکم کی فضیلت کا حقیقی ادراک اس وقت ہوتا جب دنیا بھر کے علماء ان کے پاس منیٰ کی مسجد میں جمع ہوتے، تو مجھے محسوس ہوتا کہ یہ سب علماء ان کے عیال ہیں۔

۴- امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

ما كان بالكوفة بعد إبراهيم والشعبي مثل الحكم وحماد. (۴)

(۱) المبرج والتعديل: باب الحاء، الحكم بن عتيبة، ج ۳ ص ۱۲۳

(۲) تلميح الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: الحكم بن عتيبة الكندي، ج ۷ ص ۱۱۸

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحكم بن عتيبة، ج ۵ ص ۲۰۹

(۴) المبرج والتعديل: باب الحاء، الحكم بن عتيبة، ج ۳ ص ۱۲۳

ترجمہ:- کوفہ کے اہل علم میں ابراہیم نخعی اور شعبی کے بعد حکم اور حماد کی مثل کوئی عالم نہیں ہے۔

۵- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سوال کیا:

من أثبت الناس في إبراهيم؟ قال: الحكم بن عتيبة ثم منصور۔^(۱)

ترجمہ:- ابراہیم نخعی کی احادیث میں تمام لوگوں سے زیادہ کون قابل اعتماد ہے؟ انہوں نے فرمایا: حکم بن عتیبہ پھر منصور۔

امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی کا ذکر کیا ہے۔^(۲)

امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ میں امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔^(۴)

امام شعبہ، امام ابو نعیم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کے قول کے مطابق امام حکم رحمہ اللہ کا انتقال ۱۱۵ھ میں ہوا۔^(۵)

۶- امام نافع مولیٰ ابن عمر رحمہ اللہ

آپ کا نام نافع بن ہرمز، کنیت ابو عبد اللہ (متوفی ۱۱۷ھ)، یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہونے کی وجہ سے ”مولیٰ ابن عمر“ کہلاتے ہیں۔

(۱) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: الحكم بن عتيبة الكندي، ج ۷ ص ۱۱۸

(۲) دیکھئے: مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۳۲

(۳) دیکھئے: تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۱۸

(۴) دیکھئے: سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱

(۵) سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: الحكم بن عتيبة، ج ۵ ص ۲۱۲

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں کہ آپ نے درج ذیل صحابہ کرام سے روایت حدیث کی ہے:

- ۱- حضرت عبداللہ بن عمر۔
- ۲- حضرت ابو ہریرہ۔
- ۳- حضرت ابوسعید خدری۔
- ۴- حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر۔
- ۵- حضرت رافع بن خدیج۔
- ۶- حضرت عائشہ صدیقہ۔
- ۷- حضرت اُمّ سلمہ۔^(۱)
- (رضی اللہ عنہم اجمعین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نگاہ میں آپ کا مقام اتنا بلند تھا کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نافع کی وجہ سے ہم پر احسان فرمایا ہے۔

امام عبید اللہ بن عمر بن حفص رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷ھ) سے روایت ہے:

أن عمر بن عبدالعزيز بعث نافعاً إلى مصر يعلمهم السنن.^(۲)

ترجمہ:- امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے (اپنے دور حکومت میں) امام نافع کو مصر میں لوگوں کو سنن سکھانے کے لئے بھیجا۔

امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) آپ سے علم حدیث پڑھنے کے معمول کو بیان فرماتے ہیں:

كنت آتي نافعاً وأن غلام حديق السن معي غلام فينزل ويحدثني وكان يجلس بعد الصبح في المسجد لا يكاد يأتيه أحد فإذا طلعت الشمس قام.^(۳)

ترجمہ:- میں بچپن میں ایک غلام کے ساتھ حضرت نافع کے ہاں علم حدیث پڑھنے کے لئے حاضر ہوتا، تو آپ بالا خانے سے نیچے تشریف لا کر مجھے حدیث پڑھاتے۔ آپ صبح کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتے، کسی کو آپ سے ہم کلام ہونے کی ہمت نہ ہوتی، جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ (مسند حدیث سے) اٹھ جاتے۔

(۱) تہذیب التہذیب: حرف النون من اسمہ نافع، ج ۱۰ ص ۴۰۳

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: نافع ابو عبد اللہ العدوی، ج ۱ ص ۷۶

(۳) تہذیب التہذیب: حرف النون من اسمہ نافع، ج ۱۰ ص ۴۴۲

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كنت إذا سمعت من نافع يحدث عن ابن عمر لا أبالي أن لا أسمعه من غيره. (۱)

ترجمہ:- جب میں حضرت عبداللہ بن عمر کی کوئی حدیث مبارکہ نافع کے طریق سے سُن لوں تو پھر مجھے کسی دوسرے سے اس حدیث کے سننے میں کوئی پروا نہیں ہوتی (یعنی یہ طریق اتنا مضبوط اور قوی ہے کہ کسی دوسرے کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا)۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور دیگر محدثین فرماتے ہیں کہ اصح الاسانید سب سے زیادہ صحیح سند وہ ہے جو حضرت نافع رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کریں۔ (۲)

امام ابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ)، خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)، امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ)، امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ)، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان کبار محدثین حضرات کی تحقیق کے مطابق امام نافع رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں شیخ تھے۔ (۳)

امام نافع رحمہ اللہ کا وصال هشام بن عبدالملک کے دور خلافت میں ۱۱۷ھ میں ہوا۔

۷۔ امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ

آپ کا پورا نام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب القرشی الزہری ہے (متوفی ۱۲۴ھ)، آپ کی ولادت ۵۰ھ میں ہوئی، آپ مدینہ کے رہنے والے اور اپنے زمانے کے اجل حافظ حدیث تھے، امام مالک کے اجل اساتذہ میں سے تھے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ

(۱) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: نافع مولى عبدالله بن عمر، ج ۲۹ ص ۳۰۳

(۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: نافع أبو عبدالله العدوی، ج ۱ ص ۷۶

(۳) دیکھئے تفصیلاً: المجرح والتعديل: حرف النون: ترجمة: النعمان، ج ۸ ص ۴۴۹ / تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵ / تہذیب الاسماء واللغات: ترجمة: أبو حنیفة، ج ۲ ص ۲۱۶ / تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۱۹ / سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱

نے تدوینِ حدیث کا جو بورڈ تشکیل دیا، آپ اس کے سربراہ مقرر ہوئے تھے، اس سے اس دور میں آپ کے مقام و مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے۔

امام زہری رحمہ اللہ نے درج ذیل کبار اور صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے:

- | | |
|---------------------------|-----------------------------|
| ۱- حضرت ابو ہریرہ۔ | ۲- حضرت عبداللہ بن عمر۔ |
| ۳- حضرت جابر بن عبداللہ۔ | ۴- حضرت سہل بن سعد۔ |
| ۵- حضرت انس بن مالک۔ | ۶- حضرت سائب بن یزید۔ |
| ۷- حضرت عبداللہ بن ثعلبہ۔ | ۸- حضرت محمود بن ربیع۔ |
| ۹- حضرت محمود بن لبید۔ | ۱۰- حضرت سنن ابو جلیلہ۔ |
| ۱۱- حضرت عامر بن واثلہ۔ | ۱۲- حضرت عبدالرحمن بن ازہر۔ |

۱۳- حضرت ربیعہ بن عباد اللہ یلی۔^(۱) (رضی اللہ عنہم اجمعین)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آپ کے سماعِ حدیث کے متعلق امام احمد علی رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں:

سمع ابن شہاب من ابن عمر ثلاثة أحاديث.^(۲)

ترجمہ:- ابن شہاب نے حضرت عبداللہ بن عمر سے تین احادیث کا سماع کیا۔
 امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ حدیث میں اپنے حافظے کے بارے میں فرماتے ہیں:
 ما استعدت حديثاً قط ولا شككت في حديث إلا حديثاً واحداً
 فسألت صاحبي فإذا هو كما حفظت.^(۳)

ترجمہ:- میں نے کبھی بھی (پڑھتے وقت استاذ سے) کسی حدیث کو دوبارہ بیان کرنے کے لئے نہیں کہا، اور مجھے سوائے ایک حدیث کے کبھی (کسی حدیث

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج ۵ ص ۳۲۶ / تہذیب الہدیب: ترجمة:

محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج ۹ ص ۴۳۵

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مسلم بن عبيد الله، ج ۵ ص ۳۲۶

(۳) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: محمد بن مسلم، ج ۲ ص ۴۳۵

کے بارے میں) شک نہ ہوا، وہ بھی میں نے اپنے ساتھی سے پوچھی تو اسی طرح تھی جس طرح مجھے یاد تھی۔

تابعین کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ نے امام زہری رحمہ اللہ کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

۱- امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱ھ) فرماتے ہیں:

لم يبق أحد أعلم بسنة ماضية من الزهري.^(۱)

ترجمہ:- زہری سے بڑھ کر سنت کو جاننے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا۔

۲- امام مکحول شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳ھ) سے پوچھا گیا:

من أعلم من لقيت؟ قال: ابن شهاب. قال: ثم من؟ قال: ابن شهاب.^(۲)

ترجمہ:- آپ جن اہل علم سے ملے ہیں ان میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابن شهاب! اس نے کہا: پھر کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابن شهاب ہی ہیں!

۳- امام لیث بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ) کہتے ہیں:

ما رأيت عالماً قط أجمع من ابن شهاب ولا أكثر علماً منه لو سمعت ابن شهاب يحدث في التروغيب لقلت: لا يحسن إلا هذا، وإن حدث عن العرب والأنساب قلت: لا يحسن إلا هذا، وإن حدث عن القرآن والسنة كان خديفه نوعاً جامعاً.^(۳)

ترجمہ:- میں نے کبھی بھی ابن شهاب سے زیادہ جامع اور کثرت علم رکھنے والا کوئی بھی ایک عالم نہیں دیکھا، اگر میں انہیں ترغیب و ترہیب بیان کرتے ہوئے سنتا تو کہتا: یہی اس فن کا حق ادا کر سکتے ہیں، اگر عرب اور انساب کے بارے

(۲،۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم، ج ۱ ص ۸۳

(۳) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: محمد بن مسلم، ج ۲ ص ۲۶۶

میں گفتگو کرتے تو بھی میں کہتا: یہی اس فن کا حق ادا کر سکتے ہیں، اور اگر کتاب و سنت بیان کرتے تو پھر بھی ان کی گفتگو جامع اور مفصل ہوتی۔

۴- امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

قدم ابن شہاب المدینة فأخذ بيد ربیعة ودخلا إلى بيت الديوان فلما خرجا وقت العصر، خرج ابن شہاب وهو يقول: ما ظننت أن بالمدينة مثل ربیعة. وخرج ربیعة يقول: ما ظننت أن أحدا بلغ من العلم ما بلغ ابن شہاب. ^(۱)

ترجمہ:- ابن شہاب مدینہ منورہ تشریف لائے تو (مدینہ کے عالی رتبہ عالم) ربیعہ کو ہاتھ سے پکڑا اور دونوں احباب ایک دفتر میں تشریف لے گئے (اور علمی مباحث میں اتنے مشغول ہوئے کہ) عصر کے وقت باہر نکلے، امام ابن شہاب یہ کہتے ہوئے نکلے: مجھے گمان نہیں تھا کہ مدینہ منورہ میں ربیعہ کے مثل کوئی عالم موجود ہوگا! جب کہ ربیعہ یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ: مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ کوئی علم کے اس مقام پر پہنچا ہوگا جہاں ابن شہاب پہنچے ہوئے ہیں!

۵- امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں:

دار علم الثقات علی الزہری وعمر بن دینار بالحجاز، وقتادة ويحيى بن أبي كثير بالبصرة، وأبي إسحاق والأعمش بالكوفة. يعني أن غالب الأحاديث الصحاح لا تخرج عن هؤلاء الستة. ^(۲)

ترجمہ:- قابل اعتماد رجال احادیث کا علم گھوم پھر کر حجاز میں امام زہری اور عمرو بن دینار، بصرہ میں قتادہ اور یحییٰ بن ابی کثیر، ابی اسحاق و الأعمش کی کوفہ میں ابی اسحاق اور اعمش کے پاس جمع ہو گیا ہے، یعنی احادیث صحیحہ کی غالب اکثریت ان چھ محدثین کے احاطے سے باہر نہیں ہے۔

امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ)، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) اور علامہ جلال

(۲،۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابو بکر محمد بن مسلم، ج ۱ ص ۸۳

الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام زہری رحمہ اللہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شیوخ حدیث میں شمار کیا ہے۔^(۱)

امام سیوطی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو امام زہری رحمہ اللہ کے خصوصی تلامذہ میں سرفہرست ذکر کیا ہے، جو آپ کی جلالتِ شان کی واضح دلیل ہے۔

امام زہری رحمہ اللہ کا انتقال رمضان المبارک ۱۲۴ھ میں ہوا۔

۸۔ امام عمرو بن دینار کی رحمہ اللہ

آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب اثرم ہے (متوفی ۱۲۶ھ)، آپ مکہ کے بہت بڑے عالم، حافظِ حدیث اور شیخ الحرم تھے، آپ ہجو جمع اور مکہ کے ساتھ منسوب ہونے کی وجہ سے جمعی اور کی کہلاتے ہیں۔ آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۴۵ یا ۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ امام عمرو نے درج ذیل صحابہ کرام سے روایت کیا ہے:

- | | |
|---------------------------|--|
| ۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس۔ | ۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر۔ |
| ۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو۔ | ۴۔ حضرت عبداللہ بن زبیر۔ |
| ۵۔ حضرت عبداللہ بن صفوان۔ | ۶۔ حضرت جابر بن عبداللہ۔ |
| ۷۔ حضرت انس بن مالک۔ | ۸۔ حضرت عبداللہ بن جعفر۔ |
| ۹۔ حضرت ابوسعید خدری۔ | ۱۰۔ حضرت براء بن عازب۔ |
| ۱۱۔ حضرت ابو ہریرہ۔ | ۱۲۔ حضرت زید بن ارقم۔ |
| ۱۳۔ حضرت مسور بن مخرمہ۔ | ۱۴۔ حضرت عامر بن واہلہ۔ ^(۲) |

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) سے روایت ہے کہ امام عمرو بن دینار رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو امام زہری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۴ھ) نے ان کی عیادت کرنے کے بعد جاتے ہوئے کہا:

(۱) دیکھئے تفصیل: مہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۱۹/ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲/ طبقات الحفاظ: ترجمة: أبو بكر محمد بن مسلم، ج ۱ ص ۵۰ (۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عمرو بن دينار، ج ۵ ص ۳۰۱، ۳۰۰/ مہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: عمرو بن دينار، ج ۲۲ ص ۶۰۵

ما رأيت شيئاً أصح للحديث الجيد من هذا الشيخ. ^(۱)

ترجمہ:- میں نے کسی محدث کو نہیں دیکھا جو اس شیخ (عمر) سے زیادہ صحیح حدیث کو جاننے والا ہو۔

امام عبد اللہ بن ابی لمیح رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱ھ) نے فرمایا:

لہ یکن بأرضنا أعلم من عمرو بن دينار ولا في جميع الأرض. ^(۲)

ترجمہ:- ہماری سرزمین حتیٰ کہ پوری زوئے زمین میں عمرو بن دینار سے بڑا کوئی عالم نہیں۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کہتے ہیں کہ میں نے امام مسعر رحمہ اللہ

(متوفی ۱۵۳ھ) سے پوچھا:

من رأيت أشد تعبتاً في الحديث عن رأيت، قال: ما رأيت مثل القاسم

بن عبد الرحمن وعمر بن دينار. ^(۳)

ترجمہ:- آپ نے جن محدثین کو دیکھا ہے ان میں کس کو آپ نے سب سے

زیادہ حدیث میں چھان پھٹک کرنے والا دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے

قاسم بن عبد الرحمن اور عمرو بن دینار جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

امام عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ بن حجاج امیر المومنین فی الحدیث

(متوفی ۱۶۰ھ) کو فرماتے ہوئے سنا:

ما رأيت أثبت من عمرو بن دينار، ثم سكت ساعة فظن أني أتوهم

المشيخة، فقال: ولا الحكم ولا قتادة. ^(۴)

ترجمہ:- میں نے حدیث میں عمرو بن دینار سے بڑھ کر کسی کو قابل اعتماد نہیں

دیکھا۔ پھر آپ نے ایک ساعت خاموش ہو کر سوچا کہیں میں مشائخ پر

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عمرو بن دينار، ج ۵، ص ۳۰۴

(۲، ۳) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عمرو بن دينار، ج ۵، ص ۳۰۲

(۴) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: عمرو بن دينار، ج ۲۹، ص ۹

بدگمانی تو نہیں کر رہا، پھر آپ نے فرمایا: نہ حکم اور نہ ہی قیادہ کو (میں نے عمرو جیسا دیکھا ہے)۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) امام عمرو کی ثقاہت پر فرماتے ہیں:

عمرو ثقة ثقة ثقة (۱)

ترجمہ:- عمرو ثقہ ہے، ثقہ ہے، ثقہ ہے۔

امام موفق مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ)، امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تحقیق کے مطابق امام عمرو بن دینار رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حدیث میں شیخ تھے۔ (۲)

امام عمرو بن دینار رحمہ اللہ کا انتقال ۱۲۶ھ میں ہوا۔

۹- امام ابو اسحاق سبعی رحمہ اللہ

آپ کا پورا نام ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ الہمدانی الکوفی ہے (متوفی ۱۲۷ھ)، آپ حافظ حدیث اور کوفہ کے ممتاز عالم تھے، آپ نے اپنی تاریخ پیدائش کے متعلق فرمایا:

ولدت لسنتين بقيتا من خلافة عثمان ورأيت علي بن أبي طالب يخطب (۳)

ترجمہ:- حضرت عثمان کی خلافت کے دو سال رہتے تھے کہ میری ولادت ہوئی اور میں نے حضرت علی بن ابی طالب کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

امام ابو اسحاق رحمہ اللہ نے درج ذیل صحابہ کرام سے روایت کیا ہے:

۱- حضرت علی بن ابی طالب - ۲- حضرت مغیرہ بن شعبہ -

۳- حضرت أسامہ بن زید - ۴- حضرت رافع بن خدیج -

۵- حضرت نعمان بن بشیر - ۶- حضرت جابر بن سمرہ -

(۱) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: عمرو بن دینار، ج ۲۹ ص ۱۰

(۲) دیکھئے تفصیلاً: مناقب ابی حنیفہ: ج ۱ ص ۴۷ / تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۱۹ / طبقات الحفاظ: ترجمہ: عمرو بن دینار المکی، ص ۵۰

(۳) سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: أبو اسحاق السبعی، ج ۵ ص ۳۹۳

- ۷۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان۔
۸۔ حضرت عدی بن حاتم۔
۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس۔
۱۰۔ حضرت براء بن عازب۔
۱۱۔ حضرت زید بن ارقم۔
۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو۔
۱۳۔ حضرت ابو حنیفہ السوائی۔
۱۴۔ حضرت سلیمان بن صرد۔
۱۵۔ حضرت عمارہ بن رویہ ثقفی۔
۱۶۔ حضرت عبداللہ بن یزید۔
۱۷۔ حضرت عمرو بن حارث الخزاعی اور دیگر صحابہ کرام۔^(۱)

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

محدثین عظام نے امام ابواسحاق کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

۱۔ ایک شخص نے امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) سے پوچھا:

سمع ابو اسحاق من مجاہد قال: ما كان يصنع هو مجاهد كان هو
أحسن حديثاً من مجاهد ومن الحسن وابن سيرين.^(۲)

ترجمہ:- ابواسحاق نے مجاہد سے سماعت حدیث کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: انہیں
مجاہد سے کیا غرض ہوتی، وہ تو حدیث میں مجاہد، حسن بھری اور ابن سیرین سے
اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

۲۔ امام ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

وجدنا الحديث عند أربعة: الزهري وقتادة وأبي إسحاق والأعمش، فكان
قتادة أعلمهم بالاختلاف، والزهري أعلمهم بالإسناد، وأبو إسحاق
أعلمهم بحديث علي وابن مسعود، وكان عند الأعمش من كل هذا، ولم
يكن عند واحد من هؤلاء إلا ألفين ألفين.^(۳)

ترجمہ:- ہم نے علم حدیث کا ذخیرہ ان چار کے پاس پایا: زہری، قتادہ،
ابواسحاق اور اعمش۔ ان میں قتادہ اختلاف فقہاء اور مذاہب علماء کے بڑے

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: ابواسحاق السبئی، ج ۵ ص ۳۹۳

(۲) المرح والتعديل: ترجمہ: حرف العين، عمرو بن عبداللہ السبئی، ج ۶ ص ۲۴۳

(۳) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابواسحاق السبئی عمرو بن عبداللہ، ج ۱ ص ۸۷

عالم تھے، زہری ان سب سے زیادہ علم الاسناد جانتے تھے، ابواسحاق حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی احادیث کا علم زیادہ رکھتے تھے، اور اعمش ان تمام علوم میں ماہر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس دو دو ہزار احادیث کا ذخیرہ تھا۔

حافظ حدیث امام ابو حاتم محمد بن ادريس رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

ثقة. وأحفظ من أبي إسحاق الشيباني. ويشبه بالزهري في كثرة الرواية. (۱)

ترجمہ:- ابواسحاق سبھی ثقہ ہیں، ابواسحاق شیبانی سے زیادہ حدیث یاد رکھنے والے ہیں اور کثرتِ روایت میں زہری سے مشابہت رکھتے ہیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۳ھ)، امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ)، امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ)، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تحقیق کے مطابق امام ابواسحاق سبھی رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں شیخ تھے۔ (۲)

امام ابواسحاق السبھی رحمہ اللہ کا انتقال ۱۲۷ھ میں ہوا۔

۱۰۔ امام ہشام بن عروہ رحمہ اللہ

آپ کا مکمل نام ابوالمنذر ہشام بن عروہ ابن زبیر بن العوام قرشی زبیری ہے (متوفی ۱۴۶ھ)، آپ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے، آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ممتاز فقیہ تھے، آپ نے حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت اہل بن سعد اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے، جب کہ درج ذیل صحابہ کرام اور اکابر تابعین سے روایت کیا ہے:

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابواسحاق السبھی عمرو بن عبداللہ، ج ۱ ص ۸۷

(۲) دیکھئے تفصیلاً: تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵ / مہذیب الأسماء واللغات: ترجمہ: ابو حنیفۃ الإمام، ج ۲ ص ۲۱۶ / مہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۱۹ / سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲

- ۱- اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ ۲- اپنے والد امام عروہ رحمہ اللہ۔
- ۳- اپنی زوجہ فاطمہ بنت منذر رضی اللہ عنہا۔ ۴- اپنے بھائی امام عبداللہ بن عروہ رحمہ اللہ۔ ۵- امام عبداللہ بن عثمان رحمہ اللہ۔ ۶- امام عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رحمہ اللہ۔ ۷- امام عمر بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رحمہ اللہ۔ ۸- امام کریم مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ۔ ۹- امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ۔ ۱۰- امام محمد بن مسلم شہاب الزہری رحمہ اللہ۔^(۱)

امام ہشام بن عروہ رحمہ اللہ خود بیان فرماتے ہیں:

رأيت جابر بن عبد الله وابن عمر ولكل واحد منهما جلة.^(۲)

ترجمہ:- میں نے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر بن عبداللہ کو دیکھا، ان دونوں میں سے ہر ایک کے کندھوں تک لمبے بال تھے۔

محدثین عظام نے امام ہشام رحمہ اللہ کے بلند پایہ علمی مرتبے کا اظہار درج ذیل الفاظ میں

کیا ہے:

۱- امام موسیٰ بن وہیب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قدم عليهما هشام بن عروة فكان فيهما مثل الحسن وابن سيرين.^(۳)

ترجمہ:- ہشام بن عروہ ہمارے پاس (بصرہ) آئے تو وہ ہم میں (علمی مقام کے اعتبار سے) امام حسن بصری اور امام ابن سیرین رحمہ اللہ کی طرح تھے۔

۲- امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) کہتے ہیں:

كان هشام ثقةً، ثباتاً، كثير الحديث.^(۴)

ترجمہ:- ہشام ثقہ، پختہ، کثیر الحدیث اور حجت تھے۔

۳- امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ

(متوفی ۲۳۳ھ) سے پوچھا:

(۲،۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: ہشام بن عروہ، ج ۱۳ ص ۳۷

(۳) تاریخ بغداد: ترجمہ: ہشام بن عروہ، ج ۱۳ ص ۳۰

(۴) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ہشام بن عروہ بن الزہری بن العوام، ج ۱ ص ۱۰۹

ہشام بن عروۃ أحب إليك عن أبيه أو الزهري؛ فقال: كلاهما، ولم يفضل.^(۱)

ترجمہ:- آپ کے نزدیک ہشام بن عروہ اپنے والد سے (روایت کرنے کے اعتبار سے) زیادہ پسندیدہ ہے یا امام زہری؟ انہوں نے فرمایا: دونوں ہی، اور کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دی۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۷ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا: ثقة امام في الحديث.^(۲)

ترجمہ:- ثقہ ہیں اور علم حدیث میں امامت کے درجے پر فائز ہیں۔

خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ)، امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ)، امام مزی (متوفی ۷۴۲ھ)، امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) رحمہم اللہ کی تحقیق کے مطابق امام ہشام بن عروہ رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں شیخ تھے۔^(۳)

محدثین کی ایک جماعت کے مطابق امام ہشام رحمہ اللہ کا وصال ۱۴۶ھ میں ہوا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دس محدثین تلامذہ کا تعارف

۱- امام زفر بن ہذیل العنبری رحمہ اللہ

امام زفر رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کے بلند پایہ شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام صاحب کے حلقہ درس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے تلامذہ میں سب سے پہلے امام زفر رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے:

تفقه به جماعة من الكبار منهم زفر بن هذيل وأبو يوسف.^(۴)

(۲،۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ہشام بن عروۃ بن الزہری بن العوام، ج ۱ ص ۱۰۹

(۳) دیکھئے تفصیلاً: تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۲۲۵ / تہذیب الاسماء واللغات: ترجمہ: أبو حنیفۃ الإمام، ج ۲ ص ۲۱۶ / تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۱۹ /

سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲

(۴) مناقب الإمام أبي حنیفۃ وصاحبیہ: ص ۱۹

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ سے کبار علماء کی جماعت نے فقہ کا علم حاصل کیا، ان میں زُفر بن ہذیل اور ابو یوسف ہیں۔

آپ والد کی طرف سے عربی النسل اور والدہ کی طرف سے فارسی النسل تھے، اسی طرح آپ عربی اور عجمی دونوں خصوصیات کے حامل تھے، والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ عدنان سے جاملتا ہے۔^(۱)

آپ ایک رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اور آپ کے والد اصفہان کے حاکم رہے ہیں، آپ کے والد اموی خلیفہ یزید بن ولید بن عبد الملک کے دورِ خلافت سے اصفہان کے حاکم چلے آ رہے تھے، اور ۱۲۸ھ تک اس عہدے پر فائز رہے۔^(۲)

امام زُفر رحمہ اللہ کی پیدائش ۱۱۰ھ میں اصفہان میں ہوئی، جہاں آپ کے والد حاکم تھے، یہیں آپ کی نشوونما ہوئی اور پھر آپ اپنے بھائی جو بصرہ میں مقیم تھے ان کی وفات کے بعد ان کی میراث کے سلسلے میں بصرہ گئے، تو وہاں کے لوگوں نے آپ کے فضل و کمال سے متاثر ہو کر آپ کو بصرہ ہی میں ٹھہرایا، چنانچہ امام ابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے مشہور حافظ الحدیث امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) سے نقل کیا ہے کہ امام زُفر اپنے بھائی کی میراث کے سلسلے میں بصرہ گئے تو اہل بصرہ آپ کے ساتھ چمٹ گئے اور آپ کو واپس نہیں جانے دیا:

وقع الى البصرة في ميراث أخيه ثبت به أهل البصرة فلم يدعوه يخرج من عندهم۔^(۳)

امام زُفر رحمہ اللہ نے امام ابو ایوب سختیانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱ھ)، امام یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳ھ)، امام اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸ھ)، امام سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۶ھ) سے علم حدیث حاصل کیا۔ امام زُفر رحمہ اللہ نے پہلے علم حدیث میں مہارت حاصل کی اور پھر علم فقہ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے فقہ اور قیاس میں مکمل عبور حاصل کیا، پھر اس حوالے سے

(۱) تفصیلاً آپ کے سلسلہ نسب کے لئے ملاحظہ فرمائیں: وفیات الأعیان: ترجمہ: زُفر بن الہذیل الحنفی، ج ۲ ص ۳۱۷، ۳۱۸

(۲) طبقات المحدثین باصفہان والواردین علیہا: ترجمہ: زُفر بن الہذیل بن قیس، ج ۱ ص ۳۵۰

(۳) الجرح والتعديل: حرف الزاء، ترجمہ: زُفر بن الہذیل، ج ۳ ص ۶۰۹

علمی حلقوں میں آپ کی شہرت ہوئی، چنانچہ محمد بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

وكان قد سمع الحديث ونظر في الرأي فغلب عليه ولسب إليه. ^(۱)

ترجمہ:- آپ نے حدیث کا سماع کیا اور رائے (فقہ) میں مہارت حاصل کی،

اور رائے (فقہ) آپ پر غالب آگئی، اور آپ اسی کی طرف منسوب ہو گئے۔

مشہور مؤرخ علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان من أصحاب الحديث.

ترجمہ:- آپ اصحاب حدیث (محدثین) میں سے تھے۔ ^(۲)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اشتغل أولا بعلم الحديث ثم غلب عليه الفقه والقياس.

ترجمہ:- امام زفر پہلے علم حدیث حاصل کرنے میں مشغول ہوئے، پھر آپ پر

فقہ اور قیاس کا غلبہ ہو گیا۔ ^(۳)

فني اسماء الرجال کے مسلم امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام زفر

رحمہ اللہ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الْفَقِيهَةُ الْمُجْتَهِدَةُ الرَّبَّانِيَّةُ الْعَلَامَةُ أَبُو الْهَدَيْلِ.

نیز آپ فرماتے ہیں:

قُلْتُ: هُوَ مِنْ بُحُورِ الْفِقْهِ وَأَذْكِيَاءِ الْوَقْتِ.

ترجمہ:- میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ امام زفر فقہ کے سمندر اور وقت کے

ذہین ترین لوگوں میں سے تھے۔

نیز علم حدیث میں آپ کی دسترس کو ان الفاظ میں بیان کیا:

وَكَانَ يَنْدِرِي الْحَدِيثَ وَيُتَقِنُهُ.

ترجمہ:- آپ علم حدیث میں سمجھ اور پختگی رکھتے تھے۔

(۱) الطبقات الكبرى: الطبعة السابعة: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۶، ص ۳۶۱

(۲) وفيات الأعيان: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۲، ص ۳۱۸

(۳) البداية والنهاية، سنة ثمان وخمسين ومائة، ج ۱۰، ص ۳۷

وفورِ علم کے ساتھ عبادت و ریاضت میں آپ بے مثال تھے، علم و عمل کے جامع شخص تھے:

وَكَانَ يَجْمَعُ الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ^(۱)

ترجمہ:- امام زفران لوگوں میں سے تھے جو علم اور عمل کے جامع تھے۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

قُلْتُ: كَانَ هَذَا الْإِمَامُ مُنْصِيفًا فِي الْبَحْثِ مُتَّبِعًا^(۲)

ترجمہ:- میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ یہ امام بحث و مباحثے میں انصاف پسند اور (سنت کے) متبع تھے۔

واضح رہے کہ کبار محدثین اور ائمہ حدیث نے روایت حدیث میں آپ کی ثقاہت کو تسلیم کیا، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ وَثِقَةٌ غَيْرُ وَاحِدٍ^(۳)

ترجمہ:- آپ صدوق (روایت حدیث میں نہایت سچے) ہیں اور کئی محدثین نے آپ کی توثیق کی ہے۔

امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ ثِقَةً مَأْمُونًا^(۴)

ترجمہ:- امام زفر (حدیث میں) ثقہ اور قابلِ اعتماد تھے۔

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) نے بھی آپ کی توثیق کی ہے:

وَثِقَةٌ غَيْرُ وَاحِدٍ وَابْنُ مَعِينٍ^(۵)

ترجمہ:- امام زفر کو کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے، خصوصاً امام یحییٰ بن معین نے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے اپنی مشہور تصنیف ”کتاب الثقات“ میں

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۸ ص ۳۸۳

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۸ ص ۴۰

(۳) المغنی فی الضعفاء: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۲ ص ۲۳۸

(۴) الجرح والتعديل: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۳ ص ۶۰۹

(۵) لسان المیزان: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۲ ص ۷۶

امام زفر رحمہ اللہ کو پختہ کار محدث اور حافظ الحدیث شمار کیا ہے، چنانچہ فرمایا:

کان متقدماً حافظاً^(۱)

ترجمہ:- امام زفر پختہ کار محدث (اور) حافظ الحدیث تھے۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی معروف کتاب ”الطبقات“ جس میں انہوں نے سولہ سو ساٹھ ثقہ راویوں کا تذکرہ کیا ہے، اس کتاب میں انہوں نے رقم الترجمہ: ۴۱۳ پر امام زفر رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے، اور آپ کے متعلق امام یحییٰ بن معین اور امام ابو نعیم فضل بن دکین کے توثیقی اقوال نقل کئے ہیں۔^(۲)

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ زُفَرًا عَقْلًا وَدِينًا وَفَهُمُ وُورَعٌ وَكَانَ ثِقَةً فِي الْحَدِيثِ.

ترجمہ:- امام زفر عقل مند، دین دار، سمجھ دار، پرہیزگار اور حدیث میں ثقہ تھے۔^(۳)

ناسخ و منسوخ روایات کی پہچان میں آپ کو گہری دسترس تھی، چنانچہ مشہور محدث ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۷ھ) فرماتے ہیں: میں امام زفر کے سامنے احادیث پیش کرتا اور آپ ان میں سے ناسخ و منسوخ روایات کی نشان دہی کرتے، علم حدیث میں یہ بالغ نظری بہت کم محدثین کو حاصل ہوتی ہے:

كُنْتُ أَعْرِضُ الْأَحَادِيثَ عَلَى زُفَرٍ، فَيَقُولُ: هَذَا نَاسِخٌ، هَذَا مَنْسُوخٌ، هَذَا يُؤْخَذُ بِهِ، هَذَا يُرْفَضُ.^(۴)

امام زفر رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے صرف فقہ ہی نہیں بلکہ احادیث بھی روایت کی ہیں، امام صاحب سے ”کتاب الآثار“ جس طرح آپ کے دیگر تلامذہ نے روایت کی ہے، اسی طرح امام زفر رحمہ اللہ نے بھی آپ سے روایت کی ہے، پھر آپ سے ”کتاب الآثار“ کی

(۱) لسان المیزان: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۲ ص ۷۶

(۲) دیکھئے: الطبقات لابن شاہین: حرف الزاء، زفر بن الهذيل، ص ۹۳

(۳) الجواهر المضية في طبقات الحنفية: حرف الزاء، ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۱ ص ۲۴۴

(۴) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: زفر بن الهذيل، ج ۸ ص ۲۰

روایت آپ کے تین شاگردوں نے کی ہے:

اشتداد بن حکیم بلخی، ۲- ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی، ۳- حکم بن ایوب رحمہم اللہ
پہلے دو نسخوں کا ذکر امام حاکم نیساوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے کیا ہے فرماتے ہیں:
نُسْخَةُ زُفَرِ بْنِ الْهَذِيلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا عَنْهُ شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ الْبَلْخِيُّ
وَنُسْخَةُ أَيُّضًا زُفَرِ بْنِ الْهَذِيلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا أَبُو وَهْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُزَاهِمٍ
الْمَرْوَزِيُّ عَنْهُ (۱)

ترجمہ:- زُفر بن ہذیل جعفی کا ایک نسخہ جس کو ان سے شداد بن حکیم بلخی روایت کرتے ہیں، اور امام زُفر ہی کا ایک اور نسخہ جس کو ان سے صرف ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی روایت کرتے ہیں۔

تیسرے نسخے کا ذکر ابوالشیخ اصہبانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۹ھ) نے کیا ہے:
أَحْمَدُ بْنُ رُسْتَةَ بْنِ يَسْبِطٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ كَانَ عِنْدَهُ السَّنَنُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ
الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ زُفَرٍ عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ (۲)

ترجمہ:- احمد بن رُستہ جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں ان کے پاس سنن تھی، جس کو وہ اپنے نانا محمد سے، اور وہ حکم بن ایوب سے، اور وہ زُفر سے اور وہ امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے یہاں ”کتاب الافکار“ کو ”السنن“ کے نام سے ذکر کیا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں صرف وہی حدیثیں ذکر کی گئی ہیں جو احکام فقہ سے متعلق ہیں، اس لئے اس کو باصطلاح محدثین ”کتاب سنن“ میں داخل کیا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے یہ بلند پایہ شاگرد علم حدیث وفقہ دونوں کے آفتاب و ماہتاب تھے، البتہ آپ کی شہرت فقہ کے اعتبار سے زیادہ ہوئی۔

امام زُفر رحمہ اللہ کے علم حدیث وفقہ میں اساتذہ و تلامذہ، آپ کے متعلق اہل علم کی آراء، فقہی مسائل میں آپ کے اقوال اور نکتہ بس جوابات، نیز آپ کے متعلق گراں قدر معلومات کے

(۱) معرفة علوم الحديث: النوع العاشر والفلائين، ص ۱۶۳

(۲) طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليهم: ترجمة: أحمد بن رسته بنسب محمد، ج ۳ ص ۱۵۷

لئے مطالعہ کریں، مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تصنیف ”لمحات النظر فی سیرۃ الإمام الزفر“ جو ۱۳۲۵ھ میں ”دار الکتب العلمیۃ“ سے طبع ہے۔

۲- امیر المومنین فی الحدیث عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ

نام: عبد اللہ، کنیت: ابو عبد الرحمن (متوفی ۱۸۱ھ)، والد کا نام: المبارک، اور دادا کا نام: واضح المخطی ہے۔ مرو کے رہنے والے ہیں اسی وجہ سے ان کو مروزی کہتے ہیں، آپ کی ولادت ۱۱۸ھ یا ۱۱۹ھ میں ہوئی، امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے آپ کا ذکر خیر ان الفاظ میں کیا ہے:

الإمام المجمع علی إمامته وجلالته فی کل شیء، الذی تستنزل الرحمة بذکره وترتجأ المغفرة بحبه، وهو من تابعی التابعین۔^(۱)

ترجمہ:- وہ امام جن کی امامت و جلالت پر ہر شی میں اجماع کیا گیا ہے، جن کے ذکر سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے، اور جن کی محبت سے مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے، اور آپ اتباع تابعین میں سے تھے۔

محدثین آپ کو ”امیر المومنین“ فی الحدیث کہتے ہیں، آپ صحاح ستہ کے ائمہ بڑوات واجلہ شیوخ میں سے ہیں، آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اخص اصحاب و تلامذہ میں سے تھے، امام صاحب کے انتقال تک آپ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے، آپ امام صاحب کے بڑے معتقد تھے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، شیخ الإسلام، عالم زماہ، وأمیر الأئمة فی وقته الحافظ، الغازی، أحد الأعلام، وصنف التصانیف النافعة الكثيرة۔

ترجمہ:- امام، شیخ الاسلام، اپنے زمانے کے (بڑے) عالم، اپنے وقت کے متقیوں کے پیشوا، حافظ الحدیث، غازی، (کبار) علماء میں سے ایک، آپ نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کیں۔

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابن مبارک رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو ذکر کیا ہے، نیز آپ فرماتے ہیں:

(۱) تہذیب الاسماء واللغات: ترجمة: عبد الله بن المبارك، ج ۱ ص ۲۸۵

وَقَدْ تَفَقَّهَ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِأَبِي حَنِيفَةَ، وَهُوَ مَعْنُوذِي تَلَامِيذِهِ. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابن المبارک نے امام ابو حنیفہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی، اور وہ ان کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَخَذَ كَيْبِي بِأَبِي حَنِيفَةَ وَسُفْيَانَ لَكُنْتُ بِدْعِيًّا. ^(۲)

ترجمہ:- اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے امام ابو حنیفہ اور امام سفیان ثوری سے نہ ملایا ہوتا تو میں بدعتی ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر حدیث اور اثر میں فقہ کی ضرورت

پڑ جائے تو امام مالک، سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کی رائے معتبر ہوگی، پھر فرماتے ہیں:

وَأَبُو حَنِيفَةَ أَحْسَنُهُمْ وَأَدْقُهُمْ فَطْنَةً وَأَغْوَصُهُمْ عَلَى الْفِقْهِ وَهُوَ أَفْقَهُ الْقُلَائِةِ. ^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ ان میں ذہانت میں سب سے اچھے اور دقیق مسائل جاننے والے تھے، اور فقہ میں زیادہ گہرائی میں اترنے والے تھے، اور تینوں میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھتے تھے۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ جو علم فقہ میرے پاس ہے، وہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے

سیکھا ہے:

وَتَعَلَّمْتُ الْفِقْهَ الَّذِي عِنْدِي مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۴)

امام صاحب کے مخالفین کے بارے میں فرماتے ہیں:

إِذَا سَمِعْتَهُمْ يَذْكُرُونَ أَبَا حَنِيفَةَ بِسُوءٍ سَائِي ذَلِكَ، وَأَخَافُ عَلَيْهِمْ

الْمَقْتِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى. ^(۵)

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: عبداللہ ابن المبارک، ج ۸ ص ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲

(۲) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۳۰

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۳

(۴) تاريخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۵۳

(۵) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۳۶

ترجمہ:- جب یہ لوگ امام ابوحنیفہ کا تذکرہ بُرائی سے کرتے ہیں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے، اور میں ڈرتا ہوں کہ امام صاحب کی مخالفت کرنے کی وجہ سے کہیں ان لوگوں پر اللہ کا عذاب نہ نازل ہو جائے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ابن مہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ائمہ حدیث چار ہیں: سفیان ثوری، امام مالک، حماد بن زید اور ابن مبارک رحمہم اللہ:

الْأئِمَّةُ أَرْبَعَةٌ: سُفْيَانُ، وَمَالِكٌ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَابْنُ الْجُبَّارِ.

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ کے حالات میں اور عبد اللہ بن مبارک کے حالات میں غور کیا کہ اگر صحابہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ اور آپ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی فضیلت حاصل نہ ہوتی تو ابن مبارک رحمہ اللہ ان کے برابر ہوتے:

نَظَرْتُ فِي أَمْرِ الصَّحَابَةِ وَأَمْرِ عَبْدِ اللَّهِ، فَمَا رَأَيْتُ لَهُمْ عَلَيْهِ فَضْلًا، إِلَّا بِصُحْبَتِهِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَزَاؤِهِمْ مَعَهُ.

ایک مرتبہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے اصحاب نے جمع ہو کر آپ کے فضائل و کمالات شمار کئے تو سب نے طے کیا کہ آپ میں حسب ذیل کمالات و خصائل جمع تھے:

- ۱- علم، ۲- فقہ، ۳- ادب، ۴- علم نحو، ۵- علم لغت، ۶- زہد، ۷- فصاحت و بلاغت، ۸- شعر و شاعری، ۹- قیام اللیل، ۱۰- کثرت سے عبادت، ۱۱- فریضہ حج کی کثرت سے ادائیگی، ۱۲- جہاد میں شرکت، ۱۳- بے مثال شجاعت و بہادری، ۱۴- گھڑ سواری، ۱۵- جسمانی قوت و طاقت، ۱۶- لایعنی کاموں اور باتوں کو ترک کرنا، ۱۷- عدل و انصاف، ۱۸- اپنے اصحاب سے کم اختلاف رکھنا:

تَعَالَوْا نَعُدْ خِصَالَ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنْ أَثْوَابِ الْخَيْرِ، فَقَالُوا: الْعِلْمُ، وَالْفِقْهُ، وَالْأَدَبُ، وَالنُّحُو، وَاللُّغَةُ، وَالزُّهْدُ، وَالْفَصَاحَةُ، وَالشَّجَرُ، وَقِيَامُ اللَّيْلِ، وَالْعِبَادَةُ، وَالْحَجُّ، وَالْغَزَاؤُ، وَالشَّجَاعَةُ، وَالْفُرُوسِيَّةُ، وَالْقُوَّةُ، وَتَرْكُ الْكَلَامِ قِيَالًا يَغِيْبُهُ، وَالْإِنْصَافُ، وَقِلَّةُ الْخِلَافِ عَلَى أَصْحَابِهِ.

امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ رَبِّ كَعْبٍ کی قسم! میری آنکھوں نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ جیسا شخص نہیں دیکھا:

ورب هذا البيت! ما رأت عيناى مثل ابن المبارك.

آپ کے متعلق مزید توثیقی اقوال، اکابر اہل علم کی آراء، آپ کے اساتذہ و تلامذہ کا تذکرہ، آپ کے علمی اسفار و واقعات، آپ کے عمدہ اقوال و زریں، نیز بیش بہا معلومات کے لئے تفصیلاً دیکھیں: سیر اعلام النبلاء۔^(۱)

بندے کے ناقص مطالعے کے مطابق حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ وہ واحد شخصیت ہیں جن پر رجال کی کسی کتاب میں کوئی جرح موجود نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

۳۔ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ

آپ کا نام یعقوب اور کنیت ابو یوسف ہے (متوفی ۱۸۲ھ)، آپ کی ولادت ۱۱۳ھ میں معدن العلم والفہم کوفہ میں ہوئی، آپ کا ابائی تعلق مدینہ منورہ کے انصار خاندان سے ہے، اور آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے:

أَبُو يُوسُفَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ حَبْتَةَ
الْأَنْصَارِيِّ. ^(۲)

آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت سعد بن حبہ انصاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، اور ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جو بیعتِ رضوان میں شریک تھے، آپ امام اعظم رحمہ اللہ کے چوٹی کے شاگرد تھے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ أَكْبَرَ أَصْحَابِ أَبِي حَبِيبَةَ. ^(۳)
علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:
وَهُوَ أَتْبَلُ تَلَامِيذِهِ وَأَعْلَمُهُمْ. ^(۴)

ترجمہ:- آپ امام ابو حنیفہ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ معزز اور سب سے بڑے عالم تھے۔

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: عبداللہ بن المبارک بن الواضع، ج ۸ ص ۷۸۳ تا ۸۲۱

(۲) تاریخ بغداد: ترجمہ: یعقوب بن ابراہیم، ج ۱۳ ص ۲۳۶

(۳) البدایہ والنہایہ: ترجمہ: القاضی ابو یوسف، ج ۱۰ ص ۱۹۳

(۴) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: القاضی ابو یوسف، ج ۸ ص ۵۳۶

آپ جب امام صاحب کے پاس حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کر رہے تھے، اس وقت آپ کی مالی حالت انتہائی خستہ تھی، امام اعظم رحمہ اللہ نے اپنی بصیرت و فراست سے آپ کی پیشانی پر علم و فضل کے آثار دیکھے، اور آپ کے علم حاصل کرنے کا شوق ملاحظہ کیا تو آپ کے اخراجات اپنے ذمے لے لئے، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ جب تعلیم حاصل کرنے میں لگے تو آپ کے والد غریب تھے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ آپ کو مسلسل سینکڑوں درہم دے کر آپ کی امداد کرتے رہے۔^(۱)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سترہ سال امام اعظم رحمہ اللہ کی محبت میں رہا ہوں:

صَحِبْتُ أَبَا حَنِيفَةَ سَبْعَ عَشَرَ سَنَةً.^(۲)

آپ کے مشہور شیوخ الحدیث یہ ہیں:

ابو اسحاق الشیبانی، سلیمان التیمی، یحییٰ بن سعید الانصاری، سلیمان الاعمش، ہشام بن عروہ، عبید اللہ بن عمر العمری، حنظلہ بن ابی سلیمان، عطاء بن السائب، محمد بن اسحاق بن یسار، حجاج بن ارطاة، لیث بن سعد اور ایوب بن عتبہ رحمہم اللہ۔^(۳)

آپ کے بلند پایہ حافظے کا یہ عالم تھا کہ کئی محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ صرف ایک ہی مجلس میں پچاس احادیث بمع اسناد یاد کر لیتے تھے:

وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ: كَانَ يَحْفَظُ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَتَيْنِ حَدِيثًا بِأَسَانِيدِهَا.^(۴)

آپ تاریخ اسلام کے سب سے پہلے ”قاضی القضاة“ تھے، آپ سے پہلے یہ لقب اسلام میں متعارف ہی نہ تھا، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَهُوَ أَجَلُ أَصْحَابِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَوَّلُ مَنْ لُقِبَ قَاضِي الْقَضَاةِ.^(۵)

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج ۸ ص ۵۳۶

(۲، ۳) تاریخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبرهيم، ج ۱۳ ص ۲۵۴

(۴) شذرات الذهب: سنة الثنتين وثمانين ومائة، ج ۲ ص ۳۶۹

(۵) مجموع الفتاوى: مسألة إجماع أهل المدينة، ج ۲۰ ص ۳۰۴

ترجمہ:- امام ابو یوسف جو کہ امام ابو حنیفہ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ جلیل القدر ہیں، اور پہلے وہ شخص ہیں جن کو ”قاضی القضاۃ“ کے لقب سے پکارا گیا۔
امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی علم حدیث میں جلالتِ شان کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ محدث کبیر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَا طَلَبْتُ الْحَدِيثَ ذَهَبْتُ إِلَى أَبِي يُوسُفَ الْقَاضِي ثُمَّ طَلَبْنَا بَعْدَ
فَكْتَبْنَا عَنِ النَّاسِ^(۱)

ترجمہ:- جب میں نے علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تو اس کی تحصیل کے لئے سب سے پہلے امام ابو یوسف قاضی کی خدمت میں پہنچا، پھر اور لوگوں سے احادیث لکھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام احمد رحمہ اللہ کے علم حدیث میں سب سے پہلے اُستاذِ امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہیں۔

علم حدیث اور فنِ رجال کے مسلم تین ائمہ جن پر علم حدیث کا مدار ہے، اور جن کی جلالتِ شان سب کے ہاں مسلم ہے، یعنی امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۴۳ھ)، امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ)، علی بن المدینی (متوفی ۲۴۴ھ) رحمہم اللہ، ان تینوں ائمہ کا اتفاق ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ روایت حدیث میں ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں۔

چنانچہ احمد بن کامل قاضی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۰ھ) فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَخْتَلَفْ يَحْيَىٰ بْنُ مَعِينٍ، وَاحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَعَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ فِي ثِقَتِهِ فِي
الْعَقْلِ^(۲)

امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کا استنباط حدیث میں مقام و مرتبہ کا اندازہ درج ذیل واقعے سے لگائیے:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام سلیمان بن مہران اعمش (متوفی ۱۳۸ھ) نے مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا، تو میں نے انہیں اس کا درست جواب دے دیا، انہوں نے

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن ابراهيم، ج ۱۳ ص ۲۵۷

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن ابراهيم، ج ۱۳ ص ۲۳۷

مجھ سے (حیران ہو کر) کہا: آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے اُخذ کیا ہے؟ میں نے کہا: فلاں حدیث سے جسے آپ ہی نے ہم سے بیان کیا ہے اور میں نے ان سے حدیث ذکر کر دی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا:

یا یعقوب! إني لأحفظ هذا الحديث قبل أن يجتمع أبواك، فما عرفت تأويله حتى الآن۔^(۱)

ترجمہ:- یعقوب! مجھے یہ حدیث اس وقت سے یاد ہے جب کہ ابھی تمہارے والدین بھی مجتمع نہ ہوئے تھے، مگر اس کا مطلب میں ابھی سمجھا ہوں۔

اس قول سے قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی جلالت علمی اور انتہا درجہ فہم حدیث کا اندازہ ہوتا ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ کا شمار امام اعظم رحمہ اللہ کے شیوخ میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ صحاح ستہ کے راوی اور سینکڑوں احادیث کے بھی حافظ ہیں، لیکن فہم حدیث کے لئے انہوں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف رجوع کیا۔ اس واقعے سے یہ بھی پتا چلا کہ قاضی صاحب صرف فقیہ حدیث ہی نہ تھے، بلکہ عظیم حافظ حدیث بھی تھے، تب ہی تو انہوں نے فوراً امام اعظم رحمہ اللہ کو ان ہی کے طریق سے حدیث کا حوالہ دے دیا، شاگرد کی اس عالی قدر منزلت میں درحقیقت امام اعظم رحمہ اللہ کی عظمت پوشیدہ ہے جن کے فیوضات علمی کی وجہ سے وہ اس درجے پر متمکن ہوئے۔

امام اعظم رحمہ اللہ نے بھی اپنے اس شاگردِ خاص کا علمی مرتبہ بیان کیا ہے، امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حیات میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو جان لیوا مرض لاحق ہوا، تو ہم نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی عیادت کی، جب آپ ان کے پاس سے اُٹھے تو ان کے گھر کے روازے کی دلیز پر ہاتھ رکھ کر افسردہ انداز میں بولے:

إن ممت هذا الفتي، فإنه أعلم من عليها وأومأ إلى الأرض۔^(۲)

ترجمہ:- اگر یہ نوجوان فوت ہو جائے، پھر زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ تو رُوئے زمین پر بسنے والوں میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

حسن بن ابومالک رحمہ اللہ اور عباس بن ولید رحمہ اللہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ہم

(۱) الأنساب للسمعانی: حرف القاف، باب القاف والکاف، ج ۱۰ ص ۲۰۸ / مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۶۳

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج ۸ ص ۵۳۶

محدث ابو معاویہ محمد بن خازم رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۵ھ) کے پاس حجاج بن ارقطہ سے مروی احادیث کو سمجھنے اور سیکھنے جاتے تھے، ابو معاویہ نے ہم سے کہا: کیا تمہارے ہاں قاضی ابو یوسف نہیں ہیں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، وہ تو ہم میں موجود ہیں! آپ نے فرمایا:

أَتُرَكُونَ أَبَا يُونُسَ وَتَكْتَبُونَ عَنِّي؟ كُنَّا نَخْتَلِفُ إِلَى الْحَجَّاجِ فَكُنَّ أَبُو
يُونُسَ يَحْفَظُ وَالْحَجَّاجُ يَمْلِي عَلَيْنَا فَإِذَا خَرَجْنَا كَتَبْنَا مِنْ حَفْظِ أَبِي
يُونُسَ. (۱)

ترجمہ:- کیا تم ابو یوسف کو چھوڑ کر مجھ سے احادیث لکھ رہے ہو؟ (ان کا تو یہ حال ہے کہ) ہم حجاج بن ارقطہ کے پاس جایا کرتے تھے، تو حجاج جو کچھ ہمیں املا کراتے تھے ابو یوسف اسے یاد کر لیتے تھے، پھر ہم ان کے درس سے آتے تو ابو یوسف کے حافظے سے سب کچھ لکھ لیتے۔

امام ابو معاویہ محمد بن خازم رحمہ اللہ عظیم محدث تھے جن کی ثقاہت پر اعتبار کرتے ہوئے ائمہ صحاح ستہ نے ان سے کل ایک ہزار اٹھاون^{۱۰۵۸} متصل احادیث روایت کی ہیں، وہ قاضی ابو یوسف کے بلند پایہ حفظ حدیث کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہم بھی ان کے خوشہ چیں ہوتے تھے، جس امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہونہار شاگرد کا یہ حال ہو، خود ان کے حافظے کا عالم کیا ہوگا؟ مزید تائید کے لئے درج ذیل روایت بھی مطالعہ فرمائیں:

امام اعظم کے شاگرد امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کے ساتھ حج پر گئے تو وہ راستے میں بیمار ہو گئے، تو ہم نے برمیمون پر پڑاؤ ڈالا، امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ ان کی عیادت کرنے کے لئے وہاں آئے، تو آپ نے ہم سے کہا: ابو محمد (یعنی سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ) سے علم حدیث حاصل کرو، انہوں نے ہم سے چالیس احادیث بیان کیں، پھر جب سفیان چلے گئے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ہم سے فرمایا:

خُذُوا مَا رَوَى لَكُمْ أَفَرَّدَ عَلَيْنَا الْأَرْبَعِينَ حَدِيثًا حَفِظًا عَلَى سِنِّيهِ وَضَعْفَهُ
وَعِلَّتُهُ وَشَغَلَهُ بِسَفَرِهِ. وَفِي رَوَايَةٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِالْأَرْبَعِينَ حَدِيثًا بِسُنْدِهِ

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي يوسف، ص ۱۰۱

ومتنه حفظاً، وتعجبنا من سرعة حفظه مع عِلته وشغله بسفـره^(۱)۔
ترجمہ:- انہوں نے تم سے جو احادیث روایت کی ہیں اسے تمام لو، پھر آپ نے
ہم سے اپنے بڑھاپے، کمزوری، بیماری اور شغلِ سفر کے باوجود وہ چالیس
احادیث بیان کر دیں۔ ایک روایت میں ہے کہ امام حسن بن زیاد نے فرمایا:
آپ نے ہمیں چالیس احادیث مع سند و متن زبانی سنادیں، ہمیں آپ کی
بیماری اور شغلِ سفر کے باوجود اس قدر سرعتِ حفظ پر بڑا تعجب ہوا۔

اس روایت سے اتنا اندازہ تو ہر صاحبِ عقل و شعور لگا سکتا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ علم
الحدیث میں حد درجہ رغبت رکھتے تھے۔ تب ہی تو انہوں نے ضعفِ عمری، نقاہتِ مرض اور سفر کی شدید
تھکاوٹ کے باوجود چالیس احادیث سن کر فوراً اپنے شاگردوں کو سنادیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی
کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لا جواب حافظے سے نوازا تھا، اسی وجہ سے انہوں نے ایک لمحہ تاخیر کئے بغیر
چالیس احادیث بیان کر دیں۔

سید المحدثین امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کی
حدیث میں ثقاہت کا یوں اظہار فرماتے ہیں:

ما رأيت في أصحاب الرأي أثبت في الحديث، ولا أحفظ ولا أصح رواية
من أبي يوسف^(۲)۔

ترجمہ:- میں نے اصحابِ الرائے میں حدیث میں سب سے زیادہ پختہ، سب
زیادہ حافظِ حدیث اور سب سے زیادہ صحیح روایت بیان کرنے والا ابو یوسف
سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ بصرہ
میں دو مرتبہ تشریف لائے، پہلی مرتبہ ۱۷۶ھ میں آئے تو میں ان کے پاس نہ آسکا، اور دوسری بار
۱۸۰ھ میں تشریف لائے تو ہم ان کے پاس حاضری دیا کرتے تھے:

فكان يحدث بعشرة أحاديث وعشرة رأى وأراه، قال: ما أجد على

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي يوسف، ص ۱۰۱

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم، ج ۸ ص ۵۳

أبی یوسف شیئاً إلا حدیث هشام فی الحجر وکان صدوقاً^(۱)

ترجمہ:- آپ دس احادیث بیان کرنے کے ساتھ ان پر دس تبصرے بھی کرتے اور میں قاضی ابو یوسف کو دیکھتا کہ آپ مقام حجر میں ہشام کے طریق سے مروی ہی حدیث بیان کرتے اور آپ نے ہمیشہ صدق بیانی سے کام لیا۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۶ھ) امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

كَانَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ يُثْنِي عَلَيْهِ وَيُوثِقُهُ^(۲)

ترجمہ:- امام یحییٰ بن معین آپ کی تعریف کرتے اور آپ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) امام یحییٰ بن معین کے شاگرد امام محمد بن

عباس دوری رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) سے نقل کرتے ہیں:

سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو يوسف القاضي يميل إلى أصحاب

الحديث كثيراً، وكتبنا عنه ولم يزل الناس يكتبون عنه^(۳)

ترجمہ:- امام ابو یوسف محدثین کی طرف بہت زیادہ میلان رکھتے تھے، اور ہم

نے ان سے حدیثیں لکھیں اور دیگر لوگ (محدثین) بھی ہمیشہ ان سے حدیثیں

لکھتے رہے ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۱ھ) کے صاحبزادے عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۰ھ)

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے

فرمایا: وہ (روایت حدیث میں) صدوق (انتہائی سچے) ہیں:

سألت أبي عن أبي يوسف فقال: صدوق^(۴)

امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۰ھ) اپنی کتاب ”الضعفاء“ میں فرماتے ہیں کہ امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ ثقہ ہیں:

(۱) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۶۵

(۲) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ترجمة: أبو يوسف القاضي، ص ۱۷۲

(۳، ۴) المرح والتعديل: باب الياء، ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۹، ص ۲۰۱

وقال النسائي في كتاب الضعفاء لما ذكر أصحاب أبي حنيفة أبو يوسف رحمه الله ثقة^(۱).

امام ابو حاتم محمد بن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے اپنی مشہور کتاب ”الثقات“ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ شیخ اور پختہ کار محدث تھے:

وذكره ابن حبان في الثقات وقال: كان شيخا متقنا^(۲).

امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ لوگوں میں سب سے زیادہ حدیث کی اتباع کرنے والے ہیں: هُوَ أَتْبَعُهُمْ لِلْحَدِيثِ^(۳).

علامہ محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم قاضی ایک فقیہ، عالم اور حافظ الحدیث تھے، اور آپ احادیث کو یاد کرنے میں خاصی شہرت رکھتے تھے، چنانچہ کسی محدث کے پاس جاتے تو ایک ہی مجلس میں پچاس ساٹھ حدیثیں زبانی یاد کر لیتے، پھر وہاں سے اٹھ کر وہی حدیثیں دیگر لوگوں کو (زبانی) لکھوا دیتے، نیز آپ کثیر الحدیث تھے:

كَانَ أَبُو يُوسُفَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْقَاضِي فَقِيْهًا عَالِمًا حَافِظًا ذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُعْرِفُ بِحِفْظِ الْحَدِيثِ فَيَحْفَظُ ثَمَسِينَ وَسِتِّينَ حَدِيثًا ثُمَّ يَقُومُ فَيُنْلِيْهَا عَلَى النَّاسِ. وَكَانَ كَثِيْرَ الْحَدِيثِ^(۴).

بلند پایہ محدث امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ ثقہ ہیں:

وأبو يوسف ثقة^(۵).

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ کے تعارف میں آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

(۱) لسان المیزان: حرف الباء من اسمه يعقوب، ج ۶ ص ۳۰۱

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۱۳ ص ۲۴۹

(۳) الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ترجمة: أبو يوسف القاضي، ص ۱۷۲

(۵) السنن الكبرى: كتاب الحيض، باب المستحاضة تغسل عنها أثر الدم... الخ، ج ۱ ص ۵۱۲، رقم

الحديث: ۱۶۳۵

أَبُو يُوسُفَ أَعْلَمُهُمْ بِالْحَدِيثِ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو یوسف ان سب میں حدیث کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الفتاویٰ“ جس میں ۱۶۶۰ فقہ راویوں کا تذکرہ ہے، اس کتاب میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اسم گرامی کا بھی نمایاں تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

مشہور مؤرخ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے پاس احادیث کثرت کے ساتھ تھیں:

وكان عند أبي يوسف حديث كثير^(۳)

مؤرخ اسلام علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مفصل حالات اور آپ کے متعلق اہل علم کے توثیقی اقوال قدرے تفصیل کے ساتھ دس صفحات میں نقل کئے ہیں، نیز آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ فَقِيْهًا عَالِمًا حَافِظًا^(۴)

ترجمہ:- آپ فقیہ، عالم اور حافظ الحدیث تھے۔

فہم اسماء الرجال کے امام جن کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هو من أهل الإِسْتِقْرَاءِ التَّامِ فِي نَقْدِ الرِّجَالِ

ترجمہ:- حافظ ذہبی رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے ہیں جو رجال کے پرکھنے میں کامل مہارت رکھتے ہیں۔

یہی امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

هُوَ الْإِمَامُ الْمُجْتَهِدُ، الْعَلَامَةُ، الْمُخْتِصُّ الْقَاضِي الْقَضَاةِ^(۵)

(۱) مجموع الفتاوی: مسألة إجماع أهل المدينة، ج ۲۰ ص ۳۰۸

(۲) دیکھئے: الفتاوی: باب النون، رقم الترجمة: ۱۳۷۷ ص ۲۴۱

(۳) الطبقات الكبرى: ترجمة: أبو يوسف القاضي، ج ۷ ص ۲۳۸

(۴) وفيات الأعيان: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج ۶ ص ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰

(۵) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج ۸ ص ۵۳۵

اسی طرح آپ کو امام صاحب کے تلامذہ میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَهُوَ أَتَبَلُ تَلَامِذَتِهِ وَأَعْلَمُهُمْ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو یوسف آپ کے تلامذہ میں سب سے زیادہ معزز اور ان میں سب سے بڑے عالم ہیں۔

نیز آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

بَلَغَ أَبُو يُوسُفَ مِنْ رِئَاسَةِ الْعِلْمِ مَا لَا مَزِيدَ عَلَيْهِ^(۲)

ترجمہ:- امام ابو یوسف علم کی اس ریاست تک پہنچے کہ اس سے آگے نہیں پہنچا جاسکتا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی بلند پایہ تصنیف ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، اور آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا ہے:

الإمام، العلامة، فقیہ العراقین^(۳)

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی ایک اہم تصنیف ”المعین فی طبقات المحدثین“ میں ”طبقة سفیان بن عیینة ووکیع“ میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو محدثین کے طبقات میں شمار کیا ہے۔^(۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے مناقب میں مستقل ایک تصنیف فرمائی جس کا نام ”مناقب أبي حنيفة وصاحبيه“ ہے، یہ کتاب محقق العصر علامہ زاہد الکوثری اور علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہما اللہ کی تحقیق کے ساتھ ”احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد دکن“ سے ۱۴۰۸ھ میں چھپی ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ کے جو اصول و ضوابط مقرر کئے تھے، ان کو آپ نے سب سے پہلے کتابی صورت میں مدون کیا، چنانچہ امام طلحہ بن جعفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۸ھ) فرماتے ہیں:

وأول من وضع الكتب في أصول الفقه على مذهب أبي حنيفة وأملی

(۲۰۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: القاضی ابو یوسف، ج ۸ ص ۵۲۵

(۳) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: القاضی ابو یوسف، ج ۱ ص ۲۱۳

(۴) دیکھئے: المعین فی طبقات المحدثین: رقم الترجمة: ۷۴۳ ص ۷۱

المسائل ونشرها، وبف علم أبي حنيفة في أقطار الأرض. (۱)

ترجمہ:- امام ابو یوسف پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق اصول فقہ میں کتابیں لکھیں، اور مسائل فقہ کو لکھوا کر ان کو دنیا میں پھیلایا، اور امام ابو حنیفہ کے علم کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا ہے۔

علامہ ابن ندیم (متوفی ۳۸۸ھ) نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی دس سے زائد تصانیف کے نام شمار کروائے ہیں۔ (۲)

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی چھوٹی بڑی بہت سی تالیفات ہیں جن میں مشہور ”کتاب الآثار، کتاب الخراج الرد علی سیر الأوزاعی، اختلاف ابن ابی لیلین وأبی حنيفة“ زیادہ ہیں۔ مسجد حرام میں منصب وعظ کے حامل شیخ یحییٰ الغزالی رحمہ اللہ ۹۰۸ھ میں جب شہر زربید پہنچے، تو کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے تین سو مجلدات میں امالی ابو یوسف شہر غزہ کے ایک کتب خانے میں دیکھی، وہ جگہ صرف امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی تالیفات کے لئے مخصوص تھی۔ (۳)

صاحب ”کشف الظنون“ نے بھی لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے امالی تین سو مجلدات میں تھے:

وفي كشف الظنون: أن الأمالي لأبي يوسف في ثلاث مائة مجلد. (۴)

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات، واقعات، آپ کے متعلق اہل علم کے توثیقی اقوال، فن حدیث وفقہ میں آپ کا مقام و مرتبہ، اور آپ کے متعلق گرانقدر علمی مواد کے لئے اہل علم حضرات دیار مصر کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تصنیف لطیف ”حسن التقاضی فی سیرۃ الإمام أبي يوسف القاضي“ کا مطالعہ فرمائیں۔

۴- امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمہ اللہ

نام: یحییٰ، والد کا نام: زکریا، کنیت: ابوسعید (متوفی ۱۸۲ھ)، آپ کی پیدائش تقریباً ۱۲۵ھ

(۱) وفيات الأعيان: ترجمة: القاضي أبو يوسف، ج ۶ ص ۳۸۲

(۲) دیکھئے: الفهرست: الفصل العالی فی أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ص ۲۵۳

(۳، ۴) حسن التقاضی فی سیرۃ الإمام أبي يوسف القاضي: مولفاته فی غایة الکثرة، ص ۹۲، ۹۳

میں ہوئی، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الْحَافِظُ، الْعَلَمُ، الْحُجَّةُ، وَكَانَ مِنْ أَوْعِيَةِ الْعُلَمَاءِ.

آپ کے اساتذہ میں: ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید الانصاری، امام حجاج بن ارطاة، امام شعبہ، امام ابن اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ۔

آپ کے تلامذہ میں: امام یحییٰ بن آدم، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام ابوبکر ابن ابی شیبہ، امام ابوکریب، امام احمد بن منیع رحمہم اللہ وغیرہ۔^(۱)

آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے، اور کثرت تلمذ کی وجہ سے ”صاحب اُبی حنیفہ“ کے نام سے مشہور ہوئے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کا اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کا تذکرہ کرنا ہی آپ کے بلند پایہ محدث ہونے کی دلیل ہے، لیکن اس کے باوجود ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الحافظ، الثبت، المتقن، الفقیہ، کان إماماً صاحب تصانیف.

پھر آگے فرمایا:

صاحب اُبی حنیفہ۔^(۲)

ترجمہ:- آپ امام صاحب کے تلامذہ میں سے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے جن چالیس تلامذہ نے آپ کی فقہ سے متعلق کتب کی تدوین کی ان میں سے جو دس متقدم تلامذہ ہیں ان میں ایک امام یحییٰ بن زکریا رحمہ اللہ بھی ہیں، آپ کی مجلس میں تحریر و کتابت کی خدمت ان کے سپرد تھی۔^(۳)

علم حدیث میں ان کے بلند مقام اور عظمتِ شان کی گواہی تمام اُجلہ محدثین نے دی ہے۔ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بعد

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى ابن زكريا بن أبي رائدة، ج ۸ ص ۳۳۸، ۳۳۷

(۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: يحيى بن زكريا بن أبي رائدة، ج ۱ ص ۱۹۶

(۳) دیکھئے: الجواهر النضية في طبقات الحنفية: ترجمة: أسد بن عمرو بن عامر، ج ۱ ص ۱۳۰

کوفہ میں آپ سے زیادہ کوئی اثبت (پختہ کار محدث) نہیں تھا:

لَمْ يَكُنْ بِالْكُوفَةِ بَعْدَ سَفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَثْبَتَ مِنْهُ.

نیز انہوں نے فرمایا کہ یحییٰ بن زکریا کے زمانے میں علم ان پر آ کر ختم ہو گیا:

الْعِلْمُ الْعَلَمُ إِلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي زَائِدَةَ فِي زَمَانِهِ. ^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام

یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ رحمہ اللہ علم حدیث میں مہکتی ہوئی معطر ذلہن کی طرح ہیں:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ: يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ فِي الْحَدِيثِ
مِثْلُ الْعَرُوسِ الْعَطِرَةِ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے

ہیں کہ آپ ثقہ ہیں:

وَقَالَ أَحْمَدُ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: ثِقَةٌ.

امام بخاری کے اُستاذ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ

راویوں میں سے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ: هُوَ مِنَ الثِّقَاتِ.

امام احمد عجل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جو

حدیث اور فقہ دونوں کے جامع تھے، اور امام یحییٰ رحمہ اللہ کو کوفہ کے حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، آپ

فقہ میں مفتی اور حدیث میں پختہ کار محدث اور سنت کے طبع تھے:

وَقَالَ أَحْمَدُ الْعَجَلِيُّ: ثِقَةٌ، مُجَعَّ لَهُ الْفِقْهُ وَالْحَدِيثُ، وَيَعُدُّ مِنْ حُفَاطِ
الْكُوفِيِّينَ، مُفْتِيًا، ثَبَتًا، صَاحِبَ سُنَّةٍ.

امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور پختہ محدث تھے:

وَقَالَ النَّسَائِيُّ: ثِقَةٌ، ثَبَتٌ.

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں کہ یہ مستقیم الحدیث اور ثقہ تھے:

وَقَالَ أَبُو حَاتِمٍ: مُسْتَقِيمُ الْحَدِيثِ، ثِقَةٌ.

(۱) تذکرۃ الاما: ط: ترجمہ: یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، ج ۱ ص ۱۹۶

آپ کے متعلق مزید اجلہ محدثین کے توثیقی اقوال، اور آپ سے متعلق گراں قدر معلومات کے لئے تفصیلاً سیر اعلام النبلاء کا مطالعہ کریں۔^(۱)

۵۔ امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ

امام محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کے خاندان کا تعلق دمشق کے علاقے ”الغوطہ“ کے وسط میں واقع قصبہ ”حرستا“ سے تھا، پھر آپ کے والد شام سے ہجرت کر کے عراق آ گئے، اور عراق کے شہر ”واسطہ“ میں سکونت اختیار کر لی، امام محمد رحمہ اللہ کی پیدائش ۱۳۲ھ میں یہیں واسطہ میں ہوئی، اور پھر آپ کو فہ تشریف لے گئے اور وہیں آپ کی نشوونما ہوئی۔^(۲)

امام محمد رحمہ اللہ نے جن ائمہ اعلام سے علم حاصل کیا ہے، ان میں سرفہرست امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، چنانچہ امام محمد بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وجالس أبا حنیفۃ وسمع منه ونظر فی الرأی۔^(۳)

ترجمہ:- امام محمد نے امام ابو حنیفہ کی مجالست اختیار کی، اور ان سے حدیث کی سماعت کی اور رائے (فقہ) میں کمال حاصل کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحبت کو لازم پکڑا، اور ان سے فقہ اور علم حدیث کو حاصل کیا:

وَلَا زَمَهُ أَبَا حَنِيفَةَ وَحَمَلَ عَنْهُ الْفِقْهَ وَالْحَدِيثَ۔^(۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَ مِنْ أَذْكِيَاءِ الْعَالَمِ۔^(۵)

ترجمہ:- امام محمد دُنیا کے ذکی اور ذہین ترین لوگوں میں سے تھے۔

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، ج ۸ ص ۳۳۹

(۲) الألساب للسبعانی: باب الشیخ والیاء، الشیبانی، ج ۸ ص ۲۰۰/وفیات الأعیان: ترجمہ: محمد بن

الحسن، ج ۳ ص ۸۳

(۳) الطبقات الکبریٰ: ترجمہ: محمد بن الحسن، ج ۷ ص ۲۳۲

(۴) تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: حرف المیم، محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۳

(۵) مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ: ص ۸۰

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ قرآن کریم امام محمد کی لغت میں اُترا ہے تو آپ کی فصاحت کی وجہ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں:

لَوْ أَشَاءُ أَنْ أَقُولَ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِلُغَةِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَسَنِ لَقُلْتُهِ
لِفَصَاحَتِهِ^(۱)

امام محمد رحمہ اللہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بلند پایہ حافظہ عطا فرمایا تھا، آپ نے چودہ سال کی عمر میں صرف سات دن کے اندر مکمل قرآن کریم حفظ کیا۔^(۲)

امام محمد رحمہ اللہ کے شیوخ حدیث میں امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام زفر، امام سفیان ثوری، امام مسعر بن کدام، امام مالک، سفیان بن عیینہ، امام زعمہ بن صالح، امام شعبہ بن الحجاج، امام اوزاعی، امام عبد اللہ بن مبارک اور دیگر اکابر محدثین رحمہم اللہ ہیں۔ علامہ کوثری رحمہ اللہ نے آپ کے اُستاذہ حدیث کی تعداد ستر سے زائد بتلائی ہے۔^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے تلامذہ میں سرفہرست امام شافعی رحمہ اللہ کا ذکر کیا، اور فرمایا آپ نے ان سے بہت علم حاصل کیا، آپ کے تلامذہ میں امام ابو عبیدہ، ہشام بن عبید اللہ، احمد بن حفص، عمرو بن ابی عمرو الحمرانی، علی بن مسلم الطوسی رحمہم اللہ وغیرہ۔^(۴)

امام محمد کو صرف دو سال امام اعظم رحمہ اللہ سے استفادے کا موقع ملا، اس قلیل مدت میں آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور امام صاحب جیسے ماہر اور قابل فخر اُستاذ کی صحبت کی بدولت بہت کچھ حاصل کر لیا تھا، لیکن مزید علم کے شوق کے سبب امام صاحب کی وفات (۱۵۰ھ) کے بعد آپ کے لائق شاگرد، علم حدیث اور فقہ کے مسلم امام، جناب امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کی مجالست اختیار کی اور ان سے دینی علوم کی تکمیل کی۔

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) فرماتے ہیں:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۲

(۲) دیکھئے: بلوغ الأمالی فی سیرۃ الإمام محمد بن الحسن الشیبانی: مبدأ أمرہ واتصالہ بأبی حنیفہ، ص ۱۵۲

(۳) دیکھئے: بلوغ الأمالی: شیوخہ فی الحدیث، ص ۱۵۳

(۴) دیکھئے: سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۹ ص ۱۳۵

وحضر مجلس ابي حنيفة سنتين ثم تفقه على ابي يوسف صاحب ابي حنيفة. (۱)

ترجمہ:- امام محمد دوسال امام ابو حنیفہ کی مجلس میں حاضر رہے، پھر (امام صاحب کی وفات کے بعد) آپ نے امام ابو یوسف جو امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں ان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

امام محمد رحمہ اللہ نے علم فقہ کی تعلیم کی ابتدا امام اعظم رحمہ اللہ سے کی، اور اس کی تکمیل امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کی ہے، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

وَأَخَذَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ بَعْضَ الْفِقْهِ وَتَمَّمَ الْفِقْهَ عَلَى الْقَاضِي أَبِي يُونُسَ. (۲)

ترجمہ:- امام محمد نے امام ابو حنیفہ سے کچھ فقہ کا علم حاصل کیا اور اس کی تکمیل قاضی ابو یوسف سے کی۔

امام محمد رحمہ اللہ خود اپنے علمی ذوق و شوق کے بارے میں فرماتے ہیں:

خلف أبي ثلاثين ألفاً درهم، فأنفقت خمسة عشر ألفاً على النحو والشعر، وخمسة عشر ألفاً على الحديث والفقه. (۳)

ترجمہ:- میرے والد نے وراثت میں تیس ہزار درہم چھوڑے، ان میں سے میں نے پندرہ ہزار نحو و شعر، اور باقی پندرہ ہزار حدیث و فقہ پر خرچ کر دیئے۔

فقہ شافعی کے بانی امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) نے امام محمد رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا:

جالسته عشر سنين، وحملت من كلامه حمل حمل، لو كان كلم على قدر عقله ما فهمنا كلامه ولكنه كان يكلمنا على قدر عقولنا. (۴)

(۱) وفيات الأعيان: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۴ ص ۱۸۴

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۹ ص ۱۳۴

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار محمد بن الحسن الشيباني، ص ۱۲۹

(۴) الجواهر المضية: ترجمة: مناقب الإمام محمد بن الحسن، ج ۱ ص ۵۲۸

ترجمہ:- میں نے دس سال ان کی شاگردی اختیار کی، اور میں نے ان سے اس قدر استفادہ کیا ہے کہ اگر اسے تحریری شکل دی جائے تو اسے اٹھانے کے لئے اونٹ درکار ہوگا، اگر وہ اپنی عقل کے مطابق گفتگو کرتے تو ہم ان کے کلام کو نہ سمجھ پاتے، لیکن وہ ہم سے ہماری عقلوں کے مطابق گفتگو کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے آپ کے بارے میں یہ بھی فرمایا:

ما رأيت أعقل، ولا أفقه، ولا أرهد، ولا أروع، ولا أحسن نطقاً وإيراداً من محمد بن الحسن۔^(۱)

ترجمہ:- میں نے سب سے زیادہ عاقل، سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ زاہد، سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے اچھا بولنے والا اور کلام کو وضاحت سے بیان کرنے والا محمد بن حسن سے بڑھ کو کسی کو نہیں دیکھا۔

امام محمد رحمہ اللہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اہل اسلام کی اکثریت کے دستورِ عمل ”فقہ حنفی“ کو کتابی صورت دے کر پوری دنیا کو اس سے روشناس کرایا، آپ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے علوم کو دنیا میں پھیلایا، چنانچہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

وهو الذي نشر علم أبي حنيفة، وانما ظهر علم أبي حنيفة بتصانيفه۔^(۲)

ترجمہ:- امام محمد نے امام ابو حنیفہ کے علم کو پھیلایا، اور بے شک امام ابو حنیفہ کا علم آپ کی تصانیف کے ذریعے ظاہر ہوا ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ کے تلامذہ میں دوسری صدی کے مجدد، ائمہ اربعہ میں سے تیسرے بڑے امام، ایک عظیم مجتہد امام شافعی رحمہ اللہ نے امام موصوف سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ کا علم حاصل کیا، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

وانعتت رئاسة الفقه بالعراق إلى أبي حنيفة، فأخذ عن صاحبه محمد بن الحسن حمل حمل ليس فيها شيء مألوف قد سمعه عليه۔^(۳)

(۱) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۸۷

(۲) الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: محمد بن الحسن، ص ۲۶۸

(۳) توالی التأسيس لمعالي محمد بن إدريس: ص ۷۳

ترجمہ:- عراق میں فقہ کی ریاست امام ابو حنیفہ پر آ کر ختم ہوئی، امام شافعی نے آپ کی فقہ کو آپ کے شاگرد امام محمد بن الحسن سے اخذ کیا، اور امام شافعی نے ان سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیا، اور اس علم میں سے کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا انہوں نے امام محمد سے سماع نہ کیا ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کا بہت ادب و احترام کرتے تھے، اور آپ کی جلالتِ شان کے معترف تھے، آپ نے فرمایا: میں نے امام محمد رحمہ اللہ سے بڑھ کر کوئی عقل مند نہیں دیکھا:

مَا زَأَيْتُ أَغْقَلَ مِنْهُ. ^(۱)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أعاني الله برجلين بآبن عيينة في الحديث ومحمد في الفقه. ^(۲)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کے ذریعے میری مدد فرمائی، حدیث میں ابن عیینہ، اور فقہ میں امام محمد کے ذریعے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ليس لأحد علي منة في العلم وأسباب الدنيا ما لمحمد علي. ^(۳)

ترجمہ:- علم اور دنیاوی اسباب کے معاملے میں مجھ پر امام محمد کا جتنا احسان ہے اتنا کسی اور کا نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا:

وما رأيت رجلاً أعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من محمد بن الحسن. ^(۴)

ترجمہ:- میں نے امام محمد جیسا حلال و حرام، ناسخ و منسوخ کو جاننے والا اور ان کی علتوں کو پہچاننے والا نہیں دیکھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے ساتھ اکثر علمی مذاکرے کرتے رہتے، اور نہایت

(۱) الهداية والنهاية: سنة تسع وثمانين ومائة، ج ۱۰ ص ۲۱۹

(۲، ۳) بلوغ الأمالي في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: رحلة الشافعي إلى محمد بن الحسن، ص ۱۶۳

(۴) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي عبد الله محمد بن الحسن، ص ۱۲۸

علمی سوالات کرتے، امام محمد رحمہ اللہ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اس کا جواب مرحمت فرماتے، امام شافعی رحمہ اللہ اس پر بڑے حیران ہوتے، آپ نے فرمایا:

وَمَا زَأَيْتُ أَحَدًا سُئِلَ عَنْ مَسْأَلَةٍ فِيهَا نَظَرٌ إِلَّا زَأَيْتُ الْكَرَاهَةَ فِي وَجْهِهِ
إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ. (۱)

ترجمہ:- میں نے جب بھی کسی سے کوئی مسئلہ پوچھا تو اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا سوائے محمد بن حسن کے۔

ائمہ متبوعین میں امام شافعی رحمہ اللہ کے بعد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کا مقام و مرتبہ ہے، یہ علم حدیث اور رجال کے امام بھی امام محمد رحمہ اللہ کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام احمد رحمہ اللہ کے شاگرد امام ابراہیم حربی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۵ھ) سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ دقیق مسائل کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ امام محمد بن حسن کی کتابوں سے:

إبراهيم الحربي قال سألت أحمد بن حنبل، هذه المسائل الدقائق من
ابن لك؟ قال: من كتب محمد بن الحسن. (۲)

امام شافعی رحمہ اللہ نے آپ سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ سے روایت حدیث بھی کی ہے، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

وأما الشافعي فاحتجَّ بِمُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ فِي الْحَدِيثِ. (۳)

ترجمہ:- امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے حدیث میں حجت پکڑی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی مسند میں امام محمد رحمہ اللہ سے چھ احادیث مروی ہیں، مندرجہ ذیل مقامات پر: کتاب البعيرة والسائبة/ کتاب الديات والقصاص/ کتاب الوصايا، ص ۳۳۸، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۸۴۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی تصریح کی ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی مسند

(۱) الانتقاء في فضائل العشرة الأئمة الفقهاء: أخبار الشافعي، باب في طلب العلم، ص ۶۹

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۴

(۳) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۹۳ -

میں ان کی امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کردہ احادیث موجود ہیں۔^(۱)

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ”جامع الصغیر“ خود امام محمد رحمہ اللہ سے لے کر لکھی ہے جو ان کی مشہور تصنیف ہے، اور فقہ حنفی کی بنیادی کتب میں سے ہے، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا اسے لکھنا بتلاتا ہے کہ وہ خود حنفی المذہب تھے اور امام محمد رحمہ اللہ سے کسب فیض حاصل کرنے والوں میں سے تھے:

وقال عباس الدوري عن ابن معين: كتبت الجامع الصغير عن محمد بن الحسن.^(۲)

امام محمد رحمہ اللہ کے اساتذہ میں شیخین رحمہ اللہ کے بعد امام دارالبھرت مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) ہیں، آپ نے مدینہ منورہ میں ان کے پاس تین سال رہ کر ان سے موطا مالک کا سماع کیا، اور خود ان کے الفاظ میں سات سو احادیث ان سے سنیں۔ امام محمد رحمہ اللہ کی زیادہ تر شہرت اگرچہ ایک فقیہ اور مجتہد کی حیثیت سے ہوئی، لیکن اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ فقہ کی طرح علم حدیث میں بھی ایک بلند مقام پر فائز تھے، اور آپ نے کئی اکابر محدثین سے علم حدیث کا سماع کیا، چنانچہ علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام محمد نے امام مالک، امام سفیان ثوری، اور دیگر محدثین رحمہم اللہ سے بکثرت احادیث لکھی تھیں:

كتب عن مالك كفيلاً من حديثه وعن القوري وغيرهم.^(۳)

آپ کے محدث ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی کہ فن اسماء الرجال کے مسلم امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کو محدثین کے طبقے میں شمار کیا ہے۔^(۴)

امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاذ امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) نے بھی امام محمد رحمہ اللہ کی توثیق کی ہے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ان کے صاحبزادے عبد اللہ بن علی ابن المدینی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے والد سے امام محمد

(۱) تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۴

(۲) مغالاة الأخبار: باب الميم، ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۳ ص ۵۴۰

(۳) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۱ ص ۱۷۴

(۴) دیکھئے: المعین فی طبقات المحدثین: طبقة سفیان بن عیینة وکعب، ص ۲۸

رحمہ اللہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ روایت حدیث میں صدوق یعنی انتہائی سچے ہیں۔^(۱)

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے اپنی کتاب ”غرائب حدیث مالک“ میں امام محمد رحمہ اللہ کو ثقہ حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، چنانچہ محدث جلیل امام زلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے امام موصوف کی مذکورہ کتاب سے ایک حدیث کے متعلق ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

حَدَّثَ بِهِ عَشْرُونَ نَفَرًا مِّنَ الْفُقَّاتِ الْحَفَاطِ مِنْهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الشَّيْبَانِي، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَابْنُ وَهَبٍ وَغَيْرُهُمْ.^(۲)

ترجمہ:- اس حدیث کو (امام مالک سے) بیس عدد ثقہ حفاظ حدیث نے بیان کیا ہے، جن میں سے امام محمد بن حسن شیبانی، امام یحییٰ بن سعید القطان، امام عبد اللہ بن مبارک، امام عبد الرحمن بن مہدی، اور امام ابن وہب وغیرہ شامل ہیں۔

علامہ عبد الکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) نے امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کو ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے۔^(۳)

امام محمد رحمہ اللہ احادیث مبارکہ اور آثار کی اس قدر اتباع کرتے تھے کہ احادیث کی موجودگی میں آپ قیاس کو درست نہیں سمجھتے تھے، چنانچہ آپ نے اپنی کتاب ”الحجة على أهل المدينة“ میں اس مسئلے میں کہ نماز میں قہقہہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟ آپ لکھتے ہیں:

لَوْلَا جَاءَ مِنَ الْأَثَارِ كَانَ الْقِيَاسُ عَلَى مَا قَالَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَلَكِنْ لَا قِيَاسٌ مَعَ أَكْثَرِ وَلَيْسَ يَنْبَغِي إِلَّا أَنْ يَنْقَادَ لِلْأَثَارِ.^(۴)

ترجمہ:- اگر حدیث و آثار سے قہقہہ سے وضو ٹوٹنا ثابت نہ ہوتا تو قیاس کا فیصلہ وہی ہوتا جو اہل مدینہ کہتے ہیں، لیکن حدیث و آثار کی موجودگی میں قیاس کی کوئی

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۸

(۲) نصب الراية: كتاب الصلاة باب صفة الصلاة، ج ۱ ص ۳۰۸

(۳) دیکھئے: الملل والنحل، الفصل الخامس، المرجعة، ج ۱ ص ۱۳۶

(۴) الحجة على أهل المدينة: باب افتتاح الصلوة باب الضحك في الصلوة، ج ۱ ص ۲۰۳

مغناش نہیں، ہم کو صرف آثار کے پیچھے چلنا اور انہیں کی پیروی کرنی ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ علم حدیث و فقہ کی طرح دیگر علوم عربیت، صرف، نحو، حساب، شعر و شاعری، لغت عربیہ میں بھی آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی، چنانچہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) فرماتے ہیں:

وكان أيضا مقدما في علم العربية والنحو والحساب والفطنة. (۱)

ترجمہ:- امام محمد علوم عربیہ، نحو، حساب اور فطانت میں بھی فوقیت رکھتے تھے۔
علاوہ ازیں آپ قرآن کریم کے بھی بہت بڑے عالم تھے، چنانچہ امام ابو عبید رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۳ھ) فرماتے ہیں:

ما رأيت أعلم بكتاب الله من محمد بن الحسن. (۲)

ترجمہ:- میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو امام محمد بن الحسن سے بڑھ کر کتاب اللہ (قرآن کریم) کا عالم ہو۔

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَغْلَمَ بِكِتَابِ اللَّهِ مِنْ مُحَمَّدٍ كَأَنَّهُ عَلَيْهِ كَرَل. (۳)

ترجمہ:- میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو امام محمد سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہو، (امام محمد کے پاس قرآن کریم کا علم اس قدر تھا کہ) گویا کہ قرآن کریم اُترا ہی آپ پر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ تمام علوم میں ماہر اور با کمال شخص تھے۔ آپ کے حالات زندگی، شیوخ حدیث، تلامذہ حدیث، اہل علم کے آپ کے متعلق توصیفی و توثیقی اقوال، اور آپ کی گراں قدر تصنیفات کے متعلق اہل علم حضرات، محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تصنیف ”بلوغ الأمالی فی سیرۃ الإمام محمد بن الحسن الشیبانی“ کا مطالعہ کریں۔

(۱) الجواهر البضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمہ: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۴۴

(۲) تاریخ بغداد: ترجمہ: محمد بن الحسن، ج ۲ ص ۱۷۲

(۳) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۸۱

۶۔ قاضی حفص بن غیاث نخعی رحمہ اللہ

نام: حفص، والد کا نام: غیاث، کنیت: ابو عمر (متوفی ۱۹۳ھ)، آپ کی پیدائش ۱۱۷ھ میں ہوئی، آپ کے اساتذہ حدیث میں عاصم احول، سلیمان التیمی، ابومالک انجعی رحمہم اللہ وغیرہ ہیں، آپ کے تلامذہ میں نامور محدثین شامل ہیں، مثلاً: یحییٰ بن سعید القطان، امام ابن مہدی، امام یحییٰ بن یحییٰ، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن خشرم، امام ابن نمیر، امام ابو کریب، امام ہارون بن اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الْإِمَامُ، الْحَافِظُ، الْعَلَّامَةُ، قَاضِي الْكُوفَةِ، وَمُحْتَضِهَا.

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں:

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: ثِقَةٌ.

امام علی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ، علم حدیث میں قابل اطمینان اور فقیہ ہیں:

وَقَالَ الْعَجَلِيُّ: ثِقَةٌ مَأْمُونٌ فَعِيَّةٌ.

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرِ بِالْكُوفَةِ مِثْلَ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ: حِزَامٍ، وَحَفْصٍ، وَابْنِ أَبِي زَائِدَةَ كَانَ هَؤُلَاءِ أَصْحَابَ حَدِيثٍ.

ترجمہ:- کوفہ میں میں نے تین محدثین کی طرح کسی کو نہیں دیکھا: امام حزام، حفص بن غیاث، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ (جن کا تذکرہ اس سے پہلے ہوا)۔

امام نسائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں:

وَقَالَ النَّسَائِيُّ: ثِقَةٌ.

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: بِجَمِيعِ مَا حَدَّثَ بِهِ حَفْصٌ بِبَغْدَادَ وَالْكُوفَةِ إِنَّمَا هُوَ مِنْ حِفْظِهِ، وَلَمْ يُخْرِجْ كِتَابًا. كَتَبُوا عَنْهُ ثَلَاثَةَ آلَافٍ حَدِيثٍ أَوْ أَرْبَعَةَ آلَافٍ مِنْ حِفْظِهِ.

ترجمہ:- امام حفص بن غیاث نے بغداد اور کوفہ میں احادیث اپنے حافظے سے بیان کیں، (بلند پایہ حافظے کی وجہ سے) کتاب نکال کر دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ محدثین نے آپ سے تین ہزار، یا چار ہزار احادیث لکھیں جو آپ نے اپنے حافظے سے بیان کیں۔

مندرجہ بالا اقوال اور مزید اجندہ محدثین کے آپ کے متعلق توثیقی اقوال کے لئے تفصیلاً ”سیر أعلام النبلاء“ دیکھیں۔^(۱)

موصوف امام صاحب کے ان خصوصی تلامذہ میں سے تھے جن پر آپ کو کافی اعتماد تھا، اور آپ ان کو اپنے دل کی تسکین اور اپنے غموں کا مداوا قرار دیتے تھے، چنانچہ علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ ابْنُ غِيَاثِ النَّخَعِيِّ الْكُوفِيُّ قَاضِيهَا، بَلْ وَقَاضِي بَغْدَادَ أَيْضًا. وَصَاحِبُ
الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ الَّذِي قَالَ لَهُ فِي جَمَاعَةٍ: أَنْتُمْ مَسَارُّ قُلُوبِي وَجَلَاءُ
حُزْنِي.^(۲)

ترجمہ:- امام حفص بن غیاث نخعی کوفی، جو کوفہ اور بغداد کے قاضی تھے، یہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں، اور آپ کے تلامذہ کی اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ میرے دل کی تسکین اور میرے غم کا مداوا ہو۔

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے آپ کو امام صاحب کے طبقہ اولیٰ کے تلامذہ

میں شمار کیا ہے:

قُلْتُ: حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ مَعْدُودٌ فِي الطَّبَقَةِ الْأُولَى مِنْ أَصْحَابِ أَبِي
حَنِيفَةَ.^(۳)

علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: حفص بن غياث بن طلق، ج ۹ ص ۲۲۲-۲۳۲

(۲) فتح المغیث بشرح الفیہ الحدیث: کتابۃ التسمیع وشروطہ، ج ۳ ص ۱۱۴

(۳) معرفة أنواع علوم الحديث: النوع الخامس والعشرون، ص ۲۰۷

(متوفی ۹۱۱ھ) علامہ تقی الدین التیمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۰ھ) نے بھی آپ کو امام صاحب رحمہ اللہ کے خصوصی تلامذہ میں شمار کیا ہے۔^(۱)

۷۔ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ

نام: وکیع، والد کا نام: جراح، کنیت: ابوسفیان (متوفی ۱۹۷ھ)، آپ کی پیدائش ۱۲۹ھ کو ہوئی، آپ کے اساتذہ میں مشہور ہشام بن عروہ، سلیمان اعش، امام ابن جریج، زکریا بن ابی زائدہ، امام اوزاعی، سفیان بن عیینہ، مسعر بن کدام، امام شعبہ رحمہم اللہ وغیرہ۔
آپ کے تلامذہ میں کبار محدثین شامل تھے، مثلاً امام سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، عبد الرحمن بن مہدی، امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، امام اسحاق، امام ابو کریب، امام احمد بن منیع رحمہم اللہ وغیرہ۔

یہ ایک جلیل القدر محدث اور بلند پایہ حافظ الحدیث تھے، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الْإِمَامُ، الْمُحَافِظُ، مُحَدِّثُ الْعِرَاقِ، أَحَدُ الْأَعْلَامِ، وَكَانَ مِنْ بُحُورِ الْعِلْمِ،
وَأَمَّةَ الْحِفْظِ.

امام یحییٰ بن التیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ میں سفر و حضر میں امام وکیع کے ساتھ رہا، وہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات کو ایک قرآن کریم تلاوت کیا کرتے تھے:

صَبِيْتُ وَكَيْعًا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَكَانَ يَصُومُ النَّهْرَ، وَيُحْتِمُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام وکیع ثقہ، حدیث میں قابل اطمینان، اونچے درجے اور بلند مقام والے کثیر الحدیث محدث تھے:

كَانَ وَكَيْعٌ ثِقَةً، مَأْمُونًا، عَالِيًا، رَفِيعًا، كَثِيرٌ الْحَدِيثِ، حُجَّةٌ.

(۱) دیکھئے ترمذی: الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: حصص بن غیاث، ج ۱ ص ۲۲۲ / تدوین الراوی: النوع الخامس والعشرون، ج ۱ ص ۵۲۳ / الطبقات السلیة فی تراجم الحنفیة: ترجمة: حصص بن غیاث، ج ۱ ص ۲۶۱

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام وکیع رحمہ اللہ اپنے زمانے میں اس طرح تھے جیسے امام اوزاعی رحمہ اللہ اپنے زمانے میں تھے:

وَ كَيْعٌ فِي زَمَانِهِ كَالْأَوْزَاعِيِّ فِي زَمَانِهِ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو علم کو زیادہ محفوظ کرنے والا ہو، اور امام وکیع رحمہ اللہ سے بڑھ کر حافظ الحدیث ہو:

مَا زَأَيْتُ أَحَدًا أَوْعَى لِلْعِلْمِ وَلَا أَحْفَظَ مِنْ وَ كَيْعٍ.

امام ابن عمار رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام وکیع رحمہ اللہ کے زمانے میں کوفہ میں ان سے بڑھ کر فقیہ اور حدیث کا جاننے والا کوئی نہیں تھا:

مَا كَانَ بِالْكُوفَةِ فِي زَمَانٍ وَ كَيْعٍ أَفْقَهُ وَلَا أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْ وَ كَيْعٍ.

آپ کے متعلق مزید اجلہ محدثین کے توثیقی اقوال اور گراں قدر معلومات کے لئے تفصیلاً ”سیر اعلام النبلاء“ دیکھیں۔^(۱)

علم حدیث کے یہ بلند پایہ محدث حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، آپ کی تمام احادیث ان کو حفظ تھیں، انہوں نے آپ سے کثرت سے احادیث سنیں اور انہیں اپنے بے مثل حافظے میں محفوظ کیا، اسی طرح فقہی مسائل میں یہ آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، چنانچہ امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں:

مَا زَأَيْتُ أَحَدًا أَقْبَمُهُ عَلَى وَ كَيْعٍ وَ كَانَ يُفْتَى بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ وَ كَانَ يُحْفَظُ حَدِيثُهُ كُلُّهُ، وَ كَانَ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثًا كَثِيرًا.^(۲)

ترجمہ:- میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو امام وکیع پر ترجیح دوں، اور یہ امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے، امام صاحب کی تمام احادیث ان کو یاد تھیں، اور آپ سے انہوں نے کثرت کے ساتھ احادیث سن رکھی تھیں۔
نیز آپ فرماتے ہیں:

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: وکیع بن الجراح، ج ۹ ص ۱۳۰ تا ۱۶۶

(۲) جامع بیان العلم وفضله باب ما جاء فی ذکر القول فی دین اللہ تعالیٰ بالرائی... الخ، ج ۲ ص ۱۰۸۲

ما رأيت أفضل منه يقوم الليل ويسرد الصوم ويفتي بقول أبي حنيفة. (۱)

ترجمہ:- میں نے امام وکیع سے افضل کوئی شخص نہیں دیکھا، آپ رات کو قیام کرتے اور دن میں ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، اور امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔

اس کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:
الإمام، الحافظ، الثبوت، محدث العراق، أحد الأئمة الأعلام.
امام صبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے جن حضرات نے علم حاصل کیا، ان میں ایک امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ بھی تھے، اور آپ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے:

فَمَنْ أَخَذَ عَنْهُ الْعِلْمَ وَكَانَ يُفْتِي بِقَوْلِهِ وَكَيُفُؤُا بْنِ الْحَرَّاجِ. (۲)

علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے بھی آپ کو امام صاحب کے تلامذہ میں شمار کیا ہے، اور اختصاراً آپ کے حالات بھی نقل کئے ہیں۔ (۳)

۸- امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ

نام: یحییٰ، والد کا نام: سعید، کنیت: ابوسعید (متوفی ۱۹۸ھ)، آپ کی پیدائش ۱۲۵ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ کے مشہور اساتذہ یہ ہیں: سلیمان التیمی، ہشام بن عروہ، سلیمان الاعمش، ابن ابی عروہ، امام شعبہ، سفیان ثوری، یحییٰ بن سعید الانصاری، زکریا بن ابی زائدہ، محمد بن عجلان رحمہم اللہ وغیرہ۔ آپ کے تلامذہ میں: معتمر بن سلیمان، عبد الرحمن بن مہدی، امام ابوبکر بن ابی شیبہ، امام احمد، امام اسحاق، امام سلیمان الشاذلی رحمہم اللہ وغیرہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: وکیع بن الجراح، ج ۱ ص ۲۲۳

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه، طبقات أصحاب أبي حنيفة، ص ۱۵۵

(۳) دیکھئے: الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمہ: وکیع بن الجراح، ج ۲ ص ۲۰۸، ۲۰۹

الْإِمَامُ الْكَبِيرُ، أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحَدِيثِ، الْحَافِظُ، وَانْتَهَى إِلَيْهِ الْحِفْظُ،
وَتَكَلَّمَ فِي الْعِلَلِ وَالرِّجَالِ، وَتَخَرَّجَ بِهِ الْحَفَافُ. ^(۱)

فہن حدیث اور اُسماء الرجال کے یہ عظیم الشان امام بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے شرف تلمذ رکھتے تھے، انہوں نے آپ سے علم حدیث وفقہ دونوں میں استفادہ کیا، آپ کا اپنا بیان ہے:

جَالَسْنَا وَاللَّهَ أَبَا حَنِيفَةَ وَسَمِعْنَا مِنْهُ وَكَتَبَ وَاللَّهِ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَرَفْتُ
فِي وَجْهِهِ أَنَّهُ يَتَعَلَّى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. ^(۲)

ترجمہ:- ہم امام ابو حنیفہ کی مجلس درس میں بیٹھتے ہیں اور ان سے حدیثیں سنی ہیں، اللہ کی قسم! جب میں ان کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا تو ان کے چہرے سے ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

لَا نَكْذِبُ اللَّهَ مَا سَمِعْنَا أَحْسَنَ مِنْ رَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَقَدْ أَخَذْنَا بِأَكْثَرِ
أَقْوَالِهِ. ^(۳)

ترجمہ:- ہم اللہ کی تکذیب نہیں کرتے، ہم نے امام ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر رائے کسی کی نہیں سنی، اور ہم نے ان کے اکثر اقوال کو لیا ہے۔
امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ فِي الْفُرُوعِ عَلَى مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کے ترجمے کا آغاز ان

القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الْإِمَامُ، الْحَافِظُ، مُحَدِّثُ الْعِرَاقِ، أَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَعْلَامِ.

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى القطان بن سعيد، ج ۹ ص ۱۷۶

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: الدعيان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۵۱

(۳) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: الدعيان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۳۳

(۴) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى القطان بن سعيد، ج ۹ ص ۱۷۶

پھر آگے فرماتے ہیں: یہ امام وکیع اور امام یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ دونوں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے تھے:

ويفتى بقول أبي حنيفة، وكان يحيى القطان يفتي بقول أبي حنيفة
أيضاً. ^(۱)

حدیث میں ان کا پایہ اس قدر بلند ہے کہ ائمہ حدیث ان کے سامنے احتراماً کھڑے ہوتے، اور احادیث کے متعلق ان سے سوالات کرتے تھے، چنانچہ امام اسحاق ابن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كنت أرى يحيى القطان يُصلي العصر ثم يَسْتَدِلُّ إِلَى أَصْلِ مَنْزِلَةِ
الْمَسْجِدِ فَيَقِفُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى بَنِ الْمَدِينِيِّ وَالشَّاذِ كُوفِي وَعَمْرُو بْنُ خَالِدٍ
وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ يَسْأَلُونَهُ عَنِ الْحَدِيثِ وَهُمْ قِيَامٌ عَلَى
أَرْجُلِهِمْ إِلَى أَنْ تَجِبَ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ. ^(۲)

ترجمہ:- امام یحییٰ بن سعید عصر کی نماز کے بعد درس حدیث دینے کے لئے بیٹھتے تو امام علی بن مدینی، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام شاذ کوفی، امام عمرو بن خالد عصر سے لے کر مغرب تک ان کے سامنے احتراماً کھڑے رہتے، اور احادیث کے متعلق آپ سے سوالات کرتے تھے۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

ما رأيت بعيني مثل يحيى بن سعيد القطان
ترجمہ:- میں نے یحییٰ بن سعید جیسا شخص نہیں دیکھا۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدا أعلم بالرجال منه.

ترجمہ:- میں نے فنِ اسماء الرجال کو یحییٰ بن سعید سے زیادہ جاننے والے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: وکیع بن الجراح، ج ۱ ص ۲۲۳

(۲) الجواهر المطبوعة في طبقات الحنفية: ترجمہ: یحییٰ بن سعید، ج ۲ ص ۲۱۲

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

أقام يحيى القطان عشرين سنة يختتم كل ليلة.

ترجمہ:- بیس سال سے آپ کا معمول ہے کہ ہر رات ایک قرآن کریم تلاوت کرتے ہیں۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لم يفت الزوال في المسجد يحيى بن سعيد أربعين سنة. (۱)

ترجمہ:- چالیس سال تک آپ کا یہ معمول رہا کہ زوال سے قبل ظہر کی نماز کے لئے مسجد میں پہنچ جاتے تھے۔

یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے فنِ اسماء الرجال کے فن کو مدون کیا، فنِ رجال میں سب سے پہلے انہوں نے لکھا، پھر ان کے تلامذہ امام یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے اس فن میں لکھا، پھر ان کے تلامذہ نے اس فن میں لکھا، اس طرح یہ سلسلہ چلا۔ یہ بلند پایہ محدث، اور امام الجرح والتعديل بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے والے ہیں۔ (۲)

۹- امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمہ اللہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں صاحبین کے بعد جو زیادہ مشہور ہوئے وہ حسن بن زیاد لؤلؤی ہیں (متوفی ۲۰۴ھ)، آپ عراقی الاصل اور عرب کے مشہور قبیلہ ”الذبیطی“ سے تعلق رکھتے تھے، چونکہ آپ کے آباء و اجداد ”اللؤلؤ“ موتیوں کا کاروبار کرتے تھے اس لئے آپ کو ”اللؤلؤی“ بھی کہا جاتا ہے، آپ کی پیدائش ۱۱۶ھ میں معدن العلم والفقه کوفہ میں ہوئی، اور یہیں سے آپ نے اپنی تعلیم کا آغاز کیا، یہ آپ کی خوش قسمتی تھی کہ جب آپ نے اپنے علمی سفر کا آغاز کیا اس وقت کوفہ کی مسندِ درس پر امام اعظم رحمہ اللہ جلوہ افروز تھے، چنانچہ آپ باقاعدگی کے ساتھ امام صاحب کے درس میں شریک ہونے لگے، اور آپ سے فقہ و حدیث دونوں علوم میں خوب استفادہ کیا۔

چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب میں فرماتے ہیں:

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ یحییٰ بن سعید، ج ۱ ص ۲۱۸، ۲۱۹

(۲) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: مقدمہ، ج ۱ ص ۱

تَفَقَّهُ بِهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْكِبَارِ مِنْهُمْ: الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ.

ترجمہ:- آپ سے کبار اہل علم کی ایک جماعت نے فقہ سیکھی، ان میں سے ایک امام حسن بن زیاد بھی ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے تلامذہ میں چھٹے نمبر پر آپ کا ذکر کیا ہے۔^(۱)

علم فقہ میں آپ کا مقام اس قدر بلند تھا کہ امام یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۰۳ھ) جو کہ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ جیسے محدثین کے اُستاد ہیں وہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَفْقَهُ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ.^(۲)

ترجمہ:- میں نے حسن بن زیاد سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۳۸ھ) آپ کو ”الْعَلَّامَةُ، فَيْفِيَةُ الْعِرَاقِي“ کے لقب سے یاد کرتے ہیں:

الْعَلَّامَةُ، فَيْفِيَةُ الْعِرَاقِي أَبُو عَلِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَانَ أَحَدُ الْأَذْكِيَاءِ الْبَارِعِينَ فِي الرَّأْيِ.^(۳)

امام صاحب کے تلامذہ میں فقہی جزئیات اور تفریعات کے بیان کرنے میں آپ سب سے زیادہ فوقیت رکھتے تھے، چنانچہ شمس الائمہ امام سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸۳ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ شَمْسُ الْأَيْمَةِ الشَّرْحِيُّ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ الْمُقَدَّمُ فِي السُّوَالِ وَالتَّفْرِيعِ.^(۴)

ترجمہ:- امام حسن بن زیاد فقہی سوالات اور تفریعات (جزئیات مسائل) بیان کرنے میں فوقیت رکھتے تھے۔

آپ جس طرح فقہ میں بلند مقام رکھتے تھے، اسی طرح علم حدیث میں آپ کا مرتبہ نہایت بلند و بالا تھا، آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ سے

(۱) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۰

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار الحسن بن زياد، ص ۱۳۵

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحسن بن زياد، ج ۹ ص ۴۴

(۴) الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: الحسن بن زياد، ج ۱ ص ۱۹۳

علم حدیث کا بھی سماع کیا، چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أحد أصحاب حنیفة الفقیہ حدث عن أبی حنیفة. ^(۱)

ترجمہ:- آپ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے تھے، اور آپ نے امام ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کی ہے۔

امام صاحب کی روایت کردہ احادیث کے آپ حافظ تھے، چنانچہ علامہ سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) فرماتے ہیں:

وكان حافظاً لروایات أبی حنیفة. ^(۲)

ترجمہ:- آپ امام ابو حنیفہ کی روایت کردہ احادیث کے حافظ تھے۔

اسی طرح آپ نے مشہور محدث امام ابن جریج رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے بارہ ہزار وہ احادیث لکھیں جن کی طرف فقہاء محتاج ہیں:

کتبت عن ابن جریج الثنی عشر ألف حدیث کلها یحتاج إليها الفقہاء. ^(۳)

اندازہ کیجئے کہ صرف ایک محدث سے آپ نے بارہ ہزار احادیث لکھی ہیں تو دیگر محدثین سے کس قدر احادیث آپ نے نقل کی ہوں گی۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۵ھ) اپنی بلند پایہ کتاب ”الشفات“ میں امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے، آپ کے ترجمے میں امام ابن جریج رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت بھی نقل کی ہے، اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ آپ سے اسماعیل بن موسیٰ الفزاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں۔ ^(۴)

امام ابو عوانہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۶ھ) نے اپنی بلند پایہ تصنیف ”مستخرج أبو عوانة“ میں آپ کی احادیث کی تخریج کی ہے۔ ^(۵)

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: الحسن بن زیاد، ج ۷ ص ۳۲۵

(۲، ۳) الألساب: باب اللام والواو، اللؤلؤی، ج ۱۱ ص ۲۳۰

(۴) الشفات لابن حبان: باب الحاء، ترجمہ: الحسن بن زیاد، ج ۸ ص ۱۶۸

(۵) مثلاً دیکھئے: مستخرج أبو عوانة: کتاب الإیمان، بیان الأعمال والفرائض اللعی إذا أداها، ج ۱ ص ۲۰

مولانا عبدالرحمن مبارک پوری (متوفی ۱۳۵۳ھ) غیر مقلد لکھتے ہیں:
حافظ ابو عوانہ کی سند کا صحیح ہونا بھی ظاہر ہے، کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں
صحت کا التزام کیا ہے۔^(۱)

امام حاکم نیشابوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے بھی اپنی مشہور کتاب ”المستدرک علی
الصحيحین“ میں ”کتاب البر والصلة“ کے تحت آپ سے حدیث کی تخریج کی ہے، امام ذہبی
رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ امام لؤلؤی رحمہ اللہ سے مروی احادیث
شیخین رحمہ اللہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہیں۔^(۲)

امام احمد بن عبد الحمید الحارثی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۹ھ) فرماتے ہیں:

ما رأيت أحسن خلقاً من الحسن بن زياد ولا أقرب مأخذاً ولا أسهل
جانبا قال وكان الحسن يكسو مماليكه معا يكسو نفسه.^(۳)

ترجمہ:- میں نے امام حسن بن زیاد سے زیادہ اچھے اخلاق والا کوئی شخص نہیں
دیکھا، اور نہ ہی میں نے آپ سے زیادہ قریب المأخذ (جس سے علم حدیث
وفقہ حاصل کیا جائے) اور آپ سے زیادہ نرم خو کوئی شخص نہیں دیکھا، (اس کے
ساتھ آپ فقہ، علم، زہد اور ورع میں بھی بلند پایہ مقام رکھتے تھے)، اور آپ
اپنے غلاموں کو ویسے ہی کپڑے پہناتے تھے جیسے کپڑے خود پہنتے تھے۔

اس میں امام حارثی رحمہ اللہ نے آپ کی بڑی عمدہ توثیق کی ہے، اور آپ کے علمی و عملی تمام
خوبیوں کو بڑے عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) اپنی مشہور کتاب ”إعلام الموقعين عن رب
العالمين“ میں متعدد مقامات پر آپ کی روایت کردہ احادیث کو بطور استدلال کے ذکر کیا ہے،
اور آپ پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی ہے، مثلاً: ”الكذب في غير الشهادة“ اس عنوان کے تحت ان
سے روایت نقل کی ہے:

(۱) تحقیق الکلام: ج ۲ ص ۱۲۲

(۲) دیکھئے: المستدرک علی الصحيحین: کتاب البر والصلة، اما حذیفہ محمد بن عتیق، ج ۳ ص ۱۷۴

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار الحسن بن زياد، ص ۱۳۵

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ اللَّؤْلُؤِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُحَارِبِ بْنِ دِقَارٍ، فَتَقَدَّمَ إِلَيْنَا يَوْمَ جُلَّانٍ^(۱)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حوالے سے تین روایات نقل کی ہیں، ان میں ایک روایت امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کے حوالے سے آپ نے نقل کی ہے:

وَرَوَى الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ زُفَرٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ: أَنَّهُ إِنْ أُشْطِرَ عَلَيْهِ فِي نَفْسِ الْعَقْدِ^(۲)

غیر مقلدین کے اُستاذ العلماء مولانا محمد گوندلوی لکھتے ہیں:

محدثین کا ایک روایت کو نقل کر کے استدلال کرنا اور اس پر جرح نہ کرنا اس کی صحت کی دلیل ہے۔^(۳)

شارح بخاری و ہدایہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) آپ کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ مَحَبًّا لِلْسُنَّةِ جَدًّا مَشْهُورًا بِالْإِيمَانِ الْمَعِينِ، كَفِيرِ الْفَقْهِ وَالْحَدِيثِ، عَفِيفِ النَّفْسِ، فَمِنْ هَذِهِ صِفَاتِهِ كَيْفَ يَرْمِي بِالْكَذِبِ^(۴)

ترجمہ:- امام حسن بن زیاد سنّت نبوی کے ساتھ انتہائی محبت کرنے والے، دین متین کے ساتھ مشہور، کثیر الفقہ، کثیر الحدیث اور پاک دامن انسان تھے، جو شخص ان صفات کے ساتھ متصف ہو اس کو بعض لوگوں کے الزامات کی وجہ سے کیسے مجروح کیا جاسکتا ہے؟

امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات، علم حدیث وفقہ میں آپ کے اساتذہ و تلامذہ، آپ کے متعلق اہل علم کی آراء، آپ سے مروی ساٹھ احادیث سند و متن کے ساتھ۔ اور آپ پر کی گئی تمام جرحوں کے تحقیقی جوابات، اور گراں قدر معلومات کے لئے مطالعہ کریں،

(۱) إعلام الموقعين: فصل: شهادة الزور، الكذب كهدية، ج ۱ ص ۱۷۳

(۲) إعلام الموقعين: فصل: حجج من جوزوا الخيل، ج ۳ ص ۲۳۳

(۳) التحقيق الراعي: ص ۵۵

(۴) مغالاة الأخيار في شرح أسامي رجال معالي الآثار: ترجمة: الحسن بن زياد، ج ۱ ص ۱۹۷

دیار مصر کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تصنیف لطیف ”الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع“ جو ۱۳۲۵ھ میں ”دارالکتب العلمية“ سے چھپی ہے۔

۱۰۔ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ

نام: مکی، والد کا نام: ابراہیم، کنیت: ابوسکن (متوفی ۲۱۵ھ)، آپ کی پیدائش ۱۲۶ھ میں ہوئی، امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”سير أعلام النبلاء“ میں ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الْإِمَامُ، الْحَافِظُ، الصَّادِقُ، مُسْنِدُ خُرَاسَانَ.

آپ کے مشہور اساتذہ حدیث: امام ابن جریج، بہز بن حکیم، ہشام بن حسان، مالک بن انس، امام ابو حنیفہ، حنظلہ بن ابی سفیان رحمہم اللہ وغیرہ۔ آپ کے محدثین تلامذہ: امام بخاری، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، معمر بن محمد، ابراہیم بن زہیر، احمد بن نصر مرقی رحمہم اللہ وغیرہ۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی دونوں شہرہ آفاق تصنیفات میں امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو ذکر کیا ہے۔^(۱)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) کے سر اور امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کے شیخ امام ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے بھی امام صاحب کے تلامذہ میں آپ کا اسم گرامی ذکر کیا ہے۔^(۲)

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کے محدثین اساتذہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۳)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کے چار

(۱) دیکھئے: تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: مکی بن ابراہیم، ج ۱ ص ۲۶۸ / سير أعلام النبلاء: ترجمہ: مکی بن ابراہیم، ج ۹ ص ۵۳۹

(۲) دیکھئے: مہذب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۲۱

(۳) دیکھئے: مہذب العلیب: ترجمہ: مکی بن ابراہیم بن بشیر، ج ۱۰ ص ۲۹۳

محدثین اساتذہ کا ذکر کیا ہے، اس میں پہلے نمبر پر امام جعفر صادق رحمہ اللہ اور دوسرے نمبر پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۱)

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ پابندی کے ساتھ امام صاحب کے حلقہ درس میں شریک ہوتے، انہوں نے امام صاحب سے علم فقہ کے حصول کے ساتھ ساتھ کثیر تعداد میں آپ سے احادیث بھی روایت کیں، چنانچہ امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

هو مكي بن ابراهيم البلخي، امام بلخ، دخل الكوفة سنة أربعين ومائة
ولزم أبي حنيفة رحمه الله وسمع منه الحديث والفقه وأكثر عنه
الرواية.^(۲)

ترجمہ:- مکی بن ابراہیم بلخی جو اہل بلخ کے امام ہیں، یہ ۱۴۵ھ میں کوفہ میں داخل ہوئے، اور امام ابو حنیفہ کے درس میں باقاعدگی سے حاضر ہونے لگے، اور آپ سے حدیث اور فقہ کی سماعت کی، اور انہوں نے آپ سے بہت زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں۔

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ أَغْلَمَ أَهْلِ زَمَانِهِ.^(۳)

نیز آپ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ کے ساتھ میری نشست و برخاست ہوئی لیکن میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بڑھ کر کوئی متقی انسان نہیں دیکھا:

جالست الكوفيين فما رأيت أروع من أبي حنيفة.^(۴)

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ نے سترہ کبار تابعین سے علم حاصل کیا، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:

(۱) دیکھئے: طبقات الحفاظ: ترجمة: مکی بن ابراہیم، ص ۱۶۳

(۲) مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ۱ ص ۱۷۹

(۳) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۳۲

(۴) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۳۵۶

وَكُتِبَتْ عَنْ سَبْعَةِ عَشَرَ نَفْسًا مِنَ التَّابِعِينَ وَلَوْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّاسَ
يَحْتَاجُونَ إِلَيَّ لَمَّا كُتِبَتْ كُتِبَ التَّابِعِينَ عَنْ أَحَدٍ
ترجمہ:- میں نے سترہ تابعین سے علم حاصل کیا، اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ لوگ
میری طرف (علم میں) محتاج ہوں گے تو میں تابعین کے علاوہ کسی اور سے علم
حاصل نہ کرتا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور روایت حدیث میں پختہ
محدث تھے:

وَكَانَ ثِقَّةً، ثَبَتًا فِي الْحَدِيثِ.

نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ
ثقہ ہیں:

سَأَلْتُ أَحْمَدَ عَنْ مَكِّيَ فَقَالَ: ثِقَّةٌ.

امام عجل رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ ہیں:

وَقَالَ الْعَجَلِيُّ: ثِقَّةٌ.

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور مامون ہیں:

قَالَ الدَّارِ قُطَيْبِيُّ: مَكِّيٌّ: ثِقَّةٌ، مَأْمُونٌ.

مذکورہ بالا اقوال اور مزید توثیقی اقوال کے لئے تفصیلاً ”سیر أعلام النبلاء“ دیکھیں۔^(۱)
امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کو سب سے پہلے تحصیل علم کی طرف متوجہ کرنے والے امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں:

فَلَا أَرَاكَ أَدْعُو لِأَبِي حَنِيفَةَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ وَعِنْدَ مَا ذَكَرْتَهُ لِأَنَّ اللَّهَ

تَعَالَى يَدْرِكُهُ فَتُحِلُّ بَابَ الْعِلْمِ.^(۲)

ترجمہ:- میں ہر نماز کے بعد، نیز جب بھی امام ابو حنیفہ کا ذکر کرتا ہوں تو ان کے

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: مكي بن ابراهيم، ج ۹ ص ۵۳۹ تا ۵۵۳

(۲) مناقب أبي حنيفة للموفق، ص ۳۱۸

لئے دُعا کرتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برکت سے میرے لئے علم کا دروازہ کھولا ہے۔

یہی امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ تلمیذِ امام اعظم، امام بخاری رحمہ اللہ کے کبار شیوخ میں سے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں بائیس ثلاثی روایات میں سے گیارہ روایات ان سے نقل کی ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ کی سب سے اعلیٰ سند ثلاثی ہے۔ اصطلاحِ محدثین میں ثلاثی اس روایت کو کہا جاتا ہے جس میں تین واسطے ہوں، ان روایات میں امام بخاری رحمہ اللہ اور آپ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ کی بائیس ثلاثی روایات پانچ راویوں سے مروی ہیں، جن میں مکی بن ابراہیم، ابو عاصم ضحاک بن مخلد، محمد بن عبد اللہ انصاری، خلاد بن یحییٰ، عصام بن خالد رحمہم اللہ شامل ہیں، ان پانچوں راویوں سے مروی ثلاثیات کی ترتیب درج ذیل ہے:

- ۱- امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے چھ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔
- ۲- خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔
- ۳- عصام بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے بھی ایک حدیث مبارکہ مروی ہے۔
- ۴- محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے تین احادیث مبارکہ مروی ہیں۔
- ۵- امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے گیارہ احادیث مبارکہ مروی ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے چار ہزار شیوخ

- ۱- امام ابو عبد اللہ بن ابی حفص الکبیر رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے تلامذہ کا آپس میں ایک مناقشہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

فجعل أصحاب الشافعي يفضلون الشافعي على أبي حنيفة. فقال أبو عبدالله بن أبي حفص: عتوا مشايخ الشافعي كم هم؛ فيعدو فبلغوا ثمانين ثم عتوا مشايخ أبي حنيفة من العلماء والتابعين فبلغوا أربعة آلاف. فقال أبو عبدالله: هذا من أدنى فضائل أبي حنيفة. ^(۱)

ترجمہ:- (ایک وقت میں) امام شافعی کے شاگرد امام شافعی کو امام ابو حنیفہ پر

(۱) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۳۸ / مناقب أبي حنيفة للكردي: ج ۱ ص ۶۸

فضیلت دینا شروع ہو گئے، ابو عبد اللہ بن ابی حفص نے شوافع سے کہا: تم امام شافعی کے اساتذہ گن کر بتاؤ وہ کتنے ہیں؟ وہ گنتے لگے تو اساتذہ شافعی کی کل تعداد آتی تھی۔ پھر احناف نے امام ابو حنیفہ کے علماء اور تابعین اساتذہ کو شمار کیا تو ان کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی۔ اس پر ابو عبد اللہ نے کہا: یہ امام ابو حنیفہ کی (امام شافعی سمیت بقیہ ائمہ پر) ادنیٰ سی فضیلت ہے۔

۲- امام سیف الائمہ ساطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات مشہور و معروف ہے:

أن أبا حنيفة تلميذ عند أربعة آلاف من شيوخ أئمة التابعين.^(۱)

ترجمہ:- بے شک امام ابو حنیفہ نے چار ہزار شیوخ ائمہ تابعین کے ہاں زانوئے تلمذ طے کیا ہے۔

۳- امام محمد بن یوسف الصامی الثامی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام ابو حفص الکبیر

رحمہ اللہ کے حوالے سے امام اعظم رحمہ اللہ کے شیوخ کی تعداد کو چار ہزار بیان کیا ہے۔^(۲)

۴- امام ابن حجر مکی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے شیوخ پر

تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم، وقد ذكر منهم الإمام أبو حفص الكبير أربعة آلاف شيخ، وقال غيره: له أربعة آلاف شيخ من التابعين فما بالك بغيرهم.^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کے کثیر اساتذہ ہیں جن کا ذکر اس مختصر کتاب میں نہیں آ سکتا۔ امام ابو حفص الکبیر نے ان میں سے آپ کے چار ہزار شیوخ کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے: صرف آپ کے تابعین شیوخ کی تعداد چار ہزار ہے، ان کے علاوہ کا اندازہ آپ خود کر لیں۔

ائمہ کرام کے اقوال پر مبنی درج بالا تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے

(۱) جامع المسابيد: الباب الأول في شيء من فضائله، النوع السابع، ج ۱ ص ۳۳

(۲) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب الرابع، ص ۶۳

(۳) الخيرات الحسان: الفصل السابع، ص ۳۶

کم از کم چار ہزار شیوخ تھے، اور محدثین نے یہاں تک لکھا ہے کہ یہ چار ہزار سارے شیوخ تابعین تھے۔ اگر امام صاحب ہر تابعی سے بھی ایک ایک حدیث لیں تو آپ کی چار ہزار احادیث تو یہیں پوری ہو جاتی ہیں، جب کہ آپ کے ساتھ تو اس کے علاوہ بھی کثرت سے تھے۔ اسی طرح تابعین کے علاوہ آپ کے جن شیوخ کے ناموں کا احاطہ نہیں ہو سکا ان کو بھی ملا لیا جائے تو فقط ساتھ کی تعداد کے اعتبار سے ہی آپ تک ہزار ہا احادیث پہنچتی ہیں، حالانکہ ان تابعین میں سے کثیر حضرات ہزار ہا احادیث کا ذخیرہ رکھتے تھے، اور امام صاحب کی اپنے شیوخ کے ساتھ نسبت تلمذ سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام صاحب نے ان سے کس حد تک احادیث حاصل کی ہوں گی۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے شیوخ حدیث کے اسمائے گرامی

- ۱۔ خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام اعظم کے پندرہ شیوخ کے نام لکھے ہیں جن سے آپ نے سماع حدیث کیا۔^(۱)
- ۲۔ امام موفق بن احمد کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے ”أما مشايخ أبي حنيفة من التابعين وغيرهم رحمهم الله تعالى“ کا عنوان قائم کر کے امام اعظم رحمہ اللہ کے دو سو اثنائیس^{۲۳۹} شیوخ حدیث کے اسماء تحریر کئے ہیں۔^(۲)
- ۳۔ امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے پچھترہ^{۷۵} شیوخ حدیث کے نام درج کئے ہیں۔^(۳)
- ۴۔ عظیم نقاد محدث امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے چالیس^۴ شیوخ حدیث کے نام لکھے ہیں۔^(۴)

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵

(۲) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۳۸۲

(۳) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۱۸، ۴۱۹

(۴) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۱، ۳۹۲

۵- امام ابن بزاز کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے حروفِ تہجی کے اعتبار سے امام اعظم رحمہ اللہ کے ایک سواکیانوے^(۱) شیوخ حدیث کے نام رقم کئے ہیں۔^(۱)

۶- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے سولہ^(۲) شیوخ حدیث کے نام درج کئے ہیں۔^(۲)

۷- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے چھتر^(۳) شیوخ حدیث کے نام لکھے ہیں۔^(۳)

۸- امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے تحقیق کر کے امام اعظم رحمہ اللہ کے تین سو^(۴) شیوخ حدیث کے نام حروفِ تہجی کے اعتبار سے لکھے ہیں۔^(۴)

امام اعظم رحمہ اللہ کے مشائخ و شیوخ کی جو فہرستیں ائمہ نے اپنی کتابوں میں درج کی ہیں، ان میں ہر ایک نے اپنی تحقیق کے مطابق آپ کے شیوخ کے نام بیان کئے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے کبار تابعین اساتذہ حدیث

امام صاحب رحمہ اللہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ نے مشائخ کی ایک بہت بڑی تعداد سے شرفِ تلمذ حاصل کیا، نیز آپ کے اساتذہ کسی مخصوص شہر یا علاقے کے رہنے والے نہیں تھے، بلکہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، شام، یمن وغیرہ تمام بلادِ اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے تھے، امام اعظم رحمہ اللہ کے اساتذہ کا پہلا طبقہ صحابہ کرام کا ہے، پھر کبار تابعین کا ہے، آپ نے اکابر تابعین کی جماعت سے سماعت اور روایت حدیث بھی کی ہے۔

علامہ محمد بن احمد بن عبد الہادی مقبسی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

روى عن جماعة من سادات التابعين وأئمتهم۔^(۵)

(۱) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۷۷۸

(۲) مہذب العہدیب: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۴۹

(۳) تبیيض الصحیفة فی مناقب أبي حنيفة: ذکر من روى عنهم الإمام أبو حنيفة من التابعين فمن بعدهم، ص ۲۵-۲۶

(۴) عقود الجمان فی مناقب أبي حنيفة النعمان: الباب الرابع، ص ۶۳-۸۷

(۵) مناقب الأئمة الأربعة: ص ۵۸

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے سادات تابعین اور ائمہ تابعین سے روایت کی ہے۔
علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے عنوان قائم کیا ہے ”شیوخ ابی حنیفہ
وأصحابہ“ اس کے تحت امام صاحب کے محدثین تابعین اساتذہ کرام کے اسماء ذکر کئے ہیں جو
درج ذیل ہیں:

وَسَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَمَّنْهُ، وَعَطِيَّةِ الْكُوفِيِّ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ هُرْمَزٍ الْأَعْرَجِ وَعِكْرِمَةَ، وَتَافِعَ، وَعَدِيَّ بْنَ ثَابِتٍ، وَعَمْرٍو بْنَ دِينَارٍ،
وَسَلَمَةَ بْنَ كَهْمَلٍ، وَقَتَادَةَ بْنَ دَعَامَةَ، وَأَبِي الزُّبَيْرِ، وَمَنْصُورٍ، وَأَبِي جَعْفَرٍ
مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ^(۱)

ان اسماء کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وعدد كثير من التابعين^(۲)

ان مذکورہ حضرات کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے تابعین سے روایت کی ہے۔
امام محمد بن عبد الرحمن ابن الغزلی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ نے تقریباً چار ہزار شیوخ تابعین سے اخذ علم کیا:

واخذ عن نحو أربعة آلاف شيخ من التابعين^(۳)

اساتذہ کی کثرت تعداد کے باوجود آپ نے علم حدیث میں اس قدر احتیاط کی ہے کہ بجز
ثقة اور عادل کے کسی سے روایت نہیں لی، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) بالسنہ آپ کا بیان نقل
کرتے ہیں:

أَخَذُ الْأَثَارَ الصَّحَاحَ عَنْهُ الَّتِي فَشَتْ فِي أَيْدِي الثَّقَاتِ عَنِ الثَّقَاتِ^(۴)

ترجمہ:- میں نے صرف ان ہی صحیح احادیث کو لیا ہے جن کو ثقة راوی ثقة راویوں
سے نقل کرتے آئے ہیں۔

(۲،۱) مناقب ابی حنیفہ وصاحبہ: ص ۱۹

(۳) دیوان الإسلام: الفصل الثالث في الكنى: ترجمة: الإمام أبو حنیفہ، ج ۲ ص ۱۵۲

(۴) مناقب الإمام ابی حنیفہ وصاحبہ: ص ۲۴

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اکثر اساتذہ روایت و درایت دونوں کے جامع تھے
 امام صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ آپ کے اکثر اساتذہ
 حدیث اور فقہ دونوں کے جامع تھے، چنانچہ محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ)
 فرماتے ہیں:

إن أكثر مشايخ الإمام كانوا جامعين بين الرواية والدراية. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ کے اکثر اساتذہ روایت و درایت دونوں کے جامع تھے۔

امام اعظم رحمہ اللہ نے خود ہی کبار تابعین میں سے اپنے بعض شیوخ اور اساتذہ کے
 اسمائے گرامی بھی بیان کئے ہیں، امام ابو عبد اللہ بن داؤد کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے
 دریافت کیا کہ آپ کو کن اکابر ائمہ سے شرف تلمذ حاصل ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

قَالَ: الْقَاسِمُ وَسَالِمًا. وَظَاوُسًا. وَعِكرِمَةً. وَعَبْدَ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ. وَالْحَسَنَ
 الْبَصْرِيَّ. وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ. وَأَبَا الزُّبَيْرِ. وَعَطَاءٌ. وَقَتَادَةُ. وَابْرَاهِيمَ.
 وَالشَّعْبِيَّ. وَنَافِعًا. وَأُمِّئَالَهُمْ. ^(۲)

ترجمہ:- قاسم (بن محمد بن ابی بکر) سالم (بن عبد اللہ بن عمر) طاؤس (بن
 کیسان)، عکرمہ، مکحول، عبد اللہ بن دینار، حسن بصری، عمرو بن دینار، ابو زبیر
 (محمد بن مسلم) عطاء بن ابی رباح، قتادہ، ابراہیم، شعبی، نافع اور ان جیسے
 دوسرے بزرگوں سے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے انہی عادل اور ثقہ شیوخ کے متعلق علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ
 اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تین مسانید دیکھنے کا موقع ملا، میں
 نے ان میں دیکھا:

لا يروى حديثاً إلا عن خيار التابعين العدول الثقات، الذين هم من
 خير القرون بشهادة رسول الله صلى الله عليه وسلم كالأسد وعلقمة،
 وعطاء، وعكرمة، ومجاهد ومكحول، والحسن البصري وأضرابهم فكل

(۱) شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص ۹

(۲) مسند أبي حنيفة للحصكفي: كتاب الفضائل، ص ۱۸۹، الناشر: الميزان ناشران و تاجران کتب لاہور

الرواة الذين هم بيده وبين رسول الله عدول، ثقات، أعلام، أخیار، ليس فيهم كذاب ولا متهم بكذب.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ ثقات، عدول اور خیارتا بعین کے سوا کسی سے ایک حدیث بھی روایت نہیں کرتے، یہ تابعین وہی ہیں جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے خیر القرون میں شمار کیا گیا ہے، ان میں اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، کھول، حسن بصری اور ان جیسے دوسرے اکابر تابعین شامل ہیں۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان سارے زوایا عدول، ثقات، نہایت بلند پایہ اور بہترین اوصاف کے حامل تھے، ان میں سے کوئی بھی کذاب اور متہم بالکذب نہیں تھا۔

امام شعرانی رحمہ اللہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کو جو علمی کمال حاصل ہے، وہ ان کے بعد کسی اور امام کو نصیب نہیں ہوا، کیونکہ ان کے سب زوایا اکابر تابعین ہیں، جو خیر القرون میں شمار ہونے کی بنا پر ثقاہت اور عدالت کے ساتھ متصف ہیں۔

امام صاحب کے چند اکابر شیوخ حدیث کے نام درج ذیل ہیں:

عطاء بن ابی رباح، ابواسحاق سبعی، محارب بن دثار، عبدالرحمن بن ہرمز اعرج، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، نافع مولیٰ ابن عمر، عامر بن شراحیل شعبی، عطیہ عوفی، عدی بن ثابت، عمرو بن دینار، سلمہ بن کہیل، قتادہ بن دعامہ، منصور بن معتمر، امام محمد بن علی باقر، امام جعفر صادق، ساک بن حرب رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ۔^(۲)

امام صاحب کی ذہانت اور علمی حرص و طلب سے یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ جن کبار محدث تابعین کے پاس آپ نے سالہا سال تک قیام کیا، اور ان سے علم حدیث اخذ کیا وہ ایک ایک، دو دو، یا چند احادیث پر مشتمل ہوگا، یہ دراصل آپ کے علمی کمال پر بہتان عظیم ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے علم حدیث میں اساتذہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین ہیں ان کے

(۱) المیزان الکبریٰ: ج ۱ ص ۶۸

(۲) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵ / مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۱۹

علاوہ کوئی نہیں، یعنی سب اساتذہ اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جس کی خیریت کی زبان نبوت نے گواہی دی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حدیث میں اساتذہ کے نام لکھتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

وعدد کثیر من التابعین۔^(۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے چھترے^{۷۶} اساتذہ کے نام ذکر کئے ہیں، حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الہی رحمہ اللہ نے حاشیہ میں ان تمام حضرات کے مختصر حالات بھی درج کئے ہیں۔^(۲)

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے حروفِ تہجی کی ترتیب پر نہایت تفصیل کے ساتھ تمام اساتذہ کے نام ذکر کئے ہیں۔^(۳)

علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

فی ذکر شیوخہ ہم کثیرون لا یسع هذا المختصر ذکرہم وقد ذکر
منہم الإمام أبو حفص الكبير أربعة آلاف۔^(۴)

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ کے اساتذہ اس قدر زیادہ ہیں کہ اس مختصر کتاب میں ان سب کا تذکرہ نہیں ہو سکتا، امام ابوحفص کبیر نے ان میں سے چار ہزار اساتذہ ذکر کئے ہیں۔

محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) فرماتے ہیں:

واعلم أن له مشايخ كثيرة من الصحابة والتابعين وأتباعهم وصلت
جملتهم أربعة آلاف۔^(۵)

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: شیوخ أبي حنيفة، ص ۱۹

(۲) دیکھئے تفصیلاً: تبیيض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ذکر من روی عنهم الإمام أبو حنيفة من التابعين
فمن بعدهم، ص ۲۵۲۲۵

(۳) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص ۸۷۳۶۳

(۴) الخيرات الحسان: الفصل السابع، ذکر شیوخہ، ص ۳۶

(۵) شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص ۸

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ کے اساتذہ صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین میں بہت ہیں، جن کی مجموعی تعداد چار ہزار ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث کی عظمت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اساتذہ کے معاملے میں سب ائمہ حدیث سے ممتاز کرنے والی چیز صحابہ کرام اور کبار تابعین کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا ہے۔ یہ اساتذہ ہی کی عظمت ہے جس کا اظہار خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سربراہ حکومت عباسیہ ابو جعفر منصور کے سامنے کیا:

دخل أبو حنيفة يوما على المنصور، وعنده عيسى بن موسى، فقال للمنصور: هذا عالم الدنيا اليوم، فقال له: يا نعبان! عمن أخذت العلم؟ قال: عن أصحاب عمر، عن عمر، وعن أصحاب علي، عن علي، وعن أصحاب عبد الله، عن عبد الله، وما كان في وقت ابن عباس على وجه الأرض أعلم منه، قال: لقد استوثقت لنفسك.^(۱)

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ، ابو جعفر منصور کے پاس آئے اس وقت دربار میں عیسیٰ بن موسیٰ موجود تھے، عیسیٰ نے امیر المؤمنین کو مخاطب کر کے کہا: اے امیر المؤمنین! ”ہذا عالم الدنيا اليوم“ یہ آج تمام دنیا کے عالم ہیں، ابو جعفر منصور نے امام ابوحنیفہ سے دریافت کیا: اے نعمان! تم نے کن لوگوں کا علم حاصل کیا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا: امیر المؤمنین! میں نے حضرت عمر، حضرت علی، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس کے اصحاب سے علم حاصل کیا ہے۔ تو ابو جعفر نے کہا: آپ تو علم کی ایک مضبوط چٹان پر کھڑے ہیں۔

”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام اعظم رحمہ اللہ کے مشائخ

امام اعظم رحمہ اللہ کے وہ مشائخ جن کو امام ذہبی نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذکر خير ابتداء أبي حنيفة بالنظر في العلم، ج ۱۳ ص ۳۳۵

- ۱- ایوب بن ابی تمیمہ ابو بکر سختیانی رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۳۱ھ
- ۲- الحکم بن عتیبہ ابو محمد الکوفی رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۱۵ھ
- ۳- ربیعہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۳۶ھ
- ۴- زید بن ابی انیسہ رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۲۵ھ
- ۵- سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۰۶ھ
- ۶- شیبان بن عبد الرحمن ابو معاویہ رحمہ اللہ طبعہ خامسہ ۱۶۳ھ
- ۷- طاوس بن کيسان ابو عبد الرحمن الیمانی رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۰۶ھ
- ۸- عامر الشعبي ابو عمر الہمدانی رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۰۴ھ
- ۹- عبد اللہ بن دینار ابو عبد الرحمن رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۲۷ھ
- ۱۰- عبد الرحمن ہرمز رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۱۷ھ
- ۱۱- عبد الملک بن عمیر رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۳۶ھ
- ۱۲- عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۱۴ھ
- ۱۳- عطاء بن یسار رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۱۳ھ
- ۱۴- عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۰۷ھ
- ۱۵- عمرو بن دینار الحافظ ابو محمد رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۲۶ھ
- ۱۶- عمرو بن عبد اللہ ابواسحاق رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۲۷ھ
- ۱۷- القاسم بن معین بن عبد الرحمن رحمہ اللہ طبعہ خامسہ ۱۷۵ھ
- ۱۸- قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ طبعہ خامسہ ۱۱۷ھ
- ۱۹- مبارک بن فضالہ القرشی رحمہ اللہ طبعہ خامسہ ۱۳۰ھ
- ۲۰- محمد بن المنکدر ابو عبد اللہ القرشی رحمہ اللہ طبعہ خامسہ ۱۳۰ھ
- ۲۱- مسلم بن قدوس ابو الزبیر المکی رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۲۸ھ
- ۲۲- محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۲۴ھ
- ۲۳- منصور بن المعتمر ابو عتاب الکوفی رحمہ اللہ طبعہ رابعہ ۱۳۲ھ
- ۲۴- نافع مولیٰ ابن عمر ابو عبد اللہ رحمہ اللہ طبعہ ثالثہ ۱۱۷ھ

طبقة رابعة ۱۴۶ھ

۲۵- ہشام بن عروہ القرشی رحمہ اللہ

طبقة رابعة ۱۴۳ھ

۲۶- یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ

یہ وہ حفاظِ حدیث ہیں جن کے تراجم امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں لکھے ہیں۔^(۱)

امام اعظم رحمہ اللہ طالبِ علم کی حیثیت سے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ھ میں سولہ سال کی عمر میں حج کیا، اور اسی حج میں تفقہ فی الدین کے موضوع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے یہ ارشاد سنا:

من تفقه فی دین اللہ کفاه اللہ ہمہ ورزقہ من حیث لا یحتسب۔
ترجمہ:- جس نے اللہ کے دین میں فقہت پیدا کی، اللہ اس کے رنج و غم میں کافی ہے، اور اس کو ایسے مقام سے رزق دے گا جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔

و حجت مع ابي سنة ست حلقة عظيمة، فقلت لأبي حلقة من هذه؟ قال:
حلقة عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي صاحب النبي صلى الله عليه
وسلم، فتقدمت فسمعته يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول: من تفقه في دين الله كفاه الله تعالى همه ورزقه من حيث
لا يحتسب.^(۲)

امام اعظم رحمہ اللہ کی زمانہ طالبِ علمی میں علمِ حدیث میں سبقت

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بیس سال کی عمر میں علمِ حدیث حاصل کرنا شروع کیا، اور جس محنت و کوشش سے انہوں نے اس علم کو حاصل کیا ان کے ہم عصروں میں سے بہت ہی کم نے اس محنت سے حاصل کیا ہوگا۔

(۱) ”امام اعظم اور علم حدیث“ ص ۳۶۹، ۳۷۰

(۲) جامع المسالید: الباب الثالث الفصل الأول: التعريض على الحسنات والتعذير عن السيئات، ج ۱ ص ۸۹

علامہ عبد الکریم بن محمد السمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) فرماتے ہیں:

واشتغل بطلب العلم وبالبغ فيه حتى حصل له مال لم يحصل لغيره. (۱)
ترجمہ:- امام صاحب طالب علمی میں مشغول ہوئے تو اس درجہ ہوئے کہ جس قدر ان کو علم حاصل ہوا دوسروں کو نہ ہوسکا۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) حافظ الحدیث امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ جو زمانہ طالب علمی میں کوفہ کے اندر امام صاحب کے رفیق درس تھے، ان سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا رفیق درس تھا، وہ علم حدیث کے طالب علم بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے، یہی حال زہد و تقویٰ میں ہوا، اور فقہ کا معاملہ تو تمہارے سامنے ہے:

قال مسعر بن کدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبننا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. (۲)

طلب حدیث کے لئے اَسفار

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے علم حدیث کے حصول کے لئے اَسفار بھی کئے، چنانچہ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

وعني بطلب الآثار وارتحل في ذلك. (۳)

امام صاحب رحمہ اللہ نے علم حدیث کی جانب خصوصی توجہ کی اور اس کے لئے اسفار کئے۔ مزید یہ بھی لکھتے ہیں:

إن الإمام أبا حنيفة طلب الحديث وأكثر منه في سنة مائة وبعدها. (۴)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث کی تحصیل کی بالخصوص ۱۰۰ھ اور اس کے بعد کے زمانے میں اس اخذ و طلب میں بہت زیادہ سعی کی۔

(۱) الأنساب: باب الرأ والالفه الراي. ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۶۵

(۲) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص: ۴۳

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲

(۴) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۶

صدر الائمہ موفق بن احمد کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے طلب علم میں بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ کا سفر کیا اور اکثر سال سال بھر کے قریب قیام رہتا تھا۔^(۱)

امام اعظم کا اپنے وقت کے چاروں علمی شہروں کے اکابر اہل علم سے استفادہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نور نظر نے جب آپ سے سوال کیا کہ حصول علم کے لئے کن ممالک کے اسفار کئے جائیں، تو آپ نے فرمایا: کوفہ، بصرہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف:
یرحل یکتب عن الکوفیین والبصریین وأهل المدینة ومکة۔^(۲)

امام احمد رحمہ اللہ نے مذکورہ فرمان میں سب سے پہلے کوفہ کا تذکرہ کر کے اس کی سیاست و اولیت کی اہمیت کو اجاگر کر دیا۔

اپنا مولد و مسکن ہونے کی وجہ سے سب سے پہلے امام اعظم رحمہ اللہ شہر کوفہ میں موجود علم حدیث کے تمام چشموں سے سیراب ہوئے، جب آپ علم حدیث حاصل کرنے لگے تو اس میں بہت جلد ترقی کی اور اپنے تمام ساتھیوں پر فوقیت حاصل کر گئے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے رفیق سفر امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۵ھ) کا بیان نقل کیا ہے:

طَلَبْتُ مَعَ أَبِي حَنِيفَةَ الْحَدِيثَ فَغَلَبْنَا وَأَخَذْنَا فِي الزُّهْدِ فَبَرَعَ عَلَيْنَا وَطَلَبْنَا مَعَ الْفَقْهَةِ فَجَاءَ مِنْهُ مَا نَكْرُوْنَ۔^(۳)

ترجمہ:- میں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا، تو وہ ہم پر غالب آ گئے، ہم زہد و تقویٰ میں مشغول ہوئے تو وہ ہم پر فوقیت لے گئے، اور جب ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کرنا شروع کیا تو اس میں انہوں نے جو کارنامہ سرانجام دیا تو وہ تمہارے سامنے ہے۔

شہر کوفہ محدثین اور حفاظ حدیث سے بھرا ہوا تھا، امام صاحب رحمہ اللہ نے یہاں کے تقریباً تمام محدثین سے استفادہ کیا، اور بڑی جستجو اور لگن کے ساتھ اخذ حدیث میں مصروف رہے یہاں

(۱) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۵۹

(۲) الرحلة في طلب الحديث: ص ۸۸

(۳) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۴۳

تک کہ کوفہ کی تمام احادیث کو جمع کر لیا۔ چنانچہ صدر الائمہ مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے جلیل القدر محدث امام یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) سے یہ سند نقل کیا ہے:

كَانَ النُّعْمَانُ جَمَعَ حَدِيثَ أَهْلِ بَلَدِهِ كُلِّهِ فَنَظَرَ إِلَى آخِرِ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ:- نعمان بن ثابت نے اپنے شہر کی تمام احادیث کو جمع کیا، پس آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل لیتے تھے۔

حافظ حدیث امام حسن بن صالح رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۹ھ) بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ عَارِفًا بِحَدِيثِ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَفَقَهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَكَانَ حَافِظًا لِفِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَخِيرَ الَّذِي قُبِضَ عَلَيْهِ بِمَا وَصَلَ إِلَى أَهْلِ بَلَدِهِ. (۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ تمام اہل کوفہ کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے امام تھے، اور اپنے شہر کے رہنے والے محدثین تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری افعال سے متعلق پہنچنے والی تمام احادیث کے حافظ تھے۔

امام حسن بن صالح رحمہ اللہ کے اس قول سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ کوفہ میں موجود جمیع محدثین اور فقہاء کے علم الحدیث اور فقہ الحدیث پر امام اعظم رحمہ اللہ کی خوب نظر تھی، اور بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل مبارک کے حافظ تھے، اس قول سے آپ کی عظیم محدثانہ شان اور فقیہانہ بصیرت کا خوب اندازہ ہوتا ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

أَنَا عَالِمٌ بِعِلْمِ أَهْلِ الْكُوفَةِ.

ترجمہ:- میں اہل کوفہ کے علم کا عالم ہوں۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے کوفہ کے علمی سرچشموں سے سیراب ہونے کے بعد حرمین شریفین کے اساطین علم سے استفادہ کیا اور متفرق طور پر تقریباً دس سال کا عرصہ وہاں گزارا۔

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روى عن أبي حنيفة في الأصول اللغوية عليها مذهب، ص ۲۵

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے زندگی میں پچپن حج کئے

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حرمین کا پہلا سفر سن ۹۶ھ میں سولہ سال کی عمر میں کیا، اس حج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے حدیث رسول سننے کی سعادت حاصل کی۔^(۱)

یہ آپ کی زندگی کا پہلا حج تھا، اس کے بعد یعنی سن ۹۶ھ سے لے کر سن ۱۵۰ھ تک ہر سال مسلسل آپ نے حج کیا ہے، آپ نے پچپن^{۵۵} حج کئے، اس روایت کو امام یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) نے درج ذیل الفاظ میں بیان کیا:

حج أبو حنیفة خمساً وخمسين حجة.^(۲)

آپ نے ہر سال حج کیا، صرف اپنے پچپن اور لڑکپن کے ابتدائی پندرہ سال جن میں آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔

بعض حضرات نے امام صاحب کے حجوں کی تعداد کو مبالغہ قرار دیا اور یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ ناممکن ہے، لیکن یہ اُن کی غلط فہمی ہے، ان ظاہر بینوں نے خیر القرون کے دور کو اپنے دور پر، اور سلف صالحین کو اپنے اوپر قیاس کیا، ہم چند سلف صالحین کا بطور نمونہ تذکرہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں کتنی کثرت کے ساتھ حج کئے۔

دس اکابر سلف صالحین جنہوں نے زندگی میں

کثرت کے ساتھ حج کئے

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے گیارہ حج کئے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیارہ حج کئے:

(۱) یہ واقعہ مکمل تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں: جامع المسانید: ج ۱ ص ۲۴ / مسند الإمام الأعظم: کتاب

العلم، ص ۲۰ / جامع بیان العلم وفضله: باب جامع فی فضل العلم، ج ۱ ص ۲۰۳

(۲) مناقب أبي حنیفة: ج ۱ ص ۲۵۳ / الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ج ۲ ص ۳۹۵

عن ابن عباس قال: حججت مع عمر بن الخطاب إحدى عشرة حجة. (۱)

۲- حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ نے اتنی حج کئے

اسود بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۷۵ھ) نے اپنی زندگی میں اتنی^۱ مرتبہ حج کئے:

حَجَّ الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ ثَمَانِينَ. (۲)

۳- حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے چالیس حج کئے

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ (متوفی ۹۴ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے

ہیں: ”الْإِمَامُ الْعَلَمُ، عَالِمُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَسَيِّدُ التَّابِعِينَ فِي زَمَانِهِ“۔ (۳)

یہی سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں چالیس مرتبہ حج کیا ہے:

سمعت ابن المسيب يقول: حججت أربعين حجة. (۴)

۴- حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ نے ساٹھ حج کئے

حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۹ھ) نے اپنی زندگی میں ساٹھ مرتبہ حج کیا:

حَجَّ عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ سِتِّينَ. (۵)

۵- امام مکی بن ابراہیم بن بشیر رحمہ اللہ نے ساٹھ حج کئے

امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاز اور ”صحیح بخاری“ میں موجود گیارہ ثلاثی روایات کے

راوی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید امام مکی بن ابراہیم بن بشیر رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے

ہیں کہ میں نے ساٹھ مرتبہ حج کیا ہے:

سمعت مكيًا يقول: حججت ستين حجة. (۶)

(۱) الطبقات الكبرى: ترجمة: عبد الله بن العباس، ج ۱ ص ۱۷۲

(۲) التاريخ الكبير: ج ۳ ص ۶۲، رقم الحديث: ۳۸۴۵

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج ۴ ص ۲۱۷

(۴) سير أعلام النبلاء: ترجمة: سعيد بن المسيب، ج ۴ ص ۲۲۲

(۵) التاريخ الكبير: ج ۳ ص ۱۵۹، رقم الحديث: ۳۲۶۶

(۶) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: مكي بن ابراهيم بن بشير، ج ۶ ص ۲۴۵

۶۔ امام سعید بن سلیمان ابو عثمان الواسطی رحمہ اللہ نے ساٹھ حج کئے
 امام سعید بن سلیمان ابو عثمان الواسطی رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۵ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے
 ساٹھ مرتبہ حج کیا ہے:

یقول: حججت ستین حجة. (۱)

۷۔ امام علی بن موفق رحمہ اللہ نے پچاس حج کئے

امام علی بن موفق رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۵ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے پچاس سے زیادہ حج ادا
 کئے، اور ان کا ایصالِ ثواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور اپنے والدین
 کو کیا:

قال: علي بن موفق حججت نيفاً وخمسين حجة فجعلت ثوابها للبي صلي
 الله عليه وسلم ولأبي بكر وعمر وعثمان وعلي ولأهوي. (۲)

۸۔ امام علی بن عبد الحمید بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے چالیس حج کئے

امام علی بن عبد الحمید بن عبد اللہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں چالیس مرتبہ
 حلب مقام سے فریضہ حج ادا کرنے گیا ہوں، اور ہر مرتبہ پیدل گیا ہوں، اور پیدل لوٹ کر آیا ہوں:
 اني حججت أربعين حجة على رجل من حلب ذاهباً وارجعاً. (۳)

۹۔ امام جعفر بن محمد نصیر بن القاسم رحمہ اللہ نے ساٹھ حج کئے

امام جعفر بن محمد نصیر بن القاسم رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۸ھ) کے متعلق امام محمد بن حسین رحمہ اللہ
 فرماتے ہیں کہ انہوں نے ساٹھ مرتبہ حج کیا:

قال محمد ابن الحسين: حج جعفر ستين حجة. (۴)

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: سعید بن سلیمان أبو عثمان الواسطی، ج ۹ ص ۸۷

(۲) طبقات الحنابلة: ترجمة: علی بن موفق أبو الحسن، ج ۱ ص ۲۳۱

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: علی بن عبد الحمید بن عبد الله، ج ۱۲ ص ۳۰

(۴) تاریخ بغداد: ترجمة: جعفر بن محمد نصیر بن القاسم، ج ۷ ص ۲۳۷

۱۰۔ امام حسن بن مسعود رحمہ اللہ نے اتنی حج کئے

امام حسن بن مسعود رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۸ھ) انتقال کے وقت فرمانے لگے کہ میں نے بیت اللہ کی مجاورت میں اتنی سال گزارے، اور اتنی مرتبہ حج ادا کیا، اور بیس ہزار عمرے ادا کئے، اور ہر دن طواف میں ایک قرآن کریم ختم کیا:

جَاوَرْتُ هَذَا الْبَيْتِ ثَمَانِينَ سَنَةً وَحَجَّجْتُ ثَمَانِينَ حَجَّةً وَاعْتَمَرْتُ عَشْرِينَ أَلْفَ عُمْرَةٍ وَخَتَمْتُ الْقُرْآنَ فِي الطَّوَافِ فِي كُلِّ يَوْمٍ خَتْمَةً.^(۱)
تلك عشرة كاملة.

اب سوال یہ ہے کہ آیا ان بلند پایہ محدثین اور سلف کی یہ تعداد بھی مبالغے پر محمول ہے یا ان حضرات نے کذب بیانی سے کام لیا ہے؟ معاذ اللہ!

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا پہلا سفر حج

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سب سے پہلا حج سن ۹۶ھ میں اپنے والد محترم حضرت ثابت رحمہ اللہ کے ساتھ کیا، اس بارے میں ان سے بذات خود درج ذیل روایت مروی ہے:

روى أبو حنيفة قال: ولدت سنة ثمانين و حججت مع أبي سنة ست وتسعين وأنا ابن ست عشرة سنة فلما دخلت المسجد الحرام رأيت حلقة عظيمة فقلت لأبي: حلقة من هذه؟ قال: حلقة عبد الله بن جزء الزبيدي صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فتقدمت فسمعته يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من تفقه في دين الله كفاة الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوا، اور میں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ ہجری میں ۱۶ سال کی عمر میں حج کیا، پس جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک بہت بڑا حلقہ دیکھا، سو میں نے اپنے والد

(۱) طبقات الفقهاء الشافعية لابن الصلاح. ترجمة: الحسن بن مسعود، ج ۱ ص ۲۵۳

(۲) جامع المسانيد: الباب الثالث. الفصل الأول، ج ۱ ص ۸۹

سے پوچھا یہ کس کا حلقہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ حضرت عبداللہ بن جزء الزبیدی کا حلقہ درس ہے، پس میں آگے بڑھا اور ان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا حرمین کی طرف پہلا سفر تھا جو آپ نے ۹۶ھ میں سولہ سال کی عمر میں کیا، ایک روایت کے مطابق آپ نے پچپن^{۵۵} حج کئے، یوں آپ نے ۹۶ھ سے لے کر ۱۵۰ھ تک ہر سال حج کے لئے سفر ججاز کیا، صرف پچپن اور لڑکپن کے پندرہ سال چھوڑے جن میں آپ نے حج نہ کیا۔

امام اعظم رحمہ اللہ کا حرمین شریفین میں مجموعی طور پر دس سال قیام

آج جدید دور میں ہمیں سفر کرنے کے جدید سے جدید ترین ذرائع اور سہولتیں میسر ہیں، مثلاً ہوائی جہاز، ریلوے اور بسیں ہیں جن کے باعث ہمارا سفر انتہائی آرام دہ اور آسان ہو گیا ہے، جبکہ کم و بیش تیرہ سو سال پہلے تک ان جدید ذرائع آمد و رفت کا نام و نشان تک نہ تھا، سفر کرنا انتہائی تکالیف اور مشکلات سے پُر تھا، یہی حال سفر حج کا بھی ہے۔

مصائب سفر کی زیادتی کے باعث اگر ایک سفر حج کی مدت بمعہ قیام حرمین ۲ ماہ بھی فرض کر لی جائے تو سفر حج اور قیام حرمین کا یہ عرصہ ایک سو دس ماہ یعنی تقریباً ۹ سال بنتا ہے۔ کوئی شخص اس عرصہ قیام کو کم کرنا چاہے تو اگر عرصہ قیام کو ایک مہینہ بھی کر لیں تو اس کا نصف ساڑھے چار سال بنتا ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے حرمین شریفین میں قیام کی کم از کم مدت اس سے ہرگز کم نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ امام صاحب حرمین شریفین میں جائیں اور وہاں محدثین کی صحبتوں سے فیضیاب نہ ہوتے ہوں، جبکہ وہاں حج بھی کرنا ہو تو امام صاحب کی وہاں مدت قیام کم از کم چار سال بن جاتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ قیام حرمین اس قیام کے علاوہ ہے جس کا ذکر سطور ذیل میں علیحدہ سے آ رہا ہے، اور جو حرمین شریفین کے مستقل قیام پر مبنی ہے۔

یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ حج کے ان سفروں کے علاوہ بھی

مزید چھ سال مستقل طور پر حرمین شریفین میں قیام پذیر رہے۔ ۱۳۰ھ میں بنو امیہ کے حکمران مروان ثانی نے کوفہ کا گورنر یزید بن عمر ابن ہبیرہ کو مقرر کیا، اور اس کو لکھا کہ ابوحنیفہ کو مجبور کرو کہ وہ ہماری حکومت میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بنیں یا وزیر خزانہ بن جائیں۔ ابن ہبیرہ نے امام صاحب کو حاکم وقت کا پیغام سنایا اور منصب سنبھالنے پر مجبور کیا، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اس پاداش میں اس نے آپ کو قید اور کوڑوں کی سزا سنائی۔ ہر روز قید خانے سے نکال کر آپ کو کوڑے لگائے جاتے۔

امام اعظم رحمہ اللہ ۱۳۰ھ میں بنو امیہ کی ظالمانہ روش سے پریشان ہو کر نقل مکانی کر کے حرمین شریفین چلے گئے تھے۔ اس عرصے کے دوران آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ قیام کیا۔ آپ ۱۳۰ھ سے لے کر ۱۳۶ھ تک چھ سال حرمین شریفین میں مقیم رہے۔ ان چھ سالوں کے دوران بنو امیہ کی حکومت ختم ہونے کے بعد آپ خلافت عباسیہ کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر عبداللہ بن محمد منصور عباسی کے دور میں واپس تشریف لائے۔

امام موفق بن احمد کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) اور علامہ ابن بزاز کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے اس واقعے کو تفصیلاً اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

درج بالا تحقیق سے ثابت ہوا کہ امام اعظم کا کم از کم ساڑھے چار سال حج کے سفروں کا قیام، اور ۱۳۰ھ سے ۱۳۶ھ تک چھ سال مستقل قیام حرمین شریفین میں رہا۔ چھ سال اور ساڑھے چار سال کا عرصہ ملانے سے مجموعی طور پر امام اعظم رحمہ اللہ کا مکہ اور مدینہ میں قیام کا کل عرصہ ساڑھے دس سال تک بنتا ہے، تقریباً گیارہ برس کے اس طویل قیام سے حرمین شریفین میں علم الحدیث کا کون سا ذخیرہ باقی بچ گیا ہوگا جو امام اعظم رحمہ اللہ نے اپنی جھولی میں جمع نہیں کیا ہوگا۔

امام اعظم رحمہ اللہ نے بیس سے زائد مرتبہ بصرہ کا سفر کیا

حرمین شریفین اور کوفہ کے بعد اس دور میں علم الحدیث کا تیسرا بڑا مرکز بصرہ تھا، جہاں حضرت عتبہ بن غزوہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو ہریرہ سلمی، حضرت عبداللہ بن مغفل المزنی، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو زید انصاری، حضرت عمرو بن الخطاب، حضرت ثابت بن زید، حضرت عبداللہ بن الشخیر، حضرت اقرع بن حابس، حضرت قیس بن عاصم، حضرت عبداللہ بن

سر جس، حضرت میسرہ بن الفجر، حضرت سلمان بن عامر الضبی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اقامت اختیار کی۔^(۱)

امام صاحب نے درج بالا تمام صحابہ کرام کا علمی فیض اپنے بھرے کے اکابر شیوخ امام حسن بن یسار بصری، عاصم بن سلیمان احول، بکر بن عبد اللہ مزنی، ثابت بن اسلم بنانی، قتادہ بن عامر، میمون بن سیاہ، شعبہ بن حجاج رحمہم اللہ سمیت دیگر اکابرین کے ذریعے حاصل کیا۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کا علمی فیض سینے کے لئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ۲۰ مرتبہ بصرہ کا سفر کیا۔ کوفہ کی طرح جو علم الحدیث بصرہ میں تھا آپ نے اسے بیس مرتبہ سے زائد سفر کر کے حاصل کیا۔

امام یحییٰ بن شیبان رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

دخلت البصرة ليلاً وعشرين مرة منها ما أقيم سنة وأقل وأكثر.^(۲)

ترجمہ:- میں بصرہ میں بیس سے زائد مرتبہ گیا، ان سفروں کے دوران میں وہاں سال یا سال سے کم یا سال سے زیادہ عرصہ قیام کرتا۔

خلاصہ بحث یہی ہے کہ اپنا مولد و مسکن ہونے کی وجہ سے سب سے پہلے امام اعظم رحمہ اللہ کوفہ میں موجود علم الحدیث کے تمام چشموں سے سیراب ہوئے۔ اس کے بعد جو علم الحدیث سرزمین حجاز یعنی مکہ و مدینہ میں تھا، اس کو ذخیرہ علم کا حصہ بنایا، اس کے ساتھ ساتھ آپ نے خصوصاً بصرہ میں موجود علم الحدیث کو بھی اپنے سینے میں محفوظ کیا۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ حدیث

تفقہ فی الدین اور فقہ القرآن والحدیث کی بدولت امام صاحب کے گرد بیک وقت ہزار ہا شاگردوں کا جھگڑا ہوتا تھا جو آپ کے فیضان علمی سے مستفید ہوتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی صحیح تعداد کو جاننا بے حد مشکل ہے کیونکہ آپ کے تلامذہ ساری دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے تھے۔

(۱) معرفة علوم الحديث: النوع العالي والاربعين، ص ۱۹۱

(۲) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۵۹ / الجواهر البضیئة فی طبقات الحنفیة: ج ۱ ص ۶۸

۱- محدث کبیر امام الجرح والتعديل محمد بن احمد بن عثمان الذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۸ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کے محدثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روى عنه من المحدثين والفقهاء عدلاً لا يحصون.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ سے اتنے محدثین اور فقہاء نے روایت کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔

۲- امام احمد بن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۷ھ) نے بھی اسی حقیقت کو اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہے:

الفصل الثامن في ذكر الآخذين عنه الحديث والفقهاء: قيل: استيعابهم متعذراً لا يمكن ضبطه. وقد ذكر منهم بعض متأخري المحدثين في ترجمته نحو الثمانمائة مع ضبط أسماءهم ونسبهم.^(۲)

ترجمہ:- آٹھویں فصل: امام ابو حنیفہ سے حدیث اور فقہ حاصل کرنے والوں کا بیان: علماء نے کہا کہ امام صاحب کے شاگردوں کا احاطہ مشکل ہے ان کُل کو ضبط تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں۔ بعض متأخرین محدثین امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں ان کے آٹھ سو (۸۰۰) کے قریب شاگردوں کے اسماء اور نسب کو احاطہ تحریر میں لائے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسے عظیم و جلیل القدر محدث، فقیہ اور مجتہد سے یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا کہ ان کے ہزار ہا تلامذہ اور اصحاب نہ ہوں؟ ان کے تو ایک ایک حلقہ درس میں طالبان علم کا ایک بہت بڑا مجمع ہوتا تھا۔

بعض محدثین اور مؤرخین نے تحقیق کر کے اپنی کتب میں درج کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اخذ حدیث، روایت حدیث اور فہم حدیث حاصل کرنے والے شاگردوں اور تلامذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچتی ہے۔

۳- علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) اپنی کتاب ”الجواهر المضيئة“ کے

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۰

(۲) الخيرات الحسان: الفصل الثامن: ص ۳۷

خطبے میں امام اعظم رحمہ اللہ کے کل تلامذہ کی تعداد لکھتے ہیں:

روی عن أبي حنيفة ونقل مذهبه نحو من أربعة آلاف نفر.^(۱)

ترجمہ:- تقریباً چار ہزار افراد نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا اور فقہ حنفی کو نقل کیا۔

۴- امام قرشی رحمہ اللہ مذکورہ بالا کتاب کے ”الباب الثالث“ میں پھر امام اعظم رحمہ اللہ کے محدثین تلامذہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

روی عنه الجهم الغفیر وقد تقدم في أول خطبة كتابي الجواهر هذا أنه

روی عنه نحو أربعة آلاف نفس.^(۲)

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ سے جہم غفیر نے روایت کیا، اور میری اسی کتاب ”الجواهر“ کے خطبے میں گزر چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے تقریباً چار ہزار نفوس نے روایت کیا۔

امام صاحب کے بعض محدثین تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

سفيان بن سعيد ثوري، عبد الله بن مبارك، حماد بن زيد، هشيم بن بشير، وكيع بن جراح، عباد بن عوام، جعفر بن عون، جرير بن حازم، مسلم بن خالد، ابو معاوية، ابو عبد الرحمن مقي، يزيد بن هارون، علي بن عاصم، قاضي ابو يوسف، محمد بن حسن شيباني، عمرو بن محمد عنقزي، عبد الرزاق بن همام اور دیگر ائمہ حدیث رحمہم اللہ۔^(۳)

امام صاحب کے شیوخ حدیث اور تلامذہ حدیث کی کثرت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ہزار ہا احادیث کے حافظ ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے چھیانوے تلامذہ کے اسمائے گرامی

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تعداد کئی ہزار ہے، ان کے معاصرین میں کسی محدث یا فقیہ کے تلامذہ کی تعداد اتنی زیادہ نہیں ہے۔

(۱) الجواهر البضیة فی طبقات الحنفیة: مقدمة، ج ۱ ص ۳

(۲) الجواهر البضیة فی طبقات الحنفیة: فصل فی ذکر مولده ووفاته، ج ۱ ص ۲۸

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة. النعمان بن ثابت: ج ۱۳ ص ۳۲۵

علامہ ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۲ھ) نے تقریباً آپ کے ۹۶ تلامذہ کے نام ذکر

کئے ہیں:

روی عنہ: إبراهيم بن طهمان، والأبيض بن الأغبر بن الصباح المنقري، وأسباط بن محمد القرشي، وإسحاق بن يوسف الأزرق، وأسد بن عمرو البجلي القاضي، وإسماعيل بن يحيى الصيرفي، وأيوب بن هاني الجعفي، والجارود بن يزيد النيسابوري، وجعفر بن عون، والحارث بن نبهان، وحبان بن علي العنزي، والحسن بن زياد اللؤلؤي، والحسن بن فرات القزاز، والحسين بن الحسن بن عطية العوفي، وحفص بن عبد الرحمن البلخي القاضي، وحكام بن سلم الرازي، وأبو مطيع الحكم بن عبد الله البلخي، وابنه حماد بن أبي حنيفة، وحمزة بن حبيب الزيات، وخارجة بن مصعب السرخسي، وداود بن نصير الطائي، وأبو الهذيل زفر بن الهذيل التميمي، وزيد بن الحباب العكلي، وسابق الرقي، وسعد بن الصلت قاضي شيراز، وسعيد بن أبي الجهم القابوسي، وسعيد بن سلام بن أبي الهيثاء العطار البصري، وسلم بن سالم البلخي، وسليمان بن عمرو النخعي، وسهل بن مزاحم، وشعيب بن إسحاق الدمشقي، والصباح بن محارب، والصلت بن الحجاج الكوفي، وأبو عاصم الضحاك بن مخلد، وعامر بن الفرات النسوي، وعائذ بن حبيب، وعباد بن العوام، وعبد الله بن المبارك، وعبد الله بن يزيد المقرئ، وأبو يحيى - عبد الحميد بن عبد الرحمن الحماني (ت)، وعبد الرزاق بن همام، وعبد العزيز بن خالد الترمذي، وعبد الكريم بن محمد الجرجاني، وعبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد، وعبد الوارث بن سعيد، وعبيد الله بن الزبير القرشي، وعبيد الله بن عمرو الرقي، وعبيد الله بن موسى، وعتاب بن محمد بن شاذب، وعلي بن ظبيان الكوفي القاضي، وعلي بن عاصم الواسطي، وعلي بن مسهر، وعمرو بن محمد العنقزي، وأبو

قطن عمرو بن الہیثم القطعی، وعیسیٰ بن یونس (س)، وأبو نعیم
الفضل بن دکن، والفضل بن موسیٰ السینانی، والقاسم بن الحكم
العربی، والقاسم بن معن المسعودی، وقیس بن الربیع، ومحمد بن أبان
العنبری الکوفی، ومحمد بن بشر العبدی، ومحمد بن الحسن بن أثن
الصنعانی، ومحمد بن الحسن الشیبانی، ومحمد بن خالد الوہبی، ومحمد
ابن عبد اللہ الأنصاری، ومحمد بن الفضل بن عطیة، ومحمد بن القاسم
الأسدی، ومحمد بن مسروق الکوفی، ومحمد بن یزید الواسطی، ومروان
بن سالم، ومصعب بن المقدام، والمعانی بن عمران الموصلی، ومکی بن
إبراهیم البلخی، وأبو سهل نصر بن عبد الکرم البلخی المعروف
بالصیقل، ونصر بن عبد الملک العتکی، وأبو غالب النظر بن عبد اللہ
الأزدی، والنظر بن محمد المروزی، والنعمان بن عبد السلام
الأصبہانی، ونوح بن دراج القاضی، وأبو عصبة نوح بن أبی مریم،
وهشیم بن بشیر، وهوذة بن خلیفة، والھیاج بن بسطام البرجمی،
ووکیع بن الجراح، ومیحی بن أبوب المصری، ومیحی بن نصر بن حاجب،
ومیحی ابن یمان، ویزید بن زریع، ویزید بن ہارون، ویونس بن ہکیر
الشیبانی، وأبو إسحاق الفزازی، وأبو حمزة السکری، وأبو سعد
الصاغانی، وأبو شہاب الحنط، وأبو مقاتل السمرقندی، والقاضی أبو
یوسف^(۱)

علامہ محمد بن یوسف الصالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے حروف تہجی کے اعتبار سے تقریباً
ستر صفحات میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کے نام ذکر کئے ہیں، جنہوں نے مندرجہ ذیل
ملکوں اور شہروں سے آکر امام صاحب سے علم حاصل کیا:

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بصرہ، کوفہ، واسط، موصل، جزیرہ، رقة، نصیبین، رملہ، مصر،
یمن، بحرین، بغداد، کرمان، اصفہان، استرآباد، حلوان، ہمدان، نہاوند، رے، قوس، دامغان،

(۱) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۲۹، ص ۲۲۲ تا ۲۲۴

طبرستان، جرجان، بخارا، سمرقند، صغانیان، ترمذ، بلخ، ہرات، قہستان، خوارزم، مدائن، حمص وغیرہ۔ امام صاحب کے تلامذہ کی تفصیلی فہرست کے لئے ” عقود الجمان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان “ کا مطالعہ کریں۔^(۱)

ارباب فضل و کمال کا اجتماع

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں علماء و فضلاء کی ایک بڑی جماعت شریک ہوتی تھی، ان میں ہر علم و فن کے مشاہیر حضرات شریک ہوتے تھے، امام و کعب بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) نے فرمایا:

کیف یقدر أبو حنیفة یُحَظُّ ومعه مثل أبی یوسف وزفر فی قیاسہما،
ومثل یحییٰ بن أبی زائدة وحفص بن غیاث وحبان ومندل فی حفظہم
المحدیث، والقاسم بن معن فی معرفتہ باللغة العربیة، وداود الطائی،
وفضیل بن عیاض فی زہدہما وورعہما؛ من کان هؤلاء جلساؤہ لم
یکد یُحَظُّ لانه ان اخطأ رحدہ إلى الحق.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کسی دینی معاملے میں غلطی کیسے کر سکتے ہیں؟ جب کہ ان کے ہاں مجلس درس میں ہر علم و فن کے اہل کمال موجود ہوتے ہیں، امام ابو یوسف، امام زفر بن ہذیل، امام محمد بن حسن جیسے قیاس و اجتہاد میں ماہر، یحییٰ بن ابی زکریا، حفص بن غیاث، حبان بن علی، اور مندل بن علی جیسے حدیث کی معرفت و حفظ میں ماہر، قاسم بن معن جیسے لغت و عربیت میں، داود بن نصر طائی اور فضیل بن عیاض جیسے جو زہد و تقویٰ میں اپنا مثل نہیں رکھتے ہیں، جس شخص کے حلقہ درس میں ایسے اہل علم شریک رہتے ہوں وہ غلطی کیسے کر سکتا ہے؟ اگر کوئی ایسی بات ہوگی تو یہ حضرات رہنمائی کریں گے۔

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان: الباب الخامس، ص ۸۸، ۱۵۹۲

(۲) تاریخ بغداد: ترجمہ: یعقوب بن ابراہیم أبو یوسف القاضی، ج ۱۳، ص ۲۵۰

نوسلسل حدیث جن کی انتہا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ہوتی ہے

۱- امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کا فن حدیث میں مقام اس درجے کا تھا کہ کبار محدثین کرام ان کے شاگرد تھے، امام احمد، علی بن مدینی، عبد اللہ بن مبارک، اسحاق بن راہویہ، ابن ابی شیبہ، یحییٰ بن اکثم رحمہم اللہ جیسے بڑے محدث ان کے شاگرد تھے، اور امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔
علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

ویفتی بقول أبي حنيفة. (۱)

۲- امام بخاری رحمہ اللہ، امام احمد بن منیع رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام احمد بن منیع رحمہ اللہ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۳- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام شافعی رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۴- حافظ ابو نعیم اور امام ابو یعلیٰ اور امام ابو القاسم رحمہم اللہ فن حدیث میں بشر بن ولید رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور بشر بن ولید رحمہ اللہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۵- امام ترمذی اور امام ابن خزیمہ رحمہم اللہ امام مسلم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام مسلم رحمہ اللہ امام احمد رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام احمد رحمہ اللہ اسد بن عمرو قاضی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور اسد بن عمرو رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۶- امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہم اللہ بن ابراہیم رحمہم اللہ کے شاگرد ہیں، اور بن ابراہیم رحمہم اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۷- امام ابو داؤد رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہم اللہ امام احمد رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام

احمد رحمہ اللہ فضل بن دکین رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور فضل بن دکین رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۸- امام طبرانی اور ابن عدی رحمہ اللہ ابو عوانہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور ابو عوانہ مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ جو امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاد ہیں، یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۹- امام بخاری رحمہ اللہ علی بن الجعد رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور علی بن الجعد رحمہ اللہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔^(۱)

علم حدیث میں مہارت و امامت

حافظ الحدیث یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أبو حنیفة تقیانقیار اهدا عالما صدوق اللسان أحفظ أهل زمانه.^(۲)
ترجمہ:- امام ابو حنیفہ پاکیزہ سیرت، متقی، پرہیزگار، عالم، صداقت شعار اور اپنے زمانے میں بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاد مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو حنیفة زاهدا عالما راغباً في الآخرة صدوق اللسان أحفظ أهل زمانه.^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ پرہیزگار، عالم، آخرت کے راغب، بڑے راست باز اور اپنے معاصرین میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔

شیخ الاسلام حافظ ابو عبد الرحمن مقرئ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کوئی حدیث روایت کرتے تو ان الفاظ کے ساتھ کرتے تھے:

أخبرنا شاہان شاہ.

ہمیں علم حدیث کے شہنشاہ نے خبر دی۔

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور معترضین، ص: ۱۶۳۱۰

(۲) أخبار أبي حنیفة وأصحابه، ذکر ما روی فی زہدہ، ص: ۳۸

(۳) مناقب أبي حنیفة، ج ۱، ص ۹۵ بحوالہ ما تمس إليه الحاجة، ص ۱۰

یہ حافظ ابو عبد الرحمن مقرئ رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں، انہوں نے امام صاحب رحمہ اللہ سے نو سو^{۹۰۰} احادیث سنی ہیں:

سمع من الإمام تسع مائة حديث.^(۱)

امام ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری رحمہ اللہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں، مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں:

عدی صنادیق الحديث ما أخرجت منها إلا اليسير الذي ينتفع به.^(۲)
علامہ محمد بن یوسف صامی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) امام صاحب رحمہ اللہ کی عظیم محدثانہ حیثیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اعلم رحمك الله أن الإمام أبا حنيفة من كبار حفاظ الحديث وقد تقدم أنه أخذ عن أربعة آلاف شيخ من التابعين وغيرهم وذكره الحافظ الناقد أبو عبد الله الذهبي في كتابه المتمتع طبقات الحفاظ من المحدثين منهم ولقد أصاب وأجاد. ولولا كثرة اعتناؤه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه فإنه أول من استنبطه من الأدلة.^(۳)

ترجمہ:- معلوم ہونا چاہئے کہ امام ابو حنیفہ کبار حفاظ حدیث میں سے ہیں، اور یہ بات گزر چکی ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار شیوخ تابعین وغیرہ سے تحصیل علم کیا ہے، اور حافظ ناقد امام ذہبی نے اپنی مفید ترین کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں حفاظ محدثین میں امام صاحب کا بھی ذکر کیا ہے، یہ ان کا انتخاب بہت خوب اور نہایت درست ہے، اگر امام صاحب تکثیر حدیث کا مکمل اہتمام

(۱) مناقب أبي حنيفة للكردي: ج ۲ ص ۲۱۶

(۲) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۵، بحوالہ ما تمس إليه الحاجة: ص ۱۰

(۳) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹

نہ کرتے تو مسائل فقہیہ کے استنباط کی استعداد ان میں نہ ہوتی، جبکہ دلائل سے مسائل کا استنباط سب سے پہلے انہوں نے ہی کیا ہے۔

علم دس حضرات پر دائر ہے

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں علم کا مدار تین حضرات ہیں: امام مالک، امام لیث بن سعد، امام سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ:

قال الشافعي: العلم يدور على ثلاثة: مالك والليث وابن عيينة. (۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں ان تینوں مذکورہ ائمہ حدیث کے ساتھ مزید سات حضرات اور بھی ہیں:

قلت: بل وعلى سبعة معهم. وهم: الأوزاعي والثوري ومعر وأبو حنيفة وشعبة والحمادان. (۲)

امام اوزاعی، سفیان ثوری، امام معمر، امام ابو حنیفہ، امام شعبہ، امام حماد بن زید، حماد بن سلمہ رحمہم اللہ پر علم دائر ہے۔

آپ دیکھ رہے ہیں امام ذہبی رحمہ اللہ جو بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے نقدِ رجال میں استقرائے تام کے مالک تھے، ان اکابر ائمہ حدیث کے زمرے میں جن پر علوم حدیث دائر ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بھی شمار کر رہے ہیں، یہ امام صاحب کے کبار محدثین کے صف میں ہونے کی کتنی بڑی دلیل ہے، اور یہ کس قدر معتبر شہادت ہے اس کا اندازہ اہل علم ہی کر سکتے ہیں۔

علم شریعت کے مدوّنِ اوّل

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أنه أول من دون علم الشريعة ورتبها أبواباً، ثم تبعه مالك بن أنس في ترتيب الموطأ ولم يسبق أباحنيفة أحد، لأن الصحابة والتابعين لم يضعوا في علوم الشريعة أبواباً مبنية ولا كتباً مرتبة، وإنما يعتمدون

عن قوة حفظهم فلما رأى أبو حنيفة العلم منتعرا وخاف عليه الضياع دونه فجعله أبواباً.^(۱)

ترجمہ: سب سے پہلے امام ابو حنیفہ نے علم شریعت کی تدوین کی اور ابواب میں اس کی ترتیب دی ہے، پھر امام مالک نے موطا میں ان کی پیروی کی ہے، امام ابو حنیفہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا، کیونکہ حضرات صحابہ کرام و تابعین نے علوم شریعت میں ابواب اور کتابوں کی ترتیب کا کوئی اہتمام نہیں کیا، وہ تو صرف اپنے حافظے پر اعتماد کرتے تھے، جب امام ابو حنیفہ نے علوم کو منتشر دیکھا اور اس کے ضائع ہونے کا خوف ہوا تو ابواب میں اس کو مدون کیا۔

علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۷ھ) فرماتے ہیں:

أنه أول من دَوَّن علم الفقه ورتبه أبواباً وكتباً على ما هو عليه اليوم، وتبعه مالك في موطئه ومن قبله إنما كانوا يعتمدون على حفظهم، وهو أول من وضع كتاب الفرائض وكتاب الشروط.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے سب سے پہلے فقہ کی تدوین کی ہے اور اس کو ابواب اور کتب میں مرتب کیا ہے جیسا کہ آج موجود ہے، پھر ان کی پیروی امام مالک نے موطا میں کی ہے، اس سے قبل لوگ حافظے پر بھروسہ کرتے تھے، اور سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط بھی امام ابو حنیفہ ہی نے وضع کی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت حدیث کے لئے شرط

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اپنی سند سے علامہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی

(۱) تبیيض الصعيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: الإمام أبو حنيفة أول من دَوَّن علم الشريعة، ص: ۱۲۹

(۲) الخيرات الحسان: الفصل الثاني عشر، الصفات التي تميز بها على من بعده، ص: ۴۳

حدیث پائے لیکن اسے یاد نہیں تو وہ کیا کرے؟ علامہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا:

كان أبو حنيفة يقول: لا تحدث إلا بما تعرف وتحفظ. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کو بیان کرنے کا مجاز نہیں ہے، وہ صرف وہی حدیث بیان کر سکتا ہے جو اسے یاد ہو۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں:

سمعت سفيان الثوري يقول: كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذابا عن حرم الله أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات وبالأخر من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم وما أدرك عليه علماء الكوفة ثم شنع عليه قوم يغفر الله لنا وله. ^(۲)

ترجمہ:- میں نے سفیان ثوری سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ امام ابو حنیفہ علم کے حاصل کرنے میں بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور وہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی ہو اور صحیح ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علمائے کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا، مگر پھر بھی ایک قوم نے بلا وجہ ان پر طعن کیا، اللہ تعالیٰ ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تمام علوم میں مہارت

امام صاحب رحمہ اللہ کے مناقب نگاروں نے لکھا ہے:

كان الإمام أبو حنيفة أخذاً من العلوم بأوفر نصيب. أما علم الكلام فقد تقدم أنه بلغ فيه مبلغاً يشار إليه بالأصابع وناهيك به أنه سلم إليه علم النظر والقياس وإصابة الرأي حتى قالوا فيه أبو حنيفة إمام أهل الرأي. وأما علم الأدب والنحو فبلغ فيه الغاية ولا

(۱) الكفاية في علم الرواية: باب ذكر من روى عنه من السلف إجازة الرواية من الكتاب الصحيح،

ص ۲۳۱

(۲) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ترجمة: عيسى بن يونس، ص ۱۳۲

التفات إلى ما قاله بعض أعدائه فقد ذكر الملك المعظم عيسى بن أيوب في الرد عليه من المسائل الفقهية التي بنى أبو حنيفة أقواله فيها على علم العربية ما إن وقفت عليه لرأيت العجب الحجاب من تمكنه في هذا العلم وحسن استنباطه. وأما الشعر فقد رويوا عنه من نظمه أشياء عظيمة النفع. وأما القراءات فقد أفردها بالتأليف قراءات انفرد بها ورووها عنه بالأسانيد وهي مذكورة مشهورة في كتب التفاسير وغيرها ومن أفردها أبو القاسم الزمخشري^(۱).

ترجمہ:- آپ نے علوم کا بہت بڑا حصہ پایا تھا، علم کلام میں تو آپ کی طرف انگلیاں اٹھتی تھیں۔ قیاس اور اصابتِ رائے تو کمال پر تھی یہاں تک کہ آپ کو ”امام اہل الرائے“ کا خطاب بلا شرکتِ غیر دیا گیا۔ علم ادب اور عربیت میں بھی کمال حاصل تھا، بہت سے مسائلِ فقہیہ کی بنیاد ہی عربیت پر ہے، اور کیوں نہ ہو جب کہ ان کی عربیت کے خلاف ان کے مخالفین نے جو باتیں کہی ہیں عیسیٰ بن ایوب رحمہ اللہ نے ان کا رد ان ہی مسائلِ فقہیہ کو ذکر کر کے کیا ہے۔ شعر گوئی کے سلسلے میں ان سے نظم نقل کی گئی ہے جو کثیر النفع ہے۔ علم قراءات کے سلسلے میں لوگوں نے مستقل تصنیفات کی ہیں، اور کتبِ تفسیر وغیرہ میں بھی ان کی سند سے قراءتیں مذکور ہیں، جیسا کہ علامہ زمخشری نے ذکر کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ثقاہت و عدالت

فنِ اسماء الرجال کے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق سوال کیا گیا، کیا وہ حدیث میں ثقہ تھے؟ تو حضرت نے فرمایا: ثقہ تھے، ثقہ تھے، اللہ کی قسم! ان کی شان اس سے بہت بلند و بالا تھی کہ وہ جھوٹ کہتے:

حدثنا أحمد بن الصلت الحماني قال: سمعت يحيى بن معين وهو يسأل

(۱) علو الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص: ۱۶۵

عن أبي حنيفة ثقة هو في الحديث؛ قال: نعم ثقة ثقة. والله! أورع من أن يكذب، وهو أجل قدراً من ذلك. ^(۱)

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ علی بن المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان سے سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، کسب بن جراح، عباد بن عوام، جعفر بن عون رحمہم اللہ روایت کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں:

وقال علي بن المديني: أبو حنيفة روى عنه الثوري وابن المبارك وحماد بن زيد وهشيم وو كيع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون، وهو ثقة لا بأس به. ^(۲)

علامہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ثقہ تھے، صرف وہی حدیث بیان کرتے تھے جو ان کو ازبر یاد ہوتی تھی، اور جو حدیث ان کو یاد نہ ہوتی تو وہ اس کو بیان نہ کرتے تھے:

كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظ، ولا يحدث بما لا يحفظ. ^(۳)

محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) حدیث کی سند کے راویوں پر بحث کرتے ہوئے امام الجرح والتعديل یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

(یحییٰ بن سعید) هذا هو القطان إمام الجرح والتعديل وأول من صنف فيه، قاله الذهبي. وكان يفتي بمذهب أبي حنيفة رحمه الله تعالى وتلميذه وكيع بن الجراح تلميذ للثوري وهو أيضاً حنفى. ونقل ابن معين: أن القطان سئل عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى، فقال: ما رأينا أحسن منه رأياً وهو ثقة. ونقل عنه أنى لم أسمع أحداً يجرح على أبي

(۱) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت ذكر ما قاله العلماء في ذم رايه، ج ۱۳ ص ۴۲۲

(۲) جامع بيان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرائى، ج ۲ ص ۱۰۸۲

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت ذكر ما قاله العلماء في ذم رايه، ج ۱۳ ص ۴۲۲

حنيفة رحمه الله تعالى، فعلم أن الإمام الهمام رحمه الله تعالى لم يكن
مخرجاً إلى زمن ابن معين رحمه الله تعالى. (۱)

ترجمہ:- یحییٰ سے مراد یحییٰ بن سعید القطان ہیں جو جرح و تعدیل کے امام ہیں،
اور یہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے اس فن میں کتاب تصنیف کی ہے،
ان کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق
فتویٰ دیا کرتے تھے، اور ان کے شاگرد و کعب بن جراح، حضرت سفیان ثوری
کے شاگرد ہیں اور وہ بھی حنفی ہیں۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ
حضرت یحییٰ بن سعید القطان سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں پوچھا گیا تو
فرمایا: ہم نے ان سے اچھی رائے والا کوئی نہیں دیکھا، اور وہ ثقہ ہیں۔ علامہ یحییٰ
بن معین سے نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ امام
ابو حنیفہ پر جرح کرتا ہو۔ پس اس سے معلوم ہو گیا کہ یحییٰ بن معین کے زمانے
تک امام صاحب مجروح نہیں تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اکابر اہل علم کا سماعت حدیث

۱- شیخ الاسلام عبد اللہ بن یزید مقرئ رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸ھ) کے بارے میں امام
کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

سمع من الإمام تسعة حديث. (۲)

۲- علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے امام حماد بن زید رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کے حالات میں

نقل کیا ہے:

وَرَوَى حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً. (۳)

ترجمہ:- حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں۔

(۱) فیض الباری شرح صحیح البخاری: کتاب العلم، باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغولہم
بالموعظة والعلم، ج ۱ ص ۲۵۱

(۲) مناقب أبي حنيفة للكردی: ج ۲ ص ۲۳۱

(۳) الانتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ثناء العلماء علی أبي حنيفة، حماد بن زید، ج ۱ ص ۱۳۰

۳- علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ مشہور محدث خالد بن عبد اللہ الواسطی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کے حالات میں نقل کیا:

وَرَوَى عَنْهُ خَالِدُ الْوَاسِطِيِّ أَحَادِيثَ كَثِيرَةً^(۱)

ترجمہ:- امام خالد الواسطی نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔

۴- امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۳ھ) سے حافظ حارثی رحمہ اللہ نے یہ سند متصل نقل کیا ہے:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيرا^(۲)

ترجمہ:- میں نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں۔

۵- علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے نقل کیا کہ امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) امام وکیع رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَقْدِمُهُ عَلَى وَكَيْعٍ وَكَانَ يُفْتِي بِرَأْيِ أَبِي حَنِيفَةَ وَكَانَ يَحْفَظُ حَدِيثَهُ كُلَّهُ وَكَانَ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ حَدِيثًا كَثِيرًا^(۳)

ترجمہ:- میں وکیع پر کسی کو مقدم نہیں کرتا، وکیع امام ابو حنیفہ کی رائے پر فتویٰ دیتے تھے، اور ان کو امام ابو حنیفہ کی ساری حدیثیں یاد تھیں، وکیع نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں۔

۶- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) کے ترجمے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ: لِمَعْمَدِ بْنِ شِهَابٍ الشَّاعِي عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادِ اللَّوْلُؤِيِّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَوَايَاتٍ كَثِيرَةً^(۴)

(۱) الانتقام في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، خالد الواسطي، ج ۱ ص ۱۳۶

(۲) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۴۰

(۳) جامع بيان العلم وفضله: باب ما جاء في هذه القول في دين الله تعالى بالرأي، ج ۲ ص ۱۰۸۲

(۴) تاريخ بغداد: ترجمة: الحسن بن زياد أبو على اللؤلؤي، ج ۷ ص ۳۲۸، رقم الترجمة: ۳۸۲۷

ترجمہ:- امام محمد بن شجاع ^{ثعلبی} نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی سے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

امام حسین بن حسن بن عطیہ بن سعید رحمہ اللہ کے ترجمے میں امام ابو بکر محمد بن خلف بن حیان المعروف وکیع رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۶ھ) نے نقل کیا ہے:

كَانَ الْعَوْفِيُّ كَثِيرَ الرِّوَايَةِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۱)

ترجمہ:- امام حسین بن حسن نے امام ابو حنیفہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔

۷- مشہور محدث امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) جن کی مشہور تصنیف ”مصنف عبدالرزاق“ جو گیارہ بلدوں میں محقق العصر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کی تحقیق سے ”المکتب الاسلامی“ بیروت سے چھپی ہے، علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بکثرت احادیث کا سماع کیا ہے:

وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ كَثِيرًا. ^(۲)

۸- امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے ابو محمد عبداللہ بن محمد بن وہب الدینوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۰۸ھ) کے ترجمے میں نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے امام ابو زرعة رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ھ) سے پوچھا کہ اے ابو زرعة! آپ کو امام ابو حنیفہ کی امام حماد سے روایت کردہ کتنی احادیث یاد ہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے احادیث سننے کا ایک سلسلہ شروع کر دیا: فقلت: يا أبا زرعة! ما تحفظ لأبي حنيفة عن حماد؟ فسر دأحاديث. ^(۳)

۹- علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بے شمار محدثین و فقہاء نے روایت نقل کی ہے۔

وَرَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لَا يُحْصَوْنَ. ^(۴)

(۱) أخبار القضاة: ذكر قضاة بغداد وأخبارهم، ج ۳ ص ۲۶۷

(۲) الاستذكار: كتاب المكاتيب باب الشرط في المكاتب، ج ۷ ص ۴۲۲

(۳) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو محمد عبد الله بن محمد بن وهب، ج ۲ ص ۲۲۷، رقم الترجمة: ۷۵۶

(۴) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۰

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اڑتیس^{۳۸} کبار محدثین کرام کے اسمائے گرامی نقل کئے ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے حدیث روایت کی ہے، ان میں امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاذ اور صحیح بخاری کے گیارہ ثلاثیات کے راوی مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ، اور چھ ثلاثی روایات کے راوی ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ، امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک، سفیان ثوری، ابوبکر بن عیاش، عبدالرزاق بن ہمام رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر ائمہ بھی اس میں شامل ہیں، استفادے کی غرض سے میں پوری عبارت نقل کر دیتا ہوں تاکہ قارئین کرام خود ملاحظہ فرمائیں:

وَرَوَى عَنْهُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَالْفُقَهَاءِ عِدَّةٌ لَا يُحْصَوْنَ فَمِنْ أَقْرَانِهِ: مُغِيرَةُ بْنُ مُقْسِمٍ، وَزَكْرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، وَمِسْعَرُ بْنُ كِدَامٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَمَالِكُ بْنُ مِغُولٍ، وَيُونُسُ بْنُ أَبِي اسْحَاقَ، وَمَعْنُ بْنُ بَعْدَهُمُ: زَائِدَةُ، وَشَرِيكُ، وَالْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَجَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكَيْعٌ، وَالْمُعَارِي، وَأَبُو اسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِ، وَالْمُعَاوِيُّ بْنُ عَمْرَانَ، وَزَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، وَسَعْدُ بْنُ الصَّلْتِ، وَمَيْمُونُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، وَأَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، وَعَبْدُ الرَّازِقِ بْنُ هَمَّامٍ، وَحَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقَرِّي، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، وَهُذُودَةُ بْنُ خَلِيفَةَ، وَأَبُو أُسَامَةَ، وَأَبُو يَحْيَى الْحَمَّانِيُّ، وَابْنُ لُمُكٍ، وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ.^(۱)

یہ وہ اکابر محدثین ہیں جن میں سے ہر ایک علم حدیث وفقہ کا آفتاب و ماہتاب ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے ناقدین، اسماء الرجال جیسے دقیق فن پر گہری نظر رکھنے والے امام کی یہ شہادت اتنی مضبوط ہے کہ اس کا اندازہ اہل علم حضرات ہی کر سکتے ہیں۔

۱۰۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) سے ان کے نامور شاگرد

علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے امام صاحب کے متعلق نقل کیا ہے:

بأنه كان يرى إله لا يحدث إلا بما حفظه منذ سمعه إلى أدائه فللهذا قلت
الرواية عنه وصارت روايته قليلة بالنسبة لذلك وإلا فهو في نفس
الأمر كثير الرواية. (۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے یہ شرط لگائی تھی کہ آدمی صرف اس حدیث کو بیان
کرنے کا مجاز ہے کہ جو حدیث اس کو سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے
وقت تک برابر یاد ہو، اس شرط کی وجہ سے آپ کی روایات کا دائرہ کم ہو گیا، ورنہ
حقیقت میں آپ کثیر الروایات تھے۔

بارہ اکابر اہل علم کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو

ائمہ حدیث میں شمار کرنا

۱۔ محدث کبیر امام ابو عبد اللہ حاکم نیشابوری رحمہ اللہ

محدث کبیر امام ابو عبد اللہ حاکم نیشابوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے امام صاحب کو
مشہور ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے، انہوں نے اپنی کتاب ”معرفة علوم الحديث“ کی انچاسویں
نوع، جس کا عنوان ہے:

هَذَا التَّوَعُّ مِنْ هَذِهِ الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ الْأَئِمَّةِ الْفُقَهَاتِ الْمَشْهُورِينَ مِنْ
التَّابِعِينَ وَاتَّبَاعِهِمْ مَعْنَى يَجْمَعُ حَدِيثَهُمْ لِلْحِفْظِ، وَالْمُنْذَرَةِ وَالْمُبْرَكِ
بِهِمْ، وَبِذِكْرِهِمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْغَرْبِ. (۲)

ترجمہ:- تابعین اور اتباع تابعین میں سے اُن ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی
معرفت کہ جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لئے جمع کی جاتی ہیں اور ان

(۱) الجواهر والدرر فی ترجمہ شیخ الإسلام ابن حجر، توثیق الإمام أبي حنيفة، ج ۲ ص ۹۳۶، ۹۳۷

(۲) معرفة علوم الحديث: ذكر النوع التاسع والأربعين، ص ۲۵۵

کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے، اور جن کا تذکرہ مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔

اس نوع میں انہوں نے تمام مشہور بلادِ اسلامیہ کے ائمہ ثقات کے نام ذکر کئے ہیں، اور کوفہ کے ائمہ کی فہرست میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کا بھی ذکر کیا ہے۔

۲- شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۶ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ائمہ حدیث ہونے کی تصریح کی ہے، چنانچہ ایک مسئلے کے ذیل میں فرماتے ہیں:

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَالْغَوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَإِسْحَاقَ بْنَ رَاهَوِيَةَ وَأَبِي ثَوْرٍ وَأَبِي عُبَيْدٍ وَهَؤُلَاءِ أَيْمَةُ الْفِقْهِ وَالتَّحْدِيثِ فِي أَغْصَارِهِمْ^(۱)

ترجمہ:- یہی قول مالک، شافعی، ابو حنیفہ، ثوری، اوزاعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابو ثور، ابو عبید رحمہم اللہ کا ہے، اور یہ سب اپنے اپنے زمانے میں فقہ اور حدیث کی امامت کا شرف رکھتے تھے۔

نیز امام موصوف ایک مسئلے کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہی قول امام مالک، شافعی، ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور ان کے اصحاب کا ہے اور یہ سب اپنے اپنے زمانے میں رائے (فقہ) اور حدیث کے امام تھے:

وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِمْ وَهَؤُلَاءِ أَيْمَةُ الرَّأْيِ وَالتَّحْدِيثِ فِي أَغْصَارِهِمْ^(۲)

نیز امام موصوف نے ایک اور مسئلے کے ذیل میں بھی امام صاحب کوفہ اور حدیث کا امام شمار کیا ہے:

(۱) التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد عبد الله بن أبي بكر بن حزم، الحديث الثالث والعشرون،

ج ۱ ص ۳۹۷

(۲) الاستدكار، كتاب القرآن باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن، ج ۲ ص ۴۷۲

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَالْقَوَرِيُّ وَجَمَاعَةُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ
وَالْحَدِيثِ. ^(۱)

۳- علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ

علامہ ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور
آپ کے اُستاد حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ اور آپ کے تلامذہ میں امام ابو یوسف اور امام محمد
رحمہ اللہ سب کو ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے:

وحماد بن أبي سليمان وأبو حنيفة، وأبو يوسف، ومحمد بن الحسن. وهؤلاء
كلهم أئمة الحديث. ^(۲)

۴- شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو محدثین،
مفسرین، صوفیاء اور فقہاء چاروں طبقے کے امام تسلیم کرتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ لَا يُطْلَقُ عَلَى اللَّهِ اسْمُ الْجِسْمِ كَلَأَمَّةِ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالتَّفْسِيرِ
وَالتَّصَوُّفِ وَالْفِقْهِ، مِثْلِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَأَتْبَاعِهِمْ. ^(۳)

ترجمہ:- وہ حضرات جو اللہ تعالیٰ پر اسم جسم کا اطلاق نہیں کرتے مثلاً حدیث،
تفسیر، تصوف اور فقہ کے ائمہ جیسے ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام
شافعی، امام احمد رحمہم اللہ) اور ان کے قبیحین ہیں۔

۵- امام محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی رحمہ اللہ

امام محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) صاحب المشكاة بھی امام

(۱) الاستذکار، کتاب الطہارۃ باب التیمم، ج ۱ ص ۳۱۳

(۲) الملل والنحل، الفصل الخامس: المرجئة: الصالحية، ج ۱ ص ۱۳۶

(۳) منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ القدیدۃ الوجہ الخامس وفیہ الرد التفصیلی، ج ۲

صاحب کوفہ حدیث میں امام تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ موصوف آپ کے مناقب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إماما في علوم الشريعة.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ علوم شریعت کے امام تھے۔

ظاہر ہے کہ علوم شریعہ میں علم حدیث بھی شامل ہے، لہذا اس بیان سے آپ کا علم حدیث میں بھی امام ہونا ثابت ہو گیا۔

۶- امام محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی رحمہ اللہ

امام محمد بن احمد بن عبد الہادی مقدسی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۴ھ) نے اپنی کتاب ”طبقات علماء الحديث“ میں آپ کا ترجمہ لکھ کر آپ کے ائمہ محدثین میں سے ہونے کی صاف تصریح کی ہے۔^(۲)

۷- عظیم نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ

فنِ اسماء الرجال کے مسلم امام، رجال و حدیث پر گہری نظر رکھنے والے، جن کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: هو من أهل الاستقرار التام في نقد الرجال۔ عظیم نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے طبقات محدثین پر ایک مستقل کتاب لکھی جس کا نام ”المعین فی طبقات المحدثین“ ہے، موصوف اس کتاب کی ابتدا میں فرماتے ہیں:

فهذا مقدمة في ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية.

ترجمہ:- اس مقدمے میں ان لوگوں کے اسماء کا تذکرہ ہے جو بلند پایہ حاملین

احادیث نبویہ ہیں۔

کتاب کے آخر میں ہے:

(۱) الإكمال في أسماء الرجال مع مشكاة المصابيح، ج ۲ ص ۶۲۳، الناشر: قدیمی کتب خانہ

(۲) طبقات علماء الحديث، ج ۱ ص ۲۶۰

والی هنا انتهى التعريف بأسماء كبار المحدثين والمسلمين.

ترجمہ:- یہاں کبار محدثین اور مسندین کے اسماء کی تعریف اختتام کو پہنچ گئی۔

اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کے اسم گرامی کو نمایاں ذکر کیا ہے، بلکہ آپ کو انہوں نے محدثین کے جس طبقے میں ذکر کیا ہے، اس کا عنوان یوں قائم کیا ”طبقة الأعمش وأبي حنيفة“ اس سے آپ کا علم حدیث میں بلند پایہ مقام ہونا آفتاب کی طرح روشن ہے۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے نہایت باخبر ائمہ جرح و تعدیل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے:

فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف فقال: أبو حنيفة ما رايت أكذب من جابر الجعفي.^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، اور اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذكرة الحفاظ“ میں آپ کا تذکرہ کیا، اگر امام ابو حنیفہ کو علم حدیث میں دسترس اور بلند پایہ مقام حاصل نہ ہوتا تو کبھی امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کا تذکرہ نہ کرتے، کیونکہ آپ نے اپنی اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جو قلیل الحدیث ہے، اور اگر کسی قلیل الحدیث شخص کا ذکر انہوں نے ضمناً کر بھی دیا تو ساتھ یہ بھی وضاحت کر دی کہ یہ شخص چونکہ قلیل الحدیث ہے اس لئے میں نے اس کو حفاظ میں شمار نہیں کیا۔ مثلاً مشہور فقیہ خارجہ بن زید رحمہ اللہ (متوفی ۹۹ھ) کے متعلق یہ فرماتے ہیں:

خارجه بن زيد بن ثابت الأنصاري المدني: أحد الفقهاء من كبار العلماء إلا أنه قليل الحديث فلهذا لم أذكره في الحفاظ.^(۳)

ترجمہ:- یہ فقہاء اور کبار علماء میں سے ایک ہیں، لیکن چونکہ قلیل الحدیث ہیں اس لئے میں نے ان کو حفاظ میں ذکر نہیں کیا۔

(۱) المعين في طبقات المحدثين، طبقة الأعمش وأبي حنيفة، ص ۵۱

(۲) ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، ص ۱۷۶

(۳) تذكرة الحفاظ: ترجمة: خارجه بن زيد بن ثابت، ج ۱، ص ۷۱، رقم الترجمة: ۸۲

امام ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک امام اعظم رحمہ اللہ بھی خارجہ بن زید کی طرح اگر قلیل الحدیث ہوتے تو آپ کو کبھی حفاظ حدیث میں شمار نہ کرتے، اور اپنی اس کتاب میں ”امام اعظم“ کے لقب کے ساتھ آپ کا تذکرہ نہ کرتے۔^(۱)

۸- علامہ ابن قیم رحمہ اللہ

شیخ الاسلام علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے نامور شاگرد اور آپ کے علوم کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فی حدیث کے ائمہ میں شمار کرتے ہیں:

وَأَمَّا طَرِيقَةُ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَأُئِمَّةُ الْحَدِيثِ كَالشَّافِعِيِّ وَالْإِمَامِ أَحْمَدَ وَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَابْنِ خَرِيقٍ وَاسْتَحَقَّ فَعَكُسَ هَذِهِ الطَّرِيقُ.^(۲)

ترجمہ:- صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ حدیث جیسے امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام بخاری، امام اسحاق بن راہویہ ہیں، ان کا طریقہ ان لوگوں کے طریقے کے برعکس تھا۔

۹- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) اپنی کتاب ”تقریب التہذیب“ کے باب الکنی میں فرماتے ہیں:

ابو حنیفۃ: النعمان بن ثابت، الإمام المشهور.^(۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا آپ کو ”امام“ کہنا آپ کے ”امام فی الحدیث“ ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ یہ کتاب راویان حدیث پر مشتمل ہے۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: أبو حنیفۃ الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۶، رقم الترجمة: ۱۶۳

(۲) إعلام الموقعین عن رب العالمین، یصار الی الاجتہاد والی القیاس عند الضرورة، ج ۲ ص ۲۰۹

(۳) تقریب التہذیب باب الکنی، حرف الحاء، ج ۱ ص ۶۳۵، رقم: ۸۰۶۷

۱۰- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

۱۰- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے امام صاحب کا تذکرہ حفاظ حدیث

میں کیا ہے۔^(۱)

۱۱- علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ

۱۱- صاحب ”سبل الہدی والرشاد“ علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ

(متوفی ۹۴۲ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق باقاعدہ ایک عنوان قائم کیا ہے:

فی بیان کثرة حدیثہ و کونہ من أعیان الحفاظ من المحدثین۔

ترجمہ:- یہ باب اس بیان میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کثیر الحدیث اور جلیل القدر حفاظ حدیث محدثین میں سے ہیں۔

اس باب کے ذیل میں آپ فرماتے ہیں:

و ذکرہ الحفاظ الناقد أبو عبد اللہ الذہبی فی کتابہ المتسع طبقات المحدثین منهم، ولقد أصاب وأجاد، ولولا کثرة اعتناہ بالحدیث ما تمیأ له استنباط مسائل الفقہ، فإنه أول من استنبطہ من الأدلة، وعدم ظهور حدیثہ فی الخارج لا يدل علی عدم اعتناہ بالحدیث كما زعمہ بعض من یحسده، وليس كما زعم.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کو حافظ ناقد ابو عبد اللہ ذہبی نے اپنی مبسوط کتاب طبقات المحدثین (تذکرۃ الحفاظ) میں حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، اور تحقیق انہوں نے درست اور بہتر کیا ہے، اگر آپ نے علم حدیث حاصل کرنے کا بہت زیادہ اہتمام نہ کیا ہوتا تو آپ مسائل فقہ کا استنباط کیسے کر سکتے تھے؟ حالانکہ آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے ادلہ شرعیہ (قرآن و حدیث) سے فقہ کو

(۱) دیکھئے تفصیلاً: طبقات الحفاظ، الطبقة الخامسة، ترجمة: أبو حنیفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۸۰، رقم

الترجمة: ۱۵۶

(۲) علود الجہان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹، ۳۲۰

مستنبط کیا ہے، اور آپ کی احادیث کا خارج میں ظاہر نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ آپ کا حدیث کے ساتھ شغف نہیں تھا، جیسا کہ آپ کے بعض حاسدین کا غلط گمان ہے۔

۱۲- علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی شافعی رحمہ اللہ

۱۲- علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) امام صاحب کے متعلق

فرماتے ہیں:

إنه من أهل الشأن.^(۱)

ترجمہ:- بے شک امام ابو حنیفہ اہل فن حدیث (محدثین) میں سے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ محدث بنانے والے تھے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

أول من أقعدني للحديث وفي رواية: أول من صبرني محدثاً أبو حنيفة وقال سفیان: قدمت الكوفة فقال أبو حنيفة: إن هذا أعلم الناس بحديث عمرو بن دينار فاجتمعوا علي فحدثهم.^(۲)

ترجمہ:- سب سے پہلے جس شخص نے مجھے حدیث کے لئے بٹھایا، اور ایک روایت میں ہے کہ اول جس شخص نے مجھے محدث بنایا وہ امام ابو حنیفہ ہیں، میں کوفہ آیا تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ یہ شخص (سفیان بن عیینہ) عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے مروی روایات کے لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں، سو لوگ میرے پاس جمع ہو گئے اور میں نے ان کو حدیثیں بیان کیں۔

شیخ عبدالفتاح ابو غندہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جلالتِ شان کی بڑی دلیل ہے، اور تعدیلِ رجال میں

(۱) عقد الجواهر الثمین مع شرحه الفضل البین: ص ۱۰۶

(۲) مرآة الجنان: سنة ثمان وتسعين ومائة ترجمة: سفیان بن عیینہ، ج ۱ ص ۳۵۲

ان کے قول پر لوگوں کے اعتماد میں بھی، پس امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نہ صرف محدث تھے، بلکہ وہ لوگوں کو محدث بنانے والے تھے:

وفیه دلیل عظیم علی جلالۃ ابي حنیفۃ فی علم الحدیث واعتماد الناس
علی قوله تعدیل الرجال فلم یکن محدثاً فقط بل کان ممن یجعل
الرجال محدثین^(۱).

متفق علیہ شخصیت کے متعلق جرح مردود ہے

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

الصواب عندنا أن من ثبتت إمامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه
وندر جارحوه وكانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب
مذهبي أو غيره فإننا لا نلتفت إلى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة وإلا
فلو فتحنا هذا الباب وأخذنا بتقديم الجرح على إطلاقه لما سلم لنا
أحد^(۲).

ترجمہ:- ہمارے نزدیک صحیح اور درست بات یہ ہے کہ جس کی امامت وعدالت
ثابت ہو جائے اور اس کی مدح کرنے والے زیادہ، جرح کرنے والے کم ہوں
اور کوئی قرینہ بھی اس بات پر دلالت کرے کہ اس شخصیت پر جو جرح کی گئی وہ
مذہبی تعصب یا کسی دیگر ذنبی اغراض کی وجہ سے کی گئی ہے، جیسا کہ ہم عمروں
میں ہوتا ہے، تو ایسی جرح قابل قبول نہیں ہے، اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے
تو کوئی شخص بھی جرح سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

والصحيح في هذا الباب أن من صحت عدالته وثبتت في العلم إمامته
وبانت ثقته وبالعالم عنایتہ لم يلتفت فيه إلى قول أحد^(۳).

(۱) قواعد فی علوم الحدیث: ابو حنیفہ امام ثلثہ حافظ للحدیث مکثر عنہ، ص ۳۱۶

(۲) قاعدة فی الجرح والتعديل: من ثبتت إمامته وعدالته وكثر مادحوه، ص ۱۹

(۳) جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضهم فی بعض، ج ۲، ص ۱۰۹۳

ترجمہ:- اس باب کے اندر درست بات یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کی عدالت، دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو، ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:
 أنه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أن الضابط ما نقوله من أن ثابت العدالة لا يلتفت فيه إلى قول من تشهد القرائن بأنه متعامل عليه إما التعصب مذهبي أو غيره^(۲)

ترجمہ:- ضابطہ یہ ہے کہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ جس کی عدالت ثابت ہو اس کے بارے میں اس شخص کی بات قابل التفات ہی نہیں ہے جس سے متعلق قرائن یہ شہادت دیتے ہوں کہ وہ زیادتی یا تعصب مذہبی وغیرہ کی وجہ سے الزام قائم کرتا ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جس شخص کی عدالت، دیانت، ثقاہت ثابت ہو تو پھر کسی شخص کی جرح سے جو کہ متعصب یا متشدد ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر ہر شخص کی جرح کا اعتبار کر لیا جائے تو پھر اس اُمت میں کوئی شخص بھی جرح سے نہیں بچ سکے گا، جب جرح بھی مبہم ہو اور مذہبی تعصب، عناد، یا حسد کی بنا پر ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

بندے نے سوائے اکابر اہل علم کی آراء، جو ان شاء اللہ! آگے آئیں گی، جن میں امام داربجرت مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، سفیان ثوری، امام اعظم، امام وکیع بن جراح، امام مکی بن ابراہیم، امام ابو عاصم النبیل، امام عمر بن راشد، عمرو بن دینار، امام مسعر بن کدام، امام داود

(۱) الروض الباسم فی اللب عن سنة أبي القاسم: الوهم الحادی عشر، ج ۱ ص ۳۰۸

(۲) طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: أحمد بن صالح المصري أبو جعفر الطبري، قاعدة في الجرح والتعديل، ج ۲ ص ۹

الطائی، امام شعبہ بن حجاج، امام عطاء بن ابی رباح، فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، امام الجرح والتعذیل یحییٰ بن سعید القطان، امام حفص بن عبد الرحمن، امام حسن بن صالح، امام ابن سماک، عبد الرحمن بن مہدی، امام یحییٰ بن آدم، عبد اللہ بن داود، امام علی بن مدینی، امام ابو یوسف، امام ابن الوزیر الیمانی، علامہ ابن عبد البر مالکی، علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ تاج الدین سبکی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی اور دیگر اکابر محدثین و فقہاء رحمہم اللہ کے اقوال باحوالہ نقل کئے ہیں جو انہوں نے امام صاحب کے متعلق کہے ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی اگر کسی راوی کے ثقہ ہونے کی گواہی دے تو اسے قبول کر لیا جاتا ہے، لیکن اتنی بڑی جماعت امام صاحب کی ثقاہت کی گواہی دے رہی ہے تو چند متعصبین یا متشددین کی جرح کی وجہ سے ان اکابر اہل علم کی ان شہادتوں کو رد کر دیا جاتا ہے، جب کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی مدح میں ان اکابر نے کتابیں لکھیں ہیں جو خود اس لائق تھے کہ ان کی شان میں کتابیں لکھی جائیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی مدح و توصیف کرنے والوں کی کثرت

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الاستیعاب فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقہاء مالک والشافعی وأبی حنیفہ“ میں پہلے چھبیس^۱ اکابر محدثین و فقہاء کے امام صاحب کی توثیق و توصیف سے متعلق تفصیلی اقوال نقل کئے، پھر اکتالیس^۲ علم و فضل کے آفتاب و ماہتاب کے اسماء نقل کئے ہیں کہ یہ سب امام صاحب رحمہ اللہ کی مدح کرتے ہیں گویا ۶۷ اکابر اہل علم امام صاحب کی مدح و توصیف کرتے ہیں۔^(۱)

بندے نے اکابر اہل علم کے توثیقی اقوال باحوالہ نقل کر دیئے ہیں، جن میں فقہائے کرام، محدثین عظام، ائمہ جرح و تعدیل، شوافع، حنابلہ، مالکیہ، علمائے احناف رحمہم اللہ کی کثیر تعداد میں شہادتیں نقل کر دی ہیں جو منصف مزاج قاری کے لئے کافی و شافی ہیں، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علم و فضل، امامت و شہرت کے جس بلند و بالا مقام پر ہیں، ان کی عظمت شان بذات خود انہیں ائمہ جرح و تعدیل کی انفرادی تعدیل و توثیق سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

(۱) دیکھئے تفصیل کے ساتھ: الاستیعاب فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقہاء مالک والشافعی وأبی حنیفہ، ص ۱۹۳ تا

علامہ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۷ھ) فرماتے ہیں:

وجملته أن الراوى لا يخلو إما أن يكون معلوم العدالة أو معلوم
الفسق أو مجهول الحال، فإن كانت عدالته معلومة كالصحابة أو أفاضل
التابعين كالحسن وعطاء والشعبي والنخعي وأجلاء الأئمة كمالك
وسفيان وأبي حنيفة والشافعي وأحمد وإسحاق ومن يجري مجرى مجراهم
وجب قبول خبره ولم يجب البحث عن عدالته.^(۱)

ترجمہ:- جرح و تعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت
معلوم و مشہور ہوگی یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہوگا، یا وہ مجہول الحال ہوگا، اگر اس
کی عدالت معلوم ہو جیسے کہ حضرات صحابہ کرام یا افاضل تابعین، جیسے حسن
بصری، عطاء بن رباح، عامر شعبی، ابراہیم نخعی یا ان جیسے بزرگ ترین ائمہ دین
جیسے امام مالک، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق
بن راہویہ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں، تو ان کی خبر قبول کی جائے گی اور ان کی
عدالت و توثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہوگی۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۷ھ) فرماتے ہیں:

ونعتقد أن أبا حنيفة ومالكا والشافعي وأحمد والسفانين والأوزاعي
وإسحاق بن راهويه وداود الظاهري وابن جرير وسائر أئمة المسلمين
على هدى من الله في العقائد وغيرها ولا الشقاق إلى من تكلم فيهم عما
هم بريئون منه فقد كانوا من العلوم الدنية والمواهب الإلهية
والاستنباط الدقيقة والمعارف الغزيرة والدين والورع والعبادة
والزهادة والجلالة بالمحل لا يسامى.^(۲)

ترجمہ:- ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری،
سفیان بن عیینہ، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، داود ظاہری، ابن جریر طبری اور

(۱) اللمع فی أصول الفقه: باب القول فی الجرح والتعديل، ص ۷۷

(۲) جمع الجوامع للسبکی: ج ۳ ص ۳۳۱

سارے ائمہ مسلمین رحمہم اللہ عقائد و اعمال میں منجانب اللہ ہدایت پر تھے اور ان ائمہ دین پر ایسی باتوں کی حرف گیری کرنے والے جن سے یہ بزرگان دین بڑی تھے مطلقاً لائق التفات نہیں ہیں، کیونکہ یہ حضرات علوم لدنی، خدائی عطایا، باریک استنباط، معارف کی کثرت اور دین و پرہیزگاری، عبادت و زہد کے اس مقام پر تھے جہاں پہنچا نہیں جاسکتا۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی توثیق اور آپ کی مدح و توصیف کرنے والوں کی تعداد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے:

الذین رووا عن أبي حنيفة ووثقوه وأثنوا عليه أكثر من الذين تكلموا فيه.^(۱)

علامہ ابن الوزیر یمنانی کے قلم سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مفصل دفاع

علامہ محمد بن ابراہیم بن علی المعروف ابن الوزیر یمنانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ”آپ علم حدیث میں کامل نہیں تھے اس لئے کہ آپ نے ضعیف روایات سے روایت لی ہے“ اس کہنے والے کی غرض صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں شک ڈالنا ہے، مگر نہ امام ابو حنیفہ کا فضل و عدالت، تقویٰ و امانت تو اتر سے ثابت ہے، اگر کسی نے علم اور تامل کے بغیر فتویٰ دیا ہے تو یہ اس کی عدالت میں جرح اور دیانت و امانت میں قدح اور اس کی عقل و مروّت میں سبک سری ہے۔ اس لئے جس شے کو انسان نہیں جانتا یا اچھی طرح نہیں جانتا اس کے جاننے اور اس میں حاذق ہونے کا دعویٰ کرنا جاہلوں اور بے وقوفوں کی عادت ہے، اہل خساست و دنائت میں حیا اور مروّت نہیں ہوتی، وہ ایسا دعویٰ اور ایسی جرأت کر سکتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے مناقب اور مناقب کی وجہ میں ایسے قبیح عیب کی سیاہی نہیں ہے، امام ابو حنیفہ کے علم کی روایت و درایت کی کتابوں کو مدوّن کر کے اسلام کے خزانہ علمی میں داخل کیا گیا، اور اس کا معنی یہ ہے کہ علماء نے امام ابو حنیفہ کے اجتہاد کو اچھا جانا اور پہچانا ہے، اس لئے کہ علماء کے لئے ابو حنیفہ کے مذہب کی روایت ابو حنیفہ کے علم و اجتہاد کے جاننے کے بعد ہی جائز ہو سکتی ہے، امام ابو حنیفہ کے علم

(۱) جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرأي والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۲

واجتہاد پر اُمتِ مسلمہ کا اجماع ہے، اور میری مراد اس بات سے یہ ہے کہ کبار علماء کے مابین امام ابو حنیفہ کے اقوال متداول ہیں۔ یمن، شام، مکہ، شرق و غرب میں تابعین کے زمانے ۱۵۰ھ سے لے کر آج کے دن تک لوگوں میں اور تمام محکموں میں امام ابو حنیفہ کے اقوال پھیلے ہوئے ہیں، اور اس وقت سے لے کر آج نوے صدی کے شروع تک امام ابو حنیفہ کے اقوال پر اعتماد کیا ہے، ان پر کسی نے انکار نہیں کیا، مسلمان یا تو امام ابو حنیفہ کے اقوال پر عمل کرتے ہیں یا ان کے اقوال پر انکار کرنے سے خاموش ہیں، اور اس قسم کے مباحث میں اکثر مواضع پر اس طریقے سے اجماع کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے، اہل سنت اور غیر اہل سنت ہر دو فریق کو امام ابو حنیفہ کی تعظیم و احترام اور تقلید پر اتفاق ہے، اہل اعتزال میں ابوعلی، ابوہاشم، ابوالحسن بصری اور زہری اس وقت امام ابو حنیفہ کی تقلید سے باہر ہو گئے ہیں جب انہوں نے طلب علم کے بعد اپنی فکر و نظر کو بدل دیا، مگر پھر بھی ان کو حقیقت کے انتساب میں عار نہ تھا۔ اگر امام ابو حنیفہ علم حدیث سے واقف اور علم حدیث میں کمال کے زیور سے آراستہ نہ ہوتے تو علم کے کوہِ گراں علماء امام ابو حنیفہ کے مذہب میں ہرگز شامل نہ ہوتے، جیسے قاضی ابو یوسف، محمد بن الحسن، امام طحاوی، ابوالحسن کرخی اور ان کے امثال و اصناف، ہند میں، شام میں، مصر میں، یمن میں، جزیرہ میں، حرمین شریفین اور عراق عرب اور عراق عجم میں ۱۵۰ھ سے لے کر آج تک چھ صدی سے زیادہ عرصہ میں ہزار ہا ہیں، احاطہ نہیں کئے جاسکتے، جہاں جہاں ہیں، گنے نہیں جاسکتے، اہل علم و فتویٰ اور اربابِ دّرع و تقویٰ علمائے اُحناف میں موجود ہیں۔^(۱)

علامہ شعرانی کی نظر میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا علم حدیث میں مقام

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) شافعی المسلک ہونے کے باوجود امام ابو حنیفہ کا دفاع ان الفاظ میں کرتے ہیں:

جس نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے دلائل کمزور اور ضعیف ہیں تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ اے میرے بھائی! میں نے مذاہبِ اربعہ کے دلائل کا مطالعہ کیا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے دلائل کو خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کرنے کا اہتمام کیا ہے، میں نے زیلعی کی کتاب تخریجِ ہدایہ ”نصب الراية في تخریج أحادیث الهدایة“ پڑھی ہے، میں نے امام

(۱) الروض الباسم فی الذب عن سنة أبي القاسم: ص: ۱۵۸، ۱۶۳

ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کے دلائل کو دیکھا ہے، یا تو وہ صحیح احادیث ہیں، یا حسن ہیں، یا ایسی ضعیف احادیث ہیں جن کے طرق کثیرہ ہوں، اور یا وہ حسن سے جا ملتے ہیں، یا صحیح احادیث سے ملتے ہیں۔

میں حسن ظن یا باطن کے علم و اعتقاد سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب نہیں دیتا ہوں، بلکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال اور آپ کے اصحاب کے اقوال کے تتبع اور گہرے مطالعے کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے میں نے جواب دیا ہے، میں نے ”نہج المبہین فی بیان أحلہ مذاہب المجتہدین“ نامی کتاب لکھی ہے، اور میری یہ کتاب اس بات کی پوری ضمانت دیتی ہے کہ میں نے پوری تلاش اور دلائل کے جانچنے کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے جواب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تین مسندوں کے صحیح نسخوں کو پڑھا ہے، جن پر حفاظ کے خطوط ہیں اور آخر میں حافظ دمیاطی کا خط ہے، میں نے دیکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایسے عدول وثقات تابعین سے حدیث کو روایت کرتے ہیں جن کے زمانے کے خیر ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان مسندوں میں اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور حسن بصری رحمہم اللہ جیسے حضرات سے حدیث کو روایت کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین یہ کُل رُواة عدول، ثقہ، اور روایات کے خوب جاننے والے ہیں، ان میں کوئی جھوٹا یا متہم بالکذب نہیں ہے، اور خصوصاً ان حضرات تابعین کے بارے میں خوب غور و فکر کر لو جن کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے روایت کے لئے پسند فرمایا ہے، اور جن سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ شدت و زرع و تقویٰ اور اُمت محمدیہ پر غایت شفقت کے ساتھ دین کے احکام کو لیتے ہیں۔ محدثین ائمہ مجتہدین کے رُواة میں کوئی ایسا راوی نہیں ہے جو تعدیل و جرح سے بالاتر ہو، اس لئے کہ وہ معصوم تو نہیں ہیں لیکن علمائے شریعت محمدیہ کے امین ہیں۔

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ اس سلسلے میں مزید لکھتے ہیں:

ہدایت اور نیکی چاہنے والے تمام ائمہ اربعہ کا ادب و احترام رکھو، اور جن لوگوں نے ان میں کلام کیا ہے، ان پر دھیان نہ دو، سوائے اس صورت کے کہ جب ان کے خلاف واضح برہان اور دلیل

موجود ہو، تم لوگوں کو برا کہنے اور نکتہ چینی کرنے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے، بلکہ تم اس لئے پیدا کئے گئے ہو کہ دین کے ضروری اور لازمی امور میں مشغول رہو۔

میرے پاس ایک اچھا خاصا مفتی طالب علم ائمہ کے آپس کے اختلاف میں دلچسپی لیتا تھا، اس کی سزا میں اس پر ایک عبرتناک مصیبت پڑی اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

اگر تم لوگ امام ابو حنیفہ کے مذہب کا تتبع کرو جیسا کہ میں نے کیا ہے، تو تم جان لو گے کہ باقی مجتہدین کے مذاہب میں امام ابو حنیفہ کا مذہب سب سے زیادہ صحیح ہے، اگر تم چاہتے ہو کہ آفتاب نصف النہار کی طرح امام ابو حنیفہ کے مذہب کا زیادہ صحیح ہونا تم پر ظاہر ہو جائے تو تم علم اور عمل میں اخلاص اور عقیدے کے ساتھ اہل اللہ اور بزرگان دین کے راستے پر چلو۔^(۱)

علم جرح و تعدیل میں امام اعظم رحمہ اللہ کا نمایاں مقام

علوم حدیث میں علم جرح و تعدیل کی ایک خاص اہمیت ہے، یہ وہ علم ہے جس میں روایت حدیث کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔ ”جرح“ کہتے ہیں راوی کے ایسے سقم اور ضعف کو ظاہر کرنا جو اس کی روایت کو مردود قرار دینے کا موجب ہو۔ اور ”تعدیل“ راوی کی ایسی خوبی اور ثقاہت بیان کرنے کو کہا جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی روایت کو قابل قبول سمجھا جائے۔ ان دونوں کے مجموعے کا نام علم جرح و تعدیل ہے، اور اسی کو ”فن اسماء الرجال“ بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دیگر علوم حدیث کی طرح اس علم میں بھی بلند پایہ مقام اور عظیم منصب پر فائز ہیں۔

مؤرخ اسلام اور حدیث و اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کو ان لوگوں میں سے قرار دیا ہے جن کے اقوال کو جرح و تعدیل میں قبول کیا جاتا ہے، اور جن کا شمار اس فن کے جہاۓذہ (وہ ائمہ جو زواۃ حدیث کو جرح و تعدیل کے اصولوں پر پڑکتے ہیں) میں ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ علم جرح و تعدیل کی تاریخ بیان کرتے ہوئے دوسری ہجری کے احوال پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) المیزان الکبریٰ: فصل فی تضعیف قول من قال ان ائمة مذهب الإمام أبي حنيفة غالباً، ص ۶۷، ۶۸

ثم كان في المائة الثانية في أوائلها جماعة من الضعفاء من أوساط التابعين وصغارهم ممن تكلم فيهم من قبل حفظهم، أو لبدعة فيهم كعطية العوفي وفرقد السبني وجابر الجعفي وأبي هارون العبدی، فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين ومائة، تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، فقال أبو حنيفة: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي، وضعف الأعمش جماعة وولئى آخرين وانتقد الرجال شعبة ومالك^(۱).

ترجمہ:- پھر جب دوسری صدی ہجری کا آغاز ہوا تو اس کے اوائل میں اوساط اور صغارتا بعین میں سے ضعفاء کی ایک جماعت سامنے آئی، جن پر حافظے کی خرابی یا کسی بدعت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کلام کیا گیا، جیسا کہ عطیہ عوفی، فرقد سبخی، جابر جعفی اور ابو ہارون عبدی ہیں۔ پھر ۱۵۰ھ کی حدود میں جب اکثر تابعین دنیا سے رحلت فرما گئے تو جہا بزدہ (ائمہ ناقدین) کی ایک جماعت نے (راویوں کی) توثیق وتضعیف میں لب کشائی کی۔ چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ امام اعمش رحمہ اللہ نے راویان حدیث کی ایک جماعت کی تضعیف کی اور کئی لوگوں کو ثقہ قرار دیا، امام شعبہ اور امام مالک رحمہ اللہ نے بھی رجال حدیث پر نقد کیا۔

امام عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) جو حافظ عراقی رحمہ اللہ وغیرہ حفاظ حدیث کے استاذ اور ثقہ محدث ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

اعلم أن الإمام أبا حنيفة قد قبل قوله في الجرح والتعديل، وتلقوه عنه علماء هذا الفن وعملوا به كتلقيهم عن الإمام أحمد والبخاري وابن معين وابن المديني وغيرهم من شيوخ الصنعة، وهذا يدل على عظمته وشأنه وسعة علمه وسيادته^(۲).

(۱) ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: ص ۱۷۳، ۱۷۵

(۲) الجواهر المضيئة: مقدمة، فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ۱ ص ۳۰

ترجمہ:- جان لو! کہ امام ابو حنیفہ کے قول کو جرح و تعدیل میں قبول کیا گیا ہے، اور اس فن کے علماء نے اس کو اپنایا ہے اور اس کے مطابق عمل کیا ہے۔ جیسا کہ وہ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن مدینی اور اس فن کے دیگر شیوخ کے اقوال کو اپناتے ہیں، اس سے آپ کو (اس فن میں) امام صاحب رحمہ اللہ کی عظمتِ شان، وسعتِ علمی اور بزرگی کا پتا چلے گا۔

امام محمد بن یوسف صامی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) آپ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

وكان رحمه الله تعالى بصيرا بعلل الحديث وبالتعديل والتجريح مقبول القول في ذلك. (۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ علیہ حدیث (روایت میں پوشیدہ نقائص) اور تعدیل و جرح میں پوری بصیرت رکھتے تھے، اور اس علم میں آپ کا قول مقبول ہے۔

محدث جلیل امام محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) امام صاحب رحمہ اللہ کی بابت ارقام فرماتے ہیں:

فان كلامه مقبول في الجرح والتعديل. وقد عقد ابن عبد البر في كتاب جامع العلم بلبأ في أن كلام الإمام يقبل في الجرح والتعديل. (۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کا کلام جرح و تعدیل میں قبول کیا جاتا ہے۔ اور امام ابن عبد البر نے اپنی کتاب ”جامع بیان العلم“ میں مستقل ایک باب اس بارے میں قائم کیا ہے کہ آپ کی بات جرح و تعدیل میں مقبول ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فن جرح و تعدیل

فن جرح و تعدیل کا تعلق اسماء الرجال سے ہے، اور اسماء الرجال سے پوری واقفیت اور اس میں مہارتِ تامہ کے بعد فن جرح و تعدیل کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور بلاشبہ امام صاحب کو اسماء الرجال سے جس قدر واقفیت تھی کبار محدثین بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔

(۱) عقود الجمان: ص ۱۶۷

(۲) عقود الجواهر المنيفة: باب الرباء، ج ۲ ص ۸

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) ابویحییٰ حمانی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام اعظم رحمہ اللہ سے جابر جعفی کی تضعیف نقل کرتے ہیں:

حدثنا أبو يحيى الحماني قال: سمعت أبا حنيفة يقول: ما رأيت أحدا

أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح. ^(۱)

امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) ابوسعید صغانی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام صاحب سے سفیان ثوری رحمہ اللہ کی توثیق نقل کرتے ہیں:

اے ابو حنیفہ! آپ کی سفیان ثوری سے روایت کرنے کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: ان سے حدیثیں لکھو، کیونکہ وہ ثقہ ہیں، لیکن ان کی وہ حدیثیں نہ لکھو جو وہ ابواسحاق کے واسطے سے حارث سے نقل کرتے ہیں، اور ان سے جابر جعفی کی حدیثیں بھی نہ لکھو:

أبا سعد الصغاني قام إلى أبي حنيفة، فقال: يا أبا حنيفة! ما تقول في

الأخذ عن الثوري؛ فقال: اكتب عنه فإنه ثقة ما خلا أحاديث أبي

إسحاق عن الحارث، وحدث جابر الجعفي. ^(۲)

علامہ عبدالقادر بن محمد قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے طلق بن حبیب پر جرح نقل کی ہے:

وقال أبو حنيفة طلق بن حبیب كان يري القدر. ^(۳)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابو جعفر صادق رحمہ اللہ کی توثیق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

ما رأيت أفقه من جعفر بن محمد. ^(۴)

یہی امام ذہبی رحمہ اللہ نہایت باخبر ائمہ جرح و تعدیل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو سرفہرست ذکر کرتے ہیں:

(۱) العلل الصغير للترمذي: جوار الحكم على الرجال والأسانيد، ص: ۷۳۹

(۲) دلائل النبوة للبيهقي: فصل في اختلاف الأحاديث، فصل، ج ۱ ص ۴۵

(۳) الجواهر البضية في طبقات الحنفية: فصل في ذكر مولده ووفاته، فصل، ج ۱ ص ۳۰

(۴) تذكرة الحفاظ: ترجمة: جعفر بن محمد بن علي، ج ۱ ص ۱۲۶

فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين تكلم طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف فقال ابو حنيفة: ما رأيت أكذب من جابر الجعفي وضعف الأعمش جماعة ووثق اخرون وانتقد الرجال شعبة ومالك. (۱)

ترجمہ:- معلوم ہوا کہ عہدِ تابعین کے انقراض کے وقت یعنی ۱۵۰ھ کے قریب جن ائمہ کرام نے توثیق یا تضعیف روایات پر کام کیا ہے، ان میں سرفہرست امام ابو حنیفہ ہیں، جنہوں نے جابر جعفی کی تضعیف کی ہے، جب کہ امام اعمش نے ایک جماعت کی تضعیف اور دوسروں کی توثیق کی ہے، اس طرح امام شعبہ نے رجال کی تنقید کی ہے، اور امام مالک نے بھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے زید بن عیاش پر جرح نقل کرتے ہیں:

وقال أبو حنيفة: زيد بن عياش مجهول.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان پر جرح نقل کی ہے:

قال أبو حنيفة: أتانا من المشرق رايان خبيثان جهم معطل ومقاتل مشبه وقال محمد بن سماعه عن أبي يوسف عن أبي حنيفة: أفرط جهم في النفي حتى قال أنه ليس بشيء وأفرط مقاتل في الإثبات حتى جعل لله مثل خلقه. (۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس مشرق سے دو باطل رائے پہنچی ہیں، ایک جہم کی تعطیل والی رائے، اور دوسری مقاتل کی تشبیہ والی رائے۔ اور امام ابو یوسف کے واسطے سے جو روایت امام صاحب سے منقول ہے اس میں ہے کہ جہم بن صفوان نے نفی میں اس قدر حد سے تجاوز کیا کہ اللہ تعالیٰ کے

(۱) ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: طائفة من الجهابذة في التوثيق والتضعيف، ص ۱۷۶

(۲) تهذيب التهذيب: حرف الميم، ترجمة: مقاتل بن سليمان بن بشير، ج ۱۰ ص ۲۸۱

وجود سے بھی انکار کر گئے، اور مقاتل بن سلیمان نے اثبات میں اتنی زیادتی کی اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مثل قرار دیا۔

اندازہ کیجئے کہ فن اسماء الرجال کے ماہرین روایات کی توثیق و تضعیف کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آراء نقل کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو فن جرح و تعدیل میں بھی خوب دسترس حاصل تھی۔

کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا امام مالک سے سماع حدیث ثابت ہے؟
بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے بھی سماع حدیث کیا ہے، اور ان کی شاگردی اختیار کی ہے۔ تعجب ہے کہ علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ اس غلطی کا شکار ہو گئے، چنانچہ لکھتے ہیں:

امام صاحب کو طلب علمی میں کسی سے عار نہ تھی، امام مالک رحمہ اللہ ان سے عمر میں تیرہ سال کم تھے، ان کے حلقہ درس میں بھی اکثر حاضر ہوئے اور حدیثیں سنیں۔

پھر علامہ ذہبی رحمہ اللہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس طرح مؤذّب ہو کر بیٹھتے تھے جس طرح شاگرد اُستاذ کے سامنے بیٹھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے امام مالک رحمہ اللہ خود امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد تھے، اور ان کی تصانیف سے علمی استفادہ کرتے تھے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے صرف دو روایتیں ایسی پیش کی ہیں جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ امام اعظم رحمہ اللہ نے امام مالک سے روایت کی ہیں، لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی یہ رائے ہے کہ یہ روایتیں صحیح سند سے مروی نہیں ہیں، اور امام اعظم کی امام مالک سے روایت ثابت نہیں ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

لم تثبت روايته عن مالك وإنما أوردته الدارقطني والخطيب في الرواية عنه. لروايتين وقعت لهما عنه بإسنادين فيهما مقال.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی امام مالک سے روایت ثابت نہیں ہے، وارقطنی اور خطیب نے اس بات کا دعویٰ دو روایتوں کی وجہ سے کیا ہے جن کی اسناد میں خلل ہے۔

اور اس خلل کا بیان امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۴ھ) نے کیا کہ ان سندوں میں عمران بن عبد الرحیم ایک شخص ہے اور یہ وضاع تھا، چنانچہ لکھتے ہیں:

عمران بن عبد الرحیم بن اُبی الورد۔ قال السلیمانی: فیہ نظر، هو الذی وضع حدیث اُبی حنیفۃ عن مالک.^(۱)

یہی وہ شخص ہے جس نے امام ابو حنیفہ کی امام مالک سے روایت وضع کی ہے۔ دراصل حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ جو امام اعظم رحمہ اللہ کے صاحبزادے تھے، انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایت حدیث کی ہے، بعض سندوں سے حماد کا لفظ رہ گیا ہوگا جس سے یہ غلط فہمی ہوئی اور اچھے اچھے لوگ اس میں مبتلا ہو گئے۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن مخلد العطار رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۱ھ) نے روایت کی مکمل سند اس طرح نقل کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ الْقَاسِمُ بْنُ هَارُونَ بْنُ جُمُهورِ بْنِ مَنْصُورِ
الْأَصْبَهَانِيُّ، وَكَتَبَهُ لِي بِخَطِّهِ قَالَ: ثنا أَبُو سَعِيدٍ عُمَرَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ
الْبَاهِلِيُّ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثنا بَكْرُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثنا حَمَّادُ بْنُ أَبِي
حَنِيفَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ
مُطْعِمٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: الْيَتِيمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا،
وَالْيَتِيمُ يُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَصَمَائِهَا إِقْرَارُهَا.^(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اصل سند میں ”حَمَّادُ بْنُ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ“ ہے
”أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ“ نہیں ہے، راوی سے حماد کا لفظ رہ گیا ہے جس کی وجہ سے یہ
اشتباہ ہوا۔ باقی جو امام ذہبی رحمہ اللہ نے اشہب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ

(۱) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: ترجمہ: عمران بن عبد الرحیم بن اُبی الورد، ج ۳ ص ۲۳۸

(۲) مارواه الأکابر عن مالک بن أنس: ص ۴۵، رقم الحدیث: ۱۶

رحمہ اللہ کو امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے اس طرح دیکھا ہے جیسے بچہ باپ کے سامنے ہوتا ہے، اشہب کا یہ بیان اصول روایت کے لحاظ سے درست نہیں ہے، اس لئے کہ اشہب کا سن ولادت ۱۴۵ھ ہے یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے وقت ان کی عمر پانچ سال تھی، اس عمر میں ان کا مصر سے مدینہ جانا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو امام مالک رحمہ اللہ کے سامنے دیکھنا انسانی عقل سے بالاتر ہے، اس لئے کہ اتنا کم عمر بچہ اتنا طویل سفر طے کر کے کیسے آسکتا ہے؟ نیز محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کے ترجمے میں جو واقعہ بیان کیا ہے، صحیح نہیں ہے، ہاں! اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے صاحبزادے حماد رحمہ اللہ کے متعلق ہو تو شاید درست ہو کیونکہ اشہب کی تاریخ پیدائش ۱۴۵ھ ہے:

فیما یرویہ الذہبی فی ترجمة مالک فی تذکرة الحفاظ من أشهب لا یصح
إلا إذا کان فی حق حماد بن أبی حنیفة دون أبیہ لأن میلاد أشهب ۱۴۵ھ^(۱)

مرویاتِ امام اعظم رحمہ اللہ کی تعداد

چونکہ بعض نادان یہ کہتے کہ امام اعظم کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں، اس لئے ہم یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے پاس احادیث کا کتنا وافر ذخیرہ تھا۔ امام محمد بن ساعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إن الإمام ذکر فی تصانیفہ نیفا وسبعین ألف حدیث، وانتخب الآثار
من أربعین ألف حدیث.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا ہے۔

والنخب أبو حنیفة الآثار من أربعین ألف حدیث.^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے ”کتاب الآثار“ کا انتخاب چالیس ہزار حدیثوں سے کیا ہے۔

(۱) أقوام المسالك فی بحر روایة مالک عن أبی حنیفة وروایة أبی حنیفة عن مالک: ص ۷

(۲) قواعد فی علوم الحدیث: أبو حنیفة امام ثقة حافظ للحدیث مکثر منه، ص ۳۱۶

(۳) مناقب أبی حنیفة: ج ۱ ص ۹۵، نوالہ ماتمس إلیہ الحاجة: ص ۱۰

روایت حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مقام

ممکن ہے کہ کوئی شخص کہہ دے کہ ستر ہزار احادیث کو بیان کرنا اور ”کتاب الآثار“ کا چالیس ہزار حدیثوں سے انتخاب کرنا چنداں کمال کی بات نہیں ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کو ایک لاکھ احادیث صحیحہ، اور دو لاکھ احادیث غیر صحیحہ یاد تھیں، اور انہوں نے صحیح بخاری کا انتخاب چھ لاکھ حدیثوں سے کیا تھا، پس فن حدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ کے مقابلے میں امام اعظم رحمہ اللہ کا مقام بہت کم معلوم ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ احادیث کی کثرت اور قلت درحقیقت طرُق اور اُسانید کی قلت اور کثرت سے عبارت ہے، ایک ہی متن حدیث اگر سو مختلف طرُق اور سندوں سے روایت کیا گیا ہے تو محدثین کی اصطلاح میں اسے ”نو حدیثیں“ کہا جائے گا، حالانکہ ان تمام حدیثوں کا متن واحد ہوگا۔ مگرین حدیث انکار حدیث کے سلسلے میں یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ ”تمام کتب حدیث کی روایت کو اگر جمع کیا جائے تو یہ تعداد کروڑوں کے لگ بھگ ہوگی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری رسالت کی زندگی کے شب و روز پر ان کو تقسیم کیا جائے تو یہ احادیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے بڑھ جائیں گی، پس اس صورت میں احادیث کی صحت کیونکر قابل تسلیم ہوگی؟“ لیکن ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ روایت کی یہ کثرت دراصل اُسانید کی کثرت ہے، ورنہ نفس احادیث کی تعداد چار ہزار چار سو سے زیادہ نہیں۔ چنانچہ علامہ محمد بن اسماعیل الصنعانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

الأحادیث المسندة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی الصحیحة بلا تکرار أربعة آلاف وأربعمائة حدیث۔^(۱)

ترجمہ:- بلاشبہ وہ تمام مسند احادیث صحیحہ جو بلا تکرار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کی تعداد چار ہزار چار سو ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی ولادت ۸۰ھ ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ ۱۹۶ھ میں پیدا ہوئے، اور ان کے درمیان ایک سو سولہ سال کا طویل وقفہ ہے، اور ظاہر ہے کہ اس عرصے میں بکثرت احادیث شائع ہو چکی تھیں اور ایک ایک حدیث کو سینکڑوں بلکہ ہزاروں اشخاص نے روایت کرنا شروع کر دیا

(۱) توضیح الأفكار لمعانی تنقیح الأنظار: فی عدد احادیث الصحیحین، ج ۱ ص ۶۳، ۶۴

تھا۔ امام اعظم رحمہ اللہ کے زمانے میں راویوں کا اتنا شیوع اور عموم نہیں تھا، اس لئے امام اعظم اور بخاری رحمہما اللہ کے درمیان جو روایات کی تعداد کا فرق ہے، وہ دراصل آسانید کی تعداد کا فرق ہے، نفسِ روایت کا نہیں ہے، ورنہ اگر نفسِ احادیث کا لحاظ کیا جائے تو امام اعظم رحمہ اللہ کی مرویات امام بخاری رحمہ اللہ سے زیادہ ہیں۔

اس زمانے میں احادیثِ نبویہ جس قدر اسناد کے ساتھ مل سکتی تھیں امام اعظم رحمہ اللہ نے ان تمام طرق و آسانید کے ساتھ ان احادیث کو حاصل کر لیا تھا، اور حدیث و اثر کسی صحیح سند کے ساتھ موجود نہ تھے، مگر امام اعظم رحمہ اللہ کا علم ان میں شامل تھا، وہ اپنے زمانے کے تمام محدثین پر ادراکِ حدیث میں فائق اور غالب تھے، چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ کے معاصر اور مشہور محدث امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۵ھ) فرماتے ہیں:

قال مسعر بن کدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث فغلبننا وأخذنا في

الزهد فبرع علينا وطلبنا معه الفقه فجاء منه ما ترون.^(۱)

ترجمہ:- میں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی، لیکن وہ ہم سب پر غالب رہے، اور زُہد میں مشغول ہوئے تو وہ اس میں ہم سب سے بڑھ کر تھے، اور ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کی اور فقہ میں ان کا مقام تو تم جانتے ہی ہو۔

نیز محدث بشر بن موسیٰ رحمہ اللہ اپنے اُستاذ و امام ابو عبد الرحمن مقری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

بشر بن موسیٰ، حدثنا أبو عبد الرحمن المقری وكان إذا حدثنا عن أبي

حنيفة قال: حدثنا شاهان شاه.^(۲)

ترجمہ:- امام مقری جب امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے تو کہتے کہ ہم سے شہنشاہ نے حدیث بیان کی ہے۔

ان حوالوں سے ظاہر ہو گیا کہ امام اعظم اپنے معاصر محدثین کے درمیان فنِ حدیث میں تمام

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۳۳

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

پر فائق اور غالب تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ان کی نگاہ سے اوجھل نہ تھی، یہی وجہ ہے کہ ان کے تلامذہ انہیں حدیث میں حاکم اور شہنشاہ تسلیم کرتے تھے۔ اصطلاح حدیث میں حاکم اس شخص کو کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مرویات پر متناوہ سنداً و سترس رکھتا ہو، مراتب محدثین میں یہ سب سے اونچا مرتبہ ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ اس منصب پر یقیناً فائز تھے، کیونکہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے بھی ناواقف ہو، وہ حیاتِ انسانی کے تمام شعبوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہدایات کے مطابق جامع دستور نہیں بنا سکتا۔

امام اعظم کے رحمہ اللہ مقام حدیث پر ایک شبہ کا ازالہ

گزشتہ سطور میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا تکرار احادیث مرویہ کی تعداد چار ہزار چار سو ہے، اور امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق امام اعظم رحمہ اللہ نے جو احادیث بلا تکرار بیان فرمائی ہیں ان کی تعداد چار ہزار ہے۔^(۱)

پس امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں حاکمیت اور حدیث میں ہمہ دانی کا دعویٰ کیسے صحیح ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چار ہزار احادیث کے بیان کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ باقی چار سو حدیثوں کا امام اعظم رحمہ اللہ کو علم بھی نہ ہو، کیونکہ حسن بن زیاد رحمہ اللہ کی حکایت میں بیان کی نفی ہے علم کی نہیں۔

یہ خیال رہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے فقہی تصنیفات میں ان احادیث کو بیان کیا ہے جن سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں، اور جن کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے عمل کا ایک راستہ متعین فرمایا ہے، جنہیں عرف عام میں سنن سے تعبیر کیا جاتا ہے، لیکن حدیث کا مفہوم سنت سے عام ہے، کیونکہ احادیث کے مفہوم میں وہ روایات بھی شامل ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیہ مبارک، آپ کے قلبی ارادات، خصوصیات، گزشتہ اُمتوں کے قصص اور مستقبل کی پیشین گوئیاں موجود ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی احادیث سنت کے قبیل سے نہیں ہیں اور نہ ہی یہ احکام و مسائل کے لئے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

پس امام اعظم رحمہ اللہ نے جن چار ہزار احادیث کو مسائل کے تحت بیان فرمایا ہے، وہ

(۱) مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب الثانی والعشرون، ص ۲۸۳

از قبیل سنن ہیں، اور جن چار سو احادیث کو امام اعظم نے بیان نہیں فرمایا، وہ ان روایات پر محمول ہیں جو احکام سے متعلق نہیں ہیں، لیکن یہاں بیان کی نفی ہے علم کی نہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حفاظ حدیث میں سے ہیں

علامہ محمد بن یوسف الصالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بڑے حفاظ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں، اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کا ملکہ ان کو کہاں سے حاصل ہوتا؟

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة اعتناؤه بالحديث ما مهيا له استنباط مسائل الفقه^(۱)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام صاحب رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے، اپنی اس کتاب کے متعلق خود فرماتے ہیں:

هذه تذكرة بأسماء معدلي حملة العلم النبوي ومن يرجع إلى اجتهادهم في التوثيق والتضعيف والتصحيح والتزييف^(۲)

ترجمہ:- یہ ان حاملین علم نبوی کا تذکرہ ہے جن کی بارگاہ علم سے راویان حدیث کو ثقاہت اور عدالت کی سند ملتی ہے، اور جن کی رائے راویوں کے ثقہ ہونے، ضعیف ہونے، کھرا ہونے اور کھوٹا ہونے میں فیصلہ کن ہے۔

اگر امام صاحب رحمہ اللہ حفاظ حدیث میں سے نہ ہوتے تو امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے ناقد فن کبھی اس کتاب میں آپ کا تذکرہ نہ فرماتے، اور اس کتاب میں آپ کے نام کے ساتھ ”امام اعظم“ کا لقب نہ لگاتے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں یہ اصول پیش نظر رکھا ہے اور کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جس میں مذکورہ بالا اوصاف نہ ہوں، یا وہ قلیل الحدیث ہو، چنانچہ خارجہ بن زید رحمہ اللہ اگرچہ فقہائے سبعہ میں سے ہیں مگر ان کے متعلق صاف فرما دیا کہ یہ قلیل الحدیث ہیں، اس لئے میں نے ان کا حفاظ میں تذکرہ نہیں کیا:

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹

(۲) تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۷

خارجة بن زید بن ثابت الأنصاری المدنی: أحد الفقهاء من كبار

العلماء إلا أنه قليل الحديث فلماذا لم أذكره في الحفاظ. ^(۱)

محدث جلیل امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ

اللہ متقی، پاک باز، عالم، صداقت شعار اور اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے:

كان أبو حنيفة تقياً نقياً زاهداً عالماً صدوق اللسان أحفظ أهل

زمانه. ^(۲)

علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين ومن زعم قلته

اعتنائه بالحديث فهو إما لتساهله أو حسده. ^(۳)

ترجمہ:- امام ذہبی نے امام ابو حنیفہ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، اور جس نے

ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس

کا یہ خیال تسالل پر مبنی ہے یا حسد پر۔

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

ويدل على أنه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه

بينهم والتعويل عليه واعتباره رقاً وقبولاً. ^(۴)

ترجمہ:- آپ علم حدیث میں کبار مجتہدین میں سے تھے، امام ابو حنیفہ کے علم

حدیث میں بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مذہب پر

ردّ او قبولاً اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے محدثین کرام کا سماع حدیث

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) جن کے متعلق امام ذہبی فرماتے ہیں:

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: خارجة بن زید بن ثابت، ج ۱ ص ۷۱

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذکر ماروی فی زہدہ، ص ۳۸

(۳) الخيرات الحسان: الفصل الثلاثون، ص ۹۰

(۴) مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۲

عبدالله بن المبارك بن واضح، الحافظ، العلامة، شيخ الإسلام، فخر
المجاهدين، قدوة الزاهدين^(۱)۔

یہی عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ! امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی احادیث بیان کرتے تھے،
ایک مرتبہ آپ کے درس میں شریک ایک شخص نے امام صاحب رحمہ اللہ کی حدیث پر اعتراض کیا
تو حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ بہت ناراض ہوئے اور قسم کھائی کہ میں تمہیں ایک مہینے تک سبق
نہیں پڑھاؤں گا۔ مکمل واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

كان عبدالله بن المبارك يوماً جالساً يحدث الناس فقال: حدثني
النعمان بن ثابت. فقال بعضهم: من يعنى أبو عبد الرحمن؟ فقال:
أعنى أبا حنيفة مَخِ العلم! فأمسك بعضهم عن الكتابة، فسكت ابن
المبارك هنيهة ثم قال: أيها الناس! ما أسوأ أدبكم، وما أجهلكم
بالأئمة، وما أقل معرفتكم بالعلم وأهله، ليس أحد أحمق أن يقتدى به
من أبي حنيفة لأنه كان إماماً تقيّاً نقيّاً ورعاً عالماً فقيهاً، كشف
العلم كشافاً لم يكشفه أحد ببصر وفهم وفطنة وتقى، ثم حلف أن لا
يحدثهم شهراً^(۲)۔

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن مبارک حدیث بیان کر رہے تھے، فرمانے لگے
”حدثني نعمان بن ثابت“ نعمان بن ثابت نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی
ہے۔ کسی نے عرض کیا: اے ابو عبد الرحمن (یہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی کنیت
ہے) آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ تو فرمایا: امام ابو حنیفہ کو جو علم کا مخزن ہیں۔
یہ سن کر بعض لوگوں نے حدیث لکھنا بند کر دیا، تو عبد اللہ بن مبارک تھوڑی دیر
خاموش رہے اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! آپ لوگ کتنے بے ادب ہو،
ائمہ کرام کے مراتب سے کس قدر ناواقف ہو، علم اور اہل علم سے آپ لوگوں کی
معرفت کتنی کم ہے، کوئی بھی امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر اقتدا کے لائق نہیں، اس

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبدالله بن المبارك، ج ۱ ص ۲۵۱، ۲۵۲

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر ص ۱۸۷

لئے کہ وہ امام تھے، متقی تھے، صاف و بے داغ تھے، پرہیزگار تھے، عالم تھے، فقیہ تھے، انہوں نے علم کو بصیرت، فہم و فراست اور تقویٰ کے ذریعے اس طرح کھول کر بیان کیا جیسا کسی اور نے نہیں کیا۔ اس کے بعد قسم کھائی کہ میں ایک مہینہ سبق نہیں پڑھاؤں گا۔

امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حفص بن غیاث، الإمام الحافظ، أبو عمر النخعي الكوفي قاضي بغداد.^(۱)

یہی حفص بن غیاث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بہت حدیثیں سنی ہیں:

سمعت من أبي حنيفة حديثاً كثيراً.^(۲)

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وکیع بن الجراح بن ملیح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق.^(۳)

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ علامہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ جسے امام وکیع رحمہ اللہ پر مقدم کروں، اور امام وکیع رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، اور ان کی ساری حدیثیں انہیں حفظ تھیں، اور انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں:

قال یحیی بن معین: ما رأیت أحداً أقدمه علی وکیع وکان یفتی برأی

أبي حنيفة وکان یحفظ حدیثہ کلہ، وکان قد سمع من أبي حنيفة

حديثاً كثيراً.^(۴)

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: حفص بن غیاث، ج ۱ ص ۲۱۷

(۲) مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ۱ ص ۳۵

(۳) تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: وکیع بن الجراح، ج ۱ ص ۲۲۳

(۴) جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء فی ذم القول فی دین اللہ تعالیٰ بالرأی والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۲

امام حماد بن زید رحمہ اللہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هو من أئمة المسلمين من أهل الدين.

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

ليس أحد من أثبت من حماد بن زيد

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

حماد بن زيد بن درهم، الإمام، الحافظ، المجود، شيخ العراق. (۱)

یہی امام حماد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے محبت کرتا

ہوں، انہوں نے امام صاحب سے بہت سی حدیثیں روایت کیں ہیں:

سليمان بن حرب قال سمعت حماد بن زيد يقول والله! إني لأحب أبا

حنيفة لحبه لأيوب وروى حماد بن زيد عن أبي حنيفة أحاديث

كثيرة. (۲)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے

محدثین و فقہاء میں سے بے شمار حضرات نے روایت کیا ہے:

روى عنه من المحدثين والفقهاء عدداً لا يحصون. (۳)

امام اعظم رحمہ اللہ کی روایت حدیث میں احتیاط

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک متواتر حدیث: ”مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعِدًّا، فَلْيَتَّبِعُوا

مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ“ کے پیش نظر روایت حدیث میں محدثین کی احتیاط الہی علم پر مخفی نہیں، محدثین کرام

روایت حدیث کے سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے تاکہ کوئی غلط قول و فعل آپ کی طرف

منسوب نہ ہو جائے، اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے روایت حدیث میں بڑے حزم و احتیاط سے

کام لیا ہے، چنانچہ امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) جو امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے

اساتذہ میں سے ہیں، ان کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: حماد بن زيد بن درهم، ج ۱ ص ۱۶۷

(۲) الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء علی أبي حنيفة، حماد بن زيد، ص ۱۳۰

(۳) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص: ۲۰

و کعب بن الجراح بن ملیح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق. (۱)
یہی امام و کعب رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ بلاشبہ امام ابو حنیفہ رحمہ
اللہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی:

لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره. (۲)
خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے
سوال کیا گیا: اگر کوئی شخص اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی حدیث پائے لیکن وہ اسے یاد نہیں تو وہ کیا کرے؟
امام ابوزکریا یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ وہ اس کو بیان
کرنے کا مجاز نہیں ہے، صرف وہی حدیث بیان کر سکتا ہے جو اسے یاد ہو:

وسئل عن الرجل يجد الحديث بخطه لا يحفظه فقال أبو زكريا كان أبو
حنيفة يقول لا تحدث إلا بما تعرف وتحفظ. (۳)
حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ جن کے متعلق امام شعبہ، یحییٰ بن معین اور اہل علم کی ایک
جماعت اس بات کی قائل ہے کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ حدیث میں امیر المومنین ہیں، ان کے متعلق امام
ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سفیان بن سعيد بن مسروق الإمام، شيخ الإسلام، سيد الحفاظ. (۴)
یہی سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حدیث میں احتیاط کے متعلق فرماتے ہیں:
كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذاباً عن حرم الله أن تستحل يأخذ
بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات وبالأخر من فعل
رسول الله صلى الله عليه وسلم وبما أدرك عليه علماء الكوفة ثم
شنع عليه قوم يغفر الله لنا ولهم. (۵)

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمہ: و کعب بن الجراح، ج ۱ ص ۲۲۳

(۲) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۱۹۷

(۳) الكفاية في علم الرواية: باب ذكر من روى عنه من السلف إجازة الرواية من الكتاب، ص ۲۳۱

(۴) تذكرة الحفاظ: ترجمة: سفیان بن سعید بن مسروق، ج ۱ ص ۱۵۱

(۵) الانتقام في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس، ص ۱۴۲

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے سخت محتاط اور حدودِ الہی کی بے حرمتی پر بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی اور صحیح ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو وہ لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علمائے کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا، مگر پھر بھی ایک قوم نے بلا وجہ ان پر طعن کیا، اللہ تعالیٰ ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے۔

اس سے جہاں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی زبان سے امام صاحب رحمہ اللہ کا محتاط فی الحدیث ہونا معلوم ہوا، اس طرح ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ امام صاحب رحمہ اللہ پر طعن و تشنیع کو گناہ سمجھتے تھے اسی وجہ سے تو ”یغفر اللہ لنا ولہم“ سے مغفرت کی دعا فرمائی۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا طرزِ استدلال

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مسئلہ کو جب کتاب اللہ میں پاتا ہوں تو وہاں سے لیتا ہوں، اور اگر وہاں نہ ملے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں جو ثقات کے ہاتھوں شائع ہو چکی ہوں:

إني أخذ بكتاب الله إذا وجدته فلما لم أجده فيه أخذت بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات عن الثقات.^(۱)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے طرزِ عمل کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں جو احادیث ان کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں اور ثقات روایات کرتے چلے آتے ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہوتا ہے اس کو لیتے ہیں:

يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات وبالأخر من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم.^(۲)

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه مروي عن أبي حنيفة في الأصول التي هي عليها مذهبه، ص ۲۴
(۲) الانتقام في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة. عيسى بن يونس، ص ۱۳۲

امام اعظم رحمہ اللہ کے اصولِ اخذ و قبول حدیث

پہلی صدی ہجری میں اسلامی سلطنت جوں جوں وسعت اختیار کرتی گئی اسی طرح علمی مراکز بھی پھیلتے اور بڑھتے چلے گئے، امام اعظم رحمہ اللہ کے عہد تک مجموعہ احادیث، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کی وساطت سے اسلامی سلطنت کے ہر گوشے تک پہنچ چکے تھے اور ان احادیثِ مبارکہ پر عمل جاری تھا۔

آغاز میں صرف مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہی صحابہ کرام اور ان کے تلامذہ کے ذریعے حدیث کی روایت بیان کرنے اور قبول کرنے کا رواج تھا، لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوفہ بسایا تو صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت کوفہ میں آباد ہو گئی۔ اس جماعت کے سالار قافلہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، یہاں آپ نے ایک بہت بڑا علمی حلقہ قائم کر دیا اور جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے علمی حلقہ قائم کیا، یہ حلقے حدیث کی روایت کو فروغ دیتے رہے یہاں تک کہ پہلی صدی ہجری کے اختتام پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حکومت سنبھالی، آپ کے دور میں خلفائے راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ادوار میں قائم کئے گئے منظم و منضبط ادارے درہم برہم ہو چکے تھے، صرف چند نجی اور انفرادی سطح کے ادارے موجود تھے، آپ نے حاملین حدیث کے دنیا سے اٹھ جانے کے خوف سے مشہور محدث محمد بن مسلم بن شہاب زہری رحمہ اللہ کو متفرق و منتشر احادیثِ مبارکہ جمع کرنے کا حکم دیا، امام زہری رحمہ اللہ نے یہ کام بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی سے شروع کر تو دیا، مگر ۱۰۱ھ میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا، نتیجتاً جمع احادیث کا کام بھی متاثر ہوا، لیکن امام زہری رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ نے بھرپور مساعی کر کے یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچایا، اب ضرورت اس امر کی تھی کہ ان روایات میں جو اختلافات ہیں انہیں دور کر لیا جائے اور ان کی چھان بین کر کے ان پر بحث و تمحیص کر لی جائے۔

اس صورتِ حال میں ایک ایسی ہمہ گیر شخصیت کی ضرورت محسوس ہوئی جو ایک طرف تو علم روایت کی اہمیت ہو، اور دوسری طرف درایت میں بھی اسے بلند مرتبہ حاصل ہو، چنانچہ اس دور میں امام اعظم رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم کام کے لئے منتخب فرمایا، آپ علم حدیث کے معروف شیوخ

سے استفادہ بھی کر چکے تھے، نیز علوم عقلیہ مثلاً علم الکلام وغیرہ میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے، امام زہری رحمہ اللہ آپ کے اساتذہ حدیث میں سے ہیں، آپ نے حجاز مقدس میں کئی سال قیام کر کے وہاں کے شیوخ اور علمی حلقوں سے بھی علم حدیث حاصل کیا تھا، کوفہ میں حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نیز ان کے تلامذہ کی روایات بھی آپ کے پاس محفوظ تھیں، مگر اس نازک موقع پر آپ کے مد نظر روایات سے استنباط و استخراج اور استدلال کا عظیم کام تھا، لیکن استنباط و استخراج سے پہلے چونکہ ان روایات کے اخذ و قبول کا مرحلہ تھا، اس لئے اس مقصد کے لئے امام اعظم رحمہ اللہ نے چند بنیادی اصول وضع کئے جن میں سے چند چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں۔

راوی کا ضبط صدر

محدثین کرام کے ہاں حدیث صحیح کے لئے پانچ شرائط کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ تمام راوی عادل یعنی ثقہ اور معتبر ہوں۔

۲۔ تمام راوی تام الضبط ہوں، یعنی حدیث کو سند کے ساتھ خوب اچھی طرح یاد رکھتے

ہوں، یا لکھ کر محفوظ کر دیا ہو۔

۳۔ سند متصل ہو، یعنی کوئی راوی چھوٹا ہوا نہ ہو۔

۴۔ حدیث معطل نہ ہو، یعنی اس حدیث میں کوئی علت خفیہ نہ ہو، علت خفیہ سے مراد یہ ہے

کہ حدیث بظاہر صحیح سالم ہو، مگر اس میں کوئی ایسی پوشیدہ کمزوری اور عیب ہو جو صحت پر اثر انداز ہو۔

۵۔ شاذ نہ ہو، شاذ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کا راوی ثقہ تو ہے، مگر اس کی روایت اوثق

راوی کی روایت کے خلاف ہے، علامہ محمد بن اسماعیل صنعانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں یہی

پانچ چیزیں محدثین کے نزدیک صحیح حدیث کی حقیقت میں معتبر ہیں:

فهذه الخمسة هي المعتبرة في حقيقة الصحيح عند المحدثين.^(۱)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ محدثین کی بیان کردہ شرطوں کو ضروری قرار دینے کے ساتھ ضبط کو

زیادہ اہمیت دیتے ہیں، چنانچہ وہ ضبط صدر کو راوی کے لئے اتنا ضروری قرار دیتے ہیں کہ راوی کے

لئے حدیث بیان کرنے میں اس کو بنیادی شرط بتاتے ہیں کہ حدیث کی روایت صرف وہ شخص کرے جو

(۱) توضیح الأفكار لمعانی تنقیح الأنظار: أقسام الحديث، ج ۱ ص ۲۳

حدیث کے سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک حدیث کا حافظ ہو، امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) نے بہ سند متصل امام صاحب سے یہ اصول نقل کیا ہے:

وقال الطحاوی: حدثنا سليمان بن شعيب، حدثنا أبي قال: أُملي عليا أبو يوسف، قال: قال أبو حنيفة: لا ينبغي للرجل أن يحدث من الحديث إلا ما يحفظه من يوم سمعه إلى يوم يحدث به.^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ حدیث بیان کرے مگر صرف وہ شخص بیان کرے جو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک حدیث کا حافظ ہو۔
امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اپنا بھی یہی معمول تھا کہ صرف وہ حدیثیں بیان کرتے تھے جن کے وہ حافظ ہیں اور جن کے وہ حافظ نہیں ہیں بیان نہیں کرتے تھے:

سمعت يحيى بن معين يقول: كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا ما يحفظ ولا يحدث عما لا يحفظ.^(۲)

روایت حدیث کے سلسلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اس احتیاط کو محدثین نے تشدد فی الروایۃ سے تعبیر کیا، حالانکہ قبولیت حدیث کے لئے حفظ و ضبط راوی کی شرط وہ وصف ہے جس کی بنا پر امام ابو حنیفہ دیگر محدثین اور علمائے اصول سے ممتاز ہیں۔
امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

فمن المشددين من قال: لا حجة إلا فيما رواه من حفظه وتذكره. روى عن مالك وأبي حنيفة.^(۳)

ترجمہ:- ضبط کے سلسلے میں انتہائی احتیاط برتنے والوں کا موقف یہ ہے کہ کوئی حدیث اس وقت تک حجت اور دلیل نہیں ہو سکتی جب تک راوی اپنی یاد اور حافظے سے روایت نہ کرے۔

(۱) شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص ۷

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذکر ما قاله العلماء في خبر أبيه، ج ۱۳ ص ۴۲۲

(۳) التقريب والتيسير: النوع السادس والعشرون، ص ۷۲

یہی بات علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

من مذاهب التشديد مذهب من قال لا حجة إلا فيما رواه الراوى من حفظه وتذكره وذلك مروى عن مالك وأبي حنيفة. ^(۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) امام اعظم رحمہ اللہ کا روایت حدیث میں یہ اصول بیان کرنے کے بعد دوسرے محدثین سے اس کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ مذہب بڑا ہی سخت ہے، اگر اس معیار کے پیش نظر صحیحین کا جائزہ لیا جائے تو نصف راوی ایسے ملیں گے جو حافظے کی شرط پر پورے نہ اتریں گے:

هَذَا مَذْهَبٌ شَدِيدٌ، وَقَدْ اسْتَقَرَّ الْعَمَلُ عَلَى خِلَافِهِ، فَلَعَلَّ الرِّوَاةَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِمَّنْ يَوْصَفُ بِالْحِفْظِ لَا يَبْلُغُونَ النِّصْفَ. ^(۲)

جسے ”سختی“ کہا جا رہا ہے، اسی کا نام ”احتیاط“ ہے، اور اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں کہ علم حدیث میں زیادہ سے زیادہ احتیاط کی جائے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اس احتیاط کا کبار محدثین نے اقرار کیا ہے، چنانچہ امام کعب رحمہ اللہ جو حدیث میں امام احمد، علی بن المدینی، امام یحییٰ بن معین، عبد اللہ بن مبارک رحمہم اللہ کے اُستاذ ہیں، فرماتے ہیں: جیسی احتیاط حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کی ہے کسی دوسرے نے نہیں کی ہے:

سمعت وکیعا يقول: لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره. ^(۳)

حدیث کو متقین کی جماعت روایت کرے

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

قد كان الإمام أبو حنيفة يشترط في الحديث المنقول عن رسول الله

(۱) معرفة أنواع علوم الحديث المعروف مقدمة ابن الصلاح: النوع السادس والعشرون، ص ۲۰۸

(۲) تدريب الراوی فی شرح تقریب النووی: النوع السادس والعشرون، ج ۱ ص ۵۲۷

(۳) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۱۹۷

صلی اللہ علیہ وسلم قبل العمل به أن يرويه عن ذلك الصحابي جميع
التقياء عن مثلهم وهكذا. ^(۱)

جو حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو، اس کی بابت امام ابو حنیفہ رحمہ
اللہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ اس کو متقی لوگوں کی ایک جماعت اس صحابی سے برابر نقل کرتی آئی ہو۔
علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے حدیث کی قبولیت کے لئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی
جس شرط کا ذکر کیا ہے، وہ بصراحت خود امام صاحب سے منقول ہے، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ امام
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی سند سے امام اعظم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

أخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
والأثر الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات عن الثقات، فإن لم
أجد، فبقول أصحابه أخذ بقول من شئت، وأما إذا انتهى الأمر إلى
إبراهيم والشعبي والحسن وعطاء، فأجتهد كما اجتهدوا. ^(۲)

ترجمہ:- میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے لیتا ہوں، اگر اس میں نہ ملے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے لیتا ہوں، اور ان کی صحیح احادیث جو کہ
ثقات ہی کے ذریعے شائع ہوئی ہوں، پھر اگر یہاں بھی نہ ملے تو حضور کے
اصحاب سے جس کا قول چاہتا ہوں اختیار کر لیتا ہوں، لیکن جب معاملہ ابراہیم
نخعی، شعبی، حسن بصری، اور عطاء تک آ جاتا ہے تو جس طرح ان حضرات نے
اجتہاد کیا ہے میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے واضح انداز میں بتلادیا کہ قرآن کریم کے بعد ان کے نزدیک ایسی
حدیث لائق حجت ہیں جسے ثقہ راویوں نے دوسرے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہو۔
امام سفیان ثوری امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اصول نقل کرتے ہیں:

يأخذ بما صح عنه من الأحاديث التي كان يحملها الثقات. ^(۳)

(۱) الميزان الكبير للشعرالى، ج ۱ ص ۲۶

(۲) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۳۴

(۳) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس، ص ۱۳۲

ترجمہ:- امام اعظم رحمہ اللہ وہ روایات لیتے ہیں جو آپ کے نزدیک صحیح ہوتی ہے جنہیں ثقہ راویوں کی جماعت نے اخذ و روایت کیا ہو۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے صرف وہی روایات لیں جنہیں روایۃ اور عملاً شہرت حاصل ہو گئی تھی، آپ کے دور میں چونکہ تابعین اور کبار تبع تابعین کی اچھی خاص تعداد موجود تھی، اس لئے آپ کو جتنی روایات ملیں وہ کم سے کم واسطوں سے ملیں، آپ کی روایات میں وحدانیات، ثنائیات، ثلاثیات موجود ہیں، جب کہ بعد کے محدثین کے پاس یہ روایات چھ چھ یا سات سات واسطوں سے انہیں ملیں، نیز امام صاحب نے ان روایات پر عمل کرتے ہوئے تابعین اور کبار تبع تابعین کو پنچشم خود دیکھا، جب کہ بعد کے محدثین کو یہ موقع نہ مل سکا، ان کے پاس جتنی روایات آئی وہ وسائط کی کثرت کے ساتھ آئی ہیں۔

روایت بالمعنی اور امام اعظم رحمہ اللہ

مقدمین اور متأخرین سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر روایت کرنے والا حافظ اور عارف نہ ہو تو اس کے لئے روایت بالمعنی جائز نہیں ہے۔

جب کوئی راوی حدیث بالمعنی روایت کرنا چاہے تو اگر وہ الفاظ اور مقاصد روایت سے آگاہ نہ ہو تو سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کے لئے روایت بالمعنی جائز نہیں، اسے روایت باللفظ ہی کرنا چاہئے:

فإن لم يكن عالماً عارفاً بالالفاظ ومقاصدها، خبيراً بما يحيل معانيها، بصيراً بمقادير التفاوت بينها، فلا خلاف أنه لا يجوز له ذلك، وعليه أن لا يروي ما سمعه إلا على اللفظ الذي سمعه من غير تغيير.^(۱)
امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إن لم يكن عالماً بالالفاظ ومقاصدها، خبيراً بما يحيل معانيها لم يجوز له الرواية بالمعنى بلا خلاف، بل يتعين اللفظ الذي سمعه.^(۲)

(۱) معرفة أنواع علوم الحديث، المعروف بمقدمة ابن الصلاح: النوع السادس والعشرون، ص ۲۱۳

(۲) التقريب والتمهيد: النوع السادس والعشرون، ص ۷۴

ترجمہ:- اگر الفاظ اور مقاصد سے نا آشنا ہو اور معانی کے ڈھانچے سے ناواقف ہو، تو بالاتفاق اس کے لئے روایت بالمعنی نا جائز ہے، بلکہ اس کے لئے متعین ہے کہ انہی الفاظ کے ساتھ روایت کرے جس طرح اس نے سنا ہے۔

لیکن علماء کا اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر راوی عالم و عارف ہو تو کیا اس کے لئے روایت بالمعنی کی کوئی گنجائش ہے؟

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے اکثر سلف کی طرف نسبت کر کے لکھا ہے کہ وہ اسے بھی نا جائز کہتے ہیں۔

قال كثير من السلف وأهل التحري في الحديث: لا تجوز الرواية على المعنى بل يجب مثل تأدية اللفظ بعينه من غير تقديم ولا تأخير ولا زيادة ولا حذف وقد ذكرنا بعض الروايات عن ذهب إلى ذلك ولم يفصلوا بين العالم بمعنى الكلام وموضوعه وما ينوب منه مناب بعض وما لا ينوب منابه وبين غير العالم بذلك.^(۱)

ترجمہ:- اکثر اسلاف اور محدثین کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہیں، بلکہ نہایت ضروری ہے کہ روایت باللفظ ہو، اس میں کسی قسم کی کوئی کمی یا زیادتی اور کسی طرح کی تقدیم اور تاخیر نہ کی جائے، اس موضوع پر کچھ روایات ہم پیش کر چکے ہیں، ان اکابر نے عالم اور غیر عالم میں اس موضوع پر کوئی فرق نہیں کیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

وقال جمهور السلف والخلف من الطوائف منهم الأئمة الأربعة: يجوز بالمعنى في جميعه إذا قطع بأداء المعنى.^(۲)

ترجمہ:- سلف اور خلف کی اکثریت جن میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ بھی شامل ہیں،

(۱) الکفایۃ فی علم الروایۃ: باب ذکر الحجۃ فی إجازۃ رواۃ الحدیث علی المعنی، ص ۱۹۸

(۲) تدْرِیب الراوی فی شرح تقریب الدواوی: النوع السادس والعشرون، الرابع إذا لم يكن الراوی

ان کی رائے یہ ہے کہ روایت بالمعنی اس راوی کے لئے جائز ہے جو حدیث کے صحیح مفہوم کو سمجھتا اور اسے ادا کر سکتا ہو۔

لیکن علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی یہ رائے درست نہیں، اس لئے کہ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دونوں روایت بالمعنی کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ روایت بالمعنی مطلقاً جائز نہیں، امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے، آپ کا یہ ارشاد ہے کہ صرف اس راوی کی روایت اپنے پاس لکھتا ہوں جو اپنے منہ سے نکلی ہوئی بات کو جانتا ہو، یہ بات آپ نے اس سوال کے جواب میں فرمائی تھی کہ آپ نے راویوں کی بہت بڑی تعداد سے ملاقات کے باوجود ان سے استفادہ کیوں نہیں کیا؟ اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ کا ان لوگوں سے روایت نہ لینا جو متقی اور پرہیزگار تھے لیکن تحدیث نہیں جانتے تھے، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ روایت لینے میں انتہائی محتاط تھے اور روایت باللفظ کے قائل تھے:

قال القرطبي: وهو الصحيح من مذهب مالك ويدل على ذلك قوله لا

أكتب إلا على رجل يعرف ما يخرج من رأسه وذلك في جواب من قال

له: لم لم تكتب عن الناس وقد أدرتهم متوافرين؛ وكذلك تركه

الأخذ عنهم فضل وصلاح إذا كانوا لا يعرفون ما يحدثون به.^(۱)

علامہ طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں امام ابو جعفر

طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی ایک روایت کو مد نظر رکھ کر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت بالمعنی کے جواز کے قائل نہ تھے، امام طحاوی رحمہ اللہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وقال الطحاوي: حدثنا سليمان بن شعيب، حدثنا أبي قال: أُملي علينا

أبو يوسف قال: قال أبو حنيفة: لا ينبغي للرجل أن يحدث من الحديث

إلا ما يحفظه من يوم سمعه إلى يوم يحدث به.^(۲)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی راوی کے لئے حدیث کا بیان کرنا مناسب نہیں جب

(۱) توجیه النظر إلى أصول الأثر: الفصل السابع في رواية الحديث بالمعنى، ج ۲، ص ۲۸۴

(۲) شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص ۷

تک کہ اسے سماع کے دن سے روایت کے دن تک وہ حدیث یاد نہ ہو:

وحاصله: أنه لم يجوز له الرواية بالمعنى، ولو كان مراداً للمبني خلافاً

للجمهور من المحدثين. ^(۱)

امام اعظم روایت بالمعنی کو جائز نہیں سمجھتے تھے، چاہے وہ مرادف الفاظ ہی کیوں نہ ہو، جمہور محدثین کا یہ مسلک نہیں، ان کے ہاں روایت بالمعنی جائز ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کی تائید ان الفاظ میں کی ہے:

إذا وجد سماعه في كتابه ولا يذكره فعن أبي حنيفة وبعض الشافعية لا

يجوز روايته. ^(۲)

اگر حدیث راوی کے پاس کتاب میں لکھی ہوئی ہو، لیکن اسے زبانی یاد نہ ہو، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ روایت کرنے کو جائز نہیں سمجھتے ہیں۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے بیان سے امام اعظم رحمہ اللہ کے اس موقف کی جس کی نشاندہی ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کی ہے، مزید روشنی پڑتی ہے، چنانچہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: اگر کسی شخص کے پاس اپنی لکھی ہوئی حدیث ہو، لیکن وہ اسے زبانی یاد نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس حدیث کا آدمی حافظ اور عارف نہ ہو اسے بیان نہ کرے:

وسئل عن الرجل يجد الحديث بخطه لا يحفظه فقال أبو زكريا: كان أبو

حنيفة يقول لا تحدث إلا بما تعرف وتحفظ. ^(۳)

علامہ عبد العزیز بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۳ھ) فرماتے ہیں:

غزیمت یہ ہے کہ راوی سماع اور فہم کے وقت سے تحدیث و روایت کے وقت تک متن کو

پوری طرح یاد رکھے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک اخبار و شہادت میں بھی یہی ہے:

(۱) شرح مسند أبي حنيفة: مقدمة، ص ۷

(۲) التقريب والتيسير: النوع السادس والعشرون، ص ۷۳

(۳) الكفاية في علم الرواية: باب ذكر من روى عنه من السلف إجازة الرواية من الكتاب، ص ۲۳۱

العزيمة أن يحفظ المسموع من وقت السماع إلى وقت الالهام. (۱)

روایت باللفظ کے سلسلے میں امام ابو حنیفہ، امام مالک اور ان کے معاصرین رحمہم اللہ نے جو موقف اپنایا یہ دراصل انتہائی احتیاط پر مبنی ہے، ان کے دور میں چونکہ روایات حدیث سے استنباط اور استخراج کا کام ہو رہا تھا، لہذا ضروری تھا کہ ہر روایت کو اچھی طرح جانچ لیا جائے اور حقیقی الامکان یہ کوشش ہو کہ صحیح روایت سے استنباط ہو، نیز اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب کی حدیث میں احتیاط کس قدر زیادہ ہے۔

وجوہ ترجیح اور امام اعظم رحمہ اللہ

دو حدیثیں اگر صحت و قوت کے لحاظ سے یکساں اور ہم پلہ ہوں، لیکن اپنے مضمون کے لحاظ سے باہم متعارض ہوں تو ان دونوں میں سے ایک کو دوسرے کے مقابلے میں کسی ایسے سہارے سے جس میں خود مستقل طور پر حجت بننے کی صلاحیت نہ ہو، رائج قرار دیا جائے، جن سہاروں کے ذریعے سے ترجیح کا عمل کیا جاتا ہے، ان کو محدثین کی اصطلاح میں ”وجوہ ترجیح“ کہتے ہیں۔

ابو بکر محمد بن موسیٰ المعروف حازمی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۴ھ) نے پچاس وجوہ ترجیحات نقل

کی ہیں۔ (۲)

علامہ ابواسحاق ابن اسحاق رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۲ھ) نے علامہ حازمی رحمہ اللہ کی پچاس ذکر کردہ

وجوہ ترجیحات اختصار کے ساتھ نقل کی ہیں، چند وجوہ ترجیحات کا مزید اضافہ بھی کیا ہے۔ (۳)

ایک سو دس وجوہ ترجیح

”التقيد والإيضاح“ کے حاشیہ میں ایک سو دس وجوہ ترجیحات کا ذکر ہے، اس سے

زیادہ وجوہ ترجیحات تلاش بسیار کے باوجود بندے کی نظر سے نہیں گزریں، اس قدر کثیر تعداد میں وجوہ ترجیحات کا یکجا ملنا عموماً مشکل ہوتا ہے، اس لئے اہل علم کے فائدے کے لئے ان تمام وجوہ ترجیح کو نقل کیا جاتا ہے، چونکہ عبارت اہل ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا:

(۱) كشف الأسرار شرح أصول الهدوى: بيان شرائط الراوى. باب الكتابة والخط، ج ۳ ص ۵۲

(۲) دیکھئے تنصیلاً: الاعتبار فی النسخ والمنسوخ من الآثار: وجوہ الترجیحات، ص ۲۲۹

(۳) دیکھئے تنصیلاً: الشذال فیاح من علوم ابن الصلاح: النوع السادس والعشرون، ج ۲ ص ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶

ووجوه الترجيعات تزيد على المائة وقد رأيت عددا مختصرا فأبدأ
بالخمسین التي عدھا الحازمی ثم أسرد بقيتها على الولاء الأول: كثرة
الرواة، الثاني: كون أحد الراويين أتقن وأحفظ، الثالث: كونه متفقاً
على عدالته، الرابع: كونه بالغاً حالة التحمل، الخامس: كون سماعه
تحديثاً والآخر عرضاً، السادس: كون أحدهما سماعاً أو عرضاً والآخر
كتابة أو وجادة أو مناولة، السابع: كونه مباشراً لهما رواة، الثامن:
كونه صاحب القصة، التاسع: كونه أحسن سياقاً واستقصاء،
العاشر: كونه أقرب مكاناً من النبي حالة تحمله، الحادي عشر: كونه
أكثر ملازمة لشيخه، الثاني عشر: كونه سمعه من مشايخ بلدة، الثالث
عشر: كون أحد الحديثين له مخارج الرابع عشر: كون إسنادة حجازياً،
الخامس عشر: كون رواته من بلد لا يرضون بالتدليس، السادس
عشر: دلالة ألفاظه على الاتصال كسمعت وحدثنا، السابع عشر:
كونه مشاهداً لشيخه عند الأخذ، الثامن عشر: كون الحديث لم
يختلف فيه، التاسع عشر: كون راويه لم يضطرب لفظه، العشرون:
كون الحديث متفقاً على رفعه الحادي والعشرون: كونه متفقاً على
اتصاله، الثاني والعشرون: كون راويه لا يميز الرواية بالمعنى، الثالث
والعشرون: كونه فقيهاً، الرابع والعشرون: كونه صاحب كتاب يرجع
إليه، الخامس والعشرون: كون أحد الحديثين نصاً وقولاً والآخر
ينسب إليه استدلالاً واجتهاداً، السادس والعشرون: كون القول
يقارنه الفعل، السابع والعشرون: كونه موافقاً لظاهر القرآن، الثامن
والعشرون: كونه موافقاً لسنة أخرى، التاسع والعشرون: كونه
موافقاً للقياس، الثلاثون: كونه معه حديث آخر مرسل أو منقطع،
الحادي والثلاثون: كونه عمل به الخلفاء الراشدون، الثاني والثلاثون:
كونه معه عمل الأمة، الثالث والثلاثون: كون ما تضمنه من الحكم

منطوقاً، الرابع والثلاثون: كونه مستقلاً لا يحتاج إلى إضمار، الخامس والثلاثون: كون حكمه مقروناً بصفة والآخر بالاسم، السادس والثلاثون: كونه مقروناً بتفسير الراوي، السابع والثلاثون: كون أحدهما قولاً والآخر فعلاً فيرجح، الثامن والثلاثون: كونه لم يدخله التخصيص، التاسع والثلاثون: كونه غير مشعر بنوع قدح في الصحابة، الأربعون: كونه مطلقاً والآخر ورد على سبب، الحادي والأربعون: كون الإشتقاق يدل عليه دون الآخر، الثاني والأربعون: كون أحد الخصمين قائلاً بالخبرين، الثالث والأربعون: كون أحد الحديثين فيه زيادة، الرابع والأربعون: كونه فيه احتياط للفرض وبراءة الذمة، الخامس والأربعون: كون أحد الحديثين له نظير متفق على حكمه، السادس والأربعون: كونه يدل على التحريم والآخر على الإباحة، السابع والأربعون: كونه يثبت حكماً موافقاً لما قبل الشرع فقليل هو أولى وقيل هما سواء، الثامن والأربعون: كون أحد الخبرين مسقطاً للحد فقليل هو أولى وقيل لا يرجح، التاسع والأربعون: كونه إثباتاً يتضمن النقل عن حكم العقل والآخر نفياً يتضمن الإقرار على حكم العقل.

الخمسون: كون الحديثين في الأقضية وراوى أحدهما على أو في الفرائض وراوى أحدهما زيد أو في الحلال والحرام وراوى أحدهما معاذ وهلم جرا فالصحيح الذي عليه الأكثر ترجيح بذلك، الحادي والخمسون: كونه أعلاً إسناداً، الثاني والخمسون: كون راويه عالماً بالعربية، الثالث والخمسون: كونه عالماً باللغة، الرابع والخمسون: كونه أفضل في الفقه أو العربية أو اللغة، الخامس والخمسون: كونه حسن الاعتقاد السادس والخمسون: كونه ورعاً، السابع والخمسون: كونه جليساً للمحدثين أو غيرهم من العلماء،

الثامن والخمسون: كونه أكثر مجالسة لهم، التاسع والخمسون: كونه عرفت عدالته بالاختبار والممارسة وعرفت عدالة الآخر بالتزكية أو العمل على روايته، الستون: كون المزيكي زكاة وعمل بخبرة وزكي الآخر وروى خبره، الحادي والستون: كونه ذكر سبب تعديله، الثاني والستون: كونه ذكرا، الثالث والستون: كونه حرا.

الرابع والستون: شهرة الراوي، الخامس والستون: شهرة نسبه، السادس والستون: عدم التباس اسمه السابع والستون: كونه له اسم واحد على من له إسمان فأكثر، الثامن والستون: كثرة المزيكين، التاسع والستون: كثرة علم المزيكين، السبعون: كونه دام عقله فلم يختلط.

فكذا أطلقه جماعة وشرط في المحصول مع ذلك أنه لا يعلم هل رواة في حال سلامته أو اختلاطه، الحادي والسبعون: تأخر إسلام الراوي وقيل عكسه وبه جزم الأمدى، الثاني والسبعون: كونه من أكابر الصحابة، الثالث والسبعون: كون الخبر حكى سبب وروده إن كانا خاصين فإن كانا عامين فبالعكس، الرابع والسبعون: كونه حكى فيه لفظ الرسول، الخامس والسبعون: كونه لم ينكرة راوى الأصل أو لم يتردد فيه.

السادس والسبعون: كونه مشعرا بعلو شأن الرسول وتمكنه، السابع والسبعون: كونه مدنيا والآخر مكي، الثامن والسبعون: كونه متضمنا للتخفيف وقيل بالعكس، التاسع والسبعون: كونه مطلق التاريخ على المؤرخ بتاريخ مؤخر، الثمانون: كونه مؤرخا بتاريخ مؤخر على مطلق التاريخ، الحادي والثمانون: كون الراوى تحمله في الإسلام على ما تحمله راويه في الكفر أو شك فيه، الثاني والثمانون: كون الحديث لفظه فصيحاً والآخر ركيكا، الثالث والثمانون: كونه بلغة قريش.

الرابع والثمانون: كون لفظه حقيقة، الخامس والثمانون: كونه أشبه بالحقيقة، السادس والثمانون: كون أحدهما حقيقة شرعية والآخر حقيقة عرفية أو لغوية السابع والثمانون: كون أحدهما حقيقة عرفية والآخر حقيقة لغوية، الثامن والثمانون: كونه يدل على المراد من وجهين.

التاسع والثمانون: كونه يدل على المراد بغير واسطة، التسعون: كونه يؤول إلى علة الحكم، الحادي والتسعون: كونه ذكر معه معارضة، الثاني والتسعون: كونه مقروناً بالتهديد، الثالث والتسعون: كونه أشد تهديداً، الرابع والتسعون: كون أحد الخبرين يقل فيه اللبس، الخامس والتسعون: كون اللفظ متفقاً على وضعه لمسألة، السادس والتسعون: كونه منصوباً على حكمه مع تشبيهه لمحل آخر، السابع والتسعون: كونه مؤكداً بالتكرار، الثامن والتسعون: كون أحد الخبرين دلالة بمفهوم الموافقة والآخر بمفهوم المخالفة وقيل بالعكس، التاسع والتسعون: كونه قصد به الحكم المختلف فيه ولم يقصد بالآخر ذلك، المائة: كون أحد الخبرين مروياً بالإسناد والآخر معزواً إلى كتاب معروف، الحادي بعد المائة: كون أحدهما معزواً إلى كتاب معروف والآخر مشهور.

الثاني بعد المائة: كون أحدهما اتفق عليه الشيخان، الثالث بعد المائة: كون العموم في أحد الخبرين مستفاداً من الشرط والجزاء والآخر من النكرة المنفية، الرابع بعد المائة: كون الخطاب في أحدهما تكليفاً وفي الآخر وضعياً، الخامس بعد المائة: كون الحكم في أحد الخبرين معقول المعنى، السادس بعد المائة: كون الخطاب في أحدهما شفاهاً فيقدم على خطاب الغيبة في حق من ورد الخطاب عليه، السابع بعد المائة: كون الخطاب على الغيبة فيقدم على الشفاهي في

حق الغائبین، الثامن بعد المائة: كون أحد الخبرين قدم فيه ذكر العلة وقيل بالعكس، التاسع بعد المائة: كون العيوض في أحدهما مستفادا من الجمع المعروف فيقدم على المستفاد من ما ومن، العاشر بعد المائة: كونه مستفادا من الكل فيقدم على المستفاد من الجنس المعروف لاحتمال العهد وثم وجوه آخر للترجيح في بعضها نظر وفي بعض ما ذكر أيضا نظر وإنما ذكرت هذا أيضا من القول المصنف أن وجوه الترجيح خمسون فأكثر والله أعلم.^(۱)

فقاہت سے متصف روایات کی احادیث کو شیوخ محدثین پر ترجیح ہوگی اگر دو حدیثیں صحیح ہونے کے باوجود باہم متعارض ہو جائیں تو کیا ان میں سے کسی ایک کو اسی بنا پر رائج قرار دیا جاسکتا ہے کہ اس کے بیان کرنے والے علم و فکر اور فقہ و نظر کی دولت سے مالا مال ہیں؟ اس حد تک سب متفق ہیں کہ روایوں میں فقاہت یقیناً وجہ ترجیح ہے۔ چنانچہ علامہ حازمی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۴ھ) نے ایک وجہ ترجیح ہی نقل کی ہے کہ دو حدیثوں کے راوی اگر حفظ و ضبط میں ہم پلہ ہوں تو فقہاء کی روایت کو ترجیح ہوگی:

الوجه الثالث والعشرون: أن يكون رواية أحد الحديثين مع تساويهم في الحفظ والإتقان فقهاء عارفين باجتناء الأحكام من مثيرات الألفاظ، فالاسترواح إلى حديث الفقهاء أولى.

وحكى على بن خشرم قال: قال لنا وكيع: أي الإسنادين أحب إليكم: الأعمش عن أبي وائل عن عبد الله، أو سفيان عن منصور عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله؛ فقلنا: الأعمش عن أبي وائل عن عبد الله فقال: يا سبحان الله، الأعمش شيخ، وأبو وائل شيخ، وسفيان فقيه، ومنصور فقيه، وإبراهيم فقيه، وعلقمة فقيه، وحديث يتداوله الفقهاء خير من أن يتداوله الشيوخ.^(۲)

(۱) التقييد والايضاح شرح مقدمة ابن الصلاح: النوع السادس والعشرون، ص ۲۸۶-۲۸۹

(۲) الاعتبار في النسخ والمنسوخ من الآثار: الوجه الثالث والعشرون، ص ۱۵

ترجمہ:- وجوہ ترجیح میں سے ایک یہ ہے کہ دو حدیثوں میں سے کسی ایک کے بیان کرنے والے اگر حفظ و ضبط میں ہم پڑ ہوں لیکن ان میں سے ایک کے راوی فقہاء ہوں، تو فقہاء کی روایت کو ترجیح ہوگی، علی بن خشرم محدث فرماتے ہیں کہ ہم سے امام وکیع نے کہا کہ ان دو سندوں میں سے تمہیں کون سی سند پسند ہے؟ ”أعمش عن أبي وائل عن عبد الله“ یا ”سفيان عن منصور عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله“ کا سلسلہ زیادہ پسند ہے؟ امام وکیع نے فرمایا کہ اس سند میں اعمش اور ابو وائل شیوخ حدیث میں ہیں، اور دوسری سند میں سفیان، منصور، ابراہیم اور علقمہ فقہاء ہیں، اور وہ حدیث جو فقہاء کی راہ سے آئے بلاشبہ اس حدیث سے بہتر ہے جو محدثین کی وساطت سے آئے۔

علامہ ابوالسعادات مجدد الدین المعروف ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے اس موقع پر بڑی عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ یہ سلسلہ روایت فقہاء کی سند سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک رباہی ہے، اور محدثین کی سند سے ثنائی ہے، یعنی فقہاء کی سند میں چار راوی ہیں، اور محدثین کی سند میں صرف دو راوی ہیں، اس کے باوجود صرف راویوں کی فقہت کی وجہ سے فقہاء کی روایت کو رائج قرار دیا گیا ہے:

عن أبي وائل عن عبد الله بن مسعود، أو سفيان عن منصور عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله؛ فقلنا: الأعمش عن أبي وائل، فقال: يا سبحان الله! الأعمش شيخ، وأبو وائل شيخ، وسفيان فقيه، ومنصور فقيه، وإبراهيم فقيه، وعلقمة فقيه، وحديث يتداوله الفقهاء، خير من حديث يتداوله الشيوخ.

فهذا من طريق الفقهاء رباہی إلى ابن مسعود وثنائي من طريق المشايخ، ومع ذلك قدم الرباعي لأجل فقه رجاله.^(۱)

(۱) جامع الأصول في أحاديث الرسول: الباب الثالث، الفرع الرابع في المسند والاسناد، ج ۱ ص ۱۱۴

معلوم ہوا کہ اگر دو حدیثوں میں تعارض ہو جائے اور باعتبار سند دونوں قوی ہوں، لیکن سند کے ایک سلسلے میں شیوخ حدیث ہوں اور دوسرے سلسلے میں فقہائے کرام ہوں تو خود محدثین کے نزدیک بھی فقہاء کی روایت کا پلڑا بھاری ہوگا اگرچہ محدثین کی روایت کو علو سند کا مقام بھی حاصل ہو۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں:

الفقهاء وهم أعلم بمعاني الحديث.^(۱)

ترجمہ:- فقہائے کرام معانی حدیث زیادہ جانتے ہیں۔

ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نقل کرتے ہیں:

كان حديث الفقهاء أحب إليهم من حديث المشيخة.^(۲)

ترجمہ:- فقہاء حدیث سے متصف روایات کی احادیث مجھے شیوخ حدیث سے مروی راویوں سے زیادہ پسند ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

ويجرح بأن يكون رواه فقهاء لأن عناية الفقيه مما يتعلق بالأحكام أشد من عناية غيره بذلك.^(۳)

ترجمہ:- حدیث کو اس کے راوی کے فقیہ ہونے کی بنا پر ترجیح دی جائے گی، کیونکہ فقہاء کی مرکزی توجہ احکام پر دوسروں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

ثالثها: فقه الراوى. سواء كان الحديث مرويا بالمعنى أو اللفظ: لأن الفقيه إذا سمع ما يمتنع حمله على ظاهرة يحس منه حتى يطلع على ما يزول به الإشكال.^(۴)

(۱) سنن الترمذی: أبواب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، ج ۱، ص ۱۹۳

(۲) المحرج والتعديل: باب في عدول حامل العلم إنهم ينفون عنه التعريف والانتحال، ج ۲، ص ۲۵

(۳) الكفاية في علم الرواية: باب القول في ترجيح الأخبار، ص ۴۳۶

(۴) تدريب الراوى في شرح تقريب النواوى: النوع السادس والثلاثون، ج ۲، ص ۶۵۵

ترجمہ:- وجوہ ترجیح میں سے تیسری وجہ فقہِ راوی بھی ہے، چاہے حدیث کی روایت باللفظ ہو یا بالمعنی ہو، کیونکہ فقیہ جب کوئی ایسی بات سنتا ہے جسے ظاہر پر محمول کرنا دشوار ہو تو اس کے بارے میں بحث و تمحیص سے کام لیتا ہے، تا آنکہ وہ ایسی چیز پر مطلع ہو جاتا ہے جس سے راہ کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

بہر حال ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی فقہِ راوی کا وجہ ترجیح ہونے میں محدثین اور فقہاء کا نقطہ نظر ایک ہے، البتہ اختلاف اس میں ہے کہ اگر دونوں روایتیں صحیح ہوں اور دونوں میں تعارض ہو، اور ایک کے راوی فقہاء ہوں اور دوسری روایت متعدد طرق سے مروی ہو تو اس میں اختلاف ہے، محدثین کے نزدیک متعدد طرق سے مروی روایت کو رائج قرار دیا جائے گا، جب کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فقہاء کی روایت کو رائج قرار دیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جب امام اوزاعی رحمہ اللہ سے رفع یدین کی روایت کے متعلق گفتگو ہوئی تو امام صاحب نے اسی اصول کو اپنایا تھا:

أنه اجتمع مع الأوزاعي بمكة في دار الحنطين كما حكى ابن عيينة فقال الأوزاعي: ما بالكم لا ترفعون عند الركوع والرفع منه، فقال: لأجل أنه لم يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه شيء، فقال الأوزاعي: كيف لم يصح وقد حدثني الزهري عن سالم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة وعند الركوع وعند الرفع منه، فقال أبو حنيفة: حدثنا حماد عن إبراهيم عن علقمة والأسود عن عبد الله بن مسعود أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يرفع يديه إلا عند افتتاح الصلاة ثم لا يعود لشيء من ذلك فقال الأوزاعي: أحدثك عن الزهري عن سالم عن أبيه وتقول حدثني حماد عن إبراهيم؟ فقال أبو حنيفة: كان حماد أفقه من الزهري، وكان إبراهيم أفقه من سالم، وعلقمة ليس بدون من ابن عمر في الفقه، وإن كانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة، وعبد الله (۱) عبد الله.

(۱) فتح القدیر: کتاب الصلوٰۃ باب صفة الصلاة، ج ۱۱، ص ۳۱۱

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی مکہ کے دارالحنافین میں جمع ہوئے، گفتگو کے دوران امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ سے دریافت کیا: آپ زکوع میں جاتے وقت اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: اس لئے کہ رفع یدین زکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ (یہاں صحت کی نفی مراد نہیں بلکہ اولویت کی نفی مراد ہے)۔ امام اوزاعی نے فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے زہری نے بتایا اور انہوں نے سالم سے اور سالم نے اپنے والد سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت، زکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے جواب دیا: مجھے حماد نے بتایا اور انہوں نے ابراہیم سے سنا، اور ابراہیم نے علقمہ سے اور اسود سے، اور انہوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور پھر اسے نہیں دہراتے تھے۔ امام اوزاعی نے پھر جواب میں کہا: میں آپ کو زہری، سالم اور ان کے والد کی روایت سنا تا ہوں اور آپ مجھے حماد اور ابراہیم کی روایت سناتے ہو؟ تو امام ابوحنیفہ نے فرمایا: حماد، زہری سے زیادہ فقیہ ہے، ابراہیم، سالم سے بڑھ کر عالم تھے، اور اگر صحابی ہونے کا پاس نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ علقمہ، عبد اللہ بن عمر سے زیادہ فقیہ تھے، اور عبد اللہ بن مسعود تو آخر عبد اللہ ہیں اُن کا کیا کہنا!

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ترک رفع یدین کی روایت کو فقہت کی بنا پر، اور امام اوزاعی رحمہ اللہ نے رفع یدین کی روایت کو علو سند کی وجہ سے ترجیح دی، اور ہمارے نزدیک رائج مذہب بھی یہی ہے کہ فقہت راوی کو ترجیح دی جائے گی:

فرج بفقہ الرواة كما رجح الأوزاعي بعلو الإسناد وهو المذهب المنصور عندنا^(۱)

(۱) فتح القدیر: کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۳۱۱

علامہ عبدالعزیز بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) فرماتے ہیں:

وما ذکرنا مذهب عامة الأصوليين من أصحابنا وأصحاب الشافعي فقد
ذكر في المحصول وغيره أن رواية الفقيه راجحة على رواية غير الفقيه
وقال قوم هذا الترجيح إنما يعتبر في خبرين مرويين بالمعنى أما
المروى باللفظ فلا، والحق أنه يقع به الترجيح مطلقاً.^(۱)

ترجمہ:- ہم نے جو ذکر کیا اکثر اصولیین کا مذہب ہے، ہمارے ائمہ احناف اور
اصحاب شوافع میں سے، ”المحصول“ اور دیگر کتب میں یہ بات ذکر کی گئی ہے
فقاہت حدیث سے متصف روایات کی روایات رائج ہوں گی، ان پر جو فقاہت
حدیث سے متصف نہیں ہیں (یعنی صرف محدث ہیں)، ایک قوم نے کہا کہ یہ
وجہ ترجیح اس وقت ہوگی جب دونوں احادیث روایت بالمعنی ہوں، اگر روایت
باللفظ ہوں تو یہ وجہ ترجیح نہیں ہوگی، لیکن حق بات یہ ہے کہ وجہ ترجیح
مطلقاً ہوگی، (یعنی اس کے لئے روایت بالمعنی یا روایت باللفظ کی کوئی شرط نہیں
ہے، بلکہ رائج بات یہی ہے کہ فقاہت روایات وجہ ترجیح ہے)۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) فرماتے ہیں:

ترجمہ:- رائج مذہب احناف کے نزدیک افضلیت یعنی راوی کا فقیہ ہونا ہے،
اکثریت نہیں ہے۔

أن المذهب المنصور عند علمائنا الحنفية الأفقية دون
الأكثرية.^(۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فقاہت وجہ ترجیح ہے جب کہ دیگر
محدثین کے نزدیک کثرت طرق وجہ ترجیح ہے۔

(۱) کشف الأسرار شرح أصول البزدوی: شرائط الراوی، باب تفسیر شروط الراوی وتقسیمها، ج ۲

ص ۳۹۷

(۲) شرح الشرح نخبہ الفکر فی مصطلحات اہل الاثر: الناسخ والمسلوخ، ص ۳۸۵

”مناولہ“ اور امام اعظم رحمہ اللہ

”مناولہ“ کہا جاتا ہے کہ محدث طالب علم کو اپنی مسوعات پر مشتمل کتاب دے اور یہ کہے کہ ”تم اسے میری جانب سے روایت کرو!“ یا طالب علم کو کتاب کا مالک بنادے، یا لکھنے کے لئے کتاب عاریہ دے یا، طالب علم شیخ کے پاس اپنی مسوعات کی کتاب لے کر آئے اور شیخ اسے دیکھ کر طالب علم کو کہہ دے کہ ”تمہیں اس کتاب کے مشتملات کی میری جانب سے روایت کی اجازت ہے!“ اس کو ”عرض المناولہ“ کہتے ہیں، اب محدثین کے ہاں یہ سوال پیدا ہوا کہ لمحاظ قوت اس کا کیا حکم ہے؟

وهذه المناولة كالسماع في القوة عند الزهري، وربيعه، ويحيى بن سعيد الأنصاري، ومجاهد، والشعبي، وعلقمة وإبراهيم، وأبي العالية، وأبي الزبير، وأبي التوكل، ومالك، وابن وهب، وابن القاسم، وجماعات آخرين، والصحيح أنها منحة عن السماع والقراءة وهو قول الثوري، والأوزاعي، وابن المبارك، وأبي حنيفة، والشافعي، البويطي، والمزني، وأحمد وإسحاق، ويحيى بن يحيى.^(۱)

ترجمہ:- امام زہری، امام ربیعہ، یحییٰ بن سعید الانصاری، مجاہد، شعبی، علقمہ، ابراہیم، ابو العالیہ، ابو الزبیر، ابو التوکل، مالک، ابن وہب، ابن القاسم رحمہم اللہ ان سب کی رائے یہ ہے کہ مناولہ قوت میں تحمل روایت کی پہلی قسم سماع کے برابر اور ہم پلہ ہے، دوسری طرف امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، امام اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، بویطی، مزنی، امام احمد، اسحاق، یحییٰ بن یحییٰ رحمہم اللہ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ مناولہ کا درجہ سماع اور قراءت علی الشیخ دونوں سے کمتر ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

ترجمہ:- فقہائے اسلام جو اسلام میں حلال و حرام کا فتویٰ دیتے ہیں، وہ

عرض مناولہ کو سماع قرار نہیں دیتے ہیں، جیسے امام شافعی حجاز میں، امام اوزاعی شام میں، امام بویطی اور مزنی مصر میں، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری اور امام احمد بن حنبل عراق میں، عبد اللہ بن مبارک، یحییٰ بن یحییٰ اور اسحاق بن راہویہ مشرق میں۔

أما فقهاء الإسلام الذين أفتوا في الحلال والحرام، فإن فيهم من لم ير العرض سماعاً. وبه قال الشافعي المطلبي بالحجاز، والأوزاعي بالشام، والبويطي والمزني بمصر، وأبو حنيفة وسفيان الثوري وأحمد بن حنبل بالعراق ابن المبارك، ويحيى بن يحيى، وإسحاق بن راهويه بالمشرق.^(۱)
علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

والصحيح: أن ذلك غير حال محل السماع، وأنه منقطع عن درجة التحديث لفظاً، والإخبار قراءة.^(۲)

ترجمہ: صحیح بات یہ ہے کہ مناولہ کا مقام سماع عن الشیخ اور قراءت علی الشیخ دونوں سے کم تر ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مناولہ، سماع عن الشیخ، اور قراءت علی الشیخ کے ہم پلہ نہیں ہے، بلکہ درجے میں ان دونوں قسموں سے کم تر ہے۔

أخباراً حاد میں بظاہر تعارض اور امام اعظم رحمہ اللہ کی تطبیقات دین اسلام کے احکام بالکل صاف اور واضح ہیں ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔
علامہ شاطبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۰ھ) فرماتے ہیں کہ شریعت کے احکام میں یقینی بات ہے کہ کوئی تعارض نہیں ہے:

لأن الشريعة لا تعارض فيها ألبتة.^(۳)

(۱) معرفة علوم الحديث: النوع الثاني والخمسين، ص ۲۵۹

(۲) معرفة أنواع علوم الحديث المعروف بمقدمة ابن الصلاح، النوع الرابع والعشرون، القسم الرابع،

ص ۱۹۷

(۳) الموافقات: كتاب الاجتهاد، النظر الأول، ج ۵، ص ۳۴۱

لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحی زندگی کی پوری تاریخ ہم تک شہور و سنن کی تعیین اور ایام کی ترتیب سے نہیں پہنچی اور جو کچھ صحابہ کے ذریعے پہنچا اس میں بھی بعض کورایوں نے روایت بالمعنی کیا ہے، اس لئے بظاہر ہماری نگاہوں میں تعارض معلوم ہوتا ہے، حالانکہ درحقیقت شریعت کے احکام میں کوئی تعارض نہیں ہے۔
تعارض کا حاصل یہ ہے:

أن يأتي حديثان متضادان في المعنى ظاهراً. ^(۱)

ترجمہ:- دو حدیثوں کے درمیان معنی کے اعتبار سے ظاہری طور پر تعارض ہے۔
احادیث کے درمیان تعارض کو دور کرنا یہ کام صرف محدثین کا نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ فقیہ ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إنما يكمل له الأئمة الجامعون بين الحديث والفقه، والأصوليون
الغواصون على المعاني. ^(۲)

ترجمہ:- یہ کام زیب ہے ان ائمہ کے لئے جن میں حدیث وفقہ کی شان جامعیت پائی جاتی ہو، اور وہ اصولیین جو معانی کی گہرائیوں میں اترے ہیں۔
امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) تطبیق روایات کے متعلق ضابطہ نقل کرتے ہیں:

أولى الأشياء بناء إذا روى حديثان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاحتملا الاتفاق واحتملا التضاد أن نحملها على الاتفاق لا على
التضاد. ^(۳)

ترجمہ:- ہمارے نزدیک اولیٰ بات یہ ہے کہ جب دو احادیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوں اور دونوں میں تطبیق کا بھی احتمال ہو، اور بظاہر تعارض کا بھی احتمال ہو، تو ہم ان روایات کو تطبیق پر محمول کریں گے۔

(۱) التقريب والتيسير: النوع السادس والثلاثون، ص ۹۰

(۲) التقريب والتيسير: النوع السادس والعشرون، ص ۹۰

(۳) شرح معاني الآثار: كتاب الكراهة، باب الشرب قائماً، ج ۴ ص ۲۷۳

ہبہ سے متعلق روایات

۱- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہبہ دے کہ واپس لینے والا ایسا ہے جیسا کہ کتہے کر کے چاٹ لے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلْعَائِدُ فِي هَبَّتِهِ كَالْكَلْبِ يَبْقَى ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ. ^(۱)

۲- آپ نے ارشاد فرمایا: ہبہ کر کے واپس لینے کا حق کسی کو نہیں ہے، سوائے والد کے کہ وہ اپنے بیٹے کو ہبہ دے کر واپس لے سکتا ہے:

أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزُجُّ أَحَدُكُمْ فِي هَبَّتِهِ إِلَّا الْوَالِدُ مِنْ وَلَدِهِ. ^(۲)

۳- آپ نے فرمایا: جو شخص ہبہ کرے وہی ہبہ کا زیادہ حق دار ہے جب تک کہ اس کا بدل نہ پائے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ أَحَقُّ بِهَبَّتِهِ مَا لَمْ يُثَبِّ مِنْهَا. ^(۳)

جن لوگوں نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صرف ظاہری سطح کو دیکھا کہ ہبہ دے کر واپس لینے کو کتے کی قے چاٹنے سے تشبیہ دی ہے، انہوں نے ہبہ واپس لینے کے متعلق حرمت کا فیصلہ کر دیا، اس لئے کہ قے ناپاک ہوتی ہے، اور ناپاک چیز حرام ہے، اس لئے ہبہ دے کر واپس لینا بھی حرام ہے، لیکن امام اعظم رحمہ اللہ نے یہاں صرف یہ نہیں دیکھا کہ قے سے تشبیہ دی ہے، بلکہ تشبیہ پر غور کر کے بتلایا کہ قے واقعی ناپاک ہوتی ہے، اور ناپاک چیز حرام بھی ہوتی ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تشبیہ دی ہے وہ یہ نہیں کہ ہبہ دے کر واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹے، بلکہ تشبیہ یہ ہے کہ ہبہ دے کر واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹے، ظاہر

(۱) صحیح البخاری: کتاب الہبۃ، باب ہبۃ الرجل لامرأته والمرأة للزوجها، ج ۳ ص ۱۵۸، رقم الحدیث،

۲۵۸۹

(۲) سنن ابن ماجہ: کتاب الہبات، باب من أعطی ولدا ثم رجع فیہ، رقم الحدیث ۷۸۷۳، ج ۲ ص ۷۹۶

(۳) سنن ابن ماجہ: کتاب الہبات، باب من وهب هبة رجاء ثوابها، رقم الحدیث ۷۸۷۳، ج ۲ ص ۷۹۸

ہے کہ قے حرام ہے، لیکن کُتے کے لئے حرام نہیں ہے، کیونکہ حلت و حرمت کا تعلق مکلف ہونے سے ہے، اور کُتا مکلف نہیں ہے، اس لئے حدیث کا تقاضا ہے کہ ہبہ کی واپسی مکروہ ہے، اور خلافِ اولیٰ ہے، نیز یہ کراہت بھی اس وقت ہے جب کہ موہوب لہ واپب کا قریبی رشتہ دار نہ ہو، اور موہوب لہ کی جانب سے واپب کو اس کا کوئی بدل نہ ملا ہو، یہ دو شرطیں امام صاحب نے ان دو حدیثوں کی وجہ سے لگائیں جن کا اوپر ذکر ہوا، اب تمام روایات میں تطبیق ہوگئی۔

سورالکلب سے متعلق روایات

- ۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے برتن میں کُتا منہ ڈال دے تو چاہئے کہ اسے سات بار دھو ڈالو:
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا. ^(۱)
- ۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کُتا جب برتن میں منہ ڈالے تو اسے تین یا پانچ یا سات بار دھو ڈالو:
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَلْبِ يَلْغُ فِي الْإِنَاءِ أَنَّهُ يَغْسِلُهُ ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا. ^(۲)
- ۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کُتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے گرا کر تین مرتبہ دھوؤ:
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ^(۳)
- ۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فتویٰ بھی یہی ہے کہ پانی گرا کر اس برتن کو تین مرتبہ دھو ڈالو:

(۱) صحیح البخاری: کتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان، رقم الحدیث: ۱۷۲، ج ۱ ص ۳۵

(۲) سنن الدارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب ولو غ الكلب في الإناء، رقم الحدیث: ۱۹۳، ج ۱ ص ۱۰۸

(۳) نصاب الراية: کتاب الطہارات، الحدیث الرابع والأربعون، ج ۱ ص ۱۳۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. ^(۱)

اب پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سات مرتبہ دھونا ضروری ہے، جب کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اختیار ہے چاہے تو تین مرتبہ دھویں یا پانچ یا سات مرتبہ، اور تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ برتن کو تین مرتبہ دھونا ہے، اور یہی راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فتویٰ بھی ہے، تو امام اعظم رحمہ اللہ نے ان تمام روایات کے درمیان تطبیق اس طرح دی ہے کہ تین مرتبہ دھونا واجب ہے، اور سات مرتبہ دھونا مستحب ہے، تاکہ تمام روایات پر عمل ہو جائے۔
علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں:

طهارة الإناء الذي ولغ الكلب فيه لا تتوقف على السبع بل ثبت قبل السبع بالثلاث على ما ذكره الحاکم في إشارته وهو أيضا مقتضى نقل بعضهم عن أبي حنيفة وجوبها واستحباب الأربعة بعدها. ^(۲)
ترجمہ:- جس برتن میں کتے نے منہ ڈال دیا اس کا پاک ہونا سات پر موقوف نہیں، بلکہ وہ سات سے پہلے ہی تین سے پاک ہو چکا ہے، جیسا کہ حاکم نے بتایا ہے، اور یہی تقاضا ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کا جس میں کہا ہے کہ تین مرتبہ دھونا واجب ہے اور سات مرتبہ مستحب ہے۔

سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

۱- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ. ^(۳)
۲- عَنْ عُمَرَو بْنِ مَرْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّخَعِيِّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ. ^(۴)

(۱) سنن الدارقطنی: کتاب الطہارات، باب ولغ الکلب فی الإناء، رقم الحدیث: ۱۹۶، ج ۱، ص ۱۰۹
(۲) التقریر والتعبیر: أقسام دلالة اللفظ إلى المنطوق والمفهوم، أقسام المفهوم، ج ۱، ص ۱۲۷
(۳) المعجم الكبير للطبرانی: باب العين، طاؤس عن ابن عباس، رقم الحدیث: ۱۰۹۲۳، ج ۱۱، ص ۲۵
(۴) فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: فضائل أبي بكر الصديق، ماروی أن أول من أسلم، رقم: ۲۶۵، ج ۱، ص ۲۲۵

۳- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ: أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ.^(۱)

۴- قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَقَالَ آخَرُونَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ.^(۲)
پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام
قبول کیا ہے۔

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
اسلام قبول کیا ہے۔

تیسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے
اسلام قبول کیا ہے۔

چوتھی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے
اسلام قبول کیا ہے۔

اب ان تمام روایات کے درمیان تطبیق حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دی ہے، فرمایا:
آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے، اور عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ
عنہا نے، اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے، اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
نے اسلام قبول کیا ہے:

وقد أجاب أبو حنيفة رحمه الله بالجمع بين هذه الأقوال بأن أول من
أسلم من الرجال الأحرار أبو بكر، ومن النساء خديجة، ومن الموالى
زيد بن حارثة، ومن الغلمان علي بن أبي طالب رضي الله عنه.^(۳)

حدیثِ سند اور مُرسل

تمام محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحیح حدیث وہ ہے جس کی سند متصل ہو۔
علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

(۱) دلائل النبوة للبيهقي: أبواب المبحث، باب من تقدم إسلامه من الصحابة، ج ۲ ص ۱۶۳

(۲) البداية والنهاية: فصل أول من أسلم من متقدمي الإسلام والصحابة وغيرهم، ج ۳ ص ۳۹

(۳) البداية والنهاية: فصل أول من أسلم من متقدمي الإسلام والصحابة وغيرهم، ج ۳ ص ۳۹

أما الحديث الصحيح: فهو الحديث المسند الذي يتصل إسنادُه بهنَّ
العدل الضابط عن العدل الضابط إلى منتهاه، ولا يكون شاذًا
ولا معللاً. ^(۱)

ترجمہ:- حدیث صحیح وہ ہے جس کی سند متصل ہو، اور اسے نقل کرنے والے
راوی سند کی ابتدا سے انتہا تک تمام عادل اور ضابط ہوں، اور وہ روایت شاذ
اور معلل نہ ہو۔

لہذا محدثین ہر اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں جس کی سند منقطع ہو، اسی وجہ سے اس
سے استدلال نہیں کر سکتے۔ اسی طرح حدیث مُرسل کو بھی محدثین نے ناقابلِ حجت قرار دیا ہے،
کیونکہ تابعی، صحابی کے واسطے کے بغیر براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرے
تو اسے ”إرسال“ کہتے ہیں، یہ بھی انقطاع ہی کی ایک قسم ہے، مثلاً سعید بن مسیب، ابن
سیرین اور حسن بصری رحمہم اللہ کی مُرسل روایات۔ سند کے متصل ہونے کی شرط تیسری
صدی کے محدثین نے لگائی ہے، کیونکہ اس دور تک سند میں چھ یا سات واسطے آگئے تھے، ان
میں ارتباط و اتصال کا سراغ لگانا بے حد ضروری ہو گیا تھا، امام اعظم رحمہ اللہ چونکہ عہدِ تابعین سے ہیں
جب کہ ان کے درمیان صرف دو یا تین واسطے تھے، لہذا کسی التباس کا ہونا بہت مشکل تھا، اسی وجہ
سے اس دور کی سند اور مُرسل دونوں احادیث مقبول تھیں۔

علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

وأجمع التابعون بأسرهم على قبول المرسل، ولم يأت عنهم إنكاره، ولا
عن أحد من الأئمة بعدهم إلى رأس المائتين. ^(۲)

ترجمہ:- تمام تابعین کا مُرسل روایت کے قبولیت پر اجماع ہے، تابعین میں
سے کسی نے بھی (اس کی حجت کا) انکار نہیں کیا، اور نہ ان کے بعد دوسری صدی
تک ائمہ میں سے کسی ایک نے (اس کی حجت کا) انکار کیا ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) نے اہل مکہ کے نام اپنے ایک خط میں بھی اسی کا ذکر کیا ہے:

(۱) معرفة أنواع علوم الحديث: النوع الأول: معرفة الصحيح من الحديث، ص ۱۲

(۲) تدوين الراوى في شرح تقريب النواوى: النوع التاسع: المرسل، ج ۱ ص ۲۲۳

أما المراسيل فقد كان محتج بها العلماء فيما مضى مثل سفيان الثوري ومالك والأوزاعي حتى جاء الشافعي فتكلم فيها.^(۱)
ترجمہ:- مُرسِل روایات سے اگلے علماء دلیل پکڑتے (اور استدلال کرتے تھے) جیسے سفيان ثوري، امام مالک، امام اوزاعي، یہاں تک کہ امام شافعی آئے اور انہوں نے اس میں کلام کیا۔

در اصل پہلی اور دوسری صدی میں تلامذہ کو اُستاذ کرام پر حد درجہ اعتماد تھا اور یہ اعتماد ان کے اِتيقان و تقویٰ کی بنا پر تھا، حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:
ولا شك أن الغالب على حملة العلم النبوي في ذلك الزمان العدالة.^(۲)

اسی لئے صحابہ کرام کی مراسیل بلا اختلاف حجت ہیں۔
چنانچہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ مُرسِل صحابی جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے:

فالحديث صحيح وغايته أن يكون مرسل صحابي وهو حجة عند الجمهور.^(۳)

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:
ومراسيل الصحابة رضي الله عنهم حجة لأنهم ثقات لا يهملون.^(۴)
ترجمہ:- صحابہ کرام کی مُرسِل روایات حجت ہیں، اس لئے کہ صحابہ کرام سب ثقہ ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:
فمراسيل الصحابة مقبولة وكذلك مراسيل كبار التابعين إذا

(۱) التعليقات على شروط الائمة الخمسة: ص ۲۵

(۲) تنقيح الأنظار في علوم الآثار: ص ۱۳۸

(۳) دليل الأوطار: أبواب الجمعة، باب من يحب ومن لا يحب، ج ۱ ص ۱۶۵

(۴) المجموع شرح المذهب: كتاب الديات، باب الديات، ج ۱۹ ص ۴۴

الضم إليها ما يؤكدها من عدالة رجال من أرسل منهم حديثه
وشهرتهم واجتناب رواية الضعفاء والمجهولين^(۱)

ترجمہ:- صحابہ کرام کی مُرسل روایات مقبول ہیں، اسی طرح مُراسیل کبار تابعین بھی مُراسیل صحابہ کی طرح حجت ہیں، جب کہ ان راویوں میں عدالت اور شہرت ہو، اور کمزور و مجہول کی روایت سے اجتناب ہو۔

درج بالا مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے دور میں مُرسل اور مسند احادیث دونوں متداول تھیں، امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی موطا میں سینکڑوں مُرسل روایات درج کی ہیں، اور ان میں کوئی فرق روا نہیں رکھا، لیکن ان کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ نے ”الرسالة“ میں مُراسیل کی جحیت پر گفتگو کی ہے اور انہیں بعض شرائط سے مشروط کر دیا، مُراسیل کو رد نہیں کیا، جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے، آپ کی شرائط محض احتیاط کے لئے ہیں ورنہ آپ نے کبار تابعین کی مُرسل روایات کو قبول کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے، لہذا یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا موقف مسند اور مُرسل احادیث کے بارے میں وہی ہے جو اس عہد کے جمہور محدثین فقہاء اور علماء کا تھا۔

سماع عن الشيخ اور قراءت علی الشیخ میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک رائج صورت
أخذ حدیث کے آٹھ متداول طُرُق میں سے ایک طریقہ سماع اور ایک قراءت ہے۔ محدثین کے نزدیک سماع یہ ہے کہ شاگرد اُستاذ کے الفاظ سنے، جسے ”قراءت الشیخ“ بھی کہتے ہیں، خواہ اُستاذ کسی کتاب سے یہ الفاظ پڑھ کر سنارہا ہو، یا اپنے حافظے سے، خواہ وہ شاگرد کو املا کرائے یا نہ کرائے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

سماع لفظ الشیخ، وهو إملاء وغیره من حفظ ومن کتاب. وهو أرفع
الأقسام عند الجماهير^(۲)

(۱) کتاب القراءۃ خلف الإمام: ذکر خبر آخر یحتاج بہ من لا یعلم، رقم الحدیث: ۴۴۲، ص ۲۰۱

(۲) تدوین الراوی فی شرح تقریب النوای: النوع الرابع والعشرون أقسام طرق تحمل الحديث، ج ۱

ترجمہ:- شیخ کے الفاظ کا سماع کرنا خواہ کسی کتاب سے پڑھ کر سنارہا ہو، یا کسی اور طریقے سے، (یعنی بغیر مخطوطے کے سنارہا ہو، اور ان دونوں صورتوں میں یہ تحدیث شیخ کے) حافظے سے ہوگی یا مخطوطے سے، اور یہ جمہور علماء کے نزدیک اخذ و تحدیث کا سب سے اعلیٰ طریقہ ہے۔

علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ یہ تمام اقسام میں اعلیٰ وارفع ہے:

سواء أحدث من كتابه أو من حفظه باملاء أو بغير إملاء وهو أرفع الأقسام وأعلاها۔^(۱)

شیخ اپنے مخطوطے سے تحدیث کرے یا حافظے سے، دونوں برابر ہیں، اسی طرح راوی اپنے پاس کتابت ضبط کرے یا بالصدر ضبط کرے، دونوں جائز ہیں۔
قراءت سے مراد یہ ہے کہ شاگرد کو کوئی چیز یاد ہو، یا کتاب سے پڑھ کر شیخ کو سنائے، اسے ”قراءت علی الشیخ“ اور ”عرض“ یعنی پیش کرنا بھی کہتے ہیں۔
علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

(القراءة علی الشیخ ویسمیها أكثر المحدثین عرضاً) من حیث إن القارئ یعرض علی الشیخ ما یقرؤه۔^(۲)

ترجمہ:- شیخ کے سامنے پڑھنے کو اکثر محدثین نے ”عرض“ کا نام دیا ہے، اس حیثیت سے کہ پڑھنے والا جو کچھ پڑھتا ہے وہ شیخ پر پیش کرتا ہے۔

اخذ و تحمل حدیث کے یہ دونوں طریقے جائز اور حکماً برابر ہیں، لیکن تقابلی صورت میں محدثین سماع کو قراءت پر ترجیح دیتے ہیں، حافظ ابن الصلاح، علامہ زین الدین عراقی، حافظ ابن کثیر اور امام نووی وغیرہ نے اپنی کتب میں یہی موقف اپنایا ہے، امام سیوطی رحمہ اللہ کا یہی نظریہ ابھی گزرا ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قراءت کی صورت سماع کے مقابلے میں قابل ترجیح ہے۔

(۱) توضیح الأفكار لمعالی تنقیح الأنظار: فی بیان أقسام التحمل، ج ۲ ص ۱۸۶

(۲) تدبیب الراوی فی شرح تقریب النواوی: النوع الرابع والعشرون أقسام طرق تحمل الحديث، ج ۱

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نقل کرتے ہیں:

قال أبو يوسف: قال أبو حنيفة لأن أقرأ على المحدث أحب إلي من أن يقرأ علي.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو یوسف نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ اگر میں شیخ کے روبرو پڑھوں تو مجھے یہ زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ شیخ پڑھے اور میں سنوں۔

حسن بن زیاد رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے:

الحسن بن زياد قال: كان أبو حنيفة يقول: قراءتك على المحدث أثبت وأوكد من قراءته عليك إنه إذا قرأ عليك فإنما يقرأ علي ما في الصحيفة، وإذا قرأت عليه فقال: حدث عني ما قرأت فهو تأكيد.^(۲)

ترجمہ:- تمہارا شیخ کے سامنے پڑھنا سماع کے مقابلے میں زیادہ ثابت اور مؤکد ہے، کیونکہ جب شیخ تمہارے سامنے پڑھے تو وہ صرف کتاب ہی سے پڑھے گا، اور جب تم پڑھو گے تو وہ کہے گا کہ میری طرف سے تم وہ روایت کرو جو تم نے پڑھا ہے، اس لئے یہ مزید تاکید ہوگی۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کے بارے میں لکھتے ہیں:

وعن مالك وأبي حنيفة وابن أبي ذئب أنها أقوى.^(۳)

ترجمہ:- امام مالک، امام ابو حنیفہ، اور ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ قراءت افضل واقویٰ ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

والغابت عن أبي حنيفة وابن أبي ذئب وهو رواية عن مالك.^(۴)

(۱) الکفایۃ فی علم الروایۃ: ذکر الروایۃ عن کل مختار القراءۃ علی المحدث، ص ۲۷۶

(۲) فتح المغیب بشرح الفیۃ الحدیث: أقسام التحمل والأخذ الثانی: القراءۃ علی الشیخ، ج ۲ ص ۱۷۹

(۳) اختصار علوم الحدیث: النوع الرابع والعشرون، القسم الثانی: القراءۃ علی الشیخ، ص ۱۱۰

(۴) التقریب والتیسیر: النوع الرابع والعشرون، ص ۵۵

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ، ابن ابی ذئب، اور امام مالک کا مسلک یہ ہے (کہ قراءت علی الشیخ کو سماع پر ترجیح دی جائے)۔

علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے بھی یہی بات لکھی ہے:

فنقل عن أبي حنيفة وابن أبي ذئب وغيرهما ترجيح القراءة على الشيخ على السماع من لفظه.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ اور ابن ابی ذئب وغیرہ کا موقف یہ نقل کیا جاتا ہے کہ قراءت علی الشیخ کو سماع پر ترجیح حاصل ہے۔

عام طور پر راوی اس حدیث کو جسے اس نے سماع کے ذریعے اخذ کیا ہے، ”حدثنی“ یا ”حدثنا“ کے صیغے سے روایت کرتا ہے، اور جو حدیث قراءت سے اخذ کرتا ہے اسے ”أخبرنی“ یا ”أخبرنا“ کے صیغے سے روایت کرتا ہے، جب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قراءت سے اخذ کردہ حدیث کو بھی ”حدثنا“ کہہ کر روایت کرنا جائز ہے۔ چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایک راوی نے اگر حدیث کو قراءت علی الشیخ کے طور پر حاصل کیا ہو تو کیا اس کے لئے ”حدثنا“ کہہ کر روایت کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اس کے لئے جائز ہے، اس کا ”حدثنی“ کہنا ایسا ہے جیسا کسی کے سامنے اقراری دستاویز پڑھی جائے اور وہ کہہ دے کہ اس نے میرے سامنے دستاویز کے مشمولات کا اقرار کیا ہے:

قال: وسمعت أبا يوسف قال: سألت أبا حنيفة عن رجل عرض على رجل حديثاً هل يجوز يحدث به عنه؟ قال: نعم يجوز أن يقول: حدثني فلان وسمعت فلاناً وهذا مثل قول الرجل يقرأ عليه الصك فيقر به.^(۲)

امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ (جو امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں جن سے صحیح بخاری میں چھ ثلاثی روایات مروی ہیں) فرماتے ہیں:

(۱) معرفة انواع علوم الحديث: النوع الرابع والعشرون القسم الثاني، ص ۱۳۷

(۲) الكفاية في علم الرواية: باب ذكر الرواية عن كل يختار القراءة على المحدث، ج ۱ ص ۲۷۹

سألت مالك بن أنس وابن جريج وسفيان الثوري وأبا حنيفة عن الرجل يقرأ على الرجل الحديث فيقول حدثنا، قالوا: لا بأس به.^(۱)
ترجمہ:- میں نے امام مالک، ابن جریج، سفیان ثوری، اور امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ ایک راوی اگر قراءت علی الشیخ کے طور پر حاصل کر لے تو کیا اسے روایت کرتے وقت ”حدثنا“ کہنا جائز ہے؟ سب کا جواب مجھے یہی ملا ”لا بأس به“ کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔
امام ابو قطن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال أبو حنيفة: اقرأ على وقل: حدثني، لو رأيت عليك في هذا شيئا ما أمرتك به.^(۲)

ترجمہ:- مجھ سے امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ میرے سامنے حدیث کو پڑھو، پھر ”حدثنا“ کہہ کر روایت کرو، اگر میں اس میں کسی قسم کا کوئی حرج سمجھتا تو تمہیں کبھی بھی اس کی اجازت نہ دیتا۔

پس ثابت ہوا کہ قراءت کے ذریعے روایت کا اخذ کرنا سماع کے مقابلے میں راوی کے لئے کتنا مفید اور متن کے لئے کتنا موزوں اور مناسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبار محدثین اور فقہاء نے قراءت سے اخذ کردہ حدیث کو ”حدثنا“ کہہ کر روایت کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔
امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

قيل: إن مذهب الزهري ومالك وابن عيينة ويحيى القطان والبخاري وجماعات من المحدثين ومعظم الحجازيين والكوفيين.^(۳)

ترجمہ:- امام زہری، امام مالک، امام ابن عیینہ، امام یحیی القطان، امام بخاری اور محدثین رحمہم اللہ کی ایک جماعت اور حجاز اور کوفہ کے اکابرین سماع اور قراءت کو حکماً ایک درجہ دینے کے قائل ہیں۔

(۲،۱) الکفایۃ فی علم الروایۃ: باب ذکر الروایۃ عن أجاز أن یقال فی أحادیث العرض، ج ۱ ص ۳۰۷

(۳) التقریب والتیسیر: النوع الرابع والعشرون، ص ۵۶

راوی کی توثیق کے لئے صرف ایک محدث کی گواہی بھی کافی ہے۔

بعض محدثین کے نزدیک کسی راوی کے ثقہ ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کم از کم دو محدثین اس کی ثقاہت و عدالت کی گواہی دیں، لیکن جمہور محدثین کی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے شاگرد و رشید امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک راوی کے ثقہ ہونے کے لئے صرف ایک محدث کی گواہی بھی کافی ہے۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) لکھتے ہیں:

ونقل عن أبي حنيفة وأبي يوسف الاكتفاء بالواحد في التزكية في الشهادة وكذا في الرواية، وإنما اكتفوا بالواحد لأنه إن كان المزي للراوى ناقلاً عن غيره فهو من جملة الأخبار، وإن كان اجتهداً من قبل نفسه فهو بمنزلة الحاكم، وفي الحالتين لا يشترط التعدد.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے منقول ہے کہ گواہ کی طرح راوی کے لئے بھی صرف ایک شخص کا تزکیہ (توثیق) کافی ہے، اس لئے کہ راوی کا تزکیہ کرنے والا اگر یہ تزکیہ کسی دوسرے شخص سے نقل کر رہا ہے تو اخبار کی اقسام میں سے ہے، اور اگر وہ خود اپنے اجتہاد سے راوی کا تزکیہ کر رہا ہے تو پھر وہ حاکم کے قائم مقام ہے، اور ان دونوں صورتوں میں تعدد (کثرت) شرط نہیں ہے۔

ثقہ کی زیادتی مقبول ہے

اگر کسی راوی نے اپنے اُستاز سے حدیث نقل کرتے وقت کوئی ایسی بات زائد نقل کر دی جو اس کے دیگر ساتھی نقل نہیں کرتے، تو اب اگر یہ راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی یہ زیادتی قابل قبول ہے، امام شافعی رحمہ اللہ بھی اس مسئلے میں آپ کے ہم نوا ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ہیں:

الذي فصله إمام الحرمين في البرهان فقال: بعد أن حكى عن الشافعي وأبي حنيفة، رحمه الله. قبول زيادة الثقة فقال هذا عندى فيما إذا

(۱) شرح نخبه الفكر: أحكام الجرح والتعديل، ص ۷۳۲

سکت الباقون، فإن صرحوا بنفى ما نقله هذا الراوى مع إمكان اطلاعهم فهذا يوهن قول قائل الزيادة^(۱)

ترجمہ:- امام الحرمین نے اپنی کتاب ”البرہان“ میں امام شافعی اور امام ابو حنیفہ سے ثقہ راوی کی زیادتی کے مقبول ہونے کے قول کو نقل کرنے کے بعد اس کی یہ تفصیل بیان کی ہے کہ میرے نزدیک یہ اس پر محمول ہے کہ جب باقی راوی اس زیادتی کو بیان کرنے سے سکت کریں، اور اگر وہ صراحتاً اس راوی کی زیادتی کی نفی کر دیں اور ان کا اس زیادتی پر مطلع ہونا ممکن بھی ہو تو پھر اس زیادتی کو نقل کرنے والے کا قول ضعیف قرار پائے گا۔

”خبر واحد“ اور امام اعظم رحمہ اللہ

سادہ الفاظ میں ”خبر واحد“ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی ایک یا دو، یا اس سے زیادہ ہوں، مگر اس میں شہرت کے اسباب نہ ہوں۔ الدکتور محمود الطحان خبر واحد کے بارے میں لکھتے ہیں:

لغة: الأحاد جمع أحد بمعنى الواحد وخبر الواحد هو ما يرويه شخص واحد، اصطلاحاً: هو ما لم يجمع شروط التواتر^(۲)

ترجمہ:- آحاد، أحد کی جمع ہے، واحد (ایک) کے معنی میں مستعمل ہے، اور خبر واحد اس خبر کو کہتے ہیں جس کو ایک راوی روایت کرے۔ اصطلاحاً جو متواتر کی شرائط پر پوری نہ اترتی ہو۔

امام اعظم نے اخبار آحاد کو سب سے پہلے قابل استدلال قرار دیا ہے۔

امام موفق بن احمد کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) لکھتے ہیں:

أبا حمزة السكري يقول: سمعت أبا حنيفة يقول: إذا جاء الحديث عن

(۱) النكت على مقدمة ابن الصلاح: النوع السادس عشر: معرفة زيادات العقات، ج ۲ ص ۶۹۳

(۲) تيسير مصطلح الحديث: ص ۲۱

النبي صلى الله عليه وسلم لم يحل عنه إلى غيره وأخذنا به وإذا جاء عن الصحابة تخيروننا وإذا جاء عن التابعين زاحمناهم^(۱).

ابو حمزہ رحمہ اللہ کو ابن البراز کروری رحمہ اللہ نے امام اعظم کے تلامذہ میں شمار کیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں انہیں حفاظ حدیث کے طبقہ خامسہ میں شمار کیا ہے، ان کا نام محمد بن میمون مروزی رحمہ اللہ ہے، لہذا ان کی رائے امام اعظم کے بارے میں نہایت قیمتی ہے۔ موفق مکی رحمہ اللہ اسی سلسلے میں ایک اور روایت بیان کرتے ہیں:

وسمعت هذا الحديث أيضا في مسند أبي حنيفة برواية عبدالله بن المبارك وعن أبي حنيفة فقال: إذا جاء الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين وباقى سواء^(۲).

علامہ موفق مکی رحمہ اللہ اپنے اس موقف کی تائید میں امام اعظم رحمہ اللہ کا یہ قول بھی لاتے ہیں: عجبنا للناس يقولون إني أفتي بالرأي ما أفتي بالأثر^(۳). امام اعظم رحمہ اللہ کے اس مسلک کو علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۵ھ) نے بھی ذکر کیا ہے:

هذا أبو حنيفة يقول ما جاء عن الله تعالى فعلى الرأس والعين وما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعا وطاعة وما جاء عن الصحابة تخيروننا من أقوالهم ولم نخرج عنهم وما جاء عن التابعين فهم رجال ونحن رجال^(۴).

بعض ائمہ حدیث نے امام اعظم پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے بہت سی احادیث کو ناقابل عمل قرار دے کر چھوڑ دیا ہے، اس کا جواب علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۶ھ) نے اس طرح دیا ہے:

(۱، ۲) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۷۷

(۳) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۷۷

(۴) الإحكام في أصول الأحكام: الباب الثاني والعشرون فصل فيمن قال ما لا يعرف فيه خلاف فهو

إجماع، ج ۳ ص ۸۸

استجازوا الطعن على أبي حنيفة لردة كثيرا من أخبار الأحاد العدول
لأنه كان يذهب في ذلك إلى عرضها على ما اجتمع عليه من الأحاديث
ومعاني القرآن فما شذ عن ذلك رده وسماه شاذاً. ^(۱)

ترجمہ:- اکثر اہل حدیث نے ابو حنیفہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے اکثر
صحیح اخبارِ آحاد کو رد کر دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک جب حدیث
اور قرآن کو جمع کرنے سے تعارض واقع ہوتا ہے تو وہ خبرِ واحد کو چھوڑ دیتے ہیں
اور اسے شاذ کہتے ہیں۔

خبرِ واحد کے سلسلے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) محدثین کے موقف کی
وضاحت یوں کرتے ہیں:

وعلى العمل بخبر الواحد كان كافة تابعين ومن بعدهم من الفقهاء
الخالفين في سائر أمصار المسلمين إلى وقتنا هذا ولم يبلغنا عن أحد
منهم إنكار لذلك ولا اعتراض عليه فثبت أن من دين جميعهم وجوبه
إذ لو كان فيهم من كان لا يرى العمل به لنقل إلينا الخبر عنه بمذهبه
فيه والله أعلم. ^(۲)

ترجمہ:- خبرِ واحد پر عمل کرنے میں تمام تابعین کا اتفاق ہے، اور تابعین کے بعد
آج تک کے مختلف بلاد کے فقہاء کا اس پر اجماع ہے، ہمارے علم میں کوئی بھی
اس کا منکر نہیں، نہ ہی اس پر آج تک کسی نے اعتراض کیا ہے، ان کا یہ اتفاق
بتا رہا ہے کہ ان سب کے نزدیک اس پر عمل واجب ہے، اگر کہیں بھی انکار ہوا
ہوتا تو تاریخ میں ضرور اس کا ذکر ہوتا۔

چونکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے عصر و عہد میں حدیثِ نبوی میں دروغ گوئی کا آغاز ہو گیا تھا،
اس لئے آپ نے دین میں حزم و احتیاط کے پیش نظر خبرِ واحد کی قبولیت کے لئے کڑی شرطیں عائد کی
ہیں، آپ کی عائد کردہ شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) الانتقام في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس، ص ۱۳۹

(۲) الكفاية في علم الرواية: باب ذكر بعض الدلائل على صحة العمل بخبر الواحد، ص ۳۱

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ حدیث ان اصول و ضوابط کے خلاف نہ ہو، جو شرعی یا فہم کی چھان بین کے بعد آپ نے مقرر کئے تھے، جب خبر واحد ان سے معارض ہوگی تو اسے چھوڑ کر دونوں دلیلوں میں سے اقویٰ پر عمل کیا جائے گا۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ حدیث ظواہر کتاب اور اس کے عمومات سے متصادم نہ ہو، جب احادیث ان کے متعارض یا خلاف ہوگی تو ظاہر کتاب پر عمل کیا جائے گا اور حدیث متروک العمل ٹھہرے گی، البتہ جب حدیث کسی مجمل قرآنی حکم کی وضاحت کرے، یا جدید حکم کی وضاحت کرے، یا جدید حکم کی تصریح کرے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ حدیث کسی قولی یا فعلی حدیث مشہور کے خلاف نہ ہو۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ کسی اپنی ہم مرتبہ حدیث کے خلاف نہ ہو، اگر دونوں باہم متعارض ہوں گی تو ان میں سے ایک کو ترجیح دی جائے گی، مثلاً دونوں راوی صحابی ہوں مگر ایک فقیہ تر ہو، یا ایک فقیہ اور دوسرا غیر فقیہ ہو، یا ایک نو جوان اور دوسرا بوڑھا ہو، کیونکہ اس میں خطا کا امکان ہوتا ہے، اس لئے حدیث مرجوح کے مقابلے میں راجح پر عمل کیا جاتا ہے۔

۵۔ پانچویں شرط ہے کہ راوی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف نہ ہو، مثلاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے، یہ ان کے اپنے فتوے کے خلاف ہے۔

۶۔ حدیث کے متن یا سند میں کوئی ایسا اضافہ نہ ہو جو کسی دوسری روایت میں موجود نہ ہو، تو اس روایت پر عمل کیا جائے گا جس میں اضافہ نہ ہو، دین میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے۔

۷۔ حدیث کا تعلق کسی ایسے معاملے سے نہ ہو جو لوگوں میں کثیر الوقوع ہو، اس لئے کہ اس صورت میں حدیث کا مشہور یا متواتر ہونا ضروری ہے۔

۸۔ جب کسی مسئلے میں دو صحابہ کرام میں اختلاف ہو تو دونوں میں سے ایک نے اس حدیث سے استدلال کرنا ترک نہ کر دیا ہو جسے ان میں سے ایک نے روایت کیا ہو، اس لئے کہ اگر وہ حدیث ثابت ہوتی تو ان میں سے ضرور ایک اس سے استدلال کرتا۔

۹۔ علمائے سلف میں سے کسی نے اس حدیث پر تنقید نہ کی ہو۔

۱۰۔ جب حدود و عقوبت کے سلسلے میں روایات مختلف ہوں تو اس روایت پر عمل کیا جائے

جس میں خفیف سزا کا حکم دیا گیا ہو۔

۱۱- صحابہ و تابعین اس حدیث پر بلا تخصیص دیا رعاہل رہے ہوں۔

۱۲- راوی اپنی تحریر کے بجائے اپنے حافظے پر اعتماد کرے۔^(۱)

خلاصہ بحث

یہ ہیں وہ شرائط جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے خبر واحد کے سلسلے میں اس کی صحت اور اس پر عمل کرنے کے لئے ضروری قرار دی ہیں، بعض محدثین نے آپ سے اس سلسلے میں اختلاف بھی کیا ہے، اور بعض ائمہ آپ کے خلاف بھی ہیں، تاہم یہ شرائط امام صاحب کے موقف کی صداقت کی آئینہ دار ہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے بیان کئے ہوئے بے شمار مسائل میں سے چند اصول و قواعد بیان کئے گئے ہیں، ورنہ روایات کے قبول و رد میں امام اعظم رحمہ اللہ کی تمام شروط کا احاطہ کرنا بے حد مشکل ہے۔ بہر حال ان قواعد سے امام اعظم رحمہ اللہ کی جس عمیق نظر، اصابت فکر اور انتہائی احتیاط کا پتا چلتا ہے وہ اہل علم و بصیرت پر مخفی نہیں ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعد میں آنے والے محدثین نے امام اعظم کی شروط کی روشنی میں روایات کو پرکھا ہے، اگر تعصب کو چھوڑ کر تمام محدثین امام اعظم کے وضع کردہ اصول و شرائط پر متفق ہو جاتے تو آج ہمارا ذخیرہ حدیث موضوع اور بے اصل روایات سے بالکل منزہ اور پاک ہوتا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مقام سنو! کا براہل علم کی نظر میں

۱- امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی نظر میں

حارث بن عبد الرحمن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳ھ) کے پاس بیٹھے ہوتے تھے، جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ آتے تو ان کے لئے جگہ بناتے اور اپنے قریب بٹھاتے:

(۱) السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي، ج ۱ ص ۴۲۳، ۴۲۴

عن الحارث بن عبد الرحمن قال: كنا نكون عند عطاء بعضنا خلف بعض فإذا جاء أبو حنيفة أوسع له وأدناه^(۱).

۲- امام عمرو بن دینار رحمہ اللہ کی نظر میں

حماد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم عمرو بن دینار (متوفی ۱۲۶ھ) کے پاس آتے تھے، جب امام ابو حنیفہ آجاتے تو عمرو بن دینار ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہمیں چھوڑ دیتے، تو ہم امام ابو حنیفہ سے کہتے تو وہ عمرو بن دینار سے عرض کرتے، تب وہ حدیث بیان فرماتے تھے:

حماد بن زید قال: كنا نأتي عمرو بن دينار فيحدثنا فإذا جاء أبو حنيفة أقبل عليه وتركنا حتى نسأل أبا حنيفة أن يكلمه وكان يقول: يا أبا محمد! حدثهم فيحدثنا^(۲).

۳- امام رقبہ بن مصقلہ رحمہ اللہ کی نظر میں

رقبہ بن مصقلہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علم میں اس طرح گھسے کہ ان سے پہلے کوئی نہیں گھسا، پھر کیا تھا جس چیز کا ارادہ کیا، حاصل ہو گئی:

عن رقبه ابن مصقلة قال: خاض أبو حنيفة في العلم خوضاً لم يسبقه إليه أحد فأدرك ما أراد^(۳).

۴- امام ابو ایوب سختیانی رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کا ارادہ کیا تو امام ابو ایوب سختیانی (متوفی ۱۳۱ھ) کے پاس رخصت ہونے کے لئے آیا، تو انہوں نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ کوفہ کے فقیہ ابو حنیفہ نے حج کا ارادہ کیا ہے، ان کو میرا سلام کہہ دینا:

حماد بن زید يقول: أردت الحج فأتيت أيوب أودعه فقال: بلغني أن

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۹

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۰

(۳) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷

فقیہ اهل الكوفة أبا حنيفة يريد الحج فإذا لقيته فأقرئه مني السلام. (۱)

۵- امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مغیرہ بن مقسم (متوفی ۱۳۶ھ) مجھ کو ملامت کرتے تھے جب میں امام ابو حنیفہ کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا تھا، اور فرماتے تھے کہ برابر حاضر ہوا کرو، ان کی مجلس سے غیر حاضر مت رہو، کیونکہ ہم لوگ حماد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوتے تھے، تو وہ اس علم کی ہمارے لئے وضاحت نہیں کرتے تھے بلکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لئے کرتے تھے:

عن جرير قال: كان المغيرة يلومني إذا لم أحضر مجلس أبي حنيفة ويقول لي: ألزمه ولا تغب عن مجلسه فإننا كنا نجتمع عند حماد فلم يكن يفتح لنا من العلم ما كان يفتح له. (۲)

۶- امام اعمش رحمہ اللہ کی نظر میں

امام اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۷ھ) سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا اچھا جواب نعمان بن ثابت دے سکتے ہیں، میرا یقین ہے کہ ان کے علم میں برکت عطاء کی گئی ہے:

وروى عن الأعشى: أنه سئل عن مسألة، فقال: إنما يحسن هذا النعمان بن ثابت الخزاز، وأظنه يورث له في علمه. (۳)

۷- امام ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ کی نظر میں

ابو حمزہ ثمالی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ابو جعفر محمد بن علی (متوفی ۱۴۸ھ) کے پاس تھے کہ امام ابو حنیفہ تشریف لائے اور بہت سے مسئلے پوچھے، محمد بن علی نے ان کے جوابات دیے، جب امام ابو حنیفہ چلے گئے تو امام جعفر نے ہم سے فرمایا کہ ان کا طور طریق اور سیرت کتنی اچھی ہے، اور ان کی فقہ کتنی بڑھی ہوئی ہے:

(۱) الانتقام في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة. أبو أيوب السخيتي، ص ۱۲۵

(۲) عقود الحمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷

(۳) سير أعلام النبلاء: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶، ص ۳۰۳

عن أبي حمزة الثمالي قال: كنا عند أبي جعفر محمد بن علي فدخل عليه أبو حنيفة فسأله عن مسائل فأجابه محمد بن علي ثم خرج أبو حنيفة فقال لنا أبو جعفر ما أحسن هديه وسمته وما أكثر فقهه. ^(۱)

۸- امام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کی نظر میں

علی بن جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسف سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم پہلے ابن ابی لیلی (متوفی ۱۳۸ھ) کے پاس حصول علم کے لئے جایا کرتے تھے، مگر جب میں نے ان سے کچھ سختی معلوم کی تو پھر ان کے پاس جانا چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کے پاس جایا کرتا تھا، کچھ عرصے کے بعد ابن ابی لیلی سے میری ملاقات ہوئی تو مجھ سے انہوں نے پوچھا: اے یعقوب! تیرا صاحب کیسا ہے؟ میں نے کہا: صالح ہے! اس پر انہوں نے کہا: پس انہیں کی صحبت لازم پکڑ، کیونکہ تُو ان جیسا علم و فقہ میں کسی کو نہیں دیکھے گا:

عن علي بن الجعد قال: سمعت أبا يوسف يقول: كنا نختلف أولاً إلى ابن أبي ليلى فوقعنا إلى منه جفوة فتركت الاختلاف إليه وجعلت الاختلاف إلى أبي حنيفة فلقيتني ابن أبي ليلى فقال: يا يعقوب! كيف صاحبك؟ فقلت: صالح! فقال لي: الزمه فإنك لم تر مثله فقها وعلماً. ^(۲)

۹- امام عبد اللہ بن عون رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت عبد اللہ بن عون رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رات کو بیدار رہنے والے عبادت گزار ہیں۔ کسی نے کہا: وہ تو آج ایک بات کہتے ہیں پھر کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں! عبد اللہ بن عون رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ ان کی پرہیزگاری کی دلیل ہے، کیونکہ وہ خطا سے صواب کی طرف لوٹ آتے ہیں، اگر وَرَعَ و تقویٰ نہ ہوتا تو اپنی غلطی کے اوپر جم جاتے اور اعتراض کو دفع کرتے:

(۱) الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: باب ذکر ما انہی الینا من ثناء العلماء علی ابی حنیفہ،

عبد اللہ بن عون و ذکر ابا حنیفہ فقال: ذاك صاحب ليل وعبادة. قال فقال: بعض جلسائه إنه يقول اليوم قولاً ثم يرجع غداً، فقال ابن عون: فهذا دليل على الورع لا يرجع من قول إلى قول إلا صاحب دين ولولا ذلك لنصر خطأه ودافع عنه.^(۱)

۱۰- امام المغازی محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کی نظر میں

یونس بن کبیر رحمہ اللہ جو ائمہ صحاح کے رذات میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسحاق (متوفی ۱۵۰ھ) جب کوفہ آئے تو ہم لوگ اکثر ان سے ذکر غزوات سنا کرتے تھے، اور وہ ان دنوں بسا اوقات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس ٹھہرتے تھے اور مسائل پیش آمدہ کا ان سے استفادہ کرتے تھے:

عن يونس بن بكير يقول: قدم محمد بن اسحاق الكوفة فكننا نسبع عنه المغازی وربما زار أبا حنیفة فيما بين الأيام ويطيل المكث عنده ويمجديه في مسائل تنويه.^(۲)

۱۱- امام ابن جریج رحمہ اللہ کی نظر میں

امام ابن جریج رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے نعمان فقیہ کوفہ کے بارے میں یہ خبر ملی ہے کہ وہ بڑے پرہیزگار، اپنے دین اور علم کی حفاظت کرنے والے ہیں، اہل دنیا آخرت والوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتے، میں سمجھتا ہوں کہ علم میں ان کی عجیب شان ہوگی:

قال ابن جريج: بلغني عن النعمان فقيه أهل الكوفة انه شديد الورع صائن لدينه ولعلمه لا يؤثر أهل الدنيا على أهل الآخرة وأحسبه سيكون له في العلم شأن عجيب.^(۳)

امام ابن جریج رحمہ اللہ کے سامنے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر آیا تو انہوں نے لوگوں سے

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۷۹

(۲) مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ۲ ص ۳۳

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر الروايات في ورع أبي حنيفة، ص ۳۳

فرمایا کہ چپ ہو جاؤ، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں، تین مرتبہ فرمایا:

ذكر أبو حنيفة عند ابن جريج فقال: اسكتوا إنه لفقيه إنه لفقيه
إنه لفقيه. (۱)

۱۲- امام معمر رحمہ اللہ کی نظر میں

امام معمر رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں امام ابو حنیفہ سے بات کر سکتا ہو، یا اس کو قیاس اور نصوص کی وضاحت پر ان سے زیادہ قدرت ہو، اور اللہ کے دین میں کوئی شک کی بات داخل ہو اس کے متعلق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ خوفِ خدا رکھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا ہے:

سمعتا معمرًا يقول: ما أعرف رجلاً يحسن يتكلم في الفقه أو يسعه أن
يقبس ويشرح لمخلوق النجاة في الفقه أحسن معرفة من أبي حنيفة،
ولا أشفق على نفسه من أن يدخل في دين الله شيئاً من الشك من أبي
حنيفة. (۲)

۱۳- امام ابو جعفر رازی رحمہ اللہ کی نظر میں

امام ابو جعفر رازی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑا فقیہ اور ان سے بڑھ کر پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا:

عبدالله بن أبي جعفر الرازي قال: سمعت أبي يقول: ما رأيت أحداً أفقه
من أبي حنيفة وما رأيت أحداً أوعى من أبي حنيفة. (۳)

۱۴- امام حسن بن عمارہ رحمہ اللہ کی نظر میں

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حسن بن عمارہ (متوفی ۱۵۳ھ) کو امام ابو حنیفہ کی سواری کی رکاب پکڑے ہوئے دیکھا، اور حسن بن عمارہ کا امام صاحب کو خطاب کر کے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم! ہم نے آپ سے زیادہ بلوغ، غور و فکر کرنے والا اور حاضر جواب کسی کو

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۳

(۲، ۳) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۹

نہیں پایا، بے شک آپ اپنے وقت کے تمام فقہاء کے سردار ہیں، اور یہ بات یقینی ہے، اور جن لوگوں نے آپ پر طعن کیا ہے وہ سراسر حسد کی وجہ سے کیا ہے:

رأيت الحسن بن عمارة أخذاً بركاب أبي حنيفة وهو يقول: والله! ما أدر كذا أحداً تكلم في الفقه أبلغ ولا أصبر. ولا أحضر جواباً منك، وإنك لسيد من تكلم في وقتك غير ما دفع. وما يتكلمون فيك إلا الحسد. (۱)

۱۵- امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ کی نظر میں

امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے اور اللہ کے درمیان ابو حنیفہ کو واسطہ کر دیا مجھے اُمید ہے کہ اس کو کوئی خوف نہیں اور اس نے اپنی احتیاط میں کوئی کمی نہیں کی:

كان مسعر يقول: من جعل أبا حنيفة بينه وبين الله رجوت أن لا يخاف ولا يكون فرط في الاحتياط لنفسه. (۲)

امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ علم حدیث حاصل کیا تو وہ ہم پر غالب آ گئے، ہم نے ترک دنیا کو اپنایا تو وہ اس میں بھی فوقیت لے گئے، اس کے بعد ان کے ساتھ فقہ حاصل کی تو ان کا فقہی کمال تمہارے سامنے ہے:

قال: قال مسعر بن کدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبننا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. (۳)

امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں صرف دو آدمیوں پر رشک کرتا ہوں، امام ابو حنیفہ پر ان کی فقہ میں اور حسن بن صالح پر ان کے زہد میں:

مسعر بن کدام يقول: ما أحسد أحداً بالكوفة إلا رجلين: أبو حنيفة في فقهه، والحسن بن صالح في زهده. (۴)

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۷

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۹

(۳) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۳۳

(۴) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۹

۱۶۔ سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ کی نظر میں

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم سعید بن ابی عروبہ (متوفی ۱۵۶ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے فرمایا: مجھے ابو حنیفہ کے علم کثیر، خدمت خلق، اور علوم کی گہرائی کی خبریں ملی ہیں، کاش! آپ لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے:

عن سفیان بن عیینة قال: أتينا سعيد بن أبي عروبة فقال: قد أخبرت بأمر أبي حنيفة وكثرة علمه وفوائده وغزارة ما لديه فلو أصبتم منه.^(۱)

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سعید بن ابی عروبہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فرمایا: ابو محمد! (یہ سفیان بن عیینہ کی کنیت ہے) میں نے ان جیسا علم نہیں دیکھا جو ہمارے پاس آپ کے شہر کوفہ سے ابو حنیفہ کی طرف سے آرہا ہے، میں بڑا مشتاق ہوں کہ اللہ اس علم کو جو ابو حنیفہ کے پاس ہے مؤمنین کے قلوب میں منتقل فرمادے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لئے فقہ کا عجیب دروازہ کھول دیا ہے، جیسے کہ وہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہوں:

عن سفیان بن عیینة قال: أتيت سعيد بن أبي عروبة فقال: يا أبا محمد! ما رأيت مثل هذا العلم الذي يأتينا من بلادك من أبي حنيفة لوددت أن الله تعالى أخرج العلم الذي معه إلى قلوب المؤمنين فلقد فتح الله لهذا الرجل من الفقه شيئا كأنه خلق له.^(۲)

۱۷۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی نظر میں

امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا تھے، لیکن جب حج کے موقع پر ان سے ملاقات ہوئی تو اس کے بعد فرمانے لگے: مجھے ابو حنیفہ پر اور ان کے کثرت علم اور فوری عقل پر رشک آیا، میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں کہ میں ان کے متعلق کھلی غلطی پر تھا، تم ان کو لازم پکڑو، وہ اس کے بالکل برخلاف ہیں جو ان کے متعلق مجھے باتیں پہنچی تھیں:

(۱) عقود الحمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۳

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروني عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

لقيت الأوزاعي بعد ذلك فقال: غطبت الرجل بكثرة عليه ووفور عقله
واستغفر الله لقد كنت في غلط ظاهر الزم الرجل فإنه بخلاف ما
بلغني عنه. (۱)

۱۸- امام حارث بن مسلم رحمہ اللہ کی نظر میں

حارث بن مسلم رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ کا ایک دن ہمارے
زمانے کے بعض علماء کی ساری زندگی سے بہتر ہے، اس لئے کہ ابو حنیفہ کا علم عام لوگوں کے نفع کے لئے
ہے، اور دوسروں کے علم سے لوگوں نے زیادہ نفع نہیں اٹھایا:

عن الحارث بن مسلم قال: يوم من أبي حنيفة خير من عمر بعض
علماء أهل زماننا وذلك أن علم أبي حنيفة نفع عامة الناس وعلم
غيره لم ينتفع به كثير أحد. (۲)

۱۹- امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ کی نظر میں

امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ کی خدمت میں
بیس سال سے زیادہ رہا، میں نے ان سے بڑھ کر لوگوں کا خیر خواہ اور مہربان کسی کو نہیں دیکھا،
انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کر دیا تھا، سارا دن تو وہ علم میں مشغول رہتے تھے،
مسائل اور نئے نئے پیش آمدہ استفتاءات آتے اور وہ ان کا جواب دیتے، جب مسند درس سے
اٹھتے تو مریض کی تیمارداری، جنازے میں شریک ہونا، کسی فقیر کی غم خواری، یا کسی مسلمان بھائی سے
ملاقات، یا اور کسی حاجت روائی کے لئے چل دیتے، جب رات ہوتی تو عبادت، تلاوت قرآن کریم
اور نماز کے لئے تنہائی اختیار کرتے، موت تک ان کا یہی طریقہ رہا:

عن الإمام زفر قال: جالست أبا حنيفة أكثر من عشرين سنة فلم أر
أحدا أنصح للناس منه ولا أشفق عليهم منه كان بذل نفسه لله تعالى

(۱) یہ واقعہ مکمل تفصیل کے ساتھ دیکھئے: عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر،

ص ۱۹۲

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰

أما عامة النهار فهو مشغول في العلم وفي المسائل وتعليمها وفيما يسئل من النوازل وجواباتها وإذا قام من المجلس عاد مريضا أو شيع جنازة أو واسى فقيرا أو وصل أخا أو سعى في حاجة فإذا كان الليل خلى للعبادة والصلاة وقراءة القرآن فكان هذا سبيله حتى توفي. ^(۱)

۲۰- عبد العزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ کی نظر میں

عبد العزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۹ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان حدِ فاصل امام ابو حنیفہ ہیں، جو ان سے محبت اور دوستی رکھتا ہے، ہم جان لیتے ہیں کہ یہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے، اور جو ان سے بغض رکھتا ہے، ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بدعتی ہے:

بيننا وبين الناس أبو حنيفة فمن أحبه وتولاه علمنا أنه من أهل السنة ومن أبغضه علمنا أنه من أهل البدعة. ^(۲)

۲۱- امام داود طائی رحمہ اللہ کی نظر میں

امام داود طائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) کے سامنے امام ابو حنیفہ کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ایسا ستارہ ہے جس سے رات کو راستہ چلنے والا راستہ پاتا ہے، اور وہ علم ہے جس کو مؤمنین کے دلوں نے قبول کر لیا ہے:

ذكر أبو حنيفة بين يدي داود الطائي فقال: ذلك نجم يهتدي به الساري وعلم تقبله قلوب المؤمنين. ^(۳)

۲۲- امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) امام ابو حنیفہ کے بارے میں حسنِ ظن رکھتے تھے، ان پر بہت رحم کرتے تھے کیونکہ حاسدان کو بہت ستاتے تھے:

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۸

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص ۲۰۳

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۳

شبابہ بن سوار قال: شعبة حسن الرأي في أبي حنيفة كثير
الترحم عليه. (۱)

۲۳- امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی نظر میں

محمد بن بشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) اور امام ابو حنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا، جب امام ابو حنیفہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا کہ سفیان ثوری کے پاس سے، تو فرماتے: تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر علقمہ اور اسود آجاتے تو ان کے علم کے محتاج ہوتے۔ پھر میں سفیان ثوری کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا ابو حنیفہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے: بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو:

حدثني محمد بن بشر. قال: كنت أختلف إلى أبي حنيفة، وإلى سفیان
فأتى أبا حنيفة، فيقول لي: من أين جئت؟ فأقول: من عند سفیان
فيقول: لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا
إلى مثله. فأتى سفیان فيقول لي: من أين جئت؟ فأقول: من عند أبي
حنيفة، فيقول: لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض. (۲)

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ابو حنیفہ کی مخالفت کرے وہ اس بات کا محتاج ہے کہ ان سے اونچے درجے کا ہو، اور ان سے زیادہ علم والا ہو، لیکن اس کا پایا جانا بہت مستبعد ہے:

سمعت سفیان الثوري يقول: إن الذي يخالف أبا حنيفة يحتاج أن
يكون أعلى منه قدراً وأوفر علماً، وبعيداً ما يوجد ذلك. (۳)

۲۴- امام سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی نظر میں

سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۷ھ) نے فرمایا کہ لوگو! سنو میں مکہ مکرمہ میں ابو حنیفہ

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۲۹

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۳

(۳) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۵

کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا کہ وہ جو چاہتے ہیں اس کے کہنے پر قادر ہیں، علم کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہوتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں نکالتے ہیں، یہ فن ان کے لئے بہت آسان ہے:

عن الإمام سعيد بن عبدالعزيز قال: أما إني كنت مع أبي حنيفة بمكة فرأيتَه يضع لسانه حيفاً شاء يغوص في غوامض العلم فيستخرج منه ما يريد وأيت هذا الباب سهلاً عليه. ^(۱)

۲۵- امام محمد بن میمون رحمہ اللہ کی نظر میں

محمد بن میمون رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے زمانے میں ان سے بڑھ کر نہ کوئی پرہیزگار تھا، نہ تارک دنیا، نہ صاحب معرفت اور نہ فقیہ، خدا کی قسم! ان سے علم حاصل کرنے کے بدلے اگر مجھے ایک لاکھ اشرفیاں ملتیں تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی:

محمد بن میمون قال: لم يكن في زمن أبي حنيفة أعلم ولا أروع ولا أزهى ولا أعرف ولا أفقه منه وتالله! ما سرتني بسماعي عنه مائة ألف دينار. ^(۲)

۲۶- امام حسن بن صالح بن حنی رحمہ اللہ کی نظر میں

امام حسن بن صالح بن حنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۷ھ) کوفہ کے جلیل القدر محدث تھے، امام ذہبی نے انہیں ”الإمام القدوة الفقيه العابد“ کے لقب سے یاد کیا ہے۔
امام صاحب کے معاصر ہونے کے باوجود آپ سے حدیث و فقہ دونوں کا علم حاصل کیا ہے، آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ فَهْمًا عَالِمًا مُتَّقِيًا فِي عِلْمِهِ إِذَا صَحَّ عَنْهُ الْخَبَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَغْدُهَا إِلَى غَيْرِهِ. ^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت عقل مند، عالم اور اپنے علم میں پختہ تھے،

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۸

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۴

(۳) الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء علی أبي حنيفة. الحسن بن صالح بن حنی، ص ۱۲۸

جب آپ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح ثابت ہو جاتی تو پھر آپ کسی اور طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔

نیز آپ فرماتے ہیں:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الْفَحْصِ عَنِ النَّاسِ مِنَ الْحَدِيثِ وَالْمَنْسُوحِ
فَيَعْمَلُ بِالْحَدِيثِ إِذَا ثَبَتَ عِنْدَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ
أَصْحَابِهِ وَكَانَ عَارِفًا بِحَدِيثِ أَهْلِ الْكُوفَةِ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ حدیثِ ناسخ اور منسوخ کی جانچ میں بہت شدت سے کام لیتے تھے، اور جب آپ کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ثابت ہو جاتی تو آپ اس پر ضرور عمل پیرا ہوتے تھے، نیز آپ اہل کوفہ کی احادیث کے عالم بھی تھے۔

۲۷- امام خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ کی نظر میں

خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ فقہ میں ایسے ہیں جیسے چٹلی میں کھونٹی (کہ چٹلی اس پر گھومتی ہے، ایسے ہی فقہاء کے اقوال امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے گرد گھومتے ہیں) ان کی مثال اس ماہر کی طرح ہے جو کھرا کھوٹا سونا پرکھتا ہے:

عن خارجه بن مصعب قال: أبو حنيفة في الفقهاء كقطب الرحي
وكالجهنم الذي ينقد الذهب^(۲)

۲۸- امام حازم مجتہد رحمہ اللہ کی نظر میں

امام حازم مجتہد رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۹ھ) فرماتے ہیں:

عن حازم المجتهد قال: كلت أبا حنيفة في باب الزهد والعبادة
واليقين والتوكل والاجتهاد ففسر لي كل باب منها على حدة وميز من
كل فن منها تمييزا ظاهرا ووجدته عالما بلغة الأبواب عاملا بها وكان

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روى عن أبي حنيفة في الأصول التي بنى عليها مذهبه، ص ۲۵

(۲) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۴

إماماً للفقهاء إماماً للزهاد إماماً للعباد إماماً لأصحاب اليقين
والتوكل والاجتهاد عارفاً بهذه الأمور كلها^(۱)

ترجمہ:- میں نے ابو حنیفہ سے زہد، عبادت، یقین، توکل اور اجتہاد کے ابواب پر گفتگو کی، اللہ اکبر! انہوں نے ہر بات کی علیحدہ علیحدہ تفسیر کی اور ہر فن کو اچھی طرح دوسرے سے بالکل جدا کر کے بیان کیا، میں نے ان کو ان ابواب کا عالم پایا، سبحان اللہ! وہ توفیقہاء، زہاد، عباد، اصحاب یقین، اصحاب توکل اور اصحاب اجتہاد سب کے امام لکھے، ان سب امور کے عارف کامل تھے۔

۲۹- امام خدیج بن معاویہ رحمہ اللہ کی نظر میں

یحییٰ بن آدم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خدیج بن معاویہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۱ھ) جب ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے تو بڑی تعظیم سے کرتے اور بڑی تعریف کرتے، میں نے عرض کیا: یہ کیا معاملہ ہے؟ جب آپ ابو حنیفہ کا ذکر کرتے ہیں تو بڑی تعظیم کرتے ہیں اور بڑی تعریف کرتے ہیں اور جب کسی اور کا ذکر کرتے ہیں تو کچھ نہیں؟ انہوں نے فرمایا: ابو حنیفہ کا مقام ان کے علم سے نفع اٹھانے میں اور لوگوں کے مقام کی طرح نہیں، اس لئے ان کے تذکرے کے وقت خصوصیت کے ساتھ ان کی بزرگی اور مدح سرائی کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو ان کے حق میں دُعا کی رغبت ہو:

عن يحيى بن آدم قال: كان خديج ابن معاوية إذا ذكر أبا حنيفة عظمه ومدحه فقلت له: ما لك إذا ذكرت أبا حنيفة عظمته ومدحته وإذا ذكرت غيره لم تذكره بشيء؟ قال: لأن منزلته ليس منزلة غيره فيما انتفع الناس بعلمه فأخصه عند ذكره بذلك ليرغب الناس في الدعاء له^(۲)

۳۰- امام زہیر بن معاویہ رحمہ اللہ کی نظر میں

عبد اللہ بن عبد الرحمن یثکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں زہیر بن معاویہ (متوفی ۱۷۳ھ) کی

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷

خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فرمایا: کہاں سے تشریف لارہے ہو؟ میں نے عرض کیا ابو حنیفہ کے پاس سے! فرمانے لگے: سبحان اللہ! آپ کا ان کی خدمت میں ایک دن بیٹھنا میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے بہتر ہے:

عن عبد الله بن أبي عبد الرحمن اليشكري قال: دخلت على زهير بن معاوية فقال: من أين أقبلت؟ قلت: من عند أبي حنيفة، فقال: سبحان الله! ليجالستك إياك يوماً واحداً أنفع لك من مجالستي شهراً. (۱)

۳۱- امام نوح بن ابی مریم رحمہ اللہ کی نظر میں

ابو عصمہ نوح بن ابی مریم رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ فقہاء میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ صاحب علم میں نے کسی کو نہیں دیکھا:

عن أبي عصمة نوح بن أبي مریم قال: لم أر في الفقهاء أعلم من أبي حنيفة. (۲)

۳۲- امام قاسم بن معن رحمہ اللہ کی نظر میں

ایک شخص نے امام قاسم بن معن رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ) سے کہا: کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے غلاموں میں سے ہوں؟ امام قاسم بن معن رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کی مجلس سے زیادہ کوئی مجلس نفع بخش نہیں، اور فرمایا کہ آؤ چلیں! جب وہ امام صاحب کے پاس آئے تو وہ شخص آپ سے چمٹ گیا اور فرمایا کہ اس جیسا شخص میں نے نہیں دیکھا، آپ پر ہیز گار اور بڑے سخی تھے:

قيل للقاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود: ترضى أن تكون من غلمان أبي حنيفة؟ قال: ما جلس الناس إلى أحد أنفع من مجالسة أبي حنيفة. وقال له القاسم: تعال معي إليه! فلما جلس إليه لزمه. وقال: ما رأيت مثل هذا. وكان أبو حنيفة ورعاً سخيّاً. (۳)

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۳

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۳

(۳) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج ۳ ص ۳۳۸

۳۳- امام قاضی شریک رحمہ اللہ کی نظر میں

قاضی شریک رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو حنيفة طويل الصمت كثير الفكر، دقيق النظر في الفقه، لطيف الاستخراج في العلم والعمل والبحف، وكان يصبر على من يعلمه وإن كان الطالب فقيراً أغناة وأجرى عليه وعلى عياله حتى يتعلم، فإذا تعلم قال له: قد وصلت إلى الغنى الأكبر بمعرفة الحلال والحرام. ^(۱)

ترجمہ:- ابو حنیفہ طویل خاموشی، کثیر الشکر، فقہ میں خوب گہرائی کے ساتھ غور و فکر کرنے والے تھے، علم و عمل اور بحث و مباحثہ میں نہایت باریک بین تھے، طلبہ کے ساتھ بہت صبر کرتے تھے، اگر طالب علم محتاج ہوتا تو اس کو مال دار بنادیتے، زمانہ طالب علمی تک اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لئے وظیفہ جاری کر دیتے، جب وہ علم حاصل کر لیتا تو فرماتے: اب تم حلال اور حرام کو جان کر بڑی مال داری (غنائے اکبر) تک پہنچ گئے ہو۔

۳۴- امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ فقیہ تھے، فقہ میں مشہور تھے، پرہیزگاری میں معروف تھے، بڑے مال دار تھے، جوان کے پاس جاتا اس پر فضل فرماتے، ان کی بڑی شہرت تھی، رات دن علوم دینیہ کی تعلیم پر صبر کرنے والے تھے، اکثر خاموش رہتے تھے، کم بولتے، البتہ جب کوئی مسئلہ حلال اور حرام کا آ جاتا تو بہت اچھی طرح حق پر دلائل قائم فرماتے، بادشاہوں سے دور بھاگنے والے تھے:

الفضیل بن عیاض یقول: کان أبو حنيفة رجلاً فقیهاً معروفاً بالفقه، مشهوراً بالورع، واسع المال، معروفاً بالإفضال، كل من يطيف به، صبوراً على تعليم العلم بالليل والنهار، حسن المليل كثير الصمت،

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه ذكر ما روي في سماحة أبي حنيفة وسخاءه، ص ۵۹

قلیل الکلام حتی ترد مسألة في حلال أو حرام، فكان يحسن أن يدل على الحق، هاربا من مال السلطان.^(۱)

۳۵- امام مالک رحمہ اللہ کی نظر میں

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے ابو حنیفہ کو دیکھا ہے؟ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: جی ہاں! میں نے ان کو ایسا پایا کہ اگر وہ اس ستون کے متعلق تم سے دعویٰ کرے کہ یہ سونے کا ہے تو اس کو دلائل سے ثابت کر دے:

أخبرنا أحمد بن الصباح قال: سمعت الشافعي محمد بن إدريس قال: قيل لمالك بن أنس: هل رأيت أبا حنيفة؟ قال: نعم، رأيت رجلا لو كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهباً لقام بمجته.^(۲)

۳۶- امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھے، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

وأما أفقه الناس فأبو حنيفة، ثم قال: ما رأيت في الفقه مثله.^(۳)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن المبارك يقول: إن كان أحد ينبغي له أن يقول برأيه، فأبو حنيفة ينبغي له أن يقول برأيه.^(۴)

ترجمہ:- اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو ابو حنیفہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا۔

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۰

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۸

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۲

(۴) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

لولا أن الله أغاثني بأبي حنيفة وسفيان لكنت كسائر الناس. ^(۱)
ترجمہ:- اگر اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری سے میری دستگیری نہ کی
ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ حدیث بیان کر رہے تھے فرمانے لگے: ”حدیثی
نعمان بن ثابت“ نعمان بن ثابت نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے، کسی نے عرض کیا: اے
ابو عبدالرحمن (یہ عبداللہ بن مبارک کی کنیت ہے) آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ تو فرمایا: ابو حنیفہ کو جو
علم کا مخزن ہیں! یہ سن کر بعض لوگوں نے حدیث لکھنا بند کر دیا، تو عبداللہ بن مبارک تھوڑی دیر خاموش
رہے، اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! آپ لوگ کتنے بے ادب ہو، ائمہ کرام کے مراتب سے کس قدر
ناواقف، علم اور اہل علم سے آپ لوگوں کی معرفت کتنی کم ہے، کوئی بھی امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر اقتدا کے
لائق نہیں، اس لئے کہ وہ امام تھے، متقی تھے، صاف و بے داغ تھے، پرہیزگار تھے، عالم تھے، فقیہ
تھے، انہوں نے علم کو بصیرت، فہم و فراست اور تقویٰ کے ذریعے اس طرح کھول کر بیان کیا جیسا کسی اور
نہیں کیا، اس کے بعد قسم کھائی کہ (اس بے ادبی کی وجہ سے) میں ایک مہینے تک تمہیں سبق نہیں
پڑھاؤں گا:

كان عبدالله ابن المبارك يوما جالسا يحدث الناس فقال حدثني
الدعيان بن ثابت فقال بعضهم: من يعنى أبو عبدالرحمن؟ فقال: أعني
أبا حنيفة فح العلم! فأمسك بعضهم عن الكتابة. فسكت ابن
المبارك هنيهة ثم قال: أيها الناس ما أسوأ أدبكم، وما أجهلكم
بالأئمة، وما أقل معرفتكم بالعلم وأهله ليس أحد أحق أن يقتدى به
من أبي حنيفة لأنه كان إماما تقيا نقياً ورعاً عالماً فقيهاً. كشف
العلم كشفاً لم يكشفه أحد ببصر وفهم وفطنة وتلي، ثم حلف أن لا
يحدثهم شهراً. ^(۲)

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة الدعيان: الباب العاشر، ص ۱۸۸

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة الدعيان: الباب العاشر، ص ۱۸۹

۳۷- امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی نظر میں

امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) فرماتے ہیں میں امام ابو حنیفہ کے لئے اپنے والدین سے پہلے دعا کرتا ہوں:

إبراهيم بن مسلمة الطيالسي قال: سمعت أبا يوسف يقول: إني لأدعو لأبي حنيفة قبل أبي. ^(۱)

یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو اس کا جواب دیتے اور فرماتے کہ یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے، جو شخص امام ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان کر دے گا وہ اپنے دین میں مخلص ہو جائے گا:

يحيى بن أكثم قال: كان أبو يوسف إذا سئل عن مسألة أجاب فيها وقال هذا قول أبي حنيفة ومن جعله بينه وبين ربه فقد استبرأ لدينه. ^(۲)

۳۸- امام یزید بن زریع رحمہ اللہ کی نظر میں

امام یزید بن زریع رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کے سامنے جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر مبارک ہوتا تو فرماتے کہ تیز رفتار سوار یاں ان کے فتاویٰ کو بہت دور تک لے اڑیں:

كان يزيد بن زريع يقول: وذكر أبو حنيفة هيهات طارت بفتياه البغال الشهب. ^(۳)

۳۹- امام عبدالعزیز بن ابی سلمہ رحمہ اللہ کی نظر میں

عبدالعزیز بن ابی سلمہ الماجشون رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ہم نے ان سے مسائل کے سلسلے میں گفتگو کی، وہ بہترین دلیلوں سے استدلال کرتے تھے، ان پر کوئی عیب نہیں، ہم سب رائے و قیاس سے بحث کرتے اور آپ اس کی دلیل دیتے تھے:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مائيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۰

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۳

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مائيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۷

عن عبد العزيز بن أبي سلمة الماجشون قال: قدم أبو حنيفة المدينة فكلما ناه في مسائله فكان محتج بحجج حسان فلا عيب عليه في ذلك كلما تكلم بالرأي واحتج له. (۱)

۴۰۔ امام عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ کی نظر میں

سلیمان شاذکونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) نے مجھ سے کہا کہ ہرگز ہرگز ابو حنیفہ کے بارے میں کوئی بُری بات مت کہنا، اور جو کوئی ان کے بارے میں کوئی بُری بات کہہ رہا ہو، ہرگز ہرگز اس کی تصدیق مت کرنا، اس لئے کہ اللہ کی قسم! میں نے ان سے افضل اور ان سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا:

عن سليمان الشاذكوني قال: قال لي عيسى بن يونس: لا تتكلم في أبي حنيفة بسوء ولا تصدق أحدا يسيء القول فيه والله ما رأيت أفضل منه ولا أفقه منه. (۲)

۴۱۔ امام یوسف بن خالد سمتی رحمہ اللہ کی نظر میں

یوسف بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ ہم عثمان بنی رحمہ اللہ کے پاس بصرہ میں بیٹھا کرتے تھے، جب کوفہ آئے تو ابو حنیفہ کے پاس بیٹھنے لگے، بھلا کہاں سمندر اور کہاں چھوٹی سی نہر! کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ان کا ذکر کرتا اور کہتا کہ میں نے ان جیسا دیکھا ہے، ان کو علم میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی، ان پر لوگ بہت حسد کرتے تھے:

يوسف بن خالد السمعي يقول: كنا نجالس عثمان البتي بالبصرة فلما قدمنا الكوفة جالسنا أبا حنيفة فأين البحر من السواقي فلا يقول أحد يذكرة إنه رأى مثله ما كان عليه في العلم كلفة وكان محسودا. (۳)

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۷

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ذکر ماروی فی محنة أبي حنيفة بحسد الناس عليه، ص ۶۴

۴۲- امام فضل بن موسیٰ سینانی رحمہ اللہ کی نظر میں

فضل بن موسیٰ سینانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ) سے پوچھا گیا کہ جو لوگ ابو حنیفہ کی بُرائی اور غیبت میں لگے رہتے ہیں ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہ وہ علم لائے جس کو یہ لوگ جانتے ہیں اور وہ علم بھی لائے جس کو یہ لوگ نہیں جانتے ہیں، اور نہیں چھوڑا ان کے لئے کچھ بھی، پس لوگ ان سے حسد کرنے لگے:

حاتم بن آدم قال: قلت للفضل بن موسیٰ السینانی: ما تقول فی هؤلاء الذین یعقلون فی أبی حنیفة؟ قال: إن أباحنیفة جاءهم بما یعقلونه وما لا یعقلونه من العلم ولم یترك لهم شیئاً فحسدوه. ^(۱)

۴۳- امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کی نظر میں

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقیہ اور ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا:

ملیح بن وکیع يقول: سمعت أبی يقول: ما لقیئت أحداً أفقه من أبی حنیفة، ولا أحسن صلاة منه. ^(۲)

۴۴- امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسا کہ کسی کو نہیں دیکھا:

ابن عیینة يقول: ما مقلت عینی مثل أبی حنیفة. ^(۳)
حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء علی أبی حنیفة، الفضل بن موسیٰ السینانی،

ص ۱۳۶

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذیل فی فقه أبی حنیفة، ج ۱ ص ۳۳۵

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مناقب أبی حنیفة، ج ۱ ص ۳۳۶

من أراد المغازی فالمدينة ومن أراد المناسك فمكة ومن أراد الفقه
فالكوفة ويلزم أصحاب أبي حنيفة. ^(۱)

ترجمہ:- جو شخص علم مغازی جانا چاہے وہ مدینہ متورہ کا رخ کرے، جو
مناسک حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے، اور جو علم فقہ پسند کرے
اسے کوفہ جانا چاہئے اور اصحاب ابی حنیفہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھنا چاہئے۔
سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں:

العلماء أربعة ابن عباس في زمانه والشعبي في زمانه وأبو حنيفة في
زمانه والثوري في زمانه. ^(۲)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس، امام شعبی، امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری ان میں
سے ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں امام ہے۔

۴۵- امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کی نظر میں

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کی
مکذیب نہیں کر سکتے کہ ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر ہم نے سنا:

یحییٰ بن معین يقول: سمعت يحيى القطان يقول: لا نكذب الله ربما أخذ
بالشيء من رأى أبي حنيفة. ^(۳)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ یحییٰ بن سعید القطان
رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے:

يحيى القطان يفتي بقول أبي حنيفة. ^(۴)

امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کس قدر اچھی باتیں ہیں جو ابو حنیفہ نے

فرمائی ہیں:

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۳

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۵

(۴) تذكرة الحفاظ: ترجمة: وكيع بن الجراح بن مليح، ج ۱ ص ۲۲۳

یحییٰ بن سعید یقول: کم من شیء حسن قد قاله أبو حنیفة. (۱)

۴۶- امام حفص بن عبد الرحمن بنی رحمہ اللہ کی نظر میں

حفص بن عبد الرحمن بنی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ) فرماتے ہیں: میں نے ہر قسم کے علماء، فقہاء، زہاد اور اہل ورع کی صحبت میں رہا، لیکن ان تمام اوصاف کا مجموعہ سوائے ابو حنیفہ کے کوئی نہیں دیکھا:

قال حفص بن عبد الرحمن: جالست أنواع الناس من العلماء والفقهاء والزهاد وأهل الورع منهم فلم أر أحدا فيهم أجمع لهذه الخصال من أبي حنیفة. (۲)

۴۷- امام ابو حمزہ رحمہ اللہ کی نظر میں

حسن بن بلول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حمزہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۰ھ) سے سنا وہ ابو حنیفہ کا تذکرہ بڑی اچھائی سے کر رہے تھے، بڑا تعجب ہے کہ ایسے مشغلے کے ساتھ ایسی عبادت کس طرح ہوتی تھی؟

عن الحسن بن بھلول قال: سمعت أبا حمزة يذكر أبا حنیفة بالجميل ويقول العجب منه كيف تهيأ له العبادة مع شغله ذلك. (۳)

۴۸- امام ابو یحییٰ حمانی رحمہ اللہ کی نظر میں

امام ابو یحییٰ حمانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ کے ہم عصروں میں سے جس کا بھی ابو حنیفہ سے کسی خیر میں مقابلہ کیا تو ابو حنیفہ کو اس سے افضل پایا، میں کبھی کسی بزرگ سے نہیں ملا جو ابو حنیفہ سے زیادہ افضل، پرہیزگار اور فقہ کا جاننے والا ہو:

ما ظممت أبا حنیفة إلى أحد من أهل زمانه ممن لقيتهم ومن لم ألقهم في كل باب من أبواب الخير إلا رأيت لأبي حنیفة الفضل عليهم

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنیفة، ج: ۱۳، ص ۳۴۵

(۲) مناقب أبي حنیفة للموفق، ج: ۱، ص ۲۵

(۳) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنیفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۷

وما لقیٰت أحدا قط أفضل منه ولا أروع منه ولا أفقه منه. ^(۱)

۴۹- امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں

امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ جو شخص فقہ میں ماہر ہونا چاہے وہ ابوحنیفہ کا محتاج ہوگا:

من أراد أن يتبحر في الفقه فهو عيال على أبي حنيفة. ^(۲)
امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں:

الناس عيال على أبي حنيفة في الفقه. ^(۳)
امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس شخص نے ابوحنیفہ کی کتابوں کو نہیں دیکھا، وہ نہ علم میں ماہر ہو سکتا ہے اور نہ فقیہ ہو سکتا ہے:

من لم ينظر في كتب أبي حنيفة لم يتبحر في العلم ولا يتفقه. ^(۴)

۵۰- امام نصر بن شمیل رحمہ اللہ کی نظر میں

امام نصر بن شمیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ سے غفلت میں تھے، ابوحنیفہ نے اس کا دروازہ کھول کر لوگوں کو نیند سے بیدار کر دیا، انہوں نے فقہ کو واضح اور مستقیم کیا:

وعن النصر بن شميل، قال: كان الناس ليأما عن الفقه حتى أيقظهم أبو حنيفة بمألفته وببينه ولخصه. ^(۵)

۵۱- امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی نظر میں

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) سے پوچھا گیا کہ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری میں سے کون بڑا فقیہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: سفیان ثوری حفظ حدیث میں بڑھے ہوئے ہیں اور امام ابوحنیفہ فقہ میں:

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۶
(۲، ۳) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۲۴۶
(۴) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۸۷
(۵) تهذيب الأسماء واللغات: حرف الحاء، أبو حنيفة الإمام، ج ۲ ص ۲۱۶

سئل یزید بن ہارون: ایما أفضھ أبو حنیفۃ أو سفیان؟ قال سفیان
أحفظ للحدیث وأبو حنیفۃ أفضھ. ^(۱)

تمیم بن منصر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں یزید بن ہارون کی خدمت میں تھا، ابو حنیفہ کا ذکر آیا تو ایک شخص نے امام صاحب کی شان میں گستاخی کی، یزید بن ہارون بڑی دیر تک گردن جھکائے رہے، لوگوں نے عرض کیا: اللہ آپ پر رحم کرے، کچھ فرمائیے! فرمانے لگے: امام ابو حنیفہ متقی تھے، جو عیب ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں وہ ان سب سے پاک تھے، اپنے وقت میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے، ان کے ہم عمروں میں سے جس کو بھی میں نے پایا سب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا:

حدثنا تمیم بن المنتصر قال: كنت عند یزید بن ہارون فذكر أبو حنیفۃ فقال إنسان منه فأطرق طويلاً قالوا رحمك الله حدثنا فقال: كان أبو حنیفۃ تقياً نقياً زاهداً عالماً صدوقاً للساناً أحفظ أهل زمانه سمعت كل من أذكر كنه من أهل زمانه يقول إنه ما رأى أفضھ منه. ^(۲)

۵۲- ابو سلیمان جوز جانی رحمہ اللہ کی نظر میں

ابو سلیمان جوز جانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) فرماتے ہیں:

عن أبي سليمان الجوزجاني قال: كان أبو حنیفۃ سهل الله تعالى له هذا الشأن يعنى الفقه وتبين له وكان يتكلم أصحابه في مسألة من المسائل ويكثر كلامهم وترتفع أصواتهم ويأخذون في كل فن وأبو حنیفۃ ساكت فإذا أخذ أبو حنیفۃ في شرح ما كانوا فيه سكتوا كأن ليس في المجلس أحد وفيهم الرتوت من أهل الفقه والمعرفة وكان يتكلم أبو حنیفۃ يوماً وهم سكوت فلما فرغ أبو حنیفۃ من كلامه قال واحد منهم سبحان من أنصف الجميع لك قال أبو سليمان: كان أبو

(۱) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنیفۃ، ج ۳ ص ۳۴۲

(۲) أخبار أبي حنیفۃ وأصحابه ذكر ما روى في زهده، ص ۳۸

حنیفۃ عجباً من العجب وإماماً رغب عن کلامه من لم یقرأ علیه^(۱)۔
ترجمہ:- ابو حنیفہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے فقہ کو اور واضح کر دیا تھا، ان کا طریقہ یہ تھا کہ ان کے اصحاب کسی مسئلے میں گفتگو شروع کرتے، بات بڑھ جاتی، آواز بلند ہو جاتی تھی، ہر پہلو پر بحث کرتے تھے، اور ابو حنیفہ خاموشی سے سنتے رہتے، پھر جب ابو حنیفہ اس کی شرح شروع کرتے تو تمام شاگرد ایسے خاموش ہو جاتے گویا مجلس میں کوئی ہے ہی نہیں، حالانکہ ان میں فقہ اور علم کے پہاڑ موجود ہوتے ہیں، صرف ابو حنیفہ بولتے، پھر جب وہ خاموش ہوتے، تو ان میں بعض شاگرد بول اُٹھتے: پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کے لئے ہم سب کو خاموش کر دیا! ابو سلیمان جوزجانی نے فرمایا: ابو حنیفہ عجائبِ دوراں میں سے تھے، ان کے کلام سے وہی آدمی منہ پھیر سکتا ہے جو ناواقف ہو یا اس کی سمجھ نہ رکھتا ہو۔

۵۳- امام ابو عاصم رحمہ اللہ کی نظر میں

نصر بن علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو عاصم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے کہا: آپ کے نزدیک ابو حنیفہ بڑے فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ تو انہوں نے فرمایا: ابو حنیفہ میرے نزدیک ابنِ جریج سے بھی زیادہ فقیہ ہیں، ان سے زیادہ فقہ پر قادر شخص میری آنکھوں نے نہیں دیکھا:

عن نصر بن علی قال: قلت لأبي عاصم: أبو حنيفة عندك أفقه أم سفيان؟ قال: هو والله! عندي أفقه من ابن جريج ما رأيت عيني رجلاً أشد اقتداراً منه على الفقه^(۲)۔

۵۴- امام عبد اللہ بن داود خرمی رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت عبد اللہ بن داود الخرمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ اہلِ اسلام پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں ابو حنیفہ کے لئے دُعا کریں، اس کے بعد انہوں نے امام صاحب کی

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۵

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۶

سنن اور فقہ کی حفاظت کا تذکرہ کیا:

سمعت عبد الله بن داود النخري يقول: يحب على أهل الإسلام أن
يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاحهم قال: وذكر حفظه عليهم السنن
والفقه. (۱)

حضرت عبد اللہ بن داود النخری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگ! امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے
میں دو طرح کے ہیں، حاسد، جاہل، میرے نزدیک جاہل حاسد سے اچھی حالت میں ہے:
سمعت ابن داود يقول: الناس في أبي حنيفة حاسد وجاهل وأحسنهم
عندي حالاً الجاهل. (۲)

حضرت عبد اللہ بن داود النخری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اندھے پن اور
جہالت سے نکل جائے اور یہ کہ فقہ کی تلاوت اس کو میسر ہو تو اسے چاہئے کہ ابو حنیفہ کی کتابوں کا
مطالعہ کرے:

عبد الله بن داود قال: من أراد أن يخرج من ظل العمى والجهل ويجد النذة
الفقه فليتنظر في كتب أبي حنيفة. (۳)

۵۵- امام شہاد بن حکیم رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت شہاد بن حکیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ سے بڑا عالم
کسی کو نہیں دیکھا:

شداد بن حكيم يقول: ما رأيت أعلم من أبي حنيفة. (۴)

۵۶- امام عبد اللہ بن یزید مقبری رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت عبد اللہ بن یزید مقبری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) جب امام ابو حنیفہ سے مروی روایت

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

(۲) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت التيمي، ج ۲۹ ص ۴۴۱

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۵

(۴) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

بیان کرتے تو فرماتے کہ علم کے بادشاہوں کے بادشاہ نے روایت بیان کی ہے:

حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة قال:
حدثنا شاهنشاه. ^(۱)

۵۷- امام خلف بن ایوب رحمہ اللہ کی نظر میں

خلف بن ایوب رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) فرماتے ہیں کہ علم اللہ جل جلالہ کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا گیا، پھر ان کے پاس سے صحابہ کی طرف منتقل ہوا، پھر صحابہ سے تابعین کی طرف، پھر تابعین سے ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کی طرف چلا گیا، اب جس کا جی چاہے راضی ہو جس کا جی چاہے ناراض ہو:

محمد بن سلمة يقول: قال خلف بن أيوب: صار العلم من الله تعالى إلى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار إلى أصحابه، ثم صار إلى التابعين، ثم صار إلى أبي حنيفة وأصحابه فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط. ^(۲)

۵۸- امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کی نظر میں

امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاذ حضرت مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) کہ جن سے صحیح بخاری میں گیارہ (۱۱) ثلاثی روایات مروی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے عالم تھے:

مكي بن إبراهيم ذكر أبا حنيفة فقال: كان أعلم أهل زمانه. ^(۳)

۵۹- امام ابو خزیمہ رحمہ اللہ کی نظر میں

امام ابو خزیمہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۷ھ) کے سامنے جب امام ابو حنیفہ کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے بہترین فاضل آدمی کا تذکرہ کیا:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مائيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۶

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مائيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۵

عن عمر بن محمد قال: سمعت أبا حزيمة وذكر عدة أبو حنيفة فقال
ذكرتم رجلا خيرا فاضلا. ^(۱)

۶۰- امام فضل بن دکین رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ مسائل میں غوطہ لگانے والے تھے:

قال: كان أبو حنيفة صاحب غوص في المسائل. ^(۲)

۶۱- امام حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) نے فرمایا کہ اگر تم پر ہیزگاری چاہتے ہو تو سفیان ثوری کو لازم پکڑو، اور اگر باریک ترین مسائل پر مطلع ہونا چاہتے ہو تو امام ابو حنیفہ کو لازم پکڑو:
إذا أردت الورع فسفيان، وإذا أردت تلك الدقائق فأبو حنيفة. ^(۳)

۶۲- امام عبید اللہ بن محمد المعروف بابن عائشہ رحمہ اللہ کی نظر میں

جليل القدر محدث امام احمد بن حنبل، امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ کے اُستاذ جن کے متعلق امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حافظ الحدیث اور انساب عرب کے عالم تھے:
كان حافظا عالما بآنساب العرب. ^(۴)

امام ابن عائشہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۷ھ) کے شاگرد فرماتے ہیں کہ ہم ان کی مجلس درس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ کی سند سے ایک حدیث بیان کی، اس پر مجلس میں سے کسی شخص نے کہہ دیا کہ ہمیں ان کی حدیث نہیں چاہئے، امام ابن عائشہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

أما إنكم لو رأيتموه لأردتموه وما أعرف له ولكم مثلا إلا ما
قال الشاعر:

(۱) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۶

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۲۳۴

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

(۴) تهذيب التهذيب: حرف العين، ترجمة: عبید اللہ بن محمد بن حفص، ج ۷ ص ۴۵

أَقْلُوا عَلَيْهِ وَيَحْكَمْ لَا أَتَا لَكُمْ

من اللؤم أو سدوا المكان الذي سدا^(۱)

ترجمہ: تم لوگوں نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا نہیں ہے، اگر تم ان کو دیکھ لیتے تو ضرور ان کو چاہنے لگتے، تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے:

تمہارے لئے بُرا ہو، اور تمہارے والدین مرجائیں، اس پر ملامت کرنا کم کرو، یا اس جگہ کو پُر کرو جس کو اس نے پُر کیا تھا۔

یعنی وہ کام کر کے دکھاؤ جو امام اعظم رحمہ اللہ نے کیا تھا۔

۶۳- امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی نظر میں

فمن اساء الرجال کے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ فقہاء چار ہیں: امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، امام مالک، امام اوزاعی رحمہم اللہ:

سمعنا يحيى بن معين يقول: الفقهاء أربعة أبو حنيفة وسفيان ومالك والأوزاعي.^(۲)

علامہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک معتبر و پسندیدہ قراءت حمزہ کی قراءت ہے، اور فقہ ابو حنیفہ کی ہے، میں نے لوگوں کو اس پر پایا ہے:

يحيى بن معين يقول: القراءة عندى قراءة حمزة والفقهاء أبو حنيفة. على هذا أدركت الناس.^(۳)

۶۴- امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کی نظر میں

امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاد امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ: أَبُو حَنِيفَةَ رَوَى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: الدعیان بن ثابت، باب من ذکر من وفور عقل أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۶۵

(۲) اخبار أبي حنيفة واصحابه: ذکر ماروی عن اعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۷

(۳) تاریخ بغداد: ترجمہ: الدعیان بن ثابت، ما قبل في لغة أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۶۶

وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَهُشَيْمٌ وَوَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ وَعَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ لَا بَأْسَ بِهِ. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ سے سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشیم بن بشیر، وکیع بن جراح اور عباد بن عوام رحمہم اللہ جیسے ائمہ حدیث نے روایت کی ہے، اور امام ابو حنیفہ ثقہ ہیں اور ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

۶۵- امام ابو شیبہ رحمہ اللہ کی نظر میں

عثمان بن شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابو شیبہ (متوفی ۲۳۵ھ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہ مسجد میں اس جگہ بیٹھے اور کچھ انہوں نے فرمایا، بعض لوگوں نے کہا: ان کو چھوڑو ہم نہیں سمجھتے کہ ان کی بات پل پار جاسکے گی، میرے والد ابو شیبہ نے فرمایا کہ چند ہی دن گزرے تھے کہ ان کا کلام سننے کے لئے لوگ اطراف و اکناف سے آنے لگے:

عن عثمان بن أبي شيبة قال: سمعت أبي يقول: جلس أبو حنيفة ههنا في المسجد فتكلم بما تكلم به فقال بعضهم: دعوه فما نرى أن كلامه يجاوز الجسر قال أبي: فما أتت عليه الأيام والليالي إلا قليلا حتى ضرب إليه من الأفاق. ^(۲)

۶۶- امام ابراہیم بن ابو معاویہ رحمہ اللہ کی نظر میں

ابراہیم بن معاویہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ انصاف کی تعریف کرتے تھے اور انصاف ہی کی بات کہتے تھے، انہوں نے لوگوں کے لئے علم کا راستہ اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ بیان کیا اور لوگوں کے سامنے علم کی شرح کردی، علم کی مشکلات کو واضح کر دیا، کون ہے جو علم میں ان کے مقام تک پہنچا؟ علم سے ایسی ہدایت کسی کو نہ ملی جیسی ان کو ملی، ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور ان کا احسان ہم سب پر ہے:

كان أبو حنيفة يصف العدل ويقول به ويبين للناس سبل العلم

(۱) جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء في دفع القول في دين الله تعالى بالראي، ج ۲ ص ۱۰۸۲

(۲) عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۸

وطرقہ وشرح لہم معانیہ وأوضح لہم مشکلاتہ فمن بلغ فی العلم مبلغہ أو من یتہدی بہ مثل ما یتہدی عظمیٰ منہ اللہ علیہ ومننتہ علینا۔^(۱)

۶۷- امام اسد بن حکیم رحمہ اللہ کی نظر میں

اسد بن حکیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۷ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی بدگوئی صرف جاہل، یا بدعتی ہی کر سکتا ہے:

عن أسد بن حکیم قال: لا یقع فی أبی حنیفۃ إلا جاہل أو مبتدع۔^(۲)

۶۸- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی نظر میں

امام ابو بکر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) سے سنا وہ فرما رہے تھے: ہمارے نزدیک یہ بات صحیح نہیں کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ قرآن مخلوق ہے، میں نے کہا: الحمد للہ! اے ابو عبد اللہ (یہ امام احمد بن حنبل کی کنیت تھی) کیا وہ علم کے اونچے مقام پر تھے؟ تو اس پر امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: سبحان اللہ! وہ علم، پرہیزگاری، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کو ترجیح دینے میں ایسے مقام پر تھے کہ ان کے اس مقام پر کوئی نہیں پہنچ سکتا:

ثنا أبو بکر المروزی، سمعت أبا عبد اللہ أحمد بن حنبل، یقول: لم یصح عندنا أن أبا حنیفۃ، قال: القرآن مخلوق، فقلت: الحمد للہ یا أبا عبد اللہ، ہو من العلم بمنزلۃ! فقال: سبحان اللہ! ہو من العلم والورع والزہد وإیثار الدار الآخرۃ محل لا یدرکہ فیہ أحد۔^(۳)

۶۹- امام محمد بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی نظر میں

امام محمد بن عبد العزیز رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ ہم ائمہ میں سے کسی بھی امام کو ایسا نہیں پاتے جو اہل اسلام کے امور کو اتنی عظمت دیتا ہو جتنی امام ابو حنیفہ دیتے ہیں:

(۲،۱) عقود الجہان فی مناقب الإہاء، أمہ أبی حنیفۃ النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۵

(۳) مناقب الإمام أبی حنیفۃ وصاحبہ، ص ۴۳

عن محمد بن عبد العزيز قال: لم نجد أحدا في الأئمة يعظم أمور أهل
الشهادة ما كان يعظمه أبو حنيفة. ^(۱)

۷۰۔ امام یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ کی نظر میں

یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو اللہ تعالیٰ نے فقہ، علم
و عمل، جود و سخا اور قرآنی اخلاق سے مزین فرمایا ہے:

أبو حنيفة زينه الله بالفقه والعلم والعمل والسعاء والبذل وأخلاق
القرآن التي كانت فيه. ^(۲)

۷۱۔ امام احمد بن عبد اللہ الحنبل رحمہ اللہ کی نظر میں

امام حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) تیسری صدی کے عظیم محدث گزرے ہیں، انہوں نے ایک
کتاب لکھی جس کا نام ”معرفة الطبقات من رجال أهل العلم والحديث“ ہے، اس کتاب میں
انہوں نے ثقہ راویوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کے ثقہ ہونے کی تصریح
کی ہے۔ ^(۳)

۷۲۔ صاحب السنن امام ابو داؤد رحمہ اللہ کی نظر میں

صاحب السنن امام ابو داؤد رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ پر
رحم کرے وہ امام تھے:

رحم الله أبا حنيفة كان إماما. ^(۴)

۷۳۔ امام محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشابوری رحمہ اللہ کی نظر میں

امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) کی شخصیت علم حدیث میں کسی تعارف کی محتاج نہیں،
”المستدرک علی الصحیحین“ اور ”معرفة علوم الحديث“ کے مصنف ہیں، موصوف نے اپنی

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي في سحابة أبي حنيفة وسخاءه، ص ۵۹

(۳) معرفة الطبقات من رجال أهل العلم والحديث: ج ۲ ص ۳۱۴، رقم الترجمة: ۱۸۵۳

(۴) الانتقام في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء، باب قول أبي داؤد السجستاني فيه، ص ۳۲

مؤخر الذکر کتاب کی انچاس^{۱۹} نمبر نوع میں جس کا عنوان ہے:

هَذَا التَّوْعُ مِنْ هَذِهِ الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ الْأَيْمَةِ الْفَقَاتِ الْمَشْهُورِينَ مِنَ
التَّابِعِينَ وَاتَّبَاعِهِمْ يَكُنْ يَجْمَعُ حَدِيثَهُمْ لِلْحِفْظِ وَالْمَذَاكِرَةِ وَالتَّبَرُّكِ
بِهِمْ، وَبِذِكْرِهِمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْغَرْبِ^(۱)

ترجمہ:- تابعین اور اتباع تابعین میں سے ان ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی معرفت کہ جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لئے جمع کی جاتی ہیں، اور ان کے ساتھ تبرک حاصل کیا جاتا ہے اور جن کی شہرت مشرق سے مغرب تک ہے۔
اس نوع میں انہوں نے تمام مشہور بلاد اسلامیہ کے ائمہ ثقات کے نام ذکر کئے ہیں، اور کوفہ کے ائمہ حدیث کی فہرست میں امام ابو حنیفہ کے اسم گرامی کا بھی نمایاں ذکر کیا ہے۔
موصوف نے اس کتاب کی چوالیسویں^{۲۰} نمبر نوع میں جس کا عنوان ہے:

ذِكْرُ النَّوْعِ الرَّابِعِ وَالْأَرْبَعِينَ مِنْ عُلُومِ الْحَدِيثِ هَذَا التَّوْعُ مِنْ هَذِهِ
الْعُلُومِ مَعْرِفَةُ أَغْنَاءِ الْمُحَدِّثِينَ مِنْ وَلَدَتِهِمْ إِلَى وَقْتِ وفَاتِهِمْ^(۲)

محمد ثین کی ولادت سے لے کر وفات تک ان کی عمروں کی معرفت۔
اس نوع میں انہوں نے مشہور محدثین کی سن ولادت اور سن وفات نقل کی ہے، چنانچہ اس نوع میں مشہور محدثین کے ساتھ امام صاحب کا بھی سن ولادت اور سن وفات ذکر کر کے واضح الفاظ میں آپ کے محدث ہونے کی تصریح کی ہے۔

نیز انہوں نے سترہ^{۲۱} نمبر نوع کے ذیل میں صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین میں سے مشہور محدثین کی اولاد کا ذکر کیا ہے، اس مقام پر آپ کی اولاد کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ آپ کے محدث ہونے کی واضح دلیل ہے۔^(۳)

۷۴- علامہ ابن ندیم کی نظر میں

علامہ ابو الفرج محمد بن اسحاق المعروف ابن ندیم (متوفی ۳۲۸ھ) امام ابو حنیفہ کے متعلق

(۱) معرفة علوم الحديث: ذكر النوع العاشر والأربعين، ص ۲۴۰

(۲) معرفة علوم الحديث: ذكر النوع الرابع والأربعين، ص ۲۰۲

(۳) معرفة علوم الحديث: ذكر النوع السابع عشر، ص ۵۱

فرماتے ہیں کہ امام صاحب تابعین میں سے تھے، کیونکہ آپ نے کئی ایک صحابہ سے ملاقات کی ہے، اور امام صاحب اس اُمت کے پرہیزگار اور زاہد لوگوں میں سے تھے:

وكان من التابعين لقي عدة من الصحابة وكان من الورعين الزاهدين. ^(۱)

امام ابو حنیفہ کا علم بحر و بر، مشرق و مغرب دور و قریب ہر جگہ پھیل چکا ہے:
أبو حنيفة. والعلم برا وبحرا شرقا وغربا بعدنا وقربا تدوينه. ^(۲)

۷۵۔ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الإمام الحافظ الناقد الفقيه العلامة المصنف حافظ المغرب أبو عمر يوسف بن البر في كتابه الاستغناء في الكنى قال رحمه الله تعالى: كان أبو حنيفة في الفقه إماما حسن الرأي والقياس لطيف الاستخراج جيد الذهن حاضر الفهم ذكيا ورعا عاقلا إلا أنه كان مذهبه في أخبار الأحاد العدول أن لا يقبل منها ما خالف الأصول المجمع عليها فأنكر عليه أهل الحديث ذلك وذكوة وأفرطوا وحسدة من أهل وقته من بغى عليه واستحل الغيبة فيه. ^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ فقہ میں امام تھے، حسن الرائے والقیاس تھے، باریک سے باریک مسئلے کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے، غضب کے ذہین، سخن فہم، عالی دماغ، ذکی، پرہیزگار اور نہایت ہی عقل مند تھے، البتہ ان کا مذہب تھا کہ اخبارِ آحاد اگرچہ عادل کی ہوں جب متفق علیہ اصول کے خلاف ہوں تو قبول نہیں کرتے تھے، اس لئے اصحابِ حدیث نے ان پر عیب لگایا، ان کی بُرائی بیان کی اور اس معاملے میں حد سے بڑھ گئے، ہم عمروں نے حسد کیا، ان کے

(۲۰۱) الفہرست: الفن الثانی فی أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ج ۱ ص ۲۵۱

(۳) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹، ۲۱۰

خلاف علم بغاوت بلند کیا، ان کی غیبت کو حلال قرار دیا۔

۷۶۔ شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ کی نظر میں

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۸ھ) امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے میں علم حدیث کے سب سے بڑے امام تھے:

كُنْ أَعْلَمُ أَهْلِ عَصْرِهٖ بِالْحَدِيثِ^(۱)

۷۷۔ علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے ایک بحث کے ضمن میں امام ابو حنیفہ کا جس انداز میں ذکر فرمایا ہے، وہ ان لوگوں کی آنکھیں کھول دینے کے قابل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو کسی نے ائمہ حدیث میں شمار نہیں کیا، علامہ شہرستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب، وسعيد بن جبیر، وطلق بن حبيب،
وعمر بن مرة، ومحارب بن زياد، ومقاتل بن سليمان، وذو، وعمر بن ذر،
وحماذ بن أبي سليمان وأبو حنيفة، وأبو يوسف، ومحمد بن الحسن، وقديد
بن جعفر وهؤلاء كلهم أئمة الحديث، لم يكفروا أصحاب الكبار
بالكبيرة، ولم يحكموا بتخليدهم في النار خلافا للخوارج
والقدرية^(۲).

ترجمہ:- حسن بن محمد بن ابی طالب، سعید بن جبیر، طلق بن حبیب، عمرو بن مرة،
محارب بن دثار، مقاتل بن سلیمان، ذر، عمرو بن ذر، حماد بن سلیمان، امام
ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، قدید بن جعفر رحمہم اللہ یہ سب ائمہ حدیث
ہیں، اصحاب کبار کو گناہ کبیرہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے ہیں، اور یہ حکم نہیں دیتے
کہ اصحاب کبار ہمیشہ جہنم میں ہوں گے، اور خوارج اور قدریہ ان کے برعکس یہ
کہتے ہیں کہ اصحاب کبار ہمیشہ جہنم میں ہوں گے۔

(۱) أصول المرحسی: فصل فی بیان شرائط الراوی حذا وتفسیرا وحکما، ج ۱ ص ۳۵۰

(۲) الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجئة، الصالحية، ج ۱ ص ۱۳۶

۷۸- علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ شمس الدین احمد بن محمد المعروف ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) امام ابو حنیفہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وكان عاملاً زاهداً عابداً ورعاً تقياً كثير الخشوع دائم التضرع الى الله تعالى.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ عامل، زاهد، عبادت گزار، متقی، پرہیزگار، کثرت سے (عبادت میں) خشوع و خضوع قائم کرنے والے، دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔

۷۹- شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نظر میں

۱- شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) ائمہ اربعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف سب کے امام تھے:

أئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقه مثل الأئمة الأربعة وأتباعهم.^(۲)

۲- ائمہ اسلام جو دین میں امامت کے ساتھ معروف ہیں، جیسے امام مالک، سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف رحمہم اللہ اور انہی کے مثل دیگر علماء اور تمام اہل سنت:

وأئمة الإسلام المعروفون بالإمامة في الدين كمالك والثوري والأوزاعي والليث بن سعد والشافعي وأحمد وإسحاق وأبي حنيفة وأبي يوسف وأمثال هؤلاء، وسائر أهل السنة.^(۳)

(۱) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: حرف النون ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۵ ص ۲۱۰۔

(۲) منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: الوجه الخامس وفيه الرد التفصيلي، ج ۲ ص ۱۰۵۔

(۳) منهاج السنة النبوية: الوجه السابع، التعليق على قوله والله تعالى غير مرئي ولا مدرك، ج ۲ ص ۳۱۶۔

۳۔ ائمہ فقہاء، اہل مدینہ کے امام مالک، کوفہ کے امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری، مکہ کے امام ابن جریج، اور دیگر ائمہ، بصرہ کے حماد بن سلمہ اور حماد بن زید، اور شام کے امام اوزاعی رحمہم اللہ:

أئمة الفقهاء فمالك عالم أهل المدينة. والثوري وأبو حنيفة وغيرهما من أهل الكوفة. وابن جريج وغيره من أهل مكة. وحماد بن سلمة وحماد بن زيد من أهل البصرة والأوزاعي وطبقته بالشام.^(۱)

۸۰۔ امام محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی رحمہ اللہ کی نظر میں

محدث کبیر، ”مشکوٰۃ المصابیح“ کے مصنف، علامہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام صاحب کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

فانه كان عالما عاملا ورعا زاهدا عابدا، إماما في علوم الشريعة، والغرض بايراد ذكر في هذا الكتاب، وان لم نرو عنه حديثا في المشكاة للتبرك به لعلنا نرتبه ووفور علمه.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ عالم باعمل، پرہیزگار، زاہد، عابد اور علوم شریعت میں امام تھے۔ اگرچہ ہم نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں آپ کی کوئی حدیث نقل نہیں کی، لیکن اس کتاب (الاکمال) میں ہم آپ کا تذکرہ اس لئے کر رہے ہیں تاکہ آپ سے تبرک حاصل کیا جائے، کیونکہ آپ عالی المرتبت اور وافر العلم (کثیر العلم) تھے۔

۸۱۔ امام ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ کی نظر میں

یوسف بن عبد الرحمن المعروف امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کو فقیہ اہل العراق کے لقب سے یاد کرتے ہیں، پھر آپ کے اساتذہ اور تلامذہ کی طویل فہرست نقل کرتے ہیں، آپ کی توثیق میں فن اسماء الرجال کے ماہرین کے مدحیہ اقوال نقل کرتے ہیں:

(۱) مجموع الفتاوی: علم السلوك بدعة القدوة ورد الصعابة عليها، ج: ۱۰، ص ۳۶۲

(۲) الإكمال في أسماء الرجال مع مشكاة المصابيح، ج ۲، ص ۶۲۳

الدعنان بن ثابت التیمی، أبو حنیفة الکوفی، فقیہ اهل العراق، وإمام
أصحاب الرأي، وقيل: رأى أنس بن مالك. (۱)

۸۲- امام محمد بن احمد بن عبد البہادی مقدسی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ ابن عبد البہادی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۴ھ) نے ائمہ اربعہ کے حالات پر ”مناقب
الائمة الاربعة“ کے نام سے مستند کتاب لکھی، اس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب کو
سب سے پہلے لکھا، اور آپ کے تعارف کا آغاز ان کلمات سے کیا: أحد الأئمة الأعلام، فقیہ
العراق۔

پھر تفصیل سے آپ کے مناقب بیان کئے۔ (۲)

نیز انہوں نے محدثین و حفاظ حدیث کے حالات پر مشتمل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا
نام ”طبقات علماء الحديث“ ہے، اس کتاب میں آپ کے ترجمہ کا آغاز ”الإمام، فقیہ
العراقیین“ کے القاب سے کیا، پھر آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وكان إماماً، ورعاً، عالماً، عاملاً، متعبداً، كبير الشأن لا يقبل جوائز
السلطان بل يتجر ويكتسب. (۳)

ترجمہ:- آپ امام، پارسا، عالم، عامل، عبادت گزار اور کبیر الشان تھے۔
آپ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنی تجارت کر کے
روزی کماتے تھے۔

۸۳- علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں

۱- فن اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام
ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے حالات میں مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی ”مناقب الإمام أبي
حنيفة وصاحبيه“ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق اکابر اہل علم کی آراء اس میں جمع کی ہیں، یہ کتاب

(۱) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ترجمة: الدعنان بن ثابت التیمی، ج ۲۹ ص ۴۱۷-۴۱۸

(۲) دیکھئے تفصیلاً: مناقب الأئمة الأربعة: ترجمة: الإمام أبو حنیفة، ص ۷۸-۷۹

(۳) طبقات علماء الحديث، ج ۱ ص ۲۶۰، العاشر: مؤسسة الرسالة

”احیاء المعارف النعمانیة حیدر آباد الدکن بالہند“ سے شائع ہوئی ہے۔

۲- ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت التیمی الإمام، فقیہ الملة، عالم العراق۔^(۱)

۳- النعمان بن ثابت زوطا الإمام أبو حنیفۃ فقیہ العراق رأى أنسا وسمع عطاء ونافعا وعكرمة۔^(۲)

۴- امام ذہبی رحمہ اللہ نے محدثین کے طبقات میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۳)

۵- أبو حنیفۃ الإمام الأعظم فقیہ العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التیمی مولاہم الکوفی، مولدہ سنة ثمانین رأى أنس بن مالک غیر مرة لما قدم علیہم الکوفة۔ وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشأن لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر ویکتسب۔^(۴)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ (جو فقہائے کرام اور ائمہ رُشد و ہدایت میں) ”امام اعظم“ (کے لقب سے معروف ہیں) آپ اہل عراق کے فقیہ تھے، نام نعمان بن ثابت، آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا جب وہ کوفہ تشریف لائے، آپ اپنے وقت کے امام تھے، متقی، پرہیزگار، عالم اور علم پر عمل کرنے والے، عبادت گزار، بلند مرتبہ والے، آپ بادشاہوں کے تحفے تحائف قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ تجارت کرتے اور کسبِ حلال سے جو میسر آتا (اسے استعمال کرتے)۔

اندازہ کیجئے آپ کی عظمتِ شان کا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ جیسا ماہرِ فن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ”امام اعظم“ کے لقب کے ساتھ یاد کر رہا ہے۔

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنیفۃ النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۰

(۲) الکاشف فی معرفة من له رواية فی الكتب الستة: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۲۲

(۳) دیکھئے: المعین فی طبقات المحدثین، طبقة الأعمش وأبی حنیفۃ، أبو حنیفۃ نعمان بن ثابت فقیہ الکوفة، ص ۵۱

(۴) تذکرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنیفۃ الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۷

۶- امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكان من أذكياء بني آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. وكان لا يقبل جوائز الدولة.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ بنی آدم کے اذکیاء میں سے تھے۔ آپ نے فقہ، عبادت، پرہیزگاری اور سخاوت کو جمع کیا، آپ بادشاہوں کے تحائف قبول نہیں کرتے تھے۔

۷- امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تاریخ الإسلام“ میں امام صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کا شمار وقت کے کثرت سے سخاوت کرنے والے اولیاء اللہ اور ذکی لوگوں میں ہوتا تھا، اور اس کے ساتھ عبادت، تہجد کا اہتمام، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت اور قیام اللیل آپ کا معمول تھا:

وكان معدودا في الأجواد الأسخياء والأولياء الأذكياء. مع الدين والعبادة والعهد وكثرة التلاوة وقيام الليل.^(۲)

امام صاحب کے طویل حالات اور آپ کے متعلق اکابر اہل علم کی آراء نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ کے حالات اور آپ کے مناقب (اتنی کثرت کے ساتھ کہ ہیں) اس تاریخ میں انہیں بیان کرنا ممکن نہیں، میں نے آپ کے حالات و مناقب میں دو جزؤں میں الگ سے کتاب تصنیف کی ہے:

قلت: وأخبار أبي حنيفة رحمه الله ومناقبه لا يحتملها هذا التاريخ فإني قد أفردت أخباره في جزئين.^(۳)

۸- امام ذہبی رحمہ اللہ نہایت باخبر ائمہ جرح و تعدیل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کرتے ہیں، اور آپ نے جو جابر جمعی پر جرح کی ہے اس کا تذکرہ بھی کرتے ہیں:

فلما كان عند انقراض عامة التابعين في حدود الخمسين تكلم طائفة

(۱) العبر فی تاریخ من غیر، سنۃ خمسین ومائۃ، ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۶۳

(۲) تاریخ الإسلام: سنۃ خمسین ومائۃ، حرف النون، ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۹ ص ۳۰۶

(۳) تاریخ الإسلام: سنۃ خمسین ومائۃ، حرف النون، ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۹ ص ۳۱۳

من الجہابذة فی التوثیق والتضعیف فقال ابو حنیفہ: ما رأیت
أكذب من جابر الجعفی: (۱)

۸۴- امام علی بن عثمان مار دینی المعروف ابن الترمکانی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ ابن الترمکانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۰ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وان تکلم فیہ بعضهم فقد وثقه کثیرون وأخرج له ابن حبان فی
صحیحه واستشهد به الحاکم ومثله فی دینہ وورعه وعلیہ لا یقدح فیہ
کلام أولئک: (۲)

ترجمہ:- آپ کے بارے میں اگرچہ بعض محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن اکثر
محدثین نے آپ کی توثیق کی ہے، امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں آپ سے
حدیث تخریج کی ہے، اور امام حاکم نے ”المستدرک“ میں آپ کی حدیث
سے استشہاد کیا ہے، لہذا آپ جیسے دین دار، پارسا اور اہل علم شخص کے بارے
میں ان بعض لوگوں کا کلام کرنا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔

۸۵- علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے شاگرد رشید اور آپ کے علوم و افکار کے ترجمان علامہ
ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو ائمہ حدیث میں شمار
کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ رہا صحابہ اور تابعین کا طریقہ اور ائمہ حدیث جیسے امام شافعی، امام احمد،
امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام بخاری رحمہم اللہ:

وأما طريقة الصحابة والتابعين وأئمة الحديث كالشافعي والإمام أحمد
ومالك وأبي حنيفة وأبي يوسف والبخاري: (۳)

پہلا قول فقہائے کوفہ کا ہے، ان میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب شامل ہیں، اور

(۱) ذکر من يعتمد قوله في المخرج والتعديل: تكلم طائفة من الجہابذة في التوثيق والتضعیف، ص ۱۷۶

(۲) الجوهر النقي مع السان الكبرى للمبہقی: باب من قتل من ارتد عن الإسلام أو امرأة، ج ۸ ص ۲۰۳

(۳) إعلام الموقعين عن رب العالمين: يصار إلى الاجتهاد وإلى القياس عند الضرورة، ج ۲ ص ۲۰۲

دوسرا قول فقہائے حجاز کا ہے ان میں امام شافعی اور امام مالک شامل ہیں:

بالقول الأول فقهاء الكوفة، منهم أبو حنيفة وأصحابه، وبالثاني: فقهاء الحجاز، منهم: الشافعي ومالك.^(۱)

۸۶- علامہ علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۶ھ) امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

أبو حنيفة وقد أثنى عليه وزكاه الجماه الغفير من الأئمة والعلماء المتأخرين.^(۲)

ترجمہ:- ائمہ (کبار) اور علمائے متأخرین کے جم غفیر نے امام ابو حنیفہ کی تعریف و توثیق کی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے بتیس^۳ اکابر محدثین اور اہل علم کے اسماء ذکر کئے ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توصیف و توثیق کی ہے۔

۸۷- علامہ خلیل بن ایبک صفدی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۶ھ) نے اپنی معتبر تاریخ میں امام صاحب کا

مبسوط ترجمہ لکھا ہے، جس کا آغاز اَلْإِمَامُ، اَلْعَلَمُ (علم کے پہاڑ) سے کیا ہے، آگے فرماتے ہیں:

وَكَانَ خَزَايَا يُدْفَعُ مِنْ كَيْسِهِ وَلَا يَقْبَلُ جَوَائِزَ السُّلْطَانِ تَوَرَعًا وَلَهُ دَارٌ وَضِياعٌ وَمَعَاشٍ مُتَنَعٍ وَكَانَ مَعْدُوداً فِي الْأَجْوَادِ الْأَسْخِيَاءِ الْأَكْبَامِ الْأَذْكَيَاءِ مَعَ الَّذِينَ وَالْعِبَادَةِ وَالتَّجِدِّ وَكَثْرَةِ الثَّلَاوَةِ وَقِيَامِ اللَّيْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

اس کے بعد آپ کے متعلق متعدد محدثین کرام کے توصیفی اقوال نقل کئے، اور خود بھی آپ

(۱) زاد المعاد فی ہدی غیر العباد: فصل فی وصف حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بحف فی إحرام عائشة وہی حائض، ج ۲ ص ۱۵۶

(۲) إكمال مهذب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ظہیر، ج ۱ ص ۵۶

کے علمی مقام اور دیگر کمالات کو خوب واضح بیان کیا ہے۔ اہل علم حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت کریں۔^(۱)

۸۸- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی نظر میں

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) امام صاحب کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هو الإمام أبو حنيفة واسمه النعمان بن ثابت التيمي مولا هم الكوفي
فقيه العراق، وأحد أئمة الإسلام، والسادة الأعلام، وأحد أركان
العلماء، وأحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة، وهو
أقدمهم وفاقاً لأنه أدرك عصر الصحابة، ورأى أنس بن مالك، قيل
وغيره.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ ان چار ائمہ میں ایک ہیں جن کے مذاہب کی اتباع کی جاتی ہے، اور آپ وفات کے اعتبار سے ان سب سے مقدم ہیں، کیونکہ آپ نے صحابہ کرام کا زمانہ پایا، اور حضرت انس بن مالک کو دیکھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے ان کے علاوہ اور صحابہ کرام کی بھی زیارت کی۔

۸۹- علامہ محمد بن ابراہیم یمانی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر یمانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ اور امانت داری تو اتر کے ساتھ ثابت ہے:

أنه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته.^(۳)

۹۰- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی نظر میں

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق اکابر اہل علم کے مدحیہ اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب بہت زیادہ

(۱) الوالی بالوقیات: ترجمہ: الإمام أبو حنيفة، ج ۲ ص ۹۱ تا ۹۲

(۲) المبدأ والنہایة: سنة خمسین ومائة، ترجمہ: الإمام أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۱۳

(۳) الروض الباسم فی الذب عن سنة أبي القاسم: الوهم الحادی عشر، ج ۱ ص ۳۱۶

ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور انہیں جنت الفردوس میں ٹھکانہ عطا فرمائے:

ومناقب الإمام أبي حنيفة كثيرة جدا فرضى الله تعالى عنه وأسكنه الفردوس آمين. ^(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسی کتاب میں کنیتوں کے ذیل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو ”الفقیہ“ اور ”الإمام“ کے لقب سے یاد فرمایا:

أبو حنيفة: الفقيه اسمه النعمان بن ثابت الإمام المشهور. ^(۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ”فقیہ العصر“ کے لقب سے یاد کرتے ہیں:

فقيه العصر أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي الخزاز. ^(۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ کو ”الإمام“ اور ”فقیہ مشہور“ کے لقب سے یاد کیا:

النعمان ابن ثابت الكوفي أبو حنيفة الإمام يقال أصلهم من فارس فقيه مشهور من السادسة مات سنة خمسين ومائة على الصحيح وله سبعون سنة. ^(۴)

۹۱- علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کبار تابعین میں سے ہیں، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اور اس بات میں کوئی شک نہیں کرے گا سوائے جاہل اور حاسد کے:

كان أبو حنيفة، رضي الله عنه، من سادات التابعين، رأى أنس بن مالك، ولا يشك فيه إلا جاهل وحاسد. ^(۵)

(۱) تہذیب التہذیب: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۲۵۲

(۲) تہذیب التہذیب: الکفی، حرف الحاء، من کنیتہ أبو حنيفة، ج ۱۲ ص ۸۰

(۳) تبصیر المتنبہ بتعزیر المشتبه: حرف الجیم، مشتبه النسبة من هذا الحرف، ج ۱ ص ۳۳۲

(۴) تقریب التہذیب: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، رقم: ۷۱۵۳

(۵) مغالاة الأخیار فی شرح أسامی رجال معالی الآثار: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۳ ص ۱۲۲ رقم: ۷۱۵۳

۹۲- امام جمال الدین ابن تغری بردی رحمہ اللہ کی نظر میں

مؤرخ باکمال، تاریخ اور رجال پر گہری نظر رکھنے والے جمال الدین تغری رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۳ھ) امام صاحب کے تعارف کا آغاز ”الإمام الأعظم“ کے لقب سے کرتے ہیں، پھر آپ کے متعلق فرمایا:

برع فی الفقه والرأی وساد أهل زمانه بلامدافعة فی علوم شتی۔^(۱)
ترجمہ:- امام ابوحنیفہ نے فقہ اور رائے میں کمال حاصل کیا اور آپ متعدد علوم میں اپنے تمام معاصرین کے سرخیل ہیں۔

۹۳- علامہ صفی الدین خزر جی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزر جی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اُمت کے فقیہ اور اہل عراق کے امام تھے:

النعمان بن ثابت الفارسی أبو حنیفة إمام العراق وفقیه الأمة۔^(۲)

۹۴- علامہ محمد بن یوسف صامی دمشقی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ محمد بن یوسف صامی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بڑے حفاظ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں، اگر وہ حدیث نہ جانتے ہوتے تو مسائل فقہ میں ان کو استنباط کا ملکہ کیسے حاصل ہوتا:

كان أبو حنیفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة اعتناؤه بالحديث ما هيأ له استنباط مسائل الفقه۔^(۳)

۹۵- علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا

(۱) النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة ما وقع من الحوادث سنة خمسین ومائة، ج ۲ ص ۳۳

(۲) خلاصة تلخیص تهذیب الکمال: حرف النون من اسمہ النعمان، ص ۴۰۲

(۳) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنیفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۱۹

مذہب تدوین کے اعتبار سے سب سے مقدم ہے، اور بعض اہل کشف نے فرمایا کہ اختتام کے اعتبار سے آپ کا مذہب سب سے آخر میں ختم ہوگا، تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دین کی امامت اور عبادت کے لئے چنا:

مذہبه ای ابی حنیفة أول المذاهب تدوینًا وآخرها القراءًا كما قاله بعض أهل الكشف قد اختاره الله تعالى إمامًا لدينه وعباده.^(۱)

۹۶- علامہ تقی الدین بن عبد القادر الغزوی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ تقی الدین بن عبد القادر التیمی الغزوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۰ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی شان میں فرماتے ہیں:

الإمام الأعظم: هو إمام الأئمة، وسراج الأمة، وبحر العلوم والفضائل، ومنبع الكمالات والفواضل، عالم العراق، وفقه الدنيا على الإطلاق، ومن لا تنظر العيون مثله، ولا ينال مجتهد كماله وفضله.^(۲)

ترجمہ:- آپ امام اعظم ہیں، ائمہ کے امام ہیں، امت کے چراغ ہیں، علوم اور فضائل کے سمندر ہیں، کمالات اور فضیلتوں کے سرچشمہ ہیں، عراق کے عالم ہیں، علی الاطلاق اہل دنیا کے فقیہ ہیں، آنکھوں نے آپ کے مثل کوئی نہیں دیکھا، اور کوئی مجتہد آپ کے فضل و کمال کو نہ پاسکا۔

۹۷- علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں:

وكان من أذكى أئمة بني آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسجاء، وكان لا يقبل جوائز الدولة، بل ينفق ويؤثر من كسبه.^(۳)

(۱) الميزان الكبرى: ج ۱ ص ۵۹

(۲) الطبقات السنية في تراجم الحنفية: ترجمة: الإمام الأعظم أبو حنیفة، ج ۱ ص ۲۳

(۳) شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۲۲۹

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ بنو آدم کے اذکیاء میں سے تھے، آپ نے فقہ، عبادت، تقویٰ اور سخاوت کو جمع کیا، آپ بادشاہوں کے تحائف قبول نہیں کرتے تھے بلکہ آپ کسبِ حلال کما کر لوگوں پر خرچ کیا کرتے تھے۔

۹۸- علامہ اسماعیل العجلونی شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں

علامہ عجلونی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) ایک محدث اور عظیم المرتبت شافعی عالم ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”عقد اللالی والمرجان فی ترجمة الإمام أبي حنيفة النعمان“ میں امام صاحب کے متعلق فرمایا:

فهو رضى الله عنه حافظ، حجة، فقيه.

اس میں علامہ عجلونی رحمہ اللہ نے امام صاحب کو حافظ الحدیث قرار دینے کے ساتھ آپ کے متعلق ”حجة“ فرمایا۔ لفظ ”حجة“ الفاظ توثیق میں سے ہے، یہ لفظ ”ثقة“ سے بھی اعلیٰ ہے۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ لفظ ”الحجة“ ثقہ سے اعلیٰ ہے:

إن الحجة فوق الثقة.^(۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی یہی الفاظ بعینہ نقل کئے ہیں۔^(۲)

۹۹- علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کی نظر میں

غیر مقلدین کے پیشوا اور مقتدا، علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے اپنی کتاب ”التاج المکمل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول“ میں آپ کا شاندار تذکرہ کیا ہے، جو کہ ان کے نزدیک آپ کے محدث ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ یہ کتاب علمائے محدثین کے حالات پر ہے، جیسا کہ انہوں نے شروع کتاب میں لکھا ہے کہ میں اس کتاب میں اہل العلم بالحدیث کے احوال نقل کروں گا، لہذا انہوں نے امام صاحب کا تذکرہ محدث ہونے کی حیثیت سے کیا ہے، نیز امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

(۱) تذکرة الحفاظ: ترجمة: أبو أحمد الحاكم محمد بن محمد بن أحمد العيساوي، ج ۳ ص ۱۲۳

(۲) دیکھئے: طبقات الحفاظ: الطبقة الثانية عشرة، ج ۱ ص ۳۸۹

كان عالماً، زاهداً، عابداً، ورعاً، تقياً، كثير الخشوع، دائم التضرع إلى الله تعالى.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں امام صاحب کے نقائص میں جو رطب و یابس جمع کی ہیں، ان کے متعلق علامہ نواب صدیق حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خطیب اگر ان سے اعراض کرتے اور ان کا ذکر نہ کرتے تو یہ بہتر تھا، پس امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر امام کے دین اور ورع میں شک نہیں کیا جاسکتا:

وقد ذكر الخطيب في تاريخه منها شيئاً كثيراً ثم أعقب ذلك بهذا
كان الأليق تركه والأضراب عنه فمثل هذا الإمام لا يشك في دينه ولا
في ورعه. (۱)

۱۰۰- امام خیر الدین زرکلی رحمہ اللہ کی نظر میں

خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی الزرکلی (متوفی ۱۳۹۶ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ حنفیہ کے امام ہیں، فقیہ، مجتہد، محقق ہیں، اہل سنت والجماعت کے چار ائمہ میں سے ایک امام ہیں:

النعمان بن ثابت التيمي بالولاء، الكوفي، أبو حنيفة: إمام الحنفية،
الفقيه المجتهد المحقق، أحد الأئمة الأربعة عند أهل السنة. (۲)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مدح میں علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کے اشعار

شهدت لنعمان الإمام بسبقه في
العلم والتقوى بنو الأيام
وتأليت وتظاهرت في مدحه
فرق الهدى وأئمة الاسلام

(۱) دیکھئے تنبیہ: التاج المکمل: ترجمہ: الإمام أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ص ۱۳۷، ۱۳۸

(۲) الأعلام للزركلي: حرف النون، ترجمہ: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۸، ص ۳۶

أهل الحجاز مع العراق بأسرة
مدحوة مثل مدح أهل الشام
بل كل أهل الأرض قد مدحوا
الرضى مدحاً يمد على مدى الأعوام
نأحوا بأن أبا حنيفة للثقى والعلم
صار إمام كل إمام
أخذ الإمام من الشريعة والثقى
ومن العبادة أوفر الأقسام
لله قد مدحوه إذ لم تدعهم نحو
المدح شوافع الأرحام
عرفت ملوك الحق حتى علومه
فشوا إليه أعداء الأعظام^(۱)

ترجمہ:- اہل زمانہ نے نعمان بن ثابت کے لئے شہادت دی کہ وہ علم اور تقویٰ میں سب سے سبقت لے گئے، ہدایت یافتہ جماعتیں اور ائمہ اسلام ان کی مدح سرائی پر رہے، اور مدح سرائی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے، تمام حجازی اور عراقی لوگوں نے ان کی تعریف کی ایسے جیسے اہل شام کی، بلکہ تمام روئے زمین کے لوگوں نے ان سے خوش ہو کر ان کی ایسی تعریف کی جو زمانے کے گزرنے سے پرانی نہ ہوگی، بلکہ نئی شگفتگی کے ساتھ دل کو تازگی بخشنے گی، وہ سب پکار اٹھے کہ امام ابوحنیفہ تقویٰ اور علم میں اماموں کے امام ہیں، امام ابوحنیفہ نے شریعت، تقویٰ، عبادت کا سب سے بڑا حصہ حاصل کر لیا، اللہ والوں نے ان کی مدح اللہ کے لئے کی، کیونکہ اس مدح پر کوئی رشتہ ناما نہیں ابھار رہا تھا، حقانیت کے بادشاہوں نے ان کے علوم کے حق کو پہچان لیا اس لئے تعظیم کی نگاہ ان کی طرف پھیر دی۔

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۱۰

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مقام فقہائے کرام کی نظر میں

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کیا آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا ہے؟ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ایسے شخص کو دیکھا ہے اگر وہ آپ سے یہ کہے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو دلائل سے اسے سونے کا ثابت کر سکتا ہے:

قیل لمالك بن أنس: هل رأيت أبا حنيفة؟ قال: نعم، رأيت رجلا لو

كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهباً لقام بمجته. ^(۱)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے محتاج ہیں:

الناس عيال في الفقه على أبي حنيفة. ^(۲)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ فقہ میں کمال پیدا کرے تو وہ امام ابو حنیفہ کا

محتاج ہے:

من أراد أن يتبحر في الفقه فهو عيال على أبي حنيفة. ^(۳)

امام ابو حنیفہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو فقہی بصیرت سے نوازا گیا ہے:

كان أبو حنيفة ممن وفق الفقه. ^(۴)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں کو نہیں دیکھے گا وہ

فقہ میں تبحر نہیں ہو سکتا:

من لم ينظر في كتب أبي حنيفة لم يتبحر في الفقه. ^(۵)

علامہ ابوبکر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ بات ثابت نہیں کہ امام ابو حنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے، امام ابوبکر

مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: الحمد للہ! اے ابو عبد اللہ! (یہ امام احمد رحمہ اللہ کی کنیت

ہے) کیا ان کا علم میں بڑا مقام ہے؟ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمانے لگے: سبحان اللہ! امام ابو حنیفہ

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۸

(۲) تہذیب العہد: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۵۰

(۳، ۴) تاریخ مدینہ دمشق: حرف الميم، ترجمة: مقاتل بن سليمان ابو الحسن البليغي، ج ۶۰ ص ۱۱۷

(۵) اخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۷

علم، زہد، تقویٰ طلب آخرت میں ایسے بلند مقام پر ہیں جس کو کوئی دوسرا نہیں پاسکتا:

ثنا ابو بکر المروزی سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل يقول: لم يصح
عندنا أن أبا حنيفة قال: القرآن مخلوق، فقلت: الحمد لله يا أبا عبد الله
هو من العلم بمنزلة، فقال: سبحان الله! هو من العلم والورع والزهد
وإيثار الدار الآخرة محل لا يدركه فيه أحد.^(۱)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مدح میں عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار
حسن بن ربیع نے کہا: میں نے عبد اللہ مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) سے سنا وہ فرما رہے تھے:

رأيت أبا حنيفة كل يوم
يزيد نباهة ويزيد خيرا
وينطق بالصواب ويصطفيه
إذا ما قال أهل الجور جورا
يقايس من يقيسه بلب
ومن ذا تجعلون له نظيرا
كفانا فقد حماد وكانت
مصيبتنا به أمرا كبيرا
رأيت أبا حنيفة حين يؤتى
ويطلب عليه بحرا عزيزا
إذا ما المشكلات تدافعتها
رجال العلم كان بها بصيرا^(۲)

۱- میں نے ابو حنیفہ کو دیکھا کہ ان میں ہر دن شرافت اور خیر کا اضافہ ہوتا ہے۔

۲- اور وہ صحیح بات کہتے ہیں اور اسی کو اختیار کرتے ہیں جب کہ اہل جور ٹیڑھی بات کرتے ہیں۔

۳- وہ اس شخص سے قیاس کی بحث کرتے ہیں جو آپ سے عقل کی بات کرے، وہ کون ہے

جس کو تم ان کی نظیر بناتے ہو۔

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۴۳

(۲) الانتقاء، فضائل، الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عبد الله بن المبارك، ص ۱۳۲

۴- انہوں نے ہمارے لئے حضرت حماد کے فقدان کا مداوا کیا، حالانکہ حماد کی جدائی ہمارے لئے ایک بڑی مصیبت تھی۔

۵- میں نے ان کو گہرا سمندر دیکھا جب کہ کوئی ان کے پاس آتا تھا اور علم کا طلبگار ہوتا تھا۔

۶- جب کہ علماء مسائل کو ایک دوسرے پر ٹالتے تھے، آپ ان سے واقف تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر طعن کرنے والوں کے متعلق یحییٰ بن معین کے اشعار یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) سے اگر امام ابو حنیفہ پر طعن کرنے والے کا ذکر کیا جاتا تھا تو وہ یہ دو شعر پڑھتے تھے:

حَسَدُوا الْفَتَى إِذْ لَمْ يَتَأَلَّوْا سَعْيَهُ

فَالْقَوْمُ أَضْدَادُ لَهُ وَخَصُومُهُ

ترجمہ:- جب اس جوان کے مرتبے کو نہ پاسکے تو اس سے حسد کرنے لگے، اور ساری قوم اس کی مخالف اور دشمن ہے۔

كَظَرَ أَيْرُ الْحُسْنَاءِ قُلْنَ لِوَجْهِهَا

حَسَدًا وَبُغْضًا إِنَّهُ لَدَمِيمٌ^(۱)

ترجمہ:- جس طرح حسینہ کے چہرے کو دیکھ کر اس کی سونکیں حسد اور عداوت کی بنا پر کہتی ہیں کہ یہ بد صورت ہے۔

شعراء کا خراج عقیدت

الْفَقْهُ مَنَّا إِنْ أُرِدْتَ تَفْقَهَا

وَالْجُودَ وَالْمَعْرُوفَ لِلْمَنْتَابِ

ترجمہ:- اگر تم کو تفقہ کی خواہش ہے تو ہم سے فقہ سیکھو اور عطا اور بھلائی بار بار آنے والے کے لئے ہے۔

وَإِذَا ذَكَرْتَ أَبَا حَنِيفَةَ فِيهِمْ

خَضَعْتَ لَهُ فِي الرَّأْيِ كُلِّ رِقَابِ

(۱) اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ: ذکر ماروی فی محبة ابی حنیفہ بحسد الناس له، ص ۱۶۵

ترجمہ:- اور اگر ان میں ابو حنیفہ کا ذکر کر دو تو قیاس میں سب کی گردنیں ان کے سامنے جھک جاتی ہیں۔

هذا مذهب النعمان خير المذاهب
كذا القمر الوضاح خير الكواكب
ترجمہ:- یہ نعمان کا مذہب، مذاہب میں بہتر مذہب ہے، جیسے چمکتا ہوا چاند
کواکب میں بہتر ہے۔

تفقه في خير القرون مع التقى
فمذهبه لا شك خير المذاهب
ترجمہ:- مبارک قرون میں تقویٰ کے ساتھ تفقہ حاصل کیا، پس آپ کا مذہب
بے شک مذاہب میں بہتر ہے۔

أيا جبلى نعمان إن حصي كما
لتحصي وما تحصي فضائل نعمان^(۱)
ترجمہ:- اے نعمان نام کے دو پہاڑو! تمہاری کنکریاں گنی جاسکتی ہیں، اور نعمان
کے فضائل نہیں گنے جاسکتے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علمائے اہل حدیث کی نظر میں

اسمولا نادود غزنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ائمہ دین نے جو دین کی خدمت کی ہے، اُمت قیامت تک ان کے احسان سے
عہدہ برآ نہیں ہو سکتی، ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لئے جو شخص سوہ ظن رکھتا
ہے یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال
کرتا ہے یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے، اور میرے نزدیک اس کے سوہ
خاتمہ کا خوف ہے، ہمارے نزدیک ائمہ دین کی ہدایت و درایت پر اُمت کا
اجماع ہے۔^(۲)

(۱) الجواهر المضية: ترجمة: الإمام الأعظم أبو حنيفة، ج ۲ ص ۳۵۵

(۲) دادود غزنوی، ص: ۳۷۳

۲- ائمہ کرام کا ان (مولانا داود غزنوی رحمہ اللہ) کے دل میں انتہائی احترام تھا، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے، ایک دن میں (مولانا محمد اسحاق) ان کی خدمت میں حاضر تھا، جماعت اہل حدیث کی تنظیم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی، بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: مولوی اسحاق! جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے، ہر شخص ابو حنیفہ، ابو حنیفہ کہہ رہا ہے، کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابو حنیفہ کہہ دیتا ہے، پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے، یا زیادہ سے زیادہ گیارہ، اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتے ہیں، جو لوگ اتنے جلیل القدر (تابعی) امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں، ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے ”یا غریبہ العلماء انما أشکوبہ فی وحزنی الی اللہ!“^(۱)

۳- حضرت مفتی حسن رحمہ اللہ نے ایک بار مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا، وہ واقعہ یوں تھا:

امر تر میں ایک محلہ تیلیاں تھا، جس میں اہل حدیث حضرات کی اکثریت تھی، وہاں عبد العلی نامی ایک مولوی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتا تھا، وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ سے پڑھا کرتا تھا، ایک بار مولوی عبد العلی نے کہا کہ ابو حنیفہ سے تو میں اچھا ہوں اور بڑا ہوں کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔ اس بات کی اطلاع مولانا عبد الجبار کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ادب و احترام کیا کرتے تھے، انہوں نے یہ بات سنی تو ان کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبد العلی) کو مدرسے سے نکال دو، وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا تو مولانا عبد الجبار غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ عنقریب مرتد ہو جائے گا۔ مفتی محمد حسن راوی ہیں (اس واقعے کے) کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہو گیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا، اس واقعے کے بعد کسی نے مولانا عبد الجبار غزنوی سے سوال کیا: حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہو گیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہو جائے گا؟ فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی اس وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے

سامنے آگئی کہ ”من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب“ جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں! میری نظر میں! امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ولی اللہ تھے، جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے، اس لئے ایسے شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا! (۱)

۴- مولانا محبوب احمد صاحب امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جہاں تک مجھے علم ہے وہ یہ ہے کہ امرتسر و گردونواح میں جس قدر مرتد عیسائی ہیں، یہ پہلے غیر مقلد ہی تھے۔ (۲)

۵- مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ کے دل میں بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ایک دفعہ کچھ غبار آ گیا تھا، خود لکھتے ہیں:

(میں نے) حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق تحقیقات شروع کیں تو مختلف کتب کی ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا، جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن دوپہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یکایک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا گویا ”ظُلُمْتُ بَعْضُهَا فَوَقَى بَعْضُهَا“ کا نظارہ ہو گیا، معا خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بدظنی کا نتیجہ ہے، اس سے استغفار کروں، میں نے کلمات دہرانے شروع کئے وہ اندھیرے فوراً کافور ہو گئے اور ان کے بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دوپہر کی روشنی کو مات کر دیا، اس وقت سے میری حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے حُسن عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی، اور میں ان شخصوں سے جن کو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے حُسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور آپ کی مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرینِ معارج قدسیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے: ”اَفْتَمِرُوْنَهُ عَلٰی مَا يَزِيْهِ“ (انجم) میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہوشیاری میں دیکھ لیا، اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ ”هَذَا وَاللّٰهُ وَلِي الْهٰدِيَةِ“ اب میں اس مضمون کو ان کلمات پر ختم کرتا ہوں اور اپنے ناظرین سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ بزرگانِ دین سے

(۱) دادغزنوی، ص ۱۹۱، ۱۹۲

(۲) الکتاب المجید، ص ۸

خصوصاً ائمہ متبوعین سے حسن ظن رکھیں اور گستاخی اور بے ادبی سے پرہیز کریں، کیونکہ اس کا نتیجہ ہر دو جہان میں موجب خسران و نقصان ہے:

نَسْتَلُ اللّٰهَ الْكَرِيْمَ حَسْنَ الظَّنِّ وَالتَّأْدِبَ مَعَ الصَّالِحِيْنَ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ
الْعَظِيْمِ مِنْ سَوْءِ الظَّنِّ بِهَمْ فَإِنَّهُ عَرَقَ الرِّفْضَ وَالْخُرُوجَ وَعِلَامَةَ
الْمُعَاقِلِيْنَ وَلِنَعْمَ مَا قِيلَ:

از خدا خوائیم توفیقِ ادب

بے ادب محروم شد از لطفِ ربّ! (۱)

۶۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے فرمایا: مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ جن ایام میں، میں کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کانپوری سے علم منطق کی تحصیل کرتا تھا، اختلافِ مذاق و مشرب کے سبب سے احناف سے میری گفتگورہتی تھی، ان لوگوں نے مجھ پر یہ الزام تھوپا تھا کہ تم اہل حدیث لوگ ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرتے ہو، میں نے اس کے متعلق حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی یعنی شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین صاحب مرحوم سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ ہم ایسے شخص کو جو ائمہ دین کے حق میں بے ادبی کرے، چھوٹا رافضی جانتے ہیں۔ علاوہ بریں میاں صاحب مرحوم ”معیار الحق“ میں امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے: ”إمامنا وسيدنا أبو حنيفة النعمان أفاض الله عليه شأبيب العفو والغفران“ نیز فرماتے ہیں: ان (امام صاحب) کا مجتہد ہونا اور قبیح سنت اور متقی اور پرہیزگار ہونا کافی ہے، ان کے فضائل میں آیت کریمہ: ”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ“ (الحجرات: ۱۳) زینت بخش مراتب ان کے لئے ہیں۔

۷۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر چند کہ میں سخت گنہگار ہوں، لیکن یہ ایمان رکھتا ہوں اور اپنے صالح اساتذہ جناب مولانا ابو عبد اللہ غلام حسن صاحب مرحوم سیالکوٹی اور جناب مولانا حافظ عبد المنان صاحب مرحوم محدث وزیر آباد کی صحبت و تلقین سے یہ بات یقین کے رتبے تک پہنچ چکی ہے کہ بزرگانِ دین

خصوصاً حضرات ائمہ متبوعین سے حسن عقیدت نزول برکات کا ذریعہ ہے۔^(۱)

۸- مولانا محمد ابراہیم صاحب حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی کے متعلق لکھتے ہیں:

آپ ائمہ دین کا بہت ادب کرتے تھے، چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بے ادبی کرتا ہے، اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا۔^(۲)

۹- نعیم بن حماد خزاعی حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہیں ”وضع کتابی الرد علی الحنفیہ“ جس نے خفیوں کے رد میں کئی کتابیں تصنیف کیں، یہ شخص امام صاحب کے حسد میں یہاں تک بڑھ گیا تھا کہ جھوٹی حدیثیں بھی گھڑ لیا کرتا تھا اور امام صاحب کی عیب گوئی میں جھوٹی حکایتیں بھی گھڑ لیتا، جو سب کی سب جھوٹ ہیں۔^(۳)

مولانا سیالکوٹی نے مکمل بحث کے بعد لکھا کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں کہ اس کی روایت کی بنا پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ ”امام“ کے حق میں بدگوئی کریں جن کو حافظ ٹمبس الدین ذہبی رحمہ اللہ جیسے ناقد الرجال ”امام اعظم“ کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں، آپ کے حق میں لکھتے ہیں:

فقیہ العراق، وأحد أئمة الإسلام، والسادة الأعلام، وأحد أركان العلماء، وأحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة، وهو أقدمهم وفاقاً لأنه أدرك عصر الصحابة، ورأى ألس بن مالك، قيل وغيره.^(۴)

نیز امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ آپ (ابوحنیفہ رحمہ اللہ) ثقہ تھے، اہل الصدق سے تھے، کذب سے مستہم نہ تھے۔ نیز عبداللہ بن داؤد الخریجی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا: لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نمازوں میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے لئے دُعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن (نبویہ) کو محفوظ رکھا۔

(۱) تاریخ اہل حدیث، ص ۷۱، ۷۲

(۲) تاریخ اہل حدیث، ص ۴۳

(۳) میزان الاعتدال: ج ۲ ص ۵۳۶ / مہلب العہلب: ج ۲ ص ۶۳ بحوالہ تاریخ اہل حدیث، ص ۶۳

(۴) المہدایۃ والنہایۃ: ج ۱ ص ۱۱۳ / تاریخ اہل حدیث، ص ۶۳

یہ شخص (نعیم بن حماد) گرفتار ہوا اور وہیں فوت ہوا:

لہر باقیادہ فالقی فی حضرة ولم یکفن ولم یصل علیہ فعل ذالک بہ

صاحب ابن ابی داود۔^(۱)

۱۰- عالم باعمل فاضل اکمل حضرت مولانا سید تجل حسین بہاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ایک غیر مقلد مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی مکہ مکرمہ گئے، اور حضرت قبلہ عالم مولانا سید شاہ محمد علی صاحب مونگیری رحمہ اللہ بھی وہیں تھے، مولانا محمد ابراہیم صاحب نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں خواب میں میری حاضری ہوئی اور مجلس مبارک میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی تشریف فرما تھے، جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم ان (یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ) سے بدظن ہو، قصور معاف کراؤ! میں نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قدموں پر گر کر معاف کرایا۔^(۲)

۱۱- ایک غیر مقلد طالب علم مدرسہ دیوبند میں پڑھتا تھا، اس نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخی کی، اس پر اور طالب علموں نے اسے مارا، اس واقعے کی مولانا نذیر حسین سے شکایت بھی کی، حضرت والا نے فرمایا کہ اس نے امام محمد رحمہ اللہ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے تھے، اس پر طلبہ کو غصہ آگیا۔ یہ سن کر مولوی صاحب نے فرمایا کہ واقعی یہ اس کی بڑی بے جا حرکت تھی۔^(۳)

۱۲- آ رہ میں بیٹھے ہوئے ایک غیر مقلد نے دوران گفتگو حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ کی کچھ تنقیص کی، مولانا نذیر حسین صاحب نے اسے ڈانٹا کہ یہ بڑے لوگ تھے، ہمارا منہ نہیں کہ ان کی شان میں کچھ کہہ سکیں۔^(۴)

”الغاس فی ابی حنیفہ حاسداً و جاہلاً“ یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں بُری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔^(۵)

(۱) تاریخ بغداد، ج ۱۳ ص ۳۱۵، دیکھئے: امام صاحب کی گستاخی کی وجہ سے نماز جنازہ اور کفن اور قبر تک سے محروم رہا۔

(۲) کمالات، ص ۱۷

(۳، ۴) داود غزنوی، ص ۳۸۰

(۵) داود غزنوی، ص ۳۷۸/”تجلیاتِ صغریٰ“، ج ۱: ص ۲۱۱ سے ۲۱۷ تک

”كتاب الآثار“

”کتاب الآثار“ دوسری صدی کی کتاب ہے، جو ابواب پر مرتب اور مدون ہوئی، اور اس میں صرف انہی احادیث، آثار و فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے جن کی روایت ثقات، اُتقیائے اُمت میں برابر چلی آ رہی ہے۔ ”کتاب الآثار“ کا موضوع صرف احادیثِ احکام ہیں، جن سے مسائلِ فقہ کا استنباط ہوتا ہے، اس لئے وہ سینکڑوں مختلف ابواب جو صحیحین، سنن اور دیگر کتبِ حدیث میں مذکور ہیں، ”کتاب الآثار“ میں نہیں ملیں گے، کیونکہ ان ابواب کا تعلق فقہیات سے نہیں ہے۔ ”کتاب الآثار“ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی مرویات اس عہد کی دیگر تصانیف کی طرح صرف اپنے ہی شہر پر منحصر نہیں ہیں، بلکہ اس میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، غرض یہ ہے کہ حجاز و عراق دونوں شہروں کی مرویات اس میں یکساں موجود ہیں۔

”کتاب الآثار“ کا انتخاب

صدر الائمہ موفق بن احمد کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ”کتاب الآثار“ کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے:

وانتخب أبو حنيفة الآثار من أربعين ألف حديث^(١).

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں، اور چالیس ہزار احادیث سے ”کتاب الآثار“ کا انتخاب کیا ہے:

وعن محمد بن سماعة أن الإمام ذكر في تصانيفه نيفاً وسبعين ألف

حديث والتخب الآثار من أربعين ألف حديث. (٢)

”کتاب الآثار“ کا طریق تالیف

”کتاب الآثار“ کا طریقِ تالیف، تعلیمِ کتب اور تعلیمِ روایات کا نہیں، بلکہ بذریعہ درس و املائے شیوخ کا ہے، تمام علوم اور مہمات فنونِ عربیہ کے لئے صدرِ اول میں یہی طریقہ رائج تھا کہ

(١) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ١ ص ٩٥

(٢) الجواهر المضية في طبقات الحنفية: حرف اللام، فصل في اعتقاده، ج ١ ص ٢٤٢

تلامذہ اپنے حفظ و یادداشت کے لئے اساتذہ کے امالی یا ان کا خلاصہ لکھ لیا کرتے تھے، لیکن آگے چل کر یہ طریقہ اس قدر مقبول ہوا کہ اقسام تصنیف میں سے ایک خاص قسم بن گیا اور خود اساتذہ اور علمائے فن اپنی مرویات بطور تصنیف مرتب کرنے لگے، اس طرح کہ حلقہ درس میں مطالب و مسائل املا کراتے اور ساتھ ساتھ خود بھی لکھتے جاتے، یا پہلے مجموعہ مرتب کر لیتے اور پھر اسی سے املا کرواتے۔ حدیث میں یہ طریقہ تمام علوم سے زیادہ رائج اور مقبول ہوا، اور محدثین کے ہاں اسے ایک خصوصی مقام حاصل ہوا، چنانچہ محدثین نے سماع من لفظ الشیخ کی دو مختلف صورتوں میں سے ایک قسم املا کو قرار دیا، اور یہ محدثین کی بیان کردہ ان تمام قسموں میں سے جو محل حدیث کے لئے مشہور ہیں ایک اعلیٰ قسم ہے، جمہور کے نزدیک یہ قسم تمام اقسام میں سب سے زیادہ اعلیٰ ہے:

القسم الأول: السماع من لفظ الشيخ، وهو ينقسم إلى إملاء، وتحديد من غير إملاء، وسواء كان من حفظه أو من كتابه، وهذا القسم أرفع الأقسام عند الجماهير.^(۱)

”کتاب الآثار“ کے چار نسخوں کا تعارف

”کتاب الآثار“ کو امام اعظم رحمہ اللہ سے آپ کے متعدد تلامذہ نے روایت کیا ہے، جس کی وجہ سے اس کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں، ان میں ہر ایک نسخہ اس کے راوی کی طرف منسوب ہو گیا ہے، ”کتاب الآثار“ کے ویسے تو کئی نسخے ہیں لیکن ان میں سے چار زیادہ مشہور ہیں:

۱- نسخہ امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ)

۲- نسخہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)

۳- نسخہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)

۴- نسخہ امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ)

۱- نسخہ امام زفر بن ہذیل رحمہ اللہ

امام زفر رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں، ان کا قدرے تفصیلی

(۱) معرفة أنواع علوم الحديث: النوع الرابع والعشرون، ص ۱۳۲

تعارف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں گزر چکا ہے، امام زفر سے ”کتاب الآثار“ کی روایت آپ کے مشہور تین تلامذہ نے کی:

۱- ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی رحمہ اللہ۔

۲- شہاد بن حکیم بلخی رحمہ اللہ۔

۳- حکم بن ایوب رحمہ اللہ۔

پھر امام ابو وہب محمد بن مزاحم رحمہ اللہ سے ”کتاب الآثار“ کو آپ کے دو تلامذہ نے نقل کیا:

۱- احمد بن بکر بن سیف جصینی رحمہ اللہ۔

۲- محمد بن سرج رحمہ اللہ۔

احمد بن بکر جصینی رحمہ اللہ کے نقل کردہ نسخے کا ذکر متعدد محدثین نے کیا ہے، مثلاً حافظ امیر ابن ماکولا رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۵ھ) امام ابوسعید سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) اور امام یاقوت حموی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۶ھ)، ان تمام حضرات نے ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا تذکرہ کیا:

أحمد بن بکر بن سیف أبو بکر الجصینی، ثقة یحییٰ إلى أهل النظر، روى عن أبي وهب عن زفر بن الهذیل عن أبي حنیفة کتاب الآثار. ^(۱)

ترجمہ:- احمد بن بکر بن سیف ابو بکر جصینی جو کہ ثقہ ہیں، اور اہل نظر (فقہائے احناف) کی طرف میلان رکھتے ہیں، انہوں نے ابو وہب مروزی سے انہوں نے امام زفر بن ہذیل سے، اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے۔

علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) نے بھی اس نسخے کا ذکر کیا ہے:

ینسب إليها أبو بکر أحمد بن بکر بن سیف الجصینی ثقة یروی عن أبي وهب عن زفر بن الهذیل عن أبي حنیفة کتاب الآثار. ^(۲)

ترجمہ:- اس نسبت کی طرف ابو بکر احمد بن بکر بن سیف جصینی منسوب ہیں جو

(۱) الإكمال فی رفع الاریاب: حرف الحاء، باب الجصینی، ج ۳ ص ۳۹ / الأنساب: باب الجیم والصاد

الجصینی، ج ۲ ص ۲۸۳ / معجم البلدان: باب الجیم والصاد جصین، ج ۲ ص ۱۳۱

(۲) اللباب فی تهذیب الأنساب: باب الجیم والصاد، ج ۱ ص ۲۸۱

ثقہ ہیں، اور وہ ابو وہب سے وہ امام زفر سے اور وہ امام ابو حنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کرتے ہیں۔

علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے احمد بن بکر بن سیف ابو بکر الجصینی رحمہ اللہ کے ترجمے میں اس نسخے کا تذکرہ کیا ہے:

یروی عن أبي وهب عن زفر بن الهذيل عن أبي حنيفة رضى الله عنه كتاب الآثار. (۱)

ترجمہ:- احمد بن بکر جصینی نے ابو وہب سے، اور انہوں نے امام زفر سے، اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے۔

امام ابو وہب رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد محمد بن سرج کے نقل کردہ نسخے کا تذکرہ امام ابن ماکولار رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے کیا ہے:

ومحمد بن سرج يروي عن أبي وهب محمد بن مزاحم نسخة زفر بن الهذيل. (۲)

ترجمہ:- محمد بن سرج نے ابو وہب محمد بن مزاحم سے امام زفر کا نسخہ (کتاب الآثار) روایت کیا ہے۔

امام زفر کے دوسرے شاگرد شداد بن حکیم بلخی رحمہ اللہ کے روایت کردہ نسخے کا ذکر امام ابو یعلیٰ خلیلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۶ھ) نے کیا ہے:

شَدَّادُ بْنُ حَكِيمٍ مِنْ قَدَمَاءِ شَيْوَخِ بَلْخِ، سَمِعَ أَبَا جَعْفَرٍ الرَّازِيَّ وَالْثَوْرِيَّ وَأَقْرَانَهُمَا، سَمِعَ مِنْهُ الْقَدَمَاءَ مِنْ شَيْوَخِهِمْ، وَرَوَى نُسْخَةً عَنْ زُفَرِ بْنِ الْهَذِيلِ، وَهُوَ صَدُوقٌ.

ترجمہ:- شداد بن حکیم بلخ کے قدیم شیوخ میں سے ہیں، انہوں نے ابو جعفر رازی، سفیان ثوری اور ان کے معاصرین سے روایت کی ہے، جب کہ خود ان سے ان کے قدیم شیوخ نے بھی حدیث کا سماع کیا ہے، اور انہوں نے امام

(۱) الجواهر المطبوعة في طبقات الحنفية: ترجمة: أحمد بن بکر بن سیف، ج ۱ ص ۶۲

(۲) مہذیب مستمر الأوهام: حرف السين، سرج، ج ۱ ص ۲۷۲

زُفر بن ہذیل سے (کتاب الآثار) کا نسخہ بھی روایت کیا ہے، اور یہ صدوق راوی ہیں۔^(۱)

محدث کبیر امام حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) نے بھی امام زُفر رحمہ اللہ کے مذکورہ بالا دونوں تلامذہ یعنی امام ابو وہب مروزی اور شتاد بن حکیم رحمہ اللہ کے روایت کردہ نسخوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

نُسَخَةُ زُفَرَ بْنِ الْهَذِيلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا عَنْهُ شَتَادُ بْنُ حَكِيمٍ الْبَلْخِيُّ
وَنُسَخَةٌ أَيْضًا لَزُفَرَ بْنِ الْهَذِيلِ الْجُعْفِيِّ تَفَرَّدَ بِهَا أَبُو وَهْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُزَاهِمٍ
الْمَرْوَزِيُّ عَنْهُ.^(۲)

ترجمہ:- امام زُفر بن ہذیل کا (کتاب الآثار کا) ایک نسخہ ہے، جس کو ان سے صرف شتاد بن حکیم بلخی نے روایت کیا ہے، اسی طرح امام زُفر کا (کتاب الآثار کا) ایک نسخہ ہے جس کو ان سے صرف ابو وہب محمد بن مزاحم مروزی روایت کرتے ہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) نے بھی اس نسخے کی ایک روایت نقل کی ہے۔^(۳)
امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے امام ابو حنیفہ کی جو مسند تالیف کی ہے، اس میں ”شتاد بن حکیم عن زُفر عن أبي حنيفة“ کے نسخے کے حوالے سے پانچ روایات ذکر کی ہیں جو اسی سند سے مروی ہیں۔^(۴)

امام زُفر رحمہ اللہ کے تیسرے شاگرد حکم بن ایوب رحمہ اللہ کے روایت کردہ نسخہ ”کتاب الآثار“ کا ذکر امام ابو الشیخ اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۹ھ) نے احمد بن رُستہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں کیا ہے:

(۱) الإرشاد فی معرفة علماء الحديث: ترجمة: شتاد بن حکیم، ج ۳ ص ۹۳۱

(۲) معرفة علوم الحديث: ذکر النوع الغامض والفلائین، ص ۱۶۳

(۳) دیکھئے تفصیلاً: المعجم الصغير: باب الحاء، من اسماء الحسن، ج ۱ ص ۲۲۸ / المعجم الأوسط، باب الحاء،

من اسماء الحسن، ج ۳ ص ۳۷۷

(۴) مسند أبي حنيفة رواية أبي نعیم: ص ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۷۹، ۲۳۰، ۲۶۵

أَحْمَدُ بْنُ زُيْنَةَ ابْنِ يَزِيدٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ كَانَ عِنْدَهُ السُّنَنُ عَنْ مُحَمَّدٍ
عَنِ الْحَكَمِ بْنِ الْيُوبِ عَنْ زُفَرٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۱)

ترجمہ:- احمد بن زینہ جو محمد بن مغیرہ کے نواسے ہیں، ان کے پاس ایک سنن تھی، جس کو وہ اپنے نانا محمد بن مغیرہ سے، وہ حکم بن ایوب سے، وہ امام زفر بن ہذیل سے اور وہ امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے تھے۔

امام ابوالشیخ نے یہاں کتاب الآثار کو ”السنن“ کے نام سے ذکر کیا ہے، اس لئے اس کتاب میں صرف وہی احادیث نقل کی گئی ہیں جن کا تعلق احکام فقہ سے ہے، اس لئے اس کو بہ اصطلاح محدثین کتب سنن میں داخل کیا جاتا ہے، امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ترجمے کے متصل بعد اس نسخے کی دو روایات بھی نقل کی ہیں۔ امام طبرانی رحمہ اللہ نے اس نسخے کی بھی ایک روایت نقل کی ہے۔ ^(۲)

امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے اپنی کتاب ”تاریخ اصبہان“ میں اس نسخے کی چھ روایات نقل کی ہیں۔ ^(۳)

۲- نسخہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے کبار تلامذہ میں ایک امام ابو یوسف رحمہ اللہ ہیں، ان کا تعارف بھی امام صاحب کے تلامذہ میں گزر چکا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ”کتاب الآثار“ کو ان کے صاحبزادے امام یوسف رحمہ اللہ اور آپ کے شاگرد امام عمرو بن ابی عمرو رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، امام یوسف کے روایت کردہ نسخہ ”کتاب الآثار“ کا ذکر امام عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے کیا ہے:

وروی کتاب الآثار عن أبيه عن أبي حنيفة وهو مجلد ضخم. ^(۴)

ترجمہ:- امام یوسف نے اپنے والد امام ابو یوسف سے، اور انہوں نے امام

(۱) طبقات المعدلین باصبہان والواردین علیہا: ترجمہ: أحمد بن رسته، ج ۴ ص ۱۵۷

(۲) دیکھئے: المعجم الصغير: باب الالف من اسمه أحمد، ج ۱ ص ۱۱۷

(۳) دیکھئے تفصیلاً: تاریخ اصبہان: ترجمہ: أحمد بن رسته، ج ۱ ص ۱۳۰، ۱۳۱، ۳۵۰، ۳۷۴، ج ۲ ص ۲۱۲

(۴) الجواهر البضية: ترجمہ: يوسف بن يعقوب بن ابراهيم، ج ۲ ص ۲۵۳

ابو حنیفہ سے کتاب الآثار کو روایت کیا ہے، جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔

یہ نسخہ اب مولانا ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۵ھ) صدر ”مجلس احیاء المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، دکن“ کی تصحیح و تحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

امام عمرو بن ابی عمرو کے روایت کردہ ”کتاب الآثار“ کو علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے جامع المسانید میں ”نسعة ابی یوسف“ کے نام سے نقل کیا ہے، اور اس نسخے کی اسناد بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ تک نقل کر دی ہے۔^(۱)

نوٹ:- امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک ”کتاب الآثار“ اور دوسرا ”مسند ابی یوسف“ کا نسخہ منقول ہے، جس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی صرف مرفوع روایات ہیں، آیا یہ دونوں ایک نسخے ہیں یا الگ الگ؟ اس کے لئے دیکھیں ”مسانید امام اعظم“ کے عنوان کے ذیل میں دوسری مسند یعنی مسند امام ابو یوسف کے تحت۔

۳۔ نسخہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ

امام محمد رحمہ اللہ امام صاحب کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں، ان کا تعارف بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں گزر چکا ہے، ”کتاب الآثار“ کے تمام نسخوں میں یہ سب سے مشہور، متداول اور مقبول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) اس نسخے کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُودُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَنِيفَةَ مُفْرَدًا لِمَا هُوَ كِتَابُ الْأَثَارِ الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْهُ.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی حدیث پر مستقل جو تصنیف ہے وہ ”کتاب الآثار“

ہے جس کو آپ سے امام محمد بن حسن نے روایت کیا ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ سے اس نسخے کو ان کے کئی تلامذہ نے روایت کیا ہے، مطبوعہ نسخہ امام ابو حفص کبیر اور ابو سلیمان جوزجانی رحمہ اللہ کا روایت کردہ ہے۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ

(۱) جامع المسانید الباب الثانی اما المسند الحادی عشر، ج ۱ ص ۸۳

(۲) تعجیل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹

(متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔^(۱)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”کتاب الآثار“ کے عنوان کے تحت اس نسخے کا بھی ذکر کیا ہے، اور اس پر لکھی گئی شروحات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

علامہ کتابی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) نے ان الفاظ میں ”کتاب الآثار“ کا ذکر کیا ہے:

و کتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشیبانی صاحب أبي حنيفة وأحد رواة

الموطأ وهو مرتب على الأبواب الفقهية في مجلدة لطيفة.^(۳)

ترجمہ:- کتاب الآثار امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی سے

مروی ہے، جو موطا مالک کے روایات میں سے ایک راوی ہیں، یہ ایک جلد میں

ابواب فقہیہ کی ترتیب پر مرتب ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس نسخے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وصله محمد بن الحسن في كتاب الآثار عن أبي حنيفة.^(۴)

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے بھی امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ”کتاب

الآثار“ کا ذکر کیا ہے:

رواه محمد بن الحسن في كتاب الآثار.^(۵)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا

ذکر کیا ہے:

وروى محمد بن الحسن في الآثار عن أبي حنيفة.^(۶)

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے تو ”مرقاۃ المفاتیح“ میں

(۱) تاج التراجم: ترجمة: محمد بن الحسن، ص ۳۸

(۲) كشف الظنون: باب الكافة كتاب الآثار، ج ۲ ص ۱۳۸۳

(۳) الرسالة المستطرفة: كتب مرتب على الأبواب الفقهية، ص ۳۲

(۴) فتح الباری: کتاب الإکراه باب یمن الرجل لصاحبه أنه أخوة الخ، ج ۱۲ ص ۴۵۲

(۵) عمدة القاری: کتاب مواقیف الصلوٰۃ باب جهر الإمام بالتامین، ج ۶ ص ۵۱

(۶) سنن ابن ماجہ: أبواب ما جاء في الجنائز، باب ما جاء في غسل النبي صلى الله عليه وسلم، ص ۱۰۶ حاشیہ

نمبر ۳ کے تحت

متعدد مقامات پر ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے:

روی محمد بن الحسن فی کتاب الآثار۔^(۱)

علامہ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۳ھ) نے ”تحفة الأوحی“ میں متعدد

مقامات پر اس نسخے کا حوالہ دیا ہے:

روی محمد بن الحسن فی الآثار عن أبی حنیفة۔^(۲)

علامہ جمال الدین زلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۶۲ھ) نے متعدد مقامات میں ”کتاب الآثار“

کے اس نسخے کا حوالہ دیا ہے:

رواہ محمد بن الحسن فی کتاب الآثار۔^(۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”الدایۃ فی تخریج أحادیث الهدایة“ میں بھی متعدد مقامات

پر ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔^(۴)

۴۔ نسخہ امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ

امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے جلیل القدر تلامذہ میں سے ہیں، انہوں نے

بھی آپ سے ”کتاب الآثار“ روایت کی ہے، امام موصوف سے اس نسخے کو ان کے شاگرد امام محمد بن

شجاع ثلمی (جن کو بلخی بھی کہا جاتا ہے) روایت کرتے ہیں، ”کتاب الآثار“ کا یہ نسخہ ”کتاب الآثار“

کے تمام نسخوں میں سب سے بڑا نسخہ ہے، اور اس میں دیگر نسخوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بھی اس نسخے کی کثرت احادیث کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

(۱) مرقاة المفاتیح: کتاب الصلوٰۃ باب ما علی الإمام، ج ۳ ص ۸۷۳، ج ۴ ص ۱۲۷۶، ج ۶ ص ۲۳۳۰

(۲) تحفة الأوحی: أبواب البیوع باب ما جاء فی السلف فی الطعام، ج ۴ ص ۴۴۹، ج ۱ ص ۴۶۸، ج ۳ ص ۹۱، ج ۳ ص ۲۹۳، ج ۴ ص ۱۱۹، ج ۴ ص ۵۳۹، ج ۵ ص ۵۰۷

(۳) نصب الرایة: کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء، ج ۱ ص ۵۲، ج ۱ ص ۳۰، ج ۲ ص ۳۲۵، ج ۲ ص ۳، ج ۲ ص ۳۱، ج ۲ ص ۱۳۱، ج ۲ ص ۲۲۳، ج ۲ ص ۲۶۱، ج ۲ ص ۲۶۳، ج ۲ ص ۲۶۸، ج ۲ ص ۲۰۲، ج ۴ ص ۱۹

(۴) چند ایک مقامات یہ ہیں: الدایۃ: ج ۱ ص ۳۷، ۱۲۴، ۱۶۳، ۱۶۴، ۲۲۰، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۵۵، ۲۸۴، ج ۲

ص ۱۴، ۳۵، ۴۴، ۷۷، ۱۰۷، ۱۱۲، ۱۳۶، ۱۵۹، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۸۶، ۲۰۰، ۲۳۸، ۲۴۹، ۲۷۳، ۲۷۸، ۲۸۳

لمحمد بن شعاع الطلیعی عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادِ اللَّؤْلُؤِيِّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ
روایات کثیرہ

ترجمہ:- امام محمد بن شعاع طلمی نے امام حسن بن زیاد لؤلؤی سے، اور انہوں نے
امام ابو حنیفہ سے بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔^(۱)

امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مرویات کی تعداد چار ہزار بتلائی ہے،
چنانچہ امام حافظ ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری رحمہ اللہ اپنی سند کے ساتھ امام حسن بن زیاد
رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَرَوِي أَرْبَعَةَ آلَافٍ حَدِيثَ الْفَيْنِ لِحَمَادٍ وَالْفَيْنِ لِسَائِرِ
الْمَشِيخَةِ.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی مرویات کی تعداد چار ہزار ہے، جن میں سے دو ہزار
روایات امام حماد رحمہ اللہ سے اور دو ہزار دیگر مشائخ سے مروی ہیں۔

قرین قیاس یہی ہے کہ انہوں نے اپنے اس نسخے میں امام صاحب کی ان تمام مرویات کو جمع
کیا ہوگا، اس لئے یہ نسخہ دیگر نسخوں سے بڑا ہے، نیز امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ امام صاحب کی روایت
کردہ احادیث کے حافظ تھے:

كَانَ حَافِظًا لِرَوَايَاتِ أَبِي حَنِيفَةَ.^(۳)

ترجمہ:- آپ امام ابو حنیفہ کی روایت کردہ احادیث کے حافظ تھے۔

امام خوارزمی رحمہ اللہ نے بھی جامع السانید میں اس نسخے کی بعض احادیث کو نقل کیا ہے،
اور امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ تک اپنی سند بھی ذکر کر دی ہے۔^(۴)
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اس نسخے کا ذکر کیا ہے:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: الحسن بن زیاد اللؤلؤی، ج ۷ ص ۳۲۸

(۲) مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۹۶

(۳) الأنساب للسمعاني: باب اللام والواو. اللؤلؤی، ج ۱ ص ۲۳۰

(۴) جامع المسانيد: الباب الثانی اما المسند السابع، ج ۱ ص ۸۱

روی عن محمد بن شجاع البلخی عن الحسن بن زیاد اللؤلؤی عن أبي حنیفة کتاب الآثار^(۱)۔

ترجمہ:- انہوں نے امام محمد بن شجاع بلخی سے، انہوں نے امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے ”کتاب الآثار“ کو روایت کیا ہے۔

فائدہ:- ”لسان المیزان“ کے مطبوعہ نسخوں میں یہ عبارت اس طرح موجود ہے:

محمد بن ابراہیم بن حسن البغوی روی عن محمد بن لمیح البلیخی عن الحسن بن زیاد اللؤلؤی عن محمد بن الحسن عن أبي حنیفة کتاب الآثار۔

اس عبارت میں تین طرح کی اغلاط ہیں: ۱۔ محمد بن ابراہیم بن جیش البغوی کے بجائے محمد

بن ابراہیم بن حسن البغوی غلط چھپ گیا۔ ۲۔ محمد بن شجاع کے بجائے محمد بن لمیح غلط چھپ گیا۔

۳۔ حسن بن زیاد اور ابی حنیفہ کے درمیان ”عن محمد بن الحسن“ کا اضافہ ہو گیا ہے جو یقیناً غلط ہے، یہاں یہ اضافہ نہیں ہے، بہر حال ناشر نے یہاں تصحیح کا اہتمام نہیں کیا ہے۔^(۲)

نوٹ:- یاد رہے کہ امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے دو نسخے مروی ہیں، ایک ”کتاب الآثار“ کا، دوسرا مسند ابی حنیفہ کا، اس دوسرے نسخے میں آپ نے صرف مرفوع روایات کو جمع کیا تھا، جس طرح کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ سے دونوں نسخے مروی ہیں، ”مسند امام اعظم رحمہ اللہ“ کے تحت ان شاء اللہ! باحوالہ بات آئے گی۔

”کتاب الآثار“ کے نسخے کا ذکر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کیا ہے، جیسا کہ ”لسان المیزان“ کے حوالے سے بات گزر چکی ہے، اور ”مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے موسوم نسخے کا ذکر دکتور فواد سیزگین نے کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ اس کا مخطوطہ بغداد کے ”مکتبۃ الاوقاف“ میں موجود ہے۔^(۳)

نیز حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے بھی امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کے ”مسند ابی حنیفہ“ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۴)

(۱) لسان المیزان: ترجمہ: محمد بن ابراہیم بن حسن، ج ۵ ص ۳۱

(۲) ماخوذ مع تغیر و تیسیر ”امام ابن ماجہ اور علم حدیث“ ص ۱۷۴، ۱۷۵

(۳) تاریخ التراث العربی: ج ۳ ص ۴۲

(۴) کشف الظنون، مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دونوں ایک ہی نسخے ہوں، واللہ اعلم بالصواب!

امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کی کتاب الآثار کا نسخہ کئی آجہ محدثین کی مرویات میں شامل ہے، شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی مرویات میں بھی یہ نسخہ موجود تھا، اس نسخے کی اسانید و اجازات کو محدث علی بن عبدالمحسن حنبلی رحمہ اللہ نے اپنے ”ثبت“ میں اور حافظ ابن طولون رحمہ اللہ نے ”الفہرست الأوسط“ میں، اور حافظ محمد بن یوسف دمشقی رحمہ اللہ نے ”عقود الجہان“ میں، اور محدث ایوب خلوتی رحمہ اللہ نے اپنے ”ثبت“ میں، اور خاتمہ الحفاظ ملا علی عابد سندھی رحمہ اللہ نے ”حصر الشارد فی أسانید الشیخ محمد عابد“ میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے ان سب کو ”الإمتاع“ میں جمع کر دیا ہے۔^(۱)

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے آپ سے مروی ساٹھ روایات کا تفصیلاً ذکر کیا ہے۔^(۲)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کے پیش نظر بھی یہ نسخہ تھا، آپ نے اپنی مشہور کتاب ”إعلام الموقعین“ میں کئی مقام پر آپ کی روایت کردہ احادیث کو بطور استدلال کے ذکر کیا ہے، مثلاً: ”الکذب فی غیر الشہادة“ اس عنوان کے تحت ان سے یہ روایت نقل کی:

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ زَيْدٍ اللَّوْلُوِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو حَبِيبَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، فَتَقَدَّمَ الْيَوْمَ جُلَّانٌ... الخ۔^(۳)

”کتاب الآثار“ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس کتاب کے رجال پر دو کتابیں لکھی ہیں ”الإیضار بمعرفة رواة الآثار“، ”تعجیل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة“۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ”الإیضار بمعرفة رواة الآثار“ کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ بعض ساتھیوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں ”کتاب الآثار“ بروایت امام محمد کے رجال پر لکھوں، میں نے ان کی یہ درخواست قبول کی اور حروف تہجی کے اعتبار سے رجال کے احوال لکھے، جن اکابر کا

(۱) دیکھئے تفصیلاً: الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شعاع، ص ۲۵۲-۲۵۳

(۲) دیکھئے: الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شعاع، ص ۲۸۴-۲۸۶

(۳) إعلام الموقعين: فصل شهادة الزور، الكذب كبيرة، ج ۱ ص ۱۷۳

تذکرہ ”مہذیب الکمال فی أسماء الرجال“ میں ہے ان کا صرف نام ذکر کیا، کیونکہ ”تہذیب“ میں ہر راوی کے حالات تفصیلاً موجود تھے، اور جن کے حالات نہیں تھے اختصار کے ساتھ ان کے حالات اور ان کی تعدیل و توثیق سے متعلق اقوال نقل کر دیئے، اور میں نے اس کا نام ”الإیثار بمعرفة رواة الآثار“ رکھا۔^(۱)

”الإیثار“ کا یہ نسخہ اب محقق سید کسروی حسن کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ”دار الكتب العلمية“ سے ۱۴۱۳ھ میں چھپ چکا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی دوسری کتاب ”تعییل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة“ ہے، اس کتاب میں انہوں نے ائمہ اربعہ: امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کی کتابوں میں جو رجال ہیں، صرف ان کے حالات پر لکھا ہے، حافظ نے اس کتاب میں زیادہ تر استفادہ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حمزہ الحسین الدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۷ھ) کی کتاب ”التذکرۃ بمعرفة رجال الكتب العشرة“ سے کیا ہے، اس کتاب میں صحاح ستہ اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے رجال کے متعلق حالات تھے، حافظ نے صرف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے رجال کے حالات کو الگ سے جمع کیا، چونکہ صحاح ستہ کے رجال سے متعلق حافظ کی دو کتابیں موجود ہیں ”مہذیب العہذیب، تقریب العہذیب“ حافظ نے ان راویوں کو حذف کر دیا جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں آچکا تھا، اس لئے دوبارہ ان کے حالات اس کتاب میں نہیں لکھے، اس کتاب میں ائمہ اربعہ کے ان رجال کا تذکرہ ہے جن کا ذکر کتب ستہ کے رجال میں نہیں تھا۔

حافظ نے اس میں علامہ شمس الدین ابو الحسن محمد بن علی بن حسن الحسینی الدمشقی (متوفی ۷۶۵ھ) کی تصنیف ”الإکمال فی ذکر من له رواية فی مسند الإمام أحمد من الرجال سوی من ذکر فی مہذیب الکمال“ سے کچھ دیگر فوائد و اضافی معلومات بھی اس میں ذکر کی ہیں، نیز ان سے جو سہو ہوئے ہیں ان کی اصلاح کر دی ہے۔

”التذکرۃ“ کی معلومات نقل کرنے کے بعد اپنا جو بھی اضافہ کیا ہے، اس کو لفظ ”قلت“ نے ذکر کیا ہے، پوری کتاب حروفِ مجتم پر بڑی دقیق ترتیب سے مرتب کی گئی ہے، سب سے پہلے

راویوں کو ان کے ناموں کے اعتبار سے مرتب کیا ہے، پھر کنیت سے مشہور افراد کا تذکرہ ہے، اس کے بعد ابن فلاں سے مشہور راویوں کا ذکر ہے، اور پھر خواتین کے تراجم ہیں۔

حافظ رحمہ اللہ کی یہ کتاب گراں قدر عمدہ معلومات پر مشتمل ہے، حقیقت یہ ہے کہ حافظ کی دو مختصرات یعنی ”تقریب العہدیب“، ”تعییل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة“ ایسی کتابیں ہیں جن میں قرونِ فاضلہ کے اکثر و بیشتر راویوں کے حالات کا اجمالی تعارف ہو جاتا ہے، اور اس فن کی بڑی مطول کتابوں سے فی الجملہ بے نیاز کر دیتی ہے، حافظ کی یہ کتاب اب دو جلدوں میں شیخ اکرام اللہ امداد الحق کی عمدہ تحقیقات سے ”دار البشائر“ سے ۱۹۹۶ء میں چھپی ہے۔

علامہ ابو جعفر الکتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) صحاح ستہ اور ائمہ اربعہ کی کتابوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ دس وہ کتابیں ہیں جن پر دینِ اسلام کا مدار ہے:

فهذه هي كتب الأئمة الأربعة وبإضافتها إلى الستة الأولى تكمل الكتب العشرة التي هي أصول الإسلام وعليها مدار الدين. ^(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ”تعییل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة“ کا ذکر ملاکاتب چلبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی کیا ہے:

تعییل المنفعة بروایة رجال الأئمة الأربعة یعنی: المذاهب للشیخ شہاب الدین ابی الفضل: أحمد بن علی بن حجر العسقلانی. المتوفی: سنة ۸۵۲ھ الثنتين وخمسين وثمانمائة. ^(۲)

”کتاب الآثار“ کے رجال پر علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی کتاب لکھی ہے، تلاشِ سیار کے باوجود بندے کو اس کتاب کا کوئی نسخہ نہیں ملا، لیکن اس کتاب کا ذکر علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے کیا ہے:

وللزين قاسم الحنفی رجال كل من الطحاوی والموطأ لمحمد بن الحسن والآثار ومسند أبي حنيفة لابن المقرئ. ^(۳)

(۱) الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، أرباب المذاهب المتبوعة، ص ۱۹

(۲) كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب العام تعییل المنفعة، ج ۱ ص ۳۱۸

(۳) الإعلان بالتوبيخ: كتب رجال الحديث، ص ۱۱۶

علامہ ابو جعفر الکتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) نے بھی اس نسخے کا ذکر کیا ہے:
وللشیخ قاسم بن قطلوبغا الحنفی وهو المسمی: بالایضار فی رجال معانی
الآثار.^(۱)

”کتاب الآثار“ کی شروحات

۱- ملا کاتب چلبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے نقل کیا ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے
”کتاب الآثار“ بروایت امام محمد کی شرح لکھی ہے:

کتاب الآثار للإمام: محمد بن الحسن وهو مختصر علی ترتیب الفقہ
ذکر فیہ: ما روی عن أبی حنیفة من الآثار وعلیہ شرح للحافظ
الطحاوی الحنفی.^(۲)

۲- شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۳ھ) نے ”کتاب الآثار“ کے متعلق خود امام محمد
رحمہ اللہ کی شرح کا حوالہ دیا ہے:

فقد ذکر محمد فی شرح الآثار أنه بالخیار إن شاء فعل وإن شاء لم
یفعل.^(۳)

۳- علامہ ابوالفضل محمد خلیل بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) نے علامہ ابوالفضل نور الدین
علی بن مردان العمری الموصلی الشافعی رحمہ اللہ کے حالات میں ”کتاب الآثار للإمام محمد“ پر
ان کی شرح کا ذکر کیا ہے:

وله تألیفات لطیفہ منها شرح کتاب الآثار للإمام محمد وشرح الفقہ
الأکبر للإمام الأعظم وله علی کل فن تعلیقات.^(۴)

۴- مولانا قیام الدین عبدالباری فرنلی حلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۳ھ) کی ایک نادر تالیف
”التعلیق المختار علی کتاب الآثار“ ہے، یہ کتاب ”رحیم اکیڈمی“ سے شائع ہوئی ہے، اس

(۱) الرسالة المستطرفة: کتب فی بیان حال الرواة غیر الکتب المتقدمة، ص ۲۰۹

(۲) کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون: باب الکلف، کتاب الآثار، ج ۲ ص ۱۳۸۳

(۳) المبسوط: کتاب الصلاة باب الوضوء والغسل، ج ۱ ص ۸۰

(۴) سلك الدور فی أعیان القرن الثانی عشر: حرف العین ترجمة: علی العمری، ج ۳ ص ۲۳۱

کتاب میں حنفی مذہب کی تاریخ، کتب حدیث کی اہمیت، اور ان کے مراتب و درجات، ”کتاب الآثار“ کا مرتبہ و مقام، لفظ ”اثر“ کی تحقیق، تعدادِ احادیث، ”کتاب الآثار“ میں امام محمد کا اندازِ بیان و استدلال، بحثِ جرح و تعدیل، بحثِ اِرسال حدیث وغیرہ کا ذکر ہے۔

۵۔ محقق العصر علامہ ابو الوفا افغانی صدر ”احیاء المعارف النعمانیۃ حیدر آباد الدکن بالہند“ نے ”کتاب الآثار“ کی شاندار شرح لکھی ہے، تمام روایات کی تحقیق و تخریج بھی ہے، فقہاء کے اختلافات کو بھی نہایت بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے، ”جامع المسانید“ اور ”کتاب الآثار“ کے دیگر نسخوں کا بھی ذکر کرتے ہیں، دیگر کتب حدیث سے احناف کے دلائل کو باحوالہ ذکر کرتے ہیں، کتاب کے شروع میں ۱۳۹ صفحات پر مشتمل ایک مبسوط مقدمہ ہے، جس میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر خیر، امام صاحب کے شیوخ، آپ کے اخلاق، سخاوت، تقویٰ، آپ کی فقہی بصیرت، امام محمد رحمہ اللہ کے حالات، ”کتاب الآثار“ اور اس کے متعدد نسخے اور ان کی نشاندہی، امام صاحب کی مسانید کا ذکر ہے، اور اس کے علاوہ یہ نہایت گراں قدر علمی مباحث پر مشتمل ایک عمدہ شرح ہے، جواب ”دار الکتب العلمیۃ“ سے دو جلدوں میں چھپی ہے۔

۶۔ حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہ جہان پوری رحمہ اللہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ ایک مبسوط و محققانہ شرح لکھی ہے، جس کا نام ”قلائد الأذہار علی کتاب الآثار“ ہے، جو تین ضخیم جلدوں میں ہے، اس شرح کے متعلق علامہ ابو الوفا افغانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شرحاً حسناً لہ یر مثلاً۔

بندے کی ناقص رائے کے مطابق موجودہ ”کتاب الآثار“ کی شروحات میں اس سے مفصل و مدلل شرح نظر سے نہیں گزری، ”جامعہ دارالعلوم کراچی“ کی لائبریری میں یہ شرح موجود ہے، کاش! کوئی عالم جو فن حدیث، رجال حدیث اور فقہ پر دسترس رکھتا ہو، اس شرح پر کام کر کے اس کو تحقیق و تخریج کے ساتھ عمدہ طباعت سے شائع کرے، کتاب نایاب بھی ہے اور نہایت گراں قدر علمی کتاب ہے۔

۷۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کی ”المختار شرح کتاب الآثار“ ہے، یہ ”کتاب الآثار“ کا اردو ترجمہ ہے اور ساتھ مختصر شرح بھی ہے۔

۸۔ حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن صاحب مدظلہم کی ”الأذہار علی کتاب الآثار“ دو ضخیم

بندوں میں اردو زبان میں مفصل و مدلل شرح ہے، شروع میں تقریباً ۲۵۰ صفحات پر مشتمل علم حدیث سے متعلق نہایت مبسوط مقدمہ ہے، شرح میں حُل لغات بھی ہے، تمام اختلافی مسائل کی نسبت مفصل شرح ہے، ہر مسئلے کو عنوان کے تحت دلائل کے ساتھ لکھا ہے، اردو زبان میں ”کتاب الآثار“ کی اس قدر مفصل شرح بندے کی نظر سے نہیں گزری۔

۹۔ حضرت مولانا محمد حسین صدیقی صاحب مدظلہم کی اردو زبان میں ”روضة الأذہار شرح کتاب الآثار“ کے نام سے مختصر شرح ہے، اس میں مذکورہ اختلافی مسائل کو دلائل کے ساتھ لکھا ہے، جس صحابی یا تابعی سے روایت مروی ہے باحوالہ اختصار کے ساتھ ان کے حالات بھی لکھتے ہیں، حُل لغات، مصادر اور مراجع کا بیان بھی ہے، ۲۳۶ صفحات پر مشتمل یہ شرح ”مکتبہ جامعہ بنوریہ“ سے چھپی ہے۔

”کتاب الآثار“ کے متعلق عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی رائے

امیر المومنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ”کتاب الآثار“ کو ثقہ اور معزز لوگوں سے روایت کیا ہے، جو وسیع العلم اور عمدہ شائخ تھے:

روی الآثار عن نبل ثقات غزار العلم مشیخة^(۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمہ اللہ کی احادیث میں سے ”کتاب الآثار“ موجود ہے، جسے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے:

والموجود من حدیث أبی حنیفة مفرداً إنما هو کتاب الآثار التي رواها محمد بن الحسن عنه^(۲)

”کتاب الآثار“ کے متعلق عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے اشعار

امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ جن کے ترجمے کا آغاز امام ذہبی رحمہ اللہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

(۱) مناقب أبی حنیفة: ج ۲ ص ۱۹۱

(۲) تعجیل المنفعة بزوائد رجال الاثمة الاربعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹

عبد اللہ بن المبارک بن واضح الحافظ، العلامة، شیخ الإسلام، فخر
المجاهدين، قدوة الزاهدين، التاجر السفار صاحب التصانيف
النافعة، والرحلات الشاسعة^(۱)۔

یہی عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:
سعيد المروزي قال: سمعت ابن المبارك يقول:

لقد زان البلاد ومن عليها

إمام المسلمين أبو حنيفة

بآثار وفقه في حديث

كأثار الزبور على الصحيفة

فما في المشرقين له نظير

ولا بالمغربين ولا بالكوفة^(۲)

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کتاب الآثار کے متعلق فرماتے ہیں:

روى آثارة فأجاب فيها

كطيران الصقور من المنيفة

ولم يك بالعراق له نظير

ولا بالمشرقين ولا بكوفة^(۳)

ترجمہ:- انہوں نے آثار کو روایت کیا تو ایسی بلند پرواز دکھائی کہ جیسے شکاری
پرندے بلند مقام پر پرواز کر رہے ہوں، سو نہ عراق میں ان کی کوئی نظیر تھی نہ
مشرق و مغرب میں اور نہ کوفہ میں۔

اسنادِ حدیث اس اُمت کی خصوصیات میں سے ہے

طلبِ اسناد اس اُمت کی خصوصیت ہے، جنہوں نے حدیثِ رسول کی حفاظت اور دین

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: عبد اللہ بن المبارک، ج ۱ ص ۲۰۲

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذکر ماروی من الشعر فی مدح أبي حنيفة، ص ۹۱

(۳) مناقب أبي حنيفة: ج ۲ ص ۱۹۰

کو محفوظ کرنے کے لئے اس کا اہتمام کیا، دُنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جنہوں نے اپنے نبی و رسول کی ہدایتوں کو، یا دین کی حفاظت کے لئے اس قدر اہتمام کیا ہو جتنا کہ اس اُمت نے کیا ہے۔

۱- امام ابو بکر محمد بن احمد رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) فرماتے ہیں:

بلغنی أن الله خص هذه الأمة بعلائة أشياء لم يعطها من قبلها:
الإسناد والألساب والإعراب.^(۱)

ترجمہ:- مجھے یہ بات پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اس اُمت کو عنایت فرمائیں جو کہ ان سے پہلے کسی اُمت کے پاس نہیں، اسناد، اُنساب، اعراب۔

۲- امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) فرماتے ہیں:

وليس لأمة من الأمم إسناد كما إسنادهم، يعنى هذه الأمة.^(۲)
ترجمہ:- اُمتوں میں سے کسی اُمت کے پاس بھی اسناد نہیں، جس طرح کہ اس اُمت کے پاس ہے۔

۳- امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں:

لم يكن في أمة من الأمم منذ خلق الله آدم أمماء يحفظون آثار الرسل
إلا في هذه الأمة.^(۳)

ترجمہ:- حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کوئی اُمت ایسی نہیں ہے جو اپنے نبی کے آثار کی حفاظت اس طرح کرتی ہو جس طرح کہ یہ اُمت کرتی ہے۔

۴- شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَعِلْمُ الْإِسْنَادِ وَالرِّوَايَةِ بِمَا خَصَّ اللَّهُ بِهِ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَجَعَلَهُ سُلْماً إِلَى الْبِدَايَةِ. فَأَهْلُ الْكِتَابِ لَا إِسْنَادَ لَهُمْ.... وَإِنَّمَا
الْإِسْنَادُ لِمَنْ أَعْظَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ.^(۴)

(۱) المواهب اللدنية بالمعجم المحمدي: خصائص أمة النبي صلى الله عليه وسلم، ج ۲ ص ۱۶

(۲) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: أقوال الأئمة في هذا العلم، ج ۱ ص ۱۶۶

(۳) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن عبد الكريم أبو زرعة الرازي، ج ۳۸ ص ۳۰

(۴) مجموع الفتاوى: مقدمة: ج ۱ ص ۹

ترجمہ:- علم الاسناد اور روایت ایسی خصوصیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ کو خاص عنایت کی ہے، اس کو درایت کے لئے سیرجی بنایا، پس اہل کتاب کے پاس کوئی اسناد نہیں ہے، علم اسناد (اس اُمت پر) اللہ کے احسانات میں سے ایک بہت بڑا احسان ہے۔

۵- شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) فرماتے ہیں:

أصل الإسناد خصیصة فاضلة من خصائص هذه الأمة. ^(۱)

ترجمہ:- اس اُمت کی عمدہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت اسناد کا حامل ہونا ہے۔

محدثینِ عظام کی نظر میں سندِ حدیث کی اہمیت

امام ابن سیرین رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

هذه الأحادیث دين فانظروا عن تأخذونها، ^(۲)

ترجمہ:- احادیثِ مبارکہ دین ہے، لہذا یہ دیکھو کہ تم یہ دین کس سے لے رہے ہو؟

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) اسناد کو رمن کے ہاتھ میں بمنزلہ قتال کرنے

والے کے ہاتھ میں تلوار سمجھتے ہیں، آپ نے فرمایا:

الإسناد سلاح المؤمن فإذا لم يَكُنْ مَعَهُ سِلَاحٌ فَبِأَيِّ شَيْءٍ يُقَاتِلُ؟ ^(۳)

ترجمہ:- اسناد مؤمن کا ہتھیار ہے، جب اس کے پاس ہتھیار ہی نہ ہو تو وہ کس طرح لڑے گا؟

امیر المومنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) سند کو دین کا حقہ قرار

دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) شرح نخبہ الفكر للقاری: الغلو المطلق، ص ۶۱۷

(۲) المجرح والتعديل: الأخبار أنہا من الدين، ج ۲ ص ۱۵

(۳) شرف أصحاب الحديث: الأسانید ہی الطريق إلى معرفة أحكام الشريعة، ص ۴۱

الإِسْنَادُ عِنْدِي مِنَ الدِّينِ وَلَوْلَا الإِسْنَادُ لَقَالَ: مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ. ^(۱)
ترجمہ:- اسناد میرے نزدیک دین کا جزء ہے، اگر اسناد کا وجود نہ ہوتا تو
ہر شخص جو چاہتا سو کہتا۔

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:
لا تنظروا إلى الحديث ولكن انظروا إلى الإسناد فإن صح الإسناد ولا
فلا تغتروا بالحديث إذا لم يصح الإسناد. ^(۲)

ترجمہ:- حدیث کی طرف دیکھنے سے پہلے سند کی طرف دیکھو، اگر سند صحیح
ہے تب تو ٹھیک ہے، ورنہ اگر سند صحیح نہ ہو تو حدیث سے دھوکا نہ کھانا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاد امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں:

معرفة الرجال نصف العلم لان الحديث سند ومتن والسند عبارة
عن الرواة فمعرفة نصف العلم. ^(۳)

ترجمہ:- راویان حدیث کی معرفت نصف علم ہے، اس لئے کہ حدیث سند
اور متن کے مجموعے کا نام ہے، اور سند کا مطلب راویان حدیث ہوتا ہے،
لہذا ان کی معرفت نصف علم ہے۔

محدثین کرام کے ہاں اسنادِ عالی کا مقام

علو سند ایک محدث کے لئے قابلِ فخر اعزاز ہے، کیونکہ سند جتنی عالی ہوگی اتنا ہی اس
کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطے کم ہوں گے، جس قدر واسطے کم ہوں گے تو اس سند
میں خطا اور نسیان کے احتمالات کم ہوں گے، جس قدر وسائط زیادہ ہوں گے تو اس میں خطا کے
احتمالات نسیان یا عدا زیادہ ہوں گے، اس بنا پر محدثین کرام اس کے حصول کے لئے انتہائی مشقت
برداشت کر کے دُور دراز مقامات کا سفر کرتے تھے، اور طلبِ علو کا بڑا اہتمام کرتے تھے، بلکہ یہ نسبت
صحابہ کرام سے چلی آرہی ہے، چنانچہ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ

(۱) شرف أصحاب الحديث: الأسانيد هي الطريق إلى معرفة أحكام الشريعة، ص ۴۱

(۲) تهذيب الكمال: أقوال الأئمة في هذه العلم، ج ۱ ص ۱۶۵

(۳) المحدث الفاضل بين الراوى والواعى، ص ۲۲۰

رضی اللہ عنہ کا واقعہ محض ایک حدیث کی معلومات کے لئے کافی مشہور ہے:

حضرت ابو ایوب انصاری کا واقعہ متعدد طرق کے ساتھ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ھ) نے ”الرحلة فی طلب العلم“ میں نقل کیا ہے۔^(۱)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا کتاب میں نقل کیا ہے، نیز امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) نے بھی اس واقعے کو نقل کیا ہے۔^(۲)

اندازہ کیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں گزاری، اور آپ کے سینکڑوں ارشادات کو اپنے سینوں میں محفوظ کیا، لیکن اس کے باوجود صرف ایک حدیث کے لئے انہوں نے کس قدر طویل اسفار کئے، جب کہ اس وقت سفر کے لئے کوئی آرام دہ سہولیات بھی موجود نہیں تھیں، اس سے جہاں صحابہ کرام کی آپ کے ارشادات سے محبت و لگن کا اندازہ ہوتا ہے وہیں علو سند کے لئے سفر کا مندوب ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

طلب علو الإسناد من الدین۔^(۳)

ترجمہ: علو سند کا طلب کرنا دین کا حصہ ہے۔

محدث کبیر امام حاکم نیساوری رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) فرماتے ہیں:

طلب الإسناد العالی سنة صحيحة۔^(۴)

ترجمہ: اسناد عالی کی طلب سنت صحیحہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ آپ سے احادیث سننے کے باوجود مدینہ متورہ کا سفر کرتے اور وہاں جا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیثیں دوبارہ سنتے تھے، یہ صرف علو سند کے لئے وہ کوفہ سے مدینہ کا طویل سفر کرتے تھے، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) دیکھئے: الرحلة فی طلب الحديث: ۱۱۸، ۱۲۲

(۲) دیکھئے: الأدب المفرد: باب المعانعة: ص ۳۳۷، رقم الحديث: ۹۷۰

(۳) الرحلة فی طلب الحديث: ص ۸۹

(۴) معرفة علوم الحديث: النوع الأول، ص ۵

طَلَبُ الْإِسْنَادِ الْعَالِي سُنَّةٌ عَمَّنْ سَلَفَهُ لِأَنَّ أَصْحَابَ عَهْدِ اللَّهِ كَانُوا يَزُحِلُّونَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْ عُمَرَوَيْسَ وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ^(۱)

ترجمہ:- اسنادِ عالی کی طلب سلف کی سنت ہے، اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ (آپ سے احادیث سننے کے باوجود) کوفہ سے مدینہ منورہ کا سفر کرتے تھے اور حضرت عمر سے علم حاصل کرتے اور حدیثیں (دوبارہ) سنتے تھے۔

امام الجرح والتعديل حافظ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) سے مرض الوفا میں کسی نے پوچھا: آپ کی کیا خواہش ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ گھر خالی ہو اور سندِ عالی ہو:

أَنْ يَخْبِي بَنُ مَعِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ لَهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: مَا تَشْتَهِي أِقَالَ: بَيْتٌ خَالِي، وَإِسْنَادٌ عَالِي^(۲)

سندِ عالی اور سندِ نازل

”سندِ عالی“ اس سند کو کہتے ہیں جس میں راویوں کی تعداد دوسری سند کے مقابلے میں (جس سے وہی روایت مروی ہو) کم ہو۔

”سندِ نازل“ اس سند کو کہتے ہیں جس میں راویوں کی تعداد دوسری سند کے مقابلے میں (جس سے وہی روایت مروی ہو) زیادہ ہو۔

علامہ بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۰ھ) شعر کی صورت میں عالی اور نازل کے درمیان فرق واضح کرتے ہیں:

وَكُلُّ مَا قَلَّتْ رِجَالُهُ عَالِيٌ
وَضِدُّهُ ذَاكَ الَّذِي قَدْ كَثُرَ^(۳)

ترجمہ:- ہر وہ روایت جس میں راویوں کی تعداد کم ہو، وہ سندِ عالی ہے، اور اس کی ضد (یعنی جس میں راویوں کی تعداد زیادہ ہو) وہ سندِ نازل ہے۔

ایک مثال سے سندِ عالی اور نازل کے درمیان فرق سمجھیں:

(۱) الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: من مدح العلو وطمع النزول، ج ۱ ص ۱۲۳

(۲) مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع والعشرون، ص ۲۵۶

(۳) المنظومة البيهقوية: ص ۹، شعر نمبر: ۱۳

أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَبْتِهِ. ^(۱)

یہی روایت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”مسند احمد“ میں اس سند کے ساتھ روایت کی ہے:

حدثنا سفیان قال: حدثني عبد الله بن ديدار سمعت ابن عمر يقول:

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم بيع الولاء وعن هبته. ^(۲)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سند میں دو راوی ہیں، یعنی عطاء بن یسار رحمہ اللہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ اور امام احمد رحمہ اللہ کی سند میں تین راوی ہیں، سفیان رحمہ اللہ، عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ اب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جو سند ہے اس میں راوی دو ہیں، اس لئے یہ سند عالی ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ کی سند میں راوی تین ہیں، اس لئے یہ سند نازل ہے۔

فقہائے کرام اور ائمہ صحاح ستہ میں امام اعظم کی سند سب سے عالی ہے

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فقہائے کرام اور ائمہ صحاح ستہ پر دو طرح کا امتیاز حاصل ہے، ایک یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں، جب کہ فقہائے کرام اور ارباب صحاح ستہ میں کوئی امام بھی تابعی نہیں ہے، اس خصوصیت میں آپ کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ ^(۳)

آپ کے تابعی ہونے میں وہی شخص شک کرے گا جو بقول علامہ عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کے: جو جابل ہو گا یا حاسد ہو گا:

كان أبو حنيفة، رضي الله عنه، من سادات التابعين. رأى أنس بن

مالك ولا يشك فيه إلا جاهل وحاسد. ^(۴)

امام صاحب کوذو سرا امتیاز یہ حاصل ہے کہ آپ کی سند سب سے عالی ہے، اور آپ کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیک واسطہ تلمذ رکھنے کا شرف حاصل ہے، یعنی آپ کی سب سے عالی

(۱) جامع المسالید: ج ۲ ص ۱۷۴ / عقود الجواهر المنيفة: ج ۲ ص ۴۰

(۲) مسند احمد: مسند عبد اللہ بن عمر، ج ۸ ص ۱۶۵، رقم الحدیث: ۴۵۶۰

(۳) مفتاح السعادة ومصباح السيادة: أبو حنيفة لعبدان بن ثابت، ج ۲ ص ۱۷۵

(۴) مغانی الأخبار: الفصل الثالث فیمن رأى أبو حنيفة من الصعابة، ج ۲ ص ۱۲۲

روایات وحدانیات ہیں، جب کہ ائمہ متبوعین اور ارباب صحاح ستہ میں یہ شرف کسی کو حاصل نہیں۔ ائمہ اربعہ میں امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) اور امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) رحمہما اللہ کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثلاثی (یعنی جس میں تین واسطے ہوں) ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) چونکہ تبع تابعین میں سے ہیں، اس لئے ان کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثنائی (یعنی جس میں دو واسطے ہوں) ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ)، امام ابو داؤد رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ)، امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ)، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) کی احادیث میں سب سے عالی روایات ثلاثی ہیں، جب کہ امام مسلم (متوفی ۲۶۱ھ) اور امام نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) رحمہما اللہ کی احادیث میں سب سے عالی روایات رباعیات (یعنی جس میں چار واسطے ہوں) ہیں۔

ائمہ صحاح ستہ میں سے کسی سے بھی وحدانی یا ثنائی روایات مروی نہیں ہیں، جب کہ امام صاحب سے یہ دونوں مروی ہیں، امام صاحب کی وحدانیات پر کبار اہل علم نے باقاعدہ اجزاء تصانیف کئے ہیں (جن کا ذکر ان شاء اللہ! آگے آئے گا) اور امام اعظم رحمہ اللہ کی ثنائیات تو نہایت کثرت کے ساتھ موجود ہیں، آپ سے مروی ثنائی روایات تحقیق و تخریج کے ساتھ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں: ”الإمام الأعظم أبو حنیفة والثنائیات فی مسانیدہ“۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کی سند کو عالی قرار دیا ہے، مثلاً امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے تذکرے میں ”أبو یوسف عن أبي حنیفة عن علقمة بن مرثد عن سليمان بن بريدة عن أبيه“ کی سند سے حدیث روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

إسناده متصل عال.^(۱)

ترجمہ:- اس حدیث کی سند متصل اور عالی ہے۔

امام شمس الدین یوسف بن خلیل حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۸ھ) نے آپ کی عالی السند روایات کو ”عوالی الإمام أبي حنیفة“ کے نام سے جمع کیا ہے، یہ کتاب دکتور خالد عواد کی تحقیق کے ساتھ ”دار الفکر، دمشق“ سے ۱۴۲۲ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج ۱ ص ۲۱۵

۱- وحدانیات

جس سند میں راوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف صحابی کا واسطہ ہو۔

۲- ثنائیات

جس سند میں راوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صحابی اور تابعی (یعنی دو

زواۃ) کا واسطہ ہو۔

۳- ثلاثیات

جس سند میں راوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صحابی، تابعی اور تبع تابعی

(یعنی تین زواۃ) کا واسطہ ہو۔

محدثین کے پاس سب سے اعلیٰ آسانید ثلاثیات ہیں

یہ بات بڑی اہم ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کی ثنائیات کے علاوہ جتنے بھی محدثین کی کتب دستیاب ہیں ان سب کی اعلیٰ آسانید ثلاثیات ہیں۔ امام سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) کی درج ذیل تحقیق کا مطالعہ کریں۔ وہ لکھتے ہیں:

امام مالک رحمہ اللہ کی سب سے اعلیٰ آسانید دو واسطوں سے ثنائیات ہیں، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ سے کثیر احادیث تین واسطوں سے مروی ہیں، جنہیں اصطلاح حدیث میں ”ثلاثیات“ کہتے ہیں، یہی ثلاثیات امام بخاری رحمہ اللہ سے بائیس^۲، امام ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ سے ایک ایک، جب کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ سے پانچ مروی ہیں۔ امام مسلم اور نسائی رحمہما اللہ کی سب سے اعلیٰ آسانید چار واسطوں سے ہیں، اس سے کم واسطے سے ان کی کوئی حدیث نہیں ہے، انہیں اصطلاح حدیث میں ”رباعیات“ کہا جاتا ہے۔^(۱)

مذکورہ کتب کے علاوہ بعض دیگر کتب حدیث میں بھی بیسیوں ثلاثیات موجود ہیں، ذیل میں

ان کی تحقیق ملاحظہ کریں:

(۱) فتح المغیب بشرح ألفیۃ الحدیث: العالی والنازل، ج ۳ ص ۳۴۱

۱- امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات

امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی مسند میں سینتالیس^۴ ثلاثی احادیث مروی ہیں، وہ سب کی سب اس سند سے مروی ہیں: مالک بن انس عن نافع مولیٰ ابن عمر عن عبد اللہ بن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی تمام ثلاثیات کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ”سلسلة الذهب فی ما رواه الشافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر“ میں درج کیا ہے، اس میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک سو پانچ روایات کو ذکر کیا ہے۔

۲- ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات

امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد الطیالسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی مسند میں بھی ثلاثیات موجود ہیں، ان ثلاثیات کو بعنوان کتاب ”الثلاثیات المنتقاة من مسند أبي داود الطيالسي“ میں جمع کیا گیا ہے، لیکن کتاب کی عدم دستیابی کے باعث ان کا عدد اور مؤلف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

۳- احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی مسند میں دیگر ائمہ حدیث کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں ثلاثیات ہیں، یہاں تک کہ ان کا عدد تین سو سے تجاوز کر چکا ہے۔ کل ثلاثیات مسند احمد کا صحیح شمار دُشوار ہے، کسی محقق نے کہا ہے کہ مسند احمد میں تین سو سونتیس (۳۳۷) ثلاثیات ہیں، کسی نے کہا کہ تین سو تریسٹھ (۳۶۳)، اور کسی کا قول تین سو اکتیس (۳۳۱) کا ہے۔

بعض ائمہ نے ثلاثیات احمد کی علیحدہ تخریج بھی کی ہے، ان میں محب الدین اسماعیل بن عمر بن ابی بکر المقدسی (متوفی ۶۱۳ھ) اور ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن احمد المقدسی (متوفی ۶۳۳ھ) شامل ہیں۔ متاخرین میں خصوصاً امام سفارینی (متوفی ۱۱۸۸ھ) نے ”شرح ثلاثیات مسند الإمام أحمد“ کے نام سے کتاب میں تمام ثلاثیات احمد کو تخریج کیا ہے اور ان کی شرح کی ہے۔

۴- امام عبد بن حمید رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۹ھ) کی مسند میں اکیاون^۵ ثلاثیات ہیں، اس کا ایک

نسخہ مراکش کے شہر رباط کے محکمہ مالیات میں ۴۴۲ نمبر کے تحت موجود ہے۔

۵- امام دارمی رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات

امام عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۵ھ) کی سنن میں پندرہ ثلاثیات ہیں۔ ان ثلاثیات دارمی کو ابو عمران عیسیٰ بن عمر بن العباس السمرقندی اور عفیف محمد بن نورالدین الالبی نے جمع کیا ہے۔

۶- امام طبرانی رحمہ اللہ سے مروی ثلاثی روایات

امام سلیمان بن احمد الطبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۰ھ) کی ”المعجم الصغیر“ میں تین ثلاثیات ہیں۔

مذکورہ بالا تمام کتب حدیث میں ثلاثیات کو باقی احادیث سے اعلیٰ اور افضل گردانا جاتا ہے، محدثین کی ان ثلاثی احادیث کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے امام سخاوی رحمہ اللہ کی ”فتح المغیث“، امام سیوطی رحمہ اللہ کی ”تدویب الراوی“، امام سفارینی کی ”شرح ثلاثیات مسند الإمام أحمد“، محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ کا ”الرسالة المستطرفة“، علامہ نواب صدیق حسن خان القنوجی رحمہ اللہ کی ”الحطۃ فی ذکر الصحاح الستة“، اشرف عبدالرحیم کی ”الفلائیات فی الحدیث النبوی“ اور خصوصاً عفیف محمد نورالدین الالبی کا رسالہ ”الفلائیات“ ملاحظہ فرمائیں۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابوداؤد الطیالسی، امام عبد بن حمید، امام دارمی اور امام طبرانی رحمہم اللہ سمیت کسی بھی اجل محدث اور امام فی الحدیث کے پاس ثلاثیات سے کم واسطے کی کوئی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس لحاظ سے امام مالک رحمہ اللہ کو ان پر فوقیت حاصل ہے کہ ان سے دو واسطوں سے ثنائیات مروی ہیں، گویا نامور محدثین میں صرف عالم دارالہجرت امام مالک رحمہ اللہ واحد شخصیت ہیں جن سے کم از کم دو واسطوں سے احادیث رسول مروی ہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی وحدانی، ثنائی اور ثلاثی روایات

مندرجہ بالا تفصیلی بحث سے یہ معلوم ہو گیا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے علاوہ کل محدثین کے

پاس تین واسطوں سے کم سند سے کوئی بھی حدیث نہیں، تو یہ بات بڑی خوش کن اور قلبی اطمینان کا باعث ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو صرف ایک واسطے سے حدیث رسول حاصل ہے۔ گویا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بعد روئے زمین پر کوئی بھی ایسا محدث نہیں جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب طریق یا سب سے چھوٹی سند، ایک واسطے سے ہو۔ ائمہ حدیث اور فقہاء میں سے یہ شرف صرف امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حاصل ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براہ راست روایت کرنے کے سبب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور امام ابو حنیفہ کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔ اصول حدیث میں ایک واسطے سے روایت ہونے والی حدیث کو اصطلاحاً ”وحدان“ اور ”احادی“ کہا جاتا ہے۔ نیز امام اعظم رحمہ اللہ سے جس قدر کثرت کے ساتھ ثنائیات اور ثلاثیات مروی ہیں، وہ کسی اور امام سے نہیں ہیں، صرف تین کتب حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ثنائیات کی تعداد پانچ سو چھ (۵۰۶) ہے۔ ”جامع المسانید“ میں تین سو چھیاسٹھ (۳۶۶)، ”کتاب الآثار للإمام ابی یوسف“ میں اکیاسی (۸۱)، ”کتاب الآثار للإمام محمد“ میں اُنسٹھ (۵۹) روایات ہیں۔ امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ثنائی روایات کو مولانا عبدالعزیز یحییٰ سعدی نے ”الإمام الأعظم أبو حنیفة والثنائیات فی مسانیدہ“ میں عمدہ تحقیق و تخریج کے ساتھ جمع کیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی صرف تین کتابوں میں ثلاثی روایات کی تعداد گیارہ سو چھبیس (۱۱۲۶) ہے۔ ”جامع المسانید“ میں چھ سو ستتر (۶۷۷)، ”کتاب الآثار لابی یوسف“ میں دو سو اکیاون (۲۵۱)، ”کتاب الآثار للإمام محمد“ میں ایک سو اٹھانوے (۱۹۸) روایات ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے صرف بائیس^{۲۲} ثلاثی روایات مروی ہیں جب کہ امام اعظم رحمہ اللہ سے گیارہ سو چھبیس (۱۱۲۶) روایات مروی ہیں، ائمہ صحاح ستہ میں کسی سے بھی ثنائی روایات مروی نہیں ہیں، جب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پانچ سو چھ (۵۰۶) روایات مروی ہیں، اس کے باوجود بعض متعصب اور متشدد یہ کہتے نہیں تھکتے کہ آپ نے صرف سترہ^{۲۴} احادیث مروی ہیں۔

علو سند

محدثین میں علو سند ہمیشہ ایک قابل فخر چیز سمجھی گئی ہے، کیونکہ روایت میں جس قدر واسطے

کم ہوں گے اسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قُرب زیادہ ہوگا، نیز قلتِ رِوَاۃ کی بنا پر ان کی چھان بین کم کرنا پڑتی ہے، اور خطا و نسیان کا احتمال بھی کم ہو جاتا ہے، اس لئے اہل فن کے نزدیک صحت اور علوِ اسناد کا جس قدر اہتمام ہوتا ہے اور کسی چیز کا نہیں ہوتا، اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ محدثین کے تذکرے میں علوِ اسناد کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا ہے، بلکہ خاص خاص ائمہ کی عالی اُسانید کو تو علماء نے مستقل اجزاء میں علیحدہ مدون کر دیا ہے۔^(۱)

امام اعظم رحمہ اللہ کی وحدانیات

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں چونکہ تابعی ہونے کا فخر صرف امام اعظم رحمہ اللہ کو حاصل ہے، اور یہ وہ فخر ہے کہ بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کے معاصرین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو یہ خاص شرف حاصل ہے کہ ان کو بارگاہِ رسالت سے براہِ راست صرف بیک واسطہ تلمذ حاصل ہے، امام صاحب کی ان روایات کو جو آپ نے صحابہ سے سنی ہیں ان کو احادیات یا وحدانیات کہتے ہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سنِ وصال میں اختلاف ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے وہب بن جریر سے نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا وصال ۹۵ھ میں ہوا ہے:

وقال وہب بن جریر عن أبيه: مات أنس ۹۵ھ۔^(۲)

مشہور ۹۳ھ ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں امام صاحب رحمہ اللہ بارہا بصرہ گئے تھے، اس لئے اس بات کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی، یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رؤیت بالاتفاق ثابت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عمر ۱۳ سال تھی۔
امام کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

(۱) "امام ابن ماجہ اور علم حدیث" ص ۱۱۵

(۲) مہذیب المہذیب: حرف الالف ترجمہ: أنس بن مالك، ج ۱ ص ۳۷۶

قال الكردی: جماعة من المحدثين أنكروا ملاقاته مع الصحابة. وأصحابه أثبتوه بالأسانيد الصحاح الحسان. وهم أعرف بأحواله منهم، والمثبت العدل العالم أولى من النافي.^(۱)

ترجمہ:- محدثین کی ایک جماعت نے امام ابو حنیفہ کی صحابہ کرام سے ملاقات کا انکار کیا ہے، اور ان کے شاگردوں نے اس بات کو صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت کیا ہے، اور قاعدہ ہے کہ ثابت کرنے والی روایت نفی کرنے والی روایت سے اولیٰ و مقدم ہوتی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے حالات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

هو أحد من رآه أبو حنيفة من الصحابة وروى عنه، ولا يلتفت إلى قول المنكر المتعصب: وكان عمر أبي حنيفة حينئذ سبع سنين، وهو سن التمييز. هذا على الصحيح إن مولد أبي حنيفة سنة ثمانين، وعلى قول من قال: سنة سبعين، يكون عمره حينئذ سبعة عشر سنة، ويستبعد جدا أن يكون صحابي مقوما ببلدة، وفي أهلها من لا يكون رآه وأصحابه أخبر بحاله وهم ثقات في أنفسهم.^(۲)

ترجمہ:- عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جن کی امام ابو حنیفہ نے زیارت کی، اور ان سے روایت کی، قطع نظر کرتے ہوئے منکر متعصب کے قول سے، امام ابو حنیفہ کی عمر اس وقت سات سال کی تھی، کیونکہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی، اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ آپ کی پیدائش ۷۰ھ میں ہوئی، اس قول کی بنا پر اس وقت آپ کی عمر سترہ سال کی تھی، بہر حال سات سال کی عمر بھی فہم و شعور کا سن ہے، اور یہ کیسے

(۱) شرح مسند ابی حنیفہ: ذکر اسنادہ عن القاسم بن عبدالرحمن، ص ۵۸۱

(۲) عمدة القاری شرح صحیح البخاری: کتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجین، ج ۳ ص ۵۲

ہو سکتا ہے کہ ایک صحابی کسی شہر میں رہتے ہوں اور شہر کے رہنے والوں میں ایسا شخص ہو جس نے اس صحابی کو نہ دیکھا ہو؟ اس بحث میں امام ابو حنیفہ کے تلامذہ کی بات معتبر ہے کیونکہ وہ ان کے احوال سے زیادہ واقف ہیں اور ثقہ بھی ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایات جن اسناد سے ثابت ہیں، ان میں بعض راویوں پر اگرچہ جرح کی گئی ہے، تاہم ان میں کوئی راوی ایسا نہیں کہ جس کو باطل اور وضاع قرار دیا گیا ہو، چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) اس باب میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی رائے پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وحاصل ما ذكره هو وغيره الحكم على أسانيد ذلك بالضعف وعدم الصحة لا بالبطان، وحينئذ فسهل الأمر في إيرادها لأن الضعيف يجوز روايته ويطلق عليه أنه وارد.^(۱)

ترجمہ:- حافظ ابن حجر اور دوسرے ناقدین نے ان اسانید پر ضعف اور عدم صحت کا حکم لگایا ہے، بطلان کا نہیں، اور اب بات آسان ہے اس کا مطلب سمجھنے میں، کیونکہ حدیث ضعیف کی روایت جائز ہے اور اس پر روایت کا اطلاق کرنا صحیح ہے۔

نیز مناقب و فضائل میں ضعیف روایت پر عمل کرنا اکثر اہل علم کے نزدیک جائز ہے، یہ بھی یاد رہے کہ قوت و ضعف ایک اضافی وصف ہے، جو شخص بعض کے نزدیک ضعیف ہو، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دیگر کے ہاں بھی ضعیف ہو، بظاہر بہت مشکل ہے کہ کسی راوی پر جرحاً و تعدیلاً سب اہل علم کا اتفاق ہو جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ چھ سو پچیس (۶۲۵) راوی ایسے ہیں جو امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک لائق استدلال ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ ان سے روایت نہیں لیتے:

وعدد من احتج بهم مسلم في المسند الصحيح ولم يحتج بهم البخاري في الجامع الصحيح ستمائة وخمسة وعشرون شيخاً.^(۲)

(۱) تبیيض الصحيفة عن مناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر من أدرکه من الصحابة، ص ۲۶

(۲) المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: مقدمات، فصل ۱۶، ص ۱۶

امام صاحب رحمہ اللہ کی ”وحدانیات“ پر مستقل تالیفات

”وحدانیات“ وہ احادیث ہیں جو امام صاحب رحمہ اللہ نے براہِ راست صحابہ کرام سے روایت کی ہیں، ان پر مختلف ادوار میں نامور محدثین نے مستقل تالیفات بھی کی ہیں، اس سلسلے میں جن حضرات کے مستقل جزء مشہور ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

- ۱- ابو حامد حضری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ)
- ۲- عبد الرحمن بن محمد سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۹ھ)
- ۳- حافظ ابوسعید السمان رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۳ھ)
- ۴- ابو معشر عبدالکریم طبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۸ھ)
- ۵- غلامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ)

امام اعظم رحمہ اللہ کی ثنائیات

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وحدانیات کے بعد ثنائیات کا درجہ ہے، یعنی وہ احادیث جو آپ نے تابعین سے سنی ہیں اور تابعین نے صحابہ کرام سے۔ ائمہ اربعہ اور مصنفین صحاح ستہ میں صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ بھی تابعی نہیں ہیں، اس لئے ان کی مرویات میں سب سے عالی سند ثنائی ہے:

مالك عن نافع عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم.

اس ثنائیات کے شرف میں ائمہ اربعہ اور ائمہ صحاح ستہ میں سوائے امام مالک رحمہ اللہ کے کوئی بھی آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

”کتاب الآثار“ کے تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مقبولیت اور شہرت امام محمد رحمہ اللہ کے روایت کردہ نسخے کو حاصل ہوئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ اس وقت امام اعظم رحمہ اللہ کی احادیث میں سے ”کتاب الآثار“ موجود ہے جسے محمد بن حسن نے روایت کیا ہے:

والموجود من حديث أبي حنيفة مفردا إنما هو كتاب الآثار التي رواها
محمد بن الحسن عنه. (۱)

امام محمد رحمہ اللہ کی ”کتاب الآثار“ میں ثنائی روایات حسب ذیل آسانیدے آئی ہیں:

- ۱- ابو حنیفہ عن نافع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم -
 - ۲- ابو حنیفہ عن أبي الزبير عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم -
 - ۳- ابو حنیفہ عن عبد اللہ بن أبي حنيفة قال: سمعت أبا الدرداء قال: قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -
 - ۴- ابو حنیفہ عن عبد الرحمن عن أبي سعيد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم -
 - ۵- ابو حنیفہ عن عطية عن أبي سعيد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم -
 - ۶- ابو حنیفہ عن شداد بن عبد الرحمن عن أبي سعيد عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم -
 - ۷- ابو حنیفہ عن عاصم عن رجل من أصحابه صلی اللہ علیہ وسلم -
 - ۸- ابو حنیفہ عن مسلم الأعور عن أنس بن مالك عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم -
 - ۹- ابو حنیفہ عن محمد بن قيس عن أبي عامر أنه كان يهدي النبی صلی اللہ علیہ
وسلم -
 - ۱۰- ابو حنیفہ عن عطاء عن أبي سعيد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم -
- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ثنائی روایات کو مولانا عبدالعزیز یحییٰ سعدی مدظلہ نے
”الإمام الأعظم أبو حنيفة وثنائيات في مسانيدہ“ میں جمع کیا ہے، ہر ہر روایت پر تحقیق،
تخریج، عمدہ تعلیقات کے ساتھ پہلی مرتبہ اس قدر مربوط انداز میں کام ہوا، اور آپ کی روایات کو ذکر
کر کے دیگر کتب حدیث کی روایات سے موازنہ بھی کیا، اور وہ روایت دیگر کتب حدیث میں جس
سند کے ساتھ آئی ہے، اُسے بھی ذکر کیا ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی ثلاثیات

”ثلاثیات“ کے بعد امام اعظم رحمہ اللہ کی عالی السند احادیث کا ذخیرہ ”ثلاثیات“ ہیں، چنانچہ ایسی روایات کی تعداد ”جامع المسانید“ میں چھ سو ستتر (۶۷۷) ہے، ان میں سے چند مشہور اسانید درج ذیل ہیں:

- ۱- أبو حنیفة عن عطاء بن السائب عن محارب بن دثار عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۲- أبو حنیفة عن عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۳- أبو حنیفة عن هشام بن عروۃ عن أبیہ عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۴- أبو حنیفة عن بشر بن سلیم الکوفی عن مجاہد عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۵- أبو حنیفة عن عون بن عبد اللہ بن عتبہ عن الشعبي عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۶- أبو حنیفة عن معن بن عبد الرحمن عن أبیہ عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۷- أبو حنیفة عن عدی بن ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۸- أبو حنیفة عن علی بن الأکمر عن مسروق عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۹- أبو حنیفة عن بشر بن سلیم الکوفی عن مجاہد عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
- ۱۰- أبو حنیفة عن الشعبي عن مسروق عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام شافعی، امام احمد رحمہما اللہ کی کسی تابعی سے ملاقات نہ ہو سکی، اس لئے ان کی مرویات میں سب سے اُونچا مقام ”ثلاثیات“ کا ہے۔ صحاح ستہ کے مؤلفین میں امام بخاری، امام ابن ماجہ، امام ابوداؤد، امام ترمذی رحمہم اللہ نے بعض اتباع تابعین کو دیکھا اور ان سے حدیثیں روایت کی ہیں، اس لئے اُسنادِ عالی میں یہ امام شافعی اور امام احمد کے ہم پلہ ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی ثلاثی روایات کی تعداد صرف بائیس^۲ ہے اور یہ ان کی مرویات میں سب سے اُونچی مرویات ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ کو جن ذرائع سے یہ روایات ملی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

صحیح بخاری میں موجود بیس ثلاثیات کے راوی حنفی ہیں

۱- امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ سے گیارہ احادیث۔

۲- امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ سے چھ احادیث۔

۳- محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ سے تین احادیث۔

۴- خلاد بن یحییٰ کوفی رحمہ اللہ سے ایک حدیث۔

۵- عصام بن خالد حمصی رحمہ اللہ سے ایک حدیث۔

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں، ان کو تحصیلِ علم کی طرف امام صاحب نے ہی متوجہ کیا تھا، چنانچہ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کا تحصیلِ علم کی طرف متوجہ ہونے کا واقعہ خود ان کی زبانی سنئے، فرماتے ہیں:

میں بخارا میں تجارت کرتا تھا، ایک بار امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں آنا ہوا تو فرمانے لگے: مکی! تم تجارت کرتے ہو، لیکن تجارت میں جب تک علم نہ ہو بڑی خرابی رہتی ہے، علم کیوں نہیں حاصل کرتے ہو؟ اور احادیثِ قلم بند کیوں نہیں کرتے؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مجھے مسلسل اس کی طرف متوجہ کرتے رہے یہاں تک کہ میں تحصیلِ علم میں مشغول ہو گیا، آخر اللہ سبحانہ نے مجھے بہت کچھ عطا کیا، اس لئے میں ہر نماز میں اور جب بھی ان کا ذکر آتا ہے تو ان کے حق میں دُعا کرتا ہوں:

لأن الله تعالى بهد كنه فتح لي باب العلم.^(۱)

(۱) مناقب أبي حنيفة للموفق: الباب السابع والعشرون، ص ۴۱۸

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کو امام صاحب رحمہ اللہ سے خاص عقیدت تھی، ایک بار امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر کیا تو فرمانے لگے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے:

مکی بن ابراہیم ذکر ابا حنیفۃ فقال: کان أعلم أهل زمانہ.^(۱)
امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ جن سے امام بخاری رحمہ اللہ نے چھ ثلاثی روایات نقل کی ہیں، وہ بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، چنانچہ علامہ صیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے ان کو امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔^(۲)

علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے بھی ان کو امام صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے:

الضحاک بن مخلد قال الصیری ومن أصحاب الإمام الضحاک بن مخلد
أبو عاصم والضحاک هذا هو المعروف بالنبیل.^(۳)

صحیح بخاری میں موجود بائیس^{۲۲} ثلاثی روایات میں سے گیارہ روایات مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ سے، اور چھ ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ سے ہیں، یہ دونوں امام صاحب کے شاگرد ہیں۔ تین روایتیں محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ سے منقول ہیں، یہ بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ باقی دو روایتوں میں ایک روایت خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ اور ایک روایت عصام بن خالد رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ ان کے متعلق تفصیلات ان شاء اللہ! آگے آئے گی۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی رُباعیات

امام مسلم اور امام نسائی کی کسی تبع تابعی سے بھی ملاقات نہ ہو سکی، اس وجہ سے ان کو ان سے کوئی حدیث سننے کا موقع نہیں ملا، اس لئے ان دونوں ائمہ کی سب سے عالی سند رُباعی ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مرویات میں رُباعیات بالکل آخری درجے پر ہیں، جو روایات نبوت سے قُرب میں امام مسلم اور امام نسائی کے یہاں درجہ اوّل پر ہیں ان کی امام اعظم رحمہ اللہ کے یہاں آخری

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقیل فی فقہ اُبی حنیفۃ، ج ۱۳، ص ۳۴

(۲) دیکھئے: أخبار اُبی حنیفۃ وأصحابہ: ومن أصحاب اُبی حنیفۃ، علی بن مسهر، ص ۱۵۹

(۳) الجواهر المضية فی طبقات الحنفیة: حرف الضاد ترجمة: الضحاک بن مخلد، ج ۱، ص ۳۶۳

درجے کی حیثیت ہے، چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ نے ”کتاب الآثار“ میں ایسی روایات نقل کی ہیں مثلاً:

۱- أبو حنیفۃ عن حماد عن إبراہیم عن الأسود بن یزید عن عمر بن الخطاب عن

النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲- أبو حنیفۃ عن حماد عن إبراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی

صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی صرف تین کتابوں میں

ثنائی روایات کی تعداد پانچ سو چھ ہے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی بیس ثنائی روایات

امام اعظم کو علم الحدیث میں ائمہ صحاح ستہ سمیت دیگر ائمہ حدیث پر فوقیت حاصل

ہے، کیونکہ ایک، دو اور تین واسطوں سے جتنی روایات آپ سے مروی ہیں اور کسی امام سے نہیں۔ گزشتہ

صفحات میں امام اعظم رحمہ اللہ کی وحدانیات کا تذکرہ ہوا، اب اس بحث میں امام اعظم رحمہ اللہ کی

ثنائیات کا ذکر ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سینکڑوں ثنائی روایات مروی ہیں، ائمہ صحاح ستہ میں سے

کسی ایک سے بھی ایک ثنائی روایت بھی مروی نہیں ہے، اس فضیلت میں امام صاحب رحمہ اللہ کو دیگر

ائمہ پر فوقیت ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کی کثرت ثنائیات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ صرف تین

کتب حدیث میں ثنائیات امام اعظم کی تعداد پانچ سو چھ (۵۰۶) ہے:

۱- جامع المسانید للإمام خوارزمی: ۳۶۶

۲- کتاب الآثار للإمام أبی یوسف: ۸۱

۳- کتاب الآثار للإمام محمد الشیبانی: ۵۹

صرف ان تینوں کتب میں ثنائیات امام اعظم کی تعداد پانچ سو چھ (۵۰۶) ہے، اس سے

اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان سے سینکڑوں ثنائیات مروی ہوں گی۔

بطور نمونہ کے ہم آپ کی بین^۲ ثنائی روایات کا تذکرہ کرتے ہیں۔
احادیث کی ترتیب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ابواب بندی کے نظم کو سامنے رکھا گیا ہے۔

۱- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ تَعَالَى: {وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى} قَالَ: بِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ {وَكَذَبَ بِالْحُسْنَى} قَالَ: بِإِلَهِ إِلَّا اللَّهُ.^(۱)

ترجمہ:- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ”اور اس نے اچھائی کی تصدیق کی“ آپ نے فرمایا: (اس سے مراد) لا الہ الا اللہ کی تصدیق کرنا ہے۔ ”اور اس نے اچھائی کو جھٹلایا“ آپ نے فرمایا: (اس سے مراد) لا الہ الا اللہ کو جھٹلانا ہے۔

۲- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَبُوا مِثْلِي دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ لَا يَحْقِقُهَا. وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى.^(۲)

ترجمہ:- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں، پھر جب انہوں نے اس کا اقرار کر لیا تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اموال کو سوائے ان کے حق کے محفوظ کر لیا، اور ان کا حساب و کتاب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا۔

۳- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

(۱) جامع المسانید: الفصل الأول التعريض على الحسنات والتحذير عن السيئات، ج ۱ ص ۱۰۶، الناشر: مکتبہ خفیہ کوئٹہ

(۲) جامع المسانید: الفصل الثاني في الإيمان والتصديق بالقضاء والقدر، ج ۱ ص ۱۵۵

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَتِدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ. ^(۱)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی انہی الفاظ سے ایک روایت مروی ہے۔
۴- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أَهْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
يَلْجَأُ مِنْ نَارٍ. ^(۲)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے علم کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس نے (جانتے ہوئے بھی اسے) چھپایا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

۵- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْلَى الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:
الصَّلَاةُ فِي مَوَاقِعِهَا. ^(۳)

ترجمہ:- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنا۔

۶- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ:

(۱) جامع المسانید: الفصل الأول التعريض على الحسنات والتعذير عن السيئات، ج ۱ ص ۱۱۲

(۲) جامع المسانید: الفصل الثاني في الإيمان والتصديق بالقضاء والقدر، ج ۱ ص ۱۰۷

(۳) جامع المسانید: الفصل الأول في مواقيت الصلاة، ج ۱ ص ۳۶۵

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَشْهِرُوا بِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْفَوَاقِ (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی نماز (طلوع فجر کے بعد) سفیدی میں پڑھا کرو کیونکہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔

۷- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا فَسَبَّغَتْهُ يَفْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} و {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} (۲)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے چالیس دن یا ایک مہینے تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملاحظہ فرمایا کہ آپ نماز فجر کی سنت کی دو رکعتوں میں (سورہ اخلاص) ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ اور (سورہ کافرون) ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ“ تلاوت فرماتے۔

۸- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَجْعَلُوهَا قُبُورًا (۳)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں میں (نفل) نمازیں پڑھا کرو اور انہیں قبور مت بناؤ!

۹- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ مُعْجِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى فَلَا يَفْتَرِشُ فِرَاعِيهِ كَافِرَاتِشِ الْكَلْبِ (۴)

(۱) جامع المسانید: الفصل الأول فی مواقیت الصلاة، ج ۱ ص ۳۷۳

(۲) جامع المسانید: الفصل الثانی فی القراءة والقبول، ج ۱ ص ۳۸۵

(۳) جامع المسانید: الفصل الأول فی صلاة العیدین والجمعة، ج ۱ ص ۴۳۷

(۴) جامع المسانید: الفصل الخامس فی هیئۃ الصلاة والشک فیہا، ج ۱ ص ۵۱۳

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھے تو وہ (حالتِ سجدہ میں) کتے کی طرح اپنے بازوؤں کو زمین پر مت پھیلائے (بلکہ بازوؤں کو زمین سے بلند رکھے)۔

۱۰- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي الْهَدَيْلِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوجِ لَصَلَاةِ الْغَدَاةِ وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ^(۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو فجر اور عشاء کی نمازوں کے لئے مسجد میں حاضری کی اجازت دی ہے۔

۱۱- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَّنَ الْمُؤَذِّنُ قَالَ مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ^(۲)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مؤذن اذان دیتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی کلمات کہتے جو مؤذن کہتا۔

۱۲- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ مَوْلُودٍ يُوَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يَهُودِيًّا وَيَنْصَرَانِيًّا وَيَمَجْسَانِيًّا قِيلَ: فَمَنْ مَاتَ صَغِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ^(۳)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ (اصل) فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنادیتے ہیں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! جو بچپن میں ہی فوت ہو جاتا ہے (اس کا معاملہ کیا ہوگا؟) آپ نے

(۱) مسند ابی حنیفہ روایۃ ابی نعیم، باب الغین عن غالب بن الہذیل، ص ۲۱۰

(۲) جامع المسانید: الفصل الأول فی مواقیت الصلاة، ج ۱ ص ۳۷۲

(۳) جامع المسانید: الفصل الثانی فی الإیمان والتصدیق بالقضاء والقدر، ج ۱ ص ۲۲۰

فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے جو وہ (دُنیا میں رہ کر) کرنے والے تھے۔

۱۳- رَوَى أَبُو حَبِيفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مَعْرُوفٍ فَعَلْتُهُ إِلَى غَيْبِ أَوْفَعِيٍّ صَدَقَةٌ^(۱)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نیکی جسے تم خواہ امیر کے ساتھ کرو یا غریب کے ساتھ کرو، وہ صدقہ ہے۔

۱۴- رَوَى أَبُو حَبِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ لَمْ يُجَاوِزِ الرُّكْنَ الْبَيْتِيَّ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ^(۲)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ طواف کرتے تو رُکنِ بَیْتِی کو استلام کئے بغیر وہاں سے آگے نہ گزرتے۔

۱۵- رَوَى أَبُو حَبِيفَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّى فِي الْبَيْعِ وَالْخِرَاءِ^(۳)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے خرید و فروخت میں ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

۱۶- رَوَى أَبُو حَبِيفَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ

(۱) جامع المسانید: الفصل الأول التعريض على الحسنات، ج ۱ ص ۱۰۷

(۲) جامع المسانید: الفصل العالی فی التلبیة وسائر أفعال الحج، ج ۱ ص ۶۶۹

(۳) جامع المسانید: البیوع الفصل العالی فی العقود المنہی عنہا، ج ۲ ص ۳۱

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِفُ بِرُوحِ الطَّيِّبِ إِذَا أَقْبَلَ بِاللَّيْلِ^(۱)
ترجمہ:- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے فرمایا:
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تشریف لاتے تو (فضا میں) خوشبو
کے پھیلنے سے آپ کی پہچان ہوتی۔

۱۷- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْكِحُوا الْجَوَارِحِ الشَّبَابَ فَإِنَّهُنَّ أَنْتَجُ
أَرْحَامًا وَأَطْيَبَ أَفْوَاهًا وَأَعَزَّ أَخْلَاقًا^(۲)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: نوجوان لڑکیوں سے شادی کیا کرو کیونکہ وہ کثرتِ اولاد،
شیریں کلام اور اچھے اخلاق کی مالک ہوتی ہیں۔

۱۸- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ وَالْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي
مِعَاوَاٍ^(۳)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: کافر سات آنتوں میں (کھاتا) بھرتا ہے اور مؤمن ایک
آنت میں۔

۱۹- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ: اخْضَبُوا وَخَالِفُوا أَهْلَ الْكِتَابِ^(۴)
ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

(۱) جامع المسانید: الفصل الأول التعريض على الحسنات، ج ۱ ص ۱۰۹

(۲) جامع المسانید: الباب الثالث والعشرون في النكاح، ج ۲ ص ۱۳۱

(۳) جامع المسانید: الفصل الثالث في الزهد في الدنيا والعاس بأخلاص النبي صلى الله عليه وسلم، ج ۱

ص ۲۲۹

(۴) جامع المسانید: الفصل الأول التعريض على الحسنات والتعذير عن السيئات، ج ۱ ص ۱۱۱

علیہ وسلم نے فرمایا: خضاب لگایا کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کیا کرو!
 ۲۰- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاجٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ
 لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَنْسُوَةٌ شَامِيَةٌ بَيْضَاءُ.^(۱)
 ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی سفید شامی ٹوپی تھی۔

امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی صرف تین کتابوں میں ثلاثی
 روایات کی تعداد گیارہ سو چھبیس ہے

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی بیس ثلاثی روایات

جن خوش نصیب اکابر ائمہ حدیث سے ثلاثیات مروی ہیں، ان اکابر محدثین میں امام
 شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ)، امام بخاری رحمہ اللہ
 (متوفی ۲۵۶ھ)، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ)، امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ)، امام
 ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)، امام عبد بن حمید رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۹ھ)، امام دارمی رحمہ اللہ
 (متوفی ۲۵۵ھ) اور امام طبرانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۰ھ) شامل ہیں۔ جس طرح امام اعظم رحمہ اللہ کو
 سب سے زیادہ ثلاثیات روایت کرنے کے اعتبار سے جمیع محدثین پر فوقیت حاصل ہے، بعینہ یہی حال
 ثلاثیات کا ہے، امام صاحب سے جتنی ثلاثیات مروی ہیں اتنی اور کسی بھی معروف محدث سے نہیں۔

صرف تین کتب حدیث میں ثلاثیات امام اعظم کی تعداد ملاحظہ فرمائیں:

۱- جامع المسانید للإمام الخوارزمی: ۶۷۷

۲- کتاب الآثار للإمام أبي يوسف: ۲۵۱

۳- کتاب الآثار للإمام محمد الشیبانی: ۱۹۸

تینوں کتب میں کل ثلاثیات: ۱۱۲۶

بطور نمونہ ہم آپ کی بیس ثلاثی روایات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) جامع المسانید: الفصل الثالث في الزهد في الدنيا، ج ۱ ص ۲۳۱

۱- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ائْتِبُوا بِنَا نَعُوذُ جَارًا هَذَا الْيَهُودِيَّ، قَالَ: فَأْتَيْنَاهُ فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ؟ وَكَيْفَ؟ فَسَأَلَهُ ثُمَّ قَالَ: يَا فُلَانُ! اشْهَدْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَلِيَّ رَسُولُ اللَّهِ! فَتَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى أَبِيهِ وَكَانَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَلَمْ يَرُدَّهُ عَلَيْهِ شَيْئًا فَسَكَتَ، فَقَالَ: يَا فُلَانُ! اشْهَدْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَلِيَّ رَسُولُ اللَّهِ! فَتَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى أَبِيهِ فَلَمْ يُكَلِّمْنَاهُ فَسَكَتَ، ثُمَّ قَالَ: يَا فُلَانُ! اشْهَدْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَلِيَّ رَسُولُ اللَّهِ! فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ: اشْهَدْ لَهُ، فَقَالَ: اشْهَدْ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعْتَقَ بِي نَسَمَةً مِنَ النَّارِ. (۱)

ترجمہ:- حضرت بریدہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے ساتھ آؤ! ہم اپنے اس یہودی پڑوسی کی عیادت کر آئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم اس کے پاس آئے تو آپ نے اس سے پوچھا: کیا حال ہے؟ کیسی طبیعت ہے؟ خیریت دریافت کرنے کے بعد آپ نے فرمایا: اے فلاں! تم اقرار کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں! اس شخص نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا، اس نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور وہ خاموش رہا۔ آپ نے مکرر ارشاد فرمایا: اے فلاں! تم اقرار کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہودی نے دوبارہ باپ کی طرف نظر اٹھائی، اس نے اس سے کوئی کلام نہ کیا، لہذا وہ پھر خاموش رہا۔ پھر آپ نے سہ بار فرمایا: اے فلاں! تم گواہی دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں! تب اس کے باپ نے اس سے کہا: اقرار کر لو! تو اس جوان

(۱) کتاب الآثار للشیبانی: ص ۷۷، رقم الحدیث: ۳۷۵ / عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی: باب ما یقول

لیرضی اهل الکتاب، ص ۵۰۳، رقم الحدیث: ۵۵۳ / مسند الإمام الأعظم: کتاب الإیمان، ص ۵

نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میرے ذریعے ایک انسان کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا۔

۲- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الثُّعْبَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْإِنْسَانِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلَحَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ. وَإِذَا سَفُتَتْ سَفُتَ بِهَا سَائِرُ الْجَسَدِ. (الْأَوْحَى الْقَلْبُ) ^(۱)
ترجمہ:- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ دُست ہو تو اس کے سبب سارا بدن دُست ہوتا ہے، اور جب وہ بیمار ہو تو اس کی وجہ سے سارا بدن بیمار ہوتا ہے، خبردار رہو! وہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے۔

۳- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. ^(۲)
ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۴- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أُمِّ هَانِيَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَائِشَةُ! لَيْكُنْ شِعَارُكَ الْعِلْمُ وَالْقُرْآنُ. ^(۳)

ترجمہ:- حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ نے (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اے عائشہ! علم اور قرآن کو اپنا شعار بناؤ۔

۵- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ

(۱) مسند الإمام الأعظم: کتاب الرقاق، ص ۲۱۶، الناشر: المیزان، اردو بازار، لاہور

(۲) مسند الإمام الأعظم: کتاب العلم، ص ۲۰

(۳) مسند الإمام الأعظم: کتاب الرقاق، ص ۲۰

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَى مُتَعَتِدًا فَلَيْتَهُ أَمَفَعَتُهُ
مِنَ النَّارِ. ^(۱)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: جس نے میری طرف عداوت جھوٹ منسوب کیا تو اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ
بنانا چاہئے۔

۶- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الزَّرَادِي عَنْ تَمَامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي
طَالِبٍ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلُوا عَلَيْهِ.
فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ قُلُوعًا. اسْتَأْذِنُوا. فَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّيِّهِ لَأَمَرْتُكُمْ
بِالسَّوَالِكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ. ^(۲)

ترجمہ:- حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: کیا
وجہ ہے کہ میں تمہارے دانتوں کو زرد دیکھ رہا ہوں، مسواک کیا کرو! اگر مجھے اپنی
امت پر شاق نہ گزرتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

۷- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ خَلِّ بْنِ أَبِي
طَالِبٍ أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَيْهِ ثَلَاثًا، وَمَضْمَضَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا.
وَوَضَّاعِيَهُ ثَلَاثًا، وَخَرَّاعِيَهُ ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ وَقَالَ:
هَذَا وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ^(۳)

ترجمہ:- حضرت عبد خیر رحمہ اللہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے وضو کیا تو تین بار ہاتھ دھوئے، تین بار کھلی کی،
تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ چہرہ دھویا، تین مرتبہ (کہنیوں تک)

(۱) مسند الإمام الأعظم: کتاب العلم، ص ۲۱

(۲) کتاب الاكلال لابی یوسف: باب افتتاح الصلاة، ص ۲۸، رقم الحدیث: ۳۸

(۳) مسند الإمام الأعظم: کتاب الطهارة، ص ۲۷

ہاتھ دھوئے، سر کا مسح کیا اور دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو ہے۔

۸- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُجَاذِيَ بِهَا شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: عَنْ وَائِلٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى يُجَاذِيَ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ. (۱)

ترجمہ:- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نماز شروع کرتے وقت) اپنے ہاتھوں کو یہاں تک اٹھاتے کہ وہ آپ کے کانوں کی نو کے برابر ہو جاتے۔ اور ایک روایت ہے کہ آپ کو نماز (کے شروع) میں ہاتھ اٹھاتے دیکھا یہاں تک کہ وہ آپ کے کانوں کی نو تک آگئے۔

۹- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلٌ خَلْفَهُ يَقْرَأُ فَيَجْعَلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَاهُ عَنْ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: أَتَنْتَاهِي عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَتَنَارَعَا، حَتَّى ذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ. (۲)

ترجمہ:- حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو ایک شخص آپ کے پیچھے قراءت کرنے لگا، جب کہ ایک صحابی رسول اسے نماز میں (امام کے پیچھے) قراءت سے منع کرنے لگا، اس شخص نے کہا: کیا آپ مجھے اللہ کے نبی کے پیچھے

(۱) مسند الإمام الأعظم: کتاب الصلاة، ص ۷۷

(۲) کتاب الاكلال لابی یوسف: باب افتتاح الصلاة، ص ۲۳، رقم الحدیث: ۱۱۳

پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟ پس دونوں کے درمیان تنازعہ ہو گیا، یہاں تک کہ یہ معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اس کی قراءت ہے۔

۱۰- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَامَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.^(۱)

ترجمہ:- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے وقت ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھتے اور (سجدے سے) اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

۱۱- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ أَبِي نَطْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْإِنْسَانُ يَسْجُدُ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظَمٍ: جَنْبَيْهِ وَيَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَمَقْدَمِهِ قَدَمَيْهِ. وَإِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ كُلَّ عِضْوٍ مَوْضِعَهُ. وَإِذَا رَكَعَ فَلَا يُدْبِجْ تَدْبِيجَ الْحِمَارِ.^(۲)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے: پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے سروں پر۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ہر عضو کو اس کی اپنی جگہ پر رکھے، اور جب رکوع کرے تو گدھے کی طرح سر نہ جھکا دے (بلکہ رکوع میں پیٹھ اور گردن کو برابر رکھے)۔

۱۲- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ أَطْهَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.^(۳)

ترجمہ:- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

(۲،۱) مسند الإمام الأعظم: کتاب الصلاة، ص ۷۱

(۳) مسند الإمام الأعظم: کتاب الصلاة، ص ۷۳

علیہ وسلم جب نماز میں (التحیات میں) بیٹھتے تو بایاں پاؤں پھیلا کر اس پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے۔

۱۳- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةَ الصَّلَاةِ يَغْنِي التَّشَهُدَ.^(۱)
ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ صلاۃ یعنی تشہد سکھایا۔

۱۴- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَجَاحٍ عَنْ عُثَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ التَّوَاتُلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلَى رُكْعَتَيْ الْفَجْرِ.^(۲)
ترجمہ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو سنتوں کے علاوہ اور کسی نوافل کا اس قدر سختی سے اہتمام نہ فرماتے۔

۱۵- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بَعْدَ الظُّهْرِ رُكْعَتَيْنِ.^(۳)
ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز ظہر دو رکعات (سنت) ادا فرمایا کرتے تھے۔

۱۶- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الْيَافِغِيِّ عَنْ كُزَيْبِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيزٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي وَثْرَةٍ: {سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى} و {قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ} و {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ}.^(۴)

(۱) مسند الإمام الأعظم: کتاب الصلاة، ص ۷۳

(۲) جامع المسانید: الفصل الرابع فی صلاة العیدین والجمعة والسنن والنوافل، ج ۱ ص ۴۴۶

(۳) مسند الإمام الأعظم: کتاب الصلاة، ص ۹۹

(۴) جامع المسانید: الفصل الخامس فی هیئة الصلاة والشک فیہا، ج ۱ ص ۵۱۵

ترجمہ:- حضرت عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے (عشاء کے تین) وتروں میں (سورۃ اعلیٰ) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی، (سورۃ کافرون) قُلْ لَا یَکْفُرُونَ، اور (سورۃ اخلاص) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

۱۷- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ وَبَيَّانِ بْنِ بِشْرِ عَنْ قُنَيْسِ بْنِ أَبِي حَارِثٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، لَا تُضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَلَا تُغْلَبُوا عَنْ صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا. ^(۱)

ترجمہ:- حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو، تمہیں اس کے دیکھنے کے باعث ایذا نہیں دی جاتی، پس دھیان رکھو کہ (غفلت کی وجہ سے) تم سے طلوع آفتاب سے پہلے والی نماز (نماز فجر) اور غروب آفتاب سے پہلے والی نماز (نماز عصر) چھوٹنے نہ پائے (کہ کہیں تم دیدار الہی سے محروم رہ جاؤ)۔

۱۸- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَهَا وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا. ^(۲)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز جمعہ پڑھے تو اسے چاہئے کہ اس سے پہلے اور بعد میں چار رکعات سنن ادا کرے۔

(۱) مسند الإمام الأعظم: کتاب الإيمان والإسلام، ص ۲۰

(۲) جامع المسانید: الفصل الرابع فی صلاة العیدین والجمعة، ج ۱ ص ۴۵۷

۱۹- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ عَبْدِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ إِلَى الْمُصَلَّى فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا. ^(۱)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن عید گاہ میں تشریف لے گئے تو آپ نے (عید گاہ میں) نہ نماز عید سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ بعد میں۔

۲۰- رَوَى أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ لَيْلَةٍ جُمُعَةٍ إِلَّا وَيَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى خَلْقِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَغْفِرُ اللَّهُ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا. ^(۲)

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کی کوئی رات ایسی نہیں ہوتی جس میں اللہ عزوجل تین مرتبہ اپنی مخلوق کی طرف (رحمت و شفقت سے) نہ دیکھتا ہو، اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

خلاصہ بحث

۱- امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے وحدانیات مروی ہیں جو آپ کے معاصرین یا بعد میں آنے والے کسی بھی محدث سے مروی نہیں۔

۲- امام صاحب سے سینکڑوں ثنائیات مروی ہیں جن میں سے ۲۰ گزشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہیں، لہذا یہ بھی آپ کا عظیم الشان خاصہ ہے۔ ثنائیات روایت کرنے میں معروف محدثین میں سے صرف امام مالک رحمہ اللہ آپ کے شریک ہیں۔

۳- امام صاحب سے سینکڑوں ثلاثیات مروی ہیں، ان میں سے بھی ۲۰ گزشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہیں۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری رحمہم اللہ اور بعض دیگر

(۱) مسند الإمام الأعظم: الفصل الرابع في صلاة العیدین والجمعة، ج ۱ ص ۲۵۷

(۲) مسند الإمام الأعظم: کتاب الصلاة، ص ۸۳، ۸۴

ائمہ حدیث سے ثلاثیات مروی ہیں، لیکن وہ تعداد میں بہت قلیل ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان شخصیات میں سے ایک ہیں جن کو یہ حصہ بھی بہت زیادہ میسر آیا ہے۔

۴- امام صاحب کی احادیات، ثنائیات اور ثلاثیات پر مشتمل تمام مرفوع احادیث نقل کی گئی ہیں، تاکہ امام اعظم رحمہ اللہ پر انقطاع سند اور ارسال کا الزام رد کیا جاسکے۔

۵- امام صاحب سے مروی تمام احادیث بنیادی مآخذ و مراجع سے درج کی گئی ہیں، تاکہ اُسانید کی ثقاہت سے امام صاحب کی بلند پایہ ثقاہت اُجاگر کی جائے۔

۶- ان احادیث کا چناؤ کیا گیا ہے جن میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد، فقہ حنفی کے مسائل، نیز زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کا بیان ہے۔



مسند امام اعظم رحمہ اللہ

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

امام اعظم کو علم حدیث میں جو رتبہ حاصل ہے، اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جس کثرت سے ان کی مسندیں لکھی گئی ہیں کسی اور کی نہیں لکھی گئیں، مسلمانوں میں روایت حدیث کو جو ترقی ہوئی دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں، صحاح، سنن، مستخرجات، جوامع، مسانید، معاجم، اجزاء، طرق وغیرہ مختلف عنوانات قائم ہوئے اور ہر عنوان کے تحت اس کثرت سے کتابیں لکھی گئیں کہ ان کا شمار بھی مشکل ہے، لیکن خاص کسی ایک ہی شخص کی روایات کو ایک مستقل مجموعے میں علیحدہ قلم بند کرنے کا رواج زیادہ نہیں ہو سکا، محدثین اور حفاظ میں بہت کم ایسے خوش قسمت ہیں کہ جن کی حدیثیں مستقل تصنیفات میں جداگانہ مدون کی گئیں، جہاں تک ہم کو معلوم ہے صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک ایسے شخص ہیں جن کی احادیث و روایات کے ساتھ معمول سے زیادہ اعتنا کیا گیا، نہایت کثرت کے ساتھ ان کی مسندیں لکھی گئیں، اور ائمہ وقت اور حفاظ حدیث نے ان کی مسندیں لکھیں جو خود اس قابل تھے کہ ان کی مسندیں لکھی جاتیں۔^(۱)

”جامع المسانید“

امام ابوالمؤید محمد بن محمود الخوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے تمام مسانید کو دو ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے، علامہ خوارزمی رحمہ اللہ جامع المسانید کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

(۱) مسند الإمام الأعظم: مقدمة، ص ۹

وقد سمعت بالشام عن بعض الجاهلین مقداراً أنه ينقصه ويستصغره
ويستعظم غيره ويستحقره وينسبه إلى قلة رواية الحديث ويستدل
بأشهر المسند الذي جمعه أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم
للشافعي وموطأ مالك ومسند الإمام أحمد وزعم أنه ليس لأبي
حنيفة مسند وكان لا يروى إلا عدة أحاديث، فلحقتني حمية دينية
ربانية وعصبية حنفية لعبانية فأردت أن أجمع بين خمس عشر من
مسانيد التي جمعها له فحول علماء الحديث.^(۱)

ترجمہ:- میں نے شام میں بعض جاہلوں سے امام ابو حنیفہ کی حدیثوں کی
تعداد کے بارے میں ایسی حقیر مقدار کا ذکر سنا جس سے امام ابو حنیفہ کی تحقیر
و تنقیص ہوتی تھی، اور اس پتا پر وہ امام صاحب کی طرف قلت حدیث کو منسوب
کرتے تھے، اور اس قلت حدیث کی دلیل میں وہ مسند شافعی، موطأ مالک
اور مسند احمد کو پیش کرتے تھے، اور دعویٰ کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی
ایسی مسند یا حدیث کی کتاب نہیں ہے، وہ تو صرف چند حدیثیں ہی روایت
کرتے تھے، اس پر دینی غیرت و حمیت دامن گیر ہوئی تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ
بڑے بڑے علمائے حدیث نے امام ابو حنیفہ سے لکھی ہوئی حدیثیں جو پندرہ
مسندوں میں جمع ہیں ان کو یکجا کر دوں۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں پندرہ حضرات کی مسانید کو جمع کیا ہے،
اور مسانید کی ان احادیث کو چالیس فقہی ابواب پر ترتیب کے مطابق ذکر کیا ہے، اب یہ کتاب
شیخ نجم الدین محمد الدرکانی کی تحقیق، تخریج، اور عمدہ تعلیقات کے ساتھ دو جلدوں میں ”مکتبہ حنفیہ،
کانسی روڈ کوئٹہ“ سے شائع ہوئی ہے۔

مسانید امام اعظم رحمہ اللہ کے متعلق علامہ شعرانی رحمہ اللہ کی رائے
علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

(۱) جامع المسانید: مقدمة، ج ۱ ص ۷

وقد منّ الله على مطالعة مسانيد الإمام أبي حنيفة الثلاثة فرأيت لا يروى حديثاً إلا عن أخبار التابعين العدول الثقات الذين هم من خير القرون بشهادة رسول الله صلى الله عليه وسلم كالأسود وعلقمة وعطاء وعكرمة ومجاهد ومكحول والحسن البصري وأضرابهم، فكل الرواة الذين هم بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم عدول ثقات أعلام أخيار ليس فيهم كذاب ولا متهم بكذب.^(۱)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا کہ میں نے امام ابو حنیفہ کی مسانید ثلاثہ کا مطالعہ کیا، پس میں نے دیکھا کہ آپ ثقہ اور صادق تابعین کے سوا کسی سے روایت نہیں کرتے، یہ وہ ہیں جن کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون ہونے کی شہادت دی جیسے اسود، علقمہ، عطاء، مجاہد، عکرمہ، مکحول، حسن بصری رحمہم اللہ وغیرہم، پس امام ابو حنیفہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راوی عادل، ثقہ اور مشہور اخیار میں سے ہیں، جن کی طرف کذب کی نسبت بھی نہیں کی جاسکتی اور نہ وہ کذاب ہیں۔

سانیدِ امام اعظم رحمہ اللہ کا تذکرہ

دس اکابر اہل علم کی تحریرات میں

اکابر اہل علم نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی مسانید کا تذکرہ کیا ہے، اور ہر ایک نے اپنی تحقیق کے مطابق ان کی تعداد بھی بتلائی ہے۔

۱۔ امام ابو بکر محمد بن عبد الغنی المعروف ابن نقطہ رحمہ اللہ کی تحریر میں

امام ابو بکر محمد بن عبد الغنی المعروف ابن نقطہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۹ھ) معرفة اکثر السنن والمسانيد التي يشتمل هذا الكتاب على معرفة روايتها۔

(۱) الميزان الكبرى: فصل في تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة ضعيفة غالباً، ج ۱

اس عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

وأما المسانید فمسند أحمد بن حنبل ومسند الشافعي ومسند أبي حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ. (۱)

ترجمہ:- مسانید میں مسند احمد بن حنبل، مسند شافعی، مسند ابی حنیفہ جسے کئی حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔

حافظ ابن نقطہ رحمہ اللہ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسانید کو کئی حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے، نیز معلوم ہوا کہ امام صاحب کی ایک نہیں بلکہ کئی مسانید ہیں، نیز انہیں عام حضرات نے نہیں بلکہ وقت کے حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔

۲- امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ کی تحریر میں

امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”جامع المسانید“ میں امام صاحب سے مروی پندرہ (۱۵) مسانید کو جمع کیا ہے، اس کتاب کے مقدمے میں آپ فرماتے ہیں:

أردت أن أجمع بين خمسة عشر من مسانيدہ التي جمعها له فحول علماء الحديث.

ترجمہ:- میں نے ارادہ کیا ہے کہ (اس کتاب میں) امام ابو حنیفہ کی ان پندرہ مسانید کو جمع کروں جنہیں نامور محدثین نے امام صاحب کی نسبت سے جمع کیا ہے۔ (۲)

۳- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تحریر میں

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب ”المعجم المفہرس“ میں اپنی متعدد اسناد سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اجزاء کا ذکر کیا ہے۔

(۱) التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ج ۱ ص ۲۶

(۲) جامع المسانيد: مقدمة، ج ۱ ص ۷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”نسخة حماد بن أبي حنيفة عن أبيه“ کے عنوان کے تحت ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی رحمہ اللہ کے متصل طریق سے امام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔^(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مسند أبي حنيفة لأبي محمد الحارثي“ کے عنوان کے تحت شیخ ابوطاہر محمد بن ابی الیمن محمد بن عبداللطیف بن الکویک رحمہ اللہ کے متصل طریق سے امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔^(۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مسند أبي حنيفة لأبي بكر ابن المقرئ“ کے عنوان کے تحت ابوالکمال احمد بن علی بن عبدالحق کے متصل طریق سے امام ابوبکر ابن المقرئ رحمہ اللہ کی مسند کو تخریج کیا۔^(۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مسند أبي حنيفة جمع الحفاظ أبي علي الحسن بن علي المطرز“ کے متصل طریق سے ابو علی البکری رحمہ اللہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔^(۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”جزء فيه حديث أبي حنيفة عن لقي من الصحابة“ کے عنوان کے تحت امام ابوالحسن علی بن احمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے، اس جزء کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صراحتاً سماع حدیث ثابت ہے، اور وہ حدیث یہ ہے:

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

اس روایت میں امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کو صراحتاً بیان کیا ہے۔^(۵)

(۱) پوری اسناد تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۶۹، رقم: ۱۱۲۱

(۲) پوری اسناد کے ساتھ تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۱، رقم: ۱۱۲۹

(۳) پوری اسناد کے ساتھ تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۰

(۴) مکمل سند کے ساتھ تفصیلاً دیکھیں: المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۱

(۵) مکمل سند کے ساتھ تفصیلاً دیکھیں: المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابة لأبی معشر الطبرانی“ کے عنوان کے تحت امام ابو معشر طبرانی رحمہ اللہ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے۔^(۱) خلاصہ کلام یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دوا جزاء کا تذکرہ کیا ہے۔

۴- امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ کی تحریر میں

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی کتاب ”عقود الجمان“ کے باب نمبر ۲۳ میں امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ۱۷ مسانید کو درج ذیل فصل کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے:

فصل: فی بیان المسانید التي خرجها الحفاظ من حديثه والذي اتصل بها منها سبعة عشر مسنداً.^(۲)

ترجمہ:- امام اعظم کی ان مسانید کا بیان جن کی حفاظ حدیث نے تخریج کی ہے، اور ان میں سے جو مسانید ہم تک متصل ہیں ان کی تعداد سترہ ہے۔

۵- حافظ شمس الدین محمد بن طولون رحمہ اللہ کی تحریر میں

حافظ شمس الدین محمد بن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) ”الفہرست الأوسط“ میں امام اعظم رحمہ اللہ کی سترہ مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کر دی ہیں۔^(۳)

۶- امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ کی تحریر میں

۶- امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

وقد خرج الحفاظ من أحاديثه مسانيد كثيرة، اتصل بها كثير منها كما هو مذکور في مسندات مشائخنا.^(۴)

ترجمہ:- حفاظ حدیث نے امام ابو حنیفہ کی احادیث کی بڑی کثرت سے

(۱) کتمل سند کے ساتھ دیکھیں: المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۳

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۲۲

(۳) تالیف الخطیب علی مساقہ فی ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب، ص ۱۵۶

(۴) الخيرات الحسان: الفصل الثلاثون، ص ۹۱

مسانید تخریج کی ہیں، اور ان میں سے اکثر کی مسانید ہم تک متصل ہیں، جیسا کہ ہمارے مشائخ کی مسانید میں مذکور ہے۔

۷۔ امام ابوالصبر ایوب الخلوٹی رحمہ اللہ کی تحریر میں

امام ابوالصبر ایوب الخلوٹی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کی سترہ مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کر دی ہیں۔^(۱)

۸۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ کی تحریر میں

علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب ”عقود الجواہر المنیفة“ کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

أخرجته على مسانيد الإمام الأربعة عشر المنسوبة إليه من تخریج الأئمة.^(۲)

ترجمہ:- میں نے اس کتاب کو امام ابوحنیفہ سے منسوب ان چودہ مسانید سے تخریج کیا ہے جنہیں ائمہ حدیث نے جمع کیا ہے۔

۹۔ علامہ محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ کی تحریر میں

علامہ محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کے حوالے سے آپ کی پندرہ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔^(۳)

۱۰۔ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کی تحریر میں

دیار مصر کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے امام اعظم کی اکیس مسانید کی نشان دہی فرمائی ہے۔^(۴)

تلك عشرة كاملة

(۱) الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، ص ۱۶

(۲) عقود الجواہر المنیفة فی أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة: مقدمة، ص ۵

(۳) الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، ص ۱۶

(۴) تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمة أبي حنيفة من الاكاذيب، ص ۱۵۶

انتیس^{۲۹} مسانیدِ امام اعظم اور ان کے مصنفین کا تعارف

- ۱- مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ (۱۷۶ھ)
- ۲- مسند امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۳- مسند امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۴- مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)
- ۵- مسند امام محمد بن مخلد الدوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۱ھ)
- ۶- مسند امام حافظ احمد بن محمد بن سعید المعروف ابن عقدہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۲ھ)
- ۷- مسند امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد ابن ابی العوام سعدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۵ھ)
- ۸- مسند امام عمر بن حسن اششانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۹ھ)
- ۹- مسند امام محمد عبد اللہ بن محمد یعقوب حارثی بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)
- ۱۰- مسند امام حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ)
- ۱۱- مسند امام ابو الحسن محمد بن مظفر بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ)
- ۱۲- مسند امام طلحہ بن محمد بن جعفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ)
- ۱۳- مسند امام محمد بن ابراہیم بن علی بن زاذان اصہبانی مقری رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۱ھ)
- ۱۴- مسند امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بغدادی المعروف دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)
- ۱۵- مسند امام ابو الحنفیہ عمر بن احمد بن عثمان المعروف ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)
- ۱۶- مسند امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ)
- ۱۷- مسند امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصہبانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)
- ۱۸- مسند امام حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد کلاعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ)
- ۱۹- مسند امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب بصری ماوردی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ)
- ۲۰- مسند امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)
- ۲۱- مسند امام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری ہروی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۱ھ)

- ۲۲- مسند امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۲ھ)
 ۲۳- مسند امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)
 ۲۴- مسند امام ابو القاسم علی بن حسن بن ہبہ اللہ ابن عسا کر دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)
 ۲۵- مسند امام علی بن احمد بن مکی رازی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۸ھ)
 ۲۶- مسند امام محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ)
 ۲۷- مسند امام ابو علی حسن بن محمد بن محمد بکری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ)
 ۲۸- مسند امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ)
 ۲۹- مسند امام ابو المہدی عیسیٰ بن محمد بن احمد جعفری ثعالبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۲ھ)

۱- مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تحت جگر اور آپ کے اکلوتے صاحبزادے امام حماد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ) کو اپنے والد گرامی کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہے۔ امام حماد کی کنیت ابو اسماعیل ہے، امام حماد فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و تقویٰ کے پیکر بھی تھے، علامہ صیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) امام حماد کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ الْغَالِبَ عَلَيْهِ الدِّينُ وَالْوَرَعُ وَالزُّهْدُ مَعَ عِلْمٍ بِالْفَقْهِ وَكِتَابَةٍ
 لِلْحَدِيثِ^(۱)

ترجمہ:- علم فقہ اور کتابت حدیث کے ساتھ ساتھ امام حماد پر دین داری اور زہد و ورع کا بھی غلبہ تھا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ ذَا عِلْمٍ وَدِينٍ وَصَلَاحٍ وَوَرَعٍ ثَابِتٍ^(۲)

ترجمہ:- آپ صاحب علم، دین دار، صالح اور پیکر تقویٰ تھے۔

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) ان کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ومن أصحاب أبي حنيفة، ص ۱۵۸

(۲) سيرة أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۴۵۳

وكان من الصلاح والخير على قدم عظيم۔^(۱)

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام حماد رحمہ اللہ کا تذکرہ اپنی کتاب ”المجرح والتعديل“ میں کیا، لیکن ان پر کوئی جرح نہیں کی، یہ ان کے عادل ہونے کی واضح دلیل ہے، اگر ان میں معمولی ضعف کا بھی شبہ ہوتا تو امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ اپنے تعنت اور حنفیہ کے خلاف شدت کی وجہ سے کبھی خاموش نہ رہتے۔^(۲)

امام محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ کے متصل طریق سے سند حماد تک سند بیان کی ہے، وہ چار شیوخ یہ ہیں:

۱۔ تقی الدین یوسف بن احمد اسکاف رحمہ اللہ۔

۲۔ موفق الدین ابو عبد اللہ محمد بن ہارون ثعلبی رحمہ اللہ۔

۳۔ جمال الدین ابوالفتح نصر اللہ بن محمد بن الیاس انصاری رحمہ اللہ۔

۴۔ نجم الدین ابوغالب مظفر بن محمد بن الیاس رحمہ اللہ۔^(۳)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے شیخ ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام حماد رحمہ اللہ کی سند کا تذکرہ کیا ہے۔^(۴)

صاحب ”سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو فارس بن عمر مکی شافعی رحمہ اللہ کی متصل سند سے امام حماد رحمہ اللہ کی سند کا ذکر کیا ہے۔^(۵)

۲۔ سند امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ

امام اعظم رحمہ اللہ کے قابل فخر اور ہونہار شاگرد امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)

(۱) ولیات الاعیان: ترجمة: حماد بن أبي حنيفة، ج ۲ ص ۲۰۵

(۲) المجرح والتعديل: باب الحما، حماد، ج ۳ ص ۱۳۹

(۳) جامع المساليد: الباب الثاني اما المسند الثالث عشر، ج ۱ ص ۸۳

(۴) المعجم المفهرس: حرف الحما، رقم: ۱۱۲۱

(۵) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون المسند

الثالث عشر، ص ۳۳۰

نے بھی اپنے اُستاد کی مسند کو جمع کیا۔ علم حدیث میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی جلالتِ شان اُجلہ محدثین کے ہاں مسلم ہے، جیسا کہ ماقبل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دس محدثین تلامذہ کے عنوان کے تحت یہ بات تفصیلاً گزر چکی ہے، امام علی بن صالح رحمہ اللہ جب بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کوئی حدیث نقل کرتے تو فرماتے:

حَدَّثَنِي فَقِيهِ الْفُقَهَاءِ وَقَاضِي الْقَضَاةِ وَسَيِّدُ الْعُلَمَاءِ أَبُو يُوسُفَ.^(۱)

ترجمہ:- مجھے فقیہ الفقہاء، قاضی القضاۃ اور علماء کے سردار امام ابو یوسف نے حدیث بیان کی ہے۔

محدث کبیر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) سب سے پہلے علم حدیث کی ابتدا کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

أول ما طلبت الحديث فذهبت إلى أبي يوسف القاضي، فثم طلبنا بعد فكتبنا عن الناس.^(۲)

ترجمہ:- میں سب سے پہلے علم حدیث کی طلب میں قاضی امام ابو یوسف کے پاس گیا، پھر اس کی طلب میں (باقی) لوگوں کے پاس جا کر لکھا۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ سے متصل سند کے ساتھ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے تین شیوخ کے نام یہ ہیں:

۱- امام ابو یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ۔

۲- شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ۔

۳- ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقاء رحمہ اللہ۔^(۳)

علامہ محمد بن یوسف بن صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ

ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد اوجاتی رحمہ اللہ کے طریق سے ”مسند ابی یوسف“ کا ذکر کیا ہے۔^(۴)

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي يوسف يعقوب بن إبراهيم، ص ۱۰۰

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۱۳، ص ۲۵۷

(۳) جامع المسانيد: الباب الثاني، أما المسند الحادي عشر، ج ۱، ص ۸۳

(۴) عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، المسند

الحادي عشر، ص ۳۲۹

امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ”کتاب الآثار“ کے نسخے کا تذکرہ علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وروی کتاب الآثار عن أبي حنيفة وهو مُجلد ضخم.^(۱)

ترجمہ:- امام یوسف نے اپنے والد امام ابو یوسف سے، اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے ”کتاب الآثار“ کو روایت کیا ہے جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔
یہ نسخہ مولانا ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ ”صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد، دکن“ کی تصحیح و تحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

مندرجہ بالا حوالے سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ”کتاب الآثار“ کا نسخہ الگ ہے اور ”مسند ابی یوسف“ کا نسخہ الگ ہے، جس کا علامہ خوارزمی اور علامہ صالحی رحمہ اللہ نے تذکرہ کیا ہے۔

دو برحاضر کے دو محققین علماء کی رائے بھی یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ ہیں:

۱- دیار مصر کے محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی جو تصانیف ہم تک پہنچی ہیں ان میں ایک ”کتاب الآثار“ ہے جو فقہی دلائل پر مشتمل ہے، ”کتاب الآثار“ کا یہ نسخہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ان کے اجلہ تلامذہ نے روایت کیا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی ایک مسند بھی ہے جو ان سے روایت کی گئی ہے، لیکن ہم اس پر مطلع نہ ہو سکے، چونکہ یہ مسند مطبوعہ نہیں ہے، اس لئے فی الحال دستیاب نہیں، ورنہ یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے:

فما وصل إلينا كتاب الآثار في أدلة الفقه روى أجلها عن أبي حنيفة.

وله مسند آخر يروى عنه في الكتب ولم نطلع عليه.^(۲)

۲- عظیم محقق علامہ محمد امین اور کزئی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہ ہے کہ ”کتاب الآثار“ اور ”مسند ابی یوسف“ دونوں الگ الگ ہیں۔ آپ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ”کتاب الآثار“ کا جو نسخہ روایت کیا ہے اس میں کچھ تصرفات جواز قبیل

(۱) الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: یوسف بن یعقوب، ج ۲ ص ۲۳۴

(۲) حسن التقاضی فی سیرة الامام ابی یوسف القاضی: مؤلفاته فی غایة الکثرة، ص ۹۲

إضافات اور کمی کی صورت میں اپنی طرف سے کئے ہیں، اس وجہ سے اس کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ نسخہ ان کے صاحبزادے یوسف نے روایت کیا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی اس کے علاوہ ایک ”مسند ابی یوسف“ ہے، جس میں امام صاحب سے مروی صرف مرفوع روایات نقل کی ہیں، اور اس کو ”نسخہ ابی یوسف“ بھی کہا جاتا ہے، یہ مسند امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ان کے شاگرد عمرو بن عمرو رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ ”جامع المسانید“ میں علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اس کو ”مسند ابی یوسف“ کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور اس میں سے جو روایات ذکر کی ہیں اس میں کوئی بھی موقوف روایت نہیں ہے سب مرفوع ہیں، (ورنہ تو ”کتاب الآثار“ میں موقوف روایات بھی ہیں، معلوم ہوا کہ دونوں الگ ہیں)۔^(۱)

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب ”البنایۃ شرح الہدایۃ“ میں ”مسند ابی یوسف“ کہہ کر اس کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲) اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہوں، ایک نے ”کتاب الآثار“ اور دوسرے نے ”مسند ابی یوسف“ کے نام سے ذکر کیا ہو، علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہ اللہ نے بھی ”کتاب الآثار“ کے مقدمے میں اس احتمال کا ذکر کیا ہے:

ویمتثل والله أعلم أن یکون کتابا واحدا رواه عنه عمرو ویوسف کلاهما ویسمی باسمین کروایات الموطا.

ترجمہ:- اور اس بات کا احتمال ہے، (اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے) کہ ایک ہی کتاب کو عمرو بن عمرو اور یوسف بن یعقوب نے روایت کیا ہو، اور اسے دو نام دے دیئے گئے ہوں، جس طرح کہ موطا مالک کی مرویات کے ساتھ ہوا ہے۔

۳- مسند امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ

امام ذہبی رحمہ اللہ ”سیر أعلام النبلاء“ میں امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

(۱) مسانید الإمام أبي حنيفة: مسند الإمام أبي يوسف، ص ۸۷

(۲) البنایۃ شرح الہدایۃ: فصل فی الاستعناء، ج ۱ ص ۷۳۵

العلامة، فقيه العراق، صاحب أبي حنيفة، وكان مع تبحره في الفقه، يضرب بذكائه المثل.

آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بلند پایہ شاگردِ رشید ہیں، آپ سے امام اعظم رحمہ اللہ کی احادیث سے متعلق دو کتابیں مروی ہیں:

۱- کتاب الآثار۔ ۲- مسند ابی حنیفہ۔

۱- امام محمد رحمہ اللہ کی ”کتاب الآثار“ کا نسخہ تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مشہور، متداول اور مقبول ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) اس نسخے کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُودُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَنِيفَةَ مُفْرَدًا لِإِمَامَاهُ كِتَابُ الْأَثَارِ الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْهُ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی حدیث پر مستقل جو تصنیف ہے ۵۰ ”کتاب الآثار“ ہے جس کو آپ سے امام محمد بن حسن نے روایت کیا ہے۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔^(۲)

حاجی خلیفہ چلبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا جو امام محمد رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، اور اس پر لکھی گئی شروحات کا تذکرہ کیا ہے۔^(۳)

علامہ کتابی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے ان الفاظ میں ”کتاب الآثار“ کا تذکرہ کیا ہے:

کتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشيباني صاحب أبي حنيفة واحداً من
الموطأ المتوفيسنة تسع وثمانين ومائة وهو مرتب على الأبواب
الفقهية في مجلدة لطيفة.^(۴)

(۱) تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹

(۲) تاج التراجم: ترجمة: محمد بن الحسن، ص ۴۸

(۳) كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، كتاب الآثار، ج ۲ ص ۱۳۸۳

(۴) الرسالة المستطرفة: كتب مرتبة على الأبواب الفقهية، ص ۴۲

”کتاب الآثار“ کا یہ نسخہ اب علامہ ابو الوفاء افغانی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۱۳۵۵ھ میں مصر سے شائع ہوا۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ سے متصل سند کے ساتھ امام محمد رحمہ اللہ کی مسند کو ”نسخۃ محمد“ کہہ کر اس کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے تین شیوخ یہ ہیں:

۱- ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ۔

۲- محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ۔

۳- ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقار رحمہ اللہ۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے امام محمد کی ”کتاب الآثار“ کو اپنے چار شیوخ کی متصل اسناد کے ساتھ الگ ذکر کیا ہے۔^(۱)

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے بھی امام محمد رحمہ اللہ کی دونوں تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

۱- امام صالحی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر اپنے شیخ عبدالعزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمہ اللہ کی متصل سند کے ساتھ کیا ہے۔

۲- امام صالحی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ کی ”کتاب الآثار“ کا ذکر دو طرق کے ساتھ کیا ہے۔^(۲)

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ اور امام صالحی رحمہ اللہ نے ”کتاب الآثار“ اور ”مسند امام محمد“ دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے، اور ان تک اپنی متصل اسانید بھی ذکر کی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مجموعے الگ الگ ہیں۔

علامہ زہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تحقیق کے مطابق بھی یہ دو الگ الگ مجموعے ہیں، اس لئے آپ نے دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے:

منہا کتاب الآثار یروی فیہ عن ابی حنیفۃ أحادیث مرفوعة وموقوفة

(۱) جامع المسانید: الباب الثانی اما المسند الثانی عشر، ج ۱ ص ۸۳، ۸۴

(۲) دیکھئے: عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ النعمان: الباب الثالث والعشرون المسند الثانی عشر، المسند الرابع عشر، ص ۳۳۵، ۳۳۴

ومرسلة. وكذلك لمحمد مسند أبي حنيفة المعروف بنسخة محمد. (۱)
ترجمہ:- امام محمد کی تصانیف میں سے ایک ”کتاب الآثار“ ہے جو امام ابو حنیفہ کی مرویات پر مشتمل ہے، اس میں مرفوع، موقوف، اور مرسل ہر قسم کی روایات موجود ہیں، اسی طرح امام محمد کی ”مسند ابی حنیفہ“ ہے جو ”نسخہ محمد“ کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص علامہ محمد امین اور کزئی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمہ اللہ نے امام صاحب سے مروی صرف مرفوع روایات کا انتخاب کیا اور اسے الگ سے ”مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے جمع کیا اور اسے ”نسخہ محمد“ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ (۲)

۴- مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ

امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بلند پایہ شاگرد و رشید ہیں، علم حدیث کے ساتھ ان کے شغف کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ صرف ایک محدث امام ابن جریج رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے انہوں نے بارہ ہزار احادیث لکھیں:

کتبت عن ابن جريج اثني عشر ألف حديث كلها يحتاج إليها الفقهاء. (۳)

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اپنے چار شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کی جمع کردہ ”مسند ابی حنیفہ“ کو نقل کیا ہے، امام خوارزمی رحمہ اللہ کے ان چار شیوخ کے نام یہ ہیں:

۱- ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی الجوزی رحمہ اللہ۔

۲- ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ۔

۳- ابو نصر الاغر بن ابی الفضائل رحمہ اللہ۔

(۱) بلوغ الأمالی فی سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: كتب محمد بن الحسن ومصنفاته، ص ۲۰۰

(۲) مسانيد الإمام أبي حنيفة: مسند الإمام محمد، ص ۹۴

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحسن بن زياد، ج ۹ ص ۵۴۴

۴- ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقار رحمہ اللہ۔^(۱)

امام محمد بن یوسف صالمی شافعی رحمہ اللہ نے بھی اپنے چار شیوخ سے امام حسن بن زید رحمہ اللہ تک کی جمع کردہ مسند کو متصل سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، امام صالمی رحمہ اللہ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱- ابویحییٰ زکریا بن محمد بن احمد انصاری رحمہ اللہ۔

۲- جمال الدین ابراہیم قلنشدی رحمہ اللہ۔

۳- ابو محمد عبد الرحیم بن محمد حنفی رحمہ اللہ۔

۴- ابو حفص عمر بن علاء الدین صیرفی رحمہ اللہ۔^(۲)

حاجی خلیفہ چلی رحمہ اللہ نے بھی ”کشف الظنون“ میں امام لؤلؤی کی مسند امام اعظم کا تذکرہ کیا ہے۔^(۳)

۵- مسند امام محمد بن مخلد الدوری رحمہ اللہ

ان کا نام: محمد، والد کا نام: مخلد، کنیت: ابو عبد اللہ، عطاء کی نسبت سے مشہور ہیں (متوفی ۳۳۱ھ)، ان کی پیدائش ۲۳۳ھ میں ہوئی، ان کے مشہور اساتذہ حدیث: ابوالسائب سلم بن جنادہ، یعقوب بن ابراہیم دورقی، فضل بن یعقوب، ابو حذافہ سہمی، زبیر بن بکار، حسن بن عرفہ، صاحب الصحیح امام مسلم بن حجاج رحمہم اللہ ہیں، ان کے بلند پایہ محدثین علامہ: حافظ ابوالعباس بن عقدہ، محمد بن حسین آجری، محمد بن الحنفیہ، ابو عمر بن حیویہ، صاحب السنن امام ابوالحسن دارقطنی رحمہم اللہ ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہوئے ان کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

محمد بن مخلد بن حفص الإمام، المفید الثقة، مسند بغداد أبو عبد الله الدوري.

(۱) جامع المسانید: الباب الثانی اما المسند السابع، ج ۱ ص ۸۱

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان: الباب الثالث والعشرون المسند السابع، ص ۳۲۵، ۳۲۶

(۳) کشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

نیز اس کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

وكان معروفاً بالثقة والصلاح والاجتهاد في الطلب.^(۱)

ترجمہ:- آپ علم حدیث میں ثقاہت، صالحیت اور طلب و جستجو میں حد درجہ محنت جیسی اعلیٰ صفات کے ساتھ متصف تھے۔

ایمام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ اپنی مشہور کتاب ”سیر أعلام النبلاء“ میں ان القابات کے ساتھ کیا:

الإمام، الحافظ، الثقة، القدوة أبو عبد الله الدوري.

نیز اس کتاب میں چند سطر بعد فرماتے ہیں:

وَكُتِبَ مَا لَا يُوصَفُ كَثْرَةً مَعَ الْفَهْمِ وَالْمَعْرِفَةِ وَحَسَنَ التَّصَانِيفِ.

ترجمہ:- انہوں نے فہم و معرفت کے ساتھ اتنی کثرت سے لکھا ہے کہ جس کا شمار ممکن نہیں، انہوں نے بہترین تصانیف مرتب کیں۔

آپ کے علمی و عملی مقام و مرتبے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَكَانَ مَوْصُوفًا بِالْعِلْمِ وَالصَّلَاحِ وَالصِّدْقِ وَالْإِجْتِهَادِ فِي الطَّلَبِ. طَالَ

عُمُرُهُ وَاشْتَبَهَ اسْمُهُ، وَانْتَهَى إِلَيْهِ الْعُلُومُ مَعَ الْقَاضِي الْمَحَامِلِيِّ بِبَغْدَادَ.^(۲)

ترجمہ:- آپ علم حدیث، صالحیت، صدق اور طلب و جستجو میں حد درجہ محنت

جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے، آپ کو طویل عمر نصیب ہوئی، آپ کے نام کو

(علمی اعتبار سے) خوب شہرت حاصل ہوئی، بغداد میں قاضی محاملی کے باوجود

علو مرتبت کی انتہا آپ پر ہوئی۔

یہ شہادتیں کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ حدیث و رجال حدیث کے بلند پایہ نقاد محدث کی ہیں۔

صاحب السنن امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن مغلہ رحمہ اللہ کے متعلق

فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ اور قابل اعتماد محدث ہیں:

ثقة مأمون.

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن محمد بن محمد بن حنبل، ج ۳، ص ۳۳

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن محمد بن محمد بن حنبل، ج ۱۵، ص ۲۵۶، ۲۵۷

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

وكان أحد أهل الفهم. موثوقاً به في العلم، متسع الرواية، مشهوراً بالديانة، موصوفاً بالأمانة، مذكوراً بالعبادة.^(۱)

ترجمہ:- یہ اہل فہم (سمجھ دار لوگوں) میں سے تھے، جو علم حدیث میں معتبر، روایت بیان کرنے میں وسیع، دین داری میں مشہور، امانت داری کے ساتھ متصف اور عبادت گزاری میں نمایاں تھے۔

یہ بلند پایہ محدث بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی مسند لکھنے والوں میں سے ہیں، بلکہ انہوں نے سب سے پہلے آپ کی احادیث کو ایک مسند کی صورت میں جمع کیا، جس کا نام ”جمع حدیث أبي حنیفہ“ ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ”تاریخ بغداد“ میں کئی ائمہ کے حالات کے ذیل میں امام ابن مغلہ رحمہ اللہ کی ”مسند أبي حنیفہ“ کا تذکرہ کیا ہے، انہوں نے محمد بن احمد بن الجہم بن صالح رحمہ اللہ کے تذکرے میں لکھا:

روی عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الدَّوْرِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ.^(۲)

ترجمہ:- محمد بن مغلہ الدوری نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کے تذکرے میں بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

روی عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الدَّوْرِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ.^(۳)

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے احمد بن محمد بن جہم البلیخی رحمہ اللہ کے ترجمے میں بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

روی عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الدَّوْرِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ.^(۴)

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: محمد بن مغلہ بن حفص، ج ۳ ص ۸۰

(۲) تاریخ بغداد: ترجمہ: محمد بن احمد بن الجہم، ج ۱ ص ۳۰۲

(۳) تاریخ بغداد: ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن، ج ۳ ص ۳۸

(۴) تاریخ بغداد: ترجمہ: احمد بن محمد بن جہم، ج ۵ ص ۱۶۹

ترجمہ: محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔
 علامہ عبدالکریم ابوسعید سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے محمد بن الحسن بن الوزاع رحمہ اللہ
 کے ترجمے میں امام ابن مخلد الدوری رحمہ اللہ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:
 روی عنہ: مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الدَّوْرِيُّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ.^(۱)

۶۔ امام ابوالعباس احمد بن محمد المعروف امام ابن عقده رحمہ اللہ

آپ کا اسم گرامی: احمد، والد کا نام: محمد، ابن عقده کے نام سے معروف ہیں (متوفی ۳۳۲ھ)،
 آپ کی کنیت ابوالعباس ہے، عقده آپ کے والد گرامی قدر مشہور نحوی محمد بن سعید کا لقب ہے۔ آپ کی
 ولادت کوفہ میں ۲۴۹ھ میں ہوئی، آپ ایک بلند پایہ حافظ حدیث، علوم حدیث کے ماہر اور صاحب
 تصنیف بزرگ تھے، آپ کے مشہور اساتذہ حدیث: ابو جعفر محمد بن عبید اللہ، احمد بن عبد الحمید حارثی،
 حسن بن علی بن عفان، احمد بن ابی خيثمة، ابو بکر بن ابی الدنیا، ابراہیم بن عبد اللہ القصار رحمہم اللہ ہیں۔
 آپ کے بلند پایہ محدثانہ حیثیت کی وجہ سے اکابر محدثین نے آپ کے سامنے زانوئے
 تلمذ طے کئے، جن میں چند یہ ہیں: حافظ ابو بکر بن جعابی، حافظ عبد اللہ بن عدی جرجانی، صاحب
 المعاجم علامہ طبرانی، محمد بن المنظر، صاحب السنن علامہ دارقطنی، حافظ ابو حفص بن شاہین، عبد اللہ
 بن موسیٰ ہاشمی، محمد بن ابراہیم المقرئ رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:
 الْحَافِظُ الْعَلَّامَةُ. أَحَدُ أَعْلَامِ الْحَدِيثِ. وَنَادِرَةُ الزَّمَانِ. وَصَاحِبُ
 التَّصَانِيفِ.

آپ سے کوفہ، بغداد، مکہ میں اس قدر کثرت کے ساتھ محدثین اور خلق کثیر نے استفادہ
 کیا ہے کہ جن کا احاطہ بہت مشکل ہے، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
 وَكَتَبَ مِنْهُ مَا لَا يُحَدُّ وَلَا يُوصَفُ عَنْ خَلْقٍ كَثِيرٍ بِالْكُوفَةِ وَبَغْدَادَ
 وَمَكَّةَ.^(۲)

(۱) الأنساب: باب الواو والالف الوارعی، ج ۱۳ ص ۲۵۸

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقدة أحمد بن محمد، ج ۱۵ ص ۳۴۰

امام ابوالحسن محمد بن عمرو بن یحییٰ علوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن ابوالعباس المعروف ابن عقدہ میرے والد کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے کہا: ابوالعباس! لوگ مجھ سے تمہارے حفظ حدیث کے متعلق کثرت سے پوچھتے ہیں، مجھے بتاؤ کہ آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟

امام ابوالعباس رحمہ اللہ نے انہیں بتانے سے حیل و حجت سے کام لیا اور اسے ناپسند کیا (عاجزی، تواضع اور بے مثال تقویٰ کی وجہ سے اس بات کو ناپسند کیا کہ اپنی حدیث دانی کا اظہار کسی کے سامنے کریں) انہوں نے جب بار بار اپنا سوال دہرایا، اور اسی پر مصر رہے اور کہا: جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، تب ابن عقدہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَحْفَظُ مِائَةَ أَلْفٍ حَدِيثٍ بِإِسْنَادٍ وَالْمَتْنِ، وَأَذَاكَ بِثَلَاثِ مِائَةِ أَلْفٍ حَدِيثٍ. (۱)

ترجمہ:- مجھے اسناد و متن سمیت ایک لاکھ احادیث یاد ہیں، اور میں تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرتا ہوں۔

صاحب السنن امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْتَمَعَ أَهْلُ الْكُوفَةِ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ مِنْ زَمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى زَمَنِ أَبِي الْعَبَّاسِ بْنِ عُقْدَةَ أَحْفَظُ مِنْهُ. (۲)

ترجمہ:- اہل کوفہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر ابوالعباس بن عقدہ کے زمانے تک ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں دیکھا گیا۔

اندازہ کیجئے کہ ایک لاکھ احادیث کے حافظ اور تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرنے والے اور اپنے زمانے کے حافظ الحدیث جو خود اس لائق تھے کہ ان کی مسانید لکھی جاتیں، لیکن اس کے باوجود وہ امام صاحب کی مسانید لکھ رہے ہیں، یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بلند پایہ محدث ہونے کی واضح دلیل ہے۔

امام موصوف نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جو مسند لکھی ہے، اس کا نام ”اخبار ابی حنیفہ

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقدة أحمد بن محمد، ج ۱۵ ص ۳۲۶

(۲) سیر أعلام النبلاء: ج ۱۵ ص ۳۲۵

”مسندہ“ ہے جیسا کہ امام علی بن انجب المعروف ابن الساعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۳ھ) نے امام ابن عقدہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں اس کی تصریح کی ہے۔^(۱)

اس کتاب میں امام ابن عقدہ رحمہ اللہ نے امام صاحب کے مناقب بھی لکھے اور آپ کی روایت کردہ احادیث کو بھی مسند کے نام سے جمع کیا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابو جعفر طوسی کا ایک قول درج کیا ہے، اس میں انہوں نے حافظ ابن عقدہ رحمہ اللہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک کتاب ”اخبار أبي حنيفة“ کا بھی ذکر کیا ہے۔^(۲)

ابن عقدہ رحمہ اللہ کی اسی مسند میں ایک ہزار سے زائد احادیث موجود تھیں، چنانچہ شارح صحیح بخاری و ہدایہ، بلند پایہ محدث و فقیہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) اپنی کتاب ”التاریخ الكبير“ میں مسند ابن عقدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إن مسند أبي حنيفة لابن عقدة يحتوي وحده على ما يزيد على ألف حديث.^(۳)

ترجمہ:- امام ابن عقدہ کی اکیلی ”مسند أبي حنيفة“ ہی کی احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان مسانید کے اندر اکثر احادیث کا دار و مدار ابو العباس احمد بن محمد بن سعید الہمدانی کو فی المعروف ابن عقدہ رحمہ اللہ پر ہے:

إن مدار أكثر أحاديث هذه المسانيد على أبي العباس أحمد بن محمد ابن سعيد الهمداني الكوفي ابن عقدة.^(۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ایک راوی کی تحقیق میں حافظ ابن عقدہ رحمہ اللہ کی ”مسند أبي حنيفة“ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) الدال الثمین فی أسماء المصنفین: ص ۲۸۵

(۲) سیر أعلام النبلاء: ج ۱۵ ص ۳۵۲

(۳) تالیف الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمة أبي حنيفة من الأکاذیب: ص ۱۵۶

(۴) جامع المسانید: ج ۲ ص ۳۹۹ بحوالہ مسانید الإمام أبي حنيفة: ص ۱۳۵

وَالْأُولَى أُولَى فَقَدْ صَحَّ بِهٖ أَبُو الْعَبَّاسِ بْنِ عَقْدَةَ فَسَاقَهُ مِنْ طَرِيقِ
الضَّلَّتْ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۱)

ترجمہ:- پہلی بات بہتر ہے جیسا کہ ابو العباس ابن عقدہ نے تصریح کی ہے، اور
انہوں نے ملت کے طریق سے امام ابو حنیفہ کی روایت نقل کی ہے۔

۷۔ مسندِ امام عبد اللہ بن محمد ابی العوام رحمہ اللہ

نام: عبد اللہ، والد کا نام: محمد، کنیت: ابو القاسم ہے، امام ابن ابی العوام رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)
نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا: صاحب السنن امام نسائی، امام ابو جعفر طحاوی، ابو بشر
دولابی، محمد بن جعفر بن اعین، محمد بن احمد بن حماد، ابراہیم بن محمد ترمذی رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ سے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے صاحب السنن امام نسائی کے ترجمے میں امام
عبد اللہ بن ابی العوام رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے انہیں قاضی مصر کا لقب دیا۔ ^(۲)

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے امام ابو القاسم عبد اللہ، امام ابو جعفر
طحاوی، امام ابو عبد اللہ صیری رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ احناف کے متعلق لکھا:

كلهم حنفيون، ثقات، أثبات، نقاد لهم اطلاع كبير. ^(۳)

ترجمہ:- یہ سارے ائمہ حنفی، ثقہ، ثبت اور نقاد محدثین ہیں جنہیں کثیر احادیث کا
علم ہے۔

موصوف نے امام اعظم رحمہ اللہ کے مناقب میں ایک کتاب ”فضائل أبي حنيفة“ کے
نام سے لکھی ہے، ان کی ”مسند أبي حنيفة“ اسی کتاب کا ایک بڑا باب ہے جیسا کہ امام صالحی رحمہ
اللہ نے تصریح کی ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ ”جامع المسانيد“ میں پندرہویں مسند، مسندِ امام ابن ابی
العوام کی ذکر کی ہے، امام خوارزمی رحمہ اللہ نے اس مسند کو اپنے پانچ شیوخ کے متصل طرق سے
نقل کیا ہے، آپ کے پانچ شیوخ یہ ہیں:

(۱) تعجیل المنفعة: ترجمة: يونس بن عبد الله بن أبي فروة، ج ۲ ص ۳۹۳، رقم: ۱۲۱۳

(۲) تذكرة الحفاظ: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب، ج ۲ ص ۱۹۳

(۳) عقود الجمان: الباب العالي، ص ۴۹

۱۔ نجم الدین ابوالجناح احمد بن عمر بن محمد الخوارزمی رحمہ اللہ۔

۲۔ نجم الدین ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بلخی رحمہ اللہ۔

۳۔ رشید الدین ابوالفضل اسماعیل بن احمد عراقی رحمہ اللہ۔

۴۔ ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر رحمہ اللہ۔

۵۔ ابونصر الاغریٰ ابن ابی الفضائل فضائل بن ابی نصر رحمہ اللہ۔^(۱)

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ نے بھی اپنے دو شیوخ ابوالفارس بن عمر علوی اور

ابوالفضل بن ادجاقی رحمہ اللہ کے طرق سے مسند ابن ابی العوام کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ابن ابی العوام رحمہ اللہ کی ”فضائل ابی حنیفہ“ کا تذکرہ

کیا ہے۔^(۳)

علامہ جمال الدین زلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کردہ

ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ أَبِي حَنِيفَةَ.^(۴)

ترجمہ:- اس حدیث کو امام ابن ابی العوام نے ”فضائل ابی حنیفہ“ میں

روایت کیا ہے۔

علامہ ابن السلقن رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۳ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کردہ ایک

حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ أَبِي حَنِيفَةَ.^(۵)

ترجمہ:- اس حدیث کو امام ابی عوام نے ”فضائل ابی حنیفہ“ میں روایت

کیا ہے۔

(۱) جامع المسانید: الباب الثانی اما المسند الخامس عشر، ج ۱ ص ۸۵

(۲) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون المسند الخامس عشر، ص ۳۳۳

(۳) مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ: ص ۲۲

(۴) نصب الرایۃ: کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳ ص ۱۳۰

(۵) البدو المعیر: باب سنن الاحرام، الحديث السابع عشر، ج ۶ ص ۱۵۹

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

وَوَصَلَهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَامِ وَابْنُ خُسْرٍ وَفِي مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ.^(۱)

ترجمہ:- امام ابن ابی العوام اور امام ابن خسر نے اپنی اپنی مسند ابی حنیفہ میں اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے۔

۸- مسندِ امام عمر بن حسن اشنانی رحمہ اللہ

نام: عمر، والد کا نام: حسن، کنیت: ابوالحسن، المعروف حافظ اشنانی (متوفی ۳۳۹ھ)۔ یہ بڑے پائے کے جلیل القدر محدث اور حافظ حدیث تھے، ان کی پیدائش ۲۵۹ھ کو ہوئی، امام اشنانی رحمہ اللہ کے چند جلیل القدر اساتذہ حدیث یہ ہیں:

حافظ ابراہیم حربی، محمد بن عینی مدائنی، محمد بن مسلمہ واسطی، ابواسامعیل ترمذی، ابوبکر بن ابی الدنیا، محمد بن شداد رحمہم اللہ۔ آپ کے چند جلیل القدر تلامذہ: امام ابن عقدہ، محمد بن المظفر، ابو عمرو بن سماک، صاحب السنن امام دارقطنی، حافظ ابن شاہین، ابوقاسم بن حبابہ وغیرہ، رحمہم اللہ۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام اشنانی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وهذا رجل من جلة الناس ومن أصحاب الحديث المجودين، وأحد الحفاظ له، وحسن المذاكرة بالأخبار.^(۲)

ترجمہ:- امام اشنانی اپنے دور کے جلیل القدر لوگوں اور محدثین میں شمار ہوتے ہیں، حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں اور احادیث کا بہت اچھا مذاکرہ کرنے والے ہیں۔

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ ان کے مقام حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:

وقد حدث حديثاً كثيراً، وحمل الناس عنه قدماً وحديثاً.^(۳)

ترجمہ:- انہوں نے کثیر احادیث بیان کی ہیں، اور لوگوں نے ان سے قدیم اور جدید (ہر دو طبقوں سے روایت ہونے والی) احادیث حاصل کی ہیں۔

(۱) الدایۃ فی تخریج أحادیث الہدایۃ: کتاب الحج، باب الجہایات فی الإحرام، ج ۲ ص ۴۵

(۲، ۳) تاریخ بغداد: ترجمہ: عمر بن حسن بن علی، ج ۱ ص ۴۷

امام موصوف نے بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی احادیث کی مسند لکھی ہے، چنانچہ علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام عمر اشنانی رحمہ اللہ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کو نقل کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کے تین شیوخ یہ ہیں:

۱- تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف رحمہ اللہ۔

۲- ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ۔

۳- ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقار رحمہ اللہ۔^(۱)

علامہ محمد بن یوسف صامی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے دو شیوخ: ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد بن محمد ارجانی، اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری رحمہ اللہ کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ امام عمر اشنانی رحمہ اللہ کی مسند کی تخریج کی ہے۔^(۲)

حاتی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”کشف الظنون“ میں امام اشنانی رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔^(۳)

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر المنیفة“ کے مقدمے میں امام عمر اشنانی رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔^(۴)

۹- مسند امام عبد اللہ بن محمد حارثی رحمہ اللہ

آپ کا نام: عبد اللہ، والد کا نام: محمد، کنیت: ابو محمد (متوفی ۳۴۰ھ)، آپ کا تعلق ماوراء النہر سے ہے، آپ کی پیدائش ۲۵۸ھ میں ہوئی، آپ ”استاذ“ کے لقب کے ساتھ معروف تھے۔ امام حارثی رحمہ اللہ کے چند محدثین اساتذہ: عبد اللہ بن واصل، عبد الصمد بن فضل، محمد بن لیث سرخی، عمران بن فرینام، فضل بن محمد شعرائی، محمد بن علی الصائغ وغیرہ رحمہم اللہ۔ آپ کے مشہور تلامذہ حدیث: ابوطیب عبد اللہ بن محمد، محمد بن حسن بن منصور نیشاپوری، احمد بن محمد بن یعقوب فارسی،

(۱) جامع المسالید: الباب الثانی، ج ۱ ص ۸۱

(۲) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثامن، ص ۳۲۷

(۳) کشف الظنون، مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۴) عقود الجواهر المنیفة فی أدلة مذهب الإمام ابی حنیفہ: مقدمة، ص ۶

ابو عبد اللہ بن مندہ، ابو العباس بن عقدہ وغیرہ رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الشَّيْخُ، الْإِمَامُ، الْفَقِيْهُ، الْعَلَمَةُ، الْمُحَدِّثُ، عَالِمٌ مَا وَرَاءَ الثُّهْرِ۔
نیز آگے نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ مَنْدَةَ يَحْسِنُ الْقَوْلَ فِيْهِ۔^(۱)

ترجمہ:- حافظ ابن مندہ ان کا تذکرہ اچھے الفاظ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کی جلالتِ شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَكَانَ مُحَدِّثًا جَوَالًا، رَأْسًا فِي الْفَقْهِ، صَتَفَ التَّصَانِيفِ۔^(۲)

ترجمہ:- آپ محدث تھے، طلبِ علم میں بہت سفر کرنے والے تھے، اور آپ

فقہ میں سرخیل تھے، آپ نے کئی تصانیف لکھیں۔

علامہ سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) امام حارثی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ شَيْخًا مَكْثَرًا مِنَ الْحَدِيثِ۔^(۳)

ترجمہ:- آپ بزرگ تھے اور کثرت سے احادیثِ روایت کرنے والے تھے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”جامع المسانید“ میں امام

حارثی رحمہ اللہ کے علمی مقام کے متعلق فرمایا:

مَنْ طَالَعَ مَسْنَدَهُ الَّذِي جَمَعَهُ لِلْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ، عِلْمٌ تَبَحَّرَ فِي عِلْمِ

الْحَدِيثِ وَإِحَاطَةٌ بِمَعْرِفَةِ الطَّرِيقِ وَالْمَتُونِ۔^(۴)

ترجمہ:- جو شخص بھی امام حارثی کی مسندِ ابی حنیفہ کا مطالعہ کرے گا، وہ ان کے

علمِ الحدیث میں تبحر اور حدیث کے متون و طرق میں ان کی بلند پایہ معرفت جان

لے گا۔

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الأستاذ عبد الله بن محمد بن يعقوب، ج ۱۵ ص ۴۲۴

(۲) العبر في خبر من غير: سنة أربعين وثلاثمائة، ج ۲ ص ۶۰

(۳) الأنساب: باب السنين والباء، السبلعمولى، ج ۷ ص ۵۸

(۴) جامع المسانيد: ج ۲ ص ۵۲۵ بحوالہ مسانيد الإمام أبي حنيفة: ص ۱۱۳

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ان کو حافظ الحدیث قرار دیتے ہیں، چنانچہ ان کے تعارف میں فرماتے ہیں:

أبو محمد الحارثي هو عبدالله بن محمد بن يعقوب الحافظ الحنفى وهو الأستاذ وهو البخارى. (۱)

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند حارثی کو نقل کیا ہے، امام خوارزمی رحمہ اللہ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱- ابو الفضائل جمال الدین عبدالکریم بن عبدالصمد انصاری رحمہ اللہ۔

۲- صفی الدین اسماعیل بن ابراہیم قرشی مقدسی رحمہ اللہ۔

۳- شمس الدین یوسف بن عبداللہ فرغلی رحمہ اللہ۔

۴- ابو بکر بن محمد فرغانی رحمہ اللہ۔ (۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام قاسم بن اصبح اموی قرطبی رحمہ اللہ کے ترجمے میں ان کا وصال ۳۴۰ھ لکھنے کے بعد کہا:

وفيه مات عالم ما وراء النهر ومحدثه الإمام العلامة أبو محمد عبدالله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي البخاري الملقب بالأستاذ جامع مسند أبي حنيفة الإمام وله الثنتان وثمانون سنة. (۳)

ترجمہ:- اسی سال ماوراء النھر کے مشہور عالم اور محدث امام علامہ محمد بن عبداللہ بن محمد یعقوب بن الحارث حارثی بخاری کا وصال ہوا، جو ”الاستاذ“ کے لقب سے معروف تھے، انہوں نے مسند امام ابوحنیفہ کو جمع کیا، ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۱) لسان المیزان: حرف الميم، من كنيته أبو محمد، ج ۷ ص ۱۰۴

(۲) جامع المسانيد: الباب العالي اما المسند الأول: ج ۱ ص ۷۸

(۳) تذكرة الحفاظ: ترجمة: قاسم بن أصبغ بن محمد، ج ۳ ص ۴۹

وَقَدْ اعْتَنَى الْحَافِظُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَارِثِيُّ وَكَانَ بَعْدَ الثَّلَاثِمِائَةِ بِمَحْدِثِ أَبِي حَنِيفَةَ تَجْمِيعَهُ فِي مَجْلَدَةٍ وَرَتَبَهُ عَلَى شُيُوخِ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۱)

ترجمہ:- تین سو سال بعد حافظ حدیث ابو محمد الحارثی نے امام ابو حنیفہ کی احادیث پر خصوصی توجہ مرکوز کر کے انہیں ایک جلد میں جمع کر دیا، اور اسے شیوخ ابو حنیفہ کے مطابق ترتیب دیا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابو غسان رحمہ اللہ کے حالات کے ذیل میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وَقَدْ أَخْرَجَ الْحَارِثِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ فِي مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۲)
علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام حارثی رحمہ اللہ کے حالات میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وصنف مسند أبي حنيفة. ^(۳)
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے رافع مولى سعد رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ دیا ہے:

أَخْرَجَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَارِثِيُّ فِي مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۴)
علامہ محمد بن یوسف صامی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امام اعظم رحمہ اللہ کی سترہ مسانید میں سے پہلی مسند امام حارثی رحمہ اللہ ہی کو اپنے شیوخ ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری، ابو الفضل عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ درج کیا ہے۔ ^(۵)

امام عجلونی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے ”کشف الخفاء“ میں ”أحدوا الحدود بالشبهات“ والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا:

(۱) تعجیل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹

(۲) تعجیل المنفعة: حرف الغین، ج ۲ ص ۵۲۳

(۳) الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: عبد الله بن محمد بن يعقوب، ج ۱ ص ۲۸۹

(۴) الإصابة فی تمییز الصحابة: ترجمة: رافع مولى سعد، ج ۲ ص ۳۷۴

(۵) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون المسند الأول، ص ۳۲۲، ۳۲۳

رواہ الحارثی فی مسند ابی حنیفہ عن ابن عباس مرفوعاً۔

ترجمہ:- اس حدیث کو امام حارثی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے مرفوعاً ”مسند ابی حنیفہ“ میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”المعجم المفہر“ میں دو طرق سے امام حارثی رحمہ اللہ تک اپنی سند ذکر کی ہے، اور مسند کا تذکرہ بڑے واضح الفاظ میں کیا ہے:

مسند ابی حنیفہ لأبی محمد الحارثی عبد اللہ بن محمد۔^(۱)

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ حافظ حارث رحمہ اللہ کی اس سند کے متعلق فرماتے ہیں:

اور جو شخص بھی ان کی اس سند کا مطالعہ کرے گا جس میں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مرویات کو جمع کیا ہے، وہ علم حدیث میں ان کے تبحر اور طریق اسانید و متون پر ان کی نظر کی ہمہ گیری کا قائل ہو جائے گا:

ومن طالع مسنده الذی جمعه للإمام أبی حنیفہ علم تبعة فی علم الحديث وإحاطته بمعرفة الطرق والمتون۔

حافظ عبداللہ حارثی رحمہ اللہ کی اس کتاب کا اختصار علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے کیا، ان کا اختصار ”مسند ابی حنیفہ للحصکفی“ کے نام سے مشہور ہے، علا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے اس کی شرح لکھی ”مسند الأنام فی شرح مسند الإمام“ کے نام سے، پھر علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام حارثی رحمہ اللہ کی اصل مسند کو ابواب پر مرتب کیا، بعد کے دور میں علامہ محمد عابد السندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے مسند حصکفی کو جو مسند حارثی کی تلخیص ہے، ابواب فقہیہ پر مرتب کیا، یہی کتاب آج کل ”مسند امام اعظم“ کے نام سے مشہور و متداول اور درس نظامی میں شامل ہے۔

امام حارثی رحمہ اللہ کا انتقال (۳۴۰ھ) میں ۸۲ سال کی عمر میں ہوا۔

۱۰- مسند امام عبداللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ

آپ کا نام: عبداللہ، والد کا نام: عدی، کنیت: ابواحمد (متوفی ۳۶۵ھ)، آپ کی پیدائش

(۱) المعجم المفہر: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۱، رقم: ۱۱۲۹

۲۷۷ھ میں ہوئی، جرجان سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر محدث اور حافظ حدیث ہیں۔ علم حدیث کے لئے آپ نے پانچ بڑے اسفار کئے، انہوں نے پہلی مرتبہ ۲۹۰ھ میں حدیث کا سماع کیا اور طلب حدیث میں ۲۹۷ھ میں مختلف ممالک کا سفر شروع کیا، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا: بہلول بن اسحاق تنوخی، محمد بن یحییٰ مروزی، عبد الرحمن بن قاسم دمشقی، جعفر بن محمد فریابی، ابو عبد الرحمن نسائی، صاحب المسند ابو یعلیٰ موصلی، صاحب الصحیح ابو بکر بن خزیمہ، ابو عروبہ، عمران بن موسیٰ بن مجاشع وغیرہ رحمہم اللہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابوسعید مالینی، حسن بن راعین، محمد بن عبد اللہ بن عبد کوہ، حمزہ بن یوسف سہمی، ابوالحسین احمد بن العالی رحمہم اللہ۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الْإِمَامُ، الْحَافِظُ، النَّاقِظُ الْجَوَالُ أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيٍّ.^(۲)

امام ابن عدی رحمہ اللہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) بیان

کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَدِيٍّ حَافِظًا مُتَّقِيًا، لَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِهِ أَحَدٌ مِثْلَهُ.^(۳)

ترجمہ:- امام ابن عدی حافظ حدیث اور پختہ محدث تھے، ان کے زمانے میں

کوئی بھی ان جیسا نہ تھا۔

امام حمزہ سہمی رحمہ اللہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو الحسن دارقطنی رحمہ اللہ

(متوفی ۳۸۵ھ) سے کہا کہ ضعیف روایات کے حالات پر کوئی تصنیف ہونی چاہئے، انہوں نے مجھ سے کہا:

أَلَيْسَ عِنْدَكَ كِتَابُ ابْنِ عَدِيٍّ، قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فِيهِ كِفَايَةٌ، لَا يُزَادُ عَلَيْهِ.^(۴)

ترجمہ:- کیا تمہارے پاس ابن عدی کی کتاب ”الکامل فی ضعف الرجال“

نہیں ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس ہے! انہوں نے فرمایا: وہ اس موضوع پر

کافی ہے، اس پر اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۳ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

ابْنُ عَدِيٍّ حَافِظٌ لَا تَأْسُ بِهِ.^(۵)

ترجمہ:- ابن عدی کے حافظ حدیث ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ ”الکامل فی ضعف الرجال“ میں تمام ضعیف راویوں کا تذکرہ نہیں ہے، بلکہ اس میں بہت سے ثقہ راویوں کا بھی ذکر آگیا، یہاں تک کہ صحیحین کے رجال کا بھی اس میں ذکر ہے، اس لئے صرف اس کتاب کو دیکھ کر کسی راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں ہر اس راوی کا ذکر کیا ہے جس پر کسی نے کلام کیا ہو، اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو۔ چنانچہ علامہ ابن عدی رحمہ اللہ نے خود امام احمد بن صالح المصری اور عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوی رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرمایا کہ میں نے اگر یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کروں گا جس پر کلام ہوا ہو تو میں کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا، ان کی جلالتِ شان اور ثقاہت کی وجہ سے:

ولولا أني شرطت في الكتاب أن كل من تكلم فيه متكلم ذكرته وإلا

كنت لا أذكره^(۱)

امام ابن عدی رحمہ اللہ کے اپنے اس اعتراف سے بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے ہر متکلم فیہ راوی کا ذکر کیا ہے، اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، امام ابن عدی نے تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ مشہور تابعی کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں کیا ہے، حالانکہ ان کے مناقب صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دُعا کروانا۔

صحیح بخاری کے راوی ابوسلیمان البصری رحمہ اللہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دو مرتبہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں، امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابو حاتم رازی، رحمہم اللہ ان تینوں اسماء الرجال کے ماہرین نے باوجود یہ کہ متشدد بھی ہیں، ان کی توثیق کی ہے، لیکن امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ ضعیف میں کیا ہے:

أَبُو سُلَيْمَانَ الْبَصْرِيُّ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثِقَةٌ ثِقَةٌ وَوَثْقُهُ بِنِ مَعِينٍ

(۱) الکامل: ترجمة: عبد الله بن محمد بن عبد العزيز، ج ۵ ص ۴۳۸، رقم: ۱۱۰۲ / الکامل: ترجمة: أحمد بن صالح

المصري، ج ۱ ص ۲۹۵، رقم: ۲۱

وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو حَاتِمٍ وَابْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُمْ وَأَمَّا ابْنُ عَدَىٰ قَدْ ذَكَرَهُ فِي الضُّعْفَاءِ^(۱)

صحیح مسلم کے راوی امام حمید بن ہلال کا ذکر بھی اس کتاب میں ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں: امام حمید بن ہلال رحمہ اللہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، اور بصرہ کے ثقہ راویوں میں سے ہیں، میں (امام ذہبی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ ان سے صحیح مسلم میں روایت موجود ہے، چونکہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اکامل میں ان کا ذکر کیا ہے تو اس لئے میں نے بھی ان کا ذکر کیا ہے ورنہ یہ روای قابل حجت ہیں:

حمید بن ہلال من جلة التابعين وثقاتهم بالبصرة. قلت: روايته عنه في مسلم، وهو في كامل ابن عدى مذکور، فلهذا ذكرته وإلا فالرجل حجة.^(۲)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل، آپ کے صاحبزادے حماد اور خود آپ کے متعلق فرمایا کہ یہ تینوں ضعیف ہیں۔^(۳) بڑی حیرت کی بات ہے کہ فن رجال میں نمایاں مقام رکھنے کے باوجود اس قدر غفلت اور لاپرواہی کہ ایک ہی جملے میں بغیر کسی سبب ضعف کے تینوں ائمہ پر حکم لگا دیا گیا، یہ رویہ اہل علم کے شایان شان نہیں ہے۔ آخر یہ ضعیف ہیں تو کوئی وجہ ضعف بھی ہوگی، اسے ذکر کیا جائے یہ کیوں ضعیف ہیں؟ جب کہ امام صاحب کے متعلق تعدیل مفسر موجود ہے، اکابر اہل علم نے آپ کی توثیق کی ہے، آپ کی امامت وعدالت وثقاہت تو متفق علیہ ہے۔

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر یحییٰ رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۰ھ) فرماتے ہیں: انه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته.^(۴)

(۱) فتح الباری: الفصل التاسع فی سیاقی أسماء من طعن فیہ من رجال هذا الكتاب، ج ۱ ص ۴۳۴

(۲) میزان الاعتدال: ترجمة: حمید بن ہلال، ج ۱ ص ۶۱۶، رقم: ۲۳۴۵

(۳) الكامل: ترجمة: إسماعیل بن حماد، ج ۱ ص ۵۰۹

(۴) الروض الباسم فی الذب عن سنة أبي القاسم، ج ۱ ص ۳۰۸

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ اور امانت داری تو اتر کے ساتھ ثابت ہے۔

علامہ ابن البرماکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَتَبَيَّنَتْ فِي الْعِلْمِ إِمَامَتُهُ وَتَأَثَّرَتْ بِفَقْهِهِ وَعَنَانَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ^(۱)

ترجمہ:- اس باب میں درست بات یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کی عدالت، دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو، ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ کی یہ جرح مبہم ہے، اور جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:

أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَمِنْهُمْ الْحَنَفِيَّةُ وَأَكْثَرُ الْمُحَدِّثِينَ وَمِنْهُمْ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ لَا يَقْبَلُ الْجَرْحَ إِلَّا مُبَيَّنًا سَبَبُهُ كَأَنْ يَقُولَ الْجَارِحُ فُلَانٌ شَارِبٌ خَمْرٍ أَوْ أَكَلَ رِبَاً^(۲)

ترجمہ:- اکثر فقہائے کرام جن میں ائمہ احناف، اکثر محدثین کرام جن میں امام بخاری و مسلم بھی شامل ہیں، فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت قابل قبول ہوگی جب سبب جرح بیان کیا جائے، جیسا کہ جارح کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے، یا سود کھاتا ہے، تو اب جرح قبول ہوگی۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ کی اس جرح کے متعلق محقق العصر علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قلت: قول ابن عدی إن كان مقبولا في إسماعيل وحماد إذا بين سبب

(۱) جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۳

(۲) التقرير والتحجير: الباب الثالث: السنة. فصل في شرائط الراوى، مسألة لا يقبل الجرح إلا مبينا

الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعاً في أبي حنيفة. (۱)

ترجمہ:- جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سببِ ضعف بیان نہ کیا جائے تو اس وقت تک ابنِ عدی کی جرح مقبول نہیں، کیونکہ جرحِ مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن یہ جرحِ امام ابو حنیفہ کے بارے میں یقینی طور پر غیر مقبول ہے۔

بہر حال اگر یہ جرح بالفرض والحال تسلیم کر بھی لی جائے تو یہ ان کے ابتدائی دور کی بات ہے جب انہوں نے ”الکامل“ لکھی تھی، لیکن جب وہ مصر گئے اور وہاں سرخیل احنافِ امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) سے ملاقات اور ان کی صحبت کے نتیجے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کی صحیح تصویر ان کے سامنے آئی تو پھر انہوں نے اپنے سابقہ تمام نظریات سے رجوع کیا، اور پھر باقاعدہ انہوں نے امام صاحب کی مسند روایات کو جمع کیا، شاید اس کے کفارے میں انہوں نے ”مسند ابی حنیفہ“ تصنیف کی، اور امام صاحب کی مسند روایات کو یکجا کیا۔

محدث ناقد علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدی علی بعدہ عن الفقه والنظر والعلوم العربیة، طویل اللسان فی ابی حنیفہ وأصحابہ، ثم لما اتصل بابی جعفر الطحاوی وأخذ عنہ تحسنت حالته یسیراً حتی ألف مسنداً فی أحادیث ابی حنیفہ. (۲)

ترجمہ:- امام ابنِ عدی فقہ، نظر (استخراج و استنباط میں غور و فکر) اور علومِ عربیہ سے دور رہنے کی وجہ سے امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں زبان دراز تھے، پھر جب امام ابو جعفر طحاوی سے ملے اور ان سے اخذِ علم کیا تو ان کی حالت قدرے اچھی ہو گئی، یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ کی مسند تالیف کی۔

نیز بلند پایہ محقق، رجال اور اصول حدیث پر گہری نظر رکھنے والے شیخ عبدالفتاح ابو غدہ

(۱) الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیۃ: ترجمہ: اسماعیل بن حماد، ص ۸۱

(۲) تالیف الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمہ ابی حنیفہ من الاکاذیب: ص ۱۶۹

رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱ھ) نے بھی اپنے اُستاذ کے حوالے سے یہ بات ”الرفع والتکمیل فی الجرح والتعذیل“ کے حاشیے میں نقل کی ہے۔^(۱)

امام ابن عدی رحمہ اللہ کی اس مسند کا تذکرہ کئی اہل علم نے کیا ہے، سلطان الملک المعظم علامہ یحییٰ بن ابوبکر ایوبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ) نے اپنی کتاب ”السهم المصیب فی کبد الخطیب“ میں امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

مؤرخ اسلام امام ابن العدیم رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے بھی امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

وقد نظرت فی مسانید أبی حنیفة رضی اللہ عنہ وہی مسندہ الذی جمعه

المحافظ أبو أحمد بن عدی۔^(۳)

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے ”جامع المسانید“ میں اپنے شیخ ابو محمد حسن بن احمد بن ہبہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند کی تخریج کی ہے اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔^(۴)

امام محمد بن یوسف صالمی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امام اعظم کی مسانید کو بیان کرتے ہوئے ”المسند السادس“ کے تحت امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا، امام صالمی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل اسناد کے ساتھ اس مسند کی تخریج کی ہے۔^(۵)

۱۱۔ مسندِ امام محمد بن مظفر رحمہ اللہ

نام: محمد، والد کا نام: مظفر، کنیت: ابوالحسن (متوفی ۳۷۹ھ)، آپ کی ولادت بغداد ۲۸۶ھ میں ہوئی، ۳۵۵ھ میں انہوں نے حدیث کا سماع شروع کیا، جب کہ ان کی عمر ۱۳ سال تھی، طلب

(۱) دیکھئے: الرفع والتکمیل: ص ۳۳۰، ۳۳۱

(۲) السهم المصیب فی کبد الخطیب، ص ۱۱۲

(۳) بغیة الطلب فی تاریخ حلب: ترجمة: الحسن بن علی بن یزید بن داود، ج ۶، ص ۷۱۰

(۴) جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند السادس، ج ۱، ص ۸۱

(۵) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون المسند السادس، ص ۳۲۵

حدیث میں مصر، شام، جزیرہ و عراق کا سفر کیا۔ آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کی: حامد بن شعیب الجلی، ابوبکر بن باغندی، ابوالقاسم بغوی، یثیم بن خلف دوری، قاسم بن زکریا المطرز، احمد بن حسن الصوفی، محمد بن جریر طبری، عبد اللہ بن صالح وغیرہ رحمہم اللہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابو حفص بن شاہین، ابو حسن علی بن عمر دارقطنی، ابوبکر البرقانی، محمد بن ابوالفوارس، ابو عبد الرحمن سلمی، ابو نعیم اصبہانی، حسن بن محمد خلال، ابوقاسم تنوخی وغیرہ رحمہم اللہ۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ار کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشَّيْخُ، الْحَافِظُ، الْمُجَوِّدُ، مُحَدِّثُ الْعِرَاقِ، أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُظْفَرِ.^(۲)

صاحب السنن امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن المظفر رحمہ اللہ کی بے حد تعظیم کیا کرتے تھے، قاضی محمد بن عمر بن اسماعیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا الْحَسَنِ الدَّارِقَطَنِيَّ يُعَظِّمُ أَبَا الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُظْفَرِ وَيَجْلَهُ وَلَا يَسْتَنْدُ بِحَضْرَتِهِ.^(۳)

ترجمہ:- میں نے دیکھا کہ ابوالحسن دارقطنی امام ابوالحسین بن المظفر کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے، اور ان کی موجودگی میں ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ حَافِظًا فَهْمًا، صَادِقًا مَكْثَرًا.^(۴)

ترجمہ:- آپ حافظ حدیث ذہین، صادق اور کثیراً حدیث بیان کرنے والے تھے۔

موصوف کے کثیر الحدیث اور بے مثال حافظے کا اندازہ اس واقعے سے لگائیں کہ ایک دفعہ امام ابن ابی الفوارس رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) نے ان سے ایک روایت کے متعلق پوچھا جو ”باغندی عن ابن زید المذاری عن عمرو بن عاصم“ کی سند سے مروی ہے، تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے۔ امام ابن ابی الفوارس رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ دیکھ لیجئے! شاید آپ کے پاس ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

(۲،۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۱۶ ص ۴۱۸، ۴۱۹

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۴ ص ۲۸، ۲۷

(۴) تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۴ ص ۲۸

لو كان عندي لكنت أحفظه. عندي عن الباغندي مائة ألف حديث ما فيها هذا.

ترجمہ:- اگر یہ حدیث میرے پاس ہوتی تو مجھے یاد ہوتی، میرے پاس باغندی سے مروی ایک لاکھ احادیث ہیں لیکن ان سے مروی یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے۔^(۱)

حافظ ابوبکر احمد بن محمد البرقانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۵ھ) امام ابن المظفر رحمہ اللہ کے کثیر الحدیث ہونے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

كتب الدارقطني عن ابن المظفر ألف حديث وألف حديث وألف حديث فعدد ذلك مرات.^(۲)

ترجمہ:- میں نے دارقطنی کے طریق سے امام ابن المظفر سے ایک ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ عدد گنوا یا۔

اس قدر بلند پایہ محدث، حافظ حدیث، علم حدیث و رجال حدیث میں گہری دسترس رکھنے والے عظیم المرتبت انسان جو صرف ایک محدث امام باغندی رحمہ اللہ کی ایک لاکھ احادیث کے حافظ تھے، تو دیگر محدثین کی کس قدر احادیث ان کے حافظے میں محفوظ ہوں گی! وقت کے اس جلیل القدر محدث نے بھی امام صاحب کی مسند لکھی جو حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے بلند پایہ مقام پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

امام محمد بن عبد الغنی بغدادی المعروف ابن نقطۃ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ھ) امام محمد بن مظفر رحمہ اللہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمع مسند أبي حنيفة.^(۳)

ترجمہ:- انہوں نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: محمد بن المظفر بن موسیٰ، ج ۳ ص ۱۲۶

(۲) تاریخ مدینۃ دمشق لابن عساکر: ترجمہ: محمد بن المظفر بن موسیٰ، ج ۵۶ ص ۷

(۳) التقیید للمعرفة رواة السنن والمسائید: ترجمہ: محمد بن المظفر، ج ۱ ص ۱۱۳

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کو نقل کیا ہے، ان کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱- ابو محمد یوسف ابن ابی الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی رحمہ اللہ۔

۲- ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن رحمہ اللہ۔

۳- علی بن معالی رحمہ اللہ۔

۴- عبد اللطیف المعروف النجفی رحمہ اللہ۔^(۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسند ابن المقرئ کا ذکر کرنے کے بعد حافظ ابو الحسین بن المظفر رحمہ اللہ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنی متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اس مسند کو اپنے دو شیوخ محدث ابو الفارس عبد العزیز ابن نجم الدین علوی رحمہ اللہ اور حافظ ابو فضل بن بکر شافعی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔^(۳)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے مسند ابن ابی المظفر کا تذکرہ کیا ہے۔^(۴)

۱۲- مسند امام طلحہ بن محمد بغدادی رحمہ اللہ

نام: طلحہ، والد کا نام: محمد، کنیت: ابو القاسم (متوفی ۳۸۰ھ)۔ آپ کی پیدائش ۲۹۱ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا: عمر بن اسماعیل ثقفی کوفی، محمد بن عباس، عبد اللہ بن زید ان، محمد بن حسین الاششانی، ابو قاسم بغوی، ابو بکر بن ابی داؤد اور دیگر ائمہ سے، رحمہم اللہ۔ آپ سے درج ذیل محدثین نے روایت کیا: فقیہ عمر بن ابراہیم ازہری، ابو محمد الخلال، علی بن حسن تنوخی، حسن بن علی جوہری وغیرہ رحمہم اللہ۔^(۵)

(۱) جامع المسانید: الباب العالی: اما المسند العالی، ج ۱ ص ۷۹

(۲) تعجیل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۰

(۳) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون المسند العالی، ص ۳۲۳

(۴) دیکھئے: کشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۵) تاریخ بغداد: ترجمة: طلحة بن محمد بن جعفر، ج ۹ ص ۳۵۶

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:
الشَّاهِدُ الشَّيْخُ الْعَالِمُ الْأَخْبَارِيُّ الْمَوْزَعُ أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغْدَادِيُّ
الْمُقَرَّبِيُّ^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

طلحة بن محمد الشاهد بغدادی مشہور فی زمن الدارقطنی، صحیح
السماع^(۲)

ترجمہ:- طلحہ بن محمد شاہد بغدادی، امام دارقطنی کے زمانے کے مشہور اور صحیح
السماع محدث ہیں۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ، امام طلحہ رحمہ اللہ کی ثقاہت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:
کان مقدم العدول والثقات الأثبت فی زمانہ^(۳)

ترجمہ:- آپ اپنے زمانے کے عدول، ثقات اور پختہ محدثین میں سب سے
مقدم تھے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے دوسری مسند جو آپ تک متصل سند سے
بیان کی ہے وہ یہی امام طلحہ رحمہ اللہ کی تالیف کردہ ہے۔ امام خوارزمی رحمہ اللہ نے اس مسند کو اپنے
تین شیوخ سے نقل کیا ہے:

۱- یوسف بن عبدالرحمن ابن الجوزی رحمہ اللہ۔

۲- قاضی فخر الدین نصر اللہ بن علی بن عبدالرشید رحمہ اللہ۔

۳- ابو منصور عبدالقادر بن ابونصر قزوینی رحمہ اللہ^(۴)

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی ابو حفص عمر بن

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: طلحة بن محمد بن جعفر، ج ۱۶ ص ۳۹۶

(۲) میزان الاعتدال: ترجمة: طلحة بن محمد، ج ۲ ص ۳۴۲

(۳) جامع المسانيد: ترجمة: طلحة بن محمد، ج ۲ ص ۶۷۳

(۴) جامع المسانيد: الباب العالي: اما المسند العالي، ج ۱ ص ۷۹

حسن بن عمر ثوری مصری رحمہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام طلحہ رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔^(۱)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے امام ابو القاسم طلحہ بن محمد رحمہ اللہ کی ”مسند أبي حنيفة“ کا ذکر کیا ہے۔^(۲)

علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۶ھ) نے بھی ان کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ وہ اس مسند کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومسندہ الذی جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد.

ترجمہ:- یہ حدیث امام ابو حنیفہ کی مسند جس کو امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر نے تصنیف کیا ہے، اس میں مروی ہے۔^(۳)

علامہ علی بن عبد اللہ المعروف سمہودی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

رواه أبو القاسم طلحة بن محمد في مسند أبي حنيفة.^(۴)

مشہور مؤرخ امام ابن العدیم حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

ومسندہ الذی جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد.^(۵)

۱۳- مسندِ امام محمد بن ابراہیم مقری

نام: محمد، والد کا نام: ابراہیم، کنیت: ابوبکر (متوفی ۳۸۱ھ)، آپ اصہبان کے ممتاز حافظ حدیث، ثقہ، صدوق اور طلب حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے، ابن المقری کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۸۵ھ میں ہوئی، اور ۳۰۰ھ میں پہلی مرتبہ انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔

(۱) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الغالی، ص ۳۲۳

(۲) كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۳) شفاء السقام فی زیارة سيد الأنام، ص ۲۲۱

(۴) وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: الفصل الثالث فی توسل الزائر، الحال الرابع، ج ۴ ص ۱۹۸

(۵) بغية الطلب فی تاریخ حلب: ترجمة: الحسن بن علی بن یزید، ج ۶ ص ۲۷۱۰

آپ کے مشہور محدثین اساتذہ: محمد بن نصیر بن ابان، محمد بن علی فرقدي، عمر بن ابی غیلان، ابو بکر باغندی، حافظ ابو یعلیٰ احمد بن علی موصلي، احمد بن یحییٰ بن زہیر، امام ابو جعفر طحاوی رحمہم اللہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: حافظ ابو اسحاق بن حمزہ، ابو الشیخ ابن حیان، حافظ ابو نعیم اصبہانی، مؤرخ حمزہ بن یوسف سہمی، محمد بن عمر البتال، ابو زید محمد بن سلامہ، طاہر بن محمد بن احمد، ابو الطیب عبدالرزاق وغیرہ، رحمہم اللہ۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشَّيْخُ، الْحَافِظُ، الْجَوَّالُ، الصَّدُوقُ، مُسْنِدُ الْوَقْتِ.^(۲)

امام ابن المقرئ رحمہ اللہ علم حدیث کے حصول کی خاطر اپنے اسفار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طُفْتُ الشَّرْقَ وَالْغَرْبَ أَزْبَعَ مَرَّاتٍ.^(۳)

ترجمہ:- میں نے (علم حدیث کی خاطر) چار مرتبہ مشرق تا مغرب سفر کیا۔
نیز فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ عَشْرَ مَرَّاتٍ وَحَجَّجْتُ أَزْبَعَ حَجَّاتٍ وَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ خَمْسَةً وَعِشْرِينَ شَهْرًا.^(۴)

ترجمہ:- میں نے دس مرتبہ بیت المقدس حاضری دی، چار حج کئے، اور پچیس مہینے مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) آپ کی ثقاہت اور کثرت حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

مُحَدِّثٌ كَبِيرٌ ثِقَةٌ أَمِينٌ، صَاحِبُ مَسَائِدَ وَأُصُولٍ، سَمِعَ بِالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَمِصْرَ مَا لَا يُحْصَى كَلِمَةً.^(۵)

ترجمہ:- آپ محدث کبیر، ثقہ، امین، صاحب مسانید اور اصول ہیں، آپ

(۴۲۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: ابن المقرئ محمد بن ابراہیم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

(۵) تاریخ اصبہان: ترجمہ: محمد بن ابراہیم بن علی، ج ۲ ص ۲۶۷

نے عراق، شام اور مصر میں اتنی کثرت سے احادیث کا سماع کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

امام ابن نقطہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے امام ابن المقرئ رحمہ اللہ کی اس مسند کا ذکر

کیا ہے:

وجع مسند أبي حنيفة. ^(۱)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن المقرئ رحمہ اللہ کے تعارف

میں لکھا:

قد صنف مسند أبي حنيفة. ^(۲)

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے ناصر بن محمد بن ابوالفتح رحمہ اللہ کے ترجمے میں بھی اس مسند کا

ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

أَنَّ نَاصِرًا سَمِعَ مُسْنَدَ أَبِي حَنِيفَةَ لِابْنِ الْمُقَرَّرِ مِنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ
الإِخْشِيدِ. ^(۳)

ترجمہ:- یقیناً ناصر نے ابن المقرئ کی مسند ابی حنیفہ کا اسماعیل بن اخشید سے

سماع کیا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) سانید امام ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

و كذلك خرج المرفوع منه الحافظ أبو بكر بن المقرئ وتصنيفه أصغر
من تصنيف الحارثي. ^(۴)

ترجمہ:- اس طرح حافظ ابوبکر بن مقرئ نے امام ابو حنیفہ سے مرفوع احادیث

کی تخریج کی ہے، ان کی تصنیف حارثی کی تصنیف سے چھوٹی ہے۔

(۱) التقييد لمعرفة رواة السنن والمسالك: ترجمة: محمد بن إبراهيم بن علي، ج ۱ ص ۲۷

(۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن المقرئ ابوبكر محمد بن إبراهيم، ج ۳ ص ۱۲۱

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ناصر بن محمد، ج ۲ ص ۳۰۶

(۴) تعجيل المنفعة: مقدمة: ج ۱ ص ۲۴۰

نیز حافظ نے ”التلخیص الحبیر“ میں بھی اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

رواہ ابن المقرئ فی مسند أبی حنیفة. ^(۱)

نیز حافظ نے اس مسند کا تذکرہ کر کے اس کے مؤلف امام ابن المقرئ رحمہ اللہ تک اپنا

سلسلہ سند بھی ذکر کیا ہے:

حافظ کے الفاظ یہ ہیں:

مسند أبی حنیفة لأبی بکر ابن المقرئ. ^(۲)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) امام ابن المقرئ رحمہ اللہ کی تصنیفات میں

”مسند أبی حنیفة“ کا تذکرہ کرتے ہیں:

صاحب المعجم الکبیر ومسند أبی حنیفة والأربعین. ^(۳)

حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابن المقرئ رحمہ اللہ کی مسند کو

ترتیب دیا جیسا کہ ان کے شاگرد علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے اس کا تذکرہ کیا ہے:

وترتیب مسند أبی حنیفة لابن المقرئ. ^(۴)

علامہ محمد بن یوسف صامی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے اپنے شیوخ قاضی ابویحییٰ زکریا

بن محمد انصاری رحمہ اللہ اور حافظ ابوالفضل بن ابی بکر رحمہ اللہ کے طریق سے مسند ابن المقرئ کی تخریج

کی ہے۔ ^(۵)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے بھی ابن المقرئ کی مسند کا ذکر کیا ہے:

وروی ابن المقرئ فی مسند أبی حنیفة. ^(۶)

۱۴- مسند امام ابن شاہین رحمہ اللہ

آپ کا نام: عمر، والد کا نام: احمد، کنیت: ابو حفص ہے (متوفی ۲۸۵ھ)۔ آپ ابن شاہین

(۱) التلخیص الحبیر: کتاب الحج، باب سنن الإحرام، ج ۲ ص ۵۲۲، رقم: ۱۰۰۳

(۲) المعجم المفہرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۰

(۳) طبقات الحفاظ: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ص ۳۸۸

(۴) الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: قاسم بن قطلوبغا، ج ۶ ص ۱۸۶

(۵) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون المسند السادس عشر، ص ۳۳۳، ۳۳۴

(۶) نيل الأوطار: أبواب مواقيت الإحرام، باب التلبية وصفها وأحكامها، ج ۴ ص ۲۸۰

کے نام سے معروف ہیں، جو آپ کے نانا احمد بن محمد بن یوسف بن شاہین شیبانی کی جانب نسبت ہے۔ آپ اصلاً خراسان کے علاقے مروز کے رہنے والے تھے، لیکن بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی، آپ کی ولادت ۲۹۷ھ میں ہوئی، انہوں نے ۳۰۸ھ میں پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا، آپ کے چند مشہور اساتذہ حدیث یہ ہیں: ابو بکر محمد بن محمد باغندی، ابو القاسم بغوی، ابو ضییب عباس بن البرقی، شعیب بن محمد الذراع، ابو علی محمد بن سلیمان مالکی، ابو بکر بن زیاد و دیگر ائمہ رحمہم اللہ۔

آپ سے درج ذیل محدثین نے استفادہ کیا: ابو بکر محمد بن اسماعیل الوراق، ابوسعید مالینی، ابو بکر البرقانی، ابو محمد الجوهری، ابو القاسم التنوخی، ابوطالب العشاری رحمہم اللہ۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الشَّيْخُ الصَّدُوقُ، الْحَافِظُ، الْعَالِمُ، شَيْخُ الْعِرَاقِ، وَصَاحِبُ التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ۔^(۲)

امام ابن ماکول رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

هُوَ الثِّقَةُ، الْأَمِينُ، سَمِعَ بِالشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَفَارِسَ وَالْبَصْرَةَ، وَجَمَعَ الْأَكْبَابَ وَالْتِرَاجِمَ وَصَنَّفَ كَثِيرًا۔^(۳)

ترجمہ:- ثقہ مامون ہیں، انہوں نے شام، فارس اور بصرہ میں حدیث کا سماع کیا، انہوں نے مسائل و احکام اور علماء کے تراجم جمع کئے، نیز بہت سی کتب تصنیف کیں۔

امام ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) فرماتے ہیں:

ثِقَّةٌ مَأْمُونٌ صَنَّفَ مَا لَمْ يَصْنَفْهُ أَحَدٌ۔^(۴)

ترجمہ:- آپ ثقہ مامون ہیں، آپ جتنی کسی نے بھی کتب تصنیف نہیں کیں۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ کو تالیف کتب میں خصوصی ملکہ حاصل تھا، آپ کثرت تالیف کے ساتھ مشہور ہیں، آپ اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:

صَنَّفْتُ ثَلَاثِمِائَةَ مَصْنُوفٍ وَثَلَاثِينَ مَصْنُوفًا، مِنْهَا التَّفْسِيرُ الْكَبِيرُ أَلْفٌ

(۲۵۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاہین عمر بن أحمد بن عثمان، ج ۱، ص ۴۳۱، ۴۳۲

(۴) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: ابن شاہین ابو حفص عمر بن أحمد، ج ۳، ص ۱۳۰

جزء، ومنها المسند ألف وثلاثمائة جزء، والتاریخ مائة وخمسون جزءاً،
والزهد مائة جزء.^(۱)

ترجمہ:- میں نے تین سو تیس کتب لکھی ہیں، ان میں سے تفسیر کبیر ایک ہزار
جزء پر، مسند ایک ہزار تین سو جزء پر، تاریخ ڈیڑھ سو جزء پر مشتمل ہے۔
امام ابن شاہین رحمہ اللہ اپنی کتب کے لئے خریدی گئی سیاہی کے متعلق فرماتے ہیں:

حَسِبْتُ مَا اشْتَرَيْتُ بِهِ الْجُزْءَ إِلَى هَذَا الْوَقْتِ فَكَانَ سَبْعَ مِائَةٍ جِزْءٍ.
قَالَ الدَّاءُ وَوِدِّي: وَكُنَّا نَشْتَرِي الْجُزْءَ أَرْبَعَةَ أَرْطَالٍ بِدِرْهَمٍ.^(۲)

ترجمہ:- میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک میں سات سو درہم کی
سیاہی خرید چکا ہوں۔ امام داودی کہتے ہیں: ہم ایک درہم سے چار ارطال
(تقریباً دو سیر) سیاہی خریدتے تھے۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی
مسند کو جمع کیا۔ محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ الْخَطِيبُ نَفْسَهُ حِينَما رَحَلَ إِلَى دِمَشْقٍ اسْتَصْحَبَ مَعَهُ مَسْنَدَ أَبِي
حَنِيفَةَ لِلدَّارِ قُطْنِي، وَمَسْنَدَ ابْنِ شَاهِينَ، وَمَسْنَدَهُ لِلْخَطِيبِ نَفْسَهُ.^(۳)
ترجمہ:- خطیب بغدادی نے جب دمشق کا سفر کیا تھا تو اس وقت وہ امام دارقطنی
کی مسند ابی حنیفہ، امام ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ اور خود اپنی تالیف
مسند ابی حنیفہ ساتھ لے کر گئے تھے۔

۱۵- مسند امام دارقطنی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن
عبد اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)، بغداد کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث ہیں، آپ علم کے روشن مینار اور
اپنے زمانے کے حافظ تھے، آگے کی بات بغداد کے ایک محلے دارقطن میں ۳۰۶ھ میں ہوئی، اسی

(۲،۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابن شہاب بن ابی حنیفہ عمر بن احمد، ج ۳ ص ۱۳۰

(۳) تالیف الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفہ من الاکالیب: ص ۱۵۶

نسبت سے "دارقطنی" کہا جاتا ہے، آپ کی تصنیف "سنن دارقطنی" کتب حدیث میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ آپ نے مشرق تا مغرب فرکر کے کثیر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا جن میں سے بعض نمایاں نام درج ذیل ہیں:

ابو القاسم بغوی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، ابن ابوداؤد سجستانی، ابو حامد محمد بن ہارون حنفی، قاضی بدر بن میثم، احمد بن اسحاق بن بہلول، احمد بن قاسم فرائسی، محمد بن قاسم محارب، علی بن عبد اللہ بن مبشر رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ حدیث۔

اکابر ائمہ حدیث اور محدثین نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کے علمی مقام پر تبصرہ کیا ہے، صاحب المستدرک امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) بیان کرتے ہیں:

صار الدارقطنی أَوْحَدَ عَصْرَةٍ فِي الْحِفْظِ وَالْفَهْمِ وَالْوَرَعِ. وَإِمَاماً فِي الْقِرَاءَةِ وَالنَّحْوِيِّينَ. وَأَقَمْتُ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَسِتِّينَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ بِبَغْدَادَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ، وَكَثُرَ اجْتِمَاعُنَا، فَصَادَفْتَهُ فَوْقَ مَا وَصَفَ لِي، وَسَأَلْتَهُ عَنِ الْعِلَلِ وَالشُّيُوخِ، وَلَهُ مَصْنُفَاتٌ يَطُولُ ذِكْرُهَا، فَأَشْهَدُ أَنَّهُ لَمْ يَخْلَفْ عَلَى أَدِيمِ الْأَرْضِ مِثْلَهُ. ^(۱)

ترجمہ:- دارقطنی حفظ، فہم اور ورع میں فرید الدہر تھے، آپ قراء اور نحا کے امام تھے، میں نے ۳۶۷ھ میں بغداد میں چار مہینے قیام کیا تو اس دوران ان سے اکثر ملاقات کا شرف حاصل رہا، میں نے جیسا سنا تھا ان کو اس سے بڑھ کر پایا، میں نے ان سے علل حدیث اور شیوخ کے متعلق بہت سے سوالات کئے، ان کی کئی تصانیف ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیچھے پوری روئے زمین پر اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔

حافظ عبد الغنی بن سعید ازدی رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۹ھ) بیان کرتے ہیں:

أَحْسَنَ النَّاسِ كَلَاماً عَلَى حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ:

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد، ج ۳، ۱۳۲

علی بن المدینی فی وقتہ، وموسی بن ہارون فی وقتہ، وعلی بن عمر الدارقطنی فی وقتہ۔^(۱)

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک پر سب سے بہتر کلام کرنے والے تین لوگ ہیں: علی بن مدینی اپنے زمانے میں، موسیٰ بن ہارون اپنے دور میں، اور علی بن عمر دارقطنی اپنے وقت میں۔

امام ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں: شہدت باللہ أن شیخنا الدارقطنی لم یخلف علی اذیم الأرض مثله فی معرفة حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وكذلك الصحابة والتابعین وأتباعهم۔^(۲)

ترجمہ:- میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ دارقطنی نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح صحابہ، تابعین اور تبع تابعین (کے احوال) کی معرفت میں اپنے پیچھے پوری دھرتی میں اپنے جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔

۴- قاضی ابوالطیب طاہر بن عبد اللہ طبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں: کان الدارقطنی أمیر المؤمنین فی الحدیث، وما رأیت حافظاً ورد بغداد إلا مضی الیہ وسلم له۔^(۳)

ترجمہ:- دارقطنی امیر المؤمنین فی الحدیث تھے، میں نے کوئی حافظ حدیث ایسا نہیں دیکھا جو بغداد آیا ہو اور ان کے پاس سلام کے لئے حاضر نہ ہوا ہو۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ سے درج ذیل محدثین عظام نے روایت کیا ہے:

حافظ ابو عبد اللہ حاکم، حافظ ابو بکر برقانی، حمزہ بن محمد بن طاہر، ابو حامد اسفرائینی، تمام رازی، حافظ عبد الغنی ازدی، حافظ ابو نعیم اصبہانی، ابو محمد خلال، ابو القاسم بن محسن، قاضی ابوالطیب طبری، حمزہ بن یوسف سہمی اور دیگر اکابرین اہل علم نے، رحمہم اللہ۔

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الحسن علی بن عمر، ج ۱۶، ص ۴۵۴

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الحسن علی بن عمر، ج ۱۶، ص ۴۵۷

(۳) تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: علی بن عمر بن أحمد، ج ۴۳، ص ۱۰۱

امام دارقطنی رحمہ اللہ کئی گراں قدر تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ”السنن“، ”العلل الواردة فی الأحادیث النبویة“ اور ”المؤتلف والمختلف فی أسماء الرجال“ جیسی کتب شامل ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسند کو بھی جمع کیا۔
محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للدارقطني. (۱)

ترجمہ:- خطیب بغدادی جس وقت بذاتِ خود سفر کر کے دمشق گئے تو ان کے پاس امام دارقطنی کی مسند ابو حنیفہ بھی تھی۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) جب بغداد سے دمشق گئے تو ان کے ساتھ بہت سی کتب تھیں جو مسانید، فوائد، امالی اور منشور وغیرہ پر مشتمل تھیں۔ ان تمام کتب کی فہرست ان کے شاگرد محمد بن احمد بن محمد اندلسی مالکی رحمہ اللہ نے مرتب کی تھی جس کا نام ”تسبیۃ ما ورد بہ الخطیب دمشق من الکتب من روایتہ“ رکھا گیا، اس کتاب میں انہوں نے کل ۴۷۴ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، جس میں خود خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی ۶۴ تصانیف ہیں، اس کتاب کا قدیم مخطوط ”مکتبہ ظاہریہ، دمشق“ میں بلحاظ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۳۲ میں موجود ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتب پر مشتمل یہ فہرست، رسالے کی شکل میں ڈاکٹر محمود طحان کی تصنیف ”المحافظ الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث“ مطبوع ”دار القرآن الکریم بیروت“ ۱۴۰۱ھ کے ضمن میں شائع ہو چکی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے مسندِ ابی حنیفہ کو تصنیف کرنے پر یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی ”السنن“ میں تقریباً ۱۳۰ احادیث آپ کے طریق سے روایت کی ہیں۔

۱۶- مسندِ امام ابنِ مندہ رحمہ اللہ

آپ کا نام: محمد، والد کا نام: اسحاق، کنیت: ابو عبد اللہ (متوفی ۳۹۵ھ)، آپ اصہبان کے

(۱) تأنیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفہ من الأكاذیب: ۱۵۶

رہنے والے بے مثل حافظ حدیث تھے، آپ کا سن ولادت ۳۱۰ یا ۳۱۱ھ ہے، آپ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع ۳۱۸ھ میں کیا۔

آپ کے چند اکابر شیوخ حدیث: عبدالرحمن بن یحییٰ، عبداللہ بن ابراہیم مقرئ، محمد بن حسین قطان، عبداللہ بن یعقوب کرمانی، جعفر بن محمد بن موسیٰ، احمد بن زکریا مقدسی، اسماعیل صفار، ابوعلی محمد بن احمد السیدانی، حافظ ابو حاتم بن حبان، حافظ ابوعلی نیشاپوری وغیرہم۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإمام، الخافض، الجوال، محدث الإسلام، الخافض، صاحب التصانيف^(۱)۔

حافظ ابواسحاق بن حمزہ رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَنْدَةَ.

ترجمہ:- میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۰ھ) کے پاس امام ابن مندہ رحمہ اللہ کا تذکرہ ہوتا

تو فرماتے:

كَانَ جَبَلًا مِنَ الْجِبَالِ.

ترجمہ:- آپ علم کے پہاڑ تھے۔

امام جعفر بن محمد المستغفری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۲ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْفَظَ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَنْدَةَ.

ترجمہ:- میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا۔

مذکورہ اقوال کے لئے دیکھیں: سیر أعلام النبلاء^(۲)۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی زبانی آپ کے طویل اسفار، کثرت تصانیف اور آپ کے علمی مقام کا

حال سنیں:

لما رجع من الرحلة الطويلة كانت كتبه عدة أحمال حتى قيل: إنها

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابو عبد الله محمد بن اسحاق، ج ۱ ص ۲۸، ۲۹.

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابو عبد الله محمد بن اسحاق، ج ۱ ص ۳۲، ۳۸.

كانت أربعين حملاً، وما بلغنا أن أحداً من هذه الأمة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرجالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف.^(۱)

ترجمہ:- جب آپ طویل سفر سے واپس لوٹے تو کئی اونٹ آپ کی کتب سے بھرے ہوئے تھے، حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وہ چالیس اونٹ تھے، ہمیں نہیں معلوم کہ اس اُمت میں کسی ایک نے بھی اس قدر احادیث کا سماع کیا ہو جتنا انہوں نے کیا، اور اتنا علم جمع کیا ہو جتنا انہوں نے جمع کیا، کثرتِ اسفار آپ پر ختم ہیں، نیز حفظ، معرفت، صدق اور کثرتِ تصانیف کی خوبیوں کے ساتھ آپ کثرت سے احادیث روایت کرنے والوں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی گراں قدر تصانیف میں ”مسند ابی حنیفہ“ بھی شامل ہے، ڈاکٹر فواد سیزگین نے مسند ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی مسند کا بھی ذکر کیا ہے، ان کے مطابق مسند ابی حنیفہ ابن مندہ کا یہ نسخہ (مخطوطے کی صورت میں) باتفایا جکارتا، کی لائبریری میں کتب حدیث کے تحت رقم ۶۷۶ کے زیر عنوان محفوظ ہے۔^(۲)

نیز امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند ابی حنیفہ کو بھی حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، مسند حارثی میں پہلی حدیث ہی امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے حارثی کے طریق سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل بیان کی ہے۔^(۳)

نیز امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی کتاب ”فتح الباب فی الکنی والألقاب“ کے محقق ابوقتیبہ نظر محمد الفاریابی نے اس کتاب کے مقدمے میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔^(۴)

۱۔ مسند امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ

نام: احمد، والد کا نام: عبد اللہ، کنیت: ابو نعیم (متوفی ۴۳۰ھ)، آپ رجب المرجب ۳۳۶ھ

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابن مندہ أبو عبد اللہ محمد بن اسحاق، ج ۳ ص ۱۵۸

(۲) تاریخ التراث العربی: ج ۳ ص ۴۲

(۳) مسند ابی حنیفہ: ص ۱۹، رقم ۱

(۴) فتح الباب فی الکنی والألقاب، ص ۸

میں اصہبان میں پیدا ہوئے، امام ابو نعیم کے والد عبد اللہ علم و فن کے بڑے دلدادہ تھے، انہوں نے اپنے فرزند کو نہایت کم سنی ہی میں تحصیل علم اور سماع حدیث کے مقدس، بابرکت مشغلے میں لگا دیا تھا، چنانچہ ۳۴۲ھ میں ابو نعیم نے احادیث کا باقاعدہ سماع شروع کر دیا تھا، آپ نے محدثین کی کثیر تعداد سے روایت کیا ہے جن میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

امام ابو عبد اللہ بن جعفر، قاضی ابو احمد العسال، محمد بن معمر ذہلی، مخلد بن جعفر و قیقی، احمد بن یوسف نصیبی، فاروق بن عبد الکبیر خطابی، ابو بکر عبد اللہ بن یحییٰ اور دیگر ائمہ حدیث سے، رحمہم اللہ۔
آپ کے چند محدثین تلامذہ کے اسمائے گرامی: ابو بکر خطیب بغدادی، ابو بکر محمد بن ابراہیم مستملی، ہبہ اللہ بن محمد شیرازی، ابوسعید محمد بن محمد مطرز، ابو الفضائل محمد بن احمد، ابو العلاء حسین بن عبید اللہ رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الْإِمَامُ، الْحَافِظُ، الثَّقَةُ، الْعَلَامَةُ، شَيْخُ الْإِسْلَامِ، وَصَاحِبُ الْحِلْيَةِ^(۱)

امام ابو نعیم اصہبانی رحمہ اللہ کے شاگرد خطیب بغدادی رحمہ اللہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

لَمْ أَرْ أَحَدًا أَظْلَقَ عَلَيْهِ اسْمَ الْحَفِظِ غَيْرَ جُلَيْنٍ، أَبُو نُعَيْمٍ الْأَصْبَهَانِيُّ وَأَبُو حَازِمٍ الْعَبْدِيُّ^(۲)

ترجمہ:- سوائے دو شخصوں کے کسی ایک پر بھی میں نے حفظ حدیث کا اطلاق

ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ دو شخص: ابو نعیم الاصبہانی اور ابو حازم عبدوی ہیں۔

امام حمزہ بن عباس علوی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ) کی روایت سے محدثین کی زبانی امام ابو نعیم

رحمہ اللہ کا علم الحدیث میں بلند رتبہ ملاحظہ فرمائیں:

كَانَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ يَقُولُونَ: بَقِيَ أَبُو نُعَيْمٍ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً لَا تَظِيرُ لَا

يُوجَدُ شَرْقًا وَلَا غَرْبًا أَعْلَى مِنْهُ إِسْنَادًا، وَلَا أَحَقُّظُ مِنْهُ. وَكَانُوا يَقُولُونَ:

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعیم أحمد بن عبد الله، ج ۱۷ ص ۴۵۴

(۲) سیر أعلام النبلاء: ج ۱۷ ص ۴۵۸

لَمَّا صَنَّفَ كِتَابَ الْحَلِيَّةِ مَجَّلَ الْكِتَابَ إِلَى ثَمَسَاهُورَ حَالِ حَيَاتِهِ
فَاشْتَرَوْهُ بِأَرْبَعِ مِائَةِ دِينَارٍ^(۱)

ترجمہ:- محدثین فرماتے ہیں کہ ابو نعیم نے بے مثل چودہ سال گزارے کہ مشرق و مغرب میں ان سے بہترین سند اور ان جیسا حافظ حدیث کوئی نہیں ملتا تھا، محدثین یہ بھی کہتے تھے: جس وقت ابو نعیم نے اپنی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ کو تصنیف کیا اور اسے اپنی زندگی میں ہی نیشاپور لے کر گئے، تو ائمہ نے چار سو دینار میں اس کتاب کو خریدا (آج کے دور میں ان کی مالیت لاکھوں روپے بنتی ہے)۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الْإِمَامُ الْجَلِيلُ الْحَافِظُ أَبُو نَعِيمٍ الْأَصْبَهَانِيُّ الصُّوفِيُّ الْجَامِعُ بَيْنَ الْفِقْهِ
وَالْتَصَوُّفِ وَالنِّهَايَةِ فِي الْحِفْظِ وَالضَّبْطِ^(۲)

آپ حدیث کے علاوہ فقہ و تصوف میں بھی جامع کمالات تھے، تصوف و سلوک سے ان کی دلچسپی خاندانی تھی، ان کے نانا محمد بن یوسف مشہور اہل اللہ اور اکابر صوفیاء میں سے تھے، امام ابو نعیم رحمہ اللہ کو بھی اس میں کمال تھا، اس پر ان کی شہرہ آفاق کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ شاہد ہے، آپ کی اس کتاب کے متعلق امام ابو طاہر احمد بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُصَنَّفْ مِثْلُ كِتَابِ حَلِيَّةِ الْأَوْلِيَاءِ.

ترجمہ:- ابو نعیم کی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ جیسے کبیر حافظ حدیث اور محدث عصر نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مرتبہ علم حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے مروی احادیث کو اپنی سند میں جمع کیا۔
علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ سے متصل سند کے

(۱) سیر أعلام النبلاء: ج ۱ ص ۳۵۸

(۲) طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: أحمد بن عبد الله بن أحمد، ج ۳ ص ۱۸

ساتھ امام ابو نعیم رحمہ اللہ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کو روایت کیا ہے، آپ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱- ابو عبد اللہ محمد بن عثمان بن عمر رحمہ اللہ۔

۲- قاضی القضاة شہاب الدین ابو علی حسن بن عبد القاہر رحمہ اللہ۔

۳- ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر رحمہ اللہ۔

۴- ابو اسحاق نجیب الدین ابراہیم بن خلیل بن عبد اللہ رحمہ اللہ۔^(۱)

امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو الفتح جمال الدین ابراہیم بن ابو الفتح قلشندی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ مسند ابی نعیم کا تذکرہ کیا ہے۔^(۲)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے تحت مسانید امام اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے چوتھے نمبر پر مسند ابی نعیم کا بھی ذکر کیا ہے۔^(۳) علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر المنیفة“ کے مقدمے میں امام ابو نعیم کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔^(۴)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ کی یہ مسند بھی ”مسند الإمام أبی حنیفہ رواية أبی نعیم“ کے نام سے ”مکتبۃ الکوثر“ ریاض سے ۱۴۱۵ھ میں نظر محمد الفاریابی کی تحقیق کے ساتھ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل چھپ چکی ہے۔

۱۸- مسند امام احمد بن محمد کلاعی رحمہ اللہ

نام: احمد، والد کا نام: محمد، کنیت: ابو عمر (متوفی ۴۳۲ھ)، قرطبہ سے تعلق رکھنے والے یہ عظیم محدث مظفر عبد الملک ابن ابی عامر کے زمانے میں ۳۹۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی، آپ کے چند محدثین اساتذہ: ابوالمطرف قزازعی، قاضی یونس بن عبد اللہ، ابو محمد بن بنوٹی، مکی بن ابی طالب

(۱) جامع المسانید: الباب الثانی اما المسند الرابع، ج ۱ ص ۸۵

(۲) عقود الجمان: الباب الثانی والعشرون المسند الرابع، ۳۲۳

(۳) کشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۴) عقود الجواهر المنیفة: مقدمة، ج ۱ ص ۶

مقری، ابوالقاسم خزرجی، ابوالطرف بن جرج، ابو محمد بن شقاق اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ۔^(۱)
امام ابن بشکوال رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۸ھ) آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكان مقرراً فاضلاً ورعاً، عالماً بالقراءات ووجوهها، ضابطاً لها وألف
كتباً كثيرة في معناها.^(۲)

ترجمہ:- امام کلاعی قراءات کے مدرس، صاحب فضیلت، پرہیزگار، فن قراءات
اور ان کے طرق کے عالم تھے، اور ان کو ضبط کرنے والے تھے، آپ نے
قراءات کے معانی اور مفہیم پر کئی کتب تصنیف کیں۔

آپ کا انتقال ہفتے کے دن بوقت زوال ۱۰/۱۰/۲۳۲ھ کو ہوا۔

تلاشِ بسیار کے باوجود آپ کے تفصیلی حالات بندے کو کسی کتاب میں نہ مل سکے، امام
کلاعی رحمہ اللہ نے بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی مسند کو جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار شیوخ کے متصل طریق سے امام
کلاعی رحمہ اللہ کی مسند کو ذکر کیا ہے، آپ کے چار شیوخ یہ ہیں:
۱- عبداللطیف بن عبدالنعم حرانی رحمہ اللہ۔

۲- شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ۔

۳- ابوالمنصور عبدالقادر بن ابی نصر قزوینی رحمہ اللہ۔

۴- یوسف بن احمد بن ابی الحسن رحمہ اللہ۔^(۳)

امام محمد بن یوسف صامی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے دو شیوخ فضل بن اوجاقی
رحمہ اللہ اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمرو وی رحمہ اللہ کے متصل طرق سے امام کلاعی رحمہ اللہ کی ”مسند
ابی حنیفہ“ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۴)

(۲،۱) البصلة فی تاریخ ائمة الأندلس: ترجمة: أحمد بن محمد بن خالد، ص ۵۲، ۵۳

(۳) جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند التاسع، ج ۱ ص ۸۲

(۴) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند التاسع، ص ۳۲۸

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے تحت آٹھویں نمبر پر امام کلائی رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔^(۱)

۱۹- مسندِ امام ابوالحسن ماوردی رحمہ اللہ

آپ کا نام: علی، والد کا نام: محمد، کنیت: ابوالحسن (متوفی ۴۵۰ھ)، آپ کی ولادت ۳۶۳ھ میں ہوئی، آپ وقت کے چیف جسٹس تھے، امام ماوردی رحمہ اللہ نے درج ذیل ائمہ سے علم حدیث حاصل کیا: حسن بن علی بن محمد، محمد بن معلیٰ ازدی، جعفر بن محمد بن فضل، محمد بن عدی بن جریر رحمہم اللہ۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

الإمام العلامة، أقطى القضاة، صاحب التصانيف.^(۲)

قاضی شمس الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو ان کی کتاب ”الحاوی“ کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے تجربہ علمی اور مذہب کی پہچان کی گواہی دے گا، مذاہب فقہاء خصوصاً فقہ شافعی اور فروعیات پر ان کی گہری نظر تھی:

مَنْ طَالَعَ كِتَابَ الْحَاوِي يَشْهَدُ لَهُ بِالتَّبَعْرِ وَمَعْرِفَةِ الْمَذْهَبِ.^(۳)

آپ کی زندگی میں للہیت، اخلاص، رضائے الہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ نے اپنی زندگی میں اپنی تصنیفات میں سے کسی کا اظہار نہیں کیا، جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ایک قابل اعتماد شخص کو بتایا کہ میرے مکان میں فلاں جگہ پر میری کتابیں پڑی ہیں جو میری تصنیف کردہ ہیں۔^(۴) خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام ماوردی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

كَانَ مِنْ وَجْهِ الْفُقَهَاءِ الشَّافِعِيِّينَ، وَلَهُ تَصَانِيفٌ عِدَّةٌ فِي أَصُولِ الْفِقْهِ

وَفُرُوعِهِ، وَفِي غَيْرِ ذَلِكَ. وَجَعَلَ إِلَيْهِ وَلَايَةُ الْقَضَاءِ بِبِلْدَانٍ كَثِيرَةٍ.^(۵)

ترجمہ:- آپ شافعی فقہاء کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے، آپ کی اصول فقہ اور اس کے فروع اور اس کے علاوہ (مختلف موضوعات پر) متعدد تصانیف ہیں، آپ کو بہت سے شہروں پر قضا کے منصب پر فائز کیا گیا۔

(۱) کشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲، ص ۱۶۸۰

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: البارودي أبو الحسن علي بن محمد، ج ۱۸، ص ۶۳

(۵) تاريخ بغداد: ترجمة: علي بن محمد بن حبيب، ج ۱۲، ص ۱۰۱، ۱۰۲

امام ماوردی رحمہ اللہ کی تصانیف میں ایک تصنیف ”مسند ابی حنیفہ“ بھی ہے، اس کا ذکر حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے تحت پندرہویں مسند امام ماوردی رحمہ اللہ کی ذکر کی ہے۔^(۱)

۲۰- مسندِ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ

آپ کا نام: احمد، والد کا نام: علی، کنیت: ابوبکر (متوفی ۴۶۳ھ)، آپ کی ولادت ۳۹۲ھ میں ہوئی، آپ نے سب سے پہلے ۱۱ سال کی عمر میں حدیث کا سماع کیا، ۲۰ سال کی عمر میں بصرہ اور ۲۳ سال کی عمر میں نیشاپور تشریف لے گئے، آپ نے اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لئے نیشاپور، اصبہان، ری، ہمدان، دمشق، بصرہ اور کوفہ کے اسفار کئے۔ آپ کے خطیب کے لقب سے مشہور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے والد بغداد کے ایک گاؤں ”درزیمہان“ میں خطیب جمعہ وعیدین تھے، اس لئے وہ ”خطیب“ سے مشہور تھے، یہ خطاب آپ کو منتقل ہو گیا، پہلے آپ ”ابن الخطیب“ تھے، پھر جب اس مقام پر اپنے والد کے بعد خطابت کا کام انجام دیا تو آپ بھی ”خطیب“ کے نام سے مشہور ہو گئے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے اس مقام کا نام ”درب ریمہان“ بتلایا ہے۔^(۲)

آپ نے جن ماہرین فن سے علم حاصل کیا، ان میں قاضی ابوطیب طبری، ابوالحسن محاطی، ابن زرقویہ، حافظ ابونعیم اصبہانی، ابوبکر برقانی، ابوالقاسم ازہری، محمد بن یحییٰ ہمدانی اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الْإِمَامُ الْأَوْحَدُ الْعَلَمَةُ الْبُفِي، الْحَافِظُ النَّائِدُ، مُتَحَدِّثُ الْوَقْتِ، صَاحِبُ
التَّصَانِيفِ، وَخَاتَمَةُ الْحِفَافِ.^(۳)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے علمی ذوق کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جب وہ چلتے تھے تو اس دوران بھی مطالعہ کرتے تھے تاکہ یہ وقت بھی ضائع نہ ہو:

(۱) کشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۲) البدایة والنهاية: سنة ثلاث وستين وأربع مائة، ج ۱۲ ص ۱۲۳ / الخطيب البغدادي وأثره في علم

الحديث: ص ۳۵

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: الخطيب أبو بكر أحمد بن علي، ج ۱۸ ص ۲۷۰

كَانَ الْحَافِظُ الْخَطِيبُ يَمْشِي وَفِي يَدَيْهِ جُزْءٌ يُطَالَعُهُ. ^(۱)

آپ نے فنِ حدیث کی جو خدمت کی ہے، وہ ناقابلِ فراموش ہے، خاص طور سے اصولِ حدیث کی مباحث پر جس طرح سے آپ نے کام کیا ہے، کسی دوسرے نے نہیں کیا، آپ نے اس فن میں گراں قدر تصنیفات لکھیں، یہاں تک کہ حافظ ابنِ نقطہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ أَنْصَفَ عِلْمَ أَنْ الْمَعْدُنِينَ بَعْدَ الْخَطِيبِ عِيَالٌ عَلَى كِتَابِهِ.
ترجمہ:- منصف مزاج یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ خطیب کے بعد آنے والے محدثین ان کی کتابوں کے محتاج ہیں۔

ڈاکٹر محمود طحان نے ”الحافظ الخطیب البغدادی وأثره في علم الحديث“ میں آپ کی ۸۵ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

آپ کے علمی مقام اور شہرت کے باوجود آپ کی تصنیفات میں موضوعِ روایات بھی ہیں، چنانچہ فنِ حدیث و رجال کے نقاد محدثِ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ بَنَ ثَابِتَ الْحَافِظِ أَبُو بَكْرٍ الْخَطِيبُ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُهُمْ وَهُوَ وَأَبُو نَعِيمٍ وَكَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُتَأَخِّرِينَ لَا أَعْلَمُ لَهُمْ ذَلْبًا أَكْبَرَ مِنْ رَوَايَتِهِمْ الْأَحَادِيثَ الْمُؤْضُوعَةَ فِي تَأْلِيفِهِمْ غَيْرَ مُحَدِّثِينَ مِنْهَا وَهَذَا إِثْمٌ وَجِنَايَةٌ عَلَى السَّائِنِ فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفُو عَنَّا وَعَنَهُمْ. ^(۲)

ترجمہ:- حافظ خطیب بغدادی اور ابو نعیم اصفہانی اور بہت سے علمائے متاخرین کا گناہ، میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں جعلی روایتیں نقل کرتے ہیں، اور یہ گناہ ہے سنت و حدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے۔

نیز خطیب بغدادی میں مسلکی تعصب بھی نمایاں طور پر تھا، چنانچہ محدثِ کبیر علامہ اسماعیل بن ابوالفضل الاصہبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ أَبِي الْفَضْلِ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ بِالْحَدِيثِ يَقُولُ:

(۱) سیر أعلام النبلاء: ج ۱۸ ص ۲۸۱

(۲) الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب ردھم: ص ۵۱

ثلاثة من الحفاظ لأحبهم لشدة تعصبهم وقلة انصافهم: الحاكم أبو عبدالله وأبو نعيم الأصبهاني وأبو بكر الخطيب. قَالَ المصنف: لقد صدق إسماعيل وقد كان من كبار الحفاظ ثقة صدوقاً.^(۱)

ترجمہ:- میں تین حفاظ حدیث کو پسند نہیں کرتا ہوں ان کے شدتِ تعصب اور قلیل الانصاف ہونے کی وجہ سے، امام حاکم، امام ابو نعیم الاصبہانی، خطیب بغدادی۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اسماعیل نے سچ کہا ہے اور یہ حفاظ حدیث میں سے تھے، ثقہ اور صدوق (نہایت سچ بولنے والے) تھے۔

بظاہر لگتا ہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنے سابقہ خیالات سے رجوع کر لیا تھا، تو پھر کفارے کے طور پر انہوں نے بھی مسند ابی حنیفہ تالیف کی، یہ امام صاحب کی کرامت ہے کہ امام ابن عدی، امام دارقطنی، خطیب بغدادی وغیرہم جو ابتدا میں سرسری معلومات کی وجہ سے امام صاحب سے کچھ نالاں تھے، لیکن حقائق واضح ہونے کے بعد ان سب نے اپنے خیالات سے رجوع کر کے امام صاحب کی مساند لکھیں، اگر امام صاحب حافظ حدیث یا حدیث میں معتبر اور ثقہ نہیں تھے تو کبار محدثین نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ جس کے پاس احادیث کا ذخیرہ نہیں اس کی طرف احادیث منسوب کر کے اپنے لئے جہنم کا سامان بناتے اور دنیا میں اتنی مشقت اٹھاتے...؟

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی اس مسند کا محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے تذکرہ کیا ہے:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للخطيب نفسه.^(۲)

ترجمہ:- جس وقت خطیب بغدادی بذات خود سفر کر کے دمشق تشریف لے گئے تو ان کے پاس خود ان کی تالیف کردہ ”مسند ابی حنیفہ“ بھی تھی۔

(۱) المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: ترجمہ: أحمد بن علی بن ثابت، ج ۱۶، ص ۱۳۳

مزید تفصیلات کے لئے اس کتاب کے آخر میں اس عنوان کے تحت دیکھیں ”تاریخ بغداد نقد و جرح کا اہم ماخذ“

(۲) تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمہ ابی حنیفہ من الاکاذیب: ص ۱۵۶

۲۱۔ مسندِ امام عبد اللہ بن محمد انصاری رحمہ اللہ

آپ کا نام: عبد اللہ، والد کا نام: محمد، کنیت: ابو اسماعیل ہے (متوفی ۳۸۱ھ)، ہرات کے رہنے والے جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں۔ آپ میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، آپ کی ولادت ۳۹۶ھ میں ہوئی، علمِ حدیث میں آپ کے مشہور اساتذہ: ابو منصور محمد بن محمد ازدی، حافظ ابو الفضل محمد بن احمد جارودی، ابو منصور احمد بن ابی العلاء، یحییٰ بن عمار سجستانی، علی بن محمد طرازی رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا ہے:

الإمام، القدوة، الحافظ، الكبير، أبو إسماعيل، عبد الله بن محمد^(۱)

ان کے حفاظِ حدیث میں سے ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے نقاد محدث نے ان کا ذکر ”تذکرۃ الحفاظ“ میں ”شیخ الإسلام، الحافظ، الإمام، الزاهد“ جیسے القابات سے شروع کر کے بڑے مبسوط انداز میں ان کا تعارف لکھا۔

حافظ مؤتمن بن احمد ساجی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ آيَةً فِي لِسَانِ التَّكْوِينِ وَالْتَّصَوُّفِ، مِنْ سُلَاطِينِ الْعُلَمَاءِ، سَمِعَ بِبَغْدَادَ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخَلَّالِ وَغَيْرِهِ يَرْوَى فِي مَجَالِسٍ وَعَظُهُ الْأَحَادِيثَ بِإِسْنَادٍ يَنْتَهَى عَنْ تَعْلِيْقِهَا عَنْهُ. وَكَانَ بَارِعاً فِي اللُّغَةِ حَافِظاً لِلْعَدِيثِ^(۲)

ترجمہ:- آپ وعظ و نصیحت اور تصوف میں اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے، علماء میں آپ کو بادشاہ کا مقام حاصل تھا، آپ نے بغداد میں ابو محمد خلّال اور دیگر ائمہ سے سماع کیا تھا، آپ مجلسِ وعظ میں احادیثِ سند کے ساتھ بیان کرتے، اور اسانید کے بغیر احادیث بیان کرنے سے منع کرتے تھے، آپ لغت میں لاجواب اور حافظِ حدیث تھے۔

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: شيخ الإسلام عبد الله بن محمد، ج ۱۸ ص ۵۰۳

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: أبو اسماعيل عبد الله بن محمد بن علي، ج ۳ ص ۲۵۰

آپ نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مرویات کو جمع کیا، اس کا تذکرہ علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب ”الجواهر المضية“ میں نصر بن سیار کے تعارف میں امام سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) کا درج ذیل جملہ لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

سمعت كتاب الأحاديث التي رواها أبو حنيفة رضى الله عنه جمع

عبدالله بن محمد الأنصاري لجدته القاضي صاعد بروايته عنه. (۱)

ترجمہ:- میں نے نصر بن سیار سے احادیث کی اس کتاب کا بھی سماع کیا جنہیں امام ابو حنیفہ نے روایت کیا جسے عبد اللہ بن محمد انصاری نے نصر بن سیار کے دادا قاضی صاعد نے جمع کیا، یہ ان سے روایت کرتے تھے۔

۲۲- مسند امام حسین بن محمد بن خسر و بلخی رحمہ اللہ

نام: حسین، والد کا نام: محمد، کنیت: ابو عبد اللہ (متوفی ۵۲۲ھ)، آپ بغداد کے بلند پایہ محدث اور اکابر اہل علم میں سے تھے، آپ کے محدثین اساتذہ میں: امام ابو عبد اللہ محمد بن ابی نصر حمیدی، ابو عبد اللہ مالک بن احمد، ابو الغنائم محمد بن ابی عثمان، ابو الحسن علی بن محمد انباری، ابو محمد قزوینی، ابو شجاع فارس بن حسین، عبد الواحد بن فہد وغیرہم رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کیا:

المُحَدِّثُ الْعَالِمُ، مُفِيدُ أَهْلِ بَغْدَادَ، جَامِعُ مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. (۲)

حافظ ابن النجار رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۳ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

فَقِيه أَهْلُ الْعِرَاقِ بِبَغْدَادَ فِي وَقْتِهِ سَمِعَ الْكَثِيرَ وَأَكْثَرَ عَنْ أَصْحَابِ أَبِي عَلِيٍّ

بْنِ شَازَانَ وَأَبِي الْقَاسِمِ بْنِ بَشْرَانَ رَوَى لَنَا عَنْهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ. (۳)

ترجمہ:- یہ اپنے وقت میں اہل عراق کے فقیہ اور کثیر السماع محدث ہیں، اور یہ

ابو علی بن شاذان اور ابو القاسم بن بشران کے اصحاب سے بہت زیادہ

(۱) الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: نصر بن سيار بن صاعد، ج ۲ ص ۱۹۵

(۲) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: ابن خسر و أبو عبدالله الحسين بن محمد، ج ۱۹ ص ۵۹۲

(۳) الجواهر المضية: ترجمة: الحسين بن محمد بن خسر و، ج ۱ ص ۲۱۸

احادیث روایت کرتے ہیں، جب کہ ہمیں حافظ ابن الجوزی نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ابن خسر رحمہ اللہ نے بھی امام صاحب کی مرویات کو ”مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اپنے تین شیوخ کے ذریعے متصل طریق سے مسند ابن خسر کا تذکرہ کیا ہے، وہ تین شیوخ یہ ہیں:

۱۔ احمد ربیع الدین ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی جوزی رحمہ اللہ۔

۲۔ ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ۔

۳۔ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقار رحمہ اللہ۔^(۱)

حافظ ابو عبد اللہ ابن نجار رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تاریخ میں امام ابن خسر رحمہ اللہ کے تعارف میں مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

جمع مسند الابی حنیفہ۔^(۲)

علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابن خسر رحمہ اللہ کے تعارف میں مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وهو جامع المسند لأبي حنيفة رضي الله عنه۔^(۳)

امام ابن العديم رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے بھی امام ابن خسر رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے:

ومسند الذي جمعه أبو عبد الله الحسين بن محمد بن الخسر والبلخي۔^(۴)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن خسر رحمہ اللہ کے ترجمے میں

مسند کا ذکر کیا ہے:

جامع مسند أبي حنيفة۔^(۵)

(۱) جامع المسانيد: الباب الثانی اما المسند العاشر، ج ۱ ص ۸۲

(۲) جامع المسانيد: ترجمة: الحسين بن محمد بن خسر، ج ۲ ص ۶۰۵

(۳) الجواهر البضیة: ترجمة: الحسين بن محمد بن خسر، ج ۱ ص ۲۱۸

(۴) بغیة الطلب فی تاریخ حلب: ترجمة: الحسين بن علی بن یزید، ج ۶ ص ۲۷۱۰

(۵) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن خسر وأبو عبد الله الحسين بن محمد، ج ۱۹ ص ۵۹۲

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسانید امام اعظم پر تبصرہ کرتے ہوئے مسند ابن خسر و کایوں نمایاں تذکرہ کیا ہے:

وَأَمَّا الَّذِي اعْتَمَدَ الْحُسَيْنِيُّ عَلَى تَخْرِيجِ رِجَالِهِ فَهُوَ ابْنُ خَسْرٍ وَ كَمَا قَدِمْتُ وَهُوَ مُتَأَخِّرٌ وَفِي كِتَابِهِ زِيَادَاتٌ عَلَى مَا فِي كِتَابِي الْحَارِثِيِّ وَابْنِ الْمُقَرَّرِيِّ^(۱)
ترجمہ:- جس مسند پر حسینی امام ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حمزہ دمشقی نے اپنی کتاب ”التذکرۃ برجال العشرۃ“ میں رجال کی تخریج کے لحاظ سے اعتماد کیا ہے، وہ ابن خسر و کی ہے، جیسا کہ میں نے پہلے درج کیا، اور وہ بعد کے محدث ہیں، ان کی کتاب میں حارثی اور ابن المقری کی کتابوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے اپنے شیوخ ابو الفضل بن ابی بکر شافعی رحمہ اللہ اور ابو فارس عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل اسناد کے ساتھ دسویں مسند امام ابن خسر و رحمہ اللہ کی ذکر کی ہے۔^(۲)

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے ان کے تعارف میں اس مسند کا ذکر کیا ہے:
جامع مسند أبي حنيفة^(۳)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کی مرویات میں سے یہ مسند بھی ہے، انہوں نے امام ابن خسر و تک اس مسند کی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔^(۴)

۲۳- مسند امام محمد بن عبد الباقی انصاری رحمہ اللہ

نام: محمد، والد کا نام: عبد الباقی، کنیت: ابو بکر (متوفی ۵۳۵ھ)، آپ قاضی الرستان کے لقب سے مشہور تھے، ماہ صفر ۴۴۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے سماعت کی: ابو اسحاق برکی، علی بن عیسیٰ باقلانی، قاضی ابو الطیب طبری، عمر بن حسین خفاف، قاضی

(۱) تعجیل المنفعة: مقدمہ: ج ۱ ص ۲۳۰

(۲) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند العاشر، ص ۳۲۸، ۳۲۹

(۳) تاج التراجم: ترجمة: الحسن بن محمد، ج ۱ ص ۱۶۱

(۴) إتحاف الأكابر بأسناد الدفاتر: ص ۲۱۹

ابو یعلیٰ بن فراء، علی بن شیخ ابوطالب کی وغیرہم رحمہم اللہ۔

آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابوسعید عبدالکریم بن محمد سمعانی، ابو الفرج عبدالرحمن بن الجوزی، ابوموسیٰ مدنی، سعید بن عطاء، عبداللہ بن مظفر، ابوالقاسم علی ابن عسا کر وغیرہم رحمہم اللہ۔^(۱)
امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الشَّيْخُ، الْإِمَامُ، الْعَالِمُ، الْمُتَّفَقُونَ، الْفَرَضِيُّ، الْعَدْلُ، مُسَيِّدُ الْعَصْرِ،
الْقَاضِي، أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي.^(۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثل حافظ عطا کیا تھا، آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، آپ فرماتے ہیں کہ کوئی علم ایسا نہیں ہے جسے میں نے کُلًّا یا بعضاً حاصل نہ کیا ہو۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی کھیل کود میں ضائع نہیں کیا۔^(۳)

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْكَثِيرَ وَكَانَ يَقَعُ فَمَهْمًا، فَبُنَا حُجَّةً، مُتَّفِقِينَ.^(۴)

ترجمہ:- میں نے ان کے سامنے کثیر احادیث پڑھیں، آپ (حدیث میں) ثقہ، ذکی، حجت اور ماہر تھے۔

امام ابوالمظفر عبدالرحیم ابن سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۷ھ) نے قاضی صاحب کے علمی مرتبے

کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

عَارِفٌ بِالْعُلُومِ مُتَفَنٌ فِي الْكَلَامِ حُلُوُ الْمُنْطَقِ مَلِيحُ الْمَجَاوِزَةِ مَا رَأَيْتُ
أَجْمَعَ لِلْفَنُونِ مِنْهُ نَظْرًا فِي كُلِّ عِلْمٍ وَسَمِعْتَهُ يَقُولُ: نَدِمْتُ فِي عِلْمٍ تَعْلَمْتَهُ
إِلَّا الْحَدِيثَ وَعِلْمَهُ.^(۵)

ترجمہ:- آپ علوم کے شناسا، کلام کرنے میں ماہر، بولنے میں شیریں اور
گفتگو کرنے میں شائستہ و عمدہ تھے، میں نے ان کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۴

(۲) سیر أعلام النبلاء، ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳

(۳، ۴) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۶

(۵) المقصد الأرشدي ذكر أصحاب الإمام الأحمدي: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن محمد، ج ۲ ص ۴۴۴

کہ تمام فنون ایک ذات میں جمع ہوں، ان کی ہر علم میں نگاہ تھی، اور میں نے انہیں (حدیث سے حد درجہ قلبی لگاؤ کی وجہ سے) یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے حدیث اور علم حدیث کے حصول کے علاوہ ہر علم کی تحصیل پر ندامت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

مشہور معمر عالی الإسناد هو آخر من كان بهينه وبين النبي صلى الله عليه وسلم ستة رجال ثقات مع اتصال السماع على شرط الصحيح.^(۱)

ترجمہ:- آپ عمر رسیدہ مشہور بزرگ ہیں، عالی اسناد سے حدیث بیان کرتے ہیں، اتصال سماع کی شرط صحیح کے ساتھ آپ ہی وہ آخری محدث ہیں کہ آپ کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف چھ ثقہ راوی ہیں۔ یہ بلند پایہ محدث بھی ان اکابر اہل علم کی فہرست میں داخل ہیں جنہوں نے امام صاحب کی مسند کو جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، وہ چار شیوخ یہ ہیں:

۱- احمد بن ابی الحسن العرینی رحمہ اللہ۔

۲- ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ۔

۳- ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ۔

۴- ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقار رحمہ اللہ۔^(۲)

علامہ محمد بن یوسف صامی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کی ”مسند ابن حنیفہ“ کا ذکر کیا ہے۔^(۳)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے تحت

(۱) لسان المیزان: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن محمد، ج ۵ ص ۲۴۱

(۲) جامع المساليد: الباب الثانی، اما المسند الخامس، ج ۱ ص ۸۰

(۳) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون المسند الخامس، ص ۳۲۵

پانچویں نمبر پر اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔^(۱)

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے بھی قاضی صاحب کی مسند کا ذکر

کیا ہے۔^(۲)

۲۴- مسندِ امام ابنِ عساکر رحمہ اللہ

آپ کا اسم گرامی: علی، والد کا نام: حسن، کنیت: ابوالقاسم، المعروف بہ ابنِ عساکر (متوفی ۵۷۱ھ)، آپ دمشق کے بلند پایہ حافظِ حدیث ہیں، آپ کی پیدائش ۴۹۹ھ میں ہوئی، سات سال کی عمر میں آپ نے پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا، حافظ ابنِ عساکر رحمہ اللہ نے دمشق، بغداد، کوفہ، نیشاپور، اصبہان، ہرات، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مراکزِ علم میں اکابرِ شیوخ سے علمِ حدیث حاصل کیا، آپ کے شیوخ کی تعداد ۱۳۰۰ تک ہے، ان میں ۸۰ سے زیادہ خواتین ہیں۔

آپ کے بعض اُستادِ حدیث:

ابوالقاسم النسیب، سبیح بن قیراط، ابوطاہر حنائی، ابوالقاسم بن حصین، عبد اللہ بن محمد غزال، یوسف بن ایوب ہمدانی، تمیم بن ابی سعید جرجانی، عبد الکریم بن حمزہ وغیرہم رحمہ اللہ۔^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، العلامة، الحافظ الكبير، المجتهد، محدث الشام، ثقة الدين، أبو

القاسم الدمشقي، الشافعي، صاحب تاريخ دمشق۔^(۴)

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات

سے کیا:

الإمام، الحافظ الكبير، محدث الشام، فخر الأئمة، ثقة الدين، صاحب

التصانيف والتاريخ الكبير۔^(۵)

(۱) كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۲) عقود الجواهر المنيفة: مقدمة، ج ۱ ص ۶

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عساکر ثقة الدين أبو القاسم، ج ۲ ص ۵۵۳، ۵۵۵

(۴) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عساکر ثقة الدين أبو القاسم، ج ۲ ص ۵۵۳

(۵) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: ابن عساکر أبو القاسم علی بن حصین، ج ۴ ص ۸۲

امام ابو سعد عبدالکریم سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) آپ کے علم حدیث میں بلند پایہ محدثانہ مقام کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أبو القاسم حافظ ثقة متقن دين خير حسن السمت جمع بين معرفة المتن والإسناد وكان كثير العلم غزير الفضل صحيح القراءة متثبتاً راحل وتعب وبالغ في الطلب وجمع ما لم يجمعه غيره وأراني على الأقران ترجمه:- ابو القاسم حافظ حدیث، ثقہ، متقن، دین دار، نیکو کار اور کریمانہ اخلاق کے مالک تھے، حدیث کے متن و اسناد کی معرفت رکھتے تھے، آپ علم و فضل میں بے نظیر اور بے مثال تھے، عمدہ قراءت کرتے تھے، مثبت تھے، آپ نے حصول علم کے لئے سفر کیا اور مقصد کو پانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی، آپ نے اتنا علم جمع کیا جتنا اور کوئی بھی نہ کر سکا، جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔^(۱)

حافظ ابن نجار رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) علم حدیث میں آپ کی جلالتِ شان کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أبو القاسم إمام المحدثين في وقته. انتهت إليه الرياسة في الحفظ والإتقان والثقة والمعرفة التامة وبه ختم هذا الشأن.^(۲)

ترجمہ:- ابو القاسم اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے، حفظ و اتقان اور ثقاہت و معرفتِ تامہ کی ان پر انتہا تھی، علم حدیث کا فن ان پر ختم ہو گیا۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۷ھ) نے آپ کا تذکرہ جن القابات کے ساتھ کیا ہے اس سے بڑھ کر کسی کی تعریف و توثیق کرنا بظاہر مشکل ہے:

هُوَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ نَاصِرُ السَّنَةِ وَخَادِمُهَا وَقَامِعُ جُنْدِ الشَّيْطَانِ بَعْسَاكَرِ

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ج ۳ ص ۸۴

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ج ۳ ص ۸۶

اجْتِهَادُهُ وَهَادِمُهَا إِمَامُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي زَمَانِهِ وَخَتَامُ الْجِهَابِ ذِي الْحِفَاظِ

وَلَا يُدْرِكُ أَحَدٌ مِنْهُ مَكَانَهُ وَالْبَحْرُ الَّذِي لَا سَاحِلَ لَهُ^(۱)

جہاں آپ ایک عظیم الشان محدث، جلیل القدر مؤرخ تھے اور علم حدیث میں عظیم المرتبت تھے، وہیں آپ کے اخلاص وللہیت اور تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ کے صاحبزادے بہاء الدین فرماتے ہیں کہ میرے والد جماعت اور تلاوت کے بڑے پابند تھے، تمام حالات میں ہر جمعہ کو اور رمضان میں یومیہ قرآن کریم ختم کرتے تھے، شب بیداری میں بکثرت ذکر و اذکار اور نوافل میں مشغول رہتے، اپنے ہر گزرے ہوئے وقت کا محاسبہ کرتے تھے، نیز آپ صلوٰۃ و صوم کے اتنے پابند تھے کہ چالیس سال تک باجماعت نماز میں بلا عذر کبھی بھی صفِ اول سے پیچھے نہ رہے، رمضان المبارک اور عشرہ ذی الحجہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے، آپ کی زندگی کا ہر لمحہ تصنیف و تالیف یا ذکر و اذکار میں گزرتا تھا۔^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کی چالیس سے زائد تصنیفات کے نام ذکر کئے ہیں۔^(۳)

آپ کی بے شمار تالیفات میں ”تاریخ مدینۃ دمشق“ ایک عظیم الشان علمی کارنامہ ہے، جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے، آپ کی یہ تصنیف اسی (۸۰) جلدوں پر مشتمل ہے، جو ”دار الفکر“ سے ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء میں عمرو بن غرامہ کی تحقیق سے چھپ چکی ہے، اس کتاب کی چھ جلدیں فہرست پر مشتمل ہیں، اس کتاب کا اختصار علامہ ابن منظور رحمہ اللہ (متوفی ۷۱۱ھ) صاحب ”لسان العرب“ نے ”مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر“ اسی جلدوں میں کیا، یہ کتاب روحیہ نحاس، ریاض عبد الجبید، محمد مطیع کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۴ء میں ”دار الفکر“ سے چھپی ہے۔

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کی تصانیف میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند بھی شامل ہے، اگر علم حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جلالتِ شان مسلم نہ ہوتی تو علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ جیسا حافظِ حدیث کبھی آپ کی مسند نہ لکھتا۔

(۱) طبقات الشافعیۃ الکبری: ترجمۃ: علی بن الحسن بن ہبہ اللہ، ج ۶ ص ۲۱۵، ۲۱۶

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ج ۳ ص ۸۵

(۳) تفسیر: تذکرۃ الحفاظ: ج ۳ ص ۸۳، ۸۴

امام ذہبی رحمہ اللہ نے علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کے ترجمے میں ”مسند ابی حنیفہ ومکحول“ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔^(۱)

علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۶ھ) نے علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کے ترجمے میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”مسند مکحول وأبی حنیفہ“ کہہ کر آپ کی مسند کا بھی ذکر کیا ہے۔^(۲)

علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۳ھ) نے بھی امام ابن عساکر رحمہ اللہ کے ترجمے میں آپ کی تصانیف میں ”مسند مکحول وأبی حنیفہ“ کہہ کر آپ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔^(۳)

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کی ”تاریخ مدینة دمشق“ مطبوع ”دار إحياء التراث العربی“ بیروت ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء صفحہ نمبر ۱۱ پر امام ابن عساکر رحمہ اللہ کے تعارف میں بھی ان کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ حسام الدین المقدسی نے ”تبیین کذب المفتوی فیما نسب إلى الإمام أبي الحسن الأشعري“ کے مقدمہ ص: ۶ پر امام ابن عساکر رحمہ اللہ کی تصانیفات میں مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

۲۵- مسند امام علی بن احمد رازی

امام علی بن احمد بن مکی رازی (متوفی ۵۹۸ھ) کا لقب حسام الدین ہے، آپ مشہور حنفی فقیہ ہیں، آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

۱- حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) امام علی بن احمد کے علمی مقام و مرتبہ کے متعلق

لکھتے ہیں:

تفقه بما وراء النهر، وقدم دمشق وسكنها، وكان يدرس في المدرسة

(۱) سیر أعلام النبلاء: ج ۲۰ ص ۵۶۱

(۲) معجم الأدياء: ترجمة: علی بن الحسن بن عساکر، ج ۳ ص ۱۷۰

(۳) الوافی بالوفیات: ترجمة: الحافظ ابن عساکر الشافعی علی بن الحسن، ج ۲۰ ص ۲۱۹

الصادرية، ويفتى على مذهب أبي حنيفة، ويشهد وينظر في مسائل الخلاف^(۱).

ترجمہ:- آپ نے ماوراء النہر (کے فقیہ حضرات) سے علم فقہ حاصل کیا، بعد ازاں آپ دمشق تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کی، آپ مدرسہ صادریہ میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور شواہد لاتے تھے، نیز اختلافی مسائل میں مناظرہ کرتے تھے۔

۲- علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں: وضع کتاباً نفيساً على مختصر القدوري، سماه "خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل"، وهو كتابي الذي حفظته في الفقه، وخرجت أحاديثه في مجلد ضخم، ووضعت عليه شرحاً^(۲).

ترجمہ:- آپ نے مختصر قدوری پر "خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل" کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی، یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے فقہ میں حفظ کیا اور ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی اور اس پر شرح لکھی۔

ترکی کے نامور فاضل پروفیسر فواد سیزگین نے اپنی کتاب "تاريخ التراث العربي" ج ۳ ص ۴۳ میں امام اعظم رحمہ اللہ کی مسانید کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھویں مسند کے متعلق لکھا ہے:

عن حسام الدين علي بن أحمد بن مكي الرازي (المتوفى ۵۹۸ھ/۱۲۰۱ء، انظر برو كلمان ملحق ۱/۶۳۹)، سراي، أحمد الثالث ۳۶۳ (۱۵۸) ورقة، انظر: فهرس ۲: ۱۰۴).

ترجمہ:- یہ مسند حسام الدین علی بن احمد بن مکی رازی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۸ھ/۱۲۰۱ء) سے مروی ہے، بروکلیمان کا ضمیمہ نمبر ۱/۶۳۹ دیکھیں۔ سراي احمد الثالث کے مکتبہ کا نمبر ۳۶۳ ہے، (۱۵۸) اوراق، فہرست دیکھئے: ۲: ۱۰۴)۔

(۱) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن مالكي أبو الحسن الكسائي، ج ۴ ص ۲۵۲

(۲) الجواهر المضية: ترجمة: علي بن أحمد بن مكي، ج ۱ ص ۳۵۳

۲۶- مسندِ امام محمد بن محمد بن عثمان بنی بغدادی رحمہ اللہ

نام: محمد، والد کا نام بھی: محمد، کنیت: ابو عبد اللہ، لقب: النظام ہے (متوفی ۶۵۳ھ)، انہوں نے طلبِ حدیث میں بخارا، سمرقند، رے اور حلب وغیرہ متعدد مقامات کا سفر کیا، اور وہاں کے اُجلہ محدثین سے علم حاصل کیا، آپ کے اساتذہ: المویذ الطوسی، مسعود بن مودود الاسترآبادی، اور محمد بن ابراہیم الفاسی وغیرہم رحمہم اللہ۔

ان کے تلامذہ میں مشہور ان کے بیٹے عبد الوہاب اور مشہور محدث حافظ دمیاطی رحمہ اللہ ہیں۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کو ”مفتی الحنفیہ“ قرار دیا اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم کا درس دیا ہے۔^(۱)

امام محمد بن محمد بنی بغدادی رحمہ اللہ نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند لکھی ہے، جس کا نام ”جزء ابی حنیفہ“ ہے، علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے اس مسند کا ان کے صاحبزادے امام عبد الوہاب بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۵ھ) سے سماع کیا تھا، چنانچہ حافظ قرشی رحمہ اللہ امام موصوف کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

قلت وولده عبد الوهاب بن محمد حدث عنه بجزء ابی حنیفہ رضى الله عنه سمعته عليه.

ترجمہ:- ان کے بیٹے امام عبد الوہاب بن محمد نے ان سے ”جزء ابی حنیفہ“ کو روایت کیا ہے، اور میں نے عبد الوہاب سے اس جزء کا سماع کیا تھا۔^(۲)

۲۷- مسندِ امام ابو علی البکری رحمہ اللہ

نام: حسن، والد کا نام: محمد، کنیت: ابو علی، المعروف بہ امام ابو علی البکری (متوفی ۶۵۶ھ)، آپ کی پیدائش ۵۷۳ھ میں ہوئی، آپ کا سلسلہ نسب بواسطہ قاسم بن محمد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے، آپ نے مختلف ممالک کے طویل اسفار کر کے وہاں کے کبار محدثین سے استفادہ کیا۔ مکہ میں ابو حفص میانسی رحمہ اللہ سے، دمشق میں ابن طبرزد رحمہ اللہ سے، ہرات میں

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النظام البغلي أبو عبد الله محمد بن محمد، ج ۲۳ ص ۲۹۳

(۲) الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: محمد بن محمد بن محمد بن عثمان، ج ۲ ص ۱۲۵

ابوروح ہروی رحمہ اللہ ہے، نیسابور میں مؤید طوسی رحمہ اللہ ہے، اصبہان میں ابو الفتوح محمد بن محمد رحمہ اللہ ہے، مرو میں ابو المظفر بن سمعانی رحمہ اللہ ہے، بغداد میں ابن الاخضر رحمہ اللہ ہے۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشیخ، الإمام، المحدث، المفید، الرجال، المسند، جمال المشایخ
صد الدین ابو علی الحسن بن محمد۔^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا، اس کتاب میں آپ کا تذکرہ کرنا ہی آپ کی علم حدیث میں جلالتِ شان کے لئے کافی تھا، لیکن اس کے باوجود آپ کو ان عظیم القابات سے یاد کیا:

المحدث، العالم، المفید، الرجال، المصنف۔^(۳)

یہ عظیم محدث بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی مسانید لکھنے والوں میں شامل ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) بھی اس مسند کو روایت کرنے والوں میں سے ہیں، اور انہوں نے امام بکری رحمہ اللہ تک اپنی اسناد بھی نقل کر دی ہے، مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

مُسْنَدُ أَبِي حَنِيفَةَ جَمَعَ الْحَافِظُ أَبِي عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَكْرِيُّ۔^(۴)

علامہ محمد بن یوسف صامی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے اپنے اُستاذ شیخ الاسلام ابو الفضل بن ابی بکر شافعی رحمہ اللہ کے متصل طریق سے حافظ ابو علی بکری رحمہ اللہ کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔^(۵)

حافظ شمس الدین ابن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے ”الفہرست الأوسط“ میں اپنے سے لے کر مصنف تک اس مسند کی اسناد ذکر کی ہیں۔^(۶)

(۲،۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: البكري أبو علي الحسن بن محمد، ج ۲۳ ص ۳۲۷، ۳۲۸

(۳) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: البكري أبو علي الحسن بن محمد، ج ۳ ص ۱۵۸

(۴) المعجم المفهرس: حرف الحاء، رقم: ۱۱۳۱، ج ۱ ص ۲۷۲

(۵) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون المسند السابع، ص ۳۳۳

(۶) تاليف الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۵۶

علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۲ھ) نے بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ علامہ محمد سلیمان مغربی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۳ھ) نے اپنے ثبت ”صلۃ الخلف“ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جن چار مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کی ہیں، ان چار مسانید میں سے ایک امام ابوعلی البکری رحمہ اللہ کی تالیف کردہ ”مسند ابی حنیفہ“ بھی ہے۔^(۱)

۲۸۔۔ مسندِ امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ

نام: محمد، والد کا نام: عبدالرحمن، کنیت: ابوالخیر ہے، المعروف بہ امام سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ)، ماہ ربیع الاول ۸۳۱ھ میں قاہرہ مصر کے ایک علاقے بہاء الدین میں باب الفتوح کے قریب پیدا ہوئے، شمالی مصر کے خاندان ”سخا“ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ”سخاوی“ کہلاتے ہیں، آپ مسلک شافعی المذہب تھے، آپ نے بچپن میں ہی قرآن کریم حفظ کیا اور پھر ماہ رمضان میں نماز تراویح میں سنایا۔

آپ نے چار مشہور ائمہ حدیث و فقہ سے شرف تلمذ حاصل کیا:

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ)

۲۔ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ)

۳۔ محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ)

۴۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ)

امام سخاوی کے تلمیذ رشید شیخ جبار اللہ بن فہد کی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۴ھ) نے آپ کے

متعلق فرمایا:

وَلَقَدْ وَاللَّهِ الْعَظِيمِ لَمْ أَرِ فِي الْحَفَاطِ الْمُتَأَخِّرِينَ مَعْلَةً وَيَعْلَمُ ذَلِكَ كُلُّ

مَنْ اطَّلَعَ عَلَى مَوْلاَفَاتِهِ أَوْ شَاهَدَهُ.^(۲)

ترجمہ:- اللہ رب العزت کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ متاخرین حفاظ حدیث میں

(۱) الفضل المبین علی عقد الجواهر الثمین: ص ۳۳۸

(۲) البدو الطالع: ترجمہ: محمد بن عبدالرحمن بن محمد، ج ۲ ص ۱۸۵، ۱۸۶

سے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس شخص نے بھی ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یا انہیں دیکھا ہے وہ اس بات کو جانتا ہے۔

امام ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وبرع فی الفقه والعربیه والقراءات والحديث والتاریخ وشارك فی الفرائض والحساب والتفسیر وأصول الفقه والمبیقات وغیرها وأما مقروءاته ومسبوعاتہ فكثیرة جدا لا تكاد تنحصر. وأخذ عن جماعة لا يحصون یزیدون على أربعائة نفس. وأذن له غیر واحد بالإفتاء والتدیس والإملاء.^(۱)

ترجمہ:- آپ نے فقہ، عربی لغت، قراءات، حدیث اور تاریخ میں مہارت حاصل کی، ان کے علاوہ آپ نے علم میراث، حساب، تفسیر، اصول فقہ اور میقات وغیرہ کو بھی حاصل کیا، آپ نے جو علوم پڑھے یا سنے ان کا احاطہ ناممکن ہے، آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ بھی شمار سے باہر ہیں، ان کی تعداد چار سو سے زائد بنتی ہے، آپ کو کئی اساتذہ نے افتاء، تدریس اور املا کی اجازت دی ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ وہ اکابر ائمہ میں سے تھے:

وَبِالْجُمْلَةِ فَهُوَ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْأَكْبَرِ.

نیز نقل کرتے ہیں:

وَلَا أَعْلَمُ الْآنَ مَنْ يَعْرِفُ عُلُومَ الْحَدِيثِ مِثْلَهُ وَلَا أَكْثَرَ تَصْنِيفًا وَلَا أَحْسَنَ وَكَذَلِكَ أَخَذَهَا عَنْهُ عُلَمَاءُ الْأَفَاقِ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالطَّلَبَةِ وَالرِّفَاقِ وَلَهُ الْيَدُ الطُّوْلَى فِي الْمَعْرِفَةِ بِأَسْمَاءِ الرِّجَالِ وَأَحْوَالِ الرِّوَاةِ وَالْجُزْجِ التَّعْدِيلِ وَإِلَيْهِ يَشَارُ فِي ذَلِكَ وَلَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَمْ يَأْتِ بَعْدَ

(۱) شذرات الذهب: ترجمة: سنة الثنتين وتسع مائة شمس الدين محمد بن عبد الرحمن، ج ۱۰ ص ۲۳

المُحَافِظُ الذَّهَبِيُّ مِثْلَهُ سَلَكَ هَذَا الْمَسْكَ وَلَمْ يَخْلَفْ بَعْدَهُ مِثْلُهُ^(۱)

ترجمہ:- میں نہیں جانتا کہ ابھی کوئی علوم حدیث کو ان کی طرح جانتا ہو، اور میں نہیں جانتا کہ کسی کی ان سے بڑھ کر اور ان سے عمدہ تصانیف ہوں، انہیں فنِ اسماء الرجال، روایت کے احوال، جرح و تعدیل میں خوب دسترس تھی، اور اس فن میں انہی کی طرف مراجعت کے لئے اشارہ کیا جاتا تھا، بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ امام ذہبی کے بعد کوئی شخص ان کے مثل نہیں آیا جو ان کے طریقے کے مطابق چلتا ہو، (یعنی امام ذہبی کے بعد اگر کسی شخص کو فن حدیث اور اسماء الرجال میں یدِ طولیٰ حاصل ہے تو وہ امام سخاوی ہیں جو اس فن کے ماہر شہسوار ہیں) امام سخاوی نے اپنے بعد اپنے مثل کوئی شخص نہیں چھوڑا۔

امام سخاوی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف ”الضوء اللامع لأهل القرن التاسع“ ج: ۸، ص: ۳۲۵ تقریباً تیس (۳۰) صفحات میں اپنی خودنوشت سوانح لکھی، اس میں آپ نے اپنی پیدائش سے لے کر تصنیف کے وقت تک تمام اہم امور کا تذکرہ کیا، ابتدائی تعلیم، تعلیمی اسفار، شیوخ کا تفصیلی تذکرہ، خصوصاً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کا تعلق اور ان سے استفادہ، اپنے ہم عصر علماء کا تذکرہ، اپنی تمام تصانیف کا ذکر، آپ کی یہ سوانح آپ کے بلند و بالا علمی رُتبے پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ بلند پایہ عظیم المرتبت شخصیت بھی ان اکابر علماء کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو جمع کیا ہے، چنانچہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے بنفس نفیس اپنی تصانیف کا تذکرہ کیا تو اس میں امام ابو حنیفہ سے مروی احادیث پر مشتمل اپنی کتاب ”التحفة المنیفة فیما وقع له من حدیث الإمام أبی حنیفة“ کو بھی شامل کیا ہے۔^(۲)

شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے امام سخاوی رحمہ اللہ کے تعارف میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

(۱) البدو الطالع: ج ۲ ص ۱۸۶

(۲) الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمد بن عبد الرحمن بن محمد: ج ۸ ص ۱۶

التحفة المنیفة فی أحادیث أبی حنیفة^(۱)

شیخ محمد عبدالحی بن عبدالبکر المعروف عبدالحی کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) نے امام سخاوی رحمہ اللہ کے تعارف میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”التحفة المنیفة فی أحادیث أبی حنیفة“ کہہ کر اس مسند کا ذکر کیا ہے۔^(۲)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی نہایت مشہور و معروف تصنیف ”المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة“ ہے، اس کتاب کے محقق الشیخ عبد اللہ محمد الصدیق نے مقدمے میں علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”التحفة المنیفة فی ما وقع له من أحادیث أبی حنیفة“ کہہ کر اس تصنیف کا ذکر کیا ہے۔^(۳)

۲۹- مسندِ امام عیسیٰ بن محمد الثعالبی رحمہ اللہ

نام: عیسیٰ، والد کا نام: محمد، کنیت: ابو مکتوم و ابو مہدی، لقب: جارا اللہ ہے (متوفی ۱۰۸۰ھ)، مولد کے اعتبار سے مغربی، اصلاً جزائر کے علاقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے کی بنا پر ثعالبی کہلائے، آپ مذہب کے لحاظ سے مالکی ہیں، آپ مراکش کے شہر زواوہ میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے، اور وہیں آپ نے پرورش پائی اور ابتدائی تعلیم حاصل کی، امام ثعالبی رحمہ اللہ کے چند مشہور اساتذہ حدیث: عبد الصادق، سعید بن ابراہیم جزائری، زین العابدین تونسلی، قاضی شہاب احمد خفاجی، برہان مامونی، شیخ سلطان مزاحی، حافظ شمس الدین بابلی رحمہم اللہ۔

علامہ عبد الملک بن حسین عصامی مکی رحمہم اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے امام ثعالبی رحمہ اللہ کے علمی مقام و مرتبے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

مَوْلَانَا وَسَيِّدُنَا وَمَأْوَانَا وَسَنَدُنَا شَيْخَنَا شَيْخَ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ
حَاجِمَةَ الْأَيْمَةِ الْمُحَقِّقِينَ حَاجِمَ حَدِيثِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ الْجَامِعَ بَيْنَ
الْأُصُولِ وَالْفُرُوعِ الْحَافِظَ لِكُلِّ مَتْنٍ وَمَجْمُوعِ الْحَائِزِ فَضِيلَتِي الْعِلْمِ

(۱) ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین وآثار المصنفین، ج ۲ ص ۲۲۰

(۲) فہرس الفہارس: رقم الترجمة: ۵۶۲، ج ۲ ص ۹۹۰

(۳) المقاصد الحسنة: مقدمة: مؤلفات السخاوی، ص ۱۹

وَالنَّسَبُ الْحَائِزُ طَرَفِي الْكَمَالِ الْغَرِيزِي وَالْمَكْتَسَبُ رَئِيسُ الْعُلُومِ الْعَبْقَرِي. (۱)

ترجمہ:- ہمارے مولیٰ، ہمارے سید، ہمارے ملجا و ماویٰ، ہمارے مرجع، ہمارے شیخ، شیخ الاسلام و المسلمین (اپنے زمانے میں) ائمہ محققین کے آخری امام، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے خادم، اصول و فروع کے جامع، ہر متن و مجموعہ احادیث کے حافظ، علم و نسب کی فضیلت کے حامل، اکتسابِ علم اور حصولِ کمال کی انتہا پر فائز، رئیس العلوم اور نابغہ عصر ہیں۔

حافظ ثعالبی رحمہ اللہ کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث کو کتابی شکل میں مرتب کیا، اس مسند میں انہوں نے اپنے سے لے کر امام صاحب تک سلسلہ اسناد کو متصل ثابت کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:
مسندے برائے امام ابو حنیفہ تالیف کردہ دریاں جا عنعنہ متصل ذکر کردہ در حدیث ازاں جا بطلاں زعم کسانیکہ گویند سلسلہ احادیث امروز متصل نما ندہ واضح تری شود۔ (۲)

ڈاکٹر فواد سیزگین نے بھی مسانید ابی حنیفہ میں بارہویں مسند ”مسند ثعالبی“ کو درج کیا ہے، وہ اس کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ یہ مسند سید بن عیسیٰ بن محمد ثعالبی سے مروی ہے، جو عمدہ اور اراق پر مشتمل، استنبول کے ”مکتبہ کوبریلی“ کا مخطوطہ نمبر ۴۲۰ میں موجود ہے۔ (۳)

خلاصہ بحث

انتیس (۲۹) جلیل القدر ائمہ حدیث کو یہ شرف اور افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے امام اعظم

(۱) سبط النجوم العوالی فی ألباء الأوائل والتوالی، ج ۴ ص ۵۱۶

(۲) انسان العین فی مشائخ الحرمین: ص ۶ بحوالہ ”امام ابن ماجہ اور علم حدیث“: ص ۱۸۱

(۳) تاریخ التراث العربی: ج ۳ ص ۴۴

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو اپنے اپنے طریق سے جمع کیا، ان اکابر ائمہ میں براہ راست امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ، آپ کے بیٹے حماد، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد لوگوں کی رحمہم اللہ بھی شامل ہیں، ان کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری تک آنے والے اکابر محدثین آپ کی مسند کو تالیف کرتے رہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

چوتھی صدی ہجری میں محمد بن مخلد الدوری، حافظ ابن عقدہ، حافظ ابن ابی العوام، عمر بن حسن اششانی، محمد بن یعقوب حارثی، حافظ ابن عدی، محمد بن مظفر، طلحہ بن محمد، محمد بن ابراہیم مقرئ، حافظ دارقطنی، حافظ ابن شاہین، حافظ ابن مندہ (چوتھی صدی ہجری کو امام اعظم رحمہ اللہ کی صدی کہنا لغو نہ ہوگا)۔ پانچویں صدی ہجری میں حافظ ابو نعیم اصبہانی، حافظ ابو بکر احمد بن محمد کلاعی، علی بن محمد ماوردی، حافظ خطیب بغدادی اور عبد اللہ بن محمد انصاری۔ چھٹی صدی ہجری میں حافظ محمد بن حسین ابن خسر و بطنی، محمد بن عبد الباقی انصاری، حافظ ابن عساکر دمشقی اور علی بن احمد مکی۔ ساتویں صدی ہجری میں امام ابو علی حسن بن محمد بکری۔ دسویں صدی ہجری میں حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی، اور گیارہویں صدی ہجری میں یہ سعادت امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی رحمہم اللہ کے حصے میں آئی۔

ان ائمہ عظام کے ”مسند ابی حنیفہ“ کو تالیف کرنے پر بھی الگ الگ کثیر حوالے دئے گئے ہیں، اس میں صرف امام خوارزمی کی ”جامع المسانید“، حافظ شمس الدین ابن طولون کی ”الفہرست الأوسط“ اور امام محمد بن یوسف صالحی کی ”عقود الجمان“ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دیگر کبار محدثین مثلاً حافظ خطیب بغدادی، حافظ ابن نقطہ حنبلی، حافظ ابن عبد البہادی حنبلی، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ شوکانی اور حاجی خلیفہ رحمہم اللہ جیسے اکابرین کی کتب سے بھی حوالے نقل کئے گئے ہیں، جو اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ان ائمہ نے ”مسند ابی حنیفہ“ کو تالیف کیا۔

اسی طرح ان تمام ائمہ کے احوال اور علمی مقام کو بھی بلند پایہ کتب رجال اور جرح و تعدیل سے ثابت کیا گیا ہے، تاکہ کوئی بھی ناواقف، جاہل یا قلیل المطالعہ شخص شکوک و شبہات کے ذریعے ان ائمہ کی توثیق و توصیف کے بارے میں قارئین کو گمراہ نہ کر سکے۔ ان کتب میں نمایاں نام یہ ہیں:

قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیری کی ”أخبار أبي حنيفة وأصحابه“، حافظ خطیب بغدادی کی ”تاریخ بغداد“، حافظ ابو سعید عبد الکریم بن محمد سمعانی کی ”الأنساب“، حافظ ابن عساکر

کی ”تاریخ مدینہ دمشق“، حافظ ذہبی کی ”سیر أعلام النبلاء“، ”تذکرۃ الحفاظ“، حافظ عبد القادر بن ابی الوفاء قرشی کی ”الجواهر البضیة فی طبقات الحنفیة“، حافظ ابن حجر عسقلانی کی ”تہذیب التہذیب“، ”لسان المیزان“، ”تجلیل المنفعة“ حافظ جلال الدین سیوطی کی ”طبقات الحفاظ“ اور ابن عماد حنبلی کی ”شذرات الذهب“ قابل ذکر ہیں۔

صاحب ”جامع المسانید“ امام خوارزمی رحمہ اللہ کا تعارف

امام ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن رحمہ اللہ (توفی ۶۵۵ھ) خوارزم سے تعلق رکھنے والے محدث و حنفی فقیہ ہیں، آپ ۱۲۰ھ ازوالحجہ ۵۹۳ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی، ”خطیب خوارزم“ کے لقب سے مشہور ہیں، آپ نے امام نجم الدین طاہر بن محمد حفصی رحمہ اللہ سے علم فقہ سیکھا اور خوارزم میں حدیث کا سماع شروع کیا، بعد ازاں آپ نے بغداد اور دمشق سے بھی علم حاصل کیا۔

”جامع المسانید“ کے مطالعے سے امام خوارزمی رحمہ اللہ کے کثیر شیوخ کا پتا چلتا ہے، جن میں سے چند ائمہ حدیث کا نام درج ذیل ہے:

- ۱- احمد بن عمر بن محمد خیوفی۔ ۲- صالح بن شجاع مدلی۔ ۳- ابو نصر اغر بن ابی الفضائل۔
 - ۴- یاقوت بن عبد اللہ جوہری۔ ۵- شرف الدین احمد بن مؤید بن موفق بن احمد مکی۔ ۶- ابو الفضل اسماعیل بن احمد۔ ۷- شیخ معمر ضیاء الدین صفر بن یحییٰ۔ ۸- شرف الدین حسن بن ابراہیم۔
 - ۹- ابو بکر عبد اللہ بن مبارک ہذلی۔ ۱۰- محی الدین یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمن اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ۔
- امام قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (توفی ۸۷۹ھ) امام خوارزمی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

وولی قضاء خوارزم وخطابہا بعد أخذ التتار لها، ثم ترکها، وقدم بغداد حاجاً فحج وجاور، ورجع إلى مصر، ثم إلى دمشق، ثم إلى بغداد ودرس بها. وصنف ”مسانید الإمام أبي حنيفة“ في مجلدين، جمع فيها بين خمسة عشر مصنفًا. وقد رويناها عن قاضي بغداد (هو التاج أحمد الفرغاني النعماني)، عن عمه، عن ابن الصباغ عنه. ^(۱)

ترجمہ:- تاتاریوں کے خوارزم پر قبضے کے بعد آپ کو اس کا قاضی اور خطیب مقرر کیا گیا، بعد ازاں آپ نے اسے چھوڑ دیا اور حج کرنے کی غرض سے بغداد میں قیام پذیر رہے، پھر حج کرنے کے بعد مکہ میں ہی سکونت اختیار کی، اس کے بعد مصر تشریف لے گئے، وہاں سے دمشق، پھر (دوبارہ) بغداد پہنچے اور وہیں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے دو جلدوں میں ”مسانید امام ابی حنیفہ“ تصنیف کی جس میں آپ نے ۱۵ مسانید کو جمع کیا، ہم نے اسے قاضی بغداد تاج احمد فرغانی نعمانی کے طریق سے، انہوں نے اپنے چچا، انہوں نے ابن الصباغ اور انہوں نے آپ سے روایت کیا ہے۔

امام خوارزمی رحمہ اللہ نے اس کتاب کو فقہی عنوانات کے مطابق ترتیب دے کر انہیں چالیس ابواب پر منقسم کیا، امام خوارزمی رحمہ اللہ اپنے اسلوب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

استخرجته في جمع هذه المسانيد على ترتيب ابواب الفقه في أقرب حد، ونظمها في أقصر عقد، بحذف المعاد وترك تكرير الإسناد إلا إذا كان الحديث الواحد مشتملا على مسائل أبواب مختلفة أو اختلف أسانيد ليغلب بمجته العلم المساعد ويدحض شبهة الجاهل المعاند^(۱)۔

ترجمہ:- میں نے ان مسانید کو ممکنہ حد تک فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا ہے، اور ان کو خاص نظم و ضبط میں پرویا ہے، اس میں سے تکرار اسناد کو ترک اور معاد (بار بار لوٹائی جانے والی باتوں) کو حذف کر دیا گیا ہے، ہاں! جب کوئی حدیث مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ہے یا اس کی اسانید مختلف ہیں تو اس میں یہ لحاظ نہیں رکھا گیا، تاکہ اس کی حجت سے محقق عالم غالب ہو اور جھگڑا لو جاہل کا شبہ دور ہو۔

امام خوارزمی رحمہ اللہ نے جن پندرہ (۱۵) مسانید کی تخریج کی ہے، ان کے مصنفین کے

نام درج ذیل ہیں:

(۱) جامع المسانید: مقدمة، ج ۱ ص ۵۴

- ۱- امام حماد بن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ)
- ۲- امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۳- امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۴- امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)
- ۵- امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۵ھ)
- ۶- امام عمر بن حسن اشعانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۷ھ)
- ۷- امام ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب الحارثی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)
- ۸- امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ)
- ۹- امام ابو الخیر محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ)
- ۱۰- امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ)
- ۱۱- امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصہبانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۰ھ)
- ۱۲- امام ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۲ھ)
- ۱۳- امام ابو بکر ابو عبد اللہ محمد بن حسن خسرو رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۶ھ)
- ۱۴- امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)
- ۱۵- امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی دو کتابوں کو امام خوارزمی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، ایک ”کتاب الآثار“ اور دوسری ”مسند ابی حنیفہ“ جس کو ”نسخہ امام محمد“ کہہ کر نقل کیا۔

سانیدِ امام اعظم پر کی گئی محدثین کی خدمات

سانیدِ امام اعظم صدیوں تک محدثین کے درمیان متداول رہیں اور انہوں نے شہرت و دوام حاصل کی، ان سانید کی شروحات، تعلیقات لکھی گئیں، اسے فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا، ابواب قائم کئے گئے، اختصارات کئے گئے، زوائد کو حذف کیا گیا، اور ان کے رجال پر مستقل کام ہوا، امام ابو حنیفہ کی سانید کی جس قدر خدمات اکابر اہل علم علماء نے کی ہیں، اس کی نظیر نہیں ملتی، بند و اب اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ کرتا ہے۔

۱- حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث کے سلسلے میں بہت زیادہ عملی خدمات انجام دیں، آپ نے مسند کی تبویب و اختصار بھی کیا، اور اس کی شروحات بھی لکھیں اور رجال حدیث پر بھی مستقلاً تصانیف کیں۔

۱- ترتیب مسند ابی حنیفہ لابن المقری۔ ۲- تبویب مسند ابی حنیفہ للحارثی۔ ۳- الأمانی علی مسند ابی حنیفہ۔ (۲ جلدیں)، یہ مخطوطہ اوقاف لائبریری بغداد میں حدیث نمبر ۷۸۱ کے تحت موجود ہے۔ ۴- شرح جامع المسانید للخوازمی۔ ۵- رجال مسند الإمام ابی حنیفہ۔ ۶- امام محمد کی موطا امام محمد اور ”کتاب الآثار“ دونوں کے رجال پر آپ نے تصانیف لکھیں۔^(۱)

۲- امام صدر الدین محمد بن عباد الخلاطی رحمہ اللہ جو امام خوارزمی رحمہ اللہ کے معاصر ہیں، انہوں نے بھی مسند ابی حنیفہ کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام ”مقصد المسند اختصار مسند ابی حنیفہ“ رکھا۔^(۲)

یاد رہے کہ یہ اختصار مسند حارثی کا ہے نہ کہ ”جامع المسانید“ کا جیسا کہ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ کا خیال ہے، اس لئے کہ خوارزمی اور خلاطی رحمہ اللہ معاصر ہیں، اور خلاطی کا امام خوارزمی رحمہ اللہ سے تیرہ سال پہلے انتقال ہوا ہے۔

۳- امام قاضی القضاہ محمود بن احمد القنوی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے اختصار لکھا، ”المعتد مختصر مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے، پھر خود ہی اس کی شرح لکھی جس کا نام ”المعتد شرح المعتد“ ہے۔^(۳)

۴- علامہ صدر الدین موئی بن زکریا بن ابراہیم بن محمد بن ضاعد الحکفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے مسند حارثی کا اختصار کیا، یہ اختصار محدثین کے حلقوں میں بہت مشہور ہوا، اس اختصار میں انہوں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ کی امام اعظم سے مروی

(۱) الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: قاسم بن قطلوبغا، ج ۶ ص ۱۸۶ ۱۸۸۵ / كشف الظنون:

مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۲) كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۳) الجواهر المضیة: ترجمة: محمود بن أحمد بن مسعود القنوی، ج ۲ ص ۱۵۷

روایت کردہ تمام احادیث کا احاطہ ہو جائے، اس سلسلے میں انہوں نے حماد سے روایت شدہ بعض احادیث کو مسند ابن خردوسے بھی لے کر اس میں شامل کیا ہے، مگر یہ چند ہی احادیث ہیں۔^(۱)

۵- امام شرف الدین اسماعیل بن عیسیٰ الاوغانی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۲ھ) نے بھی ”جامع المسانید“ کے رجال کے حالات اور امام صاحب کے مناقب بیان کئے ہیں، آپ کی اس تصنیف کا نام ”اختیار اعتماد المسانید فی اختصار بعض رجال الاسانید“ ہے۔^(۲)

۶- امام حافظ الدین محمد بن محمد الکردری المسروف ابن البرازی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے ”زوائد مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے ”جامع المسانید“ کی وہ روایات جمع کی ہیں جو صحاح ستہ سے زائد ہیں۔^(۳)

۷- امام عمر بن احمد بن شاع شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۹ھ) نے اس کا اختصار ”لقط المرجان من مسند النعمان“ کے نام سے کیا۔^(۴)

۸- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اس کی شرح لکھی، جس کا نام ”العلیقة المنیفة علی مسند ابی حنیفہ“ ہے۔^(۵)

۹- شیخ محمد ادریس بن عبدالعلی النجری رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا، اور اس کا نام ”تحصیل المرام بتبویب مسند الإمام“ رکھا، نیز انہوں نے امام صاحب کی چالیس مروی روایات کو ”الأربعین من مرویات نعمان سیّد المجتہدین“ کے نام سے جمع کیا۔^(۶)

۱۰- علامہ سیّد مرتضیٰ حسن زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر المنیفة فی أدلة الإمام ابی حنیفہ“ کے نام سے عمدہ کتاب مرتب کی، اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب سے مروی وہ روایات جمع کی ہیں جو احکام سے متعلق ہیں، اور ائمہ ستہ نے اپنی مشہور

(۱) مقدمة البحدث النعمانی علی مسند ابی حنیفہ للعصکفی: ص ۱

(۲) کشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۳) کشف الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۴) الکواکب السائرة بأعیان المائة العاشرة: ترجمة: عمر بن سعد، ج ۲ ص ۲۲۳

(۵) کشف الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰

(۶) الثقافة الإسلامية فی الهند: ص ۱۳۵، ۱۳۶

کُتب میں ان سے لفظاً یا معناً موافقت کی ہے، اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ محقق العصر علامہ محمد امین اور کزنئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب بہت عمدہ ہے اور اس لائق ہے کہ مدارس عربیہ میں اس کو نصاب میں شامل کیا جائے۔

وبالجملة كتابه مفيد جدا حقيقى بالاندرارج فى منهج التعليم الراجح فى مدارس العربية ببلادنا. (۱)

مسندِ امامِ اعظم کے متداول نسخے کا تعارف

ہمارے ہاں آج کل مسانیدِ امامِ اعظم میں متداول نسخہ امام حارثی رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۰ھ) کا ہے، جس میں انہوں نے امام صاحب کے شیوخ کے لحاظ سے روایات کو جمع کیا، پھر علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے ان روایات میں سے مکرر روایات کو حذف کیا، اور اس کا ایک اختصار کیا جو ”مسند ابی حنیفۃ للحصکفی“ کے نام سے مشہور ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے امام حصکفی رحمہ اللہ کی اختصار شدہ مسندِ امامِ اعظم کی شرح لکھی اور اسے ”مسند الأنام فی شرح مسند الإمام“ کا نام دیا، یہ کتاب ”مطبعہ مجتبائی ہندوستان“ سے سن ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد ہندوستان کے محدث محمد حسن السنہلی رحمہ اللہ نے ”تنسیق العظام فی مسند الإمام“ کے نام سے ایک عظیم الشان شرح لکھی، یہ شرح پہلی مرتبہ ۱۳۰۵ھ میں ہندوستان سے شائع ہوئی، یہ شرح ابھی مسندِ امامِ اعظم کے حاشیہ کی صورت میں طبع ہوئی، یہ شرح نہایت مفصل، مدلل اور محقق ہے۔

امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند کا اختصار علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے کیا تھا اور یہ اختصار بھی اصل کی طرح امام صاحب کے شیوخ کی ترتیب پر تھا، اب اس ذخیرے سے مطلوبہ حدیث نکالنا کافی مشکل تھا، خصوصاً ان حضرات کے لئے جو امام صاحب کے شیوخ سے واقف نہیں تھے، ان کے لئے اس سے استفادہ کرنا کچھ مشکل تھا، تو علامہ محمد عابد السندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے اس کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا تاکہ اس سے استفادہ آسان ہو، اب یہ متداول نسخہ استفادے کی آسان ترین صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے، یہی نسخہ آج کل مسند

(۱) مسانید الإمام ابی حنیفۃ: مختصر المسند للزبیدی، ص ۱۶۰

امام اعظم کے نام سے مشہور ہے اور درسِ نظامی میں شامل ہے۔

موصوف نے بھی امام حنفی رحمہ اللہ کی اختصار شدہ مسندِ امام اعظم کی شرح لکھی ہے، جس کا نام ”المواہب اللطیفۃ علی مسند الإمام أبی حنیفۃ“ رکھا، اس کتاب کا قلمی نسخہ صوبہ سندھ میں پیر جھنڈو کی لائبریری میں موجود ہے، اور وہیں پر محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے مطالعہ کیا، ان کی رائے اس کتاب کے بارے میں یہ ہے کہ یہ ایک بے نظیر و بے مثال شرح ہے، جس کی مثال شروح حدیث میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی ”فتح الباری“ کے بعد نہیں ملتی۔
فائدہ:- الحمد للہ! یہ شرح سات جلدوں میں ڈاکٹر تقی الدین ندوی مدظلہ کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ”دار النور“ سے چھپ چکی ہے۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث کے سلسلے میں بہت زیادہ عملی خدمات انجام دیں، آپ نے مسند کی تجویب و اختصار بھی کیا ہے، آپ کی اس فن میں تالیف شدہ کتب درج ذیل ہیں:

۱- ترتیب مسند أبی حنیفۃ لابن المقری۔

۲- تبویب مسند الإمام أبی حنیفۃ للحارثی۔

۳- الأمالی علی مسند أبی حنیفۃ۔

۴- شرح جامع المسانید للخوازمی۔

۵- رجال مسند الإمام أبی حنیفۃ۔

فقہی ابواب کے اعتبار سے مسندِ امام اعظم میں روایت کردہ احادیث ذیل میں مسندِ امام اعظم میں روایت کردہ احادیث کا ایک اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے، جنہیں ابوابِ فقہیہ کے تحت روایت کیا گیا ہے، اس طرح کتاب پر ایک اجمالی نظر ڈالی جاسکتی ہے کہ اس کتاب میں کس موضوع پر امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی احادیث کتنی ہیں؟

کتاب الإیمان والإسلام والقدر والشفاعة ۳۰

کتاب العلم ۱۱

کتاب الطہارۃ ۳۹

١١٤	كتاب الصلاة
٣	كتاب الزكاة
١٩	كتاب الصوم
٣٤	كتاب الحج
٢٥	كتاب النكاح
١	كتاب الإستبراء
٢	كتاب الرضاع
١٥	كتاب الطلاق
٢	كتاب النفقات
٣	كتاب التدبير
٤	كتاب الأيمان
٦	كتاب الحدود
٤	كتاب الجهاد
٢٣	كتاب البيوع
١	كتاب الرهن
٣	كتاب الشفعة
٢	كتاب المزارعة
٣٢	كتاب الفضائل
٦	كتاب فضل أمته
٢٢	كتاب الأطعمة والأشربة والضحايا
٨	كتاب اللباس والزينة
١٣	كتاب الطب وفضل المرض والرقى
٣٢	كتاب الأدب
٣	كتاب الرقاق

۳	کتاب الجنایات
۱۰	کتاب الأحکام
۳	کتاب الفتن
۱۵	کتاب التفسیر
۶	کتاب الوصایا والفرائض
۳	کتاب القيامة وصفة الجنة

اس طرح احادیث کی کل تعداد ۵۱۳ ہوئی۔ سب سے زیادہ روایات جس باب کے تحت نقل کی گئیں وہ ”کتاب الصلاة“ ہے، جب کہ ”کتاب الإستبراء“ اور ”کتاب الرهن“ کے ابواب میں صرف ایک ایک روایت نقل کی گئی۔

مسندِ امام اعظم میں ہر ایک صحابی سے مروی روایات کی تعداد

۷۹	۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
۵۳	۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
۴۹	۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۴۳	۴- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
۴۱	۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۲۸	۶- حضرت بریدہ بن حصیب سلمی رضی اللہ عنہ
۲۳	۷- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۲۲	۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
۲۱	۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
۱۲	۱۰- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
۱۲	۱۱- حضرت اُمّ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا
۷	۱۲- حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۷	۱۳- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

- ۱۴- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۶
- ۱۵- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۵
- ۱۶- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۷- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۸- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ۴
- ۲۰- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۱- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۲- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۴- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۵- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۶- حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۷- حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۸- حضرت ابوقنادہ انصاری رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۹- حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا ۲

ان صحابہ کرام کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے مسندِ امام اعظم میں صرف ایک ایک روایت نقل کی گئی ہے، اسمائے کرام یہ ہیں:

حضرت اُسامہ بن زید، حضرت اُسامہ بن شریک، حضرت ثوبان، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت زید بن ثابت، حضرت بسرہ بن معبد الحمینی، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت سعید بن زید، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت عبد اللہ بن انیس، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی، حضرت عبد اللہ بن حارث بن جز، الزبیدی، حضرت عبد اللہ بن شداد، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عبد اللہ بن مغفل، حضرت عبدالرحمن بن ابزی، حضرت عثمان بن نعمان، حضرت عدی بن حاتم، حضرت عطیہ قرظی، حضرت قطبہ بن مالک، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابو ہریرہ بن نيار، حضرت

ابوبکرہ، حضرت ابودرداء، حضرت ابو عامر الثقفی، حضرت ابوسعود انصاری، حضرت امیمہ بنت رفیقہ، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ بنت عجرہ، حضرت امّ سلیم، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اس فہرست سے یہ واضح ہوا کہ کل ۶۰ صحابہ سے مسند کی ۷۸ روایات مروی ہیں۔

مسندِ امام اعظم کے اردو میں تراجم و شروحات

ذیل میں ہمارے دائرہ علم میں آنے والے مسندِ امام اعظم کے اردو تراجم اور شروحات کی ”کتابیات“ پیش کی جا رہی ہیں:

۱- مسندِ ابی حنیفہ / مترجم مولانا حبیب الرحمن ابن مولانا احمد علی محدث سہارنپوری / لکھنؤ،

یوسفی پریس ۱۳۱۸ھ

۲- مسندِ امام اعظم (اردو ترجمہ مع عربی) کراچی، کلام کمپنی، ۱۹۶۶ء

۳- مسندِ امام اعظم (اردو ترجمہ) لاہور، مطبع نبوی، ۱۹۳۸ء

۴- مسندِ امام اعظم / مترجم مولانا خورشید احمد / لاہور، ادارہ نشریات اسلام، ۱۹۸۶ء

۵- مسندِ امام اعظم / مترجم مولانا دوست شاہ کریمالوی / لاہور، حامد اینڈ کمپنی، ۱۹۸۰ء،

دوسرا ایڈیشن: ۱۹۹۱ء

۶- مسندِ امام اعظم / مترجم مولانا سعد حسن، کراچی، مطبع سعیدی، قرآن محل (باہتمام

مولوی محمد سعید)، ۱۳۷۷ھ-۱۹۵۶ء

۷- مسندِ امام اعظم (مترجم عکسی) / لکھنؤ، الفرقان بک ڈپو، ۱۹۹۲ء

۸- ترجمہ مسندِ الامام ابی حنیفہ / جامع قاضی ابوالمؤید محمد بن خوارزمی / مترجم مولانا احمد علی

سہارنپوری / لکھنؤ، مطبع نول کشور

۹- ترجمہ مسندِ امام اعظم / دہلی، مطبع مصطفائی، ۱۹۳۵ء

۱۰- ترجمہ مسندِ امام اعظم / لاہور، مطبع مجیدی، ۱۳۳۰ھ

۱۱- الطريق الاسلام اردو شرح مسندِ الامام الاعظم / مولانا محمد ظفر اقبال / لاہور، مکتبہ

رحمانیہ، ۲۰۰۸ء^(۱)

امام اعظم رحمہ اللہ کی سند ”اصح الأسانید“ اور ”سلسلة الذهب“ ہے

محدثین کی اصطلاح میں ”اصح الأسانید“ (صحیح ترین سند) اور ”سلسلة الذهب“ (سونے کی لڑی) اس سند کو کہا جاتا ہے جس کے راویوں کی عدالت، امامت و ثقاہت تسلیم شدہ ہو، نیز وہ سند اس موضوع کی دیگر اسانید کی نسبت سب سے زیادہ صحیح اور قوی شمار ہوتی ہو۔

علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ محدثین کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ اصح الأسانید کس سند کو قرار دیا جائے؟

۱- امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کے نزدیک: اعمش عن ابراہیم عن

علقمة عن عبد اللہ بن مسعود۔

۲- امام عمرو بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۹ھ) کے نزدیک: محمد بن سیرین عن عبیدۃ

عن علی۔

۳- امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کے نزدیک: مالک عن نافع عن ابن عمر۔^(۱)

۴- امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۵ھ) کے نزدیک: الزہری عن علی بن

الحسین عن أبیہ عن علی۔

۵- امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) کے نزدیک: الشافعی عن

مالک عن نافع عن ابن عمر۔

۶- امام ابراہیم بن موسیٰ ابناسی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۲ھ) فرماتے ہیں: امام شافعی رحمہ

اللہ سے روایت کرنے والوں میں سب سے عظیم المرتبت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں، لہذا اجل

الأسانید: أحمد عن الشافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر۔^(۲)

۷- امام علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) امام تمیمی رحمہ اللہ پر ان کے امام

(۱) الاقتراح فی بیان الاصطلاح: الباب الأول فی ألفاظ متداولة، ص ۷

(۲) الشذذ الفیاح من علوم ابن الصلاح: النوع الأول، ج ۱ ص ۷۰

شافعی رحمہ اللہ کو اجل الاسانید میں ذکر کرنے پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر ہم راویوں کی جلالتِ شان پر فیصلہ کریں گے تو پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ جلیل القدر ہیں، لہذا اجل الاسانید: ابو حنیفہ عن مالک عن نافع عن ابن عمر۔^(۱)

۸- علامہ عبدالوہاب شعرائی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کے نزدیک اصح الاسانید:

ابو حنیفہ عن عطاء بن ابي رباح عن ابن عباس۔

بندے کے نزدیک بھی ”سلسلۃ الذہب“ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ سند ہے۔

سند کا پہلا راوی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ

(متوفی ۷۴۸ھ) ”تذکرۃ الحفاظ“ میں فرماتے ہیں: الإمام الأعظم، فقیہ العراق، نیز فرمایا:

كان إماما ورعا عالما، عاملا، متعبدا كبيرا الشأن۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات

کے ساتھ کیا: الإمام، فقیہ الملة، عالم العراق، آگے فرمایا:

وَأَمَّا الْفِقْهُ وَالتَّحْقِيقُ فِي الرَّأْيِ وَغَوَامِضِهِ، فَإِلَيْهِ الْمُنتَهَى، وَالنَّاسُ

عَلَيْهِ عِيَالٌ فِي ذَلِكَ۔

تو پہلا راوی تابعی کبیر، فقیہ اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، جن کا مرتبہ امام مالک رحمہ اللہ

سے کئی گنا بڑھ کر ہے، امام مالک رحمہ اللہ تابعی نہیں ہیں جب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بالاتفاق تابعی

ہیں، نیز ائمہ اربعہ میں آپ امام اعظم ہیں، یہ لفظ آپ کے ساتھ اس طرح خاص ہو گیا ہے کہ جب یہ

مطلق بولا جاتا ہے تو ذہن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کی طرف جاتا ہے، کسی اور کی طرف نہیں، آپ زمانہ

نبوت کے زیادہ قریب تھے، آپ کے متبعین کی تعداد اس وقت چوالیس کروڑ چھپن لاکھ ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ تو خود آپ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَجُلًا لَوْ كَلَّمْتُكَ فِي هَذِهِ السَّارِيَةِ أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَبًا لَقَامَ بِحُجَّتِهِ۔

سند کے دوسرے راوی امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے

ہیں کہ یہ امام صاحب کے شیوخ میں سے سب سے بڑے اور سب سے افضل ہیں:

(۱) تدوین الراوی: النوع الأول، اصح الاسانید، ج ۱ ص ۸۱

عطاء بن ابی رباح، وَهُوَ أَكْبَرُ شَيْخٍ لَهُ وَأَفْضَلُهُمْ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اصح الاسانید نقل کی اس کا دوسرا راوی امام نافع رحمہ اللہ ہے، امام نافع اور امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ دونوں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حدیث کے شیخ ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں اپنی زندگی میں جتنے بھی لوگوں سے ملا ہوں، میں نے عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا:

مَا رَأَيْتُ فِيمَنْ لَقِيتُ أَفْضَلَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإمام، شَيْخُ الْإِسْلَامِ، مُفْتًى الْحَرَمِ.

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سید التابعین (تابعین کے سردار) ہیں:

عطاء بن أبي رباح، سيد التابعين علماء وعملًا وإتقانًا في زمانه بمكة

وكان حجة إماما كبير الشأن، أخذ عنه أبو حنيفة. ^(۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام عطاء رحمہ اللہ نے دو سو (۲۰۰) صحابہ کا زمانہ پایا:

عن عطاء أدرکت مائتين من الصحابة.

جب اہل مکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ارد گرد جمع ہو جاتے احادیث اور مسائل پوچھنے کے لئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ تمہارے درمیان عطاء موجود ہے (کوئی بات پوچھنی ہے تو ان سے پوچھ لیں):

عن ابن عباس أنه كان يقول تجتمعون إلي يا أهل مكة وعندكم عطاء

و كذا روى عن ابن عمر. ^(۲)

نیز امام عطاء محدث بھی تھے، اور فقیہ بھی تھے، جب کہ امام نافع رحمہ اللہ ان کے مقابلے میں صرف محدث تھے، علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) میزان الاعتدال: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۳ ص ۷۰، رقم: ۵۶۳۰

(۲) تہذیب العہد: ترجمة: عطاء ابن ابی رباح، ج ۷ ص ۱۹۹، ۲۰۰

كان من أجلاء الفقهاء وتابعي مكة وزهادها.

نیز ذکر کرتے ہیں کہ بنو امیہ کے دور میں ایک شخص موسم حج میں یہ اعلان لرتا تھا کہ لوگوں کو کوئی شخص فتویٰ نہ دے سوائے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے:

أذكرهم في زمان بني أمية يأمرون في الحج صائماً يصبح: لا يفتي الناس إلا عطاء بن أبي رباح.^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز کرتے ہوئے دونوں اوصاف کے ساتھ آپ کا ذکر خیر کیا:

عطاء بن أبي رباح مفتي أهل مكة ومحدثهم القدوة العلم.

محمد بن عبد اللہ الدیاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے بہتر کوئی مفتی نہیں دیکھا:

ما رأيت مفتياً خيراً من عطاء.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں آئے اور لوگوں نے ان سے مسائل پوچھنے شروع کئے تو فرمایا کہ عطاء تم میں موجود ہے اور پھر بھی تم مسئلے میرے لئے جمع کر رکھتے ہو؟

قدم ابن عمر مكة فسأله فقال: تجتمعون لي المسائل وفيكم عطاء!

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم، زہد اور خدا پرستی میں عطاء کے فضائل کثرت سے ہیں:

قلت: مناقب عطاء في العلم والزهد والتأله كثيرة.

مذکورہ اقوال کے لئے تفصیلاً ”تذکرۃ الحفاظ“ دیکھیں۔^(۲)

سند کے تیسرے راوی صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، ان کا مقام و مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے تفسیر، فقہیت، اور حکمت کی دُعا خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے بیت الخلا گئے، جب آپ لوٹے تو باہر پانی کا ایک لوٹا رکھا ہوا تھا، اور اوپر سے ڈھانپا ہوا تھا، تو آپ نے پوچھا: یہ کس نے رکھا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

(۱) ولیات الأعیان: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۳، ص ۲۶۱

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۱، ص ۷۷، ۷۸

کہ میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے رکھا ہے! (آپ اس خُسنِ ادب اور خدمت سے خوش ہوئے اور) آپ نے ان کے لئے دُعا فرمائی: اے اللہ! اے تفسیرِ قرآن کا علم سکھا:

عن ابن عباس قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
المخرج ثم خرج فإذا تور مغطى فقال: من صنع هذا؟ قال عبد الله
فقلت: أنا، فقال: اللهم عليه تأويل القرآن.^(۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے بہترین ترجمان عبد اللہ بن عباس ہیں:

قال ابن مسعود: نعم ترجمان القرآن ابن عباس.
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دُعا فرمائی کہ اے
اللہ! انہیں دین کی سمجھ عطا فرما:

فَقَالَ اللَّهُمَّ فَفَقَّهْهُ فِي الدِّينِ.^(۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے مطہر اور پاکیزہ سینے کے
ساتھ لگایا اور یہ دُعا کی کہ اے اللہ! تو اس کو حکمت کا علم عطا فرما:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ صَدْرَهُ وَقَالَ:
اللَّهُمَّ عَلِّمْنِي الْحِكْمَةَ.^(۳)

یہ تین دُعائیں ہیں جو امام الانبیاء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے کیں جن کی قبولیت میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کی مجلس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو شریک کیا کرتے تھے، حالانکہ اس وقت ان کی عمر کم تھی، صحیح بخاری میں یہ واقعہ مفصل موجود ہے۔^(۴)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے علم کے معترف تھے، ایک مرتبہ ایک شخص

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن عباس، ج ۱ ص ۳۳

(۲) صحیح البخاری: کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ۱ ص ۴۱، رقم الحدیث: ۱۴۳

(۳) صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب ذکر ابن عباس، ج ۵ ص ۲۷، رقم الحدیث: ۳۷۵۶

(۴) دیکھئے: صحیح البخاری: کتاب التفسیر، باب قوله فصبح بمحمد ربك، ج ۶ ص ۱۷۹، رقم الحدیث: ۴۹۷۰

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے قرآن کریم کی اس آیت کا مطلب پوچھا:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا^(۱)

تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن عباس سے پوچھو، اور وہ جو بتلائیں تو مجھے بھی اس سے آگاہ کرنا۔ یہ شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ آسمان کے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس سے بارش نہیں برسی تھی، اور زمین کے بند ہونے سے مراد اس سے سبزہ نہیں اگتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی اور زمین سے سبزہ اُگایا، اب یہ شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور انہیں بتلایا، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ابن عباس کی تفسیر قرآن پر جرأت کرنے پر تعجب تھا، مگر اب مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ بے شک ان کو من جانب اللہ علم عطا کیا گیا ہے۔^(۲)

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے کثرتِ علم کے سبب ”بحر“ (دریا) کے نام سے موسوم ہوتے تھے:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُسَمَّى الْبَحْرَ لِكثْرَةِ عِلْمِهِ.^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کو ان دو القابات سے یاد کیا:

الإمام البحر، عالم العصر.

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے تحصیلِ علم کے لئے اپنا وقت عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا ہوا تھا، میں ابن عمر کو اکثر یہ کہتے سنتا تھا کہ مجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں، لیکن اس کے برعکس عبد اللہ بن عباس کسی کو جواب دیے بغیر نہیں جانے دیتے تھے (کثرتِ علم اور علومِ شریعت پر عمیق دسترس کے سبب):

عن سليمان بن يسار قال: كنت أقسم نفسي بين ابن عباس وابن عمر

فكنت أكثر ما أسمع ابن عمر يقول: لا أدرى، وابن عباس لا يرد

أحدًا.^(۴)

(۱) الانبياء: ۲۶

(۲، ۳) الإتقان في علوم القرآن: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج ۴ ص ۲۳۳

(۴) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن عمر، ج ۱ ص ۳۲

معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان، تفسیر، حدیث، فقہیت، علم و حکمت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر تھی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ سند ”ابی حنیفہ عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس“ یہ اصح الأسانید اور سلسلۃ الذہب ہے، اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جو سلسلہ سند فقہائے محدثین (جو فقہ و حدیث دونوں کے جامع ہوں) پر مشتمل ہو، اس کو شیوخِ محدثین (جو صرف محدث ہوں) کے سلسلہ سند پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ محدثِ کبیر امام و کعب بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) سے پوچھا گیا کہ ان دو سندوں: ”اعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ“ اور ”سفیان عن منصور عن علقمہ عن عبد اللہ“ میں کوئی سند آپ کو زیادہ پسند ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

يَا سُبْحَانَ اللَّهِ، الْأَعْمَشُ شَيْخٌ، وَأَبُو وَائِلٍ شَيْخٌ، وَسُفْيَانُ فَقِيهٌ، وَمَنْصُورٌ فَقِيهٌ، وَإِبْرَاهِيمُ فَقِيهٌ، وَعَلْقَمَةُ فَقِيهٌ، وَحَدِيثُ يَتَدَاوُلُهُ الْفُقَهَاءُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَدَاوُلَهُ الشُّيُوخُ.^(۱)

ترجمہ:- سبحان اللہ! (ان دونوں میں کیا موازنہ ہو سکتا ہے؟ حالانکہ) اعمش شیخ (صرف محدث) ہیں، ابو وائل بھی شیخ ہیں، جبکہ ان کے بالقابل سفیان ثوری (محدث ہونے کے ساتھ) فقیہ ہیں، منصور بھی فقیہ ہیں، ابراہیم نخعی بھی فقیہ ہیں، علقمہ بھی فقیہ ہیں، اور جس حدیث کو فقہائے محدثین روایت کریں وہ اس حدیث سے بہتر ہے جس کو (صرف) شیوخِ محدثین روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ فقہائے کرام احادیث کا معنی زیادہ

جانتے ہیں:

الْفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَالِي الْحَدِيثِ.^(۲)

امام ابن ابی حاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نقل کرتے ہیں کہ فقہائے کرام کی

احادیث مجھے زیادہ پسندیدہ ہیں شیوخِ حدیث کی روایت سے:

(۱) معرفة علوم الحديث: النوع الاول، ج ۱ ص ۱۱

(۲) سنن الترمذی: أبواب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، ج ۳ ص ۳۰۶، رقم الحديث: ۹۵۰

کان حدیث الفقهاء أحب إليهم من حديث المشيخة. (۱)

”أطراف أحاديث أبي حنيفة“

”اُطراف“ طرف کی جمع ہے۔ اور طرف کے معنی: کونا اور کنارہ کے ہیں، مگر اصطلاحاً طرف سے مراد حدیث کا ابتدائی ٹکڑا ہے، جس کے ذریعے سے بقیہ حدیث معلوم کی جاسکتی ہے، ”کُتُب اُطراف الحدیث“ سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں حدیث کے پہلے جز کو ذکر کیا جاتا ہے، اس سے پوری حدیث کی پہچان ہوتی ہے، آخر میں ان کُتب کا حوالہ ہوتا ہے جن میں یہ حدیث ہو۔ یہ تصنیف حدیث کا ایک طریقہ ہے جس میں کسی حدیث کا ابتدائی حصہ بیان کرنے کے ساتھ اس کی تمام اُسانید مجموعی طور پر یا مخصوص کُتب کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں، یہ فن اس وقت وجود میں آیا جب چوتھی صدی ہجری کے آخر اور پانچویں صدی ہجری کے شروع میں تمام احادیث کی تدوین مکمل ہو گئی، اور اس کے بعد ان کی تلاش کا مسئلہ پیش آیا، اُطراف کے حوالے سے متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں، مثلاً صحیحین کے اُطراف پر امام ابو مسعود ثقفی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۱ھ) کی ”اُطراف الصحیحین“، صحاح ستہ کے اُطراف پر امام ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) کی ”اُطراف الکتب الستہ“ ہے، امام ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی مشہور کتاب ”تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف“ ہے، اس میں صحاح ستہ کے علاوہ ”مراسیل أبي داود“، ترمذی کی شمائل اور ان کی علل صغیر اور امام نسائی کی ”عمل اليوم والليلة“ شامل ہیں۔ اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کردہ احادیث پر اُطراف لکھے گئے، اور آپ سے مروی روایات کے اُطراف کو جمع کیا گیا، امام محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ جنہوں نے صحاح ستہ کے اُطراف پر کتاب لکھی جیسا کہ اوپر تذکرہ ہوا، اسی طرح انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث پر اُطراف لکھے، جن کو انہوں نے ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے، اس کتاب کا نام ”اُطراف أحاديث أبي حنيفة“ ہے، چنانچہ اسماعیل پاشا بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے امام مقدسی رحمہ اللہ کی تصانیف میں دوسرے نام پر اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ (۲)

(۱) المرح والتعديل: باب في اختيار الأسانيد، ج ۱ ص ۳۱۵

(۲) حذیة العارفین أسماء المولعین وآثار المصنفین: ترجمة: ابن القيسرانی محمد بن طاہر بن علی

”الأربعین من حدیث الإمام أبی حنیفة“

”اربعین“ چالیس احادیث کے مجموعے کو کہا جاتا ہے، اس سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک باب سے متعلق احادیث، یا مختلف ابواب سے، یا مختلف اُسانید سے چالیس احادیث جمع کی جائیں۔ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ اس باب میں علماء نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، بعض نے توحید اور صفات باری تعالیٰ سے متعلق، بعض نے احکام سے متعلق، بعض نے عبادات سے متعلق، بعض نے مواعظ اور رقائق (دل کو نرم کرنے دینے والی احادیث) سے متعلق، اور بعض نے علو سند کی رعایت رکھتے ہوئے چالیس احادیث کو جمع کیا، پھر حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث کے مجموعات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔^(۱)

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر سب سے پہلی تصنیف عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی ہے، پھر امام نووی رحمہ اللہ نے کبار محدثین کے اسمائے گرامی ذکر کئے جنہوں نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی ہیں۔ اس موضوع پر مشہور و معروف، متداول و مقبول کتاب امام نووی کی ”الأربعون النوویة“ ہے، جس میں آپ نے چالیس مستند احادیث مبارکہ کو جمع کیا ہے۔^(۲)

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ کی ”اربعین“ پر لکھی گئی تمام شروحات کا تفصیل ذکر کیا ہے۔^(۳)

اسی طرح کئی محدثین نے امام اعظم رحمہ اللہ کے ذخیرہ احادیث میں سے بھی چالیس احادیث کو منتخب کر کے علیحدہ کتابی صورت میں جمع کیا ہے، ان محدثین میں امام یوسف بن حسن بن عبد الہادی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۹ھ) جو ”ابن البرد“ کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے ”الأربعین المختارة من حدیث الإمام أبی حنیفة“ کے نام سے آپ کی چالیس احادیث کو جمع کیا۔^(۴)

(۱) دیکھئے: کشف الظنون: کتب الأربعینات فی الحدیث وغیرہ، ج ۱ ص ۱۰۳ تا ۱۱۰

(۲) الأربعون النوویة: مقدمة، ص ۲۵۳

(۳) دیکھئے: کشف الظنون: ج ۱ ص ۱۰۸، ۱۰۹

(۴) صلة الخلف لموصول السلف: حرف الهمزة، ج ۱ ص ۸۲

اسی طرح دمشق کے عظیم محدث علامہ شمس الدین محمد بن علی المعروف امام ابن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کردہ احادیث میں سے چالیس احادیث کا ایک خوبصورت مجموعہ تیار کیا ہے، اس میں انہوں نے چالیس احادیث کو اپنے چالیس شیوخ سے روایت کیا ہے، یعنی ہر شیخ سے ایک ایک حدیث، اور یہ چالیس احادیث چالیس مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں:

الأربعون حديثاً عن أربعين شيخاً في أربعين باباً من حديث الإمام الأعظم أبي حنيفة. ^(۱)

اسی طرح شیخ محمد اور یس نجر اسی رحمہ اللہ نے ”الأربعين من مرويات نعيان سيد المجتهدين“ کے نام سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی چالیس مرویات کو جمع کیا، اسی طرح شیخ حسن محمد بن شاہ محمد رحمہ اللہ نے ”الأربعين“ کے نام سے آپ کی چالیس احادیث کو جمع کیا۔ ^(۲)

”عوالی الإمام أبي حنيفة“

عوالی سے مراد وہ احادیث ہیں جن کی اسناد عالی ہوں، یعنی ان میں وسائط کی تعداد کم ہو، سند جتنی عالی ہوگی اتنا ہی اس کے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطے کم ہوں گے، اور آپ سے قرب حاصل ہوگا، اور پھر آپ کے قرب سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) علو سند کی فضیلت میں لکھتے ہیں:

لأن قرب الإسناد قرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرب إليه قرب إلى الله عز وجل. ^(۳)

ترجمہ:- علو سند سے جو قرب اسناد حاصل ہوتا ہے اس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے اللہ عزوجل کا قرب ملتا ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین یوسف بن خلیل حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ

(۱) فہر س الفہار س والألبات: ترجمہ: ابن طولون شمس الدین محمد بن علی، ج ۱ ص ۷۳

(۲) الثقافة الإسلامية في الهند: ص ۱۳۹ بحوالہ مسالید الإمام أبي حنيفة، ص ۱۶۵

(۳) مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع والعشرون، ص ۲۵

اللہ سے مروی عالی السند روایات کو ”عوالی الإمام أبي حنيفة“ کے نام سے جمع کیا۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، المحدث، الصادق، الرجال، الثقال، شيخ المحدثين، رواية الإسلام، أبو الحجاج شمس الدين الدمشقي.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آگے ان کی تصانیف میں ”عوالی أبي حنيفة“ کہہ کر ان کی اس تصنیف کا بھی تذکرہ کیا ہے۔^(۱)

اندازہ کیجئے کہ اس قدر جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث جن کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ امام ذہبی جیسے ناقد محدث کے القابات سے ہوتا ہے، انہوں نے بھی امام صاحب کی عالی السند روایات کو جمع کیا ہے، اس سے آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ لگالیں۔

علامہ شمس الدین یوسف بن خلیل رحمہ اللہ کی یہ تصنیف شیخ خالد عواد کی تحقیق کے ساتھ ”دار الفروفر دمشق“ سے ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۱ء میں چھپ گئی ہے، اور اس کے ساتھ ابن عبدالبہادی حنبلی رحمہ اللہ کی ”الأربعين المختارة من حديث الإمام أبي حنيفة“ بھی چھپ گئی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے تفصیل کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ کا ذکر کیا ہے، میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف ان کے نام ذکر کرتا ہوں، اہل علم حضرات تفصیلاً دیکھنے کے لئے اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

عبد اللہ بن مبارک، امام یحییٰ بن قطان، امام معلیٰ بن منصور، امام ابو عاصم النبیل، امام محمد بن عبد اللہ بن المثنیٰ الانصاری، امام مکی بن ابراہیم، امام حسن بن ابراہیم، امام عمر بن حفص بن غیاث، فضیل بن عیاض، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین، امام وکیع بن جراح، امام یحییٰ بن اکثم، امام یحییٰ بن صالح، امام یوسف بن بہلول، امام عبد اللہ بن داود الخرمی، ابراہیم بن طہمان، امام جریر بن عبد الحمید بن قرط، امام حسن بن صالح، امام حفص بن غیاث، امام داود بن رشید، زائدہ بن قدامہ،

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: يوسف بن خليل أبو الحجاج الدمشقي، ج ۲۳ ص ۱۵۱، ۱۵۲

امام زکریا بن ابی زائدہ، امام زہیر بن معاویہ، محمد بن فضیل، امام مغیرہ بن مقسم، امام یزید بن ہارون رحمہم اللہ۔^(۱)

حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمن صاحب مدظلہم نے اپنی کتاب ”الوردة المحاضرة في أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم وأحاديث العلماء الأحناف في الجامع الصحيح للإمام البخاري“ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ اور ائمہ احناف سے جو روایات مروی ہیں انہیں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ ہر ایک امام کے مختصر حالات اور صحیح بخاری میں ان سے مروی تمام روایات کی نشاندہی کی ہے، کتاب کا تحقیقی و تدقیقی معیار نہایت بلند ہے، اہل علم حضرات اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

صحیح بخاری میں کوئی روایات

ہم نے بخاری شریف کے رُوَاۃ کا جائزہ لیا تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ بخاری شریف کے راویوں میں سب سے زیادہ تعداد جس شہر کے راویوں کی ہے وہ کوفہ ہی ہے، راقم الحروف نے کوفہ کے راویوں کو شمار کرنا شروع کیا تو بخاری شریف میں کوفہ کے رُوَاۃ کی تعداد تین سو سے زائد ملی، اگر کتاب کی ضخامت کے زائد ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ان کے نام ہدیہ ناظرین کرتے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح بخاری میں جس قدر صحابہ کرام سے روایات منقول ہو کر آئی ہیں ان صحابہ میں سے صرف وہ صحابہ جو خاص کوفہ میں آکر مقیم ہو گئے تھے ان کے نام درج کر دیئے جائیں، یاد رہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بترتیب حروف تہجی ان تمام صحابہ کرام کے نام ”ہدی الساری فی مقدمۃ فتح الباری“ میں درج کر دیئے ہیں جن سے بخاری شریف میں روایات لی گئی ہیں:

- ۱- حضرت اشعث بن قیس الکندی۔ ۲- حضرت عدی بن حاتم۔ ۳- حضرت اُہبان بن اوس الاسلمی۔ ۴- حضرت عقبہ بن عمرو۔ ۵- حضرت بریدہ بن الحصیب۔ ۶- حضرت علی بن ابی طالب۔ ۷- حضرت جابر بن سمرہ۔ ۸- حضرت عمران بن الحصین۔ ۹- حضرت جریر بن عبد اللہ۔ ۱۰- حضرت عمرو بن حریث۔ ۱۱- حضرت جندب بن عبد اللہ۔ ۱۲- حضرت مرداس بن مالک۔ ۱۳- حضرت حارثہ بن وہب۔ ۱۴- حضرت مسیب بن حزن۔ ۱۵- حضرت حذیفہ بن الیمان۔

(۱) لامع الداری شرح صحیح البخاری: مقدمۃ، ج ۱ ص ۱۸۰، ۱۷۱

- ۱۶- حضرت معن بن یزید۔ ۱۷- حضرت خباب بن الارت۔ ۱۸- حضرت مغیرہ بن شعبہ۔
 ۱۹- حضرت زید بن الارقم۔ ۲۰- حضرت نعمان بن بشیر۔ ۲۱- حضرت سلیمان بن مرو۔
 ۲۲- حضرت نعمان بن مقرن۔ ۲۳- حضرت سرہ بن جنادہ۔ ۲۴- حضرت نفیع بن الحارث۔
 ۲۵- حضرت سنن ابو جلیلہ۔ ۲۶- حضرت وہب بن عبد اللہ۔ ۲۷- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی۔
 ۲۸- حضرت عبد اللہ بن یزید۔ ۲۹- حضرت عبد الرحمن بن ابزی، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

یہ اُن کوئی صحابہ کرام کے اسمائے گرامی ہیں جن کے حوالے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری شریف میں ارشادات نبوی نقل کئے ہیں۔^(۱)

صحیح بخاری میں موجود ثلاثیات کے راوی امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں

امام بخاری کا سب سے بڑا سرمایہ فخر ”صحیح البخاری“ میں موجود بائیس ثلاثی روایات ہیں، لیکن یاد رہے کہ ان میں سے اکیس روایات کے راوی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ ثلاثیات بخاری کے وہ چار روایات جن سے اکیس روایات مروی ہیں، جو امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، درج ذیل اصحاب ہیں:

۱- امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دس محدثین تلامذہ کے تعارف میں امام مزی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ کے حوالے سے یہ بات باحوالہ تفصیلاً گزر گئی ہے کہ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں۔

۲- امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ

ان کا نام ضحاک بن مخلد، کنیت ابو عاصم اور لقب نبیل تھا (متوفی ۲۱۲ھ)، نبیل کے معنی معزز کے ہیں، ان سے چھ ثلاثی روایات مروی ہیں، یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ اور امام ابو حنیفہ رحمہ

(۱) ”غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں“ ص ۳۶

اللہ کے تلمیذ رشید ہیں۔

علامہ صیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے امام ضحاک بن مخلد ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ بھی ہیں:

وَمِنْ أَصْحَابِ الْإِمَامِ الضَّحَّاكِ بْنِ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ^(۱)

حافظ امیر ابن ماکولا رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ) امام ابو عاصم رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

سمع جعفر بن محمد وأبا حنيفة وابن جريج، وغيرهم وكان ثقة^(۲)

ترجمہ:- انہوں نے امام جعفر بن محمد، امام ابو حنیفہ، امام ابن جریج اور دیگر محدثین سے حدیث کی سماعت کی تھی، اور یہ ثقہ محدث تھے۔

امام ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امام ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ کے ترجمے میں

آپ کے اساتذہ حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی بھی ذکر کیا ہے۔^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں آپ کے تلامذہ

میں امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ کا بھی نمایاں تذکرہ کیا ہے۔^(۴)

ان ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ

رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ امام ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ کے حالات میں فرماتے ہیں

کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اجل اور سب سے بڑے شیوخ میں سے تھے:

وَهُوَ أَجَلُ شُيُوخِهِ وَأَكْبَرُهُمْ^(۵)

(۱) الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: ضحاک بن مخلد، ج ۱ ص ۲۶۳

(۲) الإكمال فی رفع الابیاب عن المؤتلف والمختلف: حرف النون باب نبیل ونبیل، ج ۷ ص ۲۵۳

(۳) دیکھئے: تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: الضحاک بن مخلد، ج ۱۳ ص ۲۸۳

(۴) دیکھئے: سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۳۹

(۵) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عاصم ضحاک بن مخلد، ج ۹ ص ۳۸۱

۳۔ امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ

امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے تین ثلاثی روایات مروی ہیں، یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اجل شیوخ میں سے تھے، اور امام صاحب کے شاگرد و رشید تھے۔

امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۲ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حالات میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام موصوف کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے امام صاحب کے ترجمے میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے۔^(۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں دوسرے نمبر پر آپ کا تذکرہ کیا ہے۔^(۳)

معلوم ہوا کہ جو امام بخاری رحمہ اللہ کے اجل اساتذہ میں سے ہیں وہ امام صاحب کے تلامذہ میں سے ہیں۔

۴۔ امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ

امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے ایک ثلاثی روایت مروی ہے، آپ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سب سے پہلے نمبر پر امام بخاری رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے۔^(۴)

معلوم ہوا کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اجل شیوخ میں سے ہیں، امام خلاد رحمہ اللہ کو

(۱) دیکھئے: تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۲۱

(۲) دیکھئے: سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۳

(۳) دیکھئے: تہذیب التہذیب: ترجمة: محمد بن اسماعیل، ج ۹ ص ۴۷

(۴) دیکھئے: میزان الاعتدال: ترجمة: خلاد بن یحییٰ، ج ۱ ص ۶۵۷ / سیر أعلام النبلاء: ترجمة: خلاد بن یحییٰ، ج ۱ ص ۱۰۳

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل ہے، چنانچہ امام ابن بزار الکردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے امام صاحب کے تلامذہ میں ان کے نام کو ذکر کیا ہے۔^(۱)

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے بھی امام صاحب کے تلامذہ میں ان کے اسم گرامی کو ذکر کیا ہے۔^(۲)

یہ چاروں محدثین حضرات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے وہ شاگرد ہیں جنہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کی اکیس (۲۱) ثلاثیات کو روایت کیا ہے، باقی صرف ایک روایت رہ جاتی ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے شیخ عصام بن خالد رحمہ اللہ سے لی ہے، معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو دیگر ائمہ صحاح ستہ پر ثلاثیات کے سلسلے میں جو برتری حاصل ہے، وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے خصوصی تلامذہ کے مرہون منت ہے۔

صحیح بخاری میں موجود بائیس ثلاثی روایات

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی گیارہ ثلاثی روایات

۱- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَقُلْ عَلَى مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَكُمْ مِنَ النَّارِ۔^(۳)

ترجمہ:- جو میرے متعلق ایسی بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ جہنم کے اندر اپنا ٹھکانہ تیار رکھے۔

۲- حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ

عنہ نے فرمایا:

كَانَ جَدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَاذِبِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا۔^(۴)

(۱) دیکھئے: مناقب ابی حنیفہ للکردری، ج ۲ ص ۲۱۹

(۲) دیکھئے: عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم ابی حنیفہ النعمان: الباب الخامس، ص ۱۱۰

(۳) صحیح البخاری: کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم، ج ۱ ص ۳۳، رقم الحدیث: ۱۰۹

(۴) صحیح البخاری: کتاب الصلاة، باب قد كذب علي كذا، ج ۱ ص ۱۰۶، رقم الحدیث: ۳۹۷

ترجمہ:- مسجد کی دیوار منبر کے اتنا قریب تھی کہ جس میں بکری نہ گزر سکتی تھی۔

۳- حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے:

كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَأَيْكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا. ^(۱)

ترجمہ:- میں حضرت سلمہ بن اکوع کے ساتھ آکر ستون کے پاس نماز پڑھتا جو مصحف کے پاس ہے، میں نے عرض کیا: اے ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس خاص طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

۴- حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ

عنه نے فرمایا:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. ^(۲)

ترجمہ:- ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج پردے میں ہو جاتا۔

۵- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ: أَنْ أَتِيَنِي فِي النَّاسِ أَنْ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ. ^(۳)

(۱) صحیح البخاری: کتاب الصلوة باب الصلوة إلى الأسطوانة، ج ۱ ص ۱۰۶، رقم الحدیث: ۵۰۳

(۲) صحیح البخاری: کتاب مواقیات الصلوة باب وقت المغرب، ج ۱ ص ۱۱۷، رقم الحدیث: ۵۶۱

(۳) صحیح البخاری: کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، ج ۳ ص ۴۳، رقم الحدیث: ۲۰۰۷

ترجمہ:- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس نے جو کچھ کھالیا ہے تو وہ باقی دن کا روزہ رکھے (یعنی بقیہ دن روزہ دار کی طرح گزارے) اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ (آج) روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے۔

۶۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَتَى بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، فَصَلِّيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَتَى بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: ثَلَاثَةُ دَنَابِيرَ، فَصَلِّيَ عَلَيْهَا، ثُمَّ أَتَى بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قَالُوا: ثَلَاثَةُ دَنَابِيرَ، قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَعَلَى دَيْنِهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ.^(۱)

ترجمہ:- ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور عرض کی گئی کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ عرض کیا: نہیں! سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر دوسرا جنازہ آیا اور صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (چھوڑے ہیں)، سو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(۱) صحیح البخاری: کتاب الموالاة باب إن أحال دين الميت على رجل جاز، ج ۳، ص ۹۴، رقم

پھر تیسرا جنازہ لایا گیا اور عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (قرض ہیں)۔ فرمایا: تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو! (میں نہیں پڑھتا) حضرت ابو قتادہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کا قرض میں ادا کروں گا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی نماز جنازہ پڑھائی۔

۷۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ: يَا ابْنَ الْأَكُوْعِ لَا تُبَايِعْ، قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: وَأَيْضًا! فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! عَلَى أَيْ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ.^(۱)

ترجمہ:- میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی، پھر میں ایک درخت کے سائے میں چلا گیا، جب رش کم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا دوبارہ سہی! سو میں نے دوسری دفعہ بھی بیعت کر لی۔ تو (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے پوچھا: اے ابو مسلم! آپ حضرات نے اس روز کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا موت پر۔

۸۔ حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ أَكْثَرَ حَزْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ، فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ، مَا هَذِهِ الطَّرْبَةُ؟ فَقَالَ: هَذِهِ حَزْبَةُ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ: أَصِيبَ سَلَمَةُ.

(۱) صحیح البخاری: کتاب الجہاد والسیر، باب البیعة فی الحرب أن لا یغروا، ج ۴ ص ۵۰، رقم الحدیث: ۲۹۶۰

فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَفَّقَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَقَاتٍ فَمَا اسْتَكَثَّهَا حَتَّى السَّاعَةِ. ^(۱)

ترجمہ:- میں نے حضرت سلمہ بن اکوع کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا تو پوچھا: اے ابو مسلم! یہ نشان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے غزوہ خیبر میں آیا تھا، لوگ تو یہ کہنے لگے تھے کہ سلمہ کا آخری وقت آپہنچا ہے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (زخم) پر تین مرتبہ دم کیا تو مجھے اب تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔

۹- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هَذِهِ بَاتِكَ، لِحَدَا بِهِمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ السَّائِقُ؟ قَالُوا: عَامِرُ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلَّا أُمْتَعَتْنَا بِهِ، فَأَصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: حَبِطَ عَمَلُهُ، قَتَلَ نَفْسَهُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي! زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَقَالَ: كَذَبَ مَنْ قَالَهَا، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ الْفُلَيْنِ، إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، وَأُتِيَ قَتْلُ يَزِيدَةَ عَلَيْهِ. ^(۲)

ترجمہ:- ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ خیبر کی طرف نکلے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: اے عامر! کیا آپ ہمیں اپنے اشعار نہیں سنائیں گے؟ چنانچہ انہوں نے اشعار سنائے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہانکنے والا کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: عامر بن اکوع ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے! صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں

(۱) صحیح بخاری: کتاب المغاری، باب غزوة خیبر، ج ۵، ص ۱۳۳، رقم الحدیث: ۴۲۰۶

(۲) صحیح بخاری: کتاب الدیات، باب إذا قتل نفسه خطأ فلاحیه له، ج ۹، ص ۷، رقم الحدیث: ۶۸۹۱

ان سے اور فائدہ اٹھالینے دیتے، سو اسی رات کی صبح کو وہ موت کی آغوش میں چلے گئے، تو لوگوں نے کہا: اس کے عمل ضائع ہو گئے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خود قتل کیا ہے، جب میں واپس لوٹا تو لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ عامر کے عمل ضائع ہو گئے ہیں، سو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عامر کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے یہ کہا، غلط کہا ہے، اس کے لئے تو دو گنا اجر ہے، وہ مشقت اٹھانے والا مجاہد ہے اس کے قتل سے بہتر کس کی موت ہے۔

۱۰۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِغَنِيَّةِ الْغَابَةِ، لَقِيتُنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَمِمَّكَ مَا بِكَ؟ قَالَ: أَخَذْتُ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غُظْفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَا! يَا صَبَاحَا! ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمَا، وَقَدْ أَخَذُوهُمَا، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمَا، وَأَقُولُ: أَنَا ابْنُ الْأَكُوْعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضْعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمَا قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسْوَقَهَا، فَلَقِيتُنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَإِلَيَّ أَجْلَلُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سَقَيْتُهُمْ، فَابْعَثْ فِي إِبْرِهِمْ، فَقَالَ: يَا ابْنُ الْأَكُوْعِ! مَلَكَتْ فَاسْتَجِجْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ. ^(۱)

ترجمہ:- میں مدینہ منورہ سے جنگل کی طرف چلا، پہاڑی پر پہنچا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف کا ایک غلام ملا، میں نے کہا: تُو ہلاک ہو، تُو یہاں کیسے آیا؟ اس نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اُونٹنی پکڑی گئی

(۱) صحیح البخاری: کتاب الجہاد والسير، باب من رأى العدو فنادى بأعلى صوته، ج ۳ ص ۶۶، رقم

ہے، میں نے پوچھا: کس نے پکڑی ہے؟ اس نے جواب دیا: قبیلہ غطفان اور فزارہ کے آدمی لے گئے ہیں۔ پھر میں نے تین مرتبہ ”یا صاحبہ“ کے الفاظ کے ساتھ اس زور سے چلایا کہ مدینہ منورہ کے ہر گوشے میں رہنے والے سُن لیں، پھر میں نے دوڑ لگائی یہاں تک کہ ان لوگوں تک جا پہنچا۔

سو میں ان کی جانب تیر پھینکنے لگا اور ساتھ یہ کہنے لگا: ”میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کینوں کی ہلاکت کا دن ہے!“ تو میں نے ان کے پانی پینے سے پہلے ہی ان سے اُٹنی چھین لی، میں اسے لے کر واپس لوٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہو گئی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ لوگ پیاسے تھے اور میں ان کے پانی پینے سے پہلے ہی جلدی سے ان سے اُٹنی چھین لایا، ان کے پیچھے کسی کو روانہ کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن اکوع! تم مالک ہو گئے ہو، اب نرمی کرو، ان کی مہمانی اپنی قوم میں ہو رہی ہوگی۔

۱۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

لَمَّا أُمِّسُوا يَوْمَ فَتَحُوا خَيْبَرَ، أَوْقَدُوا النَّيِّرَانَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَامَ أَوْقَدْتُمْ هَذِهِ النَّيِّرَانَ؟ قَالُوا: لِحَوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ، قَالَ: أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا، وَاسْكِرُوا قُدُورَهَا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: نُهْرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ ذَاكَ. ^(۱)

ترجمہ:۔ جس روز خیبر فتح ہوا اس شام لوگوں نے آگ جلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے یہ آگ کیا چیز پکانے کے لئے جلائی ہے؟ مجاہدین نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہانڈیوں میں ہے اسے اُلٹ دو، اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ہم گوشت کو اُلٹ دیں اور ہانڈیوں کو دھونہ ڈالیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو یونہی کر لو!

(۱) صحیح البخاری: کتاب الذبائح والصيد باب آلیۃ المجوس والمیعة، ج ۷ ص ۹۰، رقم الحدیث: ۵۴۹۷

امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ سے مروی چھ ثلاثی روایات

۱۲- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ إِنْ مَنْ أَكَلَ فَلْيَتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ. وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ. ^(۱)

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عاشوراء کے روز لوگوں میں منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ جس نے کھانا کھالیا وہ روزہ پورا کرے، یا اسے چاہئے کہ روزہ رکھے، اور جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے۔

۱۳- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا. فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ قَالُوا: لَا. فَصَلَّى عَلَيْهِ. ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى. فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ. قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: عَلَيْكَ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَصَلَّى عَلَيْهِ. ^(۲)

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز (جنازہ) پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ساتھی پر نماز پڑھو، حضرت ابو قتادہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا قرض میں ادا کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

۱۴- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى يَدْرَأًا ثَوَقْدُ يَوْمَ خَيْبَرَ. قَالَ: عَلَى مَا

(۱) صحیح البخاری: کتاب الصوم، باب إذا نوى بالنهار صوما، ج ۳ ص ۲۹، رقم الحدیث: ۱۹۲۳

(۲) صحیح البخاری: کتاب الحوالات، باب من تكفل عن ميت ديناً، ج ۳ ص ۹۶، رقم الحدیث: ۲۲۹۵

تَوَقَّدَ هَذِهِ التَّيْدَانِ؛ قَالُوا عَلَى الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ. قَالَ: اكْبِرُوهَا. وَأَهْرِقُوهَا. قَالُوا: أَلَا تُنْهَرِيقُهَا. وَتَغْسِلُهَا. قَالَ: اغْسِلُوهَا. ^(۱)

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کے روز آگ جلتی ہوئی دیکھ کر فرمایا: یہ کیوں جلائی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت (پکانے کے لئے)۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہانڈیاں توڑ دو اور اسے بہادو، صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم ایسا نہ کریں کہ اسے اُلٹ دیں اور ہانڈیاں دھولیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں دھولو!

۱۵- حضرت یزید بن ابوعبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ

عنه نے فرمایا:

غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا. ^(۲)

ترجمہ:- میں نے سات غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہونے کا شرف حاصل کیا ہے اور اس غزوہ میں بھی شریک تھا جس میں حضرت زید بن حارثہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا امیر بنایا تھا۔

۱۶- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ طَحَى مِنْكُمْ فَلَا يُضْبَحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةِ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؛ قَالَ: كُلُّوْا وَأَطِيعُوا وَادْخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا. ^(۳)

(۱) صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب باب هل تكسر الدنان التي فيها الحمر، ج ۳ ص ۱۳۶، رقم الحدیث: ۲۳۷۷

(۲) صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب بعث النبي صلى الله عليه وسلم أسامة بن زيد، ج ۵ ص ۱۳۳، رقم الحدیث: ۳۲۷۲

(۳) صحیح البخاری: کتاب الأضاحی، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحی، ج ۷ ص ۱۰۳، رقم الحدیث: ۵۵۶۹

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے روز کی صبح اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہیں ہونا چاہئے، جب اگلا سال آیا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اب بھی ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ، کھلاؤ اور جمع بھی کرلو، کیونکہ وہ سال تنگی کا تھا تو میں نے چاہا کہ تم اس (تنگی) میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

۱۷- حضرت یزید بن ابوعبید رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

نے فرمایا:

بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِي: يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ. قَالَ: وَفِي الثَّانِي. ^(۱)

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے درخت کے نیچے بیعت کی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں! فرمایا: دوبارہ کرلو!

امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ سے مروی تین ثلاثی روایات

۱۸- حضرت حمید رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں روایت

بیان فرمائی:

أَنَّ الرُّبَيْعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّظَرِ كَسَرَتْ فَنِيَّةً جَارِيَةً. فَطَلَبُوا الْأَرْضَ، وَطَلَبُوا الْعَفْوَ، فَأَتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ. فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّظَرِ: أَتُكْسِرُ فَنِيَّةَ الرُّبَيْعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا تُكْسِرُ فَنِيَّتَهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ! كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ

(۱) صحیح البغاری: کتاب الأحکام، باب من بايع مرتين، ج ۹ ص ۷۸، رقم الحدیث: ۷۲۰۸

مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَجَبَهُ رَأَدُ الْفَرَارِيِّ عَنْ مُحْتَبِدِهِ عَنْ أَنَسٍ: فَرَضِي الْقَوْمَ وَقَبِلُوا الْأَرْضَ. ^(۱)

ترجمہ:- حضرت رُبَيع بنت نضر نے ایک لڑکی کے سامنے والے دو دانت توڑ دیئے، تو انہوں نے دیت کا مطالبہ کیا، یہ معافی کے خواستگار ہوئے، تو انہوں نے انکار کر دیا، سو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا۔ حضرت انس بن نضر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا رُبَيع کے سامنے کے دانت توڑے جائیں گے؟ نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب قصاص کا کہتی ہے (اس پر حضرت انس خاموش ہو گئے)۔ سو بعد میں وہ لوگ جنہوں نے قصاص کا تقاضا کیا تھا، راضی ہو گئے اور انہیں معاف کر دیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے سچا کر دیتا ہے۔ فزاری کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ: وہ لوگ دیت لینے پر رضامند ہو گئے۔

۱۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ. ^(۲)

ترجمہ:- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے۔

۲۰- حضرت حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

(۱) صحیح البخاری: کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیۃ، ج ۳ ص ۱۸۶، رقم الحدیث: ۲۷۰۳

(۲) صحیح البخاری: کتاب التفسیر، باب یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص، ج ۶ ص ۲۴، رقم

الحدیث: ۴۴۹۹

أَنَّ ابْنَةَ النَّظَرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ فَيْئَتَهَا. فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ. ^(۱)

ترجمہ: خنصر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا جس کے باعث اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا۔

امام خلا و بن یحییٰ رحمہ اللہ سے مروی ایک ثلاثی روایت

۲۱- حضرت عیسیٰ بن طہمان رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک

رضی اللہ عنہ سے سنا:

كَرَلْتُ آيَةَ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ. وَأُطْعِمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا. وَكَانَتْ تَفْغَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ. ^(۲)

ترجمہ:- پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحش کے حق میں نازل ہوئی، اور ان کے ویسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی اور گوشت کھلایا تھا، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے۔

امام عصام بن خالد رحمہ اللہ سے مروی ایک ثلاثی روایت

۲۲- حضرت حریر بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُشَيْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عَنَفَقَتِهِ شَعْرَاتٌ بَيْضٌ. ^(۳)

(۱) صحیح البخاری: کتاب الدیات باب السن بالنس، ج ۹ ص ۸، رقم الحدیث: ۶۸۹۳

(۲) صحیح البخاری: کتاب التوحید باب وکان عرشہ علی الماء، ج ۹ ص ۱۲۵، رقم الحدیث: ۷۳۲۱

(۳) صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۳ ص ۱۸۷، رقم الحدیث: ۳۵۳۶

ترجمہ:- انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر سے پوچھا: کیا آپ کی نظر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوڑی مبارک کے صرف چند بال سفید ہوئے تھے۔

بارہ طُرُق جس میں امام اعظم امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں

اس میں ایسے دلائل و براہین پیش کئے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے بیشتر شیوخ الحدیث امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے ہیں، اس ناقابل تردید حقیقت کی وجہ سے ہی امام اعظم رحمہ اللہ ائمہ فقہ کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بھی امام قرار پاتے ہیں۔ زیر نظر باب میں اُن چیدہ طُرُق کا تذکرہ کیا جائے گا جن کی رُو سے امام بخاری رحمہ اللہ، امام اعظم رحمہ اللہ کے پوتے یا پڑپوتے شاگرد کہلاتے ہیں۔

۱- الإمام البخاری عن والده إسماعیل بن إبراهيم عن عبد الله بن المبارك عن الإمام الأعظم

امام بخاری رحمہ اللہ شاگرد ہیں اپنے والد اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ کے، یہ شاگرد ہیں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے، یہ شاگرد ہیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد کا اسم گرامی اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری ہے۔ اہم امر یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے دو شیوخ حضرت عبداللہ بن مبارک اور امام حماد بن زید ہیں۔ اور یہ دونوں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، ان دونوں طُرُق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے پڑپوتے شاگرد ہوئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے

ترجمے میں لکھا ہے:

روی عن حماد بن زید وابن المبارک۔^(۱)

ترجمہ:- اسماعیل بن ابراہیم نے حماد بن زید اور عبد اللہ بن مبارک (دونوں) سے روایت کیا ہے۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے متعلق لکھتے ہیں:

إسماعیل بن ابراہیم بن المغيرة قسمع من مالك وحماد بن زید وصحب ابن المبارک۔^(۲)

ترجمہ:- اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ نے امام مالک اور حماد بن زید سے سماع کیا ہے، جب کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک کی مصاحبت میں رہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کے والد اسماعیل بن ابراہیم، امام حماد بن زید اور حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہما اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام اعظم رحمہ اللہ ان دونوں کے شیخ ہیں۔ اس امر پر محدثین اور ائمہ اہل الرجال کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) اپنی کتاب ”التاریخ الکبیر“ میں امام اعظم رحمہ اللہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

نعمان بن ثابت أبو حنیفة الکوفی: روی عنه: ابن المبارک۔^(۳)

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

أبو حنیفة: روی عنه الغوری وابن المبارک وحماد بن زید۔^(۴)

ترجمہ:- ابو حنیفہ سے سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک اور حماد بن زید نے روایت کیا ہے۔

ان کے علاوہ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۷ھ) نے ”الجرح والتعديل“

(۱) تہذیب التہذیب: ترجمہ: اسماعیل بن ابراہیم المغیرہ، ج ۱ ص ۲۷۳

(۲) إرشاد الساری شرح صحیح البخاری: ترجمہ: اسماعیل بن ابراہیم، ج ۱ ص ۳۱

(۳) التاريخ الكبير: ترجمہ: نعمان بن ثابت أبو حنیفة الکوفی، ج ۸ ص ۸۱

(۴) جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله، ج ۱ ص ۱۰۸۲

(۸/۴۴۹)، خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ”تاریخ بغداد“ (۳/۳۲۳)، علامہ صیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے ”اخبار أبي حنيفة وأصحابه“ (ص ۱۲۵)، امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۲ھ) نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۴۲۰)، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳) اور امام سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ”تبیض الصحيفة“ (ص ۷۸) میں تصریح کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۲- الإمام البخاری عن مکی بن ابراہیم عن الإمام الأعظم

امام بخاری شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیم کے، اور یہ شاگرد ہیں امام اعظم رحمہم اللہ کے۔ اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطے سے امام اعظم رحمہ اللہ کے صرف ایک واسطے سے شاگرد ہیں۔ امام مکی بن ابراہیم وہ خوش قسمت فرد ہیں جو امام بخاری کی باتیں (۲۲) ثلاثیات میں سے گیارہ (۱۱) کے راوی ہیں۔

امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۴۲۱)، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳) اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة“ (ص ۹۲) میں بیان کیا ہے کہ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، اور آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

حدث عن جعفر الصادق وأبي حنيفة، وعنه البخاری وأحمد۔^(۱)

ترجمہ:- مکی بن ابراہیم نے امام جعفر الصادق اور ابو حنیفہ سے حدیث روایت کی

ہے اور امام بخاری اور امام احمد نے ان سے روایت کی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

سمع ببلخ من مکی بن ابراہیم۔^(۲)

ترجمہ:- امام بخاری نے بلخ میں مکی بن ابراہیم سے سماع کیا۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: مکی بن ابراہیم، ج ۱ ص ۲۶۸

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، ج ۲ ص ۱۰۳

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کے، اور آپ شاگرد ہیں امام اعظم رحمہ اللہ کے۔

۳- الإمام البخاری عن الضحاك بن مخلد عن الإمام الأعظم

امام بخاری رحمہ اللہ امام ابو عاصم ضحاك بن مخلد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) کے واسطے سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔ امام ابو عاصم رحمہ اللہ بھی ثلاثیات بخاری کے زوات میں سے ہیں اور آپ سے چھ (۶) روایات مروی ہیں۔

امام ابو عاصم ضحاك بن مخلد النبیل بصری رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ اسے امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۳۲۰/۲۹) میں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۳۹۳/۶) اور ”تذکرۃ الحفاظ“ (۱۶۸/۱) میں، امام عسقلانی رحمہ اللہ نے ”تہذیب التہذیب“ (۴۰۱/۱۰) میں، اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبییض الصغیفۃ بمعاقب أبي حنیفۃ“ (ص ۷۷) میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابو عاصم ضحاك رحمہ اللہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ تو ایک واسطے سے امام بخاری، امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ امام مزی، امام ذہبی اور امام عسقلانی نے امام بخاری کے ترجمے میں لکھا ہے:

روی أبي عاصم الضحاك بن مخلد۔

ترجمہ:- امام بخاری نے ابو عاصم ضحاك بن مخلد سے روایت کیا ہے۔^(۱)

۴- الإمام البخاری عن أبي عبد الله الأنصاري عن الإمام الأعظم

امام بخاری امام ابو عبد اللہ الانصاری کے، اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ اس طریق سے امام بخاری، امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الانصاری (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطے سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۳۲۱/۲۹) میں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر

(۱) تہذیب الکمال: ترجمہ: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، ج ۲۴ ص ۴۳۲/ تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: محمد

بن اسماعیل بن ابراہیم، ج ۲ ص ۱۰۴/ تہذیب التہذیب: ترجمہ: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، ج ۹

أعلام النبلاء“ (۲/۳۹۳) میں اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیض الصحيفة بمناقب ابی حنیفہ“ (ص ۸۹) میں بیان کیا ہے کہ قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ انصاری، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ یہی امام ابو عبد اللہ انصاری، امام بخاری کے شیخ ہیں اور ثلاثیات بخاری کے راوی بھی ہیں، اور ان سے صحیح بخاری میں تین ثلاثی روایات مروی ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

سمع بالبصرة من محمد بن عبد الله الأنصاري. (۱)

ترجمہ:- امام بخاری نے بصرہ میں محمد بن عبد اللہ انصاری سے سماع کیا۔

۵- الإمام البخاری عن أبي عبد الرحمن المقرئ عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری، امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقرئ (متوفی ۲۱۳ھ) کے واسطے سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام اعظم کے شاگرد ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید مقرئ مکی ہیں۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے ”التاریخ الكبير“ (۸/۸۱) میں، خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ”تاریخ بغداد“ (۱۳/۳۲۳) میں، امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۳۲۰) میں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳) میں، امام عسقلانی رحمہ اللہ نے ”تہذیب التہذیب“ (۱۰/۴۰۱) میں اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیض الصحيفة“ (ص ۷۹) میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابو عبد الرحمن مقرئ، امام بخاری کے شیخ ہیں۔

امام ذہبی، امام بخاری کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

سمع بمكة من أبي عبد الرحمن المقرئ. (۲)

ترجمہ:- امام بخاری نے مکہ میں ابو عبد الرحمن مقرئ سے سماع کیا۔

۶- الإمام البخاری عن عبيد الله بن موسى عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ کوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ)

(۱) تذکرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

(۲) تذکرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

کے واسطے سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۴۲۱/۲۹) میں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۳۹۳/۶) میں اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبییض الصحیفة“ (ص ۸۳) میں بیان کیا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ امام ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ جب کہ امام عبید اللہ بن موسیٰ رحمہ اللہ امام بخاری کے شیخ ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

سمع بالكوفة من عبید اللہ بن موسیٰ.^(۱)

ترجمہ:- امام بخاری نے کوفہ میں عبید اللہ بن موسیٰ سے سماع کیا۔

۷- الإمام البخاری عن الفضل بن دکن عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابو نعیم فضل بن دکن رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۸ھ) کے واسطے سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ”الجرح والتعذیل“ (۴۴۹/۸) میں، امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۴۲۱/۲۹) میں، اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۳۹۳/۶) میں بیان کیا ہے، جس کے مطابق امام اعظم رحمہ اللہ امام ابو نعیم فضل بن دکن رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ جب کہ امام فضل بن دکن رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ”صحیح البخاری“ میں ان سے براہ راست ایک سو پچاسی (۱۸۵) احادیث روایت کی ہیں۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی، امام فضل بن دکن رحمہ اللہ کے تذکرے میں فرماتے ہیں:

روی عنه البخاری.^(۲)

ترجمہ:- امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعیل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

(۲) تہذیب التہذیب: ترجمة: الفضل بن دکن، ج ۸ ص ۲۷۰ / طبقات الحفاظ: ترجمة: الفضل بن دکن،

مذکورہ بالا طریق کی رو سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے دادا اُستاد اور امام بخاری آپ کے پوتے شاگرد ہیں۔ یہ اکابر محدثین علم الحدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ کے براہ راست اور بلا واسطہ شیوخ حدیث میں شامل ہیں، اور یہ شیوخ حدیث امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

۸- الإمام البخاری عن یحیی بن معین عن عبد اللہ بن المبارک عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کے، اور حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ علم حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھا ہے:

روی عنه ابن المبارک۔^(۱)

ترجمہ:- امام ابن مبارک نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔

جب کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک، محدث کبیر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أبوزکریا یحیی بن معین سمع عبد اللہ بن المبارک۔^(۲)

ترجمہ:- ابوزکریا یحییٰ بن معین نے عبد اللہ بن مبارک سے سماع کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھا ہے:

روی عن عبد اللہ بن المبارک۔^(۳)

ترجمہ:- انہوں نے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے۔

(۱) التاريخ الكبير: ترجمة: نعيم بن ثابت أبو حنيفة، ج ۸ ص ۸۱ / المرح والتعديل: ترجمة: نعيم بن

ثابت أبو حنيفة، ج ۸ ص ۳۳۹

(۲) الكنى والأسماء: حرف الزاء، ص ۳۳۷، رقم الترجمة: ۱۲۱۲

(۳) تهذيب التهذيب: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۱۱ ص ۲۸۰

امام بخاری رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ امام مزنی اور امام عسقلانی رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھا ہے:

روی عنہ البخاری۔^(۱)

ترجمہ:- امام بخاری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے۔

۹۔ الإمام البخاری عن إبراهيم بن موسى عن يزيد بن زريع عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام ابراہیم بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۰ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ یزید بن زریع رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کے، اور یزید بن زریع رحمہ اللہ علم حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام مزنی اور عسقلانی رحمہما اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھا ہے:

روی عنہ یزید بن زریع۔^(۲)

ترجمہ:- امام یزید بن زریع نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام یزید بن زریع سے روایت کرنے والے ابراہیم بن موسیٰ بن یزید بن زاذان فراء تسمی رحمہ اللہ ہیں، جب کہ ان سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام ابراہیم بن موسیٰ رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھا ہے:

روی عن یزید بن زریع، وعنہ البخاری۔^(۳)

ترجمہ:- ابراہیم بن موسیٰ نے امام یزید بن زریع سے روایت کیا ہے جب کہ

امام بخاری نے ان سے روایت کیا۔

(۱) تہذیب الکمال: ترجمہ: یحییٰ بن معین بن عون، ج ۳۱ ص ۵۳۶ / تہذیب التہذیب: ترجمہ: یحییٰ بن

معین، ج ۱۱ ص ۲۸۱

(۲) تہذیب الکمال: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۲۱ / تہذیب التہذیب: ترجمہ: النعمان بن

ثابت، ج ۱۰ ص ۴۳۹

(۳) تہذیب التہذیب: ترجمہ: ابراہیم بن موسیٰ بن یزید، ج ۱ ص ۱۷۰ / طبقات الحفاظ: ترجمہ: ابراہیم

بن موسیٰ بن یزید، ج ۱ ص ۱۹۹

۱۰۔ الإمام البخاری عن عمرو بن زرارۃ عن هشیم بن بشیر عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ! امام عمرو بن زرارہ (متوفی ۲۳۸ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ علم حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری، امام ابن ابی حاتم اور امام مزی نے امام اعظم رحمہم اللہ کے تذکرے میں لکھا ہے:

روی عنہ هشیم بن بشیر۔^(۱)

ترجمہ:- ہشیم بن بشیر نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام ہشیم بن بشیر سے امام عمرو بن زرارہ نیشاپوری رحمہ اللہ نے حدیث کی سباعت کی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ، عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

أبو محمد عمرو بن زرارۃ النیسابوری: سمع هشیمًا۔^(۲)

ترجمہ:- ابو محمد بن عمرو بن زرارہ نیشاپوری نے ہشیم سے سماع کیا ہے۔

جبکہ امام بخاری نے امام عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی اور امام ذہبی رحمہما اللہ! امام عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

روی عنہ البخاری۔^(۳)

ترجمہ:- امام بخاری نے امام عمرو سے روایت کیا ہے۔

(۱) التاريخ الكبير: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنيفة، ج ۸ ص ۸۱ / المرح والتعديل: ترجمة: نعمان بن

ثابت أبو حنيفة، ج ۸ ص ۸۹ / تهذيب الكمال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۲۲۱

(۲) الكنى والاسماء: حرف الميم، ج ۲ ص ۷۵۱، رقم: ۳۰۵۰

(۳) تهذيب التهذيب: ترجمة: عمرو بن زرارۃ، ج ۸ ص ۲۵ / الكاشف: ترجمة: عمرو بن زرارۃ، ج ۲ ص ۷۷

۱۱۔ الإمام البخاری عن یحیی بن معین عن وکیع بن الجراح عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۴۳ھ) کے شاگرد ہیں، آپ امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے شاگرد ہیں، اور امام وکیع رحمہ اللہ علم حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”التاریخ الکبیر“ (۸/۸۱) اور امام ابی حاتم رحمہ اللہ نے ”المجرح والتعذیل“ (۸/۳۴۹) میں بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ محدث کبیر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔

امام مزی اور امام عسقلانی رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ترجمے میں لکھا ہے:

روی عن وکیع۔^(۱)

ترجمہ:- انہوں نے وکیع سے روایت کیا ہے۔

جب کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں جس پر حوالہ جات آٹھویں طریق میں بیان ہو چکے ہیں۔

۱۲۔ الإمام البخاری عن محمود بن غیلان عن عبدالرزاق بن ہمام عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام محمود بن غیلان (متوفی ۲۳۹ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) کے شاگرد ہیں، اور امام ابن ہمام رحمہ اللہ علم حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام ابی حاتم، امام ذہبی اور امام سیوطی رحمہم اللہ جیسے اجل محدثین نے امام اعظم

(۱) تہذیب الکمال: ترجمہ: یحییٰ بن معین بن عون، ج ۳ ص ۵۴ / تہذیب العہد: ترجمہ: یحییٰ بن

رحمہ اللہ کے ترجمے میں نقل کیا ہے:

روی عنہ عبدالرزاق۔^(۱)

ترجمہ:- امام عبدالرزاق نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام مزی اور عسقلانی نے امام عبدالرزاق بن ہمام کے تذکرے میں بیان کیا ہے کہ ان سے امام محمود بن غیلان مروزی نے روایت کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

روی عنہ محمود بن غیلان المروزی۔^(۲)

ترجمہ:- امام محمود بن غیلان مروزی نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

جبکہ امام محمود بن غیلان مروزی سے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ امام سیوطی نے امام محمود بن غیلان کے ترجمے میں لکھا ہے:

روی عنہ البخاری۔^(۳)

ترجمہ:- امام بخاری نے محمود بن غیلان سے روایت کیا۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا بارہ (۱۲) واسطوں کے ذریعے سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے دادا اور پردادا اُستاد ہیں، جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ آپ کے پوتے اور پڑپوتے شاگرد ہیں۔ یہ سارے اکابر محدثین بلا واسطہ یا بالواسطہ امام بخاری رحمہ اللہ کے حدیث میں شیخ ہیں، اور امام بخاری نے ”الجامع الصحیح“ میں سینکڑوں احادیثِ مبارکہ اپنے ان اہل شیوخ سے روایت کی ہیں، اور یہ شیوخ حدیثِ امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ حدیث میں سے ہیں، لہذا ان طُرُق سے ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ الشیوخ ہیں۔
نوٹ:- یہ بحث ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی کتاب ”امام ابو حنیفہ“ سے ماخوذ ہے۔

(۱) الجرح والتعديل: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۴۴۹/ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن

ثابت، ج ۶ ص ۳۹۳/ طبقات الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۸۰

(۲) تهذيب الكمال: ترجمة: عبدالرزاق بن همام بن نافع، ج ۱۸ ص ۵۶/ تهذيب التهذيب: ترجمة:

عبدالرزاق بن همام بن نافع، ج ۶ ص ۳۱۱

(۳) طبقات الحفاظ: ترجمة: محمود بن غيلان المروزي، ج ۱ ص ۲۱۰

امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے رؤیت اور روایت

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے رؤیت اور روایت دونوں ثابت ہے، امام صاحب کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنا تمام اکابر اہل علم کے نزدیک مسلم ہے، یاد رہے کہ تابعیت کے لئے محض رؤیت کافی ہے، تابعی ہونے کے لئے نہ صحابی کی محبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ صحابی سے روایت نقل کرنا شرط ہے، بس ایمان کی حالت میں صحابی کے چہرہ انور کی زیارت کرنے والا شخص ”تابعی“ کہلائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی اور تابعی کے لئے بشارت محض رؤیت پر دی ہے، آپ نے اس کے لئے طولِ محبت، سماع، لقاء کو شرط قرار نہیں دیا:

طُوبَى لِمَنْ رَأَى وَآمَنَ بِهِ، وَطُوبَى لِمَنْ رَأَى مَنْ رَأَى. ^(۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ)، امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ)، علامہ عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) اور اکثر محدثین کے نزدیک تابعیت کے لئے صرف رؤیت کافی ہے:

وَقِيلَ: هُوَ (مَنْ لَعِنَهُ) وَإِنْ لَمْ يَصْحَبْهُ كَمَا قِيلَ فِي الصَّحَابَةِ وَعَلَيْهِ الْحَاكِمُ. قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ: وَهُوَ أَقْرَبُ. قَالَ الْمُصَنِّفُ: وَهُوَ الْأَظْهَرُ. قَالَ الْعِرَاقِيُّ: وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْأَكْثَرِينَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ. ^(۲)

ترجمہ:- کہا گیا ہے کہ تابعی وہ شخص ہے جس نے کسی صحابی سے ملاقات کی ہو، اگرچہ اس کی صحبت سے مستفید نہ ہوا ہو، جیسا کہ صحابی کی تعریف میں کہا گیا ہے، یہی امام حاکم کی رائے ہے، علامہ ابن الصلاح نے کہا کہ یہی زیادہ قریب ہے، مصنف (امام نووی) نے بھی اس کو زیادہ ظاہر بتایا ہے، علامہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر محدثین کا اس پر عمل ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کی اس تصریح سے واضح ہو گیا کہ اہل فن کے نزدیک تابعیت کے لئے

مجز رؤیت کافی ہے۔

(۱) تدوین الراوی: النوع الأربعون، معرفة التابعین، ج ۲ ص ۷۰۱

(۲) تدوین الراوی: النوع الأربعون، معرفة التابعین، ج ۲ ص ۷۰۰

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

ثم اعلم أن جمهور علماء أصول الحديث على أن الرجل بمجرد اللقي
والرؤية للصحابي يصير تابعيا ولا يشترط أن يصحبه مدة ولا أن ينقل
عنه رواية. (۱)

ترجمہ:- جمہور علمائے اصول حدیث کے نزدیک مجرد لقاء اور رؤیت صحابی
سے تابعیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے، اور تابعی ہونے کے لئے نہ صحابی کی
صحبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ اس سے کسی روایت کا نقل
کرنا شرط ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھنا اور شرفِ تابعیت حاصل کرنا سب
اہل علم کے نزدیک مسلم ہے، جن میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)، علامہ ابن عبد البر
مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)، علامہ عبد الکریم بن محمد السمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ)، امام نووی رحمہ
اللہ (متوفی ۶۷۶ھ)، امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ)، امام یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ)، علامہ
ابن الوزیر الیمانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ)، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ)، علامہ عینی رحمہ اللہ
(متوفی ۸۵۵ھ)، ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ)، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۳ھ)
ان تمام نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا، حوالہ جات عربی
عبارات کے ساتھ ماقبل میں بالتفصیل گزر چکے ہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت حدیث کے انکار کی ابتدا کیسے ہوئی؟
بندے کی ناقص معلومات کے مطابق سب سے پہلے امام صاحب کی رؤیت اور روایت کا
انکار امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے کیا ہے، پھر اس کے بعد علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ
(متوفی ۴۶۳ھ) نے کیا۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ)
کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے ”سؤالات حمزة بن يوسف السهمي“ اس میں حمزہ سہمی رحمہ اللہ نے
امام دارقطنی رحمہ اللہ سے روایات کے متعلق جو سوالات کئے اور آپ نے جو جوابات دیئے انہیں قلم بند کیا

(۱) مجموعة رسائل اللکھنوی: إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة، ج ۲ ص ۳۰

ہے۔ امام حمزہ سہمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی سے امام ابو حنیفہ کے سماع کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا آپ کا صحابہ سے سماع کرنا ثابت ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: نہیں، نہ ہی رؤیت ثابت ہے، امام ابو حنیفہ صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ملے:

سئل الدارقطنی وأنا أسمع عن سماع أبي حنيفة يصح قال: لا ولا رؤية ولم يلحق أبو حنيفة أحدا من الصحابة. ^(۱)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۲ھ) کا بھی اسی موضوع پر رسالہ ہے، اس کا نام ”سؤالات السلمی للدارقطنی“ ہے، امام سلمی رحمہ اللہ نے بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ سے مشائخ و روایات کے حالات کے متعلق سوالات کئے تھے، پھر آپ نے جوابات دیئے، امام سلمی رحمہ اللہ نے اسے جمع کیا، جو اس وقت ایک رسالے کی صورت میں موجود ہے، امام سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی سے۔ نیز ان کے بارے میں نہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی رؤیت ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی کی:

وسألتُه: هل يصحُّ سماعُ أبي حنيفة عن أنس؛ فقال: لا يصحُّ سماعُه عن أنس ولا عن أحدٍ من الصحابة، ولا تصحُّ له رؤية أنس ولا رؤية أحدٍ من الصحابة. ^(۲)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے دونوں تلامذہ نے جو آپ کا قول نقل کیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ آپ امام صاحب کی رؤیت اور روایت دونوں کے قائل نہیں ہیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۳ھ) نے بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

سئل أبو الحسن الدارقطنی وأنا أسمع عن سماع أبي حنيفة عن أنس يصح، قال: لا، ولا رؤيته، لم يلحق أبو حنيفة أحدا من الصحابة. ^(۳)

(۱) سؤالات حمزة للدارقطنی: ص ۲۶۳، رقم: ۳۸۳

(۲) سؤالات السلمی للدارقطنی: ص ۳۱۷، رقم: ۳۹۸

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: أحمد بن الصلت بن المغلس، ج ۴ ص ۴۲۹

اب سوال یہ ہے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی پیدائش ۳۰۶ھ میں ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی، امام دارقطنی رحمہ اللہ امام صاحب کی وفات کے ایک سو چھپن (۱۵۶) سال بعد پیدا ہوئے، تو انہیں کیسے پتا چلا کہ امام صاحب کی رؤیت اور روایت ثابت نہیں ہے؟ یہ امام صاحب کے ہم عصر بھی نہیں ہیں، نہ ہی آپ کے تلامذہ یا شیوخ میں سے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے درمیان ۱۵۶ سال کا انقطاع ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے مدعا کے ثبوت میں امام صاحب کے ہم عصر، یا آپ کے شیوخ، یا تلامذہ، یا متقدمین ائمہ جرح و تعدیل میں سے کسی کا قول نقل کرتے، حالانکہ آپ نے اپنی بات کے ثبوت میں کوئی قول نقل نہیں کیا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حنفی روایات اور مذہب حنفیہ سے ایک گونا تعجب ہے، خصوصاً امام صاحب کے متعلق تو کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، امام دارقطنی رحمہ اللہ نے امام صاحب کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا:

لَمْ يُسَيِّدْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ غَيْرُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَمَّارَةَ وَهُمَا ضَعِيفَانِ^(۱)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے آپ پر جرح مبہم کی ہے کہ آپ ضعیف ہیں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ وجہ ضعف بھی ذکر کرتے، آخر آپ کیوں ضعیف ہیں؟ حالانکہ آپ کے بارے میں کبار ائمہ حدیث و فقہاء سے تعدیل مفسر منقول ہے، جیسا کہ ماقبل میں یہ بات باحوالہ گزری ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کرام جن میں شیخین (امام بخاری، امام مسلم رحمہما اللہ)، اصحاب سنن اربعہ (امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ)، ائمہ احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور یہی قول صحیح اور رائج ہے:

إِنْ عَدِمَ قَبُولَ الْجَرَحِ الْمُبْهَمِ هُوَ الصَّحِيحُ النَّجِيحُ وَهُوَ مَذْهَبُ الْحَنْفِيَّةِ

(۱) سنن الدارقطنی: کتاب الصلوٰۃ باب ذکر قوله صلى الله عليه وسلم من كان له امام الخ، ج ۲ ص ۱۰۷، رقم الحدیث: ۱۲۳۳

وأكثر المحدثين منهم الشيوخ وأصحاب السان الأربعة وإله مذهب الجمهور وهو القول المنصور.^(۱)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے متعصبین میں سب سے پہلے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے:

وبعض الجروح صدر من المتأخرين المتعصبين كالدارقطني وابن عدي وغيرهما.^(۲)

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ کا ذکر متعصبین میں کیا ہے:

ومن المتعصبين على أبي حنيفة الدارقطني.^(۳)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کو حنفیہ کے خلاف تعصب اور مذہب شافعی میں غیر معمولی غلو تھا، تعصب کا اندازہ اس واقعے سے ہوتا ہے کہ مذہب شافعی کی تقویت کے لئے انہوں نے ایک رسالہ لکھا، جس میں انہوں نے جہری نمازوں میں باوازی بلند بسم اللہ پڑھنے کے متعلق احادیث جمع کیں، جب یہ رسالہ مکمل ہوا تو بعض مالکی حضرات ان کے پاس آئے اور انہیں قسم دے کر پوچھا کہ کیا جو روایات تم نے نقل کی ہیں، یہ صحیح ہیں؟ جب احادیث کی صحت کے متعلق آپ سے استفسار ہوا تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اعتراف کیا کہ جہراً بسم اللہ پڑھنے سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس کے متعلق صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَكِنْ لَمْ يَفُتْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهَا وَلَيْسَ فِي الصَّحَاحِ وَلَا السُّنَنِ حَدِيثٌ صَرِيحٌ بِالْجَهْرِ وَالْأَحَادِيثُ الضَّرِيحَةُ

(۱) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: المرصد الأول فيما يقبل من الجرح والتعديل ومالا يقبل منها، ص ۱۰۵

(۲) التعليق المجدد على موطأ محمد: مقدمة: الفائدة العاشرة، ج ۱ ص ۱۲۶

(۳) رد المحتار على الدر المختار: مقدمة: ج ۱ ص ۵۴

بِالْجَهْرِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ بَلْ مَوْضُوعَةٌ. وَهَذَا لَنَا صَنَّفَ الدَّارِقُطْنِي مُصَنَّفًا فِي ذَلِكَ قِيلَ لَهُ: هَلْ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ صَوِّحَ؟ فَقَالَ: أَمَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَأَمَّا عَنِ الصَّحَابَةِ فَمِنْهُ صَوِّحَ وَمِنْهُ ضَعِيفٌ. ^(۱)

ترجمہ:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی صحیح صریح روایت میں ثابت نہیں ہے کہ آپ نے نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھی ہو، نہ ہی یہ صحاح (بخاری، مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ) کی روایت سے، اور نہ ہی یہ سنن (نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ) کی کسی روایت سے ثابت ہے، وہ تمام احادیث جن میں صراحتاً جہر کے ساتھ تسمیہ پڑھنے کا ذکر ہے، وہ تمام روایات ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں۔ امام دارقطنی نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی، جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا اس میں کوئی صحیح حدیث ہے؟ تو آپ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی روایت ثابت نہیں، البتہ صحابہ سے (جو منقول ہے) اس میں بعض روایات صحیح ہیں اور بعض ضعیف ہیں۔

علامہ جمال الدین زلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۶۲ھ) فرماتے ہیں:

وَبِالْجُمْلَةِ، فَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا لَيْسَ فِيهَا صَرِيحٌ صَوِّحَ، بَلْ فِيهَا عَدَمُهُمَا أَوْ عَدَمُ أَحَدِهِمَا، وَكَيْفَ تَكُونُ صَوِّحَةً، وَلَيْسَتْ مُخْرَجَةً فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّحِيحِ، وَلَا الْمَسَائِدِ وَلَا السُّنَنِ الْمَشْهُورَةِ؛ وَفِي رِوَايَتِهَا الْكَذَّابُونَ وَالضُّعَفَاءُ وَالْمَجَاهِيلُ الَّذِينَ لَا يُوجَدُونَ فِي التَّوَارِيخِ وَلَا فِي كُتُبِ الْجَرَجِ وَالْتَعْدِيلِ. ^(۲)

ترجمہ:- خلاصہ یہ ہے کہ جہراً بسم اللہ پڑھنے سے متعلق کوئی بھی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے، اور کس طرح وہ روایات صحیح ہو سکتی ہیں جب کہ صحاح (کے مصنفین) میں سے کسی نے بھی ان روایات کو نقل نہیں کیا، اور نہ ہی مسانید (کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں) اور نہ ہی سنن مشہورہ (یعنی سنن

(۱) مجموع الفتاوی: باب صفة الصلوة ما ثبت أن بعضه أفضل من بعض، ج ۲۲ ص ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷

(۲) نصب الراية: كتاب الصلوة باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۵

اُربعہ وغیرہ) میں سے کسی نے بھی ان روایات کو نقل نہیں کیا ہے، ان روایات کے اندر کذاب، ضعفاء اور مجاہل راوی ہیں، جن کا تذکرہ نہ تاریخ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی جرح و تعدیل کی کتب میں ان کا کوئی ذکر ہے۔
امام زلیعی رحمہ اللہ نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا واقعہ اور ان کے اعتراف کو نقل کیا ہے:

وَقَدْ حَكَى لَنَا مَشَايِخُنَا أَنَّ الدَّارَ قُطَيْبِي لَنَا وَرَدَّ مِصْرَ سَأَلَهُ بَعْضُ أَهْلِهَا تَضْيِيفَ شَيْءٍ فِي الْجَهْرِ، فَصَنَّفَ فِيهِ جُزْءًا، فَأَتَاكَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ، فَأَقْسَمَ عَلَيْهِ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالصَّحِيحِ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: كُلُّ مَا رَوَيْتُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَهْرِ فَلَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَأَمَّا عَنِ الصَّحَابَةِ: فَمِنْهُ صَحِيحٌ وَضَعِيفٌ^(۱).

نوٹ:- امام دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح کے متعلق مزید تفصیل اس عنوان کے تحت دیکھیں ”امام دارقطنی کی جرح اور اس کا جواب“ تھوڑی دیر کے لئے سوچیں! اگر اسی طرح کی کوئی کتاب حنفی لکھ دیتا تو ممکن تھا کہ اسے دائرۃ اسلام سے ہی خارج کر دیا جاتا۔

فائدہ:- امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیيض الصحیفة“ میں جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ رؤیت کے قائل ہیں، یہ ان کا تسامح ہے، بعد والوں نے پھر امام سیوطی رحمہ اللہ کے حوالے سے اسے نقل کیا، امام دارقطنی رحمہ اللہ کے دو تلامذہ اور خطیب بغدادی کے حوالے سے بات گزر گئی کہ وہ رؤیت اور روایت دونوں کے قائل نہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے بعد خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اہل علم صاحب کی روایت کا انکار کیا، ان کے پیش نظر بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ کا کلام تھا، جیسا کہ ماقبل میں ”تاریخ بغداد“ کے حوالے سے گزرا ہے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ ”طلب العلم فریضة علی کل مسلم“ کو بہ سند روایت کرنے کے بعد جس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع مذکور ہے، اور ”سمعت“ کہہ کر صراحتاً اسے ذکر کیا ہے، اس کے متعلق خطیب بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَلَا يَفُتُّ لِأَبِي حَنِيفَةَ سَمَاعٌ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کا حضرت انس بن مالک سے سماع ثابت نہیں ہے۔

انہوں نے آگے دلیل میں وہی امام دارقطنی رحمہ اللہ کا کلام نقل کیا ہے، اس کے علاوہ آپ کی روایت کے عدم ثبوت پر کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا، اور نہ ہی ائمہ جرح و تعدیل میں سے کسی کا قول نقل کیا ہے، جب کہ ثبوت روایت پر فن جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کا قول موجود ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی پیدائش ۳۹۲ھ میں ہوئی، جب کہ امام صاحب کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا، اب ان کے درمیان دو سو بیالیس (۲۴۲) سال کا فاصلہ ہوا، تو آخر کس واسطے سے انہیں اس بات کا علم ہوا ہے کہ آپ کا سماع ثابت نہیں ہے؟ علمی دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ اپنے دعوے کے ثبوت پر مقتدین میں سے، یا امام صاحب کے ہم عصر علماء میں سے کسی کا قول نقل کیا جاتا۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ امام صاحب کی روایت کے قائل ہیں، امام صاحب کے ترجمے میں انہوں نے لکھا: ”رأى أنس بن مالك“ البتہ روایت کے قائل نہیں ہیں، اب بعد میں جو بھی آئے وہ امام دارقطنی رحمہ اللہ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے کلام کو بغیر تحقیق کے نقل کرتے چلے گئے، یوں ایک غلط بات مشہور ہو گئی۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کے قائل ہیں، جیسے کہ انہوں نے ”المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک“ میں امام صاحب کے ترجمے کے آغاز میں فرمایا: رأى أنس بن مالك۔ ^(۲)

امام ابن جوزی رحمہ اللہ آپ کی روایت کے قائل نہیں ہیں، اور دلیل میں امام دارقطنی رحمہ اللہ کا کلام نقل کیا ہے:

قال الدارقطني: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ قَالَ وَلَا يَصِحُّ لِأَبِي حَنِيفَةَ سَمَاعٌ مِنْ

يُرْوَى وَلَا رُؤْيَا لَهُ يَلْقَى أَبُو حَنِيفَةَ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ. ^(۳)

اب یہ بات قابل غور ہے کہ خطیب بغدادی اور امام ابن جوزی رحمہ اللہ امام دارقطنی رحمہ

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: أحمد بن الصلت، ج ۴ ص ۲۲۹

(۲) المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۱۲۹

(۳) العلل المتناهیة فی الأحادیث الواہیة: کتاب العلم، ص ۶۵

اللہ کی ایک بات تو مانتے ہیں اور ایک بات مسترد کرتے ہیں، اس بات کے تو یہ دونوں بزرگ قائل ہیں کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، لہذا آپ کی رؤیت ثابت ہے، مگر اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت بھی سنی ہے، حالانکہ جس بنیاد پر یہ دونوں بزرگ امام دارقطنی رحمہ اللہ کا فیصلہ رؤیت انس کے متعلق مسترد کر رہے ہیں، اس بنیاد پر روایت سے انکار بھی مسترد ہو جاتا ہے، اب یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ آخر کس بنیاد پر امام دارقطنی رحمہ اللہ کے رؤیت کے کلام کو تو مسترد کر دیتے ہیں اور روایت کی بحث میں ان کے قول کو دلیل میں ذکر کر کے آگے تسلیم کرتے ہیں، اب یہ دواہرا پیمانہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

اب بعد میں جو بھی آتا گیا وہ امام دارقطنی رحمہ اللہ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے کلام کو ہی نقل کرتے گئے اور یوں بلا تحقیق نقل در نقل بات چلتی گئی، یہاں تک کہ بعض علمائے شافعیہ نے تو اس بات کی اتنی تشہیر کی کہ بعض حنفی علماء بھی ان سے متاثر ہو گئے، اور یوں یہ بات متاخرین میں پھیل گئی، چونکہ فن رجال پر اکثر کتابیں شوافع کی ہیں تو انہوں نے پھر اس بات کو خوب ہوا دی یہاں تک کہ کبار اہل علم بھی ان سے متاثر ہو گئے، اب بلا تحقیق اس غلط بات کی تشہیر کس طرح ہوئی؟ وہ ملاحظہ فرمائیں!

بلا تحقیق نقل در نقل

یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے کہ امام صاحب کے دور میں چار صحابہ تھے: حضرت انس بن مالک، عبداللہ ابن ابی اوفی، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم، آپ نے نہ ان میں سے کسی ایک صحابی کا دیدار کیا ہے، اور نہ آپ کو ان سے روایت حاصل ہے، اور نہ آپ نے ان سے کوئی علم حاصل کیا، سب سے پہلے مذکورہ بات کا اظہار علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۷ھ) نے کیا، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وقد کان فی أيامہ أربعة من الصحابة: أنس بن مالك وعبدالله بن أبي أوفى الأنصاري وأبو الطفيل عامر بن واثلة وسهل بن سعد الساعدي وجماعة من التابعين كالشعبي والنخعي وعلي بن الحسين وغيرهم، وقد

مضی تاریخ وفاتہم، ولم يأخذ أبو حنيفة عن أحد منهم، وقد أخذ عنه خلق كثير. (۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کے زمانے میں چار صحابہ موجود تھے: انس بن مالک، عبد اللہ بن ابی اوفی، ابو الطفیل عامر بن واثلہ، سہل بن ساعد، نیز تابعین کی ایک جماعت بھی موجود تھی، جیسا کہ امام شعبی، امام نخعی، امام علی بن حسین وغیرہ، ان کی تاریخ وفات گزر چکی ہے، لیکن امام ابو حنیفہ نے ان میں سے کسی ایک سے بھی علم اخذ نہیں کیا، اور امام ابو حنیفہ سے ایک خلق کثیر نے علم اخذ کیا ہے۔

یہ علامہ شیرازی رحمہ اللہ کی ذاتی رائے ہے، انہوں نے اپنے اس دعوے پر کسی مستند امام کا کوئی قول پیش نہیں کیا، پھر ان کی یہ بات بھی محل نظر ہے کہ امام صاحب کے دور میں صرف چار صحابہ موجود تھے۔

مخدوم محمد ہاشم سندھی نے اپنی مشہور کتاب ”اتحاف الکابر“ میں اکیس (۲۱) صحابہ کے اسمائے گرامی ذکر کئے ہیں جو امام صاحب کے دور میں موجود تھے، اس کتاب کا قلمی نسخہ مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی کے کتب خانے واقع ٹنڈو سائدار میں موجود ہے، اگر مکمل عربی عبارت دیکھنی ہو تو محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کا ”حاشیۃ التعلیق القویم علی مقدمۃ کتاب التعلیم“ صفحہ نمبر: ۳۰ تا ۳۴ دیکھیں۔ نیز یہ بات بھی محل نظر ہے کہ آپ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے اخذ علم نہیں کیا، حالانکہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بڑے شیوخ میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے:

وهو أكبر شيخ لأبي حنيفة. (۲)

نوٹ:- ان کا مبسوط ترجمہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔

اس کے بعد علامہ شیرازی رحمہ اللہ کے اس دعوے کو علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کیا، اور یہ بھی اضافہ کیا کہ آپ کی ان چاروں صحابہ میں سے کسی ایک

(۱) طبقات الفقہاء: ترجمۃ: أبو حنیفۃ، ص ۸۶

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: الشعبی عامر بن شراحیل، ج ۱ ص ۶۳

سے بھی آپ کی ملاقات ثابت نہیں، اور نہ ہی اخذِ علم، بالفاظِ دیگر نہ رُویّت ثابت ہے اور نہ ہی روایت۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وكان في أيام أبي حنيفة أربعة من الصحابة: أنس بن مالك بالبصرة
وعبدالله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة،
وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلقَ أحداً منهم ولا أخذَ عنه
وأصحابه يقولون: إنه لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولا يقبُطُ
ذلك عند أهل النقل.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کے زمانے میں صحابہ میں سے چار حضرات موجود تھے:
حضرت انس بن مالک بصرہ میں، عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کوفہ میں، سہل بن سعد
مدینہ میں، ابوالطفیل عامر بن واثلہ مکہ میں، اور ان کی (یعنی امام ابو حنیفہ) کی
نہ ان چاروں میں سے کسی ایک سے ملاقات ہوئی، اور نہ انہوں نے ان سے کوئی
روایت کی، امام صاحب کے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے صحابہ کی
ایک جماعت سے ملاقات بھی کی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے، مگر یہ بات
اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں۔

قارئین کرام! اس عبارت میں علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے وہی بات دہرائی ہے جو علامہ
شیرازی رحمہ اللہ نے ان سے پہلے کہی تھی، البتہ اس بات کا ”ولا یثبت ذلك عند أهل النقل“ کا
اضافہ کیا، اب علمی دیانت و تحقیق کا تقاضا یہ تھا کہ ان ”اہل نقل“ کی نشاندہی کی جاتی، ان کے اقوال
ذکر کئے جاتے، آخر وہ کون حضرات ہیں جن کے نزدیک امام صاحب کی صحابہ سے لقاء و روایت ثابت
نہیں، جب اہل نقل ہی مجہول ہیں تو عدم ثبوت کا دعویٰ کس طرح قابل قبول ہوگا؟

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کے بعد علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے اپنی مشہور
کتاب ”وفیات الأعیان“ میں امام صاحب کے ترجمے میں بعینہ یہی عبارت بغیر کسی تحقیق کے مکمل
نقل کر دی:

(۱) جامع الأصول فی أحادیث الرسول: حرف النون الفرع العالی من التابعین، ترجمة: النعمان بن ثابت،

وأدرک أبو حنیفة أربعة من الصحابة، رضوان الله عليهم وهم: أنس بن مالك وعبدالله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة، وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون: لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولم يثبت ذلك عند أهل النقل.^(۱)

علامہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے جب اپنی معروف کتاب ”مرآة الجناة وعبرة اليقظان“ لکھی تو چونکہ ان کے پیش نظر علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کی ”وفیات الأعیان“ تھی، تو انہوں نے بھی اسی عبارت کو بعینہ بغیر کسی نقد و جرح کے نقل کر دیا:

وكان قد أدرک أربعة من الصحابة، هم أنس بن مالك بالبصرة وعبدالله بن أبي أوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة رضى الله عنهم. قال بعض أصحاب التواريخ: ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، قال: ولم يثبت ذلك عند النقاد.^(۲)

صاحب مشکوٰۃ ابو عبد اللہ ولی الدین التبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کے پیش نظر بھی ”جامع الأصول“ اور ”وفیات الأعیان“ تھی تو انہوں نے بھی بغیر کسی تحقیق کے امام صاحب کے ترجمے میں یہی عبارت نقل کر دی:

وكان في أيامه أربعة من الصحابة أنس بن مالك بالبصرة وعبدالله بن أبي أوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنهم.^(۳)

اندازہ کیجئے یہ ہے بلا تحقیق نقل در نقل! ابتدا میں علامہ شیرازی رحمہ اللہ نے ایک بات بلا تحقیق لکھ دی، پھر بعد میں علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کر دیا، اور پھر ابن

(۱) وفیات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنیفة، ج ۵ ص ۳۰۶

(۲) مرآة الجناة: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۳۲، ۲۳۳

(۳) الإكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۶۲۳

خلکان رحمہ اللہ، ابن اثیر رحمہ اللہ پر، اور علامہ یافعی رحمہ اللہ نے علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ پر، اور صاحب مشکوٰۃ نے سابقہ کتابوں پر اعتماد کرتے ہوئے لکھ دیا، اور یوں ایک غلط بات متعدد کتابوں میں نقل ہوتی چلی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شوافع کا ایک گروہ اور بعض احناف بھی امام صاحب کے صحابہ سے روایت نہ کرنے کے قائل ہو گئے۔

بلا تحقیق کسی بات کے نقل و نقل کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ”فتح الباری“ کے مقدمے میں ”الفصل العاشر فی عد احادیث الجامع“ عنوان کے تحت صحیح بخاری کی احادیث کی تعداد پر بحث کرتے پچھلوں کی غلطی کے متعلق لکھتے ہیں:

أَنْ كَثِيرًا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَغَيْرِهِمْ يَسْتَرْوِحُونَ بِنَقْلِ كَلَامٍ مِنْ يَتَقَدَّمُهُمْ مَقْلُوبٍ لَهُ وَيَكُونُ الْأَوَّلُ مَا أَتَقَنَ وَلَا حَرَرٌ لَهُ يَتَّبِعُونَهُ تَحْسِبًا لِلظَّنِّ بِهِ وَالِإِتْقَانِ بِخِلَافِ ذَلِكَ.^(۱)

ترجمہ:- بلاشبہ بہت سے محدثین وغیرہ اپنے پیش رو کی تقلید کرتے ہوئے اس کے کلام کو نقل کرنے میں راحت محسوس کرتے ہیں، حالانکہ پہلے شخص نے اتقان و تحقیق سے کام نہیں لیا ہوتا، مگر یہ محض حُسن ظن کی بنا پر اس کی اتباع کرتے چلے جاتے ہیں، حالانکہ تحقیق اس کے برخلاف ہوتی ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۰ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ يَقَعُ كَثِيرًا أَنْ مُؤَلِّفًا يَذْكُرُ شَيْئًا خَطَأً فِي كِتَابِهِ فَيَأْتِي مَنْ بَعْدَهُ مِنَ الْمَشَاجِخِ فَيَنْقُلُونَ تِلْكَ الْعِبَارَةَ مِنْ غَيْرِ تَغْيِيرٍ وَلَا تَنْبِيهِ فَيَكُونُ الثَّاقِلُونَ لَهَا وَأَصْلُهَا لِوَاحِدٍ مُخْطِئٍ كَمَا وَقَعَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ.^(۲)

ترجمہ:- بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک مصنف غلطی سے کوئی بات اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے، پھر بعد کے علماء اس عبارت کو بعینہ نقل کرتے ہیں، نہ اس کی اصلاح کرتے ہیں نہ غلطی پر تنبیہ کرتے ہیں، پھر دوسرے بہت سے حضرات اس کو نقل

(۱) ھدی الساری فی مقدمۃ فتح الباری: الفصل العاشر: ص ۳۶۵

(۲) البحر الرائق: کتاب البیع، فروع متعلّقة بالتصرف فی مال الغائب، ج ۶ ص ۲۰۱

کرتے ہیں، حالانکہ پہلے لکھنے والے سے غلطی سرزد ہوئی ہوتی ہے، جیسا کہ زیر بحث مسئلے میں ایسا ہی ہوا ہے۔

عقل و نقل دونوں کا تقاضا ہے کہ اس بحث میں اصحاب ابی حنیفہ کے اقوال کو ترجیح دی جائے، تاریخ کا یہ مسئلہ کلیہ ہے کہ ہر شخص کے حالات سے اس کے اصحاب دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوتے ہیں، لہذا اصحاب ابو حنیفہ کے مقابلے میں دوسروں کے اقوال کو ترجیح دینا یہ اصول روایت اور درایت دونوں کے خلاف ہے۔

علامہ ابن حجتہ حموی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۷ھ) نقل کرتے ہیں:

صاحب البيت أهدى بالذی فیہ۔^(۱)

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ جن کے سابقہ قول کو بعد کے مؤرخین نقل کرتے چلے آئے، انہوں نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ امام صاحب کے اصحاب ان کے حالات سے زیادہ واقف ہیں، چنانچہ امام صاحب کے ترجمے میں آپ پر کئے گئے مطاعن کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأصحابه أخیر بحالہ۔

ترجمہ:- امام صاحب کے اصحاب ان کے حال سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

فالرجوع إلى ما نقلوه عنه أولى مما نقله غيرهم عنه۔^(۲)

ترجمہ:- امام صاحب کے اصحاب کے اقوال کی طرف رجوع کرنا زیادہ اولیٰ ہے بہ نسبت اس کے کہ غیروں کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے۔

یہ ایک حقیقت تھی جو علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کے قلم سے بھی بے اختیار نکل گئی، اب یہ کہنا کہ امام صاحب کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی تو اس کو بجز تعصب کے اور کیا کہا جائے؟ اس لئے شارح بخاری و ہدایہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے علامہ ابن اثیر اور علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کی اس روئش کو تعصب کا نتیجہ قرار دیا:

وأما قول ابن الأثير وابن خلکان ومن سلك مسلكهما من المتعصبين

(۱) خزائن الأدب وغاية الأرب، ج ۱ ص ۳۱۸

(۲) جامع الأصول: حرف النون: الفرع العالي من التابعين، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲

الحاسدين. ولم يلق احدا منهم، ولا اخذ عنه فذاك من باب التعصب المحض. (۱)

ترجمہ:- ابن اثیر اور ابن خلکان اور ان لوگوں کا جو ان کی روش پر چلے ہیں، یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہ کی نہ تو کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہے اور نہ انہوں نے کسی صحابی سے روایت کی ہے یہ محض تعصب کا نتیجہ ہے۔

نوٹ:- یہ بحث مولانا محمد عبدالشہید نعمانی صاحب کی کتاب ”امام ابو حنیفہ کی تابعیت اور صحابہ سے ان کی روایت“ سے ماخوذ ہے۔

امام ابو حنیفہ کی صحابہ سے روایت حدیث پر پچیس اکابر اہل علم کی تصریحات

امام اعظم کی روایت تو مسلم ہے، یہاں تک کہ امام ذہبی رحمہ اللہ جیسا ناقد محدث بھی، جن کی جلالت شان سب کے ہاں مسلم ہے، فرماتے ہیں کہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فہ تشریف لائے تھے:

فَإِنَّهُ صَحَّحَ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ إِذْ قَدِمَهَا أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. (۲)

اب ہم دوسرے جز پر بات کرتے ہیں یعنی امام صاحب کی صحابہ سے روایت پر۔ باوجود تلاشِ بسیار کے مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہم عصر حضرات میں سے کسی کی کوئی واضح تصریح نہیں ملی کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت ثابت نہیں ہے، نہ ہی آپ کے اساتذہ میں سے کسی کی، اور نہ ہی آپ کے تلامذہ میں سے کسی ایک کی، ائمہ صحاح ستہ میں سے بھی کسی کا کوئی قول نہیں ملا، اور نہ ان کے شیوخ کا، اور نہ ان کے تلامذہ کا، ابتدائی تین صدیوں میں جسے مقتدین کا زمانہ کہا جاتا ہے ہمیں کسی بھی مستند امام کی کوئی تصریح اب تک نہیں ملی، تو ابتدائی تین صدیوں میں کسی نے بھی اس بات،

(۱) مغانی الأخبار: الفصل الثالث فیمن رأى أبو حنیفہ من الصحابة، ج ۳ ص ۱۲۵

(۲) مناقب أبي حنیفہ وصاحبیه: ص ۱۳

کا انکار نہیں کیا کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت ثابت نہیں ہے۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے متقدمین اور متأخرین کے درمیان حد فاصل ابتدائی تین صدیوں کو قرار دیا ہے:

فالحدا الفاصل بین المتقدم والمتأخر هو رأس سنة ثلثمائة^(۱).

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی امام ذہبی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے متقدمین اور متأخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی کو قرار دیا ہے، جو اس سے پہلے گزرے وہ متقدمین میں شمار ہیں، اور جو ان کے بعد آئے وہ متأخرین میں شامل ہیں:

فائدة: قال الحافظ الذهبي الحد الفاصل بين العلماء المتقدمين والمتأخرين رأس القرن الثالث وهو الثلاثمائة. انتهى. فالمتقدمون من قبله والمتأخرون من بعده^(۲).

۱۔ امام فضل بن دکین رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور امام بخاری رحمہ اللہ کے اُستاد امام فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۸ھ)، جن کے متعلق فن اسماء الرجال کے مسلم امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدا أثبت من رجلين: أبي نعيم وعفان.

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كان حافظا متقنا.

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الحافظ الكبير، شيخ الإسلام^(۳).

امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

رأى أنس بن مالك سنة خمس وتسعين وسمع منه^(۴).

(۱) میزان الاعتدال: مقدمة، ج ۱ ص ۴

(۲) مجموعة رسائل ابن عابدین: الرسالة السابعة، شفاء العليل وبل الغليل، ج ۱ ص ۱۶۱

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعيم الفضل بن دكين، ج ۱ ص ۱۴۲

(۴) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: من لقي أبو حنيفة من الصحابة وما رواه عنهم، ص ۱۸

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک کو ۹۵ھ میں دیکھا اور ان سے سماع کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سن وصال میں اختلاف ہے، ان کے سن وصال کے متعلق تین اقوال ہیں: ۹۱ھ، یا ۹۳ھ، یا ۹۵ھ۔

۲۔ مشہور مؤرخ امام ابن سعد رحمہ اللہ کی تصریح

مقتدین میں سے مشہور مؤرخ امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے اپنی کتاب ”الطبقات الکبریٰ“ میں یہ سند متصل خود امام اعظم رحمہ اللہ کا بیان نقل کیا ہے:

قدم أنس بن مالك الكوفة ونزل النخع وكان مخضب بالحمره قد رأيته مرارا. (۱)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک کوفہ میں بمقام نخع میں تشریف لائے، آپ نے سُرخ رنگ کا خضاب لگایا ہوا تھا، میں نے کئی بار آپ کی زیارت کی ہے۔

امام ابو احمد الحاکم الکبیر رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) نے بھی یہ سند متصل امام اعظم رحمہ اللہ سے یہ مذکورہ قول نقل کیا ہے۔ (۲)

امام ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ دونوں امام ابن سعد کی روایت کے صحت کے معترف ہیں، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ امام صاحب کی شرفِ تابعیت کا ذکر کرتے ہوئے دلیل میں ابن سعد کی روایت کا حوالہ دیتے ہیں:

فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ إِذْ قَدِمَهَا أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا حَنِيفَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. (۳)

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام صاحب

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث، ص ۳۹

(۲) کتاب الاسامی والکنی: ج ۳ ص ۱۷۶

(۳) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۱۳

کے ترجمے میں فرمایا کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں کئی مرتبہ دیکھا پھر آگے حوالہ ابن سعد کی روایت کا دیا:

رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن جابر أنه سمع أبا حنيفة يقوله^(۱).
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد ورد ابن سعد بسند لا بأس به أن أبا حنيفة رأى أنسا^(۲).
ترجمہ:- امام ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے، یہ بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا ہے۔

لفظ ”لا بأس به“ الفاظ تعدیل میں سے ہے، امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۷ھ) نے الفاظ تعدیل کے مراتب نقل کئے ہیں، سب سے پہلا درجہ ”ثقة، متقن، حجة، عدل، حافظ“، اور دوسرا درجہ ”صدوق، لا بأس به“ ہے۔^(۳)

امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے امام ابن سعد کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے، یہ وہی روایت ہے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے، ابن سعد کی اس روایت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں آمد اور محلہ بنی نخیع میں ان کے نزول کی خبر دینے کے بعد ان کے متعلق یہ بیان کیا کہ ”وكان يخطب بالحجرة“ وہ سُرخ خضاب لگاتے تھے، یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر ہے، جو حدیث فعلی موقوف ہے، فن اصول حدیث سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ صحابی کے قول، فعل اور عمل کا بیان بھی حدیث ہے، اور اسے حدیث موقوف کہا جاتا ہے، یہ حدیث فعلی موقوف ہے۔

۳- امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی تصریح

فن جرح وتعديل کے مسلم امام، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) جن کی علم

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

(۲) تبیيض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر من أدرکه من الصحابة، ص ۲۴

(۳) تدريب الراوي: النوع الثالث والعشرون، الثالثة عشرة في الفاظ الجرح والتعديل، ص ۴۰۴

حدیث میں جلالتِ شان اور امامت کا اندازہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کے القابات سے لگائیں جو آپ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ترجمے کے آغاز میں کہے:

الْإِمَامُ، الْحَافِظُ، الْجَاهِلُ، شَيْخُ الْمُحَدِّثِينَ، أَحَدُ الْأَعْلَامِ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثٍ لَا يَعْرِفُهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ فَلَيْسَ هُوَ بِمُحَدِّثٍ. ^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے تلامذہ حدیث میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام احمد بن حنبل، امام ابوزرعہ الرازی، امام ابوحاتم رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث کے اسمائے گرامی ذکر کئے ہیں، یہی امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صاحب الرائے نے حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ رُؤئے زمین میں اللہ تعالیٰ کا سب سے کثیر لشکر ٹڈیاں ہیں، جن کو میں نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے شاگرد امام دوری رحمہ اللہ نے آپ کے سماع کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

سَمِعْتُ يَحْيَى يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ صَاحِبُ الرَّأْيِ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ. ^(۲)

امام عبدالکریم بن محمد المعروف امام قزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ) نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ ^(۳)

علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے حوالے سے مکمل حدیث ان الفاظ میں نقل کی ہے:

عائشة بنت عجر د روى يحيى بن معين أن أبا حنيفة الفقيه صاحب الرأي سمع عائشة تقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى بن معين، ج ۱۱ ص ۸۰، ۷۱

(۲) تاريخ ابن معين: أهل الكوفة، ج ۳ ص ۸۰، رقم: ۲۳۳

(۳) دیکھئے تنمیا: التدوين في أخبار قزوين: المحمدون، ترجمة: محمد بن عبد الملك، ج ۱ ص ۸۳۸

اکثر جنود اللہ تعالیٰ فی الأرض الجراد، لا آكله ولا أحرمه.^(۱)
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی عائشہ بنت عبد ربی اللہ عنہا کے ترجمے میں ان الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے:

حدثنا يحيى بن معين أن أبا حنيفة صاحب الرأي سمع عائشة بنت عبد
تقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، قلت وكذلك هو في
تاريخ يحيى بن معين.^(۲)

۴- امام ابو حامد محمد بن ہارون حضری رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابو حامد محمد بن ہارون بن عبد اللہ الحضری البعرائی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ)، مشہور محدث ہیں، خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ان کے تلامذہ میں تیسرے نمبر پر امام دارقطنی رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے، نیز امام ابو حامد حضری رحمہ اللہ کی ثقاہت کے متعلق امام دارقطنی کا قول بھی ذکر کیا ہے۔^(۳)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے شاگرد امام حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) نے امام ابو حامد حضری رحمہ اللہ کے تلامذہ میں دوسرے نمبر پر امام دارقطنی رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا، اور آپ کا قول ذکر کیا کہ امام حضری ثقہ ہیں:

أبو حامد محمد بن هارون بن عبد الله بن حميد بن سليمان بن مباح
الحضرمي المعروف بالبعرائي، سمع خالد بن يوسف السمني، ونصر بن علي
الجهضمي، روى عنه محمد بن اسماعيل الوراق وأبو الحسن الدارقطني،
وقال: ثقة، توفي سنة إحدى وعشرين وثلاثمائة.^(۴)

امام ابوسعید سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نسبت ”البعرائی“ کے تحت امام حضری رحمہ اللہ کا ترجمہ ذکر کیا، پھر امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ آپ ثقہ ہیں:

(۱) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: عائشة بنت عبد ربی، ج ۷ ص ۱۹۰

(۲) لسان المیزان: ترجمة: عائشة بنت عبد ربی، ج ۳ ص ۲۲۷

(۳) دیکھئے: تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن ہارون بن عبد اللہ، ج ۴ ص ۱۲۸

(۴) سوالات حمزة للدارقطني: ص ۲۹ رقم: ۳۸

وقال الدارقطني: هو ثقة. ^(۱)

علامہ مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) مادہ ”بعر“ کے تحت امام حضری رحمہ اللہ کا ذکر کر کے یہ نقل کیا کہ آپ ثقہ ہیں، اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے آپ سے روایت کی ہے۔ ^(۲)
 علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ ان القابات سے کیا:

المُحَدِّثُ الْيَقِينُ، الْمُعْتَمَرُ، الْإِمَامُ، أَبُو حَامِدٍ مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ. ^(۳)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”سنن الدارقطني“ میں امام ابو حامد رحمہ اللہ سے چونسٹھ (۶۳) احادیث نقل کی ہیں، اس سے اندازہ لگائیے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کے ہاں ان کی علم حدیث میں جلالتِ شان کا کیا مقام ہے، بندہ ان تمام روایات کا رقم الحدیث نقل کر رہا ہے تاکہ جواہلِ علم حضرات مراجعت کرنا چاہیں ان کے لئے آسانی ہو۔ ^(۴)

اسی امام حضری رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مرویات پر مشتمل احادیث کو ایک مستقل رسالے کی صورت میں جمع کیا، ان کے اس رسالے کا تذکرہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے سے لے کر مصنف امام ابو حامد محمد بن ہارون حضری رحمہ اللہ تک متصل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ^(۵)

یہ رسالہ دمشق کے کثیر التصانیف امام ابن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے ”الفہرست

(۱) الألساب: باب الباء والعين البعرائ، ج ۲ ص ۲۶۵

(۲) تاج العروس: باب الراء، مادة: بعر، ج ۱۰ ص ۲۲۱

(۳) سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حامد محمد بن هارون، ج ۱۵ ص ۲۵

(۴) سنن الدارقطني: ج ۱، رقم: ۶۱، ۹۸، ۲۲۷، ۲۵۶، ۲۸۹، ۳۵۷، ۵۳۱، ۵۴۳، ۵۸۸، ۵۹۷، ۶۶۶، ۸۳۷،

۱۰۱۳، ۱۰۱۵، ۱۰۲۶، ج ۲، رقم: ۱۰۸۵، ۱۰۸۷، ۱۱۹۳، ۱۲۳۹، ۱۲۷۵، ۱۳۱۵، ۱۳۵۶، ۱۳۷۱، ۱۴۷۷، ۱۵۰۵، ۱۵۲۸،

۱۵۵۲، ۱۵۸۵، ۱۶۰۸، ۱۶۳۰، ۱۷۵۹، ۱۸۸۳، ۱۹۱۰، ۱۹۳۶، ج ۳، رقم: ۲۱۵۲، ۲۱۵۶، ۲۲۲۳، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶،

۲۵۳۶، ۲۶۷۳، ۲۷۳۵، ۲۷۷۷، ۲۸۲۳، ۲۸۷۹، ۲۸۹۰، ج ۴، رقم: ۳۱۳۰، ۳۱۷۲، ۳۱۸۳، ۳۲۰۷،

۳۳۳۳، ۳۵۳۳، ۳۵۸۲، ۳۵۸۳، ۳۶۲۸، ۳۶۸۱، ۳۷۶۲، ج ۵، رقم: ۳۹۸۳، ۴۳۱۱، ۴۳۷۶، ۴۴۶۵،

۴۶۹۵، ۴۶۵۳

(۵) دیکھئے: المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۶۱، رقم: ۱۰۸۹

الأوسط“ میں اس کا تذکرہ کیا ہے، اور یہ رسالہ ان کی مرویات میں بھی داخل ہے، علامہ کوثری رحمہ اللہ نے ”تانیب الخطیب“ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اندازہ کیجئے کہ امام حضری رحمہ اللہ جیسا ثقہ محدث جو صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے روایت حدیث کے قائل ہی نہیں بلکہ آپ کی مرویات کو ایک مستقل تصنیف کی صورت میں جمع کیا، اور وہ رسالہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے محدث کی مرویات میں شامل ہے، اب اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو ایسے متعصب شخص کا کوئی علاج نہیں!

۵- امام ابوالقاسم علی بن کاس رحمہ اللہ کی تصریح

مشہور محدث امام ابوالقاسم علی بن کاس رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۳ھ) جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کے بھی اُستاد ہیں فرماتے ہیں:

عن فضائله انه روى عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فإن العلماء اتفقوا على ذلك واختلفوا في عددهم فمنهم من قال انهم ستة وامرأة ومنهم من قال خمسة وامرأة ومنهم من قال سبعة وامرأة^(۱) ترجمہ:- امام ابوحنیفہ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کی ہے، اس بات پر علماء کا اتفاق ہے، البتہ صحابہ کی تعداد کے بارے میں مختلف آراء ہیں، (کہ جن سے آپ نے روایات نقل کی ہیں ان کی تعداد کتنی ہے؟) بعض چھ صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں، جب کہ بعض پانچ صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں، اور بعض سات صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ محدث ابن کاس رحمہ اللہ کے دور تک امام صاحب کی روایت کا مسئلہ مختلف فیہ نہیں تھا۔

۶- امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ کی تصریح

امام احمد بن عبد اللہ المعروف ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)، امام ذہبی رحمہ اللہ ان

(۱) مناقب الأئمة الأربعة: ص ۲۳

کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الْإِمَامُ، الْحَافِظُ، الْفَقَّهُ، الْعَلَامَةُ، شَيْخُ الْإِسْلَامِ، وَصَاحِبُ الْحِلْيَةِ^(۱)۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے خطیب بغدادی رحمہ اللہ کو ان کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے امام صاحب کی مسند تالیف کی اور مقتدے میں باب باندھا

”ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم“ اس کے تحت آپ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا بھی

ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے (یعنی رؤیت اور روایت دونوں ثابت ہے)، اور یہ بھی کہا جاتا ہے

کہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو دیکھا بھی ہے اور روایت بھی کی ہے:

ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم أنس بن مالك، وعبد الله بن

الحارث بن جزء الزبیدی، ويقال: عبد الله بن أبي أوفى الأسلمی رضي الله

عنهم^(۲)۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو

حضرت انس اور عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہما سے رؤیت اور روایت دونوں حاصل ہیں، پھر آگے

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دو موقوف فعلی

روایات اور ایک مرفوع قولی حدیث بھی سند کے ساتھ نقل کی ہے، پھر آگے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ

رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی

ہیں، جو مصر میں رہائش پذیر تھے، امام صاحب کی ان سے مکہ میں ملاقات ہوئی، اور آپ نے ان سے

حدیث بھی سنی اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی:

وَأَمَّا رِوَايَتُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ لَهُ صُحْبَةٌ، سَكَنَ

مِصْرَ، لَقِيَهُ بِمَكَّةَ وَسَمِعَ مِنْهُ وَهُوَ ابْنُ سِتٍّ عَشْرَةَ سَنَةً^(۳)۔

پھر آگے تفصیلاً حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے آپ کے سماع حدیث کی مکمل

روایت نقل کی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابو نعیم رحمہ اللہ وہ ہیں جن کے سامنے خطیب بغدادی رحمہ

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعیم أحمد بن عبد الله بن أحمد، ج ۱، ص ۴۵۴، ۴۵۵

(۲، ۳) مسند أبي حنيفة رواية أبي نعیم: مقدمة، ص ۲۵، ۲۴

اللہ نے زانوائے تلمذ طے کئے، وہ آپ کی صحابہ سے رُویت اور روایت دونوں کے قائل ہیں، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسکٹ محدث عالم کی شہادت ہے۔

امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے عنوان قائم کیا ہے: ”ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم“ اس کے تحت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رُویت اور روایت دونوں کا تذکرہ کیا ہے، اپنی سند متصل کے ساتھ روایت نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَلَمًا يُصَلِّي. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

اس روایت سے آپ کی رُویت اور روایت دونوں کا ثبوت ہے ”رأيت أنس بن مالك“ حدیث کے اس پہلے ٹکڑے سے آپ کی رُویت یعنی شرف تابعیت ثابت ہوئی، اور ”قائمًا يصلي“ اس جز سے آپ کی روایت ثابت ہوئی، امام صاحب نے اس روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر دی ہے، تو یہ حدیث موقوف فعلی ہے۔

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) حدیث موقوف کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَهُوَ مَا يُرَوَّى عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنْ أَقْوَالِهِمْ أَوْ أَعْمَالِهِمْ وَنَحْوِهَا. ^(۲)

ترجمہ:- حدیث موقوف اس روایت کو کہا جاتا ہے جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال یا افعال یا ان کے مثل کوئی بات روایت کی جائے۔

امام ابن صلاح رحمہ اللہ اس کے متصل بعد فرماتے ہیں کہ اگر صحابی تک روایت متصل سند کے ساتھ ہو تو اسے ”روایت موقوف متصل“ کہا جائے گا، اور اگر سند متصل نہ ہو تو اسے ”روایت موقوف غیر متصل“ کہا جائے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے حدیث موقوف کی تعریف ان الفاظ میں کی:

(۱) مسند أبي حنيفة رواية أبي نعیم: مقدمة: ص ۲۴

(۲) مقدمة ابن الصلاح: النوع السابع، معرفة الموقوف، ص ۴۶

وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنِ الصَّحَابَةِ قَوْلًا لَهُمْ، أَوْ فِعْلًا، أَوْ كَحَوَّةٍ^(۱)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے اس کے متصل بعد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مرفوع قوی روایت بھی نقل کی ہے، امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تک اپنی متصل سند ذکر کرنے کے بعد ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: طَلِبَ الْعِلْمَ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ^(۲)

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس حدیث میں تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ صراحتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر رہے ہیں، ”سمعت أنس بن مالك“ سے امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث بھی ثابت ہوئی۔

۷۔ امام حسین بن علی بن محمد المعروف بالصمیری رحمہ اللہ

امام حسین بن علی بن محمد المعروف بالصمیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وكان أحد الفقهاء المذكورين من العراقيين، حسن العبارة، جيد النظر.

پھر آگے ان کے سامنے اپنے زانوائے تلمذ طے کرنے، اور ان کی ثقاہت اور اوصاف حمیدہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كتبت عنه وكان صدوقاً وافر العقل، جميل المعاشرة عارفاً بحقوق أهل العلم^(۳)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے اُستاذ محترم علامہ صمیری رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

(۱) تدريپ الراوی: النوع السابع، ص ۲۰۲

(۲) مسند أبي حنيفة: ذكر من رأى من الصحابة وروى عنهم، ص ۲۴

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: الحسين بن علي بن محمد، ج ۸، ص ۷۸، ۷۹

اور آپ کے اصحاب کے مناقب پر کتاب لکھی جس کا نام ”اخبار ابي حنيفة وأصحابه“ ہے، اس کتاب میں علامہ صیمری رحمہ اللہ نے عنوان باندھا ہے: ”من لقي أبو حنيفة من الصحابة رضي الله عنهم وما رواه عنهم“ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ کرام سے ملاقات اور ان سے مروی روایات، اس کے تحت علامہ صیمری رحمہ اللہ نے اپنی مکمل سند متصل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی روایات نقل کی ہیں۔

علامہ صیمری رحمہ اللہ جن کی توثیق خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کی ہے، ان کے عنوان اور احادیث نقل کرنے سے معلوم ہو گیا کہ وہ آپ کی روایت اور روایت دونوں کے قائل ہیں۔ چونکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ امام صاحب کی روایت کے انکار میں پیش پیش ہیں، اور بعد والوں کے لئے یہی دونوں مآخذ ہیں، تو بندے نے ان دونوں کے اساتذہ کے حوالے سے باحوالہ بات نقل کر دی ہے کہ وہ امام صاحب کی روایت کے قائل ہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کے استاذ جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا، یعنی امام حضرمی رحمہ اللہ نے تو امام صاحب کے صحابہ سے مرویات پر مستقل رسالہ لکھا، اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے استاذ علامہ صیمری رحمہ اللہ نے تو عنوان قائم کر کے باقاعدہ روایات نقل کی ہیں، اب آپ کی مرضی ہے کہ اساتذہ کے قول پر اعتماد کریں یا تلامذہ کی بات لیں...!

۸- امام عبدالرحمن بن محمد سرخسی رحمہ اللہ کی تصریح

امام عبدالرحمن بن محمد سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۹ھ) یہ بلند پایہ فقیہ اور محدث تھے، علم و فضل کے ساتھ انتہائی عابد و زاہد بھی تھے، علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ان کا مبسوط ترجمہ ذکر کیا ہے، آپ کی عبادت و ریاضت کے متعلق لکھتے ہیں:

وَكَانَ يَدَاوِمُ الصُّوْمَ وَعَرَفَ بِالزُّهْدِ وَكَسَرَ النَّفْسَ وَغَابَ بِمَسْجِدِ ظُلَّةَ

بن عبید اللہ رَضِيَ اللہ عَنْہُ فِي لَيْلَةٍ نِصْفِ مِنَ الشَّهْرِ وَصَلَى طَوِيلَ لَيْلَتِهِ

وَصَلَى الْفَجْرَ بِوُضُوءِ الْعِشَاءِ^(۱)

ترجمہ:- یہ صائم الدہر تھے، زہد اور مجاہدہ نفس میں مشہور تھے، ایک مرتبہ مہینے کی پندرہویں شب میں اچانک طلحہ بن عبید اللہ کی مسجد سے اچانک غائب ہو گئے، اور ساری رات نماز پڑھتے رہے، آپ نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کے سلسلے میں مستقل ایک جزء تالیف کیا، صدر الائمہ موفق بن احمد کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے ”مناقب أبي حنيفة“ اور سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ) نے ”الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح“ میں اس سے روایت نقل کی ہے۔^(۱)

۹- علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ کی تصریح

امام ذہبی رحمہ اللہ نے محدث کبیر علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الْإِمَامُ، الْعَلَامَةُ، حَافِظُ الْمَغْرِبِ، شَيْخُ الْإِسْلَامِ، صَاحِبُ التَّصَانِيفِ
الْفَائِظَةِ، وَسَارَتْ بِتَّصَانِيفِهِ الرُّكْبَانُ، وَخَضَعَ لَعِلْمِهِ عُلَمَاءُ الزَّمَانِ
آگے چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

قُلْتُ: كَانَ إِمَامًا دِينًا، ثِقَةً، مُتَّقِيًا، عَلَامَةً، مُتَّبَعًا، صَاحِبَ سُنَّةٍ
وَاتِّبَاعٍ، فَإِنَّهُ يَكُنْ بَلَّغَ رُتْبَةِ الْأَيْمَةِ الْمُجْتَهِدِينَ، وَمَنْ نَظَرَ فِي مُصَنَّفَاتِهِ
بَانَ لَهُ مَلِكُئِلَهُ مِنْ سِعَةِ الْعِلْمِ، وَقُوَّةِ الْفَهْمِ، وَسَيْلَانِ الذَّهْنِ.^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ جیسا ناقد محدث جن کو ان القابات کے ساتھ یاد کرے، علم حدیث میں ان کے مقام کا کیا کہنا! امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصانیف اور مزاج سے جو لوگ واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ آپ القابات کے سلسلے میں ہمارے دور کی طرح مبالغہ آرائی نہیں کرتے بلکہ بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”جامع بيان العلم وفضله“ میں

(۱) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۲۹ / الانتصار والترجيح: ص ۱۳

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عبد البر أبو عمر يوسف بن عبد الله، ج ۱ ص ۱۵۳، ۱۵۷

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، جس میں آپ کی رؤیت اور روایت دونوں کا تذکرہ ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج پر گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شیخ کے ارد گرد لوگوں کا ایک بہت بڑا حلقہ ہے، تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ شیخ کون ہیں؟ تو والد صاحب نے فرمایا: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ لوگ ان کے ارد گرد کیوں جمع ہیں؟ والد صاحب نے کہا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر رہے ہیں (لوگ سننے کے لئے ان کے ارد گرد جمع ہیں)۔ میں نے والد سے کہا کہ مجھے بھی آگے بڑھائیے تاکہ میں بھی سنوں، تو والد صاحب میرے لئے جگہ بناتے گئے یہاں تک کہ میں آپ سے بالکل قریب ہو گیا، پس میں نے سنا آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. ^(۱)

ترجمہ:- جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

اس کے متصل بعد آپ فرماتے ہیں:

ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَاتِبُ الْوَأْقِدِيِّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ. ^(۲)

ترجمہ:- امام واقدی کے کاتب امام محمد بن سعد نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی کو دیکھا ہے۔

امام ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا روایت پر کوئی کلام نہیں کیا، جس میں آپ کی رؤیت اور روایت دونوں کا تذکرہ ہے، اور نہ امام ابن سعد کے کلام پر کوئی تبصرہ کیا، معلوم ہوا کہ آپ دونوں باتوں کے قائل تھے۔ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے ترجمے میں صراحت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا تھا:

وسمع من عبدالله بن الحارث بن جزء الزبیدی، فیعد بذلك فی التابعین۔^(۱)

ترجمہ:- امام ابوحنیفہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی سے حدیث کا سماع کیا تھا، پس اسی وجہ سے آپ کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ نے بڑے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا: ”سمع من عبدالله بن الحارث“ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا تھا، اب اگر کوئی شخص نہ مانے تو ایسے متعصب شخص کا کوئی علاج نہیں، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ مشہور مالکی المذہب علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی شہادت ہے جو خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے ہم عصر ہیں، علم حدیث اور رجال میں ان کا پایہ خطیب سے بہت بلند ہے، ان پر خطیب بغدادی کی طرح متعصب یا متشدد ہونے کی کوئی جرح نہیں ہے۔ علم حدیث میں ان کی جلالت شان کا اندازہ ان کی ”التمہید لما فی الموطا من المعانی والأسانید“ اور ”الإستذکار“ سے ہوتا ہے، انہوں نے فقہائے ثلاثہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی: ”الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء“ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی توصیف و توثیق اور مناقب میں کئی اکابر اہل علم کے گراں قدر اقوال نقل کئے ہیں، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ شیخ عبدالفتاح ابوغندہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ اس کتاب کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

۱۰۔ امام ابو معشر عبدالکریم مقرئ شافعی رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد مقرئ شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۸ھ) حدیث اور قراءت کے مشہور ائمہ میں شمار ہوتے ہیں، اخیر عمر میں مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، اور وہاں طویل عرصے تک انہوں نے قراءت کا درس دیا، اس لئے ”مقرئ اہل مکہ“ کے لقب سے مشہور ہو گئے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ یہ قراءت، تفسیر، لغت اور تاریخ کے امام تھے:

(۱) کتاب الاستعناء فی معرفة المشہورین من حملة العلم بالکلی: ج ۱، ص ۵۷۲، ناشر: دار ابن تیمیہ الرياض

الإمام في القراءات وغيرها من التفسير واللغة والتاريخ.^(۱)

ان کا مبسوط ترجمہ علامہ ابن جزری رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۳ھ) نے ”غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء“ میں نقل کیا ہے۔^(۲)

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقرئ شافعی رحمہ اللہ نے اپنے ایک جزء میں امام اعظم کی صحابہ سے مرویات کو روایت کیا ہے، اس میں ذکر کرتے ہیں:

قال أبو حنيفة: لقيت من أصحاب رسول الله سبعة: أنس بن مالك، عبدالله بن أنيس وعبدالله بن جزء الزبيدي، وجابر بن عبدالله ومعتل بن يسار، ووائله بن الأسقع، وعائشة بنت عجرد رضي الله عنهم.

ثم روى له عن أنس ثلاث أحاديث، وعن ابن جزء حديثا، وعن وائله حديثين، وعن جابر حديثا، وعن عبدالله بن أنيس حديثا، وعن عائشة بنت عجرد حديثا، وروى له أيضا عن عبدالله بن أبي أوفى حديثا.^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات اصحاب رسول سے ملاقات کی ہے، جن میں حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عبداللہ بن جزء الزبیدی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معتل بن یسار، حضرت وائلہ بن اسقع اور حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

پھر آپ نے حضرت انس سے تین احادیث، حضرت ابن جزء سے ایک حدیث، حضرت وائلہ سے دو حدیثیں، حضرت جابر سے ایک حدیث، حضرت عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث، حضرت عائشہ بنت عجرد سے ایک حدیث اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے ایک حدیث روایت کی۔

(۱) طبقات الشافعين: ترجمة: عبدالکریم بن عبدالصمد، ج ۱ ص ۳۶۶

(۲) دیکھئے: غایۃ النہایۃ: ترجمة: عبدالکریم بن عبدالصمد، ج ۱ ص ۳۰۱، ۳۰۲

(۳) تبیيض الصغيفة بمناقب أبي حنيفة: ذكر من أدرکه من الصحابة رضي الله عنهم، ص ۲۲، ۲۳

امام ابو معشر طبری رحمہ اللہ کے اس جزء کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی تصنیف ”المعجم المفہرس“ (ص ۲۷۲، رقم ۱۱۳۳) میں بھی کیا ہے۔
 امام ابو معشر طبری رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث پر مستقل ایک جزء تالیف کیا، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:
 رِوَايَةُ أَبِي حَنِيفَةَ عَنِ الصَّحَابَةِ لِأَبِي مَعْشَرٍ الطَّبْرَانِيِّ.

پھر آپ نے آگے مکمل سند مصنف تک نقل کی۔^(۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اس جزء کو مکمل اپنی تصنیف ”تبییض الصغیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ“ میں نقل کیا ہے۔^(۲)

۱۱۔ امام ابو الحسن علی بن احمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابو الحسن علی بن احمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث پر مستقل ایک جزء لکھا ہے، یہ جزء محدثین کے درمیان متداول رہا، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے: ”جزء فیہ حدیث ابی حنیفۃ عن لقی من الصحابة“، پھر آگے اپنی مکمل سند متصل مصنف تک ذکر کی ہے۔^(۳)
 علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے ”جامع المسانید“ میں اس جزء کی روایات نقل کی ہیں، امام صاحب کی وحدانی روایات کے تحت۔^(۴)

۱۲۔ امام یحییٰ بن ابراہیم سلماسی رحمہ اللہ کی تصریح

امام یحییٰ بن ابراہیم سلماسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۰ھ) نے ائمہ اربعہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”معارل الأئمة الأربعة أبی حنیفۃ ومالك والشافعی وأحمد“ اس کتاب کا تذکرہ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے ان کے ترجمے میں کیا ہے:

(۱) دیکھئے: المعجم المفہرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۳

(۲) دیکھئے: تبییض الصغیفۃ فی مناقب ابی حنیفۃ: ذکر ما روی الإمام أبو حنیفۃ عن الصحابة، ص ۲۲۲، ۲۲۶

(۳) دیکھئے: المعجم المفہرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

(۴) دیکھئے تخریج میں: جامع المسانید الباب الثالث، ج ۱ ص ۸۷، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۹۵

ووقعت له على كتاب صنفه في فضل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد.^(۱)

علامہ سلماسی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، اور ان سے حدیث کا سماع بھی کیا ہے۔ اس کے بعد علامہ سلماسی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند متصل کے ساتھ روایت بھی نقل کی ہے:

توفي أبو حنيفة سنة خمسين ومائة، ورأى أنس بن مالك سنة خمس وتسعين، وسمع منه، ومات ببغداد وهو ابن سبعين سنة.^(۲)
ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کا انتقال ۱۵۰ میں ہوا، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا، اور ان سے حدیث کا سماع کیا تھا، آپ کا انتقال بغداد میں ستر سال کی عمر میں ہوا۔

۱۳- امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ کی تصریح

امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے عنوان قائم کیا ہے: ”فی ذکر من لقی من الصحابة وروايته عنهم“ امام ابو حنیفہ کی صحابہ سے ملاقات اور ان سے روایت۔
اس عنوان کے تحت امام مکی رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، اس کے بعد عنوان قائم کیا ہے:
ذكر الأحاديث السبعة التي رواها أبو حنيفة عن سبعة من الصحابة.
ترجمہ:- ان سات روایات کا ذکر جو امام ابو حنیفہ نے سات صحابہ سے سنی ہیں۔
اس کے بعد ان سات روایات کو ذکر کیا ہے۔^(۳)

۱۴- امام عبد الکریم بن محمد رافعی رحمہ اللہ کی تصریح

امام ذہبی رحمہ اللہ امام عبد الکریم بن محمد المعروف امام رافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ) کے

(۱) تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: یحییٰ بن ابراہیم بن أحمد، ج ۶۴ ص ۴۴

(۲) منازل الأئمة الأربعة: فصل فی ذکر ابي حنيفة، ص ۱۶۸

(۳) دیکھئے تفصیلاً: مناقب ابي حنيفة: الباب العاشر، ج ۱ ص ۲۸، ۲۹، ۳۰

ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

شَيْخُ الشَّافِعِيَّةِ، عَالِمُ الْعَجَمِ وَالْعَرَبِ، إِمَامُ الدِّينِ وَكَانَ مِنَ الْعُلَمَاءِ
الْعَامِلِينَ.

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ بلادِ عجم میں کوئی
ان کے ہم مثل نہیں ہے:

قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ: أَظُنُّ لَمْ أَرِ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ مِثْلَهُ. ^(۱)

علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے آپ کا تذکرہ ان بلند پایہ القابات سے کیا
ہے جس سے آپ کے علم و فضل کا اندازہ ہوتا ہے:

كَانَ الْإِمَامُ الرَّافِعِيُّ مُتَضَلِّعًا مِنْ عُلُومِ الشَّرِيعَةِ تَفْسِيرًا وَحَدِيثًا
وَأَصُولًا مُتَرَفِّعًا عَلَى أَهْنَاءِ جَنَسِهِ فِي زَمَانِهِ نَقْلًا وَبَحْثًا وَارْشَادًا وَتَحْصِيلًا
وَأَمَّا الْفِقْهُ فَهُوَ فِيهِ عُمْدَةُ الْمُحَقِّقِينَ وَأَسْتَازُ الْمُصْتَفِينَ. ^(۲)

انہوں نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام: ”التدوين في أخبار قزوين“ ہے، ان
کی تصانیف میں اس کتاب کا تذکرہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سير أعلام النبلاء“ میں کیا،
خیر الدین زرکلی (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے ان کے ترجمے میں سب سے پہلے اس تصنیف کا ذکر کیا ہے۔ ^(۳)
امام رافعی رحمہ اللہ جو شافعی المسلک ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”التدوين في أخبار
قزوين“ میں محمد بن عبد الملک بن المعافا کے ترجمے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت حضرت
انس بن مالک رضی اللہ عنہ، اور ایک روایت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، اور ایک روایت عائشہ
بنت عبد رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اگر آپ امام صاحب کے صحابہ سے سماعِ حدیث
کے قائل نہ ہوتے تو اس کا تذکرہ ہی نہیں کرتے، اگر بالفرض تذکرہ کر بھی لیتے تو اس پر کلام کرتے، لیکن
آپ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مروی کسی روایت پر کلام نہیں کیا۔ ^(۴)

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الرافعي عبد الكريم بن محمد، ج ۲۲ ص ۲۵۲، ۲۵۳

(۲) طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم، ج ۸ ص ۲۸۲

(۳) دیکھئے: الأعلام: ترجمة: عبد الكريم بن محمد، ج ۴ ص ۵۵

(۴) التدوين في أخبار قزوين: ترجمة: محمد بن عبد الملک بن المعافا، ج ۱ ص ۴۳۷، ۴۳۸

ابو المغفر جمال الدین یوسف بن فرغل بن عبد اللہ (متوفی ۶۵۳ھ) المعروف سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ نے عنوان قائم کیا ہے:

اس کے تحت انہوں نے حضرت انس، عبد اللہ بن ابی اؤفی، عبد اللہ بن حارث، عبد اللہ بن انیس، واشلہ بن اسقع، عائشہ بنت عبد روضان اللہ علیہم اجمعین کا تذکرہ کیا ہے، ان تمام حضرات سے مکمل سند کے ساتھ روایات نقل کی ہیں۔^(۱)

امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) اپنی کتاب ”جامع المسانید“ کی نوع ثالث کا عنوان یوں تحریر کرتے ہیں:

فإن العلماء اتفقوا على ذلك وإن اختلفوا في عددهم. فمنهم من قال: إنهم ستة وامرأة ومنهم من قال: خمسة وامرأة ومنهم من قال: سبعة وامرأة.^(٢)

ترجمہ:- تیسری نوع میں امام ابوحنیفہ کے ایسے مناقب اور فضائل کا بیان جو آپ کے بعد کسی کے حصے میں نہیں آئے، بے شک آپ نے اصحاب رسول سے روایت کیا ہے، علماء اس بات پر متفق ہیں، مگر ان کا صحابہ کے عدد میں اختلاف ہے، ان میں سے کسی نے کہا: چھ صحابہ اور ایک صحابیہ، کسی نے کہا: پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ، اور کسی نے کہا: سات صحابہ اور ایک صحابیہ۔

(٢) جامع المسانيد: الباب الأول في شيء من فضائله التي تفرد بها إجماعاً، ج ١ ص ٢٢

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہم سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث روایت کی ہے:

عبدلله بن أبي أوفى وعبدالله بن أنيس وعبدالله بن الحارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہم، فیمن روی عنہم الإمام أبو حنیفة من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔^(۱)

۱۷- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی تصریح

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) امام صاحب کے ترجمے میں نقل کرتے ہیں:

وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ رَوَى عَنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ.^(۲)

ترجمہ:- بعض محدثین نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے سات صحابہ سے روایت حدیث کی ہے۔

۱۸- علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ کی تصریح

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) کے متعلق فرمایا کہ امام دمیاطی رحمہ اللہ نے ان کو اجازت حدیث دی تھی، اور ان کے تلامذہ میں اپنے مشہور اُستاد علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

سَمِعَ مِنْهُ الْكِبَارَ وَحَدَّثَ عَنْهُ شَيْخَتَا الْحَافِظِ أَبُو الْفَضْلِ.

حافظ نے ان کے خط کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ ان کا خط بہت اچھا ہے:

وخطه حسن جدا.^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ پر علامہ ابن نہد کی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۱ھ) نے ذیل لکھا جو ”لحظ الإلحاط“ کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے امام ذہبی رحمہ اللہ

(۱) جامع المسانید: باب العین، ج ۲ ص ۲۷۳

(۲) البدایہ والنہایہ: سنۃ خمسین ومائۃ، ترجمۃ: الإمام أبو حنیفة، ج ۱ ص ۱۱۳

(۳) الدر الكامنه فی أعیان المائۃ العامۃ: ترجمۃ: عبدالقادر بن محمد بن محمد، ج ۳ ص ۱۹۱

کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان حضرات کا تذکرہ کیا کہ جن کو علم حدیث میں ایک نمایاں مقام حاصل تھا، چنانچہ انہوں نے علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الإمام، العلامة، الحافظ۔^(۱)

انہوں نے علمائے احناف کے حالات و مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام: ”الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة“ ہے، یہ کتاب ”میر محمد کتب خانہ کراچی“ سے دو جلدوں میں چھپی ہوئی ہے، امام قرشی رحمہ اللہ نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مرویات کے سلسلے میں مستقل ایک جزء تالیف کیا، ”الجواهر المضیة“ کے مقدمے میں امام ابو حنیفہ کے تذکرے میں اپنے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

ذکرت فی ہذا الجزء من سمعہ من الصحابة ومن رآک۔^(۲)

ترجمہ:- میں نے اس جزء میں ان صحابہ کا ذکر کیا ہے جن سے امام ابو حنیفہ نے حدیثیں سنی ہیں اور ان کی زیارت کی ہے۔

وہ سات صحابہ کرام جن سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے روایت حدیث کی ہے، علامہ قرشی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ بھی کیا ہے:

والذی سمعہ منهم رضی اللہ تعالیٰ عنہم أجمعین عبد اللہ بن أنیس
وعبد اللہ بن جزء الزبیدی وأنس بن مالک وجابر بن عبد اللہ ومَعْقِل
بن یسار ووائلہ بن الأسقع وعائشة بنت عجرد۔^(۳)

امام ابو حنیفہ نے جن (سات) صحابہ کرام سے احادیث سنی ہیں وہ یہ ہیں:

۱- حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ۔

۲- حضرت عبد اللہ بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ۔

۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔

۵- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ۔

(۱) لفظ الالحاظ ہذیل تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: عبدالقادر القرشی، ج ۱ ص ۱۰۵

(۲، ۳) الجواهر المضیة: مقدمة: فصل فی ذکر مولدہ ووفاتہ، ج ۱ ص ۲۸

۶- حضرت داؤد بن اسحق رضی اللہ عنہ۔

۷- حضرت عائشہ بنت عمر رضی اللہ عنہا۔

۱۹- علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ کی تصریح

شاری بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے تلمیذ خاص علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے علامہ عینی کا مبسوط ترجمہ لکھا، آپ کے حالات و مناقب اور کثرت تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے علمی مقام و مرتبے اور آپ کی جلالتِ شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

وَكَانَ إِمَامًا عَالِمًا عَلَامَةً عَارِفًا بِالطَّرِيفِ وَالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرَهَا حَافِظًا
لِلتَّارِيخِ وَلِللُّغَةِ كَثِيرِ الاسْتِعْمَالِ لَهَا مَشَارِكًا فِي الْفُنُونِ ذَا نَظْمٍ وَنَثْرٍ
مَقَامُهُ أَجْلٌ مِنْهُمَا. ^(۱)

علامہ عینی رحمہ اللہ کے متعلق یہ تبصرہ کسی خفی عالم کا نہیں بلکہ فنِ حدیث و رجال اور تاریخ کے امام علامہ سخاوی رحمہ اللہ کا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ آپ مطالعہ اور لکھنے سے اکتاتے نہیں تھے، آپ نے اتنی کثرت کے ساتھ تصانیف کیں کہ میں اپنے شیخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بعد نہیں جانتا کہ کسی نے اتنی کثرت کے ساتھ تصانیف کی ہوں، ان کا قلم ان کی تقریر سے زیادہ عمدہ تھا، بہت سرعت کے ساتھ لکھتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ایک رات میں ”الحاوی“ لکھی ہے:

لَا يَمَلُ مِنَ الْمَطَالَعَةِ وَالْكِتَابَةِ، كَتَبَ بِحَظِّهِ جَمَلَةً، وَصَنَفَ الْكُفَرِ بِحَيْثُ
لَا أَعْلَمُ بَعْدَ شَيْخِنَا أَكْثَرَ تَصَانِيفٍ مِنْهُ، وَقَلْبُهُ أَجُودُ مِنْ تَقْرِيرِهِ
..... كَتَبَ الْحَاوِي فِي لَيْلَةٍ. ^(۲)

علامہ ابن حماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

هُوَ الْعَلَامَةُ، فَرِيدُ عَصْرِهِ وَوَحِيدُ دَعْوَتِهِ، عِمْدَةُ الْمُؤَرِّخِينَ، مَقْصِدُ
الطَّالِبِينَ قَاضِي الْقَضَائِ.

آگے فرماتے ہیں:

وكان فصيحاً باللغتين العربية والتركية. وقرأ وسمع ما لا يحصى من الكتب والتفاسير، وبرع في الفقه والتفسير، والحديث، واللغة، والنحو، والتصريف، والتاريخ.

ترجمہ:- دوزبانوں میں انہیں خوب دسترس تھی، عربی اور ترکی، انہوں نے تفاسیر اور کتب کو اس قدر پڑھا ہے اور سنا کہ اسے شمار نہیں کیا جاسکتا، علم فقہ، تفسیر، حدیث، لغت، نحو، صرف، اور تاریخ میں انہیں خوب مہارت تھی۔

آگے ان کی تصانیف کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا ہے، آخر میں ان الفاظ کے ساتھ ان کے ترجمے کا اختتام کرتے ہیں:

وكان أحد أوعية العلم.^(۱)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) علامہ عینی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وبرع في جميع هذه العلوم.

نیز فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں، اور لوگوں نے آپ کی تصانیف سے خوب فائدہ لیا، اور ہر مذہب کے طلبہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے:

وتصانيفه كفيّة جداً والتفّع به الناس وأخذ عنها الطلبة من كل مذهب.^(۲)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے علامہ عینی رحمہ اللہ کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

وَكَانَ إِمَامًا، عَالِمًا، عَلَامَةً، عَارِفًا بِالْعَرَبِيَّةِ وَالتَّصْرِيفِ وَغَيْرِهَا، حَافِظًا لِللُّغَةِ، كَثِيرَ الْأَسْتِعْمَالِ لِحُوشِيَّهَا، سَرِيعَ الْكِتَابَةِ.^(۳)

بندے نے مذکورہ بالا جتنے بھی حضرات کے حوالے سے علامہ عینی رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے،

(۱) شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمس وخمسين وثمانمائة، ج ۹ ص ۴۱۸، ۴۱۹

(۲) البدر الطالع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج ۲ ص ۲۹۳، ۲۹۵

(۳) بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج ۲ ص ۲۷۵

ان میں سے کوئی بھی خفی نہیں ہے، بلکہ علامہ سخاوی اور علامہ سیوطی رحمہما اللہ شافعی المسکت ہیں، اور علامہ ابن العما در رحمہ اللہ حنبلی ہیں، جبکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ غیر مقلد ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کے متعلق باقاعدہ عنوان باندھا: ”فیمن رأى أبو حنیفة من الصحابة وروی عنهم“ یہ فصل ثالث امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت اور روایت کے بارے میں ہے۔ اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تین احادیث نقل کیں، ایک حدیث حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، ایک حدیث حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، اور ایک حدیث حضرت عائشہ بنت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، پھر ان روایات پر جو اشکالات ہیں تو ان کا علمی طور پر مدلل جواب دیا ہے، آخر میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کوفہ میں سکونت پذیر تھے، کوفہ اور بصرہ کے درمیان مسافت کم ہے، لوگوں کے درمیان یہ عادت چلی آرہی ہے کہ اگر وہ کسی نیک صالح شخص کا تذکرہ سنتے ہیں کہ وہ فلاں جگہ ہیں تو لوگ متعدد شہروں سے دور دراز کا سفر طے کر کے ان کی زیارت و صحبت اور استفادے کے لئے ان کی خدمت میں پہنچتے ہیں، ان سے ملاقات کے لئے ہر ممکنہ کوشش کی جاتی ہے، اور اس وقت کیا عالم ہوگا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی کسی شہر میں ہو، اور وہاں کے لوگوں نے اسے دیکھا نہ ہو؟ جب کہ شہر بھی قریب ہو، اور وہ ان کی زیارت اور روایت کے لئے نہ گئے ہوں تو یہ بات عادتاً محال ہے۔^(۱)

آج اگر کوئی مستند بزرگ عالم کسی شہر میں آجائے تو لوگوں کا ملاقات کے لئے ایک تانٹا لگ جاتا ہے، ہر شخص مصافحہ اور زیارت کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرتا ہے، جب چودہ صدیوں بعد یہ عالم ہے تو خیر القرون کے دور میں جب کوئی صحابی کسی شہر میں ہو، اور لوگ اس کا زیارت اور استفادے کے لئے ان کی خدمت میں نہ جائیں تو یہ بات عقلاً ناممکن ہے۔ آج کے دور میں اگر کوئی بڑا عالم آجاتا ہے تو لوگ اپنی اولاد کو ان کی خدمت میں لے کر جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کریں، تو پھر جس دور کی خیریت کی پیشین گوئی زبان نبوت سے ہو اس دور کا کیا عالم ہوگا!

(۱) مغالی الأخبار: الفصل العاشر فیمن رأى أبو حنیفة من الصحابة وروی عنهم، ج ۳ ص ۱۲۲ تا ۱۲۶

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”عمدة القاری فی شرح صحیح البخاری“ میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا جب سند میں تذکرہ آیا تو ان کے مختصر احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

عبد اللہ بن ابی اوفی من أصحاب بیعة الرضوان روتی له خمسة وتسعون حديثاً للبخاری خمسة عشر. وهو آخر من بقی من أصحابه بالكوفة. مات سنة سبع وثمانین وهو أحد الصحابة السبعة الذين أدرکهم أبو حنیفة سنة ثمانین. وكان عمراً سبع سنین. سن التثبیت والإدراك من الأشیاء. (۱)

ترجمہ:- یہ بیعت رضوان میں شریک تھے، ان سے پچانوے (۹۵) احادیث مروی ہیں، اور صحیح بخاری میں ان سے پندرہ (۱۵) روایات مروی ہیں، یہ کوفہ میں رہائش پذیر صحابہ میں سب سے آخری صحابی ہیں، ان کا انتقال ۸۷ھ میں ہوا، امام ابو حنیفہ نے جن سات صحابہ کرام کو پایا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہیں، اس وقت امام ابو حنیفہ کی عمر سات سال تھی، اشیاء کے درمیان إدراک اور تمیز کے لئے یہ سن کافی ہے۔

اسی طرح علامہ عینی رحمہ اللہ ”باب معنی محل المعتمر“ کے تحت سند میں جب حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ کا تذکرہ آیا تو فرماتے ہیں:

وهو أحد من روى عنه أبو حنیفة رضي الله تعالى عنه. ولا يلتفت إلى قول المنكر المتعصب. (۲)

ترجمہ:- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے ایک ہیں جن سے امام ابو حنیفہ نے (حدیث) روایت کی ہے، اور کسی منکر متعصب شخص کی بات کی طرف التفات نہ کیا جائے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کتنی صراحت کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت

(۱) عمدة القاری: کتاب الزکاة باب صلاح الإمام ودعائه لصاحب الصدقة، ج ۹ ص ۹۵

(۲) عمدة القاری: کتاب الحج، باب معنی محل المعتمر، ج ۱۰ ص ۱۲۸

عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت حدیث کی ہے، اور یہ بھی بتلادیا کہ اس کا انکار متعصب شخص ہی کر سکتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے شرح بخاری میں جہاں کہیں بھی سند میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا ہے تو وہاں آپ نے مختصر اس بات کی وضاحت کی ہے، مثلاً:

وَهَذَا هُوَ أَحَدُ مَنْ رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ الْإِمَامُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ. ^(۱)

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى وَهُوَ آخِرُ مَنْ مَاتَ بِالْكُوفَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَهُوَ مِنْ

جَمَلَةٍ مِنْ رَأَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ. ^(۲)

وَهُوَ آخِرُ مَنْ مَاتَ بِالْكُوفَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى

عَنْهُ. ^(۳)

۲۰- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) ۸۴۹ھ میں قریہ سیوط میں پیدا ہوئے جو دریائے نیل کے مضافات میں واقع ہے۔ ۸ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا، جن اساتذہ و شیوخ سے جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، معانی و ادب وغیرہ میں تعلیم حاصل کی ان کا تذکرہ آپ نے اپنی کتاب ”حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة“ (ج ۱ ص ۳۳۶ تا ۳۳۷) میں کیا ہے۔

ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے آپ کے علمی تبحر اور فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ شیخ جلال الدین عبدالرحمن اپنے عہد کے نہایت با کمال ائمہ فن میں سے تھے، فطرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خوبیاں و دیعت کی گئی تھیں۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتاء و قضا اور رشد و ہدایت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ نامور اور بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مؤرخ اور لغوی ہی نہ تھے، بلکہ اپنے دور کے مجدد بھی تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے عنوان قائم کیا: ”ذکر ما روى الإمام أبو حنيفة عن الصحابة رضي الله عنهم“ پھر اس کے تحت امام ابو معشر طبری رحمہ اللہ کا پورا وہ جزء نقل کیا ہے

(۱) کتاب الصوم: باب الصوم في السفر والإفطار، ج ۱ ص ۴۲

(۲) عمدة القاری: کتاب الميوع باب ما يكره من الحلف، ج ۱ ص ۲۰۶

(۳) عمدة القاری: کتاب الطلاق باب الإشارة في الطلاق، ج ۲ ص ۲۸۸

جس میں انہوں نے امام صاحب کی صحابہ سے روایات حدیث نقل کی ہیں، پھر ہر روایت نقل کرنے کے بعد روایت کا درجہ متعین کیا ہے، اور فن حدیث اور اصول حدیث کے اعتبار سے گفتگو بھی کی ہے، اور دیگر کتب حدیث میں اگر وہ روایت موجود ہے تو اس کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اگر علامہ سیوطی رحمہ اللہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث کے قائل نہ ہوتے تو کبھی اس جزء کو نقل نہ کرتے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی صحابہ سے مروی روایات کی اُسانید پر ضعف اور عدمِ صحت کا الزام ہے، بطلان کا اعتراض نہیں ہے، اور ضعیف روایت کو نقل کرنا جائز ہے، اور اس پر روایت کا اطلاق کرنا بھی جائز ہے:

وحاصل ما ذکرہ ہو وغیرہ المحکم علی اُسانید ذلک بالضعف وعدم الصحة لا بالبطلان، وحينئذٍ فسهل الأمر فی إیرادها لأن الضعیف یجوز روايته ویطلق علیہ أنه وارد كما صرحوا^(۱).

۲۱- علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ کی تصریح

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) کی جلالتِ شان، آپ کا علمی فضل و کمال، سیرت پر آپ کی لاجواب تصنیف ”سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ ہے، جو تقریباً ایک ہزار کتابوں کے مطالعے سے ماخوذ ہے، آپ کی شخصیت و اخلاق، ذوقِ عبادت، یموں کی کفالت، اہل ثروت و نیا دار حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں سے استغنا کا حال آپ کے ہم عصر علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی زبانی سنئے:

قال العلامة الشعرانی فی ذیلہ علی طبقاتہ ما نصہ: ومنہم الأخ الصالح العالم الزاہد الشیخ شمس الدین محمد الشافعی المتمسک بالسلة المہمدیة، نزل التربة البروقیة، وكان عالماً، صالحاً، مفتناً فی العلوم، وألف السیرة النبویة المشہورة الی جمعها من ألف کتاب، وأقبل الناس علی کتابہا ومشی فیہا علی أنموذج لم یسبق إلیہ

(۱) تبییض الصحیفۃ بمناقب الإمام أبی حنیفۃ: ذکر ما روی الإمام أبو حنیفۃ عن الصحابة رضی اللہ

أحد. كان عزباً لم يتزوج قط، وإذا قدم عليه المضيف يعلّق القدر ويطبخ له. كان حلو المنطق، مهيب النظر، كثير الصيام والقيام، بهت عنده الليالي فما كنت أراه ينام في الليل إلا قليلاً. كان إذا مات أحد من طلبة العلم وخلف أولاداً قاصرين وله وظائف يذهب إلى القاضي ويتقرر فيها ويباشرها ويعطى معلومها للأيتام حتى يصلحوا للمباشرة. كان لا يقبل من مال الولاة وأعوانهم شيئاً، ولا يأكل من طعامهم.^(۱)

ترجمہ:- علامہ شعرانی اپنی کتاب ”الطبقات الکبریٰ“ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ہمارا صالح بھائی، عالم، زاہد، شیخ شمس الدین محمد شامی جو کہ سنت محمدی کے متبع، اور سرزمین برقوقیہ کے ساکن تھے، وہ عالم صالح اور علم میں پختہ شخص تھے، انہوں نے ایک ہزار کتابوں سے مواد لے کر سیرت کی مشہور کتاب لکھی، بہت سے لوگوں نے ان کی اس تصنیف کی کتابت میں دلچسپی لی، انہوں نے اپنی اس تصنیف میں ایسا انوکھا انداز اختیار کیا ہے جو ان سے پہلے کسی اور نے نہیں اختیار کیا، تاحیات وہ غیر شادی شدہ رہے، ان کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو وہ فوراً ہانڈی چولہے پر چڑھا دیتے، اور اس کے لئے کھانا تیار کرتے، ان کی گفتگو شیریں ہوا کرتی تھی، رات کو اللہ کے ہاں مصلے پر کھڑے دکھائی دیتے، میرا ان کے ہاں کئی راتوں تک قیام رہا، میں نے انہیں رات کو بہت کم سوتے دیکھا، طلبہ میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا اور وہ اپنے پیچھے چھوٹے بچے چھوڑ جاتا تو علامہ شامی قاضی کے پاس جاتے اور اپنے وظائف لے کر اس طالب علم کے یتیم بچوں میں تقسیم کر دیتے، اس کے بعد وہ ان وظائف کو انہیں کے نام سے جاری کروا دیتے،

(۱) شدات الذهب فی أخبار من ذهب: سنة الثنتين وأربعين وتسعمائة، ج ۱۰ ص ۲۵۳، ۲۵۴

حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں کا ہدیہ قبول نہ کرتے، اور نہ ہی ان کی دعوت قبول کرتے تھے۔

یہی علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی، ”عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ اس میں آپ کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إنه رأى بعض الصحابة وسمع منهم.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے بعض صحابہ کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کی سماعت بھی کی۔

علامہ صالحی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ میں مرکزی عنوان قائم کیا ”ابواب معجزاته صلی اللہ علیہ وسلم فیما أخبر به من الکوائن بعدہ فکان کما أخبر“ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات کا تذکرہ جس میں آپ نے زمانہ مستقبل کے متعلق کسی بات کی خبر دی اور وہ اسی طرح ہوا جیسے آپ نے بتلایا تھا۔ اس عنوان کے تحت انہوں نے چوراسی (۸۴) ابواب قائم کر کے مختلف معجزات کا ذکر کیا، تو ترین (۵۳) نمبر باب میں عنوان قائم کیا ”الباب الثالث والخمسون فی اشارته صلی اللہ علیہ وسلم إلی وجود الإمام أبي حنيفة والإمام مالك والإمام الشافعي رحمهم الله“ یعنی احادیث میں وہ بشارتیں جس میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رحمہم اللہ کے آنے کی طرف اشارہ تھا۔ الحمد للہ! جو آپ نے پیشین گوئی کی تھی وہ ہو ہو پوری ہوئی، آپ نے فرمایا تھا:

لو كان الإيمان عند الثريا لعاله رجال من هؤلاء.^(۲)

قال الشيخ رحمه الله تعالى: فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة. ويستغنى به عن الخبر الموضوع. انتهى. وما جزم به شيخنا

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب التاسع، ص ۱۸۰

(۲) صحيح بخاری: کتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج ۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحدیث: ۲۵۴۶

من أن الإمام أبا حنيفة رضى الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه. لأنه لم يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه ولا مبلغ أصحابه.^(۱)

ترجمہ:- علامہ صالحی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ میرے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی) بشارت اور فضیلت میں یہ حدیث بالکل صحیح ہے اس پر اعتماد کیا جائے گا، آپ کی فضیلت کے لئے موضوع روایت کی ضرورت نہیں ہے۔ علامہ صالحی فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ کہا کہ اس حدیث کے مصداق امام ابو حنیفہ ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس لئے کہ ابنائے فارس میں سے کوئی بھی ان کے علمی مقام کو نہیں پہنچ سکا۔

۲۲- امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۷ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ متعدد صحابہ کرام سے سماع کرنا بیان کیا ہے۔ جن میں سے امام مکی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن حریث، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے امام اعظم کے سماع حدیث پر وارد اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

نیز امام مکی رحمہ اللہ نے حضرت ابو طفیل عامر بن وائلہ، حضرت سہل بن سعد الساعدی، حضرت سائب بن خلاد بن سوید، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبداللہ بن بسر اور حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہم کے صرف سنن وصال درج کرنے پر اکتفاء کیا، نیز آپ اس بحث کے آخر میں فرماتے ہیں:

وقاعدة المحدثين أن راوى الاتصال مقدم على راوى الإرسال

(۱) سہل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: أبواب معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم. الباب الثالث

والانقطاع لأن معه زيادة علم تؤيد ما قاله العيني فاحفظ ذلك
فانه مهم. ^(۱)

ترجمہ:- محدثین کا قاعدہ ہے کہ اتصال کا راوی ارسال وانقطاع کے راوی
پر مقدم ہوتا ہے، اس لئے کہ اتصال کا راوی جو روایت نقل کرتا ہے اس میں
زیادتی علم یعنی ایک نئی بات کا اضافہ ہوتا ہے، یہ بات تائید کرتی ہے علامہ عینی
کے قول کی، پس اس بات کو خوب یاد رکھو یہ نہایت اہم بات ہے۔

۲۳- محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ کی تصریح

مجدد مائتہ عاشرہ، شارح مشکوٰۃ، محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ)
جن کے ترجمے کا آغاز علامہ عبدالملک بن حسین عصامی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) ان الفاظ میں
کرتے ہیں:

الجامع للعلوم العقلية والنقلية والمتضلع من السنة النبوية أحد
بجته الأعلام ومشاهير أولي الحفظ والأفهام. ^(۲)

علامہ محمد امین بن فضل اللہ المحبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے ملا علی قاری رحمہ اللہ اور امام
شہاب الدین رملی رحمہ اللہ کو اپنے صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ ^(۳)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے ملا علی قاری رحمہ اللہ کو مجتہد قرار دیتے ہوئے فرمایا:

وَأَقُولُ هَذَا دَلِيلًا عَلَى عُلُوِّ مَلِكِهِ فَإِنَّ الْمُجْتَهِدَ شَأْنُهُ أَنْ يَبِينَ مَا يُخَالَفُ
الْأَدِلَّةَ الصَّحِيحَةَ وَيَعْتَرِضُهُ سَوَاءٌ كَانَ قَائِلَهُ عَظِيمًا أَوْ حَقِيرًا. ^(۴)

ترجمہ:- مجتہد کی شان یہ ہوتی ہے کہ جو ادلہ صحیحہ کی مخالفت کرے، وہ اس کو
بیان کرے، اور اس پر اعتراض کرے، چاہے اس کے کہنے والا کوئی بڑا آدمی ہو
یا چھوٹا ہو (علم و مرتبہ کے اعتبار سے)۔

(۱) الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل السادس، ۳۶۲۳۳

(۲) سطر النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي: ترجمة: علي القاري بن سلطان، ج ۴ ص ۴۰۲

(۳) خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر: ترجمة: علي بن محمد القاري، ج ۳ ص ۱۸۵

(۴) البدر الطالع: ترجمة: الشيخ ملا علي قاري بن سلطان، ج ۱ ص ۳۳۵، ۳۳۶

یہی ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قابل اعتماد بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا صحابہ سے روایت کرنا ثابت ہے:

وقد ثبت رؤيته بعض الصحابة واختلف في روايته عنهم والمعتد ثبوته^(۱).

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کا بعض صحابہ کو دیکھنا ثابت ہے، البتہ آپ کا صحابہ سے روایت حدیث کرنا مختلف فیہ ہے، لیکن قابل اعتماد بات یہ ہے کہ آپ کا ان سے روایت حدیث کرنا ثابت ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس بحث کا فیصلہ دو جملوں میں کر دیا، جو سمندر کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف ہے:

قِيلَ: وَلَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِنْهُمْ. قُلْتُ: لَكِنْ مَنْ حَفِظَ حُجَّةً عَلَى مَنْ لَمْ يَحْفَظْ، وَالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَى الثَّانِي^(۲).

ترجمہ:- بعض نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کی ان میں سے کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی، میں کہتا ہوں (ملا علی قاری): جس نے یاد رکھا اس کی بات حجت ہے اس پر جس نے یاد نہ رکھا، اور ثابت کرنے والا نفی کرنے والے پر مقدم ہے۔

۲۴- امام محمد بن علی بن محمد حصکفی رحمہ اللہ کی تصریح

امام محمد بن علی بن محمد المعروف حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) فرماتے ہیں کہ یہ بات درست ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سات صحابہ سے حدیث کا سماع کیا ہے:

وَصَحَّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ^(۳).

۲۵- امام ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ کی تصریح

امام عبدالحی بن احمد حنبلی المعروف ابن عماد رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں:

(۱) ذیل الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ج ۲ ص ۴۵۳

(۲) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: مقدمہ ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۷۸

(۳) الدر المختار: مقدمہ، ج ۱ ص ۱۵۲

وذكر الحافظ العامري في تأليفه الرياض المستطابة وكذلك ملخصه صالح ابن صلاح العلاني ومن خطه نقلت: أن الإمام أبا حنيفة رأى عبدالله بن الحارث بن جزء وسمع منه قوله: من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب. (۱)

ترجمہ:- (اس تحقیق کو) حافظ عامری نے اپنی تالیف ”الرياض المستطابة“ میں ذکر کیا ہے جس کی صالح بن صلاح علانی نے تلخیص کی ہے۔ میں نے انہی کے خط سے (اس تحقیق کو) نقل کیا ہے کہ بے شک امام ابو حنیفہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمہ اللہ کی تحقیق

علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۵ھ) نے مسندِ امامِ اعظم کی ایک لاجواب شرح لکھی ”تنسيق العظام في مسند الإمام“ کے نام سے، یہ شرح اب مسندِ امامِ اعظم کے متداول نسخوں پر حاشیے کی صورت میں موجود ہے، اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے، جس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے احوال و مناقب اور مسند کے روایات کا تفصیلی تذکرہ ہے، اس میں امام سنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث اربابِ انصاف کے نزدیک چند وجوہ سے ثابت ہے:

پہلی وجہ یہ ہے کہ امام خوارزمی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابہ سے روایت حدیث کی ہے، البتہ اختلاف تعداد میں ہے، بعض نے کہا کہ سات، یا چھ، یا پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ سے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابو معشر عبدالکریم شافعی رحمہ اللہ نے امام صاحب کی صحابہ سے مرویات پر مستقل ایک رسالہ لکھا، اور اس میں روایات پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ روایات کی اسناد ضعیف سے خالی نہیں ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا، علماء نے تصریح کی ہے کہ فضائل اعمال اور مناقب میں ضعیف روایات پر عمل کرنا جائز ہے، اور یہ بات علماء کے ہاں معمول و مقبول ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے صحابہ سے روایت حدیث کو ثابت کیا ہے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ اصحاب ابی حنیفہ نے امام صاحب کے سماع کو ثابت کیا ہے، علامہ کردری، امام طاہر، شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم ان کے علاوہ ثقہ، حفاظ حدیث، ائمہ مجتہدین اس بات کے قائل ہیں، مشہور عربی مقولہ ہے، ”صاحب البیت احدثی بحافیہ“ لہذا امام صاحب کی روایت کا مسئلہ بھی ائمہ حنفیہ ہی زیادہ جانتے ہیں۔^(۱)

ائمہ کرام کی درج بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ صحابہ کرام کی زیارت کر کے نہ صرف شرف تابعیت سے بہرہ ور ہوئے، بلکہ آپ نے صحابہ سے براہ راست احادیث مبارکہ بھی روایت کیں، ایک منصف مزاج شخص کے لئے اس قدر اکابر اہل علم حضرات کی تصریحات کافی ہیں۔

امام ابو حنیفہ کی حضرت عائشہ بنت عبدالمطلب سے روایت حدیث پر اعتراضات اور ان کے جوابات

سید الحفاظ امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا سماع صراحت کے ساتھ حضرت عائشہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، اور ان کا سماع صراحت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے، آپ کا مقام اس فن میں بعد میں آنے والے تمام ائمہ جرح و تعديل سے بڑھ کر ہے، لہذا آپ ہی کا قول معتبر ہوگا۔

حضرت عائشہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کی صحابیت کے بارے میں جن حضرات نے شبہ کا اظہار کیا ہے، ان میں امام دارقطنی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر رحمہم اللہ ہیں، ان حضرات کے شبہ کی بنیاد امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی طرف منسوب یہ قول ہے کہ حضرت عائشہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا معروف نہیں ہیں۔

(۱) تلخیص النظام فی مسند الإمام بحاشیة مسند الإمام الأعظم: مقدمة: ص ۱۱، الناشر: المیزان ناشران
دعبران کتب، لاہور

بندے نے امام شافعی رحمہ اللہ کی ”کتاب الامہ“ میں کافی تلاش کیا، لیکن مجھے اب تک اس اصل مآخذ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نہیں ملا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول کو امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے نقل کیا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے ”مسند ذکر“ کی بحث میں الزامی جواب دیتے ہوئے یہ کہا کہ فریق مخالف ہم پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ ہم نے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے، اور وہ معروف نہیں ہیں، حالانکہ جن روایات سے فریق مخالف استدلال کر رہا ہے، اس میں عثمان بن راشد رحمہ اللہ اور عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا ہیں، اور یہ دونوں بھی اپنے شہروں میں معروف نہیں ہیں، (یعنی جو اعتراض وہ ہمیں دے رہے ہیں وہ ان کی اپنی روایات پر بھی ہے):

قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَكْثَرُهُ الَّذِي يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَرَعَمَ أَنَّ هَذَا الْأَكْثَرُ قَابِتٌ يُتْرَكُ لَهُ الْقِيَاسُ وَهُوَ يَعْيبُ عَلَيْنَا أَنْ نَأْخُذَ بِحَدِيثِ بَسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعُثْمَانُ وَعَائِشَةُ غَيْرُ مَعْرُوفَيْنِ بِبَلَدِهِمَا^(۱)

امام شافعی رحمہ اللہ کی عبارت کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

وقد قال الشافعي في الأم لما احتج بحديث بسرّة بنت صفوان في الوضوء من مس الذكر رويّا قولنا من غير بسرّة والذي يعيب علينا الرواية عن بسرّة يروي عن عائشة بنت عجر وغيرها من النساء اللواتي لسن بمعروفات ويحتج بروايتهن ويضعف حديث بسرّة مع سابقها وقدم هجرتها^(۲)

ترجمہ:- امام شافعی نے ”کتاب الامہ“ میں کتاب الوضوء کے تحت باب مس ذکر میں بسرہ بنت صفوان کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اپنے اس قول کو حضرت بسرہ کے علاوہ دیگر لوگوں سے بھی روایت کیا

(۱) السنن الکبریٰ: کتاب الطہارۃ باب فرض الغسل، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم الحدیث: ۸۵۰

(۲) لسان المیزان: حرف العين من اسم عائشة. ترجمة: عائشة بنت عجر، ج ۳ ص ۲۷۷

ہے، وہ لوگ جو ہمیں حضرت بسرہ سے روایت کرنے پر عیب لگاتے ہیں وہ عائشہ بنتِ عجر اور ان جیسی دیگر خواتین سے جو معروف نہیں ہیں روایت کرتے ہیں، اور پھر ان کی روایتوں سے حجت قائم کرتے ہیں اور بسرہ کی حدیث کو ان کی ساقیت اور قدیم الحجرت ہونے کے باوجود ضعیف ٹھہراتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی اس عبارت میں کہیں بھی ان کی صحابیت کا انکار نہیں کیا ہے، صرف الزامی جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ بنتِ عجر رضی اللہ عنہا معروف نہیں ہیں، لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کے ان کو نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابیہ ہی نہ ہوں، اصول حدیث کا مسلم قاعدہ ہے کہ اگر کسی راوی سے دو ثقہ حضرات روایات کریں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں اگر کسی راوی سے دو ثقہ حضرات روایت کریں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے:

مَنْ رَوَى عَنْهُ ثِقَتَانِ فَقَدْ اِزْتَفَعَتْ جَهَالَتُهُ وَتَبَتَتْ عَدَالَتُهُ^(۱)

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ اگر کسی راوی سے تین آدمی اور یہ بھی کہا گیا کہ دو آدمی روایت کریں تو وہ مجہول نہیں ہے:

رَوَى عَنْهُ ثَلَاثَةٌ وَقَدْ قِيلَ رَجُلَانِ فَلَيْسَ بِمَجْهُولٍ^(۲)

علامہ عبد الحمی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک اگر دو شخص مجہول العین سے روایت کر لیں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے:

ان جهالة العين ترتفع برواية اثنين عنه هذا عند الأكثر^(۳)

مزید اہل علم کے اقوال کے لئے ”الرفع والتكمیل“ میں ”المرصد الرابع“ ایقاظ نمبر ۱۳ کے تحت دیکھیں۔

حضرت عائشہ بنتِ عجر رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے دو ثقہ حضرات ہیں، امام

(۱) فتح المغیب: معرفة من تقبل روايته ومن تردد الاختلاف في المجهول، ج ۲ ص ۵۴

(۲) الاستذکار: کتاب الطہارۃ باب جامع الوضوء، ج ۱ ص ۱۸۰

(۳) الرفع والتكمیل: المرصد الرابع، ایقاظ، ۱۳، ص ۲۳۸

ابوحنیفہ اور عثمان بن راشد رحمہ اللہ، نیز حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ جیسے دو جلیل القدر ائمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جو روایت نقل کی ہے اسے امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے نقل کیا ہے۔^(۱)

اسی طرح حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بھی روایت نقل کی۔^(۲)

مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں حضرت عائشہ بنت عبد ربی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رحمہ اللہ براہ راست نقل کر رہے ہیں اور ان سے دو جلیل القدر امام، امام ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نقل کر رہے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست بھی روایت نقل کی ہے، جیسا کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے نقل کیا، اور حضرت عثمان رحمہ اللہ کے واسطے سے بھی۔

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے نقل کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ دونوں کا ذکر کیا ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے صاحبزادے حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں ذکر کیا ہے کہ یہ اپنے والد سے اور وہ عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے اور وہ حضرت عائشہ بنت عبد ربی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔^(۳)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ کے حالات میں نقل کیا کہ ان سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

عثمان بن راشد السلمي روى عن عائشة بنت عجرد روى عنه الثوري.^(۴)

(۱) دیکھئے: سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ باب ماروی فی المضیضۃ والإستنشاق، ج ۱ ص ۲۰۸، رقم الحدیث: ۴۱۳

(۲) دیکھئے: سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی المضیضۃ والإستنشاق، ج ۱ ص ۲۰۸، رقم الحدیث: ۴۱۲

(۳) دیکھئے: المجرح والتعذیل: باب الحاء، حماد، ج ۳ ص ۱۳۹

(۴) المجرح والتعذیل: باب العین، عثمان، ج ۶ ص ۱۳۹

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے اور ان کی حضرت عائشہ بنتِ عجر در رضی اللہ عنہا سے مروی روایت امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) نے ”کتاب الافکار“ میں نقل کی ہے۔^(۱)

امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ ثقہ ہیں، امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے ان کا ذکر اپنی کتاب ”الثقات“ میں کیا، اور یہ بھی نقل کیا کہ یہ حضرت عائشہ بنتِ عجر در رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

عُثْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ السُّلَمِيُّ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَرْوِي عَنْ عَائِشَةَ بِلَتِ عَجْرَدٍ رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ.^(۲)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے: قلت: ذکر ابن حبان فی الثقات.^(۳)

معلوم ہوا امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ بھی ثقہ ہیں اور ان سے نقل کرنے والے دو امام یعنی امام ابو حنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بھی ثقہ ہیں، اور ان دونوں اماموں کا حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے روایت کرنا بھی ثابت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ بنتِ عجر در رضی اللہ عنہا سے براہِ راست بھی روایت نقل کی ہے، اور حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ کے واسطے سے بھی۔ اب ثبوتِ روایت کے بعد اس روایت پر اعتراضات اور جوابات کی طرف آتے ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ بنتِ عجر در رضی اللہ عنہا کی روایت پر دو اعتراض کئے:

۱۔ حضرت عائشہ بنتِ عجر در رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے علاوہ کوئی دوسری روایت

مروی نہیں۔

۲۔ حضرت عائشہ بنتِ عجر در رضی اللہ عنہا سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔

(۱) دیکھئے: کتاب الافکار: باب الفصل من الجہاد، ص ۱۳، رقم: ۵۹۔

(۲) الثقات: باب العین، ترجمة: عثمان بن راشد، ج ۷، ص ۱۹۶۔

(۳) تعجیل المنفعة: حرف العین، ترجمة: عثمان بن راشد، ج ۲، ص ۵۔

لَيْسَ لِعَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ. عَائِشَةُ بِنْتُ عَجْرَدٍ لَا تَقُومُ بِهَا
حُجَّةٌ. (۱)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کی یہ دونوں باتیں درست نہیں اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صرف یہ ایک حدیث مروی نہیں بلکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین روایتیں نقل کی ہیں۔ ایک کے راوی حجاج بن ارطاة رحمہ اللہ، دوسرے کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور تیسرے کے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ براہ راست بھی نقل کرتے ہیں، جیسا کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے نقل کیا۔ اسی طرح حضرت عائشہ سے عثمان بن راشد کے واسطے سے بھی امام صاحب روایت نقل کرتے ہیں، اس کا ذکر امام ابو یوسف نے ”کتاب الآثار“ میں اور امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) نے ”کتاب الصلاة“ میں ص: ۱۱۲، رقم الحدیث: ۹۷ کے تحت نقل کیا ہے۔ اسی طرح مسند ابی حنیفہ میں حافظ طلحہ بن محمد رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے جس کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے، اور انہوں نے حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، اسی طرح امام ابن خسر و رحمہ اللہ اور قاضی ابوبکر محمد بن عبد الباقی رحمہ اللہ نے بھی اپنی اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کو امام موفق مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے بھی ”مناقب ابی حنیفہ“ ص: ۳۲ پر نقل کیا ہے، اسی طرح سبط ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ) ”الانتصار والترجیح“ ص: ۱۵ پر نقل کیا ہے، امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے حضرت عائشہ بنت عجر سے روایت نقل کی۔ (۲)

مندرجہ بالا روایات تو بندے کے علم کے مطابق ہیں، اس کے علاوہ مزید روایات بھی موجود ہیں، اگر تلاش و جستجو سے کام لیا جائے تو اور بھی روایات سامنے آسکتی ہیں۔ اب اس کے باوجود یہ کہنا کہ ”لیس لعائشہ بنت عجر دلاہذا الحدیث“ یہ کسی طرح درست نہیں ہے۔ باقی رہی دوسری بات کہ ”ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی ہے“ یہ بات بھی محض اٹکل اور گمان سے کہی ہے، اس پر کوئی

(۱) سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ باب ما روی فی المضبطۃ والاستنشاہ، ج ۱ ص ۲۰۷، رقم: ۳۱۱

(۲) دیکھئے: تبییض الصحیفۃ: ذکر ما روی الإمام أبو حنیفۃ عن الصحابة، ص ۳۲

دلیل نقل نہیں کی کہ آخر کیوں نہیں حجت پکڑی جاسکتی ہے؟ امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵۸ھ) جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کی بڑی اتباع کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اس مقام پر انہوں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا پہلا جملہ تو نقل کیا ہے کہ ”حضرت عائشہ بنت عبد رضی اللہ عنہا سے اس کے علاوہ کوئی روایت مروی نہیں“، لیکن انہوں نے دوسرا جملہ کہ ”ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی“ اس کو بالکل نقل ہی نہیں کیا۔^(۱)

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے تصریح کی ہے کہ صنفِ اناث میں کوئی ایک فرد بھی مجروح نہیں ہے:

وما علمت فی النساء من اہمیت ولا من ترک کوھا۔^(۲)

ترجمہ:- عورتوں میں سے کسی کے بارے میں میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کو متہم کیا گیا ہو، اور محدثین نے اس سے روایت ترک کر دی ہو۔

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) حضرت عائشہ بنت عبد رضی اللہ عنہا کی صحابیت کا بڑا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”تجريد أسماء الصحابة“ میں نقل کیا:

قال ابن معین لها صحبة۔

ترجمہ:- امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ بابرکت سے مشرف ہوئی تھیں۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا مقام و مرتبہ اور اس فن میں ان کی جلالتِ شان امام دارقطنی، امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ سے کہیں بڑھ کر ہے، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حضرت عائشہ بنت عبد رضی اللہ عنہا سے براہِ راست سماعت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحابیت دونوں باتوں کے قائل ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے لقاء اور روایت کے متعلق لکھے گئے اجزاء ”الاجزاء“ یہ جزء کی جمع ہے، اور اس سے مراد وہ کتابچہ ہے جس میں کسی ایک راوی کی

(۱) دیکھئے: السنن الکبریٰ: کتاب الطہارۃ باب فرض الغسل، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم: ۸۵۰۔

(۲) میزان الاعتدال: فصل فی النسوة المجهولات، ج ۳ ص ۶۰۴۔

احادیث جمع کردی گئی ہوں، جیسے: ”جزء حدیث ابی ہکر“۔ یا کسی خاص احادیث کی اُسانید پر بحث کی گئی ہو، جیسے حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) کی ”اختیار الاولیٰ فی شرح حدیث اختصم الملا الاعلیٰ“۔ یا کسی خاص موضوع سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی ”جزء رفع الیدین فی الصلوٰۃ“۔ یا احادیث سے متعلق فوائد جمع کئے گئے ہوں جیسے ”الوحدانیات العنائیات“۔ یا کسی ایک صحابی یا اس کے بعد لوگوں میں سے کسی ایک شخص کی روایات کو جمع کیا جائے، یا کسی ایک شخص کے متعلق روایات کو جمع کیا جائے، اس کے علاوہ بھی اجزاء مختلف شخصیات کے مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔

اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق بھی مختلف اجزاء مختلف موضوعات پر لکھے گئے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ”جزء فیہ حدیث ابی حنیفۃ عن لقی من الصحابة“ اس جزء میں ان روایات کا تذکرہ ہے جس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے لقاء کا ثبوت ہے، حافظ نے اس جزء کی اپنے سے لے کر مصنف تک سند بھی ذکر کی ہے، اور آپ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے براہ راست (بغیر کسی واسطے کے) روایت بھی ذکر کی ہے:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. ^(۱)

اسی طرح حافظ نے آپ کے ایک اور جزء کا تذکرہ کیا ہے، اور اس تک اپنی متصل سند بھی ذکر کی ہے، وہ ہے ”روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابة“ امام ابو معشر عبد الکریم طبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۷ھ) نے اس جزء میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مروی روایات کا تذکرہ کیا ہے۔ ^(۲) اس جزء کا ذکر علامہ محمد بن سلیمان الرودانی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۴ھ) نے بھی کیا ہے، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وجزء فیہ روایۃ ابی حنیفۃ عن الصحابة لأبي معشر الطبري. ^(۳)

(۲۰۱) المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

(۳) صلة الخلف بموصول السلف، حرف الجیم، ج ۱ ص ۲۱۳

”فقہ“ کی لغوی تعریف

”فقہ“ لغت میں سمجھ بوجھ کو کہتے ہیں، چاہے سمجھنا واضح اور آسان بات کا ہو، یا مشکل اور دقیق بات کا، خواہ ان باتوں کا سمجھنا دینی امور سے متعلق ہو یا دنیوی امور سے، بہر حال ان سب پر فقہ کی لغوی تعریف صادق آتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی حکایت نقل فرمائی ہے:

قَالُوا يَشْعِبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا إِنَّمَا تَقُولُ^(۱)

ترجمہ: قوم نے کہا: اے شعیب! آپ کی بہت سی باتوں کو ہم سمجھ نہیں پاتے۔
اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ^(۲)

ترجمہ:- (دُنیا میں) کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان نہ کرتی ہو، مگر تم ان کی تعریف کو نہیں سمجھ پاتے۔

اور صحیح حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ^(۳)

ترجمہ:- اللہ جس کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرتے ہیں اسے دین میں تفقہ اور سمجھ داری عطا کرتے ہیں۔

قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ فقہ فہم اور سمجھ کو کہتے ہیں۔

”فقہ“ کی اصطلاحی تعریف

علمائے اصول نے ”فقہ“ کی مختلف تعریفیں کی ہیں، عہدِ صحابہ و تابعین میں جب ”فقہ“ کا لفظ بولا جاتا تھا اس سے ہر قسم کے دینی احکام کا فہم مراد ہوتا تھا، جس میں ایمان و عقائد، عبادات و اخلاق،

(۱) سورۃ ہود: ۹۱

(۲) سورۃ الإسراء: ۴۴

(۳) صحیح بخاری: کتاب العلم، باب من یرید اللہ بہ خیرا یفقیہہ فی الدین، ج ۱ ص ۲۵، رقم الحدیث: ۷۱۷۰

معاملات اور حدود و فرائض سب داخل سمجھے جاتے تھے، اسی لئے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ”فقہ“ کی تعریف یوں منقول ہے:

الفقه هو معرفة النفس مالها وما عليها. ^(۱)

یعنی جس سے انسان اپنے نفع و نقصان اور حقوق و فرائض کو جان لے وہ ”فقہ“ ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اسی پتا پر عقائد پر لکھی جانے والی کتاب کا نام ”الفقه الاکبر“ رکھا جو آج کل متداول ہے، لیکن بعد کے ادوار میں ”عقائد“ کو ”فقہ“ کے مفہوم سے خارج کر دیا گیا۔ ”عقائد“ کو علم توحید، علم کلام اور علم عقائد سے موسوم کیا گیا، اور ”فقہ“ کی تعریف اس طرح کی گئی:

الفقه: العلم بالأحكام الشرعية الفرعية عن أدلتها. ^(۲)

”علم فقہ“ کا موضوع

مکلف آدمی کا فعل ہے، جس کے احکام سے اس علم میں بحث ہوتی ہے، مثلاً انسان کے کسی فعل کا صحیح، فاسد، فرض و واجب، سنت و مستحب یا حلال و حرام ہونا وغیرہ۔

”فقہ“ کی غرض و غایت

سعادت دارين کی کامیابی اور علم فقہ کے ذریعے شرعی احکام کے مطابق عمل کرنے کی قدرت۔ ^(۳)

”علم فقہ“ اور اس کی عظمت

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ^(۴)

(۱) رد المحتار علی الدر المختار: مقدمہ، ج ۱ ص ۶۱

(۲) البحر الرائق: مقدمہ، ج ۱ ص ۱۷

(۳) رد المحتار علی الدر المختار: مقدمہ، ج ۱ ص ۳۸/ البحر الرائق: مقدمہ، ج ۱ ص ۷

(۴) سورة البقرة: ۲۶۹

ترجمہ:- جس کو حکمت دی گئی پس اس کو خیر کثیر دیا گیا۔

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اس سے ”علم فقہ“ مراد ہے:

وقد فسر الحکمة زمرة أرباب التفسير بعلم الفروع الذي هو علم
الفقه.^(۱)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.^(۲)

ترجمہ:- اللہ جس بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے فقہ فی الدین
یعنی دین میں گہرائی اور صحیح سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) ”فقہ“ کی عظمت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:
الفقه أشرف العلوم قدراً، وأعظمها أجراً وأتمها عائدةً وأعما فائدةً
وأعلاها مرتبةً يملأ العيون نوراً والقلوب سروراً، والصدور
إنشراحاً.^(۳)

ترجمہ:- ”علم فقہ“ تمام علوم میں قدرت و منزلت کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے،
اور اجر کے اعتبار سے بھی اس کا مرتبہ اونچا ہے، ”علم فقہ“ اپنے مقام و رتبے کے
اعتبار سے بھی بہت بلند ہے، اور وہ آنکھوں کو نور اور جلا بخشتا ہے، دل کو
سکون اور فرحت بخشتا ہے اور اس سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔

اور صاحب درمختار علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے ”علم فقہ“ کی عظمت کا یوں

تذکرہ کیا ہے:

وخير علوم علم فقه لأنه يكون إلى العلوم توسلاً، فإن فقيهاً واحداً
متورعاً على ألف ذي زهد تفضل وأعتلى.

(۱) البدائع: مقدمة، ج ۱ ص ۳۹

(۲) صحيح بخاری: کتاب العلم، باب من يريد الله به خيراً يفقهه في الدين، ج ۱ ص ۲۵، رقم الحديث: ۷۱

(۳) الأشباه والنظائر: مقدمة، ص ۱۶

تَفَقَّهَ فَإِنَّ الْفَقْهَ أَفْضَلُ قَائِدُ

إِلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَأَعْدِلْ قَاصِدُ

وَكُنْ مُسْتَفِيدًا كُلَّ يَوْمٍ زِيَادَةً

مِنَ الْفَقْهِ وَأَسْبَحْ فِي مَحْوَرِ الْفَوَائِدِ^(۱)

ترجمہ:- تمام علوم میں قدر و منزلت اور مقام و رتبے کے اعتبار سے سب سے بہتر ”علم فقہ“ ہے، اس لئے کہ ”علم فقہ“ تمام علوم تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، اسی وجہ سے ایک متقی فقیہ ہزار عابدوں پر بھاری ہوتا ہے، ”علم فقہ“ کو حاصل کرنا چاہئے، اس لئے کہ ”علم فقہ“ نیکی اور تقویٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ہر دن ”علم فقہ“ سے مستفید ہوتے رہنا چاہئے، اس کے سمندر میں غوطہ زنی کرنی چاہئے۔

قرآن کریم سے فقہ کا ثبوت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ”فقہ ایک بدعت ہے، جو عہد نبوی اور عہد صحابہ کے بعد میں آنے والوں کی ایجاد ہے، قرآن و حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں۔“ یہ محض ان لوگوں کا مغالطہ ہے، حقیقت میں ”فقہ“ کسی بدعت کا نہیں، بلکہ قرآن و سنت ہی کے ثمرے اور نتیجے کا نام ہے، قرآن و سنت ہی کے دیگر بے شمار علوم کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے، قرآن و حدیث میں بے شمار نصوص ایسی ہی ہیں جن سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ”فقہ“ کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ۲۰ مقامات ایسے ہیں جن میں لفظ ”فقہ“ استعمال ہوا ہے۔

ہم یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے ان میں سے پانچ آیات مبارکہ بمع تراجم لکھنے پر اکتفا کریں گے۔

۱- فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ^(۲)

(۱) البد المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۳۹

(۲) التوبة: ۱۲۲

ترجمہ: ستوان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تقفہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں۔

۲- فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ﴿۱﴾

ترجمہ:- پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے۔

۳- وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ ﴿۲﴾

ترجمہ:- اور ہم نے ان کے دلوں پر (ان کی اپنی بدنیتی کے باعث) پردے ڈال دیئے ہیں (سوا ب ان کے لئے ممکن نہیں) کہ وہ اس (قرآن) کو سمجھ سکیں۔

۴- اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿۳﴾

ترجمہ:- دیکھئے ہم کس کس طرح آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ (لوگ) سمجھ سکیں۔

۵- قَدْ فَضَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿۴﴾

ترجمہ:- بے شک ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں۔

ان آیات پر غور کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ ”فقہ“ کی اصطلاح قطعاً نئی نہیں، بلکہ یہ ایک قرآنی اصطلاح ہے، جس سے اسلامی قوانین کی حقیقی رُوح کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ مذکورہ آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں غور و خوض کرنا اور ان میں فقہ وفہم سے کام لینا حکم قرآن اور اللہ تعالیٰ کی منشا ہے۔ نیز ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین کی سمجھ، فہم، تدبر اور بصیرت میں گہرائی حاصل کریں۔

(۱) سورۃ النساء: ۷۸

(۲) سورۃ الانعام: ۲۵

(۳) سورۃ الانعام: ۶۵

(۴) سورۃ الانعام: ۹۸

احادیث مبارکہ کی روشنی میں ”فقہ الحدیث“ کے فضائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ”علم الحدیث“ کے فضائل بیان فرمائے ہیں، اسی طرح ”فقہ الحدیث“، ”متعلم فقہ الحدیث“ اور ”فقہ“ کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں بعض مقامات پر لفظ ”فقہ“ کو دین کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے، جس سے قرآن و حدیث ہی کا فہم مراد ہے، جب کہ بعض مقامات پر مطلقاً ذکر آیا ہے، ان احادیث میں اصل مقصود ”فقہ“ کا حصول ہی ہے چاہے وہ ”فقہ القرآن“ کی شکل میں ہو، یا ”فقہ الحدیث“ کی شکل میں۔ چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

”فقہ“ کی اہمیت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی تھی:

اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ^(۱)

ترجمہ:- اے اللہ! اس کو دین کی فقہ (یعنی قرآن و حدیث کی سمجھ بوجھ) عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ أَفْضَلُهُمْ عَمَلًا إِذَا فَقَّهُوا فِي دِينِهِمْ. ^(۲)

ترجمہ:- جب لوگ فقہ فی الدین رکھتے ہوں تو پھر ان میں سے افضل وہ ہے جو ان میں عمل کے اعتبار سے افضل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ، وَأَفْضَلُ الدِّينِ الْوَزْعُ. ^(۳)

ترجمہ:- افضل عبادت فقہ (یعنی قرآن و حدیث میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا) ہے،

(۱) صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ۱ ص ۴۱، رقم الحدیث: ۱۳۳

(۲) المستدرک علی الصحیحین: تفسیر سورة الحديد، ج ۲ ص ۵۲۲، رقم الحدیث: ۳۷۹۰

(۳) المعجم الأوسط: باب الواو، من اسمہ ولید، ج ۹ ص ۱۰۷، رقم الحدیث: ۲۹۶۳

اور افضل دین و دَرَع (پرہیزگاری) ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے استفادہ ہوا کہ قُربِ الہی کے حصول کے لئے سب سے بہترین راہ فقہ فی الدین کو قرار دیا گیا ہے۔ انسان حتیٰ کہ جنّات کی تخلیق کا مقصد بھی اللہ ربّ العزت نے اپنی عبادت کرنا بیان فرمایا ہے، اور اسی عبادت کو دین میں بلند درجہ سمجھ بوجھ کے حصول کے ساتھ مشروط کر دیا ہے، کیونکہ انسان فہم دین کی بدولت ہی عبادت کا حق کماحقہ ادا کر سکتا ہے، جو کسی اور ذریعے سے ادا نہیں ہو سکتا۔

فقہ کا درجہ اور مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ کسی منافق کی قسمت میں یہ رُتبہ نہیں لکھا جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَفِيٍّ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ. ^(۱)

ترجمہ:- دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوتیں: اچھا کردار و اخلاق

اور دین کی سمجھ بوجھ۔

”علم الحدیث“ اور ”فقہ الحدیث“ میں فرق

”علم الحدیث“ کا دائرہ کار حدیث کی سند اور ظاہری الفاظ حدیث کے ساتھ منسلک

ہے۔ ”روایۃ الحدیث“ کی شکل میں یہ متن کے ساتھ اس طرح متعلق ہے کہ اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ

حدیث اخبارِ صحابہ اور آثارِ تابعین یعنی موقوفاً اور مقطوعاً کے بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف

قولاً، فعلاً، تقریراً، صفۃً اور حالاً منسوب ہے۔ ”روایۃ الحدیث“ سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ

قوت و ضعف کے اعتبار سے حدیث کس درجے کی ہے؟ اس کا شمار مقبول احادیث کی انواع میں سے

کسی نوع میں کیا جائے گا؟ یا کسی مردود نوع میں کیا جائے گا؟ راوی پر عدالت و ضبط کے قواعد اور شرائط

کی رُو سے جرح و تعدیل میں سے کون سا حکم لگایا جائے گا؟ راوی کو تعدیل کے اعتبار سے اُصدق

الناس، یا أثبت الناس، یا أوثق الناس، ثقة ثقة، یا ثقة ثبت، ثقة، یا حجة، صدوق، یا محله

الصدق، یا لا بأس بہ، فلان شیخ، یا روی عنہ الناس، صالح الحدیث، یا یکتب حدیثہ،

صدوق سیئ الحفظ، یا صدوق لہ أوہام کس درجے میں رکھا جائے گا؟ اسی طرح جرح کے اعتبار

(۱) سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه، ج ۵ ص ۴۹، رقم الحدیث: ۲۶۸۳

سے کوئی راوی اگر مجروح ہو، مثلاً اسے مستور، یا مجہول الحال، ضعیف، مجہول، یا لا یعرف، متروک، یا متروک الحدیث، متهم بالكذب، یا متهم بالوضع، کذاب، یا وضاع، یا یضع الحدیث جیسے الفاظ سے گردانا گیا ہو تو اس کی روایت کو کس درجے پر رکھا جائے گا؟ راوی حدیث نے اپنے شیخ سے حدیث قراءۃ، سماعاً، اجازۃ، مداولۃ، کتابۃ، وصیۃ یا وجادۃ کس طریق سے حاصل کی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ”علم الحدیث“ سے تعلق رکھتے ہیں۔

کسی بھی روایت کو ان تمام اسالیب پر پڑکھنے کے بعد اس کے قبول اور رد کا تو علم ہو جاتا ہے، لیکن اس سے حدیث میں موجود حکم سے مکلف کو آگاہی حاصل نہیں ہوتی کہ اس پر کیا چیز فرض ہوئی؟ یا کون سی سنت قرار پائی؟ اسی طرح کون سی چیز اس پر حرام قرار دی گئی؟ یا کون سی چیز مکروہ کے درجے میں آئی؟ کیا طلب فعل پر مشتمل تمام احادیث صحیحہ پر فرض و واجب، اور طلب ترک فعل پر حرام و مکروہ تحریمی کا حکم لگایا جائے گا؟ اس کے برعکس، کیا تمام ضعیف احادیث کو یکسر صرف نظر کر دیا جائے گا یا انہیں کسی صورت قبول کیا جائے گا؟ کیا ظاہر اُدو باہم متضاد و متعارض احادیث کو نظر انداز کر دیا جائے گا، یا ان کے درمیان تطبیق کی کوئی صورت نکالی جائے گی۔

ان سوالات کے ساتھ ساتھ پھر حدیث میں کہیں لفظ عام ہے، کہیں لفظ خاص، کہیں مطلق ہے کہیں مقید، کہیں امر کا اسلوب ہے کہیں نہی کا، کہیں لفظ مشترک ہے، کہیں اسلوب کنایہ ہے کہیں صراحتاً، ان اسالیب کی بنا پر حدیث سے کون سا حکم کیسے اخذ ہوگا؟ یہی وہ بنیادی سوالات ہیں جن کے جوابات دینے کے لئے علم فقہ الحدیث معرض وجود میں آیا۔ ”فقہ الحدیث“ ہی کی بدولت کسی حدیث میں موجود حکم سے صحیح اور کامل آگاہی ہوتی ہے۔ ”علم الحدیث“ اور ”فقہ الحدیث“ کے درمیان بنیادی فرق کو ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے:

”علم الحدیث“ روایۃ الحدیث اور رِوَاۃ الحدیث کے احوال پر بحث کرتا ہے، جب کہ ”فقہ الحدیث“ الفاظ الحدیث، معانی الحدیث اور حدیث میں اختیار کردہ مختلف اسالیب پر غور و فکر کرنے کا نام ہے۔

”علم الحدیث“ اور ”فقہ الحدیث“ کے درمیان اسی فرق کو محدثین نے بھی بیان کیا ہے:

۱۔ امام بخاری اور امام مسلم کے شیخ امام علی بن عبد اللہ المعروف ابن مدینی رحمہ اللہ

(متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں:

التفقه فی معانی الحدیث نصف العلم ومعرفة الرجال نصف العلم۔^(۱)

ترجمہ:- حدیث کے معانی پر غور و خوض کرنا نصف علم ہے، اور روایات حدیث کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا باقی نصف علم ہے۔

۲- صاحب السنن امام ابو یوسفی ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۷ھ) نے غسل میت پر فقہاء کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

و كذلك قال الفقهاء: وهم أعلم بمعانی الحدیث۔^(۲)

ترجمہ:- فقہاء نے اسی طرح کہا ہے اور وہ حدیث کے معانی کو زیادہ جانتے ہیں۔

”محدث“ اور ”فقیہ“ میں فرق

اصل بات یہ ہے کہ اکثر لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو چونکہ فقہاء کے زمرے میں شمار کیا ہے، اس وجہ سے یہ جہلاء لوگوں کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فقیہ تھے محدث نہیں تھے۔

”فقیہ“ اور ”محدث“ کے فرق کو ایک مثال سے سمجھئے!

ایک شخص قرآن کے الفاظ کا حافظ ہے، اور دوسرا شخص قرآن کے الفاظ کا بھی حافظ ہے اور معانی اور اس کی تفسیر سے بھی اس کو پوری آشنائی ہے۔ اب جو شخص صرف قرآن کے الفاظ کا حافظ ہے اس کو صرف ”حافظ“ کہتے ہیں، اور جو قرآن کے معانی اور اس کی تفسیر بھی جانتا ہے، اس کو ”عالم“ کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی احق یہ کہے کہ ”فلاں شخص عالم ہے لیکن قرآن حکیم کے الفاظ سے ناواقف ہے“ تو لوگ اس کی اس بات کو مضحکہ خیز کہیں گے، کیونکہ عالم ہوتا ہی وہ ہے جو قرآن حکیم کے الفاظ سے واقف ہو۔

بالکل اسی طرح ایک ”محدث“ صرف حدیث کے الفاظ اور اس کی سند کا حافظ ہوتا ہے، حدیث کے معانی سے اس کو کوئی سروکار نہیں ہوتا، لیکن ایک ”فقیہ“ حدیث کے الفاظ کا حافظ ہونے کے

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: ابن المديني علي بن عبد الله، ج ۱۱ ص ۳۸

(۲) سنن الترمذی: أبواب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، ج ۳ ص ۳۰۶، رقم الحديث: ۹۹۰

ساتھ ساتھ اس کے معافی کا بھی حافظ ہوتا ہے، اور اس کے معافی کی گہرائی میں دُوب کر مختلف مسائل کا استنباط کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل فتویٰ فقہاء ہوتے ہیں نہ کہ محدثین۔

چنانچہ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے عبید اللہ بن عمرو رحمہ اللہ کا بیان نقل

کیا ہے:

كنت في مجلس الأعمش فجاءه رجل فسأله عن مسألة فلم يجبه فيها. ونظر فإذا أبو حنيفة فقال: يا نعيم! قل فيها. قال: القول فيها كذا، قال: من أين؟ قال: من حديث كذا، أنت حدثناه، قال: فقال الأعمش، نحن الصيادلة وأنتم الأطباء.^(۱)

ترجمہ:- میں امام اعمش (جو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اُستاذِ حدیث تھے اور ایک بہت بڑے محدث تھے) کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے ان سے آ کر ایک مسئلہ پوچھا، لیکن امام اعمش اس کو وہ مسئلہ نہ بتا سکے، اور حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے، مجلس میں امام ابو حنیفہ بھی موجود تھے، آخر امام اعمش نے امام ابو حنیفہ سے فرمایا کہ اس شخص کو یہ مسئلہ بتائیں۔ امام ابو حنیفہ نے سائل کو مسئلہ بتا دیا جس سے اس کی تشفی ہو گئی۔ امام اعمش کو امام ابو حنیفہ کے جواب پر تعجب ہوا اور فرمایا: یہ مسئلہ آپ نے کس حدیث سے استنباط کیا ہے؟ امام ابو حنیفہ نے کہا: من حدیث کذا، أنت حدثناه، یعنی امام اعمش ہی کی بیان کردہ حدیث سنائی، یہ حدیث سن کر امام اعمش نے فرمایا: ”عَمَّنُ الصَّيَادِلَةُ وَأَنْتُمْ الْأَطِبَّاءُ“ ہم لوگ محض عطار ہیں اور آپ لوگ اطباء ہیں۔

امام اعمش رحمہ اللہ نے اپنے اس بیان میں ”محدث“ اور ”فقیہ“ کے فرق کو بیان فرما دیا، ”محدث“ عطار ہوتا ہے جو مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں اپنی دکان پر سجائے رکھتا ہے، لیکن اس کو ان جڑی بوٹیوں کے خواص اور ان کی تاثیرات کا علم نہیں ہوتا، ان کو صرف ایک طبیب ہی جان سکتا ہے، اور وہ

(۱) جامع بیان العلم وفضله: ذکر من ذکر الإكفار من الحديث دون الفهم له والتفقه فيه، ج ۲ ص ۱۰۳۵

ان کو ملا کر ایک ایسا نسخہ تیار کرتا ہے جس سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔ بیماری کا نسخہ لوگ طبیب ہی سے حاصل کرتے ہیں، البتہ ان میں جو جڑی بوٹیاں استعمال ہوتی ہیں وہ ایک عطار کی دکان سے مہیا ہوتی ہیں، لیکن طبیب ان جڑی بوٹیوں سے نا آشنا نہیں ہوتا، اگر نا آشنا ہو تو وہ نسخہ ترتیب ہی نہیں دے سکتا۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی زبان سے ”محدث“ اور ”فقہ“ کا فرق بھی سن لیجئے! فرمایا: محدثین کا مطمح نظر روایت ہوتی ہے، اور فقہاء درایت سے کام لیتے ہیں۔ جیسے: غنا، محدثین کے نزدیک بلا مزامیر جائز ہے، کیونکہ حدیث میں لفظ ”معاذف“ کا آیا ہے، اور فقہاء کے نزدیک بلا مزامیر بھی جائز نہیں، کیونکہ وہ علت کو سمجھتے ہیں، اور وہ علت خوفِ فتنہ ہے، اور وہ جیسے مزامیر میں ہے، صرف غنا میں بھی موجود ہے۔

محدثین نص سے تجاوز نہیں کرتے اور فقہاء اصل منشاء حکم کو معلوم کر کے دیگر مواقع تک حکم کو متعدی کرتے ہیں۔^(۱)

”محدث“ اور ”فقہ“ کے درمیان فرق پر ائمہ کی تصریحات

”محدث“ اور ”فقہ“ کے امور میں فرق کی مزید وضاحت کے لئے ائمہ حدیث و فقہ کی تصریحات درج ذیل ہیں:

امام ابوالفتح محمد بن محمد بن سید الناس الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۴ھ) ”محدث“ کے بارے میں فرماتے ہیں:

المحدث في عصرنا فهو من اشتغل بالحديث رواية ودراية، وجمع رواقه

واطلع على كثير من الروايات والروايات في عصره.^(۲)

ترجمہ:- ہمارے زمانے میں ”محدث“ وہ کہلاتا ہے جو روایت و درایت حدیث پر عبور رکھتا ہو، رواد کے بارے میں جانتا ہو، اپنے زمانے کے کثیر راویوں اور روایات پر مطلع ہو۔

(۱) حسن العزیز: ص ۴۵

(۲) تدبیب الراوی فی شرح تقریب النووی: ج ۱ ص ۳۸

علامہ محمد ابو الفضل الوراقی الجیزاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) ”محدث“ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

المحدث هو الذي حفظ كثيرا من الأحاديث وعلم عدالة الرجال
وجرحهم۔^(۱)

ترجمہ:- ”محدث“ کہلانے کا حق دار وہ شخص ہے جسے کثیر احادیث حفظ ہوں
اور وہ راویوں کی جرح و تعدیل کا بھی علم رکھتا ہو۔

ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ ”محدث“ کا کام روایت و درایت حدیث پر گہری نگاہ رکھنا ہے،
اور یہی اس کی بنیادی ذمہ داری ہے، جب کہ اس کے مقابل ”فقیہ“ کا کام حدیث کے مضمون پر تدبر
و تفکر کرنا ہے۔

تابعی اور محدث کبیر حضرت سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷ھ) نے ”راوی
حدیث“ اور ”فقیہ حدیث“ پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

وليعلم أن الإكثار من كتب الحديث وروايته لا يصير بها الرجل
فقيهاً، إنما يتفقه بالاستنباط معانيه وإنعام التفكير فيه۔^(۲)

ترجمہ:- جاننا چاہئے کہ کثیر احادیث کو لکھنے اور روایت کرنے سے کوئی شخص فقیہ
نہیں ہو جاتا، بلکہ حدیث کے معانی میں استنباط کرنے اور ان میں غور و خوض
کرنے سے ہی کوئی شخص فقیہ بنتا ہے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۱ھ) نے ”راوی“ اور ”فقیہ“ کے درمیان فرق پر
یوں تصریح کی ہے:

أن راوی الحديث ليس الفقه من شرطه إنما شرطه الحفظ، أما الفهم
والتدبر فعلى الفقيه۔^(۳)

ترجمہ:- بے شک حدیث کے راوی کے لئے فقہ کا ہونا شرط نہیں ہے، بلکہ اس

(۱) الطراز الحديث في فن مصطلح الحديث: ص ۸

(۲) نصيحة أهل الحديث: ص ۳۷

(۳) فيض القدير شرح الجامع الصغير: حرف النون، نظر الله امراً، ج ۶ ص ۲۸۳، رقم الحديث: ۲۹۶۳

کے لئے صرف حفظ حدیث کی شرط ہے، جب کہ حدیث میں فہم و تدبر سے کام لینا فقیہ کی ذمہ داری ہے۔

محدث الہند شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ”المُصَلِّی فی شرح المَوْکَلَّا“ فارسی زبان میں تحریر کی جس کا مبسوط مقدمہ عربی زبان میں نقل کر لیا گیا ہے۔ اس میں انہوں نے ”محدث“ اور ”مجتہد“ کا دائرہ کار بیان کرتے ہوئے ان کے درمیان فرق کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

فوظيفة المحدث هي رواية الحديث، وتمييز التحريف من غيره وشرح الغريب، وبيان معنى العبارة حسب ما تقتضيه اللغة العربية، ومعرفة أسماء الرجال جرحاً وتعديلاً، وضبطاً لمشكله، والحكم بصحة الحديث أو ضعفه، والاعتبار بالشواهد والمتابعات، والحكم عليه بالاستفاضة والغرابة، وتسمية المبهم وما يشابه ذلك. وإذا بلغ المحدث هذه المرتبة فقد ارتقى إلى ذروة الحفظ والضبط والاتقان. ووظيفة المجتهد تحديد الألفاظ الواردة التي يقع فيها الاشتباه وتعيين الأركان والشروط والآداب من كل شيء، وتعيين الدب أو الوجوب من الصيغ الدالة على الأمر، وتعيين الكراهة أو الحرمة من الصيغ الدالة على المنع، ومعرفة علل الأحكام مع أدلتها وإطلاق الحكم وتقييده حسب العلل، ومعرفة القيود الاحترازية والإتفاقية منها، واستخراج قاعدة جامعة مانعة بالنظر إلى ذلك الإطلاق والتقييد والاحتراز والإتفاق واستخراج الأقوال المخرجة ونقلها من باب إلى باب. وتفریع المسائل الحادثة على الأحكام المذكورة بدرج في العوم بالإقتضاء والإيماء والقياس الإلتزام وأمثاله. وإذا تخالفت الأدلة فيفصل بينها بالتطبيق والجمع أو ينسخ أحدهما أو ترجيح أحدهما.

ترجمہ:- ”محدث“ کے ذمے یہ امور ہیں: حدیث کو روایت کرنا، احادیث کے

ماہین لفظی تحریف میں تمیز کرنا، غریب الفاظ کی شرح کرنا اور لغت عرب کے مطابق عبارت کے معنی بیان کرنا، جرح و تعدیل کے اعتبار سے حدیث کے زواۃ کے ناموں کی معرفت رکھنا، بظاہر دو متضاد احادیث میں ضبط رکھنا، حدیث پر صحت اور ضعف کا حکم لگانا، حدیث کے توابع اور شواہد پر عبور رکھنا اور اس پر شہرت اور غرابت کا حکم لگانا اور مبہم وغیرہ کی مثل اطلاق کرنا۔ کوئی بھی محدث جب حدیث میں اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے تو وہ حفظ، ضبط اور ایتقان کی انتہا کو پالیتا ہے۔

”مجتہد“ کے ذمے یہ امور ہوتے ہیں: حدیث میں وارد ہونے والے مشتبہ الفاظ کی حد بندی، حدیث میں ارکان، شرائط اور آداب میں سے ہر ایک کی تعین، امر پر دلالت کرنے والے صیغوں سے مستحب یا وجوب کا تعین، نہی پر دلالت کرنے والے صیغوں سے مکروہ یا حرام کا تعین، احکام کی علتوں تک ان کے دلائل سمیت رسائی، اور علتوں کے لحاظ سے کسی حکم کے مطلق اور مقید ہونے کی نشاندہی کرنا، ان علتوں سے احترازی اور اتفاقی قیود کی معرفت، اس اطلاق و تقیید اور احتراز و اتفاق پر غور و فکر کرنے کے بعد جامع مانع قاعدہ کا استخراج اور ان کو نقل کرنا، مختلف اسالیب اقتضاء النص، إشارة النص، قیاس اور التزام وغیرہا پر نظر رکھتے ہوئے پیش آمدہ مسائل پر مذکورہ احکام کا اطلاق کرنا۔ اسی طرح جب دلائل میں باہم تعارض ہو تو تطبیق اور جمع کے ذریعے ان میں حد فاصل قائم کرنا، یا ان میں سے کسی ایک کو منسوخ یا راجح قرار دینا ”فقہ“ کے امور میں سے ہیں۔

ائمہ کرام کی ان تصریحات سے ”محدث“ اور ”فقہ“ کی حدود و کار واضح ہو جانے کے بعد ان کے درمیان فرق نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ”محدث“، ”فقہ“ نہیں ہوتا، مگر ہر ”فقہ“، ”محدث“ ہوتا ہے، کیونکہ ”محدث“ ہوئے بغیر کوئی ”فقہ“ ہی نہیں ہو سکتا۔ فقہ میں کوئی بھی اس وقت تک امام نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حدیث میں امام نہ ہو، مگر ”محدث“ کے لئے لازم نہیں کہ وہ ”فقہ“ بھی ہو، کیونکہ ”فقہ“ نہ بھی ہو تو وہ ”محدث“ بن سکتا ہے، لہذا ائمہ صحاح ستہ

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام حاکم رحمہم اللہ اور اسی طرح دیگر جتنے محدثین ہوئے ہیں، ضروری نہیں کہ ان میں ہر کوئی فقہ میں بھی امام ہو، مگر فقہ کے ائمہ اربعہ: امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اس وقت تک فقیہ نہیں ہوئے جب تک کہ پہلے وہ علم الحدیث کے امام نہ بنے۔

محدثین کی موجودگی میں امام ابو ثور رحمہ اللہ کی لا جواب فقاہت

”محدث“ اور ”فقیہ“ کے درمیان فرق درج ذیل واقعے سے بھی اظہر من الشمس ہو جاتا ہے، جسے امام حسن بن عبدالرحمن رامہرمزی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) اور ابوبکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

محدثین کے ایک مجمع میں امام یحییٰ بن معین، ابوخیثمہ اور خلف بن سالم موجود تھے، جو کسی حدیث پر گفتگو کر رہے تھے کہ اس دوران ایک عورت نے آکر ان سے مسئلہ پوچھا کہ کیا حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے؟ ان میں سے کسی نے بھی اسے جواب نہ دیا اور سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اتنے میں فقیہ ابو ثور وہاں آئے تو ان محدثین نے اس عورت سے کہا کہ وہ اپنا مسئلہ فقیہ صاحب کو بتلائے، سو وہ اپنا سوال لے کر ان کی طرف متوجہ ہوئی، انہوں نے اس کے سوال پر یہ فتویٰ دیا کہ حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے، دلیل کے طور پر انہوں نے یہ حدیث بیان کی جسے عثمان بن احنف نے قاسم سے، اور انہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

إِنْ حَيْضَتُكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ^(۱)

ترجمہ:- تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں۔

دوسری حدیث بھی اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

كُنْتُ أَفْرِقُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاءِ وَأَنَا حَائِضٌ.

ترجمہ:- میں حالت حیض میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ انور میں پانی کے ساتھ کنگھا کرتی تھی۔

(۱) صحیح مسلم: کتاب الحيض، باب جوار غسل الحائض رأس زوجها، إلخ، ج ۱ ص ۲۴۴، رقم الحدیث: ۲۹۸

امام ابو ثور رحمہ اللہ نے کہا: حالت حیض میں جب آپ پانی کے ساتھ کسی زندہ شخص کو کٹکھا کر سکتی ہیں تو مردہ اس سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سنتے ہی ان کے پاس موجود محدثین نے تصدیق کر دی کہ یہ روایت ہمیں فلاں فلاں طریق سے پہنچی ہے، اور پھر مختلف طرق سے اس روایت کی سند سنانے لگے، غور و خوض کرنے لگے، اس پر عورت نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

فَأَيْنَ كُنْتُمْ إِلَى الْآنَ^(۱)

ترجمہ: تم اب تک کہاں تھے؟

اس واقعے سے معلوم ہوا ہے کہ احادیث کو یاد رکھنا اور روایت کرنا محدثین کا کام ہے، جب کہ ان سے مسائل کا استخراج اور استنباط کرنا فقہاء کا کام ہے۔ ”محدث“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ادا ہونے والے الفاظ، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرزد ہونے والے کسی فعل یا عمل کو من وعن، لفظ بلفظ بیان کر دیتا ہے، ”محدث“ کے فرائض میں یہ شامل نہیں کہ وہ کسی حدیث کا مفہوم بیان کرے، اس کا کام فقط حدیث کوئن کر لفظ بلفظ آگے منتقل کرنا ہوتا ہے، جیسے قرآن کا حافظ قرآن مجید یاد کر کے من وعن سنا دیتا ہے، اسی طرح ”محدث“ احادیث کو یاد کر کے صحت سند کے ساتھ لفظ بلفظ متن سنا دیتا ہے، وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس حدیث کے قرائن کیا ہیں؟ اس کا اطلاق کیا ہے؟ اس کے مختلف الفاظ کے معانی کیا ہیں؟ اس سے مراد کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ نصوص میں بیان کردہ احکام کے علل، ان کے مقامات، ان کے قرائن اور ان کے معانی کو صحیح صحیح طور پر متعین کر کے آگے سمجھانا اور اس طرح کے بہت سے سوالات کے جوابات دینا ”محدث“ کا کام نہیں، بلکہ ”فقہ“ اور ”مجتہد“ کا کام ہے۔

اکابر اہل علم کا امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہ پر اعتماد کرنا

اگر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو علم حدیث میں دسترس نہ ہوتی، یا آپ کی فقہ، حدیث کے مطابق نہ ہوتی، تو دوسری صدی سے لے کر آج تک جبالِ علم و عمل کبھی آپ کی تقلید نہ کرتے، اور نہ آپ کا مذہب اتنی کثرت کے ساتھ پھیلتا، چنانچہ مشہور محقق حافظ محمد بن ابراہیم الوزير رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۴ھ) نے بڑے پتے کی بات کہی ہے، فرماتے ہیں:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: ابراہیم بن خالد ابی الیمان ابو ثور الکلبی، ج ۶ ص ۶۵

ولو كان الإمام أبو حنيفة جاهلاً، ومن حلية العلم عاطلاً. ما تطابقت جبال العلم من الحنفية على الإشتغال بمذهبه، كالقاضي أبي يوسف ومحمد بن الحسن الشيباني والطحاوي وأبي الحسن الكرخي وأمثالهم وأضعافهم. فعلماء الطائفة الحنفية في الهند والشام ومصر واليمن والجزيرة والحرمين والعراقين منذ مائة وخمسين من الهجرة إلى هذا التاريخ يزيد على ستمائة سنة، فهم أوف لا يحدرون، وعوالم لا يحصون من أهل العلم والفتوى والورع والتقوى.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اگر (قرآن و حدیث کے علم سے) جاہل ہوتے اور زیورِ علم سے نا آراستہ ہوتے تو حنفیہ کے جبالِ علم (علم کے پہاڑ) جیسے: امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، امام طحاوی، امام کرخی رحمہم اللہ اور ان جیسی صفات والے دیگر علماء جو تعداد میں ان سے کئی گنا زیادہ ہیں، ہرگز امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر جمے نہ رہتے۔ چنانچہ ہندوستان (پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا)، شام (فلسطین، سوریہ، بیروت وغیرہ)، مصر، یمن، جزیرہ، حرمین (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) اور عراق کے شہروں میں ۱۵۰ ہجری (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات) سے اب تک جو کہ چھ سو سے زیادہ سال بنتے ہیں، علمائے حنفیہ پائے جاتے ہیں، یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور شمار سے باہر ہیں، اور ملکوں کے ملک ہیں کہ ان کو گنا نہیں جاسکتا، یہ سب اہل علم، صاحب فتویٰ، پرہیزگار اور متقی لوگ ہیں۔

اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایتِ حدیث تھے

ایک لاکھ چودہ، یا چوبیس، یا چالیس ہزار بھی کے بھی صحابہ کرام روایتِ حدیث اور محدثین تھے، اس بات کو امام الحدیث ابو زرہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ھ) نے بیان کیا ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ”الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع“ اور امام تقی الدین ابو عمرو

(۱) الروض الباسم: المسلك الرابع، ج ۲ ص ۳۱۹

عثمان بن عبد الرحمن المعروف ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۳ھ) نے اپنی تصنیف ”معرفة أنواع علوم الحديث“ المعروف ”مقدمة ابن صلاح“ میں اور بہت سے دیگر ائمہ حدیث نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے:

عن أبي زرعة الرازي أنه سئل عن عدة من روى عن النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: ومن يضبط هذا! شهد مع النبي صلى الله عليه وسلم حجة الوداع أربعون ألفاً، وشهد معه تبوك سبعون ألفاً.

(وفی روایہ آخری) قال له رجل: يا أبا زرعة! أليس يقال: حديث النبي صلى الله عليه وسلم أربعة آلاف حديث؟ قال: ومن قال ذا قلقل الله أنبياءه. هذا قول الزنادقة. ومن يحصى حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض رسول الله عن مائة ألف وأربعة عشر ألفاً من الصحابة ممن روى منه وسمع عنه. فقال له الرجل: يا أبا زرعة! هؤلاء أين كانوا وسمعوا منه؟ قال: أهل المدينة وأهل مكة ومن بينهما والأعراب ومن شهد معه حجة الوداع كل رآه وسمع منه بعرفة. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو زرعة الرازی سے سوال کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنے صحابہ نے روایت کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ تعداد کون بتا سکتا ہے؟ (البتہ روایات صحابہ کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ) حجة الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چالیس ہزار صحابہ تھے اور غزوہ تبوک کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستر ہزار صحابہ تھے۔

(دوسری روایت میں ہے) ان سے ایک شخص نے پوچھا: ابو زرعة! کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار ہزار احادیث مروی ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا کہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے، یہ زنادقہ کا قول ہے، کون شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احاطہ کر سکتا ہے؟ کیونکہ آپ

(۱) الجامع لأخلاق الراوی وأداب السامع: ترتیب مسانید الصحابة الاختیار فی تخریج المسند. الخ، ج ۲

ص ۲۹۳، ۲۹۵ / معرفة أنواع علوم الحديث: النوع التاسع والثلاثون معرفة الصحابة: ص ۲۷۹

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ موجود تھے، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا۔ اس شخص نے کہا: ابو زرؓ! یہ صحابہ کہاں قیام پذیر تھے؟ اور کہاں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ اہل مدینہ، اہل مکہ اور ان کے گرد و نواح کے رہائشی اور دیہاتی تھے، ان میں وہ سارے حضرات بھی شامل ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے، اور ان میں سے ہر ایک نے میدانِ عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع حدیث بھی کی۔

امام ابو زرؓ رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر نقادِ رجال اور معتبر ترین محدث کی بیان کردہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ کل صحابہ کرام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت حدیث کا شرف حاصل تھا۔

جمع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف دس مجتہد تھے

گزشتہ صفحے میں امام ابو زرؓ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا جا چکا ہے کہ ان کے نزدیک جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار ہے، ائمہ حدیث نے اسماء الرجال کی کتب میں ان تمام صحابہ میں سے بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام کے احوال جمع کئے ہیں۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ عہدِ نبوی اور عہدِ خلفائے راشدین میں مجتہد اور فقیہ صحابہ کی تعداد صرف دس تھی، اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ منصب کتنے بلند مرتبے کا حامل ہے جو ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام میں سے صرف دس کو نصیب ہوا! ذیل میں اس پر تصریحات ملاحظہ کیجئے:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہونہار شاگرد مسروق بن اجدع رحمہ اللہ

(متوفی ۶۳ھ) سے مروی ہے:

کان أصحاب الفتوی من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: عمر

وعلی وابن مسعود وزید وأبی بن کعب وأبو موسی الأشعری۔^(۱)

(۱) الطبقات الکبری: باب اهل العلم والفتوی من أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲ ص ۲۶۷

ترجمہ:- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ دینے والے صحابہ کرام یہ تھے: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

۲- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶ھ) فرماتے ہیں:

کان ابوبکر وعمر وعثمان وعلي يفتون علي عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم. (۱)

ترجمہ:- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم فتویٰ دیتے تھے۔

۳- قاسم بن محمد ہی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ادوار میں سات مشیر فقہاء حضرات کے بارے میں فرماتے ہیں:

أن أبا بكر الصديق كان إذا نزل به أمر يريد فيه مشاورة أهل الرأي وأهل الفقه، ودعاً رجلاً من المهاجرين والأنصار. دعا عمر وعثمان وعلياً وعبدالرحمن بن عوف ومعاذ بن جبل وأبي بن كعب وزيد بن ثابت. رضي الله عنهم. وكل هؤلاء كان يفتي في خلافة أبي بكر، وإنما تصير فتوى الناس إلى هؤلاء النفر فمضى أبو بكر على ذلك، ثم ولي عمر فكان يدعو هؤلاء النفر وكانت الفتوى تصير. (۲)

ترجمہ:- حضرت ابوبکر صدیق کو جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس میں وہ اہل رائے اور فقہاء کی مشاورت چاہتے تو مهاجرین اور انصار میں سے صاحب الرائے حضرات کو بلا تے۔ آپ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی،

(۱) التمهيد لما في الموطا من المعالي والأسانيد: تابع لمحمد ابن شهاب الزهري، الحديث الثامن،

ج ۹ ص ۷۶

(۲) تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳ ص ۱۸۱

حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت کو طلب کرتے۔ ان میں سے ہر ایک حضرت ابوبکر کی خلافت میں فتویٰ دیتا رہا، لوگ فتویٰ کے لئے ان حضرات کی طرف ہی رجوع کرتے۔ پس حضرت ابوبکر نے اسی طرح معاملہ جاری رکھا، پھر حضرت عمر مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ بھی ان ہی حضرات کو بلا تے اور ان ہی کا فتویٰ چلتا تھا۔

۴- تابعی کبیر امام عامر بن شراحیل الشبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) بیان کرتے ہیں: کان العلم یؤخذ عن ستة: عمرو علی وأبی وابن مسعود وزید وأبی موسیٰ رضی اللہ عنہم۔^(۱)

ترجمہ:- علم چھ اشخاص سے حاصل کیا جاتا تھا: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

۵- امام سلیمان بن یسار رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہاں تک فرمایا ہے:

ما کان عمر وعثمان یقدمان علی زید أحدا فی الفرائض والفتویٰ والقراءة والقضاء۔^(۲)

ترجمہ:- حضرت عمر اور حضرت عثمان کسی کو بھی حضرت زید بن ثابت پر علم فرائض (میراث)، فتویٰ، قراءت اور قضا کے معاملے میں مقدم نہ کرتے تھے۔

لم یکن یفتی فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر عمرو علی ومعاذ وأبی موسیٰ رضی اللہ عنہم۔^(۳)

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری، ج ۱ ص ۲۲

(۲) سیر اعلام النبلاء: ترجمہ: زید بن ثابت، ج ۲ ص ۳۳۳

(۳) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری، ج ۱ ص ۲۳

ان روایات سے پتا چلا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے ادوار میں کل دس صحابہ کرام فقیہ اور مجتہد شمار کئے جاتے تھے، جن میں چاروں خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سمیت اکابر صحابہ حضرات عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

بائیس^{۲۲} محدثین کرام کی نظر میں امام ابوحنیفہ کی

بلند پایہ فقاہت کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دُعا کا ہی نتیجہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ آسمانِ علم و عمل پر تابندہ ستارہ بن کر جگمگا رہے ہیں، امام اعظم کی قرآن و حدیث میں بلند درجہ فقاہت کا جمیع ائمہ حدیث و فقہ نے اعتراف کیا ہے۔ محدثین کی کثیر تعداد آپ کے فقہ الحدیث سے فیض یاب ہونے کا درس دیتی رہی، اس پر ذیل میں چند اُجَل اور اوثق ائمہ حدیث کی تصریحات درج کی جاتی ہیں جن سے یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ امام صاحب کی بلند پایہ فقاہت پر سب ہی ائمہ حدیث متفق ہیں۔

۱۔ امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ کی نظر میں

امام جریر بن عبد الحمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے مغیرہ بن مقسم (متوفی ۱۳۶ھ) (جو امام شعبہ بن حجاج اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں، چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں: روى عنه الثوري وشعبة)۔^(۱) امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ (جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الإمام العلامة، الفقيه^(۲)) نے فرمایا:

(۱) التاريخ الكبير: ترجمة: مغيرة بن مقسم، ج ۷، ص ۳۲۲

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: مغيرة بن مقسم، ج ۶، ص ۱۰

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ لِي مُغِيرَةُ: جَالِسُ أُنَا حَنِيفَةَ تَفَقَّهُ، فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَوْ
كَانَ حَيًّا لَجَالَسَهُ. ^(۱)

ترجمہ:- آپ امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھا کریں آپ کو دین کی سمجھ بوجھ حاصل
ہوگی، اگر (محدث اور فقیہ اکبر) امام ابراہیم نخعی حیات ہوتے تو وہ بھی ان کے
پاس بیٹھتے۔

۲- امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ کی نظر میں

کسی شخص نے امام اعظم رحمہ اللہ کے شیخ امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ
(متوفی ۱۳۷ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، شیخ الإسلام، شیخ
المقرئین والمحدثین، الحافظ ^(۲)) سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ مَسْأَلَةٍ، فَقَالَ: إِنَّمَا يَحْسَنُ هَذَا الدُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْخَزَّازُ،
وَأُظِنُّهُ بَوْرَكَ لَهُ فِي عِلْمِهِ. ^(۳)

ترجمہ:- اس کا اور اس جیسے دیگر سوالات کا جواب نعمان بن ثابت خزار خوب
جانتے ہیں، مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے علم میں برکت دی گئی ہے۔

امام اعمش رحمہ اللہ سے کچھ مسائل پوچھے گئے، اور اس محفل میں امام اعظم بھی موجود
تھے تو انہوں نے امام اعظم کی طرف رجوع کیا۔ پس آپ نے تمام مسائل کا جواب دے دیا، امام
اعمش رحمہ اللہ نے دلیل طلب کی تو آپ نے وہی احادیث و روایات جو خود انہی (امام اعمش رحمہ اللہ)
سے مروی تھیں دلیل کے طور پر پیش کر دیں، اس استنباط پر امام اعمش رحمہ اللہ حیران رہ گئے اور
امام اعظم رحمہ اللہ کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا:

أَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْفُقَهَاءِ! الْأَطِبَّاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادِلَةُ. ^(۴)

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۹

(۲) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الأعمش سليمان بن مهران، ج ۶، ص ۲۶۶

(۳) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة نعمان بن ثابت، ج ۶، ص ۳۰۳

(۴) الثقات لابن حبان: باب العين، ج ۸، ص ۳۶۷، رقم: ۱۳۳۶۵ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۲۷

ترجمہ:- اے گروہ فقہاء! آپ طیب ہیں اور ہم (محدثین) صاحب ادویات ہیں۔

مراد یہ ہے کہ جس طرح ایک میڈیکل اسٹور میں ہر قسم کی دوائیاں تو موجود ہوتی ہیں اور اسٹور چلانے والے دوا فروش کو ان کے نام اور دیگر معلومات کا علم ہوتا ہے، مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ کس مریض کے لئے کون سی دوا تجویز کرنی ہے؟ کتنی مقدار میں دینی ہے؟ یہ کام صرف ڈاکٹر کا ہوتا ہے۔ اسی طرح محدثین کے پاس احادیث کا ذخیرہ تو ہوتا ہے، مگر ان سے احکام کا استنباط و استخراج ایک فقیہ ہی کر سکتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ امام اعظم رحمہ اللہ سے جو کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ فرماتے:

عَلَيْكُمْ بِتِلْكَ الْحَلَقَةِ. يَغْنِي حَلَقَةً أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۱)

ترجمہ:- سلوگو! تم ابو حنیفہ کی مجلس میں ضرور جایا کرو۔

امام اعظم رحمہ اللہ کا علم الحدیث میں بہت بلند رتبہ ہے، لیکن ان کے اس قول سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ وہ فقیہ اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہوتے ہوئے خود فتویٰ دینے سے گریز کرتے تھے۔

۳- امام ابن جریج رحمہ اللہ کی نظر میں

امام عبدالملک بن عبدالعزیز المعروف ابن جریج رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، العلامة، الحافظ، شیعہ الحرم، صاحب التصانیف، أول من دون العلم بمكة) ^(۲) کے درس میں ایک دفعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا: اسکتوا، إنه لفقيه، إنه لفقيه، إنه لفقيه. ^(۳)

ترجمہ:- خاموش ہو جاؤ، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں۔

(۱) اخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۷۸

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن جريج عبد الملك بن عبد العزيز، ج ۱، ص ۳۲۵

(۳) عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۳

۴- امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ کی نظر میں

امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۵ھ) (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام المحافظ، أحد الأعلام)۔^(۱)

امام اعظم رحمہ اللہ کی بلند پایہ فقہی بصیرت پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:
سمعت مسعر بن کدام يقول: ما أحسد أحدا بالكوفة إلا رجلين: أبو حنيفة في فقهه، والحسن بن صالح في زهده.^(۲)
ترجمہ:- مجھے کوفہ میں سوائے دو اشخاص کے کسی پر بھی رشک نہیں آیا، امام ابو حنیفہ پر ان کے فقہ میں بلند درجے کے باعث اور حسن بن صالح پر زہد میں ان کے مقام کے باعث۔

۵- امام سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ کی نظر میں

محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۶ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، المحافظ عالم البصرة أول من صنف السنن النبوية)^(۳) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا:

فَقَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا يَأْتِيَنَا مِنْ بَلَدِكَ مِنْ أَبِي حَنِيْفَةَ وَدَدْتُ أَنْ اللَّهَ أَخْرَجَ الْعِلْمَ الَّذِي مَعَهُ إِلَى قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَقَدْ فَتَحَ اللَّهُ لِهَذَا الرَّجُلِ فِي الْفِقْهِ شَيْئًا كَأَنَّهُ خَلَقَ لَهُ.^(۴)

ترجمہ:- اے ابو محمد! (یہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی کنیت ہے) میں نے ایسے علمی تحائف کو اس سے قبل نہیں دیکھا جو ہمارے پاس آپ کے شہر (کوفہ) سے ابو حنیفہ کی طرف سے آرہے ہیں، میری دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ کے

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: مسعر بن کدام، ج ۱ ص ۱۴۱

(۲) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۹

(۳) سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: سعید بن ابی عروبہ، ج ۶ ص ۴۱۳

(۴) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

علمی فیض کو مؤمنین کے قلوب میں منتقل فرمادے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے فقہ کے ذرا اس طرح کھول دیئے ہیں کہ گویا وہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

۶۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی نظر میں

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ اور امام عبدالرحمن رحمہ اللہ بن عمرو المعروف امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) (جو امام زہری، امام شعبہ، امام مالک رحمہم اللہ کے شیخ ہیں) کی ایک ملاقات نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار امام اوزاعی رحمہ اللہ نے امام صاحب سے چند مسائل پوچھے اور آپ کے ساتھ دلائل سے بحث بھی کی، آپ نے سب کے جوابات بحسن و خوبی دیئے تو امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: آپ نے یہ جواب کس دلیل سے اخذ کئے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

من الأحادیث التي رويتها، ومن الأخبار والآثار التي نقلتها،
وبين له وجه دلالتها وطريق استنباطها فأصف الأوزاعي ولم
يتعسف، فقال: نحن العطارون وأنتم الأطباء.^(۱)

ترجمہ:- ان احادیث سے جو آپ نے روایت کی ہیں اور ان اخبار و آثار سے جو آپ نے نقل کئے ہیں۔ پھر امام صاحب نے انہیں احادیث و آثار سے استدلال اور استنباط کے طریقے بیان کئے، تو امام اوزاعی نے اعتراف حق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ہم صرف ادویات بیچنے والے ہیں اور آپ لوگ طبیب ہیں۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ہم محدثین کو احادیث تو یاد ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ ان سے مسائل کس طرح اخذ کئے جاتے ہیں؟ جیسے دوا فروشوں کے پاس قسم قسم کی دوائیں تو موجود ہوتی ہیں مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی بیماری میں کون سی دوا مفید ہے؟ یہ صرف اطباء ہی جانتے ہیں۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ جیسے محدث اور امام اہل زمانہ کے جملے پر غور کیا جائے تو امام صاحب کا علم حدیث و فقہ میں عظیم ترین رتبہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

(۱) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۲۸

۷۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی نظر میں

عبداللہ بن مبارک اور امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ کے شیخ امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) کی زبانی امام اعظم کی فتاہت کا حال سنئے۔ امام محمد بن بشر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفیان. فأتى أبا حنيفة فيقول لي: من أين جئت؟ فأقول: من عند سفیان. فيقول: لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله. فأتى سفیان فيقول لي: من أين؟ فأقول: من عند أبي حنيفة. فيقول: لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض.^(۱)

ترجمہ:- میں سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا، جب میں ابو حنیفہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا: سفیان ثوری کے پاس سے آیا ہوں، یہ سن کر فرماتے: آپ ایسے آدمی کے پاس سے آئے ہیں کہ اگر حضرت علقمہ اور اسود بھی موجود ہوتے تو یقیناً ان کے علم کے محتاج ہوتے۔ پھر جب میں سفیان ثوری کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا: ابو حنیفہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے: بے شک آپ رُوءے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے ہو کر آئے ہیں۔

۸۔ امام خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ کی نظر میں

امام عبدالرحمن بن مہدی، امام وکیع، امام حفص بن عبداللہ رحمہ اللہ کے شیخ امام خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فقہ میں ایسے ہیں جیسے چکی میں کھوٹی (کہ چکی اس پر گھومتی ہے ایسے ہی فقہاء کے اقوال امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ گرد گھومتے ہیں) ان کی مثال اس ماہر کی طرح ہے جو کھرا کھوٹا سونا پرکھتا ہے:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۳

كان أبو حنيفة في الفقهاء كقطب الرحي وكالجهنم الذي ينقد الذهب.^(۱)

۹- قاسم بن معن بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے محدث و فقیہ قاسم بن معن بن عبد الرحمن رحمہ اللہ (متوفی ۷۵ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الفقيه، المجتهد، قاضي الكوفة ومفتيها في زمانه)^(۲) امام اعظم رحمہ اللہ کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے، ایک روز کسی شخص نے ان سے کہا کہ آپ عبد اللہ بن مسعود کی اولاد میں سے ہونے کے باوجود ابو حنیفہ کی غلامی کو پسند کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس سے زیادہ نفع بخش کوئی مجلس نہیں: ما جلس الناس إلى أحد أنفع مجالسة من أبي حنيفة.^(۳)

۱۰- امام مالک بن انس رحمہ اللہ کی نظر میں

امام شافعی رحمہ اللہ نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، المحافظ، فقيه الأمة، شيخ الإسلام، إمام دار الهجرة)^(۴) سے پوچھا: کیا آپ نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کی قوت استدلال کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا:

نعم، رأيت رجلا لو كلمك في هذبة السارية أن يجعلها ذهباً لقام بمجته.^(۵)

ترجمہ:- جی ہاں! میں نے اس شخص کو ایسا دیکھا ہے اگر وہ آپ کے ساتھ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنے پر کلام کرے تو اس پر حجت قائم کر دے۔

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۳

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاسم بن معن بن عبد الرحمن، ج ۸ ص ۱۹۰

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۳

(۴) تذكرة الحفاظ: ترجمة: مالك بن انس بن مالك، ج ۱ ص ۱۵۳

(۵) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۲۹

۱۱- امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں

امام سفیان ثوری، امام ابوداؤد، امام عبدالرزاق بن ہمام، امام یحییٰ بن معین، امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہم اللہ کے شیخ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد رشید امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الحافظ، العلامة، شیخ الإسلام، فخر المجاہدین، قدوة الزاہدین، صاحب التصانیف النافعة) (۱) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تفقہ فی الدین، فہم اور مسائل میں وقتِ نظر کا تقابل دواجل ائمہ کرام کے ساتھ اس طرح کراتے ہیں:

إن كان الأثر قد عرف واحتيج إلى الرأي، فرأى مالك، وسفيان وأبي حنيفة، وأبو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة، وأغوصهم على الفقه، وهو أفقه الثلاثة. (۲)

ترجمہ:- اگر کوئی معروف اثر ہو جس میں رائے کی ضرورت ہو تو امام مالک، امام سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ کی آراء کی طرف رجوع کرنا چاہئے، اور پھر امام ابو حنیفہ ان سب سے زیادہ اچھے ہیں، باریک بینی میں ان سب سے زیادہ ذہین ہیں، اور فقہ میں سب سے زیادہ غور و خوض کرنے والے ہیں، اور وہ ان تینوں میں سب سے بہتر مسائل کو سمجھنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھے، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

وأما أفقه الناس فأبو حنيفة، ثم قال: ما رأيت في الفقه مثله. (۳)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت

(۱) تذكرة الحفاظ. ترجمة: عبدالله بن المبارك، ج ۱ ص ۲۰۱

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳، ص ۳۴۲/ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن

أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۴

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳، ص ۳۴۲

کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہوتا چاہئے تھا:

ان کان أحد ينبغي له أن يقول برأيه، فأبو حنيفة ينبغي له أن يقول برأيه. (۱)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا:

لولا أن الله أغاثني بأبي حنيفة وسفيان لكنت كسائر الناس. (۲)

۱۲- امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ کی نظر میں

شیخ البخاری امام یحییٰ بن یوسف رحمہ اللہ کے شیخ اور امام عبدالعزیز بن رفیع کے شاگرد امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۳ھ) فرماتے ہیں:

كان النعمان بن ثابت أفقه أهل زمانه. (۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اپنے زمانے کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔

۱۳- امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ کی نظر میں

محدث کبیر امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) صحاح ستہ کے معروف راوی، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمن بن مہدی، یحییٰ بن معین اور امام حمیدی کے شیخ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، وہ آپ کی شانِ نقاہت یوں بیان فرماتے ہیں:

ما لقيت أحدا أفقه من أبي حنيفة ولا أحسن صلاة منه. (۴)

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۳

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص ۱۸۸

(۳) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۹

(۴) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۵

ترجمہ:- میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقہ اور ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک روز ایسی حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون بڑے غور و خوض کا متقاضی تھا، اس پر امام وکیع رحمہ اللہ کھڑے ہو گئے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا:

لا تنفع الدامة، أين الشيخ، فيخرج عنا.^(۱)

ترجمہ:- ندامت سے کچھ فائدہ نہیں، وہ شیخ (یعنی ابو حنیفہ) کہاں ہیں؟ جو ہمیں اس مشکل سے نکالتے۔

امام وکیع رحمہ اللہ اپنے پاس موجود محدثین حضرات سے کہا کرتے تھے: اے گروہ محدثین! تم حدیثیں طلب کرتے ہو اور ان کے معانی سے واقفیت حاصل نہیں کرتے، اسی میں تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جائے گا، حالانکہ:

وددت أن يجمع لي عشر فقه أبي حنيفة.^(۲)

ترجمہ:- میری آرزو ہے کہ کاش! امام ابو حنیفہ کی فقہ کا دسواں حصہ ہی مجھے نصیب ہو جائے۔

ایک روز انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر واشگاف الفاظ میں فقہ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے اصحاب کا یوں ذکر کیا:

يا أيها الناس! لا يدفعكم سماع الحديث بلا فقه، ولا تفقهون حتى تجالسوا أصحاب أبي حنيفة فيفسروا لكم أقاويله.^(۳)

ترجمہ:- لوگو! فقہ کے بغیر حدیث سنا تمہیں کچھ نفع نہیں دے گا، اور تم کو حدیث کی فقہ اور بصیرت اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ تم امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کی مجالست اختیار نہ کر لو تا کہ وہ تمہیں حدیث کی تفسیر کر کے بتائیں۔

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۷

(۲، ۳) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۷

۱۴- امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی نظر میں

امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام شعبہ، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن المدینی، امام ابوبکر بن ابی شیبہ، امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہم اللہ کے شیخ، محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الکبیر، حافظ العصر، شیخ الإسلام، انتهى اليه علو الإسناد) (۱) امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہت کو یوں بیان کرتے ہیں:

مَنْ أَرَادَ الْمَغَازِي فَاَلْمَدِينَةَ وَمَنْ أَرَادَ الْمَنَاسِكَ فَمَكَّةَ وَمَنْ أَرَادَ الْفِقْهَ فَالْكُوفَةَ وَيَلْزَمُ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ. (۲)

ترجمہ:- جو شخص علم مغازی کو جانا چاہے، وہ مدینہ متورہ کا رخ کرے، جو مناسک حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے، اور جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتا ہو وہ کوفہ جا کر اصحاب ابو حنیفہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھے۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، امام شعبی، امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری رحمہم اللہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں امام ہے: العلماء أربعة: ابن عباس في زمانه والشعبي في زمانه وأبو حنيفة في زمانه والثوري في زمانه. (۳)

۱۵- امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کی نظر میں

فمن ائمة الرجال کے بلند پایہ عالم امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الکبیر، أمير المؤمنين في الحديث، الحافظ) (۴) امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہی بصیرت پر یوں اظہار خیال فرماتے ہیں:

(۱) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: سفیان بن عیینہ، ج ۸ ص ۳۵۵

(۲) اخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن اعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

(۳) اخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن اعلام المسلمين وأئمتهم، ص ۲۸

(۴) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: يحيى القطان بن سعيد، ج ۹ ص ۱۷۵

لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأى أبى حنيفة. وقد أخذنا بأكثر أقواله. (۱)

ترجمہ:- قسم بخدا! ہم نے (کسی بھی مسئلے پر) امام ابو حنیفہ سے زیادہ بہتر رائے کسی کی نہیں سنی، اور ہم نے ان کے کافی اقوال لئے ہیں۔

۱۶- امام شافعی رحمہ اللہ کی نظر میں

فقہ شافعیہ کے بانی امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کے تفقہ فی الدین اور فہم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

من أراد أن يعرف الفقه، فليلمز أبا حنيفة وأصحابه فإن الناس كلهم عيال عليه في الفقه. (۲)

ترجمہ:- جو شخص فقہ کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کی صحبت لازمی اختیار کرے، کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام صاحب کے عیال ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ خود بھی مجتہد ہیں، سینکڑوں محدثین اور فقہاء کے شیخ ہیں، حدیث اور فقہ میں انتہائی بلند مقام رکھتے ہیں، ان کی نظر میں بھی امام اعظم رحمہ اللہ سے بڑھ کر اصول الدین اور فقہ میں کوئی بھی ان سے آگے نہیں، بلکہ انہوں نے واشکاف الفاظ میں اس حقیقت کا بجا طور پر اعتراف کیا ہے کہ جس کسی کو فقہ قرآن و حدیث میں جو بھی میسر آئے گا وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فیضان ہوگا۔

۱۷- امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی نظر میں

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، القدوة، شيخ الإسلام، الحافظ، كان راساً في العلم والعمل، ثقة، حجة، كبير الشأن) (۳) کی نگاہ میں امام صاحب کی فقاہت کا حال پڑھیے، امام حسن بن حماد سجادہ (متوفی ۲۴۱ھ) بیان کرتے ہیں:

(۱) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۳۳

(۲) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۶

(۳) سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: یزید بن ہارون بن زاذی، ج ۹ ص ۳۵۸

دخلت أنا وأبو مسلم المستنبل على يزيد بن هارون وهو نازل ببغداد على منصور بن مہدی فصعدنا إلى غرفة هو فيها فقال له أبو مسلم: ما تقول يا أبا خالد في أبي حنيفة والنظر في كتبه؟ فقال: أنظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا. فإني ما رأيت أحدا من الفقهاء يكره النظر في قوله ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه. ^(۱)

ترجمہ:- میں اور ابو مسلم المستنبل، یزید بن ہارون سے ملنے گئے، جو بغداد میں خلیفہ منصور بن مہدی کے ہاں مہمان تھے، ہم اوپر کی منزل میں ان کے کمرے میں گئے تو ابو مسلم نے ان سے پوچھا: ابو خالد! آپ امام ابو حنیفہ اور ان کی کتب کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ یزید بن ہارون نے فرمایا: اگر تم فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان کی کتب میں غور و فکر کیا کرو، کیونکہ میں نے فقہاء میں سے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا جو امام ابو حنیفہ کے علمی اقوال میں غور و فکر کرنے کو ناپسند کرتا ہو۔ امام سفیان ثوری ان کی کتاب الرهن میں ایک سال تک غور و فکر کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے نقل کر لیا۔

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی نگاہ میں امام صاحب کے مقام و مرتبے کا حال پڑھے جے تمیم بن المنصور رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

كنت عند يزيد بن هارون فذكر أبو حنيفة فقال منه إنسان فأتى طريق طويلا. فقالوا: رحمك الله حدثنا! فقال: كان أبو حنيفة تقيًا نقيًا زاهدًا عالمًا. صدوق اللسان. أحفظ أهل زمانه سمعت كل من أدرته من أهل زمانه يقول: إنه ما رأى أفقه منه. ^(۲)

ترجمہ:- میں یزید بن ہارون کے پاس موجود تھا، وہاں امام ابو حنیفہ کا ذکر خیر ہوا، جس پر ایک آدمی نے ان کی شان میں گستاخی کی، یزید بن ہارون دیر تک گردن جھکائے (غصے سے) خاموش بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي حنيفة مع سفیان الثوري، ص ۷۴

(۲) عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۴

آپ پر رحم فرمائے! ہمیں معاملے کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: امام ابو حنیفہ متقی تھے، پاکیزہ شخصیت کے مالک تھے، دُنیا کی حرص سے بے نیاز تھے، اجل عالم تھے، صدوق اللسان تھے، اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظِ حدیث تھے، میں نے ان کے ہم عصروں میں سے جس کو بھی پایا سب کو یہی کہتے ہوئے سنا کہ اس نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔

۱۸- امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ کی نظر میں

امام اعظم کے شاگرد اور امام بخاری کے شیخ ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ان پانچ شیوخ میں سے ایک ہیں جن سے امام بخاری نے ثلاثیات روایت کی ہیں، امام ابو عاصم رحمہ اللہ سے چھ ثلاثیات مروی ہیں۔ امام ضرار بن مرد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سألت أبا عاصم النبیل فقلت: أَمَا أَفْقَهُ سَفِيَانٌ أَوْ أَبُو حَنِيفَةَ؟ قَالَ:
غَلَامٌ مِنْ غُلَمَانِ أَبِي حَنِيفَةَ أَفْقَهُ مِنْ سَفِيَانٍ.^(۱)

ترجمہ:- میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ سب سے بڑھ کر فقیہ کون ہے، ابو حنیفہ یا سفیان؟ انہوں نے فرمایا: ابو حنیفہ کے شاگردوں میں عام سا شاگرد بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔

امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ سے ہی ایک اور طریق سے یہی روایت درج ذیل الفاظ میں مروی ہے، جسے امام حسن بن علی حلوانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قلت لأبي عاصم يعني النبیل: أَمَا حَنِيفَةُ أَفْقَهُ أَوْ سَفِيَانٌ؟ قَالَ: عَبْدُ أَبِي حَنِيفَةَ أَفْقَهُ مِنْ سَفِيَانٍ.^(۲)

ترجمہ:- میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ ابو حنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ انہوں نے فرمایا: امام ابو حنیفہ کا غلام بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔

۱۹۔ امام عبد اللہ بن داود النخعی رحمہ اللہ کی نظر میں

امام سفیان بن عیینہ، امام علی بن المدینی، امام محمد بن یحییٰ الذہبی رحمہ اللہ کے شیخ امام عبد اللہ بن داود رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اندھے پن یعنی تاریکی اور جہالت کی ذلت سے نکل جائے، اور یہ کہ فقہ کی حلاوت اس کو میسر آئے تو اسے چاہئے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے:

من اراد أن يخرج من ظل العمى والجهل ويحلل لذة الفقه فليتنظر في كتب أبي حنيفة. (۱)

۲۰۔ امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقرئ رحمہ اللہ کی نظر میں

امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقرئ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام العالم، الحافظ، المقرئ، المحدث، الحجة، شيخ الحرم) (۲) امام اعظم رحمہ اللہ کی فتاہت کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو فقہ میں سردار نہیں دیکھا:

ما رأيت أسود رأس أفقه من أبي حنيفة. (۳)

۲۱۔ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی نظر میں

امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داود رحمہم اللہ کے شیخ جب کہ امام سفیان بن عیینہ اور امام عبد الرزاق بن ہمام رحمہم اللہ کے تلمیذ سید المحدثین امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک معتبر و پسندیدہ قراءت حمزہ کی قراءت ہے، اور فقہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ہے، میں نے لوگوں کو اس پر پایا ہے:

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم، ص ۸۵

(۲) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله بن يزيد الأهوازي، ج ۱۰ ص ۱۶۶

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۴

القراءة عندی قراءة حمزة والفقہ فقہ أبی حنیفہ علیٰ ہذا أدركت الناس^(۱).

۲۲- علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی نظر میں

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ”سیر أعلام النبلاء“ میں علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، العلامة، حافظ المغرب، شیخ الإسلام، صاحب التصانیف الفائقة، كان إماماً دينياً، ثقة، متقناً، صاحب سنة وإتباع. یہی علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كان أبو حنیفہ فی الفقہ إماماً حسن الرأي والقياس لطيف الاستخراج جيد الذهن، حاضر الفهم، ذكياً ورعاً وعاقلاً^(۲). ترجمہ:- امام ابو حنیفہ فقہ میں امام تھے، حسن الرائے والقیاس تھے، باریک سے باریک مسئلے کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے، نہایت ذہین، سخن فہم، عالی دماغ، ذکی، پرہیزگار اور نہایت عقل مند تھے۔

نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کو ”الإمام الأعظم“ اور ”فقیہ العراق“ کے لقب سے یاد کیا، اس طرح علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۳ھ) نے ”الوافی بالوفیات“ میں، امام عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ”الجواهر المضية“ میں آپ کو ”إمام الأعظم“ کے لقب کے ساتھ یاد کیا ہے۔ ان تمام اکابر ائمہ حدیث و فقہ کے اقوال و احوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ ”إمام اعظم فی الفقہ“ (فقہ میں سب سے بڑے امام) کے رتبے پر فائز ہیں جس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے درج بالا احوال کو بہ نظر غائر دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ امام

(۱) أخبار أبی حنیفہ وأصحابہ: ص ۸۷ / تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۶

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبی حنیفہ النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹

صاحب سے کم علم و کم فہم لوگ مسائل پوچھنے نہیں آتے تھے، بلکہ اس دور کے بے شمار صدوق، صالح، ثقہ، اصدق، اوثق اور اثبت و اکابر محدثین آپ سے استفسار اور استفتاء کے لئے حاضر ہوتے تھے، جن میں سے چند ایک کے نام ہم اوپر درج کر چکے ہیں، وہ سب محدثین آپ کے تفقہ فی الدین، فقہی بصیرت اور آپ کی فقاہت حدیث کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، ائمہ حدیث کے یہ سارے احوال و وقائع بغیر کسی مبالغے کے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ امام صاحب کے پاس احادیث کا دافرذ خیرہ تھا تب ہی تو آپ سے استفادہ کرنے والے کسی بھی محدث نے آپ پر کبھی بھی اعتراض نہیں کیا۔ جس طرح قرآن و حدیث پر گہری نظر رکھے بغیر صرف ذہانت اور فقہی بصیرت سے ہی دینی مسائل کا حل تلاش کرنا ناممکن ہے، اسی طرح بغیر فقاہت و فقہی بصیرت اور وقت نظر کے، قرآن و حدیث کے ہزار ہا متون ازبر ہونے کے باوجود فہم قرآن اور فہم حدیث کی مشکل گھاٹی سے گزرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

ہم نے گزشتہ صفحات میں محدثین کرام کے اقوال نقل کئے ہیں جن میں سے ہر ایک ہزار ہا احادیث کا حافظ تھا، مگر مسائل معلوم کرنے کے لئے وہ سب امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرتے، یہ بات امام صاحب کے کثیر الاحادیث ہونے کی طرف واضح اشارہ ہے، اور اس کے علاوہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ احادیث جمع کرنا اور انہیں روایت کرنا ایک جہت علم ہے، جب کہ ان احادیث سے مسائل کا استنباط و اجتہاد ایک الگ جہت علم ہے، جو جمع و روایت سے یقیناً بہت ممتاز ہے۔

”اصحاب الحدیث“ اور ”اصحاب الرائے“ میں دو امور میں نمایاں فرق

اکابر صحابہ میں بھی دونوں طرح کے فقہاء پائے جاتے تھے، ایک وہ جن کی نگاہ حدیث کے ظاہری الفاظ پر ہوتی تھی، دوسرے وہ جو معانی حدیث کے خواص تھے، اور احکام شرعیہ میں شریعت کے مصالح اور لوگوں کے احوال کو بھی پیش نظر رکھتے تھے، تابعین کے عہد میں یہ دونوں طریقہ اجتہاد اور ان کے طرز استنباط کا تفاوت زیادہ نمایاں ہو گیا، جو لوگ ظاہر حدیث پر قانع تھے، وہ ”اصحاب الحدیث“ کہلائے، اور جو نصوص اور ان کے مقاصد و مصالح کو سامنے رکھ کر رائے قائم کرتے تھے، وہ ”اصحاب الرائے“ کہلائے۔ ”اصحاب الحدیث“ کا مرکز مدینہ تھا اور ”اصحاب الرائے“ کا عراق، اور

خاص طور پر عراق کا شہر کوفہ۔ گومدینہ میں بعض ایسے اہل علم موجود تھے جو ”اصحاب الرائے“ کے طریقہ استنباط سے متاثر تھے، ان کے نام کا جز و ٹھہرا، اسی طرح کوفہ میں امام شراحیل شعبی رحمہ اللہ جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہیں، لیکن ان کا منہج ”اصحاب الحدیث“ کا تھا۔

”اصحاب الرائے“ اور ”اصحاب الحدیث“ کے درمیان دو امور میں نمایاں فرق تھا، ایک یہ کہ ”اصحاب الحدیث“ کسی کو قبول اور رد کرنے میں محض سند کی تحقیق کو کافی سمجھتے تھے، اور خارجی مسائل سے کام نہیں لیتے تھے۔ ”اصحاب الرائے“ اصولِ روایت کے ساتھ اصولِ درایت کو بھی ملحوظ رکھتے تھے، وہ حدیث کو سند کے علاوہ اس طور پر بھی پرکھتے تھے کہ وہ قرآن کے مضمون سے ہم آہنگ ہے یا اس سے متعارض؟ دین کے مسئلہ اصول اور مقاصد کے موافق ہے یا نہیں؟ دوسری مشہور حدیثوں سے متعارض تو نہیں ہے؟ صحابہ کا اس حدیث پر عمل تھا یا نہیں؟ اور نہیں تھا تو اس کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ”اصحاب الرائے“ کا منہج زیادہ درست بھی تھا اور دشوار بھی۔

دوسرا فرق یہ تھا کہ ”اصحاب الحدیث“ ان مسائل سے آگے نہیں بڑھتے تھے جو حدیث میں مذکور ہوں، یہاں تک کہ بعض اوقات کوئی مسئلہ پیش آ جاتا اور ان سے اس سلسلے میں رائے دریافت کی جاتی، اگر حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہوتا تو وہ جواب دینے سے انکار کر جاتے اور لوگ ان کی رہنمائی سے محروم رہتے، ایک صاحبِ سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ کے پاس آئے اور ایک مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے انکار کیا، اس نے دوبارہ استفسار کیا اور کہا کہ میں آپ کی رائے پر راضی ہوں۔ سالم نے کہا کہ اگر اپنی رائے بتاؤں تو ہو سکتا ہے کہ تم چلے جاؤ، اس کے بعد میری رائے بدل جائے اور میں تم کو نہ پاؤں۔ یہ واقعہ ایک طرف ان کے احتیاط کی دلیل ہے، لیکن سوال ہے کہ کیا ایسی احتیاط سے امت کی رہنمائی کا حق ادا ہو سکتا ہے؟

”اصحاب الرائے“ نہ صرف یہ کہ جن مسائل میں نص موجود نہ ہوتی، ان میں مصالحِ شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد کرتے، بلکہ جو مسائل ابھی وجود میں نہیں آئے لیکن ان کے واقع ہونے کا امکان ہے، ان کے بارے میں پیشگی تیاری کے طور پر غور کرتے اور اپنی رائے کا اظہار کرتے، اسی کو ”فقہ تقدیری“ کہتے ہیں۔ ”اصحاب حدیث“، ”اصحاب الرائے“ کے اس طریقہ عمل پر

طعنہ دیتے تھے، لیکن آج اسی ”فقہ تقدیری“ کا نتیجہ ہے کہ نئے مسائل کو حل کرنے میں قدیم ترین فقہی ذخیرے سے مدد مل رہی ہے۔

اس وضاحت سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ”اصحاب الرائے“ کا کام بمقابلہ ”اصحاب الحدیث“ کے زیادہ دُشوار تھا، اسی لئے متقدمین کے یہاں ”اصحاب الرائے“ میں سے ہونا ایک قابل تعریف بات تھی اور مدح سمجھی جاتی تھی۔ بعد میں جن لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا، انہوں نے رائے سے مراد ایسی رائے کو سمجھا جو قرآن و حدیث کے مقابلے میں خود رائی پر مبنی ہو، یہ کھلی ہوئی غلط فہمی اور نا سمجھی ہے۔

حجاز کا ”اصحاب الحدیث“ کا مرکز بننا اور عراق کا ”اصحاب الرائے“ کا مرکز بننا کوئی اتفاقی امر نہیں تھا، اس کے چند بنیادی اسباب تھے: اول یہ کہ حجاز عرب تہذیب کا مرکز تھا، عرب اپنی سادہ زندگی کے لئے مشہور رہے ہیں، ان کی تہذیب میں بھی یہی سادگی رچی بسی تھی۔ عراق ہمیشہ سے دنیا کی عظیم تہذیبوں کا مرکز رہا ہے، اور زندگی میں تکلفات و تعینات اس تہذیب کا جزو تھا، پھر مسلمانوں کے زیر نگین آنے کے بعد یہ علاقہ عربی اور عجمی تہذیب کا سنگم بن گیا تھا، اس لئے بمقابلہ حجاز کے یہاں مسائل زیادہ پیدا ہوتے تھے اور دین کے عمومی مقاصد و مصالح کو سامنے رکھ کر اجتہاد سے کام لینا پڑتا تھا، یہاں کے فقہاء اگر علمائے اصحاب حدیث کی طرح منصوص مسائل کے آگے سوچنے کو تیار ہی نہ ہوتے تو آخر امت کی رہنمائی کا فرض کیوں ادا ہوتا...؟

دوسرے دبستان حجاز پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کی چھاپ تھی، جن کا ذوق ظاہر نص پر قناعت کرنے کا تھا، اور عراق کے اُستادِ اول حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جیسے فقہاء تھے، جن پر ”اصحاب الرائے“ کے طریقہ اجتہاد کا غلبہ تھا، اس لئے دونوں جگہ بعد کے علماء پر ان صحابہ کے انداز فکر کی چھاپ گہری ہوتی چلی گئی۔

تیسرے اکثر فِرَقِ باطلہ کا مرکز عراق ہی تھا، یہ لوگ اپنی فکر کی اشاعت کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے، اس لئے علمائے عراق تحقیق حدیث میں اصولی روایت کے ساتھ ساتھ اصولی درایت سے کام لیتے تھے، اس کے برخلاف علمائے حجاز کو وضع حدیث کے اس فتنے سے نسبتاً کم سابقہ تھا۔^(۱)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علوم کا نفع

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد آپ کے شاگردوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قرآن و حدیث و فقہ کے دُروس کو کتابی شکل دے کر ان کے علم کے نفع کو بہت عام کر دیا، خاص کر جب آپ کے شاگرد قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ عباسی حکومت میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوئے تو انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فیصلوں سے حکومتی سطح پر عوام کو متعارف کرایا، چنانچہ چند ہی سالوں میں فقہ حنفی دُنیا کے کونے کونے میں رائج ہو گئی اور اس کے بعد یہ سلسلہ برابر رہا حتیٰ کہ عباسی و عثمانی حکومت میں مذہبِ ابی حنیفہ کو سرکاری حیثیت دے دی گئی۔ چنانچہ آج ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے بعد بھی تقریباً ۷۵ فیصد اُمتِ مسلمہ اس پر عمل پیرا ہے، اور اب تک اُمتِ مسلمہ کی اکثریت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح اور وضاحت و بیان پر ہی عمل کرتی چلی آرہی ہے۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان کے مسلمانوں کی بڑی اکثریت جو دُنیا میں مسلم آبادی کا ۶۰ فیصد سے زیادہ ہے، اسی طرح ترکی، اور رُوس سے الگ ہونے والے ممالک، نیز عرب ممالک کی ایک جماعت قرآن و حدیث کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہی فیصلوں پر عمل پیرا ہیں۔

فرعی مسائل میں فقہائے کرام کے درمیان اَسبابِ اختلاف

چونکہ احکامِ شرعیہ کو مستنبط کرنے میں اجتہاد اور غور و فکر کو دخل ہے، غور و فکر کے نتیجے میں اختلافِ رائے کا پایا جانا فطری امر ہے، اور انسانی سوچ دُرست بھی ہو سکتی ہے اور نادرست بھی! اور واقعے کے مطابق بھی ہو سکتی ہے اور اس کے خلاف بھی! اس لئے بہت سے مسائل میں مجتہدین کے درمیان اختلافِ رائے پایا جاتا ہے، جسے قانونِ شریعت کی زندگی اور حیات کی علامت قرار دیا جاسکتا ہے، اور یہ اُمت کے لئے رحمت ہے نہ کہ زحمت! کیونکہ اس کی وجہ سے مختلف اُمور میں اُمت کو درپیش مشکلات کو حل کرنے کے لئے مختلف نقاطِ نظر سے استفادے کی گنجائش فراہم ہوتی ہے، اسی لئے سلفِ صالحین اور خاص کر امام مالک رحمہ اللہ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ تمام لوگوں کو ایک ہی رائے اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے، اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ صحابہ میں کوئی اختلاف ہی نہ ہوتا، اس لئے کہ اگر صحابہ کا تمام مسائل میں

ایک ہی قول ہوتا تو لوگ تنگی میں پڑ جاتے، کیونکہ صحابہ مقتدیٰ ہیں، اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کے قول کو اختیار کر لے تو اس کی گنجائش ہے، اسی بنیاد پر سلف صالحین نے اختلاف فقہاء کو جمع کرنے کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

اختلاف رائے کے اسباب بہت سے ہیں، لیکن چند اسباب بنیادی نوعیت کے حامل ہیں، یہاں انہیں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۱۔ بعض امور کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کی حیثیت دلیل شرعی کی ہے یا نہیں؟ مثلاً استحسان اور مصالح مرسلہ، احناف و مالکیہ کے یہاں ان کا اعتبار ہے، ذریعے کے سلسلے میں مالکیہ کا نقطہ نظر دوسرے فقہاء سے زیادہ وسیع ہے، عرف سے حنفیہ زیادہ کام لیتے ہیں، استصحاب کا اعتبار حنابلہ کے یہاں نسبتاً زیادہ ہے، آثار صحابہ کو دلیل بنانے میں حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں زیادہ وسعت ہے، اور بعض فقہاء کی طرف منسوب ہے کہ وہ آثار صحابہ کو مطلق حجت نہ مانتے تھے۔

پس جن فقہاء نے ان کو مآخذ قانون کا درجہ دیا ہے، انہوں نے ان پر مبنی احکام کو قبول کیا، اور جنہوں نے ان کو دلیل شرعی نہیں مانتا ہے، انہوں نے ان احکام سے اختلاف کیا۔

۲۔ اختلاف رائے کا دوسرا مرکزی سبب نصوص کے ثابت و معتبر ہونے اور نہ ہونے کے سلسلے میں اختلاف رائے ہے۔ جیسے: حدیث مرسل حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں حجت ہے، شوافع بعض مستثنیات کو چھوڑ کر حدیث کی اس قسم کو ثابت نہیں سمجھتے، قیاس کے مقابلے میں حنفیہ کے یہاں حدیث ضعیف کا اعتبار ہے، بشرطیکہ اس کا ضعف بہت شدید نہ ہو، دوسرے فقہاء کو اس سے اختلاف ہے۔

اسی طرح کسی روایت کا معتبر یا غیر معتبر ہونا راویوں کے معتبر ہونے اور نہ ہونے پر موقوف ہوتا ہے، اور راویوں کے بارے میں مجتہد کی جو رائے ہوتی ہے وہ بھی اجتہاد پر مبنی ہوتی ہے، اور اس میں غلطی بھی ہو سکتی ہے، ایسا ممکن ہے کہ ایک راوی بعض اہل علم کے نزدیک قابل اعتبار ہو، اور دوسروں کے نزدیک ناقابل اعتبار، ایسی صورت میں دونوں گروہ کی رائے اپنے اپنے نقطہ نظر پر مبنی ہوگی۔

۳۔ کوئی انسان خواہ کتنا بھی صاحب علم ہو، وہ اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے معلومات کا احاطہ کر لیا ہے، یہی وجہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ جیسے فقیہ و محدث نے جب حجاز سے نکل کر عراق، اور عراق کے بعد مصر کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا تو بے شمار مسائل میں

ان کی رائے بدل گئی، اسی لئے فقہ شافعی میں ”قول قدیم“ اور ”قول جدید“ کی مستقل اصطلاح پائی جاتی ہے۔ اسی طرح امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جب حجاز آئے اور امام مالک رحمہ اللہ سے استفادہ کیا تو بعض مسائل میں نہ صرف یہ کہ ان کی رائے بدل گئی، بلکہ انہوں نے یہ بھی فرمایا: اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس پر مطلع ہوتے تو وہ بھی وہی کہتے جو میں کہہ رہا ہوں، اسی طرح کارِ جوع و اعتراف فقہاء کے یہاں پایا جاتا ہے، جو طلب حق کے سلسلے میں ان کے اخلاص اور بے نفسی کی دلیل ہے۔

۴۔ بعض مسائل میں دلیلیں متعارض ہوتی ہیں، ایک مسئلے سے متعلق دو مختلف احادیث ہوتی ہیں، اب مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں کس پر عمل کرنا اولیٰ و افضل ہے؟ یا یہ کہ کون سی حدیث منسوخ ہے اور کس کا حکم باقی ہے؟ چونکہ حدیث میں اس کی صراحت نہیں ہوتی اس لئے فقہاء کو اپنے ذوق سے ترجیح دینا پڑتا ہے، اسی طرح کسی مسئلے میں قرآن و حدیث کا واضح حکم موجود نہیں ہوتا اور صحابہ کی رائے مختلف ہوتی ہے، ان آراء میں ترجیح سے کام لینا ہوتا ہے، اسی طرح ایک ہی مسئلے میں قیاس کے دو پہلو ہوتے ہیں اور دونوں متضاد ہوتے ہیں، اس صورت میں بھی مجتہد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ایک قیاس کو دوسرے پر ترجیح دے۔

ایسے مواقع پر ترجیح کے سلسلے میں فقہاء کا ذوق الگ الگ ہوتا ہے، کوئی حدیث کو قوتِ سند کی بنا پر ترجیح دیتا ہے، کوئی قرآن اور دین کے مسئلہ اصول و قواعد کی موافقت کو ترجیح دیتا ہے، کسی کے نزدیک اس بات کی اہمیت ہوتی ہے کہ کس حدیث کس سند میں واسطے کم ہیں؟ اور کسی کے یہاں یہ بات اہم قرار پاتی ہے کہ کس حدیث کے روایت کرنے والے تفقہ کے حامل ہیں؟ کسی کا رجحان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کی طرف ہے، اور کسی کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی آراء کی طرف، کسی کے نزدیک ایک راوی بہت ہی ضعیف و ناقابل اعتبار ہے، اور کسی کی نگاہ میں وہ ایک بلند پایہ معتبر راوی ہے، اس اختلافِ ذوق کی وجہ سے ان کے اجتہاد و استنباط میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے۔

۵۔ قانونِ شریعت کے اصل مآخذ قرآن و حدیث ہیں، اور یہ دونوں عربی زبان میں ہیں اس لئے عربی زبان کے قواعد، طرزِ تعبیر اور اسالیبِ بیان سے بھی مسائل کے استنباط کا گہرا تعلق ہے، اور صورتِ حال یہ ہے کہ خود اہل زبان کے نزدیک بعض الفاظ اور افعال کی مراد کے سلسلے

میں اختلاف ہے، یا اہل زبان کے نزدیک اس کے ایک سے زیادہ معنی مراد لئے جاسکتے ہیں، اس کی وجہ سے بھی اختلاف رائے پیدا ہوتا ہے۔

مثلاً: فعل امر لازماً کسی بات کے واجب ہونے کو بتاتا ہے، یا مباح اور مستحب کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ ”واو“ صرف جمع کے معنی میں ہے یا اس کے معنی میں ترتیب بھی ملحوظ ہوتی ہے؟ ”الی“ اپنے مابعد کو شامل ہوتا ہے یا شامل نہیں ہوتا؟ ”ب“ کا اصل معنی بعض کا ہے یا بیان کے لئے ہے؟ وغیرہ، اس لئے اصول فقہ کی کتابوں کا ایک اہم موضوع دلالت کلام سے متعلق ہے اور حنفیہ کی کتب اصول جیسے اصول بزدوی اور اصول سرخی وغیرہ کی تالیفات میں بڑا حصہ انہیں مباحث پر مشتمل ہے۔

۶۔ بعض مسائل میں اختلاف رائے کی بنیاد حالات کی تبدیلی، سیاسی و معاشی نظام میں تغیر اور اخلاقی قدروں میں ارتقاء سے بھی متعلق ہوتا ہے، اس لئے فقہاء کے یہاں ایک متفقہ اصول ہے: ”لا ینکر تغیر الأحکام بتغیر الزمان“ کہ زمانے کی تبدیلی کی وجہ سے احکام میں تبدیلی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانے میں خواتین کے حالات کو دیکھتے ہوئے فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا ہوتا تو انہیں مسجد میں آنے سے منع کر دیا ہوتا۔ اس طرح بعض مسائل میں بعد کے فقہاء نے اپنے سلف کی رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر گزشتہ بزرگوں نے آج کے حالات کو دیکھا ہوتا تو وہ بھی اس کے قائل ہو گئے ہوتے۔

اسی کو بعض اہل علم نے یوں بیان کیا ہے کہ یہ اختلاف برہان نہیں بلکہ اختلاف زمان ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امامت اور تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے، لیکن متاخرین نے اس کی اجازت دی، متقدمین اجیر کو اس کے پاس ضائع ہو جانے والے مال کا ضامن نہیں ٹھہراتے تھے، لیکن متاخرین نے بڑھتی ہوئی بددیانتی کو دیکھتے ہوئے ان کو ضامن ٹھہرایا، اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں جن میں فقہائے متقدمین اور متاخرین کے نقطہ نظر میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور ایک ہی دستانہ فقہ سے متعلق پہلے اور بعد کے اہل علم کی رائیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

یہ فقہی اختلافات کے اہم اور بنیادی اسباب ہیں، ورنہ اسباب اختلاف کی بڑی تعداد ہے، اسی وجہ سے متقدمین اور متاخرین علماء نے اختلاف کے اسباب کے بارے میں کئی کتابیں اور رسائل تصنیف کئے، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی

”رفع الملام عن الأئمة الأعلام“ نیز محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ”الإصناف فی بیان سبب الاختلاف“ میں ان نکات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، جو اہل علم کے درمیان اختلاف کا موجب بنے ہیں، ماضی قریب میں بھی اس سلسلے میں بعض اہم خدمات انجام پائی ہیں، جن میں عرب کے مشہور محقق و محدث شیخ محمد عوامہ کی ”أثر الحديث في اختلاف الأئمة الفقهاء“، اردو زبان میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی ”اختلاف الأئمة“ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

فقہی اختلاف اور مجتہدین کا اختلاف ذوق

اسباب اختلاف کے سلسلے میں اس بات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں فقہاء کو علاقائی اثرات اور مقامی افکار نے بھی متاثر کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کوفہ میں پیدا ہوئے، یہیں آپ کی علمی نشوونما ہوئی اور یہیں سے آپ کے فقہ و اجتہاد کا خورشید عالم تاب طلوع ہوا، کوفہ میں زیادہ تر اہل علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درس گاہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے فتاویٰ کو ترجیح دیتے تھے، اس لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آراء پر ان صحابہ کے فتاویٰ اور فیصلوں کی اتباع کا رجحان غالب ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے پوری زندگی مدینہ میں گزار دی، یہیں فیض اٹھایا اور یہیں سے آپ کے فیضان کا چشمہ جاری ہوا، مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تلامذہ و متسبین کی فکر کی گہری چھاپ تھی، اس لئے امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک پر ان صحابہ کی آراء اور علمائے مدینہ کے افکار کا غلبہ ہے، یہاں تک کہ تعامل اہل مدینہ ان کے یہاں مستقل ایک مصدر شرعی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی اور یہیں آپ کی علمی نشوونما انجام پائی۔ مکہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے علمی فیوض و برکات کا مرکز بنایا تھا اور ان کے لائق و فائق تلامذہ مکہ کی علمی فضا پر چھائے ہوئے تھے، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ کی آراء پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کے فتاویٰ کا واضح اثر ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ چونکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے کا خاص ذوق رکھتے تھے، اور صحابہ میں

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذوق یہی تھا، اس لئے امام احمد رحمہ اللہ کے یہاں ان صحابہ کے فتاویٰ کی پیروی کا رجحان نمایاں ہے۔^(۱)

علم شریعت کے مدوّنِ اوّل امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

فقہ کی باضابطہ تدوین کا شرف سب سے پہلے جس شخصیت کو حاصل ہوا وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

من أراد الفقه فهو عيال على أبي حنيفة.

اس کا اعتراف تمام ہی منصف مزاج علماء نے کیا ہے، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

إنه أول من دون علم الشريعة ورتبها أبو أبا ثم تبعه مالك ابن أنس في

ترتيب الموطأ ولم يسبق أبا حنيفة أحد.^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی اور اسے باب دار مرتب کیا، پھر موطا کی ترتیب میں امام مالک نے انہیں کی پیروی کی، امام ابو حنیفہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

إنه أول من دون علم الشريعة ورتبه أبو أبا وكتبها على نحو ما هو عليه

اليوم وتبعه مالك في موطئه.^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے علم فقہ کو مدوّن کیا اور کتاب اور باب پر اس کو مرتب فرمایا، جیسا کہ آج موجود ہے، اور امام مالک نے اپنی موطا میں انہیں کی اتباع کی ہے۔

پھر اہم بات یہ ہے کہ امام صاحب نے دوسرے فقہاء کی طرح انفرادی طور پر اپنی آرا

(۱) قاموس الفقہ: ج ۱ ص ۳۳۲ تا ۳۳۳

(۲) تبیيض الصحیفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: أول من دون علم الشريعة، ص ۱۲۹

(۳) الخیارات الحسان: الفصل الثانی عشر، ص ۲۳

مرتب نہیں کیں، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شورائی انداز اختیار کیا، چنانچہ علامہ موفق کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنیفة مذهبہ شورئاً بینہم لم یستمد بنفسہ دونہم۔

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے اپنا مذہب شورائی رکھا، وہ شرکائے شورئ کو چھوڑ کر تنہا اپنی رائے مسلط نہیں کرتے۔

اس کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات ایک مسئلے پر ایک ماہ یا اس سے زیادہ بحث و مباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا، چنانچہ امام موفق رحمہ اللہ ہی رقم طراز ہیں:

کان یثقی مسئلة مسئلة یقلبہم ویسمع ما عندہم ویقول ما عندہ

ویناظرہم شہراً أو أكثر من ذلك حتی یستقر أحد الأقوال فیہا۔^(۱)

ترجمہ:- امام صاحب ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کے خیالات کا جائزہ لیتے اور ان کی بھی باتیں سنتے، اپنے خیالات پیش کرتے اور بعض اوقات ایک ماہ یا اس سے زیادہ تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رکھتے، یہاں تک کہ کوئی ایک قول متعین ہو جاتا۔

مجلس فقہ میں مدوّن کئے گئے مسائل کی تعداد

اس مجلس تدوین میں جو مسائل مرتب ہوئے اور جو زیر بحث آئے ان کی تعداد کیا تھی؟ اس سلسلے میں تذکرہ نگاروں کے مختلف بیانات ملتے ہیں، ”سانید امام ابو حنیفہ“ کے جامع علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے تراسی ہزار کی تعداد لکھی ہے؛ جس میں اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے تھا اور باقی کا معاملات سے۔ بعض حضرات نے ۶ لاکھ اور بعضوں نے ۱۲ لاکھ سے بھی زیادہ بتائی ہے۔ مشہور محقق مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اس تعداد میں ان مسائل کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو امام کے مقرر کئے ہوئے اصول و کلیات کی روشنی میں مستنبط کئے گئے تھے، پس اگر تراسی ہزار مسائل ہی اس مجلس تدوین کے مستنبط کئے ہوئے مانے جاتے تو یہ کیا کم ہے؟^(۲)

(۱) مناقب ابی حنیفہ: ج ۲ ص ۱۳۳

(۲) ”امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سیاسی زندگی“ ص ۲۳۳، ۲۳۴

مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کی سنین وفات

عام طور پر یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس مجلس میں اپنے عہد کے چالیس ممتاز علماء شامل تھے، لیکن ان کے سنین وفات اور امام صاحب رحمہ اللہ سے وابستگی کے زمانے کو دیکھتے ہوئے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ سارے لوگ شروع سے آخر تک اس کام میں شریک نہیں رہے، بلکہ مختلف ارکان نے مختلف ادوار میں کاربندوین میں ہاتھ بٹایا، اور ان میں بعض وہ تھے جنہوں نے آخری زمانے میں اس کام میں شرکت کی۔ عام طور پر شرکائے مجلس کے نام ایک جگہ نہیں ملتے، مفتی عزیز الرحمن اور ڈاکٹر محمد میاں صدیقی نے ان ناموں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے، اور ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے ان ہی کے حوالے سے اسے نقل کیا ہے، نام اس طرح ہیں:

۱- زُفر بن ہذیل رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ)

۲- مالک بن مغول رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۹ھ)

۳- داود طائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ)

۴- سندی بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ)

۵- نصر بن عبدالکریم رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۹ھ)

۶- عمرو بن میمون رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۱ھ)

۷- حبان بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۲ھ)

۸- ابو عصمہ (متوفی ۱۷۳ھ)

۹- زہیر بن معاویہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۳ھ)

۱۰- قاسم بن معن رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ)

۱۱- حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ)

۱۲- ہياج بن بطام رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۷ھ)

۱۳- شریک بن عبداللہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۸ھ)

۱۴- عافیہ بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ)

۱۵- عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ)

- ۱۶- نوح بن دراج رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۱۷- امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۱۸- ہشیم بن بشیر سلمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ)
- ۱۹- ابوسعید یحییٰ بن زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ)
- ۲۰- فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ)
- ۲۱- اسد بن عمرو رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۸ھ)
- ۲۲- محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۲۳- علی بن مسہر رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۲۴- یوسف بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۲۵- عبد اللہ بن ادريس رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ)
- ۲۶- فضل بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ)
- ۲۷- حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۳ھ)
- ۲۸- وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ)
- ۲۹- ہشام بن یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ)
- ۳۰- یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ)
- ۳۱- شعیب بن اسحاق رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ)
- ۳۲- ابو حفص بن عبد الرحمن رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)
- ۳۳- ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)
- ۳۴- خالد بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)
- ۳۵- عبد الحمید رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ)
- ۳۷- ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ)
- ۳۸- یحییٰ بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ)
- ۳۹- حماد بن دلیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) ^(۱)

(۱) قاموس الفقہ: ج ۱ ص ۳۶۰، ۳۶۱

استنباط مسائل میں امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ کار

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبد البر قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اور علامہ حسین بن علی صیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے یہ سند متصل آپ سے نقل کیا ہے:

أخذ بكتاب الله فما لم أجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم.
فإن لم أجد في كتاب الله ولا بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ
بقول أصحابه أخذ بقول من شئت منهم وأدع من شئت منهم، ولا
أخرج من قولهم إلى قول غيرهم. فإذا انتهى الأمر أوجاه إلى إبراهيم
والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا.
فلقوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا.^(۱)

ترجمہ:- میں (کسی بھی شرعی مسئلے کا حل) کتاب اللہ (قرآن مجید) سے لیتا ہوں، اگر اس میں نہیں پاتا تو پھر سنت رسول کو لیتا ہوں، اور اگر مجھے اس مسئلے کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول دونوں میں سے نہیں ملتا تو پھر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے آثار کو لیتا ہوں، ان میں سے جس کا قول (مجھے رائج معلوم ہوتا ہے) لے لیتا ہوں، اور جس کا قول (مرجوح معلوم ہو) اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں، البتہ ان کے آثار کی موجودگی میں کسی غیر صحابی کا قول میں قبول نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، شعبی، ابن سیرین، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعید بن مسیب اور ان جیسے دیگر تابعین تک پہنچ جائے (تو چونکہ وہ بھی میری طرح مجتہدین تھے، لہذا) جیسے انہوں نے اجتہاد کیا ہے، میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اس سلسلے میں آپ سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:

أخذ بكتاب الله فما لم أجد فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ج ۳ ص ۳۶۵/الانتقاء في فضائل العلالة الأئمة الفقهاء: لعلاء العلماء، ص ۱۳۲/أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روى عن أبي حنيفة في الأصول: ص ۲۳

والأثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات عن الثقات فإن لم
أجد فبقول أصحابه أخذ بقول من شئت وأما إذا انتهى الأمر إلى
إبراهيم والشعبي والحسن وعطاء فأجتهد كما اجتهدوا.^(۱)
ترجمہ:- میں (مسائل شرعیہ کا حل) کتاب اللہ سے لیتا ہوں، اگر اس
میں نہ ملے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کی ان صحیح
احادیث سے لیتا ہوں جو ثقہ راویوں کے ہاتھوں میں ثقہ راویوں کے ذریعے
عام پھیل چکی ہیں، اور اگر ان دونوں (قرآن و سنت) میں مجھے کوئی حکم نہیں
ملتا تو پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی کے قول کو
لے لیتا ہوں، اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، عامر شعبی، حسن بصری اور عطاء بن
ابی رباح جیسے مجتہدین تابعین پر آٹھرتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا، میں
بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات

یہ تو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین شورائی طریقے پر ہوئی ہے، یہی وجہ
ہے کہ اجتماعی طریق اجتہاد اور آزادانہ بحث و نقد نے فقہ حنفی میں نصوص و رائے اور مقاصد شریعت
و انسانی مصالح کے درمیان ایک خاص قسم کا توازن پیدا کر دیا ہے، جو دوسرے مکاتب فقہیہ میں کم
نظر آتا ہے، فقہ حنفی کے طریق اجتہاد اور اصول استنباط، نیز اس کی مستنبط جزئیات و فروعات پر
غور کرنے کے بعد اس فقہ کا عمومی مزاج و مذاق اور خصائص و امتیازات جو سمجھ میں آتے ہیں، ان کا
تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ذیل میں اسی نقطہ نظر سے گفتگو کی گئی ہے۔

۱۔ نصوص سے غایت اعتناء

فقہ حنفی کی سب سے بڑی خصوصیت اس فقہ میں نصوص شرعیہ سے غایت درجہ اعتناء ہے، اسی

(۱) مناقب ابی حنیفہ و صاحبیہ: ص ۳۳

وجہ سے فقہ حنفی میں خبر واحد قیاس پر مقدم ہے، علامہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہے:

وَكُلُّكَ لِأَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْقِيَاسِ. ^(۱)

نیز اس بات کا اظہار آپ نے ایک اور مقام پر ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْقِيَاسِ. ^(۲)

جب خبر واحد اور قیاس میں تعارض ہو جائے اس طور پر کہ ان کے درمیان تطبیق ممکن نہ ہو، تو خبر واحد کو اکثر علماء کے نزدیک مطلقاً قیاس پر مقدم کیا جائے گا، ان علماء میں سرفہرست امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، چنانچہ علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:

مَسْأَلَةٌ: إِذَا تَعَارَضَ خَبَرُ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسُ بِحَيْثُ لَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا مُمَكِّنٌ قَدِيمٌ الْحَبَرُ مُطْلَقًا عِنْدَ أَكْثَرِ مَنْهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ. ^(۳)

علامہ جمال الدین منہجی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۶ھ) ایک مسئلے کی تحقیق کے دوران فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دلائل میں سب سے بڑی دلیل ہے کہ خبر واحد کو قیاس پر مقدم کیا جائے گا:

وَهَذِهِ الْمَسْأَلَةُ مِنْ أَكْبَرِ الْأَدِلَّةِ عَلَى أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْدِمُ الْخَبَرَ الْوَاحِدَ عَلَى الْقِيَاسِ. ^(۴)

اسی طرح حدیث مُرْسَل یعنی وہ حدیث جس کو تابعی براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرے اور درمیانی واسطہ یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث مُرْسَل حجت ہے، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک یہ حجت نہیں، پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم ”اہل حدیث“ ہیں۔

(۱) الفصول فی الأصول: باب العام. القول فی تخصیص العموم بالقیاس، ج ۱ ص ۲۱۱

(۲) الفصول فی الأصول: فصل فی الدلالة علی الصحیح مما قسبنا علیہ أخبار الأحاد، ج ۳ ص ۱۳۱

(۳) التقریر والتعہید: الباب الثالث: السئلة: مسألة: إذا تعارض خبر الواحد القیاس، ج ۲ ص ۳۹۸

(۴) اللباب فی الجمع بین السنة والكتاب: کتاب البیوع باب ما لا یجوز شراء ما بأقل مما باع، ج ۲ ص ۴۹۳

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

وَالْاِخْتِجَاجُ بِوِجْهِ مَذْهَبِ مَالِكٍ وَآبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِمَا ^(۱)

ترجمہ:- اور مُرسل روایت سے دلیل پکڑنا امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔

محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمُرْسَلُ عِنْدَنَا وَعِنْدَ مَجْتَهِدِي الْعُلَمَاءِ حُجَّةٌ ^(۲)

ترجمہ:- حدیث مُرسل ہمارے نزدیک اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ فَإِنَّهُمْ يَقْبَلُونَ الْمُرْسَلَ وَلَا يَرُدُّونَهُ ^(۳)

ترجمہ:- بہر حال امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب حدیث مُرسل کو قبول کرتے ہیں اور اس کو رد نہیں کرتے۔

شارح مشکوٰۃ، محدث کبیر علا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) فرماتے ہیں:

لَكِنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْمُجْتَهِدِينَ ^(۴)

ترجمہ:- لیکن مُرسل حدیث ہمارے اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَهْلُ الْقُرُونِ الْفَلَاةِ فَمُرْسَلُهُمْ مَقْبُولٌ عِنْدَنَا مُطْلَقًا ^(۵)

ترجمہ:- بہر حال قرون ثلاثہ کی مُرسل روایت تو ہمارے نزدیک مطلقاً قبول ہے۔

اسی طرح احناف کے ہاں ضعیف احادیث بھی قیاس پر مقدم ہیں۔

(۱) مقدمۃ ابن الصلاح: النوع التاسع، معرفة المرسل، ج ۱ ص ۵۵

(۲) فتح القدیر: کتاب الطہارۃ فصل فی نواقض الوضوء، ج ۱ ص ۴۰

(۳) التہذیب لابی الموطا من المعانی والأسانید: مقدمۃ، ج ۱ ص ۵

(۴) مرقاة المفاتیح: کتاب الطہارۃ باب ما یوجب الوضوء، ج ۱ ص ۳۶۸

(۵) قواعد فی علوم الحدیث: الفصل الخامس فی أحکام المرسل، ص ۱۳۹

علامہ قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) فرماتے ہیں:

ان مذہبہم القوی تقدیم الحدیث الضعیف علی القیاس^(۱)

ترجمہ: علمائے احناف کا قوی مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف قیاس پر مقدم ہے۔
غیر مقلدین کے مقتدا علامہ ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

قال ابن حزم: جمیع الحنفیة مجوعون علی أن مذہب أبی حنیفة أن

ضعیف الحدیث أولى من الرأی^(۲)

ترجمہ: علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ تمام حنفیوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ
ضعیف حدیث پر عمل کرنا قیاس کرنے سے اولیٰ ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علوم و افکار کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ)

فرماتے ہیں:

أَبُو حَنِيفَةَ يُقَدِّمُ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ عَلَى الرَّأْيِ وَأَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ رَجَحُوا
اللَّهُ مُجْبِعُونَ عَلَى أَنَّ مَذْهَبَ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ ضَعِيفَ الْحَدِيثِ عِنْدَهُ أَوْلَى مِنَ
الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ.

ترجمہ: امام ابو حنیفہ حدیث ضعیف کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ
کے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ
حدیث ضعیف پر عمل کرنا ان کے نزدیک قیاس اور رائے پر عمل کرنے سے
اولیٰ ہے۔^(۳)

علامہ عبدالوہاب شعرائی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے
ہیں کہ یہ بات جھوٹ ہے، اللہ کی قسم! ہمارے خلاف یہ بات گھڑی گئی ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم
کرتے ہیں، بھلا نص کی موجودگی میں قیاس کی کوئی ضرورت ہے؟ یعنی نص کے ہوتے ہوئے ہمیں

(۱) مرقاة المفاتیح: مقدمة، ج ۱ ص ۴۱

(۲) قواعد فی علوم الحدیث: الفصل الثانی فی حکم العمل بالضعیف، ص ۹۵

(۳) إعلام الموقعین عن رب العالمین: الرأی الباطل وأنواعه، ج ۱ ص ۶۱

قیاس کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ قیاس کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جبکہ اس مسئلے میں صراحتاً نص موجود نہ ہو:

کذب واللہ! افتری علیہا من يقول: إنا نقدم القياس على النص
وهل يحتاج بعد النص إلى القياس.^(۱)

علمائے احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص نماز میں قہقہہ لگائے تو اس کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی۔ اب قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نماز تو ٹوٹ جائے لیکن وضو نہ ٹوٹے، کیونکہ نواقض وضو میں سے کسی کا صدور نہیں ہوا، اگر کوئی خارج صلاۃ دن بھر بھی قہقہہ لگاتا رہے تو وضو برقرار رہے گا۔ احناف نے نماز میں قہقہہ کی صورت میں وضو اور نماز دونوں کے اعادے کا حکم دیا، اب یہ محض اس وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بعض حضرات نے نماز کے دوران قہقہہ لگایا تو آپ نے وضو اور نماز دونوں کے اعادے کا حکم دیا، اب یہ حدیث سند کے اعتبار سے کافی کمزور ہے، لیکن اس کے باوجود احناف نے قیاس کو ترک کر کے حدیث پر عمل کیا ہے، تو معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے، اندازہ کیجئے اس کے باوجود احناف کے خلاف یہ غلط پروپیگنڈا کیا جاتا ہے یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے:

كُنَّا نَصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ
فَكَرَدْنِيْ فِيْ حُفْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ فَضَحِكْتُ نَاسٌ مِنْ خَلْفِهِ. فَأَمَرَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طُفِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ.^(۲)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کی سند پر کلام کیا ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ حدیث قہقہہ باوجود یہ کہ ضعیف ہے، لیکن پھر بھی احناف کے نزدیک یہ قیاس اور رائے پر مقدم ہے:

كَمَا قَدَّمَ حَدِيثَ الْفَقْهَةِ مَعَ ضُعْفِهِ عَلَى الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ.^(۳)

اسی طرح احناف کے نزدیک مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے، حالانکہ اس بارے میں جو

(۱) المیزان الکبری: الفصل الاول فی شہادۃ الأئمۃ لہ بغزارۃ العلم، ج ۱ ص ۶۳

(۲) سنن الدارقطنی: کتاب الطہارۃ باب أحادیث الفقہۃ فی الصلوۃ، ج ۱ ص ۲۹۸، رقم الحدیث: ۶۰۲

(۳) إعلام الموقعین: الرأی الباطل وأنواعه، ج ۱ ص ۶۱

روایت ہے: ”لامہر لأقل من عشرة دراهم“ یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اس کے باوجود احناف نے اس روایت پر عمل کرتے ہوئے قیاس کو ترک کیا ہے۔ اسی طرح دنِ ذراہم سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، حالانکہ اس بارے میں جو روایت ہے وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح احناف کے نزدیک حیض کی اکثر مدت دنِ دن ہے، حالانکہ اس بارے میں جو روایت ہے وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح احناف کے نزدیک قیامِ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے، حالانکہ اس کے متعلق روایت ضعیف ہے:

وَمَنْعَ قَطْعِ السَّارِقِ بِسِرِّهِ أَقْلَ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ وَالْحَدِيثُ فِيهِ ضَعِيفٌ
وَجَعَلَ أَكْثَرَ الْحَيْضِ عَشْرَةَ أَيَّامٍ وَالْحَدِيثُ فِيهِ ضَعِيفٌ وَشَرَطَ فِي إِقَامَةِ
الْجُمُعَةِ الْبَصَرَ وَالْحَدِيثُ فِيهِ كَذَلِكَ^(۱)

اس طرح کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ احناف نے قیاس کو ترک کر کے ضعیف روایت پر عمل کیا ہے، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف روایت پر عمل کرنا ہی جائز نہیں۔

اسی طرح آثارِ صحابہ بھی فقہ حنفی میں حجت ہیں، اس سلسلے میں فقہائے احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جن مسائل میں قیاس و اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے، ان میں صحابہ کی رائے حدیثِ رسول کے درجے میں ہوگی، کیونکہ ان حضرات نے یہ رائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر، یا آپ کو کرتے ہوئے دیکھ کر ہی قائم کی ہوگی، مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا يَكُونُ الْحَمْلُ أَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ^(۲)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَذْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَأَقْصَاهُ عَشْرَةٌ^(۳)

جب کہ نام نہاد ”اہل حدیث“ کے نزدیک نہ حدیثِ مُرسَل حجت ہے، نہ حدیثِ ضعیف،

(۱) إعلام الموقعین: الرأی الباطل وأنواعه، ج ۱، ص ۶۱

(۲) سنن الدارقطنی: کتاب النکاح باب المہر، ج ۳، ص ۴۹۹، رقم الحدیث: ۳۸۷۵

(۳) سنن الدارقطنی: کتاب الحيض، ج ۱، ص ۳۸۹، رقم الحدیث: ۸۰۸

اور نہ اقوالِ صحابہ، پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ ہم ”اہلِ حدیث“ ہیں۔ جب کہ احناف کے نزدیک خبرِ واحد حجت ہے اور قیاس پر مقدم ہے۔ اسی طرح حدیثِ مُرسل اور حدیثِ ضعیف، اور اقوالِ صحابہ بھی حجت ہیں، پھر بھی دن رات یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ احناف حدیث پر عمل نہیں کرتے۔

۲- مصادِرِ شرعیہ کے مدارج کی رعایت

مختلف دلائل کے درجات و مراتب کی رعایت اور ان میں غایت درجے توازن و اعتدال فقہ حنفی کا نمایاں وصف ہے، یہی وجہ ہے کہ کتابُ اللہ کی اولیت اور اس کی برتری کا اس میں ہر جگہ لحاظ رکھا گیا ہے، مثلاً قرآنِ کریم میں اللہ ربُّ العزت کا ارشاد ہے:

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱﴾

ترجمہ:- جب قرآنِ کریم کی تلاوت کی جائے تو خوب غور سے سنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

جبکہ حدیثِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا حُجَّةَ الْكِتَابِ (۲)

قرآنِ کریم کی آیت سے معلوم ہوا کہ جب قراءت ہو تو غور سے سنو اور خاموشی اختیار کرو، جب کہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی، اب حنفیہ نے ان دونوں مصادِرِ شرعیہ کو اپنے مقام پر رکھا، چنانچہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کو واجب قرار دیا امام اور منفرد کے لئے، اور مقتدی کو حکم ہے وہ خاموش رہے تاکہ قرآنِ کریم کے حکم پر عمل ہو جائے، اور ان احادیث پر بھی جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کی قراءت کو مقتدی کی قراءت قرار دیا۔ احناف یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ قرآنِ کریم کے حکم یعنی استماع اور انصات کا تعلق مقتدی کے ساتھ ہے، اور حدیث میں قراءت کا حکم امام اور منفرد کو ہے، امام کی قراءت اصلاً اپنی طرف سے ہوتی ہے، نیابتِ مقتدی کی طرف سے ہوتی ہے، تو مقتدی کو قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اب حنفیہ نے ہر ایک کو اپنے مقام پر رکھتے ہوئے دونوں پر عمل کیا۔

(۱) الأعراف: ۲۰۳

(۲) صحیح بخاری: کتاب الاذان باب فی وجوب القراءة للإمام والمأموم، ج ۱ ص ۱۵۱، رقم الحدیث: ۷۵۶

اسی طرح قرآن کریم نے چار ارکان وضو کا ذکر کیا، چہرے کا دھونا، دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا، دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔^(۱)

اب قرآن کریم نے ارکان وضو میں تسمیہ کا تذکرہ نہیں کیا، تسمیہ کا ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ. ^(۲)

اس حدیث سے وضو کی ابتدا میں ”بسم اللہ“ پڑھنے کی نہایت تاکید معلوم ہوتی ہے، اب احناف نے قرآن و حدیث دونوں پر عمل کیا، وضو کے انہی افعال کو رکن قرار دیا جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، اور حدیث سے جو تسمیہ کی تاکید معلوم ہوتی ہے اسے مستنون کہا، تاکہ دونوں پر عمل ہو جائے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں ”آمین“ کا ثبوت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”آمین“ کہنے کی فضیلت بھی بیان فرمائی، آپ نے فرمایا: جب امام ”آمین“ کہے تو تم بھی ”آمین“ کہو، جس شخص کی ”آمین“ ملا نکہ کی ”آمین“ کے ساتھ موافق ہوگئی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے:

إِذَا أَكَمَ الْإِمَامُ فَأَقْبُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. ^(۳)

ذخیرۂ احادیث میں کوئی قولی حدیث ایسی نہیں ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو جہراً یا سرّاً ”آمین“ کہنے کا حکم دیا ہو، آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے، لیکن یہ ”آمین“ جہراً کہی جائے یا سرّاً کہی جائے؟ اس بارے میں آپ نے اُمت کو کوئی حکم قولاً نہیں دیا، البتہ فعلی روایات دونوں قسم کی ہیں، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے ”آمین“ سرّاً کہی:

سمعت جہراً أبا العباس، يحدث عن علقمة بن وائل عن أبيه، أنه صلى

(۱) المائدة: ۶

(۲) سنن الترمذی: أبواب الطهارة باب في التسمية عند الوضوء، ج ۱، ص ۳۷، رقم الحدیث: ۲۵

(۳) صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب جہراً الإمام بالتأمين، ج ۱، ص ۱۵۶، رقم الحدیث: ۷۸۰

مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قال: {غیر المغضوب علیہم ولا

الضالین} قال: آمین یخفض بہا صوته۔^(۱)

امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) اور امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) دونوں نے فرمایا کہ یہ روایت شیخین کی شرائط کے مطابق ہے، اب اس حدیث میں آپ کا فعلی عمل یہ نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین سزا کہی، جب کہ امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۸ھ) نے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”آمین“ جہرا کہی:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا قال: آمین رفع بہا صوته۔^(۲)

اب چونکہ آپ سے فعلاً دونوں قسم کا عمل منقول ہے، تو حنفیہ نے سزا والی روایات کو اولیٰ قرار دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آمین دُعا ہے اور قرآن کریم نے دُعا کا جواب بتلایا وہ یہ ہے کہ کیفیت میں خشوع اور تضرع ہو، اور آواز پست ہو:

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۲﴾

اب حنفیہ نے دونوں کی رعایت کی، ”آمین“ چونکہ دُعا ہے تو ہدایت قرآنی کے مطابق آہستہ کہی جائے، اور جہر کی احادیث کو ابتدائے اسلام یا تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقتی عمل سمجھا جائے، تاکہ کسی کو انکار کرنے کی نوبت نہ آئے۔

۳۔ نقد حدیث میں اصولِ درایت سے استفادہ

احناف کی اصل سے دوسرے فقہاء و محدثین نے بھی فائدہ اٹھایا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو چھ سال کے بعد حضرت ابوالعاص کی زوجیت میں نکاحِ جدید کے بغیر سابقہ نکاح ہی کی بنا پر دے دیا تھا:

(۱) المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، تفسیر سورة الفاتحة، ج ۲، ص ۲۵۳، رقم الحدیث: ۲۹۱۳

(۲) السنن الکبریٰ للبیہقی: کتاب الصلوٰۃ باب جہر الإمام بالتامین، ج ۲، ص ۸۳، رقم الحدیث: ۲۴۴۵

(۳) الأعراف: ۵۵

رَدُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ
بَعْدَ سِتِّ سِلَاحٍ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا. ^(۱)

حالانکہ درمیان میں چھ سال کا وقفہ ہوا، جس میں ابو العاص مشرک تھے، گویا آپ نے شرک کے باوجود رشتہ نکاح کو باقی رکھا اور از سر نو نیا نکاح نہیں کروایا۔ اب یہ روایت سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے، اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے، اس لئے امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے فرمایا: اس روایت کی سند میں کوئی گفتگو نہیں، لیکن ہم اس حدیث کی وجہ نہیں جانتے:

هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ ثَابِتٌ وَلَكِنْ لَا نَعْرِفُ وَجْهَ هَذَا الْحَدِيثِ. ^(۲)

اس کے برخلاف عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ دونوں کا نکاح کیا، یعنی نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ حضرت زینب کو حضرت ابو العاص کے نکاح میں دیا:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بِمَهْرٍ جَدِيدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيدٍ. ^(۳)

اس روایت کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں کلام ہے:

هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. ^(۴)

مگر ساتھ ہی امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ بھی صراحت کی کہ اہل علم کا عمل اسی روایت پر ہے:

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ. ^(۵)

امام ترمذی رحمہ اللہ یزید بن ہارون رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا، وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ. ^(۶)

نیز دیگر فقہاء اور محدثین نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کے مزاج کے مطابق روایت کے رد و قبول میں درایت سے کام لیا ہے، تاہم اس بات کی وضاحت مناسب ہوگی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ اصول کوئی خود ساختہ نہیں تھا، بلکہ خلفائے راشدین کے دور میں بھی ہمیں اس کی مثالیں ملتی

(۶۲۱) سنن الترمذی: أبواب النکاح باب ما جاء في الزوجين المشرکین یسلم أحدهما، ج ۳ ص ۴۴۰،

رقم الحدیث: ۱۱۴۳

ہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مطلقہ بائنہ کے سکنی اور نفقہ کے متعلق حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت کو یہی کہہ کر رد کر دیا تھا کہ ایک ایسی عورت کی بات پر اعتماد کر کے ہم کس طرح کتاب و سنت کو نظر انداز کر دیں جس کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے بات کو یاد رکھا، یا بھول گئی:

قَالَ عُمَرُ: لَا تَدْعُ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا تَدْرِي أَحْيَظَّتْ أُمُّ نَسِيْتٍ.^(۱)

اسی طرح ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں کہ بعض فقہاء صحابہ کی تنہا روایت قبول کر لیتے ہیں، اور بعض صحابہ کی روایت کسی اور صحابی کی تائید کے بغیر قبول نہیں کرتے، مثلاً حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِلَّا سَيِّئَتَانِ ثَلَاثَةٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَالْأُفَا جَع.^(۲)

ترجمہ:- اجازت تین مرتبہ طلب کرنا، پس اگر آپ کو اجازت دے دی جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ لوٹ جاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور نے بھی سنی ہے؟ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ صحابہ کی مجلس میں تشریف لائے اور استفسار کیا، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے بھی یہ فرمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنا ہے۔^(۳)

یہی طریقہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے طریقہ استنباط میں اختیار کیا۔

۴۔ حقوق اللہ میں احتیاط

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت حقوق اللہ اور حلال و حرام میں احتیاط کی راہ اختیار کرنا ہے، امام کرنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ) اپنی مشہور کتاب ”أصول الکفرخی“ میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِحْتِيَاظَ فِي حَقِّ اللَّهِ جَائِزٌ وَفِي حَقِّ الْعِبَادِ لَا يَجُوزُ. إِذَا دَارَتْ

الصَّلَاةُ بَيْنَ الْجَوَازِ وَالْفَسَادِ فَالْإِحْتِيَاظُ أَنْ يَعْبُدَ الْأَدَامَ.

(۱) سنن الترمذی: أبواب الطلاق، باب ما جاء في المطلقة ثلاثاً، ج ۳ ص ۷۶، رقم الحدیث: ۱۱۸۰

(۲) صحیح مسلم: کتاب الاداب، باب الاستئذان، ج ۳ ص ۱۶۹۳، رقم الحدیث: ۲۱۵۳

(۳) تنبیذ دیکھئے: صحیح مسلم: کتاب الاداب، باب الاستئذان، ج ۳ ص ۱۶۹۳، رقم الحدیث: ۲۱۵۳

ترجمہ:- حقوق اللہ میں احتیاط جائز ہے، حقوق العباد میں جائز نہیں، چنانچہ جب نماز میں جواز و فساد کے دو پہلو پیدا ہو جائیں، تو احتیاط نماز کے اعادہ میں ہے۔

چنانچہ غور کیا جائے تو عبادات میں امام صاحب کے یہاں احتیاط کے پہلو کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے، چنانچہ نماز میں گفتگو کو مطلقاً مفسد قرار دیا گیا، چاہے یہ گفتگو بھول کر ہو، یا جان بوجھ کر، خطاً ہو یا قصداً، چاہے یہ کلام کم ہو یا زیادہ، یا اصلاح نماز کی غرض سے کیوں نہ گفتگو کی گئی ہو، تب بھی نماز فاسد ہے:

إِذَا تَكَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ نَاسِيًا أَوْ عَامِدًا خَاطِئًا أَوْ قَاصِدًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا
تَكَلَّمَ لِإِضْلَاحِ صَلَاتِهِ. ^(۱)

اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر کوئی شخص مصحف دیکھ کر نماز میں قراءت کرے تو اس کی نماز فاسد ہوگی:

وَيُفْسِدُهَا قِرَاءَتُهُ مِنْ مُضْطَبِّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَجَمَهُ اللَّهُ تَعَالَى. ^(۲)
اسی طرح احناف کے نزدیک اگر کسی شخص نے نماز میں قہقہہ لگایا تو اس کی نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جائیں گے:

الْفَهْقَهَةُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ تَنْقُضُ الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ
عِنْدَنَا. ^(۳)

جبکہ دیگر ائمہ کے نزدیک نماز میں قہقہہ لگانے سے صرف نماز فاسد ہوتی ہے، وضو نہیں ٹوٹتا۔

چوہا، بلی یا اس طرح کا دیگر کوئی جانور اگر کنویں میں گر جائے تو اگر وہ پھولا پھٹا نہیں ہے تو ایک دن کی نمازوں کا اعادہ ہوگا، اور پھولنے پھٹنے کی صورت میں تین دن رات کی نمازوں کا اعادہ ہوگا، امام صاحب نے عبادات میں احتیاط کے پیش نظر تین دن کا حکم دیا:

(۱) الفتاویٰ الہدیۃ: کتاب الصلوٰۃ الفصل الأول فیما یفسدہا، ج ۱ ص ۹۸

(۲) الفتاویٰ الہدیۃ: کتاب الصلوٰۃ الفصل الأول فیما یفسدہا، ج ۱ ص ۱۰۱

(۳) الفتاویٰ الہدیۃ: کتاب الطہارۃ الفصل الخامس فی نواقض الوضوء، ج ۱ ص ۱۲

فَقَدْ رَجَّحُوا قَوْلَ الْإِمَامِ بِحُكْمِهِ بِالنَّجَاسَةِ مِنْ يَوْمٍ أَوْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَإِنَّهُ
الاحتياط في أمر العبادَةِ. ^(۱)

اسی طرح احناف کے نزدیک روزہ خواہ کسی بھی طور پر توڑا جائے، خواہ خورد و نوش کے ذریعے سے ہو، یا جماع کے ذریعے سے، اس کو موجب کفارہ قرار دیا:

مَنْ جَامَعَ عَمْدًا فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ إِذَا أَكَلَ
مُتَعَمِّدًا مَا يُتَغَذَّى بِهِ أَوْ يُتَدَاوَى بِهِ يَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ. ^(۲)

اسی طرح حرمت مصاہرت میں بھی سختی برتی گئی، زنا بلکہ دوائی زنا کو بھی حرمت کے ثبوت کے لئے کافی سمجھا گیا۔ ^(۳)

اسی طرح حرمت رضاعت کے معاملے میں بھی دودھ کی کسی خاص مقدار کے پینے کی قید نہیں رکھی گئی بلکہ ایک قطرہ دودھ کو بھی حرمت رضاعت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

۵- یسر و سہولت کا لحاظ

فقہ حنفی میں انسانی ضروریات اور مجبوریوں کا خیال اور شریعت کے اصل مزاج یسر اور رفع حرج کی رعایت قدم قدم پر نظر آتی ہے۔ مثلاً اکثر فقہاء نے نجاست کو مطلقاً نماز کے منافی قرار دیا ہے، اور ادنیٰ درجے کی نجاست کو بھی عفو نہیں مانا، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اول تو نصوص کے لب و لہجہ، فقہاء کے اتفاق و اختلاف، اور ان کے حالات اور مجبوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے نجاست کی تقسیم کی، اور غلیظہ و خفیفہ دو قسمیں قرار دیں، نیز نجاست غلیظہ میں ایک درہم، اور نجاست خفیفہ میں ایک چوتھائی تک معاف قرار دیا:

النَّجَاسَةُ إِنْ كَانَتْ غَلِيظَةً وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدُّهُمِ فَعَسَلُهَا فَرِيضَةٌ
وَالصَّلَاةُ بِهَا بَاطِلَةٌ وَإِنْ كَانَتْ مِقْدَارَ دِرْهِمٍ فَعَسَلُهَا وَاجِبٌ وَالصَّلَاةُ

(۱) ردالمحتار علی البدل المحتار: کتاب الطہارۃ، فصل فی البئر، ج ۱ ص ۲۱۹

(۲) الفتاویٰ الہدیۃ: کتاب الصوم، النوع الثانی ما یوجب القضاء والکفارة، ج ۱ ص ۲۰۵

(۳) ردالمحتار علی البدل المحتار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۳ ص ۳۱

مَعَهَا جَائِزَةٌ وَإِنْ كَانَتْ أَقَلَّ مِنَ الذِّهْمِ فَعَسَلَهَا سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ خَفِيفَةً فَلَا يَنْهَى لَا تَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ حَتَّى تَفْعُشَ. ^(۱)

ترجمہ:- نجاست اگر غلیظہ ہو اور ایک درہم سے زائد ہو تو اس کا دھونا فرض ہے، اور اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے، اور اگر نجاست ایک درہم کی مقدار ہو تو اس کا دھونا واجب ہے، اور اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے، اور ایک درہم سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے۔ اور اگر نجاست خفیفہ ہو تو یہ نماز کے جواز کو نہیں روکتی یہاں تک کہ (رُبع سے) زائد ہو۔ آگے نجاست خفیفہ کی حد یعنی رُبع مقدار کا تذکرہ کیا ہے۔

اسی طرح پانی کی کثیر و قلیل مقدار کے لئے کوئی تحدید نہیں کی اور اس کو لوگوں کی رائے پر رکھا جو خود پاکی یا ناپاکی کے مسائل سے دو چار ہوں۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عادت یہ ہے کہ جس کسی مسئلے میں احتیاج ہو کسی متعین عدد کے اندازہ لگانے کے ساتھ یا مخصوص مقدار مقرر کرنے کے ساتھ تو اگر اس بارے میں کوئی نص وارد نہ ہو تو اپنی رائے سے عدد یا مقدار مقرر نہیں کرتے، بلکہ اسے مجتہلی پہ کی رائے کے حوالے کرتے، پس اسی وجہ سے یہ قول رائج ہے:

أَنَّ عَادَةَ الْإِمَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ مَا كَانَ مُحْتَاجًا إِلَى تَقْدِيرٍ بَعْدَ أَوْ مِقْدَارٍ مُخْصُوصٍ وَلَمْ يَرُدِّ فِيهِ نَصٌّ لَا يُقَدِّرُهُ بِالرَّأْيِ، وَإِنَّمَا يُفَوِّضُهُ إِلَى رَأْيِ الْمُتَعَلِّقِ فَلِذَا كَانَ هَذَا الْقَوْلُ أَرْجَحَ. ^(۲)

حقیقت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کمال ذہانت اور غایت درجے فراست کی بات ہے جو انہوں نے اس سلسلے میں اختیار کی ہے، ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک ہی مقدار کسی علاقے کے لئے کثیر اور کسی علاقے کے لئے قلیل قرار پائے، مثلاً ہندوستان پاکستان کے نشیبی خطے جہاں جگہ جگہ پانی کے بڑے بڑے تالاب ہیں، اور پانی کی سطح ۵۰-۶۰ فٹ پر ہے، اور بعض صحراء ایسے ہیں جہاں پانی کی شدید قلت ہے اور پانی کی سطح نہایت نیچے ہے، اس وجہ سے قلیل و کثیر کے معاملے میں لوگوں کو ایک ہی پیمانے کے تحت رکھنا، لوگوں کے لئے نہایت تنگی اور دشواری کا باعث ہوگا، اس رائے

(۱) الفتاویٰ الہدیۃ: کتاب الصلوٰۃ الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ، ج ۱ ص ۵۸

(۲) رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الطہارۃ فصل فی المیزان، ج ۱ ص ۲۲۱

کی روشنی میں ایسے مختلف حالات میں تنگی و دشواری سے بچا جاسکے گا۔

اسی طرح ظہر کی نماز موسم گرما میں تاخیر کے ساتھ، یعنی نسبتاً ٹھنڈا ہونے کے بعد، اور سردیوں میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے:

وَفِي الظَّهْرِ الْمُسْتَحَبُّ هُوَ آخِرُ الْوَقْتِ فِي الصَّيْفِ وَأَوَّلُهُ فِي الشِّتَاءِ. ^(۱)

اس میں لوگوں کی آسانی اور یسر کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ نماز کے لئے آنے والوں کو موسم گرما میں دشواری نہ ہو۔

اسی طرح فجر کی نماز روشنی میں پڑھنا، اندھیرے میں پڑھنے سے افضل ہے، چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں، موسم گرما کا ہو یا سرما کا، تمام لوگوں کے لئے یہی حکم ہے، سوائے حجاج کرام کے، ان کے لئے مزدلفہ میں اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے:

وَيَكُونُ الْإِسْفَارُ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ أَفْضَلَ مِنَ التَّغْلِيسِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ

وَالصَّيْفِ وَالشِّتَاءِ وَفِي حَقِّ جَمِيعِ النَّاسِ إِلَّا فِي حَقِّ الْحَاجِّ بِمُزْدَلِفَةٍ فَإِنَّ

التَّغْلِيسَ بِهَا أَفْضَلُ فِي حَقِّهِمْ. ^(۲)

زکوٰۃ کی ادائیگی میں شوائع کے یہاں ضروری ہے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ آٹھوں مصارف، اور ہر مصرف کے کم سے کم تین مستحقین کو زکوٰۃ دی جائے، اسی طرح ہر صاحب نصاب شخص اپنی زکوٰۃ کو چوبیس حقداروں پر تقسیم کرے تو تب جا کر زکوٰۃ ادا ہوگی، اس میں جس قدر وقت و پریشانی ہے وہ محتاج اظہار نہیں۔ احناف نے کہا: کسی ایک مصرف اور اس کے کسی ایک فرد کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، اس میں جس قدر یسر و سہولت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ تاہم ایسا نہ سمجھنا چاہئے کہ احناف یسر و سہولت کے لئے اور حرج و مشقت کے ازالے کی غرض سے نصوص اور حدیث کی صراحتوں کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۰ھ) فرماتے ہیں:

الْمَشَقَّةُ وَالْحَرَجُ إِذَا تَعَبَّرَ فِي مَوْضِعٍ لَا نَصَّ فِيهِ. ^(۳)

ترجمہ: مشقت اور حرج کا اعتبار ایسی جگہ ہونا چاہئے جہاں نص موجود نہ ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ احناف نے اس باب میں جس درجہ توازن برتا ہے اور شریعتِ الہی اور

(۲،۱) تحفۃ الفقہاء: کتاب الصلوٰۃ باب مواضع الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۱۰۲

(۳) الأشباہ والنظائر: الفائدة العالقة، ص ۸۵

ضرورتِ انسانی کو جس طرح دوش بدوش رکھا ہے، وہ شریعت کے اوامر و نواہی اور شریعت کے مقاصد و مصالح دونوں میں گہری بصیرت اور عمیق فہم کا ثبوت ہے۔

۶۔ مذہبی رواداری

مذہبی آزادی اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور مذہبی و انسانی حقوق کا لحاظ جس درجہ فقہ حنفی میں رکھا گیا ہے، وہ غالباً اسی کا امتیاز ہے۔ غیر مسلموں کو اپنے اعتقادات کے بارے میں اور ان اعتقادات پر مبنی معاملات کے بارے میں احناف کے یہاں خاص فراخ دلی اور وسیع النظری پائی جاتی ہے، قاضی ابوزید دبوئی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۰ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس ذوق و مزاج پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

الأصل عند أبي حنيفة أن ما يعتقده أهل الذمة ويدينونه
يتركون عليه. ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ اہل ذمہ جو عقیدہ رکھتے ہوں اور جس دین پر چلتے ہوں ان کو اس پر چھوڑ دیا جائے۔

چنانچہ جن غیر مسلموں کے یہاں محرم رشتہ داروں سے نکاح جائز ہو، امام صاحب کے نزدیک ان کے لئے اپنے ایسے رشتہ داروں سے نکاح کرنے پر روک نہیں لگائی جائے گی، چنانچہ امام حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) ”باب نکاح الکافر“ کے تحت تین اصول نقل کرتے ہیں، پہلا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو مسلمانوں کے درمیان صحیح ہے، وہ اہل کفر کے درمیان بھی صحیح ہوگا:

كُلُّ نِكَاحٍ صَوِّحَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ صَوِّحٌ بَيْنَ أَهْلِ الْكُفْرِ.

دوسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو حرام ہو مسلمانوں کے درمیان کسی شرط کے فوت ہونے کی وجہ سے مثلاً گواہوں کے نہ ہونے کی وجہ سے، تو ایسا نکاح ان کے حق میں جائز ہے، جب کہ ایسا نکاح ان کے مذہب کے مطابق جائز ہو:

كُلُّ نِكَاحٍ حَرَّمَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ لِفَقْدِ شَرْطٍ وَلَعَدِمَ شُهُودٌ يَجُوزُ فِي حَقِّهِمْ
إِذَا اعْتَقَدُوا.

تیسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو حرام ہو محل کی حرمت کی وجہ سے، جیسے محارم سے نکاح کرنا تو یہ نکاح جائز ہوگا:

كُلُّ نِكَاحٍ حُرِّمَ بِحُرْمَةِ الْمَعْلُ كَمَحَارِمٍ يَلْقَعُ جَائِزًا. ^(۱)

چونکہ یہ نکاح ان کی شریعت میں جائز ہے، جب کہ وہ اسلام قبول نہ کریں، شریعت نے انہیں فروعات کا مکلف نہیں کیا۔

اسی طرح غیر مسلم زوجین میں سے ایک فریق مسلمان قاضی کی طرف رجوع کرے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے کا طلب گار ہو تو قاضی اس معاملے میں دخل نہیں دے گا، جب تک کہ دونوں فریق اس کے خواہش مند نہ ہوں۔ اسی طرح اگر مسلم ملک کا غیر مسلم شہری کسی مسلمان کو قتل کرنے کے جرم میں قصاصاً قتل کیا جائے گا، تو ویسے ہی مسلمان سے بھی غیر مسلم شہری کے قتل پر قصاص لیا جائے گا، یہی حال دیت اور خون بہا کا بھی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے انسانی خون میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا، مسلمانوں اور غیر مسلموں کی دیت کی مقدار برابر رکھی، جب کہ دیگر فقہاء کی رائے اس سے مختلف ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں، ورنہ ان کے علاوہ بھی بہت سی ایسی جزئیات موجود ہیں جن سے فقہ حنفی کے اس مزاج کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ^(۲)

۷۔ نقدِ حدیث میں اصولِ درایت سے استفادہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث کو پرکھنے کے لئے درایت سے بھی فائدہ اٹھایا اور اس کے لئے دو صورتیں اختیار کیں، اول تو روایت کے متن اور اس کے مضمون پر نظر ڈالی کہ آیا یہ دین کے مجموعی مزاج سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسی اخبارِ آحاد کی کوئی مناسب تاویل کی اور اس پر رائے کی بنیاد نہیں رکھی۔ دوسرے راوی پر بھی غور کیا کہ خود راوی میں حدیث کے مضمون کو پوری طرح سمجھنے اور منشاءِ نبوی تک پہنچنے کی صلاحیت ہے یا نہیں؟ کہ کبھی راوی معتبر ہوتا ہے، مگر غلط فہمی سے بات کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے۔ یا کبھی دو روایتیں متعارض نظر آتی ہیں اور تاویل و توجیہ کے ذریعے ان میں تطبیق کی گنجائش بھی نہیں رہتی تو جس مضمون کی روایت زیادہ فقیہ راویوں سے مروی ہو اس کو ترجیح دی

(۱) البدائع: کتاب النکاح باب نکاح الکافر، ج ۳ ص ۱۸۴، ۱۸۵

(۲) کتاب الأمر للشافعی: کتاب الرد علی محمد بن الحسن، باب دية أهل الذمة، ج ۷ ص ۳۳۸

جائے گی۔ اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا وہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے جو امام اوزاعی رحمہ اللہ سے ملاقات کے وقت پیش آیا تھا، امام اوزاعی رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ آپ زکوع سے پہلے اور زکوع کے بعد رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح طور پر اس کا ثبوت نہیں ہے! امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ مجھ سے امام زہری رحمہ اللہ نے اور امام زہری رحمہ اللہ نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے اور حضرت سالم رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا نقل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے امام حماد رحمہ اللہ نے، ان سے امام ابراہیم رحمہ اللہ نے، امام ابراہیم رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ واسود رحمہما اللہ سے اور ان دونوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آغاز نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کے پیش نظریہ بات تھی کہ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین ہی واسطے ہیں، اور وہ بھی ایسے کہ اپنے اعتبار وثاہت کے لحاظ سے حدیث اور روایت کی دنیا کے آفتاب و ماہتاب ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے نقطہ نظر کی ترجمانی اس طرح کی کہ حماد زہری سے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا شرف صحبت ملحوظ نہ ہوتا تو میں کہتا کہ علقمہ ان سے زیادہ فقیہ ہیں، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو عبداللہ بن مسعود ہی ہیں، یہ سن کر امام اوزاعی رحمہ اللہ خاموش ہو گئے۔^(۱)

۸۔ قانون تجارت میں دقیقہ سنجی

عبادات کے باب میں نصوص وافر مقدار میں منقول ہیں، نکاح کے متعلق بھی جزئیات اور تفصیلات کا ایک قابل لحاظ حصہ کتاب وسنت میں موجود ہے، لیکن تجارت کے باب میں کتاب وسنت میں صرف ضروری اصول اور بنیادی قواعد کی نشاندہی کردی گئی ہے، جن سے شریعت کے مقاصد کی وضاحت ہو جاتی ہے، جزوی تفصیلات بہت کم مذکور ہیں۔ اور ایسا ہونا مصلحت کے عین مناسب ہے، کیونکہ اگر معاملات میں عبادات کی طرح حد بندی کردی جاتی تو تغیر پذیر حالات اور متعین قدروں میں ان پر عمل مشکل ہو جاتا، اس لئے تجارت کی جزوی تفصیلات قیاس و رائے اور اجتہاد و استنباط ہی کی رہنمائی ہیں اور ان تفصیلات کی تنقیح میں شرح و بسط اور وقت نظر، مجتہد کی بصیرت اور فہم کا اصل مظہر

(۱) البحر الرائق: کتاب الصلاة آداب الصلاة، ج ۱ ص ۳۴۱

ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بڑے تاجروں میں تھے اور کوفہ میں سب سے بڑی دکان آپ ہی کی تھی، اس لئے طبعی بات ہے کہ تجارت کے احکام جس تفصیل اور وسعت و عمق اور دقت نظری کے ساتھ آپ کے یہاں ملتے ہیں دوسرے فقہاء کے یہاں نہیں ملتے۔ مثلاً: حدیث میں قبضے سے پہلے کسی سامان کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے زمین کو منقولہ جائیداد کے حکم سے مستثنیٰ رکھا کہ شریعت کا اصل منشا دھوکا اور غرر سے تحفظ ہے، منقولہ اشیاء میں اس کا امکان موجود ہے کہ شاید قبضے میں آنے سے پہلے ہی یہ شے ہلاک ہو جائے، اور غیر منقولہ جائیداد میں بظاہر یہ امکان نہیں ہے۔^(۱)

حدیث میں بعض مواقع پر کسی تفصیل کے بغیر ذخیرہ اندوزی (احتکار) کو منع کیا گیا ہے۔^(۲) بعض مواقع پر خصوصیت سے اشیائے خوردنی میں ذخیرہ اندوزی کی مذمت آئی ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ لوگوں کی ضروریات سے بخوبی واقف تھے اور اس بات سے بھی آگاہ تھے کہ بعض اشیاء کی سال بھر رسد برقرار رکھنے کے لئے ایک گونہ ذخیرہ اندوزی ضروری ہے، اور اس میں شارع کا اصل منشا فروخت کے ذخیرے کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ گاہکوں کے استحصال سے روکنا اور روزمرہ کی زندگی میں انہیں دشواریوں سے بچانا ہے، ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے امام صاحب نے یہ رائے قائم کی کہ نہ ہر شے میں احتکار ممنوع ہے، اور نہ یہ ممانعت غذائی اشیاء تک محدود ہے، بلکہ عام انسانی ضرورت بھی اس ممانعت میں داخل ہے کہ ان میں احتکار اسی درجے کا لوگوں کے لئے مشکلات اور دقتوں کا باعث ہے جتنا کہ اشیائے خوردنی میں۔^(۳)

بیع سلم میں معاملے کے وقت بیع موجود نہیں ہوتی، بعد میں دی جاتی ہے، فقہ حنفی میں اس کی بڑی تفصیل ملتی ہے، چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ضروری قرار دیا کہ اس شے کی جنس، نوعیت، مقدار، صفت، ادائیگی کی مدت، بیع کی حوالگی کے مقام کے علاوہ کس شہر کی صنعت ہے؟ اور اس کی صراحت بھی کر دی جائے کہ مختلف شہروں اور علاقوں کی صنعتوں اور ان کی قیمتوں میں قابل لحاظ فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے گوشت میں بیع سلم کی اجازت نہیں دی اور وجہ یہ بیان

(۱) البحر الرائق: کتاب البیع، فصل فی بیان التصرف فی المبیع والشیء قبل قبضہ، ج ۶ ص ۱۲۶

(۲) صحیح مسلم: باب تحریم الاحتکار فی الاقوات، ج ۳ ص ۱۲۲، رقم الحدیث: ۱۶۰۵

(۳) بدائع الصنائع: کتاب الاستعسان، ج ۵ ص ۱۲۹

کی کہ گوشت کبھی فرہ ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس۔ بہر حال تجارتی قوانین میں اس کی بہت سی جزئیات موجود ہیں جو امام صاحب کی دقت نظر، مقاصد شریعت، فہم صحیح، انسانی ضروریات سے آگہی، تاجروں کے مزاج سے واقفیت اور احتیاطی پیش بندی کا مظہر ہیں۔^(۱)

۹- فقہ تقدیری

فقہ حنفی کا ایک امتیاز فقہ تقدیری پر بھی ہے، فقہ تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ مسائل کے پیش آنے سے پہلے ہی ممکن الوقوع مسائل کے حل کی طرف توجہ دی جائے۔ فقہائے حجاز جو عقلی امکانات کے تفصیل اور قیل و قال سے دور اور سادہ طور پر مسائل کو سمجھنے اور رائے قائم کرنے کے خوگر تھے، وہ اس طرح کے مسائل کے احکام بتانے سے گریز کرتے تھے۔ لیکن فقہائے عراق جن کے یہاں دقیقہ سنجی، دور بینی، طلب و تفحص اور شریعت کی روح اور مقاصد میں غوامی کارنگ غالب تھا، فقہ تقدیری ان کے مزاج میں داخل تھی، اور وہ اس پر مجبور بھی تھے کہ مشرق کے علاقے میں نئی نئی قوموں اور علاقوں کے مملکت اسلامی میں شمولیت کی وجہ سے وہ نوپید مسائل سے بمقابلہ فقہائے حجاز کے زیادہ دوچار تھے، اسی لئے فقہائے احناف کے یہاں فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے، اور افسوس! کہ نصوص کے ظاہر پر جمود اور اس کے دقیق مطالعے اور روح و مقصد تک رسائی سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے بعض محدثین نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس ہنر کو عیب سمجھ لیا، حالانکہ خود حدیث میں موجود ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال کے ظہور اور اس زمانے میں دن اور رات کے اوقات کی غیر معمولی وسعت کا ذکر فرمایا تو صحابہ نے استفسار کیا کہ اس وقت نماز پنج گانہ کیونکر ادا کی جاسکے گی؟^(۲)

غور کیجئے کہ یہ مسئلہ قبل از وقوع حل کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

فقہ تقدیری کے بارے میں فقہائے عراق اور فقہائے حجاز کے نقطہ نظر کا فرق اس واقعے سے ظاہر ہوتا ہے جسے خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ جب کوفہ تشریف لائے تو غائب شخص کی بیوی اور اس کے مہر کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور قتادہ

(۱) البدل المغتار: باب السلم، ج ۵ ص ۲۱۲، ۲۱۳

(۲) صحیح مسلم: کتاب الفتن وأشیاط الساعۃ، باب ذکر الدجال وصفته، ج ۴ ص ۲۵۵۰، رقم

الحدیث: ۲۹۳۷

رحمہ اللہ کے درمیان گفتگو ہوئی، امام قتادہ رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نفی میں جواب دیا، امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: جب یہ واقعہ پیش نہیں آیا تو اس کے بارے میں دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم مسائل کے پیش آنے سے پہلے اس کی تیاری کرتے ہیں تاکہ مسائل جب پیش آجائیں تو ہم بآسانی اس سے عہدہ برآ ہو سکیں:

إِنَّا نَسْتَعِدُّ لِّلْبَلَاءِ فَإِذَا مَا وَقَعَ عَرَفْنَا الدُّخُولَ فِيهِ وَالْخُرُوجَ مِنْهُ. ^(۱)

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ حنفی کی مقبولیت اور اس کے شیوع کی اصل وجہ اس کی یہی خصوصیات ہیں، یعنی توازن و اعتدال، ضرورتِ انسانی کی رعایت، نصوص و مصالح کی باہم تطبیق، شریعت کی روح اور مقصد کی رعایت، اور ظاہر پر جمود بے جا سے گریز، اقلیت کے ساتھ منصفانہ رویہ، شخص آزادی کا احترام، اور تقاضائے تمدن سے زیادہ مطابقت، اور بالخصوص ایک ترقی یافتہ تمدن کا ساتھ دینے کی صلاحیت ایسی بات ہے جس نے بجا طور پر خطہ مشرق کو جو بمقابلہ دوسرے علاقوں کے زیادہ متمدن اور تہذیب آشنا تھا، فقہ حنفی پر فریفتہ کر دیا۔

۱۰۔ مسلمانوں کی طرف گناہ کی نسبت سے احتراز

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ فعلِ مسلم کو حتی المقدور حرمت کی نسبت سے بچائے اور حلال جہت پر محمول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، امام کرخی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

إن أمور المؤمنين محمولة على السداد والصلاح حتى يظهر غيره مثال
من باع درهما ودينارا بدرهمين ودينارين جاز البيع وصرف الجنس
إلى خلاف جنسه. ^(۲)

ترجمہ:- مسلمانوں کے معاملات صلاح و ذرنگی پر محمول کئے جائیں گے، یہاں تک کہ اس کے برخلاف ظاہر ہو جائے، مثلاً کوئی شخص ایک درہم اور ایک

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۸

(۲) أصول الكرخي: ص ۱۲۰

دینار، دو درہم اور دو دینار کے بدلے فروخت کرے تو معاملہ جائز ہوگا، اور ایک درہم کو دو دینار اور ایک دینار کو دو درہم کے مقابل سمجھا جائے گا، یعنی خلاف جنس کی طرف نسبت کی جائے گی تاکہ معاملہ درست ہو جائے۔ اسی طرح ثبوت نسب کے معاملے میں حنفیہ نے ممکن حد تک احتیاط اور زنا کی طرف انتساب سے بچانے کی کوشش کی ہے، چنانچہ قاضی ابوزید دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۰ھ) لکھتے ہیں:

الأصل عندنا أن العبرة في ثبوت النسب صحة الفراش وكون الزوج من أهله لا بالتمكن بالوطي.^(۱)

ترجمہ:- ہمارے یہاں اصل یہ ہے کہ ثبوت نسب کے لئے (نکاح کے ذریعے) فراش کا صحیح ہونا اور شوہر کا اس کا اہل ہونا کافی ہے، فی الواقع وطی پر قادر ہونا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح نکاح سے ٹھیک چھ ماہ پر ولادت ہو، تب بھی حنفیہ کے یہاں نسب ثابت ہو جائے گا۔^(۲)

اسی طرح زوجین میں مشرق و مغرب کا فرق ہو، اور بظاہر زوجین کی ملاقات ثابت نہ ہو، اس کے باوجود نسب ثابت ہو جائے گا، تاکہ کسی مسلمان کی طرف فعل زنا کی نسبت نہ ہو، اور حتی الامکان اس کو اس قبیح نسبت سے بچایا جاسکے (یہاں عاداتی لقاء کا انکار ہے، نہ کہ کرامت)۔

اسی طرح کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگائے جانے اور دائرۃ اسلام سے خارج کئے جانے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کس درجہ محتاط تھے! اس کا اندازہ اس واقعے سے لگائیے:

امام صاحب سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ مجھے جنت کی امید نہیں، جہنم کا اندیشہ نہیں، خدا سے ڈرتا نہیں ہوں، رکوع سجدے کے بغیر نماز پڑھ لیتا ہوں، اور ایسی چیز کی شہادت دیتا ہوں جسے دیکھا تک نہیں، حق کو ناپسند کرتا ہوں اور فتنے کو پسند کرتا ہوں۔ امام صاحب نے ان تمام باتوں کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مسلمان ہے، فرمایا کہ جنت کے امیدوار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی رضا کا امیدوار ہوں، اور جہنم سے نہ ڈرنے کا مطلب یہ

(۱) تلخیص النظر: ص ۵۹

(۲) رد المحتار علی الدر المنثور: کتاب الطلاق فصل فی ثبوت النسب، ج ۳ ص ۵۴۰

ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، بغیر رکوع و سجدے کی نماز سے مراد نماز جنازہ ہے، بن دیکھے گواہی سے مراد توحید کی گواہی ہے کہ ہم نے اللہ کو دیکھا نہیں ہے، لیکن اللہ کے وجود اور توحید کی گواہی دیتے ہیں، حق سے بغض رکھنے سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے، موت ایک حقیقت ہے لیکن اس کے باوجود کوئی موت کو پسند نہیں کرتا اور اس حق سے بغض رکھتا ہے، فتنے سے محبت کے معنی اولاد سے محبت ہے، کیونکہ اولاد کو اور مال کو قرآن میں فتنہ قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود عموماً ہر شخص کو مال اور اولاد سے محبت ہوتی ہے۔ چنانچہ استفسار کرنے والا کھڑا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جبین فراست کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ ظرفِ علم ہیں۔^(۱)

اس واقعے سے اندازہ لگائیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حتی الامکان کسی مسلمان کی طرف کفر کی نسبت نہیں کرتے، اور ان کے کلام کا ایک درست محمل مراد لے کر ان کو کفر کی نسبت سے بچاتے ہیں۔ یاد رہے کہ اگر ایک شخص خود ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کر دے، یا قائل خود ہی کفر کا اعتراف کرے تو پھر کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی!

۱۱- حیلہ شرعی

”حیلہ“ کے اصل معنی معاملات کی تدبیر میں مہارت کے ہیں، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۷ھ) فرماتے ہیں:

وَهِيَ الْحَيْلُ فِي تَذْيِيرِ الْأُمُورِ.^(۲)

شریعت کی اصطلاح میں حرمت و معصیت سے بچنے کے لئے ایسی خلاصی کی راہ اختیار کرنے کا نام ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو۔ ”حیلہ“ کے تعلق سے احناف کے نقطہ نظر کا انصاف اور حقیقت پسندی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور صرف ”حیلہ“ کی تعبیر پر توجہ مرکوز نہ رکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ فن احناف کے ہاں کمالِ ذکاوت، اُمت کو حرام سے بچانے کی سعی اور شریعت کی حدودِ اربعہ میں رہتے ہوئے انسانیت کو حرج سے بچانے کے محمود جذبات کی عکاسی ہے۔
علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستعسنة، ص ۳۸/ الجواهر المطبوعة في طبقات الحنفية

فصل في مقام علمه، ج ۲ ص ۴۷۵

(۲) الأشباه والنظائر: الفن الخامس، المحيل، ص ۳۵۰

فَالْحَاصِلُ: أَنَّ مَا يَتَغَلَّصُ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْحَرَامِ أَوْ يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى الْحَلَالِ
مِنَ الْحَيْلِ فَهُوَ حَسَنٌ. وَإِنَّمَا يُكْرَهُ ذَلِكَ أَنْ يَحْتَثَّ فِي حَقِّ لَرَجُلٍ حَتَّى يُبْطِلَهُ
أَوْ فِي بَاطِلٍ حَتَّى يُمَوِّهَهُ. (۱)

حاصل یہ ہے کہ وہ حیلے جن کے ذریعے انسان حرام سے خلاصی یا حلال تک رسائی کا
خواہاں ہو تو بہتر ہے، ہاں! کسی کے حق کا ابطال یا باطل کی طمع سازی مقصود ہو تو ناپسندیدہ ہے۔ غرض یہ
ہے کہ یہ صورت درست نہیں ہے، اور پہلے ذکر کی گئی صورت درست ہے۔ اس وضاحت کے بعد کسی
صاحب انصاف کے لئے احناف کے نقطہ نظر سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کا اندازہ اس
سے ہوتا ہے کہ ہمارے فقہائے کرام نے عام طور پر عبادات میں حیلے سے گریز کیا ہے، عبادات میں
ان کی تعداد نہایت ہی محدود ہے۔

مثلاً کسی شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اتنا مال بھی نہیں چھوڑا کہ اس کی تجہیز و تکفین ہو سکے،
اور ورثہ میں بھی کوئی صاحب حیثیت نہیں ہے، اب اگر کوئی اپنی زکوٰۃ کسی فقیر کو دے دے، اور وہ اپنی
رضامندی کے ساتھ اس رقم کو میت کی تجہیز و تکفین میں خرچ کر دے تو یہ درست ہے، اب زکوٰۃ اس
لئے ادا ہو گئی کہ زکوٰۃ ایک مستحق کو دی گئی اور تملیک بھی ہو گئی۔

اسی طرح کسی علاقے میں تعمیر مسجد کی اشد ضرورت ہے، اور اہل محلہ میں کوئی ایسے
صاحب حیثیت نہیں ہیں جو اس مد میں تعاون کر سکیں، تو اس صورت میں اگر کسی نے اپنی زکوٰۃ کسی
مستحق شخص کو دی اور اس نے تملیک کے بعد اپنی خوشی سے اگر اس رقم کو تعمیر مسجد میں خرچ کیا تو یہ
درست ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی مثالیں ہیں۔ (۲)

اندازہ کریں کہ ان صورتوں میں کہیں بھی تحریم حلال، یا فرائض و واجبات سے پہلو تہی کا کوئی
جذبہ نظر آتا ہے؟ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے طلاق وغیرہ کے مسائل میں جو حیلے منقول ہیں، وہ
ان کی حیرت انگیز اور تعجب خیز ذکاوت کا ثبوت ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے بھی ”المعالم الخامس والمانون من لطائف
حیل ابی حنیفہ“ میں امام صاحب کے اسی طرح کے ذکاوت کے حیلے نقل کر کے فرمایا:

(۱) المبسوط: کتاب الحیل، ج ۳ ص ۲۱۰

(۲) الفتاویٰ الہندیہ: کتاب الحیل، ج ۶ ص ۳۹۲، ۳۹۳

وَهَذَا مِنْ أَحْسَنِ الْحِيلِ. (۱)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ جو حیلے کے ناقدین میں سے ہیں، انہوں نے ”اعلام الموقعین“ میں حیلے کی تین قسمیں بیان کی ہیں: ایک وہ ہے جس کا مقصد ظلم کو قبل از وقت روکنا ہو۔ دوسرے یہ کہ جو ظلم ہو چکا ہو، اس کو دفع کیا جائے۔ تیسرے جس ظلم کو دفع کرنا ممکن نہ ہو، اس کے مقابلے میں اس طرح عمل کیا جائے۔ خود حضرت فرماتے ہیں کہ پہلی دونوں صورتیں جائز ہیں، اور تیسری صورت میں تفصیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حیلے کا مقصد اگر تحریم حلال ہو، یا فرائض و واجبات کی ادائیگی سے پہلو تہی کرنا ہو تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

حیلہ شرعی کا ثبوت قرآن و سنت اور آثار سے

جس حیلے کا مقصد حرام کو حلال کرنا نہ ہو، بلکہ حرام سے بچنا ہو، اس کا ثبوت قرآن سے بھی ہے اور صحابہ کے آثار سے بھی۔

ایک خاص واقعے کے ضمن میں (جس کی تفصیل تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے) حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی اطاعت گزار اور قناعت شعار بیوی کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ وہ انہیں سو چھڑی ماریں گے، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ تدبیر بتائی کہ آپ تنکوں کا گٹھا ہاتھ میں لیں اور اس سے ایک مرتبہ ماریں، تاکہ قسم بھی پوری ہو جائے اور اس نیک صالحہ کو ایذا بھی نہ ہو، ظاہر ہے کہ یہ صورت حیلے ہی کی تھی۔

علامہ جار اللہ زنجشیری (متوفی ۵۳۸ھ) سورہ ص آیت نمبر ۴۴ کی تفسیر میں حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے کے تحت فرماتے ہیں: گویا اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو قسم پوری کرنے کا حیلہ بتلایا کہ ”وَحُذِّ بِبَيْدِكَ ضِعْفًا“ (ص: ۴۴) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک گٹھا لیں، ”فَاطْرِبْ بِهِ وَلَا تَخَفْ“ اور ایک دفعہ اپنی بیوی کو ماریں اور قسم میں جھوٹے نہ ہوں، یعنی اس طرح اپنی قسم پوری کر لیں۔ علامہ زنجشیری فرماتے ہیں کہ حیلے کی یہ رخصت اب بھی باقی ہے:

(۱) إعلام الموقعين، القسم الثالث من أنواع الحيل، ج ۴ ص ۱۳

وهذه الرخصة باقية. (۱)

حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں ایک عرصہ دراز کی فرقت کے بعد ان کے چھوٹے بھائی بنیامین اپنے سوتیلے بھائیوں کے ساتھ پہنچے، حضرت یوسف علیہ السلام اپنی شخصیت کو ان بھائیوں سے چھپانا بھی چاہتے تھے، اور بنیامین کو روکنا بھی، لیکن اس روکنے کے لئے کوئی قانونی جواز بھی ہونا چاہئے تھا، چنانچہ انہوں نے بنیامین کے تھیلے میں پیانہ شاہی رکھوا دیا اور قانون ملکی کے مطابق اعلان فرمادیا کہ جس کے پاس یہ پیانہ پایا جائے گا اسے روکے رکھا جائے گا۔ اس حُسن تدبیر کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے کہ یہ تدبیر اللہ ہی نے آپ کو بتلائی تھی: ”كَذَلِكَ يَكْدُثَا يُيُوسُفَ“ (یوسف: ۷۶) غور کیا جائے کہ اس ”کید“ سے بجز حیلے کے اور کیا مراد ہے...!

قرآن مجید نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کی رفاقت کا ایک خاص دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بات بھی آئی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے قانون نگوین کے تحت ایسے عمل کئے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حیرت و استعجاب کا باعث ثابت ہوئے، اور آپ اس پر ٹوکے بغیر نہ رہ سکے، یہاں تک کہ حضرت خضر کو حضرت موسیٰ سے عہد لینا پڑا کہ آئندہ وہ اس طرح ٹوکنے سے گریز کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بظاہر عہد کرتے ہوئے ”ان شاء اللہ“ کا اضافہ کر دیا، ”ان شاء اللہ“ ایسا کلمہ ہے جو وعدے کو بے اثر کر دیتا ہے، تاکہ اگر وہ آئندہ بھی اپنی بات پر قائم نہ رہ سکیں اور بے ساختہ سوال کر ہی بیٹھیں تو عہد خلائی کا ارتکاب نہ ہو، چنانچہ فرمایا: ”سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا“ (الکہف: ۶۹)۔ (۲)

حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے دو صاع معمولی کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور خریدی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سود (ربا) قرار دیا، اور فرمایا کہ تم نے دو صاع اس کھجور سے کوئی اور سامان خرید لیا ہوتا اور اس سامان کے عوض یہ ایک صاع کھجور خرید کر لیتے تو یہ معاملہ جائز ہو جاتا۔ (۳) گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود سے بچنے کے لئے اس معاملے کی ایک تدبیر بتائی۔ (۴)

(۱) الکشاف: سورہ قصص آیت نمبر ۲۴ کے تحت، ج ۴ ص ۹۸

(۲) المبسوط للسرخسی: کتاب الحیل، ج ۳ ص ۲۰۹

(۳) صحیح مسلم: باب بیع الطعام مفعلاً، ج ۳ ص ۱۲۱، رقم الحدیث: ۱۵۹۳

(۴) الأشباه والنظائر: الفن الخامس: الحیل، ص ۳۵۰

علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸۳ھ) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس نے بیوی کو مشروط طور پر تین طلاقیں دے دی ہیں کہ اگر اس (شوہر) نے اپنے بھائی سے گفتگو کی تو اس کی بیوی پر تین طلاق۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیوی کو ایک طلاق دے دو، عدت گزر جانے دو، اس کے بعد اپنے بھائی سے گفتگو کر لو، پھر دوبارہ اس مطلقہ عورت سے نکاح کر لو، اس طرح بیوی پر تین طلاق واقع ہوئے بغیر بھائی سے گفتگو ہو جائے گی۔^(۱)

اس طرح حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ حق تلفی اور زیادتی کے بغیر حیلہ شرعی اختیار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں ایسے مسائل کو ”کتاب الحیل“ یا ”کتاب الخارج“ کے عنوان سے جمع کیا ہے، اس سلسلے میں بعض لوگوں نے فقہائے حنفیہ کو ہدف ملامت بھی بنایا ہے، اس طعن و تشنیع کا سبب یا تو غلط فہمی ہے، چونکہ ائمہ احناف سے اس زمانے کے فِرَقِ باطلہ معتزلہ اور روافض وغیرہ کو کدورت تھی اور وہ ان کو بدنام کرنے کے لئے اپنی طرف سے بعض تحریریں لکھ کر انہیں ان حضرات ائمہ کی طرف منسوب کر دیتے تھے تاکہ لوگ ان سے بدگمان ہوں، غالباً اسی طرح کی ایک تحریر وہ ہے جسے بعض لوگوں نے ”کتاب الحیل“ کے نام سے امام محمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے، چنانچہ امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اختلف الناس في كتاب الحيل انه من تصنيف محمد أم لا، كان أبو سليمان الجوزجاني يدكر ذلك ويقول: من قال ان محمدا صنف كتابا سماه الحيل فلا تصدقه وما في أيدي الناس فانما جمعه وراقوا بغداد وقال: إن الجهال ينسبون علمائنا رحمهم الله إلى ذلك على سبيل التغيير فكيف يظن بمحمد رحمه الله انه سمي شيئا من تصانيفه بهذا الاسم ليكون ذلك عونا للجهال على ما يتقولون.^(۲)

ترجمہ:- ”کتاب الحیل“ کے سلسلے میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ یہ امام محمد کی تصنیف ہے یا نہیں؟ ابو سلیمان جوزجانی اس کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے

(۱) المبسوط للسرخسی: کتاب الحیل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

(۲) المبسوط: کتاب الحیل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

کہ جو شخص یہ کہے کہ امام محمد نے ”حیل“ کے نام سے کتاب تصنیف کی ہے تو تم اس کی تصدیق نہ کرو، اور لوگوں کے ہاتھ میں اس نام سے جو کتاب ہے اسے دراصل بغداد کے کاتبوں نے جمع کیا ہے۔ علامہ جوزجانی نے کہا کہ جاہل لوگ عار دینے کی غرض سے ہمارے علماء کی نسبت اس کی طرف کرتے ہیں، تو امام محمد کے بارے میں کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کوئی کتاب اس نام سے لکھی ہوگی، تاکہ جاہلوں کے لئے ان کی من گھڑت بات میں معاون ہو جائے۔

ایسا لگتا ہے کہ اسی غیر مستند اور الحاقی تحریف کی وجہ سے بعض اہل علم کو غلط فہمی پیدا ہوئی، اور انہوں نے احناف کو طعن و تنقید کا ہدف بنایا، یا پھر کوتاہ نظری کی وجہ سے فقہ حنفی کو ظاہریت پسند علماء نے ہدف ملامت بنایا۔ فقہاء نے حیل اور مخارج کے تحت جو مسائل ذکر کئے ہیں اگر بہ نظر غائر ان کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام کو حلال کرنے کی کوشش نہیں ہے، بلکہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے حرام سے بچنے اور سہولت پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے، ہاں! ممکن ہے کہ متأخرین سے بعض حیلوں کی تعبیر میں لغزش ہوئی ہو، جس کی وجہ سے بظاہر وہ بات شریعت کے مزاج کے خلاف محسوس ہوتی ہے، حالانکہ مجتہدین کا اصل مقصد کچھ اور ہو۔

مثال کے طور پر علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۰ھ) بلند پایہ فقہاء میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”الاشباہ والنظائر“ میں پانچواں فن ”حیل“ کا رکھا ہے، اس میں اسلام کے رکن اعظم نماز کی بابت صرف ایک حیلہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص ظہر کی چار گانہ فرض ادا کر رہا ہے کہ مسجد میں جماعت کھڑی ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ فرض ایک سے زیادہ دفعہ بلا کسی نقص کے ادا نہیں کی جاسکتی، اور اس نماز کو یوں ہی پوری کر لے تو جماعت سے محروم ہو جاتا ہے، ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہئے؟ اس کا حیلہ بتایا گیا کہ چوتھی رکعت کے اخیر میں بیٹھے بغیر اٹھ کھڑا ہو، تاکہ یہ نفل ہو جائے اور اب امام کے ساتھ شریک نماز ہو کر جماعت کے ثواب سے محروم بھی نہ رہے۔^(۱)

اسی انداز کے حیلے ہیں جو عبادات کے سلسلے میں ذکر کئے گئے ہیں۔

عبادات میں ایک حیلہ ایسا ضرور ہے جو درست نہیں، اور وہ ہے سال گزرنے سے پہلے

اموال زکوٰۃ کی ملکیت میں نام نہاد تبدیلی، تاکہ زکوٰۃ سے بچا جاسکے۔ لیکن امام محمد رحمہ اللہ نے اس حیلے پر نکیر کی ہے اور اسے مکروہ قرار دیا ہے، اور علمائے احناف نے انہی کی رائے پر فتویٰ دیا ہے۔ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف اس حیلے کی نسبت کی گئی ہے، لیکن ظاہر روایت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف کہیں اس رائے کی نسبت نہیں کی گئی ہے، اور امام موصوف کے ذرع و احتیاط سے یوں بھی یہ بات بعید محسوس ہوتی ہے، اس لئے نوادر کی اس روایت کو مشکوک قرار دینے میں یقیناً ہم حق بجانب ہی قرار دیئے جائیں گے۔ زکوٰۃ کے باب میں حنفیہ کے یہاں فقراء کے نفع کی جہت کو جس طرح ہر جگہ مقدم رکھا ہے، وہ اہل علم کے لئے محتاجِ اظہار نہیں، اس کے باوجود ان کی طرف اس طرح کے مسائل کی نسبت کو آخر کس منطق کے تحت صحیح باور کیا جاسکتا ہے...؟

علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ بہت سارے لوگوں نے اس آیت سے حیلے کے جواز پر استدلال کیا اور حیلے کی صحت کے لئے اس آیت کو اصل قرار دیا ہے، میرے نزدیک ہر وہ حیلہ جو حکمت شرعیہ کو باطل کرے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے زکوٰۃ اور استبراء ساقط کرنے کا حیلہ، یہ اس مسئلے میں اعتدال کا راستہ ہے، بعض علماء نے حیلے کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے، اور بعض نے مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے:

و کثیر من الناس استدلل بها علی جواز الحیل وجعلها أصلاً لصحتها.
وعندی أن کل حيلة أوجبت إبطال حکمة شرعية لا تقبل کحيلة
سقوط الزکاة وحيلة سقوط الإستبراء وهذا کالتوسط فی المسألة فإن
من العلماء من یجوز الحيلة مطلقاً ومنهم من لا یجوزها مطلقاً.^(۱)

معلوم ہوا کہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے شرعی حکم کو باطل کیا جائے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، اس کے علاوہ جو حیلے ہیں وہ درست ہیں، انہیں قبول کیا جائے گا، اور یہی اعتدال کا راستہ ہے، نہ مطلقاً ہر قسم کے حیلے کو جائز قرار دیا جائے گا، اور نہ مطلقاً عدم جواز کا حکم لگایا ہے، بلکہ درمیان کا راستہ جو اعتدال کا ہے اسے اختیار کیا جائے گا۔

ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے آدمی غیر کے حق کو باطل

(۱) روح المعالی: سورہ ص آیت نمبر ۴۴ کے تحت، ج ۲۲ ص ۲۷۷

کرے، یا اس میں کوئی شبہ داخل کرے، یا باطل کی ملمع سازی کے لئے ہو تو یہ مکروہ ہے، ہر وہ حیلہ کہ جس کے ذریعے سے آدمی حرام سے چھٹکارا پائے یا اس کے ذریعے کسی حلال تک پہنچے تو یہ حیلہ بہتر اور پسندیدہ ہے:

أَنَّ كُلَّ حِيلَةٍ يَخْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِإِبْطَالِ حَقِّ الْغَنِيِّ أَوْ لِإِذْخَالِ شُبْهَةٍ فِيهِ
أَوْ لِتَنْوِيهِ بِطَائِلٍ فِيهِ مَكْرُوهَةً وَكُلُّ حِيلَةٍ يَخْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِيَتَغَلَّصَ بِهَا
عَنْ حَرَامٍ أَوْ لِيَتَوَصَّلَ بِهَا إِلَى حَلَالٍ فِيهِ حَسَنَةٌ^(۱)

حیلے کے ناقد علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تنقیدات پر ایک نظر

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ حیلے کے شدید ناقدین میں سے ہیں، بلکہ اس گروہ کے سرخیل ہیں، لیکن حیلے کے موضوع پر ان کی مبسوط تحریر کا مطالعہ کرنے سے جس بات کا اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس نوع کے حیلے کو غلط ثابت کرنے کے لئے انہوں نے اپنی پوری قوت صرف کی ہے، وہ یہ ہے کہ پہلے ہی سے فقہاء ان کی کراہت و ممانعت پر متفق ہیں، اختلاف زیادہ سے زیادہ بعض جزئیات کے انطباق میں ہو سکتا ہے کہ وہ اصولی طور پر حیلے کی کس نوع میں داخل ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک بنیادی طور پر حیلے کی تین قسمیں ہیں: اول وہ جس کا مقصد کسی حرام کا ارتکاب ہو، لیکن بظاہر اس پر شریعت کا غلاف چڑھا دیا گیا ہو، اور اس کو ایسی شکل دے دی گئی ہو کہ گویا وہ مطابق شریعت ہے۔ مثلاً: عورت فسخ نکاح کے لئے جھوٹا دعویٰ کرے کہ وہ نکاح کے وقت بالغ تھی، لیکن اس سے اجازت حاصل نہ کی گئی، یا فروخت کنندہ جھوٹا عذر کرے کہ فروخت کرتے وقت وہ چیز اس کی ملکیت میں نہ تھی اور اصل مالک نے اس کی اجازت بھی نہ دی، اس لئے یہ معاملہ خرید و فروخت منسوخ کر دیا جائے وغیرہ۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس کو بدترین گناہ اور دین کے ساتھ تلاعب قرار دیتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حیلہ خود بھی مشروع ہو اور جس مقصد کے لئے اس کا استعمال ہو رہا ہو وہ بھی مشروع ہو۔ نیز بظاہر شریعت میں اس حیلے کو اسی مقصد کا ذریعہ بنایا گیا ہو، جیسے کسبِ حلال

وغیرہ کی تدبیریں۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ یہ ہے تو حلال لیکن فقہاء کے ہاں حیلے کی جو تعریف ہے، یہ حیلے اس زمرے میں نہیں آتے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ حیلے کے طور پر جو عمل کیا گیا ہے، وہ بھی مشروع ہو، حیلے کا مقصد حق کا حاصل کرنا، یا بطریق مباح ظلم کا دفع کرنا ہو، لیکن جس جائز عمل کو اس جائز مقصد کے لئے ذریعہ و وسیلہ بنایا گیا ہے، شریعت میں بظاہر وہ اس مقصد کے لئے وسیلہ نہیں بنایا گیا ہے، یا اگر بنایا گیا ہے تو یہ جہت اس درجہ دقیق ہے کہ عام لوگوں کی نگاہ نارسا کی رسائی سے باہر ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک میرا حقیر مطالعہ ہے، حنفیہ کے یہاں جن حیلوں کا ذکر ہے اور ان پر فتویٰ ہے وہ اسی دوسری اور تیسری قسم کا ہے، نہ کہ پہلی قسم کا کہ اس کی حرمت کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے، احناف کے ہاں بھی یہ ناجائز اور حرام ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ آپ آزاد آدمی پر حجر کی اجازت دینے میں بڑے محتاط تھے، اور تین لوگوں کے من جملہ ”فقہ ماجن“ (آزاد مزاج مفتی) کو حجر کا صحیح حمل قرار دیتے تھے ”لا یجوز الحجر الا علی ثلاثة: الجاهل والمکاري والمفلس“

احناف نے ”فقہ ماجن“ یعنی آوارہ خیال مفتی پر پابندی عائد کرنے کی جو وجہ لکھی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے دین میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں، علامہ کاسانی رحمہ اللہ کے الفاظ میں: لان المفتی الماجن یفسد اُحیاء المسلمین۔ اس سے ظاہر ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ایسی باتیں جو دین میں بگاڑ پیدا کرنے اور اسے کھلونا بنالینے کا کسی قدر سبب بنیں، ناقابل قبول ہیں۔ اس لئے یہ بات کیونکر سوچی جاسکتی ہے کہ وہ ایسے حیلوں کی رہنمائی کریں جن کا مقصد حرام کو حلال کرنا، یا کسی شخص پر ظلم اور اسے حق سے محروم کرنا ہو۔^(۱)

تالیفاتِ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصانیف سے مراد وہ املائی تصانیف ہیں جن کو ان کے لائق اور قابل قدر تلامذہ، مثلاً: امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ نے امام صاحب کی تعلیم اور تدریس کے

(۱) قاموس الفقہ: ج ۳ ص ۳۱۰ تا ۳۱۴

وقت قید تحریر میں لائے تھے، جب کسی مسئلے پر اچھی طرح غور و خوض ہو جاتا تو آپ فرماتے کہ ”اثبتوها!“ اب اس مسئلے کو لکھ لو! اور بجائے سینے کے سینے میں محفوظ کر لو۔ اسی طرح آپ سے عقائد اور فقہ کے متعلق سوالات کئے جاتے، آپ جو جواب ارشاد فرماتے تو تلامذہ اسے اپنے پاس محفوظ کر لیتے، اسی طرح اس فن پر ایک دستاویز تیار ہو جاتی۔ اہل علم میں تصنیف کے دو ہی طریقے شروع سے اب تک رائج رہے ہیں، یا تو مصنف خود کوئی کتاب تصنیف کرے یا املا کروائے، اور تلامذہ اسے نوٹ کریں۔ آج کل بھی درس کے دوران طلبہ اگر استاذ کے اقادات نقل کریں تو استاذ ہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ کتاب اہل علم کے درمیان متداول ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲ھ) کی شہرہ آفاق کتاب ”احکام الأحکام شرح عمدة الأحکام“ آپ کی تصنیف نہیں ہے، بلکہ آپ املا کرواتے اور آپ کے لائق و فائق شاگرد اسے لکھتے تھے۔^(۱)

اسی طرح علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۸ھ) کی مشہور و معروف کتاب ”المبسوط“ جو تیس ضخیم جلدوں میں ہے، یہ کتاب آپ نے کنویں کے اندر سے املا کروائیں اور آپ کے تلامذہ منڈیر پر بیٹھے اسے لکھا کرتے تھے، چنانچہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

فَرَأَيْتُ الصَّوَابَ فِي تَأْلِيفِ شَرْحِ الْمُخْتَصَرِ لَا أَرِيدُ عَلَى الْمَعْنَى الْمُؤَثِّرِ فِي
بَيَانِ كُلِّ مَسْأَلَةٍ اُكْتِفَاءً بِمَا هُوَ الْمُعْتَمَدُ فِي كُلِّ بَابٍ، وَقَدْ انْضَمَّ إِلَى ذَلِكَ
سُؤَالُ بَعْضِ الْخَوَاصِّ مِنْ زَمَنِ حَبَسِي، حِينَ سَاعَدُونِي لِأُنْصِبَ أَنْ أُمْلِيَ
عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَجَبْتُهُمْ إِلَيْهِ.^(۲)

ترجمہ:- میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مختصر (حاکم) کی ایک شرح لکھوں، جس میں ہر مسئلے کے بارے میں رائج بات پر کوئی اضافہ نہ کروں، اور ہر باب میں صرف وہ حکم بیان کروں، جو قابل اعتماد ہو۔ اس کا سبب یہ بنا کہ میرے ساتھیوں میں سے کچھ خاص لوگوں نے میری قید کے زمانے میں مجھ سے اس کی فرمائش بھی کی، اور میری انیسیت کی خاطر میری یہ مدد کی کہ میں انہیں یہ شرح املا

(۱) طبقات الشافعية الكبرى: ترجمہ: محمد بن علی بن وہب بن مطیع، ج ۹ ص ۲۱۲

(۲) المبسوط للسرخسی: خطبة الكتاب، ج ۱ ص ۴

کرواؤں، چنانچہ میں نے ان کی فرمائش کو قبول کیا۔

چنانچہ جن شاگردوں نے شرح لکھنی شروع کی، ان کا یہ جملہ کتاب کے بالکل شروع میں موجود ہے کہ امام اجل شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے اوز جند میں قید ہونے کی حالت میں ہمیں املا کرواتے ہوئے فرمایا:

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْأَجَلُ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَيْمَةِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ الشَّرْحِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَتَوَرَّ طَرِيحَهُ وَهُوَ فِي الْحَبْسِ بِأَوْزَجَنْدِ اِمْلَأْ.

اسی طرح کی سینکڑوں کتابیں اس وقت موجود ہیں جو املاء کروائی گئیں اور بعد میں انہیں کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کتابوں کی شہرت ہوئی، اس طرح کی کتابوں کے متعلق اگر دیکھنا ہو تو ان کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں: الفهرست لابن الندیم، کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، معجم الكتب، صلة الخلف بموصول السلف، إيضاح المكنون، هدية العارفين، الرسالة المستطرفة، وغير ذلك۔

بعض لوگوں نے بوجہ عدم تحقیق یہ دعویٰ کر دیا کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ہے، حالانکہ یہ دعویٰ حقائق کے سراسر منافی اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے، کیونکہ متعدد جلیل المرتبت ائمہ نے ”کتب أبي حنيفة“ کہہ کر آپ کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، ان میں سے چند ایک کی تصریحات ان شاء اللہ! آگے آئیں گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب کی تصانیف سے مراد وہ املائی تصانیف ہیں جو آپ کے سامنے آپ کے حکم سے، آپ کے قابل فخر تلامذہ قید تحریر میں لاتے تھے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كَانَ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ الذَّنِين يَذَاكِرُونَهُ أَبُو يُونُسَ وَزُفَرٌ وَدَاوُدُ الطَّائِي وَأُسْدُ بْنُ عَمْرٍو وَعَافِيَةُ الْأَوْدِي وَالْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ وَعَلِيُّ بْنُ مَسْهَرٍ وَمَنْدَلٌ وَحَبَّانُ ابْنِ أَبِي عَلِيٍّ وَكَانُوا يَخُوضُونَ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَإِنْ لَمْ يَحْضُرْ عَافِيَةُ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: لَا تَرْفَعُوا الْمَسْأَلَةَ حَتَّى يَحْضُرَ عَافِيَةُ، فَإِذَا حَضَرَ عَافِيَةُ

فإن وافقهم قال أبو حنيفة أثبتوها. وإن لم يوافقهم قال أبو حنيفة: لا تثبتوها. (۱)

ترجمہ:- اصحاب ابی حنیفہ جو ان کے ساتھ مسائل میں مذاکرہ کیا کرتے تھے، یہ تھے: امام ابو یوسف، زفر، داؤد طائی، اسد بن عمرو، عافیہ الاودی، قاسم بن معن، علی بن مسہر، مندل بن علی، حبان بن علی، اور جب وہ کسی مسئلے میں بحث و تمحیص شروع کرتے تو اگر عافیہ ان میں شریک نہ ہوتے تو امام ابو حنیفہ فرماتے کہ اس مسئلے میں بحث عافیہ کے آنے تک ختم نہ کرو، جب عافیہ آ جاتے اور ان کی رائے سے وہ متفق ہو جاتے تو امام ابو حنیفہ فرماتے اب اس مسئلے کو لکھ لو! اور اگر عافیہ اتفاق نہ کرتے تو امام صاحب فرماتے یہ مسئلہ مت لکھو۔

امام صدر الائمہ موفق مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة رحمه الله مذهبه شورى بينهم لم يستبد فيه بنفسه دونهم اجتهاد منه في الدين ومبالغة في النصيحة لله ورسوله والمؤمنين فكان يلقي مسئلة مسئلة ويسمع ما عندهم ويقول ما عنده وينظرهم شهرا أو أكثر من ذلك حتى يستقر أحد الأقوال فيها ثم يثبتهما أبو يوسف في الأصول حتى أثبت الأصول كلها. (۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نے اپنا مذہب ان میں بطور شوریٰ رکھا تھا، اور اپنے اصحاب کے بغیر محض اپنی رائے پر وہ مصر نہ رہتے تھے، اور یہ سب کچھ انہوں نے دین میں احتیاط اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق اور مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی کے جذبے کے تحت کیا ہے، چنانچہ وہ ان کے سامنے ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کی رائے سنتے اور اپنا نظریہ بیان فرماتے، اور ایک ایک مہینہ بلکہ ضرورت پڑتی تو اس سے بھی زیادہ عرصے تک اس مسئلے میں مناظرہ اور مباحثہ کرتے رہتے حتیٰ کہ جب کسی ایک قول پر سب کی رائے جم

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ عافیہ بن یزید بن قیس بن عافیہ، ج ۱۲ ص ۳۰۴

(۲) مناقب ابی حنیفہ، ج ۲ ص ۱۲۳

جاتی تو اس کے بعد امام ابو یوسف اس کو اصول میں درج کر دیتے، یہاں تک کہ سب اصول انہوں نے منضبط کر دیئے۔

تالیفاتِ امام اعظم کے متعلق اٹھارہ اکابر اہل علم کی تصریحات

۱۔ شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بالسند نقل کیا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸ھ) جو جلیل القدر محدث اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مشائخ حدیث میں شمار ہوتے ہیں، ایک دفعہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے جارہے تھے، جب مقام ”خیرہ“ پر پہنچے تو اپنے شاگرد علی بن مسہر رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۹ھ) سے فرمایا:

اذهب إلى أبي حنيفة حتى يَكْتُبَ لَنَا الْمَنَاسِكَ. ^(۱)

ترجمہ:- ابو حنیفہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہمارے لئے حج کے مسائل پر کتاب لکھیں۔

۲۔ امیر المومنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں کو کئی مرتبہ لکھا:

کتبت كتب أبي حنيفة غير مرة. ^(۲)

۳۔ امیر المومنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں شام گیا تو امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) سے میری ملاقات ہوئی، تو انہوں نے دوران ملاقات مجھ سے پوچھا: اے خراسانی! یہ کوفہ میں ابو حنیفہ بدعتی کون پیدا ہوا ہے؟ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو کوئی جواب دیئے بغیر اپنے گھر آ گیا:

فأقبلت على كتب أبي حنيفة، فأخرجت منها مسائل من جواد المسائل، وبقيت في ذلك ثلاثة أيام، لُحِثَ يوم الثالث وهو مؤذن

(۱) الانتقام: ترجمة: لعنان بن ثعلبة الأعمش، ص ۱۲۶

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار عبد الله بن المبارك، ص ۱۳۱

مسجدہم وإمامہم، والكتاب فی یدی، فقال: أی شیء هذا الكتاب؟
فناولته فنظر فی مسألة منها وقعت علیها قال النعمان: فما زال قائما
بعد ما أذن حتی قرأ صدرا من الكتاب. ثم وضع الكتاب فی كفه، ثم
أقام وصلی، ثم أخرج الكتاب حتی أتى علیها. فقال لی: یا خراسانی!
من النعمان بن ثابت هذا؟ قلت: شیخ لقیته بالعراق. فقال: هذا
نبیل من المشایخ، اذهب فاستكثر منه. قلت: هذا أبو حنیفة الذی
نہیت عنه. (۱)

ترجمہ:- اور تین دن امام ابو حنیفہ کی کتابیں دیکھتا رہا اور ان سے اچھے اچھے
مسائل نکال کر جمع کر لئے، اور تیسرے دن امام اوزاعی کی مسجد میں جہاں
وہ مؤذن اور امام تھے ان سے ملنے چلا گیا، انہوں نے جب میرے ہاتھ میں
کتاب دیکھی تو فرمانے لگے: یہ کتاب کونسی ہے؟ میں نے وہ کتاب ان کو
پکڑادی، انہوں نے اس کو پڑھنا شروع کیا، دوران مطالعہ ان کی نظر ایک
مسئلے پر پڑی جس پر میں نے لکھا ہوا تھا: قال النعمان: وہ اذان کے بعد
کھڑے کھڑے ہی اس کتاب کو پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اس کا ابتدائی حصہ
پڑھ لیا، پھر کتاب اپنی آستین میں رکھ لی اور نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر
کتاب کا بقیہ حصہ پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی، پھر مجھ
سے فرمایا: اے خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون شخص ہے؟ میں نے جواب
دیا: یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں ملا تھا! تو فرمانے لگے: یہ شخص تو
کوئی بڑا معزز شیخ معلوم ہوتا ہے، تم جاؤ اور ان سے زیادہ سے زیادہ علم
حاصل کرو! اس پر میں نے کہا: یہ وہی ابو حنیفہ ہیں جن سے آپ نے مجھے منع
فرمایا تھا۔

اس کے بعد حج کے موقع پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کی مکہ مکرمہ میں

ملاقات ہوئی اور پھر ان کے آپس میں متعدد اجتماعات ہوئے، میں نے دیکھا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ان مسائل میں بحث کر رہے تھے جو میری تحریر میں انہوں نے پڑھے تھے، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ میری تحریر سے بھی اچھی طرح ان مسائل کی وضاحت کر رہے تھے، جب دونوں جدا ہوئے تو اس کے بعد میں امام اوزاعی رحمہ اللہ سے ملا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:

غبطت الرجل بكثرة علمه ووفور عقله واستغفر الله لقد كنت في غلط

ظاهر، الزم الرجل فانه يخالف ما بلغني عنه۔^(۱)

ترجمہ:- مجھے ابو حنیفہ پر ان کی کثرتِ علم اور وفورِ عقل پر رشک آیا ہے، میں

اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں کھلی غلطی میں تھا، تم ان کو لازم پکڑو!

مجھے ان کے بارے میں جو خبر ملی تھی وہ اصل حقیقت کے بالکل خلاف تھی۔

۴- امام عبد اللہ بن غانم افریقی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۰ھ) ان کے علمی مقام و مرتبے کا

اظہار قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان من أهل العلم والدين والفضل والورع والتواضع والفصاحة

والجزالة۔

امام معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن غانم رحمہ اللہ ہر جمعہ کے دن ہمیں امام ابو حنیفہ

رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھ کر سنااتے تھے:

كان ابن غانم يقرئنا كتب أبي حنيفة في الجمعة يوماً۔^(۲)

۵- امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

من لم ينظر في كتب أبي حنيفة لم يتبحر في الفقه۔^(۳)

ترجمہ:- جو شخص امام ابو حنیفہ کی کتابیں نہیں دیکھے گا، اس کو فقہ میں تبحر حاصل

نہیں ہوگا۔

۶- حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) سے ان کے شاگرد مستملی

(۱) عقود الجمان: الباب العاشر، ص ۱۹۲

(۲) ترتيب المدارك: ترجمة: عبدالله بن غانم، ج ۳ ص ۶۷

(۳) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۷

نے پوچھا کہ آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کی کتابوں کو دیکھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

النظروا فیہا ان کنتم تریدون ان تفقہوا فانی ما رأیت أحدا من الفقہاء یکرہ النظر فی قوله ولقد احتال الثوری فی کتاب الرهن حتی نسخہ^(۱)

ترجمہ:- اگر تم لوگ فقیہ بننا چاہتے ہو تو پھر امام ابو حنیفہ کی کتب کو اپنے مد نظر رکھو، اس لئے کہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو ان کے قول کو دیکھنا ناپسند کرتا ہو، امام سفیان ثوری نے تو حیلے سے ان کی کتاب الرهن لے کر نقل کی ہے۔

۷- امام المغازی امام واقدی (متوفی ۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:

کتبت کتب أبی حنیفۃ رضی اللہ عنہ عن حاتم بن إسماعیل عنہ^(۲)
ترجمہ:- میں نے امام ابو حنیفہ کی کتابیں حاتم بن اسماعیل سے اور انہوں نے خود امام ابو حنیفہ سے لکھی تھیں۔

۸- امام عبد اللہ بن داؤد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں:

من أراد أن یحدیث فی الفقه فلینظر فی کتب أبی حنیفۃ^(۳)
ترجمہ:- جو شخص چاہتا ہے کہ وہ فقہ کی لذت کو پائے تو اسے چاہئے کہ وہ امام ابو حنیفہ کی کتابوں میں غور و فکر کرے۔

۹- علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام اسد بن فرات رحمہ اللہ

(متوفی ۲۱۳ھ) کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۲

(۲) الجواهر المضية فی طبقات الحنفیة: ترجمہ: حاتم بن اسماعیل، ج ۱ ص ۱۸۱

(۳) اخبار أبی حنیفۃ وأصحابہ: ذکر ما روی عن أعلام المسلمین وأئمتہم فی فضل أبی حنیفۃ، ص ۸۵

إِنَّهُ لَمَّا قَدِمَ مِصْرَ مِنَ الْكُوفَةِ جَاءَ إِلَى ابْنِ وَهْبٍ فَقَالَ لَهُ: هَذِهِ كُتُبُ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۱)

ترجمہ:- اسد بن فرات جب کوفہ سے مصر آئے تو ابن وہب کے پاس گئے اور ان سے کہا: یہ امام ابو حنیفہ کی کتابیں ہیں۔

۱۰- مشہور محدث امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ كَتَبَ كُتُبَ أَبِي حَنِيفَةَ أَسَدُ بْنُ عَمْرٍو. ^(۲)

ترجمہ:- سب سے پہلے امام ابو حنیفہ کی کتابیں امام اسد بن عمرو نے لکھی تھیں۔

۱۱- امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے

ایک ثقہ آدمی نے اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ کرخ مقام پر اترے تو دیکھا کہ ایک شیخ طلبہ حدیث کو (احادیث اور فقہی مسائل) اٹلا کر وارہے تھے، تو جب میں ان کے قریب گیا تو دیکھا کہ ان کی گود میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے جس سے وہ انہیں اٹلا کر وارہے تھے:

فَإِذَا فِي حِجْرِهِ كِتَابٌ مِنْ كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ، وَهُوَ يَمْلِي عَلَيْهِمْ. ^(۳)

۱۲- سید الحفاظ امام ابو زرعة رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ھ) جن کے متعلق علامہ عینی رحمہ

اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نقل کرتے ہیں کہ انہیں سات لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں:

كَانَ يَحْفَظُ سَبْعِينَ أَلْفَ حَدِيثٍ.

انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابیں چالیس دن میں حفظ کیں:

حَفِظَ كُتُبَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا. ^(۴)

۱۳- امام ابو یعلیٰ خلیلی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کے

بارے میں لکھا کہ محمد بن احمد شروطی رحمہ اللہ نے امام طحاوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۳ھ) جو امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے خاص شاگرد ہیں،

(۱) تاریخ الإسلام: ترجمة: أسد بن فرات، ج ۱۵ ص ۳۹

(۲) المجواهر المضیة: ترجمة: أسد بن عمرو بن عامر، ج ۱ ص ۱۳۰

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: سليمان بن عمرو بن عبدالله، ج ۹ ص ۲۰

(۴) مغالاة الأخیار: ترجمة: عبدالله بن عبد الكريم أبو زرعة الرازي، ج ۲ ص ۲۷۸

ان کا مذہب چھوڑ کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب کیوں اختیار کیا؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

لَأَنِّي كُنْتُ أَرَى خَالِي يُدِيمُ النَّظَرَ فِي كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَلِذَلِكَ انْتَقَلْتُ إِلَيْهِ. ^(۱)

ترجمہ:- اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اپنے ماموں کو ہمیشہ امام ابو حنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا، اس لئے میں نے بھی امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کر لیا۔

امام ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے بھی امام طحاوی رحمہ اللہ کے ترجمے میں یہ بات نقل کی ہے۔ ^(۲)

علامہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے بھی تین سو اکیس ہجری (۳۲۱ھ) کے حالات کے تحت امام طحاوی رحمہ اللہ کے ترجمے میں اس بات کو نقل کیا ہے۔ ^(۳)

۱۴- قاضی امام ابو عاصم محمد بن احمد عامری رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۵ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ فَقَدْتُ كُتُبَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ لَأَمْلَيْتُهَا مِنْ نَفْسِي حَفْظًا. ^(۴)

ترجمہ:- اگر امام ابو حنیفہ کی کتابیں نایاب بھی ہو جائیں تو میں ان کو اپنے حافظے سے لکھوا سکتا ہوں۔

۱۵- امام امیر ابن ماکول رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ) احمد بن اسماعیل ابو احمد مقرئ الصرام کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

وَسَمِعْتُ كُتُبَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ مِنْ أَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ عَنْ أَبِي سَلِيمَانَ

الْجَوْرَجَانِي عَنْ مُحَمَّدٍ. ^(۵)

(۱) الإرشاد فی معرفة علماء الحديث: ترجمة: أبو إبراهيم إسماعيل بن يحيى البرزلي، ج ۱ ص ۴۳۱

(۲) وفيات الأعيان: ترجمة: الطحاوي، ج ۱ ص ۷۱

(۳) مرآة الجنان: سلة إحدى وعشرين وثلاث مائة، ج ۲ ص ۲۱۱

(۴) الأنساب للسمعاني: باب العين والألف العامري، ج ۹ ص ۱۵۹

(۵) الإكمال في رفع الارتباب: ترجمة: أحمد بن إسماعيل الصرام، باب ليل وقيل وقتل، ج ۷ ص ۶۱

ترجمہ:- انہوں نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی کتابوں کو امام احمد بن نصر سے، انہوں نے امام ابو سلیمان جوزجانی سے، اور انہوں نے امام محمد بن حسن سے سنا تھا۔

۱۶- امام ابو الحسین یحییٰ بن سالم یمنی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتب کا تذکرہ کیا ہے:

یہوز أن تباع منهم كتب أبي حنيفة. ^(۱)

۱۷- اسی طرح فرائض اور شروط جیسے موضوعات پر بھی آپ ہی نے سب سے پہلے قلم اٹھایا، جیسا کہ امام احمد بن ابراہیم المعروف سبط ابن العجمی اور امام محمد بن یوسف صاکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے لکھا ہے:

الدعنان بن ثابت الإمام أبو حنيفة أول من وضع كتاب الفرائض وكتاب الشروط. ^(۲)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت نے ہی سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط تصنیف کیں۔

۱۸- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ میں کتب تصنیف کرنے کا شرف حاصل کیا، چنانچہ امام محمد بن عبد الرحمن ابن الغزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) آپ کے تذکرے میں فرماتے ہیں:

وهو أول من صنف في الفقه والرأي. ^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ اور رائے میں کتب تصنیف کیں۔

(۱) البیان فی مذهب الإمام الشافعی: کتاب البیوع، باب من نہیں عنہ من بیع الغرر، ج ۵ ص ۱۲۲

(۲) کنوز الذهب فی تاریخ حلب: حرف النون، الدعنان بن ثابت، ج ۲ ص ۹۱/ عقود الجمان: الباب التاسع، ص ۱۸۳

(۳) دیوان الإسلام: حرف الحاء، الفصل الثالث فی الکنی، ج ۲ ص ۱۵۲

بیسن^۲ اکابر اہل علم کی تصریحات کہ ”فقہ اکبر“ امام ابو حنیفہ کی تصنیف ہے

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے عقائد پر اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الفقہ الاکبر“ تصنیف کی، آپ سے اس کتاب کو روایت کرنے والے ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ) ہیں۔

۱- مشہور مؤرخ علامہ ابن ندیم (متوفی ۳۳۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصانیف میں درج ذیل کتابیں ذکر کی ہیں:

۱- الفقہ الاکبر، ۲- رسالۃ الی البقی، ۳- العالم والمتعلم، ۴- الرد علی القدریہ۔

اور ساتھ یہ بھی لکھا:

العلم برا و بحر اشرقاً و غرباً بعداً و قرباً تدوینہ رضی اللہ عنہ۔^(۱)
ترجمہ:- برد بحر (خشکی اور تری) مشرق و مغرب اور دُور و نزدیک میں جو علم ہے وہ امام ابو حنیفہ کا مدون کردہ ہے۔

۲- علامہ ابوالطفرا سمرائنی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے بھی قابل اعتماد اور صحیح سند کے ساتھ ”فقہ اکبر“ کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کی ہے:

الْفَقْهُ الْأَكْبَرُ الَّذِي أَخْبَرَنَا بِهِ الثَّقَّةُ بِطَرِيقٍ مُّعْتَمَدٍ وَإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ
نَصِيرِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ.^(۲)

۳- شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) بڑے وثوق کے ساتھ ”فقہ اکبر“ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیا ہے:

(۱) الفہرست: الفن الثانی فی أخبار أبی حنیفہ وأصحابہ، ج ۱ ص ۲۵۱

(۲) التبصیر فی الدین وتمییز الفرقة الناجیة عن الفرق الهالکین: الفرقة السابعة عشرة، ج ۱ ص ۱۸۳

فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ مِنَ الْمُقَرَّرِينَ بِالْقَدْرِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِهِ وَمَعْنَاهُ.
وَكَلَامُهُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْقَدَرِيَّةِ مَعْرُوفٌ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ.^(۱)

نیز علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ”مجموع الفتاویٰ“ میں بھی صراحتاً ”فقہ اکبر“ کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرتے ہیں۔^(۲)

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب ”درء تعارض العقل والنقل“ میں بھی صریح الفاظ کے ساتھ ”فقہ اکبر“ کا انتساب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرتے ہیں:
قال أبو حنيفة في كتاب الفقه الأكبر.^(۳)

۴- امام ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم کنانی حموی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ جلیل القدر تابعی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ”فقہ اکبر“ میں فرماتے ہیں:

وَقَالَ الثَّابِئِيُّ الْجَلِيلُ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي
الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ.^(۴)

۵- علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی ”فقہ اکبر“ کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیتے ہوئے کہا: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تقدیر کا اقرار کرنے والے ہیں، اور آپ نے ”فقہ اکبر“ میں منکرین تقدیر کی تردید کی ہے:

فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ مَقَرَّ بِالْقَدْرِ وَقَدَرَدَ عَلَى الْقَدَرِيَّةِ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ.^(۵)

۶- علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ”الفقه الأكبر“ کی روایت کی ہے:

(۱) منهاج السلة النبوية: الفصل الثاني، فصل من كلام الرافضي على مقالة أهل السنة في القدر، ج ۳ ص ۱۳۹

(۲) دیکھئے: مجموع الفتاویٰ: الأسماء والصفات رد ابن الباجشون على الجهمية، ج ۵ ص ۳۶

(۳) درء تعارض العقل والنقل: الوجه الثالث والأربعون، كلام أبي حنيفة في كتاب الفقه الأكبر، ج ۶ ص ۲۶۳

(۴) إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل: قول السلف في الصفات، ج ۱ ص ۳۱

(۵) المنتقى من منهاج الاعتدال: الفصل الثاني في المذهب الواجب الاتباع، ج ۱ ص ۱۳۷

أَبُو مُطِيعِ الْبَلْخِي رَاوَى كِتَابَ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ عَنِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ. ^(۱)
 ۷- علامہ ابن ابی العزّز دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) اپنی معروف کتاب ”شرح العقیدۃ الطحاویۃ“ میں متعدد مقامات پر صراحت کے ساتھ ”فقہ اکبر“ کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرتے ہیں:

فَمِنْ كَلَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ^(۲)
 وَكَذَلِكَ ظَاهِرُ كَلَامِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي
 الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ^(۳)

گہا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ^(۴)
 چونکہ علامہ ابن ابی العزّز رحمہ اللہ کی یہ شرح غیر مقلدین کے ہاں بھی معروف و مشہور ہے، ”جامعہ ستاریہ اسلامیہ، کراچی“ نے بھی اس شرح کے تین ایڈیشن چھاپ دیئے ہیں، تیسرا ایڈیشن ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء میں چھپا ہے، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے اس شرح کی احادیث کی تخریج کی، اس کا ذکر ان کے شاگرد زہیر الشاویش نے ان الفاظ میں کیا ہے:

قد قام أستاذنا الجليل المحدث الشيخ محمد ناصر الدين الألباني
 بتخريج ما فيها من الأحاديث. ^(۵)

زہیر الشاویش نے اس شرح کی تعریف ان الفاظ میں کی:

وكان أحسن شروحا المعروفة بهذا الشرح، وهو يمثل عقيدة السلف
 أحسن تمثيل، والمؤلف يكثر من النقل عن كتب شيخ الإسلام ابن
 تيمية وتلميذه ابن القيم من غير حالة عليها. ^(۶)

۸- امام کروری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں:

(۱) الجواهر المضیة: ترجمة: أبو مطيع البلخي، ج ۲ ص ۲۶۵

(۲) شرح العقيدة الطحاوية: الرد على المشبه، ص ۸۵

(۳) شرح العقيدة الطحاوية: اتفاق أهل السنة والجماعة أن كلام الله غير مخلوق، ص ۱۸۶

(۴) شرح العقيدة الطحاوية: كلام الله محفوظ في الصدور، ص ۱۹۰

(۵) شرح العقيدة الطحاوية: مقدمة الناشر، ص ۹

قَالَ الْكَرْدِيُّ: فَإِنْ قُلْتَ لَيْسَ لِأَبِي حَنِيفَةَ كِتَابٌ مُصَنَّفٌ قُلْتَ هَذَا
كَلَامَ الْمُعْتَزَلَةِ وَدَعَوَاهُمْ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ فِي عِلْمِ الْكَلَامِ تَصْنِيفٌ
وَعَرَضَهُمْ بِذَلِكَ نَفِيٌّ أَنْ يَكُونَ الْفِقْهُ الْأَكْبَرُ وَكِتَابُ الْعَالَمِ وَالْمُتَعَلِّمِ
لَهُ لِأَنَّهُ صَرَحَ فِيهِ بِأَكْثَرِ قَوَاعِدِ أَهْلِ السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَدَعَوَاهُمْ أَنَّهُ كَانَ
مِنَ الْمُعْتَزَلَةِ وَذَلِكَ الْكِتَابُ لِأَبِي حَنِيفَةَ الْبُخَارِيِّ وَهَذَا غُلَطٌ صَرِيحٌ فَإِنِّي
رَأَيْتُ بِمِخْطَ الْعَلَامَةِ مَوْلَانَا شَمْسِ الْمِلَّةِ وَالدِّينِ الْكَرْدِي الْبِزَاطِقِي
الْعِمَادِي هَذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ وَكُتِبَ فِيهِمَا أَنَّ لَأَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ تَوَاطَأَ
عَلَى ذَلِكَ جَمَاعَةٌ كَثِيرٌ مِنَ الْمَشَائِخِ. ^(۱)

ترجمہ:- اگر آپ یہ کہو کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف نہیں ہے، تو میں کہتا ہوں کہ
یہ بات معتزلہ نے کہی ہے، اور ان کا دعویٰ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی علم کلام میں کوئی
تصنیف نہیں ہے، اور اس سے معتزلہ کی غرض یہ ہے کہ تاکہ ”الفقہ الاکبر“
اور ”العالم والمتعلم“ کی امام صاحب سے نفی کی جائے، اس لئے اس
کتاب میں اہل سنت والجماعت کے اکثر قواعد ذکر کئے ہیں، تو اب معتزلہ نے
یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ کتاب ابو حنیفہ بخاری کی تصنیف ہے، یہ بات صریح طور پر
غلط ہے، میں نے دین اور ملت کی روشنی و چراغ علامہ کروری عمادی کی ان
دونوں (الفقہ الاکبر، العالم والمتعلم) کتابوں پر ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا
خط دیکھا جس پر انہوں نے لکھا تھا کہ یہ دونوں امام ابو حنیفہ کی ہیں، اور کہا کہ
مشائخ میں سے ایک بڑی جماعت نے اس بات کی موافقت کی ہے۔

اس واضح حوالے سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ اس کتاب کی امام صاحب سے نفی کرنے
والے معتزلہ ہیں، چونکہ اس کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اہل سنت والجماعت کے عقائد ذکر
کئے تھے، اور فِرَقِ باطلہ خصوصاً معتزلہ اور دیگر فرقوں کی تردید کی تھی تو اس بنیاد پر باطل فرقوں نے اس
بات کا پروپیگنڈا کیا کہ یہ امام صاحب کی تصنیف نہیں ہے۔

(۱) الجواهر المضية: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۶۱

۹۔ حافظ ابن ناصر الدین دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۲ھ) نے ابو مالک نصران بن نصر الخثلی کے ترجمے میں تصریح کی ہے:

روى الفقه الأكبر لأبي حنيفة عن علي بن الحسن الغزال وعنه أبو عبدالله الحسين الكاشغري.^(۱)

ترجمہ:- انہوں نے ”الفقه الأكبر“ جو امام ابو حنیفہ کی تصنیف ہے، اس کو علی بن الحسن الغزال سے روایت کیا، اور انہوں نے یہ کتاب ابو عبد اللہ الحسین الکاشغری سے روایت کی۔

۱۰۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ابو مالک نصران بن نصر الخثلی رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ:

روى الفقه الأكبر لأبي حنيفة. عن علي بن الحسن الغزال. وعنه أبو عبدالله الحسين الكاشغري.^(۲)

ترجمہ:- انہوں نے فقہ اکبر جو امام ابو حنیفہ کی تصنیف ہے، اس کو علی بن الحسن الغزالی سے روایت کیا ہے، اور ان سے یہ کتاب ابو عبد اللہ الحسین الکاشغری روایت کرتے ہیں۔

۱۱۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں:

أبو مطيع البلخي راوى كتاب الفقه الأكبر عن أبي حنيفة.^(۳)

۱۲۔ محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) بڑے وثوق کے ساتھ دو ٹوک الفاظ

میں فقہ اکبر کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیتے ہیں:

قد قال الإمام الأعظم والهام الأقدم في كتابه المعتبر المعبر
بالفقه الأكبر.^(۴)

(۱) توضیح المشتبه: حرف الجیم، ج ۲ ص ۲۰۷

(۲) تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه: حرف الجیم، ج ۱ ص ۲۹۸

(۳) تاج التراجم: ذکر من اشهر بالكنية، ج ۲ ص ۱۳۹

(۴) أدلة معتقداً أبي حنيفة في أبوى الرسول: ص ۶۲

۱۳- علامہ مرغی بن يوسف بن ابی بکر المقدسی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۳ھ) نے بڑی صراحت کے ساتھ فرمایا کہ فقہ اکبر امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی تصنیف ہے:

الفقه الأكبر في العقائد تصنيف الإمام أبي حنيفة. (۱)

۱۴- علامہ نجم الدین الغزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۱ھ) نے محمد بن بہاء الدین رحمہ اللہ کے ترجمے میں ذکر کیا کہ انہوں نے ”الفقه الأكبر“ جو امام اعظم ابوحنيفه رحمہ اللہ کی ہے اس کی شرح لکھی ہے:

وشرح الفقه الأكبر للإمام الأعظم أبي حنيفة. (۲)

۱۵- علامہ شمس الدین ابوالمعالی محمد بن عبدالرحمن الغزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) نے ابن البیاض احمد بن حسن رومی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۸ھ) کے حالات میں امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی ”فقہ اکبر“ کی شرح کا بھی تذکرہ کیا ہے:

شرح على الفقه الأكبر لأبي حنيفة رضى الله عنه. (۳)

۱۶- علامہ شمس الدین سفارینی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۸ھ) صراحتاً ”فقہ اکبر“ کو امام ابوحنيفه رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي كِتَابِ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. (۴)

۱۷- امام ابوالفضل محمد خلیل بن علی الحسینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) الیاس کردری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۰ھ) کے ترجمے میں ان کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے ”فقہ اکبر“ جو امام اعظم ابوحنيفه رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اس پر حاشیہ لکھا:

(۱) أقاويل العقات في تأويل الأسماء والصفات: مقدمة: ج ۱ ص ۶۳

(۲) الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة: ترجمة: محمد بن بهاء الدين، ج ۲ ص ۲۹

(۳) ديوان الإسلام: حرف الباء، الفصل الخامس في الأبناء، ج ۱ ص ۳۵۱

(۴) لوامع الأنوار البهية: الباب الاول في معرفة الله تعالى وتعداد الصفات صفات الله تعالى قديمة، ج ۱

حاشیہ علی الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابي حنیفة النعمان
رضی اللہ عنہ۔^(۱)

اسی طرح انہوں نے امام علی العمري رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳ھ) کے ترجمے میں ذکر کیا کہ
انہوں نے ”فقہ الاکبر“ جو امام اعظم رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اس کی شرح لکھی ہے:
وشرح الفقہ الاکبر للامام الاعظم۔^(۲)

۱۸- علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے صاحبزادے علامہ نعمان بن محمود بن عبد اللہ آلوسی رحمہ اللہ
(متوفی ۱۳۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ نے ”فقہ اکبر“ میں فرمایا:
وقال امامنا الاعظم في الفقہ الاکبر۔^(۳)

۱۹- امام محمد بن حسین بن سلیمان بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ
میں کہتا ہوں کہ ”فقہ اکبر“ جو مشہور معروف کتاب ہے، اس کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف
دُست ہے، اس بات پر امام صاحب کے اصحاب میں سے متقدمین اور متأخرین کی شہادتیں موجود
ہیں، متقدمین میں سے اس کتاب کی شرح امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ، اور متأخرین میں ملا علی قاری
رحمہ اللہ نے اس کی شرح لکھی ہے، اور یہ دونوں شرحیں ہندوستان میں چھپ چکی ہیں:

قلت: وهذا كتاب الفقہ الاکبر معروف مشهور، صحت نسبته لأبي
حنيفة بشهادة المتقدمين والمتأخرين من أصحابه، فمتن شرحه من
المتقدمين: الإمام أبو منصور الماتریدی ومن المتأخرين: الشيخ
علي بن سلطان القاري، والقرحان مطبوعان بالهند۔^(۴)

۲۰- عمر رضا کمالہ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں
آپ کی تصانیف میں سب سے پہلے ”فقہ اکبر“ کا ذکر کیا:

(۱) سلك الدور في أعيان القرن الثاني عشر: ترجمة: إلياس كوردي، ج ۱ ص ۲۷۳

(۲) سلك الدور: ترجمه: علي العمري، ج ۳ ص ۲۳۱

(۳) جلاء العينين في محاکمة الأحمدين الفصل الرابع، التقليد في أصول الدين، ج ۱ ص ۲۱۲

(۴) الكشف المبدی حمویہ أبي الحسن السبکی: الأسماء والصفات قول أبي حنیفة، ج ۱ ص ۴۱۹

آثارہ: الفقہ الاکبر فی الکلام۔^(۱)

مشہور غیر مقلدین علماء نے ”فقہ اکبر“ کو امام ابو حنیفہ کی تصنیف قرار دیا

مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ”فقہ اکبر“ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں اور اسی

سے آں جناب کو قائلین تقدیر میں شمار کرتے ہیں۔^(۲)

نیز سیالکوٹی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ”منہاج السنۃ“ میں ”فقہ اکبر“ کو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی

کتاب قرار دیتے ہیں۔ پس مولانا شبلی مرحوم کے انکار کی بنا پر اسے معرض بحث میں لانے کی ضرورت

نہیں۔^(۳)

غیر مقلدین کے شیخ النکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ بھی ”فقہ اکبر“ کو بالجزم امام

اعظم رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔^(۴)

مولانا وحید الزمان غیر مقلد مترجم صحاح ستہ بھی ”فقہ اکبر“ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی

تصنیف تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لفظ ”وجہ“ کی تعریف کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ”فقہ اکبر“ میں: ماتے ہیں کہ وجہ کے معنی ذات کے نہ

لئے جائیں۔^(۵)

مولانا عبداللہ معمار امرتسری رحمہ اللہ غیر مقلد نے بھی ”فقہ اکبر“ کو امام اعظم رحمہ اللہ کی

تصنیف قرار دیا ہے۔^(۶)

ملفوظ رہے کہ جس طرح فقہ حنفی میں درج شدہ مسائل کا اصل ماخذ امام اعظم

(۱) معجم المؤلفین: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۱۰۴

(۲) تاریخ اہل حدیث: ص ۷۴

(۳) تاریخ اہل حدیث: ص ۸۹

(۴) فتاویٰ نذیریہ: ج ۱ ص ۳۲۳

(۵) لغات الحدیث: ج ۴ ص ۲۲

(۶) محمدیہ پاکٹ بک: ص ۵۷۰

رحمہ اللہ کی فقہی تصانیف ہیں، اسی طرح عقائد و کلام کے نامور امام علامہ ابو منصور محمد ماتریدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۳ھ) کی عقائد میں لکھی ہوئی تصانیف کا اصل مآخذ امام اعظم رحمہ اللہ کی عقائد سے متعلق لکھی ہوئی کتب ”فقہ اکبر“ وغیرہ ہیں، جیسا کہ مشہور غیر مقلد عالم وادیب مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے ”ماتریدیہ“ کے تعارف میں لکھا ہے:

بات یہ ہے کہ جہاں تک حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہی ژرف نگاہیوں کا تعلق ہے، ان کو تو فقہائے عراق و شام نے خوب نکھارا اور تفریع و مسائل کے ذریعے اچھی طرح مالا مال کیا، مگر ان کے ان متکلمانہ رجحانات کی تشریح کرنا اور ان پر ایک مستقل متکلمانہ مدرسہ فکر کی بنیاد رکھنا ابھی باقی تھا جو ”رسائل ابی حنیفہ“ (فقہ اکبر وغیرہ۔ ناقل) میں مذکور تھے، اس کام کو فقہائے ماوراء النہر نے خوش اسلوبی سے انجام دیا۔^(۱)

بیس اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابو حنیفہ کے مناقب میں جرح کا کوئی جملہ نقل نہیں کیا

بیس اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، سب نے آپ کے مناقب و محامد، آپ کے اساتذہ و تلامذہ، حالات زندگی، ذریعہ معاش، آپ کی جود و سخاوت، اخلاص و لٹہیت، خوفِ آخرت و تقویٰ، کثرتِ عبادت، آپ کی فقہی مہارت، خداداد صلاحیتوں کا تذکرہ، اکابر اہل علم کے آپ کے متعلق توثیقی و توصیفی اقوال، آپ کے ملفوظات، اور آپ کے متعلق گراں قدر معلومات، مندرجہ ذیل حضرات میں سے کسی نے بھی امام صاحب کے مناقب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا، کسی نے مختصر اور کسی نے تفصیلی آپ کی سوانح ذکر کی ہے۔

۱۔ امام ابوالحسن احمد بن عبد اللہ عجل رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے آپ کا تذکرہ اپنی کتاب

”الشقات“ میں کیا۔^(۲)

۲۔ علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے فقہائے ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہ، امام

(۱) عقیات ابن تیمیہ: ص ۱۱۲

(۲) دیکھئے: الشقات: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ص ۴۵۰، رقم الترجمة: ۱۶۹۴

مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہے: ”الانتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء“ یہ کتاب ”دارالکتب العلمیہ“ سے اور پاکستان میں ”المکتبۃ الغفوریۃ العاصمیہ“ سے چھپی ہے، اس پاکستانی نسخے پر محقق العصر شیخ عبدالفتاح ابو غندہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کے گراں قدر علمی و تحقیقی حواشی ہیں جس سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی، علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے سرٹھ (۶۷) اکابر محدثین، فقہاء اور اہل علم کے اسمائے گرامی ذکر کئے ہیں کہ یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مدح بیان کرتے ہیں:

كُلُّ هَؤُلَاءِ أَتَتْهُ أَعْلَانِيَةً وَمَدَحُوهُ بِالْفَاطِطِ مُخْتَلِفَةً.

شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ سب وہ لوگ تھے جو اپنے وقت کے محدث، حفاظ حدیث، چوٹی کے علماء تھے، بعض وہ بھی ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ ہیں، امام بخاری، امام مسلم رحمہم اللہ کے شیوخ نے بھی آپ کی مدح کی ہے، اور ان میں وقت کے بڑے اتقیا، ناقدین فن بھی شامل ہیں، اور ان میں فقہاء، صلحاء، عابدین اور عقلاء کی بھی ایک بڑی جماعت ہے، انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عبادت گزاری، تقویٰ، فقہات، علم و فراست، جلالتِ شان، آپ کی امامت و ثقاہت، جود و سخاوت، اخلاص و للہیت اور خوفِ آخرت کی سب نے گواہی دی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ثقاہت و عدالت پر ستر (۷۰) اہل علم کی شہادتیں موجود ہیں، اگر ان میں کوئی ایک بھی کسی کی توثیق ذکر کر دے تو وہ حجت ہے، لیکن تعصب کا اندازہ کریں کہ اتنی بڑی جماعت کی گواہی کو رد کر دیا جاتا ہے، تو اتر کے لئے زیادہ سے زیادہ جو تعداد ذکر کی گئی ہے وہ ستر ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کی مدح کرنے والوں کی تعداد تو اتر کو پہنچتی ہے، اس لئے شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ مَا حَدَّدَ بِهِ الْعُلَمَاءُ التَّوَاتُرَ عِدَدًا سَبْعُونَ فَقَدْ بَلَغَ الْعَدَدُ عَلَى

الإمام أبي حنيفة حد التواتر. ^(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُتِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ وَجَبَتْ، وَجَبَتْ! وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُتِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ! قَالَ عُمَرُ: فِدَى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُتِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقُلْتُ: وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُتِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقُلْتُ: وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَتَيْتُمُ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَتَيْتُمُ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ. (۱)

ترجمہ:- صحابہ کے سامنے ایک جنازہ گزرا تو صحابہ کرام نے اس میت کی تعریف کی، اور بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: وجبت، وجبت، وجبت! اتنے میں ایک اور جنازہ گزرا تو حاضرین مجلس نے اس کا تذکرہ بُرے الفاظ میں کیا کہ اچھا ہے کہ یہ شخص دُنیا سے چلا گیا کہ ایک بُرا شخص تھا جس سے لوگوں کی جان چھوٹی، آپ نے پھر تین مرتبہ فرمایا: وجبت، وجبت، وجبت! حضرت عمر نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب پہلا جنازہ گزرا اور اس کی مدح و ثنا کی گئی تو آپ نے فرمایا: وجبت، اور ایک بُرے آدمی کا جنازہ گزرا تب بھی آپ نے وجبت فرمایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا ذکر تم بھلائی کے ساتھ کرو تو اس پر جنت واجب ہوگئی، اور جس کا ذکر تم بُرائی کے ساتھ کرو تو اس پر جہنم واجب ہوگئی۔ پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا: تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو!

اسی طرح علماء زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے ۶۷۱ اسماء ذکر کئے، شیخ عبد الفتاح رحمہ اللہ تین کا اضافہ کر کے ۷۰ ذکر کئے، اور بندے نے ۱۰۰ علماء کے امام صاحب کے متعلق توصیفی اقوال نقل کئے:

(۱) صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب فیمن یشہد علیہ الخیرا وشر من الموتی، ج ۲ ص ۶۵۵، رقم الحدیث: ۹۴۹

فہولاء العلماء شہداء اللہ فی الارض۔

ایک معتدل مزاج شخص کے لئے اس قدر شہادتیں کافی ہیں۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ حسد کیا جاتا تھا، اور آپ کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کی جاتی ہے جو آپ میں نہیں تھیں، اور ناشائستہ امور کی تہمت آپ پر لگائی جاتی، حالانکہ آپ کی تعریف و ستائش علماء کی ایک جماعت نے کی ہے، اور وہ آپ کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں:

أَيْضًا مَعَ هَذَا يُحْسَدُ وَيُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا لَيْسَ فِيهِ وَيُخْتَلَقُ عَلَيْهِ مَا لَا يَلِيْقُ بِهِ وَقَدْ أَثْنَى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَفَضَّلُوهُ^(۱)

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اپنی اس مذکورہ کتاب (ص ۱۰۸۲) میں امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کے حوالے سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق یہ توثیقی جملہ نقل کرتے ہیں:

وَهُوَ ثِقَةٌ لَا بَأْسَ بِهِ

۳- علامہ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۷ھ) نے ”طبقات الفقہاء“ میں آپ کا ترجمہ لکھا، آپ کی فقہیت کے متعلق اہل علم کے گراں قدر اقوال نقل کئے۔^(۲)

۴- امام ابوسعید عبدالکریم سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے ”الخصاز“ کے تحت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں علم میں تبحر حاصل تھا، معانی کی گہرائیوں میں غوطہ زن تھے، آپ ریشم کا کاروبار کرتے تھے، اور اس سے اپنے لئے رزق حلال تلاش کرتے تھے:

فَأَمَّا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَلَبَتِ الْكُوفِيُّ مَعَ تَبَحُّرِهِ فِي الْعِلْمِ وَغَوْصِهِ عَلَى دَقَائِقِ الْمَعَانِي وَخَفِيِّهَا كَانَ يَبِيعُ الْخَزَّ وَيَأْكُلُ مِنْهُ طَلِبًا لِلْحَلَالِ^(۳)

انہوں نے کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔

(۱) جامع البیان وفضله: باب ما جاء فی ذکر القول فی دین اللہ، ج ۲ ص ۱۰۸۰، رقم: ۲۱۰۵

(۲) دیکھئے: طبقات الفقہاء: ذکر فقہاء التابعین بالکوفة، ترجمة: أبو حنیفة، ج ۱ ص ۸۷، ۸۸

(۳) الأنساب: باب الخاء والزای، الخصاز، ج ۵ ص ۱۱۱

۵- شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے سات صفحات پر مشکل آپ کا مبسوط تذکرہ کیا، اور کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔^(۱)

۶- علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے دس صفحات پر مشکل آپ کا تفصیلی ترجمہ لکھا، اور کوئی بات جس میں آپ کے ضعف کی طرف ادنیٰ اشارہ ہو وہ بھی نقل نہیں کی۔^(۲)

۷- امام محمد بن یوسف جندی یمنی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۲ھ) نے آپ کا مختصر ترجمہ نقل کیا، اور اہل علم کی آپ کے متعلق آراء نقل کیں۔^(۳)

۸- امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی تصانیف میں زیادہ مشہور ”مشکوٰۃ المصابیح“ ہے، جو کہ حدیث کی نہایت مقبول و متداول کتاب ہے، اور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے، انہوں نے رجال مشکوٰۃ پر ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ہے: ”الإكمال في أسماء الرجال“ جو کہ مشکوٰۃ کے آخر میں طبع ہے، اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کا ترجمہ لکھا، حالانکہ مشکوٰۃ میں آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں، لیکن آپ کے تذکرے میں فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

فانه كان عالماً، عاملاً، ورعاً، زاهداً، عابداً، إماماً في علوم الشريعة، والغرض بايراد ذكره في هذا الكتاب، وان لم نرو عنه حديثاً في المشكاة للتبرك به للعلوم مرتبته ووفور علمه.^(۴)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ عالم، باعمل، پرہیزگار، زاہد، عابد اور علوم شریعت کے امام تھے، اگرچہ ہم نے مشکوٰۃ میں آپ کی کوئی حدیث نقل نہیں کی، لیکن اس کتاب میں ہم آپ کا تذکرہ اس لئے کر رہے ہیں تاکہ آپ سے تبرک حاصل کیا جائے، کیونکہ آپ عالی المرتبت اور کثیر علم والے تھے۔

۹- امام محمد بن احمد بن عبد البہادی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) نے ائمہ اربعہ کے مناقب میں

(۱) دیکھئے: مہذیب الأسماء واللغات: ترجمة: الدعمان بن ثابت، ج ۲، ص ۲۱۶، ۲۲۳

(۲) دیکھئے: وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۵، ص ۱۵۲، ۳۰۵

(۳) دیکھئے: السلوك في طبقات العلماء والملوك: جماعة من أعيان العلماء، ج ۱، ص ۱۴۱، ۱۴۲

(۴) الإكمال في أسماء الرجال: الباب الثاني في ذكر أئمة أصحاب الأصول، ص ۶۲۳، الناشر: قديمي كتب خانہ

ایک عمدہ کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”مناقب الأئمة الأربعة“ ہے، اس کتاب میں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب کو سب سے پہلے لکھا اور آپ کے تعارف کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا: **أحد الأئمة الأعلام، فقيه العراق،** پھر تفصیل کے ساتھ آپ کے مناقب بیان کئے، لیکن کوئی جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا۔ نیز انہوں نے محدثین و حفاظ حدیث کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ”طبقات علماء الحديث“ کے نام سے تصنیف کی، اور اس میں بھی آپ کا بہترین ترجمہ لکھا، نیز آپ کے متعلق لکھا:

كان إماماً، ورعاً، عالماً، عاملاً، متعبداً، كبير الشأن، لا يقبل جوائز السلطان بل يتجرو ويكتسب.^(۱)

ترجمہ:- آپ امام، پارسا، عالم، عامل، عبادت گزار، اور بڑی شان والے تھے، آپ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنی تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔

۱۰- علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۳ھ) نے پانچ صفحات پر مشتمل آپ کا مفصل تذکرہ کیا ہے، اہل علم کے توثیقی اقوال نقل کئے، کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، بلکہ آپ پر ”ولو قتله بابا قبيس“ کے اعتبار سے جو نحوی اشکال ہے، اس کا بھی عمدہ جواب دیا، اور آپ کا مکمل دفاع کیا ہے۔^(۲)

۱۱- مشہور مؤرخ علامہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے ”سنة خمسين مائة“ کے ماتحت آپ کا ذکر خیر کیا، اور کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔^(۳)

۱۲- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ الثَّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ الثَّيْمِيِّ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ
فَقِيهُ الْعِرَاقِ، وَأَحَدُ أَرْبَعَةِ الْأَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْكَانِ
الْعُلَمَاءِ، وَأَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتَّبِعَةِ، وَهُوَ

(۱) طبقات علماء الحديث: ج ۱ ص ۲۶۰

(۲) دیکھئے: الوافی بالوفیات: ترجمہ: الإمام أبو حنيفة، ج ۲ ص ۸۹ تا ۹۵

(۳) دیکھئے: مرآة الجنان وعبرة اليقظان: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۲۲ تا ۲۵۲

أَقْدَمُهُمْ وَفَاتَهُ لِأَنَّهُ أَذْرَكَ عَصْرَ الصَّحَابَةِ. وَرَأَى أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ. ^(۱)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آپ کے مناقب میں ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا۔

۱۳- علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات

کے ساتھ کیا:

الإمام الأعظم والهام الأقدم تاج الأئمة وسراج الأمة أبو حنيفة

نعمان ابن ثابت.

آپ کی زندگی کے تمام مخفی گوشوں کا تذکرہ کیا، اور آپ کی مفصل سوانح ذکر کی۔ ^(۲)

۱۴- علامہ ابن جزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات

سے کیا:

الإمام أبو حنيفة الكوفي فقيه العراق والمعظم في الآفاق.

مختصر الفاظ میں آپ کی جامع سوانح ذکر کی۔ ^(۳)

۱۵- علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے آپ کی سوانح کا تفصیلی تذکرہ کرتے

ہوئے دس فصلیں قائم کیں:

الفصل الأول في ميلاده ونسبه. الفصل الثاني في صفته. الفصل

الثالث فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة. الفصل الرابع في ذكر بعض

مشايخه. الفصل الخامس في ذكر من روى عنه الحديث. الفصل

السادس فيمن اتى عليه واعترف بفضل. الفصل السابع في فطنته

وورعه. الفصل الثامن أن مذهبه أحق بالتقديم. الفصل التاسع في

الخبر الذي ورد حقه من طرق عديدة. الفصل العاشر في وفاته.

آپ کے حالات و مناقب کے لئے تفصیلاً ”مغانی الأخبار“ کا مطالعہ کریں۔ ^(۴)

(۱) البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ج ۱۰ ص ۱۱۳

(۲) دیکھئے: الجواهر المضية: ترجمة: الإمام الأعظم أبو حنيفة، ج ۲ ص ۳۵۱ تا ۳۵۶

(۳) دیکھئے: غاية النهاية في طبقات القراء: باب النون، النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۴۲

(۴) مغانی الأخبار: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۳ ص ۱۲۰ تا ۱۲۴

۱۶- علامہ جمال الدین یوسف بن تغری رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۳ھ) نے ”ما وقع من الحوادث سنة خمسين ومائة“ کے تحت آپ کا مبسوط ترجمہ لکھا، آخر میں لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، اگر میں آپ کے کثرتِ علوم اور مناقب کو جمع کرنا شروع کروں تو کئی جلدیں تیار ہو جائیں۔^(۱)

۱۷- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ”طبقات الحفاظ“ (جو امام ذہبی رحمہ اللہ کی ”تذکرۃ الحفاظ“ کا اختصار ہے، اور مزید کچھ اضافات ہیں، یہ کتاب محدثین کرام کے طبقات پر لکھی گئی ہے) امام سیوطی رحمہ اللہ نے آپ کا ذکر محدثین میں کرتے ہوئے اس کتاب میں آپ کا ترجمہ ذکر کیا، اور امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا قول بھی نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں:

وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: كَانَ ثِقَّةً.

آپ کے متعلق مزید اہل علم کی آراء بھی نقل کیں لیکن ایک لفظ بھی جرح کا ذکر نہیں کیا۔^(۲)

۱۸- علامہ محمد بن یوسف صالمی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے اپنی معروف کتاب ”سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے ترین (۵۳) نمبر باب میں نقل کیا کہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے احادیث میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رحمہم اللہ کے وجود کی طرف اشارہ کیا، پھر اس کے بعد انہوں نے وہ روایات اسناد کے ساتھ نقل بھی کی ہیں:

الباب الثالث والخمسون فی إشارته صلی اللہ علیہ وسلم إلی وجود

الإمام أبي حنيفة والإمام مالك والإمام الشافعي رحمهم الله تعالى.

پھر آگے: ”لو كان الإيمان عند الثريا“ والی روایت کے مصداق کے متعلق فرماتے ہیں:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضي الله عنه هو المراد

من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء

فارس في العلم مبلغه.^(۳)

(۱) دیکھئے: النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة: ما وقع من الحوادث سنة خمسين ومائة، ج ۲ ص ۱۲، ۱۳

(۲) طبقات الحفاظ: الطبقة الخامسة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۸۰

(۳) سبل الہدی: أبواب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ج ۱ ص ۱۱۶

ترجمہ:- ہمارے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ) یقین کے ساتھ یہ بات فرماتے تھے کہ اس سے مراد امام ابو حنیفہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں، اس لئے کہ ابنائے فارس میں سے کوئی بھی آپ کے مبلغ علم تک نہیں پہنچ سکا۔

انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح پر مکمل ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ ہے، حالانکہ یہ مسلک کوئی حنفی نہیں، بلکہ شافعی ہیں، اور کتاب کے نام میں بھی آپ کے اسم گرامی کے ساتھ ”امام اعظم“ کا لقب ذکر کیا، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ایک مرتبہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں، اس مکمل کتاب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نہیں ہے۔

۱۹- علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مفصل کئی صفحات میں دفاع کیا ہے، اور آپ پر کئے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے، آپ فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ نُورٌ لَا يَتَجَرَّأُ أَنْ يَذْكُرَ أَحَدًا مِنَ الْأَئِمَّةِ بِسُوءٍ.
ترجمہ:- جس شخص کے دل میں نور ہو گا وہ کبھی بھی اس بات کی جرأت نہیں کرے گا کہ وہ ائمہ کا تذکرہ بُرائی کے ساتھ کرے۔
آپ فرماتے ہیں:

إِذَا الْأَئِمَّةُ كَالْتُّجُومِ فِي السَّمَاءِ.
ترجمہ:- ائمہ زمین میں اس طرح ہیں جس طرح آسمان میں ستارے۔
نیز آپ فرماتے ہیں:

لَا سِبْيًا إِلَّا مِمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ الْإِعْتِرَاضَ عَلَيْهِ، لَكُونَهُ مِنْ أَجْلِ الْأَئِمَّةِ، وَأَقْدَمَهُمْ تَدْوِينًا لِلْمَذْهَبِ، وَأَقْرَبَهُمْ سِنْدًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَشَاهِدُ الْفِعْلِ أَكْبَرُ التَّابِعِينَ مِنَ الْأَئِمَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.^(۱)

(۱) المیزان الکبریٰ: ج ۱ ص ۶۹

ترجمہ:- کسی شخص کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ائمہ اربعہ کو برا بھلا کہے، خصوصاً امام ابو حنیفہ کو، کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان پر اعتراض کرے، اس لئے کہ وہ تمام ائمہ میں جلیل القدر ہیں، اور ان کا مذہب تدوین کے اعتبار سے سب سے مقدم ہے، اور ان کی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہے، آپ اکابر تابعین کے افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں۔

نیز علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”المیزان الکبریٰ“ میں کئی فصلیں قائم کی ہیں اور امام صاحب پر کئے گئے مطاعن کے مفصل جوابات دیئے ہیں، آپ نے جو سب سے پہلی فصل قائم کی ہے، اس کا عنوان یہ ہے: ”الفصل الاول فی شهادة الأئمة له بغزارة العلم وبیان أن جمیع أقواله وأفعاله وعقائده مشیدة بالکتاب والسنة“ نیز آپ فرماتے ہیں:

وقد تتبعنا بحمد الله أقواله وأقوال أصحابه لما ألفت كتاب أدلة المذاهب فلم أجد قولاً من أقواله أو أقوال أتباعه إلا وهو مستند إلى آية أو حديث أو أثر أو إلى مفهوم ذلك أو حديث ضعيف كثرت طرقه أو إلى قياس صحيح على أصل صحيح فمن أراد الوقوف على ذلك فليطالع كتابي المذكور. (۱)

ترجمہ:- جب میں مذاہب کے أدلہ پر اپنی کتاب تالیف کر رہا تھا تو میں نے خوب غور و خوض اور تتبع سے امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کے اقوال کو دیکھا، میں نے نہیں پایا آپ کے اقوال کو اور نہ ہی آپ کے تبعین کے اقوال کو مگر یہ کہ ان کے پاس اپنے قول پر قرآنی آیت کی صورت میں، یا حدیث کی صورت میں، یا اثر، یا ایسی ضعیف حدیث جس کے کثرت طرق موجود ہوں، یا قیاس صحیح جو اصل صحیح پر مبنی ہو، اس کی صورت میں دلیل موجود ہوتی تھی، پس جو ان دلائل پر مطلع ہونا چاہے تو اسے چاہئے کہ میری مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرے۔

۔ نیز اس فصل کے آخر میں فرماتے ہیں:

فاعلم ذلك واحفظ لسانك مع الأئمة وأتباعهم فانهم على هدى مستقيم.^(۱)

ترجمہ:- ائمہ کرام اور ان کے متبعین کے بارے میں اپنی زبانوں کو بند رکھو! یہ سب صراطِ مستقیم پر گامزن تھے۔

پھر دوسری فصل قائم کی جس کا عنوان یہ ہے: ”فصل فی بیان ضعف قول من نسب الإمام أباحنیفة إلى أنه یقدم القیاس على حدیث رسول الله صلى الله علیه وسلم“۔ اس فصل میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے تھے، اور خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی نقل کیا، آپ نے فرمایا: کذب والله! افتري علينا من يقول عنا إننا نقدم القیاس على النص وهل یحتاج بعد النص إلى القیاس!

ترجمہ:- اللہ کی قسم! یہ ہم پر افتراء باندھا گیا ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں، بھلا نص کے ہوتے ہوئے بھی قیاس کی کوئی ضرورت ہے؟ یعنی قیاس کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جہاں نص موجود نہ ہو، نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی ضرورت نہیں۔

پھر آگے تیسری فصل قائم کی ہے جس کا عنوان یہ ہے: ”فصل فی تضعیف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبی حنیفة ضعیفة غالباً“ اس کے تحت انہوں نے تفصیلاً نقل کیا کہ میں نے ائمہ حنفیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا، میں نے ان کے دلائل کو ہر جگہ قوی پایا۔

اور میں نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد ان کے اقوال و دلائل کو اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا:

”المنهج المبين فی بیان أدلة مذاهب المجتهدين“۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کا مفصل اور مدلل دفاع کیا ہے، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان مباحث کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔

یاد رہے کہ یہ کسی خفی نہیں بلکہ شافعی المسلک معتدل مزاج امام کی شہادت ہے۔

۲۰- علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) نے ”سنۃ خمسین ومائۃ“ کے تحت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مفصل تذکرہ کیا، آپ کی ذہانت اور تبحر علمی کے چند واقعات بھی نقل کئے، لیکن کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔^(۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں، اور مذکورہ بالا بیس اکابر اہل تصانیف جن کا اوپر تذکرہ ہوا، کسی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا، اگر کتاب کی طوالت اور قارئین کی اکتاہٹ اور وقت کی نزاکت کا خیال نہ ہوتا تو بندہ بفضل اللہ تعالیٰ مزید بیس حوالے اور بھی نقل کر سکتا تھا، لیکن: ”خیر الکلام ما قل و حل!“

صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتب میں

امام ابو حنیفہ پر کوئی جرح نہیں

صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں کسی ایک کتاب میں بھی امام اعظم رحمہ اللہ پر کوئی جرح نہیں کی گئی ہے، بلکہ ان تمام کبار محدثین نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب اور آپ کے متعلق کبار اہل علم کے توثیقی اقوال اور آپ کی رفعتِ شان سے متعلق مدحیہ اقوال نقل کئے ہیں، آپ کے ترجمے کو ہر ایک نے بسط کے ساتھ لکھا، اور آپ کی گراں قدر علمی، فقہی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

۱- امام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی مزی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) جن کا تذکرہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا، اور ان کے متعلق فرمایا کہ علم لغت کی طرف متوجہ ہوئے تو اس میں مہارت حاصل کی، پھر علم صرف اور علم ادب میں کمال پیدا کیا، اسماء الرجال میں تو آپ کا جواب نہیں تھا، اور نہ اس فن میں آنکھوں نے آپ جیسا کوئی دوسرا آدمی دیکھا:

ونظر فی اللغة ومهر فیہا وفی التصریف وقرأ العربیة، وأما معرفة

(۱) دیکھئے: شذرات الذهب فی أخبار من ذهب: سنۃ خمسین ومائۃ، ج ۲ ص ۲۲۹-۲۳۲

الرجال فهو حامل لوائها والقائم بأعبائها لم تر العيون مثله. (۱)

امام مزی رحمہ اللہ نے رجال حدیث پر ”تہذیب الکمال فی أسماء الرجال“ کے نام سے پینتیس (۳۵) جلدوں میں کتاب تصنیف کی، اس کتاب میں امام مزی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ انتیس نمبر جلد میں نقل کیا ہے، اور صفحہ نمبر ۳۱۷ سے ۳۳۵ تک تقریباً اٹھائیس صفحات میں آپ کے مبسوط حالات، آپ کے اساتذہ و تلامذہ کا تذکرہ، اکابر اہل علم کی آراء، آپ کے تقویٰ و طہارت، اخلاص و للہیت، عبادت گزاری و شب بیداری، نیز فقہیت میں آپ کی جلالتِ شان کے متعلق بھی ماہرین فن کی آراء نقل کی ہیں، لیکن ان اٹھائیس صفحات میں ایک جملہ بھی آپ کے متعلق جرح کا نقل نہیں کیا، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک اور فن رجال کے ماہر شہسوار کی آپ کے متعلق شہادت ہے، صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی توثیق میں فن أسماء الرجال کے ماہرین محدثین کی آراء صیغہ جزم کے ساتھ نقل کی ہیں، امام الجرح والتعديل حافظ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں، آپ وہی حدیث بیان کرتے تھے جو آپ کو حفظ ہوتی تھی، جو حدیث آپ کو حفظ نہ ہو آپ اسے بیان نہیں کرتے تھے:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثِقَةً لَا يَحْدُثُ بِالْحَدِيثِ إِلَّا بِمَا يَحْفَظُهُ وَلَا يَحْدُثُ بِمَا لَا يَحْفَظُ. (۲)

یہی امام ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علم حدیث میں ثقہ ہیں:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثِقَةً فِي الْحَدِيثِ. (۳)

نیز امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہمارے نزدیک اہل صدق میں سے ہیں، اور آپ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی، ابن ہبیرہ رحمہ اللہ نے آپ کو عہدہ قضا قبول کرنے کے لئے زد و کوب بھی کیا، لیکن آپ نے پھر بھی قاضی بننے سے انکار کیا:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ عِنْدَ مَنْ أَهْلَ الصَّدَقِ وَلَمْ يَتَّهِمْ بِالْكَذِبِ وَلَقَدْ ضَرَبَهُ ابْنُ هَبِيرَةَ عَلَى الْقَضَاءِ فَأَبَى أَنْ يَكُونَ قَاضِيًا. (۴)

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة المزي جمال الدين أبو الحجاج يوسف بن الزكي، ج ۳، ص ۱۹۳

(۲) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹، ص ۴۲۴

ان تینوں اقوال کو امام مزنی رحمہ اللہ نے صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا ہے، اور آپ نے خود اس کتاب کے مقدمے میں فرمایا:

وما لم نذكر إسناداً فيما بيننا وبين قائله: فما كان من ذلك بصيغة الجزم، فهو مما لا نعلم بإسنادة عن قائله المحكى ذلك عنه بأشأ. وما كان منه بصيغة التمريض، فرمما كان في إسنادة إلى قائله ذلك نظر^(۱). ترجمہ:- ہم جس بات کو صیغہ جزم کے ساتھ نقل کریں تو اس کے قائل اور محکی عنہ کے درمیان سند ہمارے علم کے مطابق بالکل درست ہے، یعنی فنی اعتبار سے وہ بات بالکل درست ہے، اور ہم بھی اس کی صحت کے قائل ہیں اسی وجہ سے صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا، البتہ اگر ہم صیغہ تمريض کے ساتھ نقل کریں تو اس بات میں نظر ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توثیق امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے صیغہ جزم کے ساتھ اور الفاظ ثقاہت میں سے بھی ”ثقة“ کے صریح اور واضح لفظ سے ثابت ہے۔
۲- امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فن اسماء الرجال کے مسلم امام، جن کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:
هو من أهل الاستقرار الثام في نقد الرجال.

انہوں نے امام مزنی رحمہ اللہ کی کتاب ”تہذیب الکمال“ کا اختصار کیا ”تہذیب تہذیب الکمال“ کے نام سے، اس کتاب کا مخطوطہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے مکتبہ میں موجود ہے، اور اب یہ کتاب الحمد للہ! چھپ چکی ہے، اس کتاب میں آپ کا ترجمہ آٹھ (۸) صفحات پر مشتمل ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے پندرہ (۱۵) اساتذہ اور اٹھارہ (۱۸) تلامذہ کے اسماء نقل کئے، اور آپ کی توثیق و توصیف میں اکابر اہل علم کی تصریحات نقل کیں، اور ایک جملہ بھی آپ کے متعلق جرح کا نقل نہیں کیا، آخر میں فرماتے ہیں:

(۱) تہذیب الکمال: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۱۵۲

قلت: قد أحسن شيخنا أبو الحجاج حيث لم يورد شيئاً يلزم منه التضعيف. (۱)

ترجمہ:- میں (امام ذہبی) کہتا ہوں: ہمارے شیخ ابو الحجاج مزی نے یہ بہت اچھا کیا کہ آپ کے متعلق کوئی ایسی بات نقل نہیں کی جس سے آپ کا ضعف ثابت ہو۔

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف ”تاریخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام“ جو ”دار الکتاب العربی“ سے باون (۵۲) جلدوں میں چھپی ہے، اس کتاب کی نویں جلد میں ”سنة خمسين ومائة“ کے تحت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ۹ صفحات میں مبسوط ترجمہ نقل کیا ہے، اس میں ایک لفظ بھی جرح پر مشتمل نہیں ہے بلکہ آپ کی توثیق و توصیف میں متعدد کبار اہل علم کے اقوال نقل کئے ہیں۔ (۲)

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”سیر أعلام النبلاء“ میں پندرہ (۱۵) صفحات میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ لکھا ہے، لیکن اس میں کوئی ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں امام صاحب پر جرح ہو، پورا مبسوط ترجمہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب پر مشتمل ہے۔ (۳)

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کا تذکرہ متعدد کتب میں کیا، مثلاً: ”تذكرة الحفاظ. العبر في تاريخ من غير. المعين في طبقات المحدثين. ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل. مناقب أبي حنيفة وصاحبيه. دول الإسلام“ ان تمام کتابوں میں امام صاحب کے متعلق کوئی جملہ جرح کا موجود نہیں، بلکہ ان تمام میں آپ کے مناقب اور آپ کی توثیق و توصیف میں گراں قدر محدثین و فقہاء کی آراء ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے صحاح ستہ کے رجال پر ”الکاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة“ لکھی اس کتاب میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی

(۱) تذهیب تہذیب الکمال: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۹ ص ۲۱۸-۲۲۶

(۲) دیکھئے تفصیلاً: تاریخ الإسلام: سنة خمسين ومائة، ج ۹ ص ۳۰۵-۳۱۴

(۳) دیکھئے تفصیلاً: سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۰-۴۰۵

سیرت پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس ترجمے میں امام صاحب پر کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصانیف میں صرف ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“ میں امام صاحب پر جرح نقل ہے، حالانکہ وہ جرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے نہیں کی بلکہ متعصبین نے اس جرح کو اپنی طرف سے اس کتاب میں شامل کیا ہے، قدیم نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے خود اس کتاب کے مقدمے میں فرمایا:

و کذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالته
في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة والشافعي
والبخاري.^(۲)

ترجمہ:- میں اپنی اس کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا، اہل اسلام میں ان کی جلالتِ شان اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت و احترام کی وجہ سے، (پھر آپ نے سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کا نام ذکر کیا ہے) جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام بخاری۔

اب یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ جرح اس کتاب میں کس نے داخل کی؟ اور متعدد علماء کی تصریحات کہ یہ جرح اس کتاب میں متعصبین نے داخل کی، اس کتاب کے آخر میں اس عنوان کے تحت دیکھیں: ”میزان الاعتدال کے نسخے میں امام ابوحنیفہ پر جرح اور اس کا جواب۔“

۳۔ امام محمد بن حسن بن حمزہ المعروف ابوالحسن حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۵ھ) کی تصنیف ”التذکرۃ بمعرفۃ رجال الکتب العشرۃ“ میں آپ نے صحاح ستہ اور مسند ابی حنیفہ، موطا مالک، مسند شافعی، مسند احمد، ان دس کتابوں کے رجال کے حالات لکھے، یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی، اس کتاب کا مخطوطہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں رقم ۱۲۳ کے تحت موجود ہے، اب الحمد للہ! یہ کتاب چھپ چکی ہے، اس میں علامہ حسینی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نو (۹) اساتذہ اور آٹھ (۸) تلامذہ کا ذکر کیا ہے، پھر آپ کے متعلق اکابر اہل علم کے توصیفی اور توثیقی اقوال

(۱) دیکھئے: الکاشف: ترجمة: نعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۲۲

(۲) میزان الاعتدال: مقدمة، ج ۱ ص ۲

نقل کئے، علامہ حسینی رحمہ اللہ نے اپنی اس تصنیف میں امام صاحب کے ترجمے میں آپ کے متعلق جرح کا کوئی قول نقل نہیں کیا، اور آپ کی توثیق میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے وہ اقوال نقل کئے جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا۔^(۱)

۴- امام برہان الدین ابوالفضل ابراہیم بن محمد بن خلیل طرابلسی حلی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۱ھ) نے صحاح ستہ کے رجال پر ”نہایۃ السؤل فی رجال الستۃ الأصول“ لکھی، ان کے تفصیلی حالات ”لحظ الالحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ“ ج ۱ ص ۲۰۱ تا ۲۰۶ میں ملاحظہ فرمائیں، انہوں نے ان کی اس تصنیف کا نام ”غایۃ السؤل فی رجال الستۃ الأصول“ ذکر کیا ہے، یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے، اس کتاب کے مخطوطے کا عکس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے، محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے اس کتاب سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، اس میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا موجود نہیں ہے۔^(۲)

۵- شیخ الاسلام، حافظ الدنیا، شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی تصنیف ”تہذیب التہذیب“ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عمدہ ترجمہ لکھا، اور ایک قول بھی ایسا نقل نہیں کیا جس میں ادنیٰ اشارہ بھی آپ کے ضعف کی طرف ہو، بلکہ آپ کی توثیق میں امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے اقوال نقل کئے:

سمعت ابن معین یقول کان أبو حنیفة ثقة لا یحدث بالحديث إلا بما یحفظه ولا یحدث بما لا یحفظ. عن ابن معین کان أبو حنیفة ثقة فی الحديث.^(۳)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فن جرح و تعدیل میں بھی دسترس حاصل تھی، اسی وجہ سے جابر جعفی کے متعلق آپ کی جرح اور امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے متعلق آپ کا توثیقی قول بھی نقل کیا:

(۱) التذکرۃ بمعرفۃ رجال الکتب العشرۃ: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۱۷۷، ۱۷۸، رقم الترجمة: ۷۱۸

(۲) مکاتیب الإمام أبی حنیفۃ فی الحديث: ص ۱۰۰، ۱۰۱

(۳) تہذیب التہذیب: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۳۵۲، ۳۵۳

ما رأیت أکذب من جابر الجعفی ولا أفضل من عطاء بن أبی رباح۔
اور آخر میں فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، پس اللہ تعالیٰ
ان سے راضی ہو، اور جنت الفردوس میں انہیں جگہ عطا فرمائے:

مناقب الإمام أبی حنیفة کثیرة جدا فرضی الله تعالى عنه
وأسکنه الفردوس۔

بندے نے آپ کے سامنے امام مزی، امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ کے حوالے سے
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب نقل کئے، اور تینوں حضرات نے امام صاحب کے ترجمے میں آپ پر
کوئی جرح نقل نہیں کی، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

وَالَّذِي أَقُولُهُ إِنَّ الْمُحَدِّثِينَ عِيَالُ الْآنَ فِي الرِّجَالِ وَغَيْرَهَا مِنْ فَنُونِ
الْحَدِيثِ عَلَى أَرْبَعَةٍ: الْمِزِّي وَالذَّهَبِيُّ وَالْعِرَاقِيُّ وَابْنُ حَجَرٍ۔^(۱)

ترجمہ:- میں کہتا ہوں کہ محدثین، رجال حدیث اور دیگر فنون حدیث میں اس
وقت چار حفاظ حدیث کے عیال ہیں: امام مزی، امام ذہبی، علامہ عراقی، حافظ
ابن حجر۔

۶- امام احمد بن عبد اللہ خزرجی انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) نے ”خلاصۃ تہذیب
تہذیب الکمال فی أسماء الرجال“ تصنیف کی، یہ کتاب امام ذہبی رحمہ اللہ کی ”تہذیب تہذیب
الکمال“ کا بہترین خلاصہ ہے، یہ کتاب بھی صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی ہے، انہوں نے
نہایت اختصار کے ساتھ راویان حدیث کے حالات نقل کئے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمے میں
آپ کے متعلق محدثین کے توصیفی اقوال نقل کئے، اور کوئی جرح نقل نہیں کی بلکہ آپ کے متعلق فرمایا کہ
امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے آپ کی توثیق کی ہے:

وَتَقَّاهُ ابْنُ مَعِينٍ۔^(۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر
کوئی جرح نہیں، بلکہ سب نے آپ کے مناقب اور توثیق و توصیف نقل کی ہے۔

(۱) طبقات الحفاظ: ترجمة: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي، ص ۵۲۲، رقم الترجمة: ۱۱۴۴

(۲) خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۴۰۲

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر نقد و جرح اور اس کے جوابات

امام ابو حنیفہ اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ

حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۵ھ) نے ”مصنف ابن ابی شیبہ“ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے، جس کے متعلق ملا چلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں:

وهو: كتاب كبير جدا، جمع فيه فتاوى التابعين وأقوال الصحابة، وأحاديث الرسول على طريقة المحدثين بالأسانيد مرتبا على الكتب والأبواب على ترتيب الفقه.^(۱)

ترجمہ:- یہ مصنف بڑی عمدہ کتاب ہے، جن میں فتاویٰ تابعین، اقوال صحابہ اور احادیث رسول کو محدثین کے طریقے پر اسانید کے ساتھ جمع کیا ہے، اور ترتیب فقہی پر اس کی کتب و ابواب کو مرتب کیا ہے۔

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کے ناقدین میں شامل ہیں، مگر ان کی تنقید بعض فقہی مسائل تک محدود ہے، آپ نے اس کتاب میں مستقل ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے:

كتاب الرد على أبي حنيفة هذا ما خالف به أبو حنيفة الأثر الذي جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

اس عنوان کے تحت انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے ۱۲۵ مسائل میں احادیث و آثار کی مخالفت کی ہے۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے اپنی کتاب ”النکت الطریفة فی التحدث عن رحد ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ“ کے آغاز میں ان اعتراضات کے متعلق فرماتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے ان ۱۲۵ اعتراضات میں سے نصف وہ ہیں جن میں دونوں

(۱) کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب الميعة، المصنف، ج ۲ ص ۱۷۱

جانب قوی آثار و احادیث موجود ہیں، لہذا اختلاف صرف وجوہ ترجیح کا رہ جاتا ہے۔ باقی نصف کے پانچ حصوں میں سے پہلا حصہ وہ ہے جس میں امام صاحب نے کسی خبر واحد کو کتاب اللہ کی وجہ سے چھوڑا ہے، دوسرے حصے میں خبر مشہور کی وجہ سے کم درجے کی حدیث پر عمل نہیں کیا، اور تیسرے حصے میں مدارک اجتہاد اور فہم معانی حدیث کے فرق کی وجہ سے الگ راہ اختیار کی ہے، چوتھے حصے میں مؤلف نے حنفی مذہب سے ناواقفیت کی بنا پر اعتراض کیا ہے، اور پانچویں حصے میں جو بارہ تیرہ مسائل پر مشتمل ہے، علی سبیل التنزل یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام صاحب کے مدونہ مسائل کی کثرت کے اعتبار سے صفر کے قریب ہوتی ہے، کیونکہ ان کی تعداد بارہ لاکھ ستر ہزار تک ہے، گویا ایک لاکھ مسائل میں ایک مسئلہ ہے، اور یہ کون کہتا ہے کہ امام صاحب معصوم تھے؟^(۱)

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ ہر ایک اعتراض کا بڑا مفصل اور مدلل جواب دیا، کتاب کا تحقیقی معیار نہایت بلند ہے، تحقیق و تدقیق کا ایک گنجینہ ہے، بہ نظر انصاف اس کتاب کے مطالعے کے بعد کوئی اشکال باقی نہیں رہتا، اہل علم حضرات اس کتاب کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ کریں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے اعتراضات کے جوابات پر لکھی گئی کتابیں
امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے ان اعتراضات کے جوابات میں بہت سے اہل علم نے کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱- الدر المنیفة فی الرد علی ابن ابی شیبہ فی ما أوردہ علی ابی حنیفہ: علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ)۔

۲- الأجوبة المنیفة عن اعتراضات ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ: علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۷ھ)۔

۳- النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ: علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ)۔

(۱) النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ: ص ۵

۴- علامہ محمد بن یوسف صامی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۴ھ) ”صاحب سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ نے ”عقود الجمان فی مناقب الإمام أبی حنیفۃ النعمان“ میں لکھا ہے کہ خود انہوں نے بھی ابن ابی شیبہ کے رد میں ایک مستقل تالیف شروع کی تھی اور دس حدیثوں تک جوابات بھی لکھ لئے تھے، مگر بعد میں یہ اندازہ ہوا کہ جس پیمانے پر انہوں نے جواب لکھنا شروع کیا ہے، وہ دو جلدوں میں آئے گا، تو قلم روک لیا، کیونکہ اس زمانے میں یہ ”سبل الہدی“ کی تکمیل میں مصروف تھے۔

۵- ملا چلی رحمہ اللہ نے ایک اور تصنیف کا بھی ذکر کیا جس کا نام ”الرد علی من رد علی أبی حنیفۃ“ ہے:

الرد علی من رد علی أبی حنیفۃ وافتخر به وجعله باباً فی کتابه وهو الحافظ: أبوبکر بن أبی شیبۃ فشرع الراد فی تحریر مسائله أولاً مع أدلته، ثم تقریر أصل المسألة مع أجوبته فی مختصر أوله: الحمد لله الذی هدانا إلى الصراط المستقیم... الخ^(۱)

مولانا احمد حسن سنہلی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ”مکتبہ فاروقیہ ہند“ سے شائع ہو چکی ہے۔

۶- مکاتلہ الإمام أبی حنیفۃ بین المحدثین، علامہ محمد بن قاسم حارثی کی ہے، انہوں نے نہایت تفصیل و تحقیق کے ساتھ مکمل ۱۲۵ اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں، ابتدا میں امام صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات، آپ کے شیوخ و تلامذہ، علم حدیث میں آپ کا مقام، حدیث ضعیف کے متعلق امام صاحب کا موقف، حدیث مرسل کے متعلق ائمہ احناف کی آراء، اپنے موضوع سے متعلق نہایت عمدہ کتاب ہے۔

نعیم بن حماد اور ان کی تنقید

امام بخاری رحمہ اللہ نے نعیم بن حماد کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے:

(۱) کشف الظنون عن أسامی الكتب والفنون: باب الرام الرد، ص ۸۴۰

الحمد لله كان يُنقض الإسلام عروة عروة ما وُلد في الإسلام أشأم منه. (۱)

ترجمہ:- الحمد للہ! کہ وہ مر گیا، وہ تو اسلام کی کڑیوں کو ایک ایک حلقہ کر کے توڑتا تھا، اسلام میں اس سے بڑا بد بخت کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

جواب:- امام صاحب رحمہ اللہ کی مدح میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بہت سے اقوال منقول ہیں، جن کا ذکر ماقبل میں تفصیلاً ہوا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کرے وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ ان سے اونچے درجے کا ہو، اور ان سے زیادہ علم والا ہو، لیکن اس کا پایا جانا مستبعد ہے:

سمعت سفیان الثوري يقول: إن الذي يخالف أبا حنيفة يحتاج أن يكون أعلى منه قدراً وأوفر علماً وبعيداً ما يوجد ذلك. (۲)

محمد بن بشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدثني محمد بن بشر قال: كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفیان فأتى أبا حنيفة فيقول لي من أين جئت؟ فأقول من عند سفیان. فيقول لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله، فأتى سفیان فيقول لي من أين؟ فأقول من عند أبي حنيفة. فيقول: لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض. (۳)

ترجمہ:- میں سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا، جب امام ابو حنیفہ کے پاس آتا ہے تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا کہ سفیان ثوری کے پاس سے، تو فرماتے: تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر علقمہ اور اسود آجائیں تو ان کے علم کا محتاج ہوتے۔ پھر میں سفیان ثوری کے

(۱) الضعفاء الصغیر: باب النون ترجمہ: النعمان بن ثابت، ص ۱۳۲

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۰

(۳) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ماقبل فی فقہ أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۳

پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا: امام ابو حنیفہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے: بلاشبہ آپ رُودے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو۔

اندازہ کیجئے یہ وہی سفیان ثوری رحمہ اللہ ہیں جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرما رہے ہیں کہ رُودے زمین کے سب سے بڑے فقیہ ہیں، وہ امام صاحب پر کیسے جرح کر سکتے ہیں؟ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو ابتدا میں آپ سے اس غلط فہمی کی بنا پر کچھ تکدر تھا کہ آپ قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں، چنانچہ ایک موقع پر حضرت سفیان ثوری، امام مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق رحمہم اللہ امام صاحب کے پاس آئے اور بہت سے مسائل پر صبح سے ظہر تک گفتگو رہی، جس میں امام صاحب نے اپنے مذہب پر دلائل پیش کئے اور ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے، تو آخر میں سب حضرات نے امام صاحب کے ہاتھوں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور ان سے کہا:

أنت سيد العلماء فاعف عنا فيما مضى منا من وقيعتنا فيك
بغير علم. ^(۱)

سفیان ثوری رحمہ اللہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان والله! شديد الأخذ للعلم، ذابا عن المحارم، متبعا لأهل بلدة، لا يستحل أن يأخذ إلا ما صح، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، شديد المعرفة بناسخ الحديث ومنسوخه، وكان يطلب أحاديث الثقات والأخذ من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وما أدرك عليه علماء أهل الكوفة في اتباع الحق أخذ به وجعله دينه، وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر الله تعالى عنه. ^(۲)

ترجمہ:- اللہ کی قسم! علم کے اخذ میں سخت مستعد اور منہیات کا انسداد

(۱) الميزان الكبرى: فصل في بيان ضعف قول من نسب الإمام أبا حنيفة إلى أنه يقدم القياس على

حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۶۵، ۶۶

(۲) الخيرات الحسان: الفصل الثالث عشر، ثناء الأئمة عليه، ص ۳۵، ۳۶

کرنے والے تھے، وہی حدیث لیتے تھے جو پایہ صحت کو پہنچ چکی ہو، ناخ و منسوخ کی پہچان میں قوی طاقت رکھتے تھے، ثقہ اصحاب کی احادیث اور آخری فعل رسول مقبول کے متلاشی رہتے تھے، حق کی پیروی میں جس بات پر جمہور علمائے کوفہ کو متفق پاتے تھے اس سے تمسک پکڑتے تھے، اور اسی کو اپنا دین و مذہب قرار دیتے تھے، قوم نے آپ پر بے جا طعن و تشنیع کی اور ہم نے بھی خاموشی اختیار کی، جس کی نسبت ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں، بلکہ ہم سے بھی آپ کے حق میں بعض غلط الفاظ نکلے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت، ثقاہت، فقاہت، اجتہاد اور تبحر فی الحدیث ہونے کے قائل تھے۔ اب رہی یہ بات کہ نعیم بن حماد نے جو جرح نقل کی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ شخص تھا جو تقویت سنت کے لئے جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توہین میں جھوٹے قصے گھڑ کر پیش کرتا تھا، اور یہ بات بھی اس نے اپنی طرف سے گھڑ کر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دی۔ علامہ ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي حنيفة مزورة كذب. (۱)

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي حنيفة مزورة كذب. (۲)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب أبي حنيفة كلها كذب. (۳)

(۱) الكامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: نعیم بن حماد المروزی، رقم: ۱۹۵۹، ج ۸ ص ۲۵۱

(۲) تاریخ مدینہ دمشق: ترجمة: نعیم بن حماد بن معاویہ المروزی، رقم: ۷۹۰۹، ج ۶۲ ص ۱۶۸

(۳) الضعفاء والمتروکون: حرف النون، ترجمة: نعیم بن حماد، رقم: ۱۹۰۲، ج ۶۲ ص ۱۶۳

علامہ ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي حنيفة كذب. (۱)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

كان نعيم ممن يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب النعمان كلها كذب. (۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات في ثلب أبي حنيفة كلها كذب. (۳)

ان تمام ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ نعیم بن حماد کو امام صاحب رحمہ اللہ سے بہت تعصب تھا جس کی بنا پر وہ جھوٹی باتیں اور قصے گھڑ کر امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتا تھا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نعیم بن حماد کے پاس بیس احادیث ایسی تھیں جن کی کوئی اصل نہیں تھی:

قال أبو داود: كان عند نعيم بن حماد نحو عشرين حديثاً عن النبي، ليس لها أصل. (۴)

اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کے متعلق اچھی خاصی جرح موجود ہے، اہل علم حضرات اصل کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بنا پر حضرت

(۱) تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: باب النون، ترجمة: نعیم بن حماد بن معاویہ، ج ۲۹ ص ۴۷۶

(۲) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: حرف النون، ترجمة: نعیم بن حماد، رقم: ۹۱۰۲، ج ۳ ص ۲۶۹

(۳) تہذیب التہذیب: حرف النون، ترجمة: نعیم بن حماد، ج ۱۰ ص ۲۶۳

(۴) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: حرف النون، ترجمة: نعیم بن حماد، رقم: ۹۱۰۲، ج ۳ ص ۲۶۸

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں، جن کو حافظ شمس الدین رحمہ اللہ جیسے ناقد الرجال ”امام اعظم“ کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ”البدایہ والنہایہ“ میں آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں:

أحد أئمة الإسلام والسادة الأعلام وأحد الأركان العلماء وأحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة. (۱)

امام بخاری رحمہ اللہ جو امام صاحب سے کچھ نالاں ہیں اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ انہوں نے نعیم بن حماد کی شاگردی اختیار کی، اور یہ شخص امام صاحب کے بارے میں جھوٹی باتیں گھڑتا تھا، یہی بات سبب بنی امام بخاری رحمہ اللہ کے امام صاحب سے انحراف کی۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

صحب البخاری أيضاً نعیم بن حماد الذی اتبعہ الدولابی بوضع حکایات

فی مثالب أبی حنیفة کلھا زور کما جاء ذکرہ فی العہذیب والمیزان

فلعل ذلك هو منشأ انحراف البخاری عن الإمام أبی حنیفة. (۲)

یاد رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں اس قدر صحت کا التزام نہیں کیا ہے، چنانچہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی فرماتے ہیں:

اور یہ بھی یاد رہے کہ بخاری نے اپنی صحیح کی طرح دیگر کتب میں صحت کا التزام نہیں کیا۔ (۳)

امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح اور اس کا جواب

امام نسائی رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث میں قوی نہیں ہیں:

العن بن ثابت أبو حنیفة. قال النسائی لیس بالقوی فی الحدیث. (۴)

جواب: ۱- امام نسائی رحمہ اللہ سے اس جرح کے ناقل حسن بن رشیق ہیں جن پر حافظ

(۱) ”تاریخ الحدیث“، ص: ۶۳

(۲) قواعد فی علوم الحدیث: سبب انحراف البخاری عن أبی حنیفة، ص: ۳۸۰

(۳) تاریخ الحدیث، ص: ۶۱

(۴) الضعفاء والمتروکون: باب النون، ترجمة: نعمان بن ثابت، رقم: ۵۸۶

عبدالغنی اور امام دارقطنی نے جرح کی ہے:

الحسن بن رشیق تکلم فیہ عبدالغنی الحافظ وأنکر علیہ الدارقطنی

أنه كان يقبل ممن يقول له فيغير كتابه. (۱)

۲- جرح کے باب میں امام نسائی رحمہ اللہ خاصے تشدد ہیں اور جارحین تشددین کے بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ ان کی جرح قبول نہیں جب تک کسی منصف و معتبر امام سے اس کی تصدیق موجود نہ ہو۔

جارح اگر متعنت ہو یا تشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہے، جب تک کہ کوئی منصف اور معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے۔ جارحین میں متعنتین اور تشددین جیسے امام ابو حاتم، امام نسائی، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن سعید القطان، ابن حبان وغیرہم رحمہم اللہ یہ حضرات جرح میں خاصے متعنت ہیں، اس لئے محض انہی کی جرح اس وقت تک معتبر نہیں جب تک کوئی معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

علامة ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

أن يكون الجارح من المتعنتين المشددين في الجرح فإن هناك جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم تشدد في هذا الباب فيجرحون الراوى بأدنى جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبرة وجرحه لا يعتبر ما لم يوافق غير من ينصف ويعتبر فن المتعنتين المشددين: أبو حاتم والنسائي وابن معين ويحيى بن سعيد القطان وابن حبان وغيرهم فإنهم معروفون بالإسراف في الجرح والتعنت فيه. (۲)

۳- امام نسائی رحمہ اللہ نے توحیح بخاری کے روایات جن سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایات نقل کی ہیں بوجہ تشدد و تعنت کے ان کی بھی تضعیف کی ہے۔

(۱) الضعفاء والمتروكون: حرف الحاء، ترجمة: الحسن بن رشيق، رقم ۸۱۹، ص: ۲۵۲ / ميزان الاعتدال:

حرف الحاء، ترجمة: الحسن بن رشيق، ج ۱ ص ۴۹۵، رقم ۱۸۳۷

(۲) قواعد في علوم الحديث: لا يؤخذ بقول كل جارح ولو كان الجارح من الأئمة، ص ۱۷۸، ۱۷۹

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

الحسن بن الصباح البزار تعنت فیہ النسائی.

حبیب المعلم متفق علی توثیقہ لکن تعنت فیہ النسائی^(۱).

اندازہ کیجئے کہ حبیب المعلم وہ راوی ہیں جن کی توثیق پر سب کا اتفاق ہے، لیکن امام نسائی رحمہ اللہ نے ان پر بھی کلام کیا ہے۔

۴- محمد بن بکر البرسانی لینہ النسائی بلا حجة۔

۵- ہدبہ بن خالد ضعفہ النسائی بلا حجة۔^(۲)

فمن اسماء الرجال کے ماہر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ میں تعنت ہے، نیز رجال کی تضعیف بغیر کسی دلیل کے کر رہے ہیں، یہ چاروں راوی ایسے ثقہ ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے روایت نقل کی ہے، لیکن امام نسائی رحمہ اللہ نے بوجہ تعنت و تشدد کے ان کی تضعیف کر دی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حارث بن عبد اللہ الاغور الہمدانی رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

والنسائی مع تعنتہ فی الرجال قد احتج بہ^(۳).

ترجمہ:- امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کے سلسلے میں تعنت کے باوجود ان کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ کے بارے میں یہ فیصلہ کسی خفی عالم کا نہیں، بلکہ شافعی المسلك حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ہے، جو غیر مقلدین کے ہاں بھی مسلم امام ہیں۔

۶- امام نسائی رحمہ اللہ کی یہ جرح مبہم ہے، امام صاحب رحمہ اللہ حدیث میں کیوں ضعیف ہیں؟ وجہ ضعف امام نسائی رحمہ اللہ نے نقل نہیں کی، جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بخاری کے روایات کی تضعیف کی تھی بغیر کسی دلیل کے۔

(۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع فی سیاق اسماء من طعن فیہ من رجال، ج ۱ ص ۳۶۱

(۲) فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع فی سیاق اسماء من طعن فیہ من رجال، ج ۱ ص ۳۶۳

(۳) تہذیب العہدیب: باب الحام، ترجمہ: حارث بن عبد اللہ الاغور، ج ۲ ص ۱۳۷

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۷ھ) فرماتے ہیں:

لا یقبل الجرح إلا مفسرا۔^(۱)

ترجمہ:- جرح کو قبول نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ مفسر ہو۔

أكثر الفقهاء ومنهم الحنفية و أكثر المحدثين ومنهم البخاری
ومسلم لا یقبل الجرح إلا مبینا سببه كأن یقول الجرح فلان شارب
خمر أو أكل ربا۔^(۲)

ترجمہ:- اکثر فقہائے کرام، ائمہ احناف، محدثین کرام جن میں امام بخاری
و مسلم بھی شامل ہیں، فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت قابل قبول ہوگی جب
سبب جرح بیان کیا جائے، جیسا کہ جارح کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے، یا
سود کھاتا ہے، تو اب جرح قبول ہوگی۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نہایت تفصیل کے ساتھ تمام اقوال نقل کرنے
کے بعد آخر میں فیصلہ فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کرام جن میں شیخین، اصحاب سنن اربعہ، ائمہ
احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجیح وهو مذهب الحنفية
وأكثر المحدثين منهم الشیخان واصحاب السنن الأربعة، وانه
مذهب الجہور، وهو القول المنصور۔^(۳)

۷۔ ممکن ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے پہلے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو غیر قوی خیال کیا ہو، مگر
بعد تتبع و تحقیق کے معلوم ہوا ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں تو اپنے پہلے خیالات سے رجوع کر لیا ہو،
جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت
نقل کی ہے:

(۱) المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج: مقدمة: باب بیان أن الاسناد من الدین، ج ۱ ص ۹۱

(۲) التقرير والتحرير: الباب العالمة مسألة: لا یقبل الجرح إلا مبینا سببه، ج ۲ ص ۲۵۸

(۳) الرفع والتكمیل فی الجرح والتعديل: المرصد الأول فیما یقبل من الجرح والتعديل وما لا یقبل

حدثنا علي بن حجر ثنا عيسى هو ابن يونس عن النعمان يعني أبا حنيفة
عن عاصم عن أبي رزين عن ابن عباس قال ليس علي من أتي
بهيمة حد. (۱)

یہ روایت ابن السنی رحمہ اللہ کی اختصار میں نہیں ہے، لیکن ابن الاحرار، ابو علی سیوطی اور مغاربہ
کے نسخوں میں موجود ہے۔

۸- امام نسائی رحمہ اللہ کی جب مصر میں امام طحاوی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو وہاں
امام طحاوی رحمہ اللہ سے مذاکرہ ہوا، اور اصل حقائق کے معلوم ہونے کے بعد اپنے سابقہ اقوال سے
رجوع کر لیا۔

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:
قلت: فلعله رجع عما قاله في حق الإمام ولعل ذلك حينما لقي بمصر
الطحاوي وجالسه. (۲)

۹- علامہ صفی الدین خزر جی رحمہ اللہ (متوفی بعد ۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب میں ہر راوی کے نام
کے ساتھ اپنی مخصوص علامات کا ذکر کیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی سے فلاں فلاں
کتاب میں روایت مروی ہے، چنانچہ کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ اگر میں حرف ”ز“ کے
ذریعے اشارہ کروں تو مراد یہ ہے کہ بخاری کی جزء القراءة، اور اگر لفظ ”تم“ کے ذریعے اشارہ
کروں تو مراد شمائل ترمذی، اور حرف ”س“ علامت ہے سنن النسائی کی، اسی طرح دیگر کتابوں کی بھی
علامات انہوں نے ذکر کی ہیں، تو اب بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے امام صاحب کے تذکرے میں
ان تین علامات کا ذکر کیا ہے، یعنی ”ز، س، تم“ جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب جزء القراءة، سنن
النسائی اور شمائل ترمذی کے راوی ہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب امام نسائی کے نزدیک
مجروح نہیں ہیں، ورنہ وہ اپنی کتاب میں ان سے روایت نقل نہ کرتے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں
نے روایت نقل کی ہے اس لئے تو بعد کے محدثین نے آپ کے نام کے ساتھ ”ز، س، ت“ کی علامت کا
ذکر کیا:

(۱) دیکھئے تفصیلاً: تہذیب العہدیب: حرف الدون ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۵۱

(۲) ما تمس إليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: ص ۲۸

(تم ز س) النعمان بن ثابت الفارسی أبو حنیفة إمام العراق وفقیه
الامة عن عطاء ونافع والأعرج وطائفة وعنه ابنه حماد وزفر وأبو
یوسف ومحمد وجماعة وثقه ابن معین وقال ابن المبارک: ما رأیت فی
الفقه مثل أبي حنیفة وقال مکی أبو حنیفة: أعلم أهل زمانه وقال
القطان: لا تكذب الله ما سمعنا أحسن من رأى أبي حنیفة قال ابن
المبارک: ما رأیت أروع منه مات سنة خمسین ومائة^(۱).

۱۰- علامہ سید احمد رضا صاحب بخوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”کتاب الضعفاء والمتروکین“ امام نسائی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ہے، اس میں
آپ نے بہت سے ثقہ ائمہ حدیث وفقہ کو بھی ضعیف کہہ دیا ہے، کچھ تو امام نسائی رحمہ اللہ کے مزاج
میں تشدد بھی زیادہ تھا، جس کی وجہ سے روایۃ حدیث پر کڑی نظر رکھتے ہیں، اور روایت حدیث کی شرائط
ان کے یہاں امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی زیادہ سخت ہیں، مگر اس کے ساتھ تعصب کا بھی رنگ موجود
ہے، ان کی سخت مزاجی اور کڑی تنقید کی عادت سے فائدہ اٹھا کر لوگوں نے ان کی کتاب میں الحاقی
عبارتوں کا اضافہ کر دیا ہے اور ایسا مستبعد نہیں، کیونکہ ان کی سنن نسائی میں حسب تصریح حافظ
ابن حجر رحمہ اللہ امام صاحب سے روایت موجود تھی، جو موجودہ مطبوعہ نسخوں میں اب نہیں۔^(۲)

امام ابن عدی کی رحمہ اللہ جرح اور اس کا جواب

قال الشيخ: وإسماعيل بن حماد بن أبي حنیفة ليس له من الروایات
شیء ليس هو، ولا أبوه حماد ولا جدّه أبو حنیفة من أهل الروایات
وثلاثهم قد بذکرهم فی کتابی هذا فی جملة الضعفاء^(۳).

جواب: ۱- امام ابن عدی رحمہ اللہ کی یہ جرح مبہم ہے، اور ماقبل میں یہ بات باحوالہ گزر چکی
ہے کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، نیز یہاں سبب ضعف بیان نہیں کیا گیا ہے، جب کہ امام صاحب
کے متعلق تعدیل مفسر موجود ہے۔

(۱) خلاصة تذهیب تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۲۰۲

(۲) انوار الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱ ص ۲۶۰

(۳) الكامل فی ضعف الرجال: ترجمة: إسماعيل بن حماد بن أبي حنیفة، ص ۵۱۰

۲- امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں ہر متکلم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے، اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، چنانچہ صحیح کے بہت سے راویوں کا بھی تذکرہ کیا ہے، صحیح بخاری کے راوی ہیں امام ابوسلیمان البصری رحمہ اللہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے، یحییٰ بن معین، امام نسائی اور امام ابو حاتم رازی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے، یہ چوٹی کے علماء باوجودیکہ تشدد بھی ہیں، لیکن یہ توثیق کرتے ہیں، اور امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب ”الکامل فی ضعف الرجال“ میں کیا ہے:

أبو سليمان البصري قال أحمد بن حنبل: ثقة ثقة ووثقه بن معين والنسائي وأبو حاتم وابن سعد وغيرهم، وأما بن عدی فذكره في الضعفاء. (۱)

۳- امام ابن عدی رحمہ اللہ نے تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں کیا ہے۔ (۲)

حالانکہ ان کے فضائل تو صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دعا کروانا:

عَنْ أُسَيْدِ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْغَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَيْتَيْنِ، لِمَجَاءِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، لَا يَدْعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمِّهِ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللَّهَ فَأَلْهَبَهُ عَنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوْ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. (۳)

(۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع فی سیاق أسماء من طعن فیہ من رجال، ج ۱ ص ۴۴۴

(۲) دیکھئے تنبیہ: الکامل فی ضعف الرجال: ترجمة: أویس القرنی وهو أویس بن عامر، ج ۲ ص ۱۰۹.

(۳) صحیح مسلم: کتاب فضائل الصعابة، باب من فضائل أویس القرنی، رقم الحدیث: ۲۵۴۲، ج ۴ ص ۱۹۶۸

علامہ ابن عدی رحمہ اللہ نے احمد بن صالح المصری رحمہ اللہ کا ذکر اپنی اس کتاب میں کیا، پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اگر یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کروں گا جس پر کلام ہوا ہو تو میں کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا:

لولا أني شرطت في كتابي هذا أن أذكر فيه كل من تكلم فيه متكلم،
لكنت أجل أحمد بن صالح أن أذكره.^(۱)

اسی طرح علامہ ابن عدی رحمہ اللہ نے احمد بن محمد بن سعید ابو العباس رحمہ اللہ کا ذکر اپنی اس کتاب میں کیا اور جرحین کی جرح بھی نقل کی، پھر آخر میں خود فرماتے ہیں ان کے علم و فضل و ثقاہت کی وجہ سے کبھی ان کا ذکر نہ کرتا اگر میں نے یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر متکلم فیہ روای کا ذکر کروں گا:

أني شرطت في أول كتابي هذا أن أذكر فيه كل من تكلم فيه متكلم ولا
أحابي، ولولا ذلك لم أذكره للذي كان فيه من الفضل والمعرفة.^(۲)

اسی طرح امام عبد اللہ بن سلیمان بن الأشعث رحمہ اللہ کا تذکرہ بھی اپنی اسی کتاب میں کر کے آخر میں فرماتے ہیں:

لولا شرطنا أول في الكتاب أن كل من تكلم فيه متكلم ذكرته في
كتابي أذكره.^(۳)

ان حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی بہت سے راوی خود امام ابن عدی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں صرف ان کا تذکرہ اس لئے کیا کہ کسی نے ان پر کلام کیا ہے اور انہوں نے شرط لگائی تھی کہ ہر متکلم فیہ روای کا ذکر کروں گا، اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو۔ آخر ایسا کونسا شخص ہے جس پر کسی نے کلام نہ کیا ہو؟ امام بخاری، امام مالک، امام شافعی، امام ترمذی رحمہم اللہ وغیرہ جتنے بھی کبار ائمہ ہیں، کوئی جرح سے بچ نہ سکا، ہر ایک پر کچھ نہ کچھ ضرور کلام ہوا ہے، پھر تو کوئی محفوظ نہیں رہا، قطع نظر اس سے کہ وہ کلام درست ہے یا نہیں۔

۳- علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

(۱) الكامل في ضعفاء الرجال: ترجمة: أحمد بن صالح أبو جعفر المصري، ج ۱ ص ۳۰۲

(۲) الكامل في ضعفاء الرجال: ترجمة: أحمد بن محمد بن سعيد، ج ۱ ص ۳۳۸

(۳) الكامل في ضعفاء الرجال: ترجمة: عبد الله بن سليمان بن الأشعث، ج ۵ ص ۴۳۷

وفیه من تکلم فیہ مع ثقته وجلالته بأدنی لئین، وبأقل تجریح، فلولا أن ابن عدی أو غیره من مؤلفی کتب الجرح ذکروا ذلک الشخص لما ذکرته لثقته. ^(۱)

ترجمہ:- اس کتاب میں ان راویوں کا بھی ذکر ہے جن کی ثقاہت و جاہت ثابت ہے، صرف معمولی کمزوری کی بنا پر جرح کی گئی ہے، اگر ابن عدی رحمہ اللہ یا دوسرے مؤلفین کتب جرح نے ان کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں بھی (ان کی ثقاہت کی وجہ سے) ہرگز ان کا ذکر نہ کرتا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ کی کتاب ”الکامل“ کا اصل موضوع ضعفاء ہیں، اگرچہ انہوں نے اس میں بہت سے ثقات کا بھی ذکر کیا ہے:

فأصله وموضوعه في الضعفاء وفيه خلق كما قدمنا في الخطبة من الثقات. ^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ، جعفر بن ایاس رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں میں سے ہیں، امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ”کامل“ میں ان کا ذکر کر کے بہت برا کیا ہے:

جعفر بن ایاس: أبو بشر الواسطي، أحد الثقات أوردہ ابن عدی فی کامله فأساء. ^(۳)

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حمید بن ہلال: من جلة التابعين وثقاتهم بالبصرة. قلت: روايته عنه في مسلم، وهو في كامل ابن عدی مذکور فلہذا ذکرته وإلا فالرجل حجة. ^(۴)

ترجمہ:- حمید بن ہلال رحمہ اللہ جو کہ تابعین میں سے ہیں اور ثقہ راوی ہیں، ان

(۱) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: مقدمہ: ج ۱ ص ۲

(۲) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: فصل فی اللسوة المجهولات، ج ۳ ص ۶۱۶

(۳) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: حرف الجیم، ترجمہ: جعفر بن ایاس، ج ۱ ص ۴۰۲

(۴) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: حرف الحاء، ترجمہ: حمید بن ہلال، ج ۱ ص ۶۱۶

سے صحیح مسلم میں روایت موجود ہے، چونکہ ابن عدی کی ”الکامل“ میں ان کا تذکرہ ہے تو اس لئے میں نے بھی ان کا ذکر کیا، ورنہ یہ راوی قابلِ حجت ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“ میں کثرت کے ساتھ ایسے راویوں کا ذکر کیا ہے جو ثقہ ہیں، لیکن اس کے باوجود ابن عدی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اگر ابن عدی کے نفسِ ذکر کرنے سے کوئی راوی ضعیف ہو جاتا ہے تو یہ تمام ثقہ راوی مجروح ہو جائیں گے، خصوصاً صحیحین کے رجال بھی نہیں بچ سکیں گے، معلوم ہوا کہ ابن عدی رحمہ اللہ نے ہر اس راوی کا ذکر کر دیا جس پر کسی نے کلام کیا، قطع نظر کہ وہ کلام صحیح ہے یا نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے اُستاذ علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

وابن عدی ولكنه ذكر في كتابه الكامل كل من تكلم فيه وان كان ثقة.^(۱)

ترجمہ:- امام ابن عدی نے اپنی کتاب ”الکامل“ میں ہر متکلم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ ہو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

ولكنه توسع لذكر كل من تكلم فيه وان كان ثقة ولذا لا يحسن أن يقال: الكامل للناقصين.^(۲)

ترجمہ:- لیکن امام ابن عدی نے اپنے کلام کو وسعت دے کر ہر متکلم فیہ کا تذکرہ کیا اگرچہ وہ ثقہ ہو، اس لئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ الکامل میں صرف ناقصین کا تذکرہ ہے۔

۵- امام ابن عدی رحمہ اللہ کی جب امام طحاوی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو ان کے تمام اشکالات رفع ہو گئے، اور امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق اپنی سابقہ باتوں سے رجوع کر لیا تھا، اور

(۱) التبصرة والتذكرة الفية العراقية: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۳۲۳

(۲) فتح المغيب بشرح الفية الحديث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۴ ص ۳۲۸

پھر باقاعدہ انہوں نے امام صاحب کی مسند روایات کو جمع کیا، شاید اسی کے کفارے میں انہوں نے ”مسند ابی حنیفہ“ تصنیف کی، اور امام صاحب کی مسند روایات کو یکجا کیا، معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ سے ملاقات کے بعد ان کے خیالات تبدیل ہو گئے تھے۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدي على بُعدة عن الفقه والنظر والعلوم العربية، طويل اللسان في أبي حنيفة وأصحابه، ثم لما اتصل بأبي جعفر الطحاوي وأخذ عنه تعنت حالته يسيرا حتى ألف مسندا في أحاديث أبي حنيفة.

یادر ہے کہ اس بات کو شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ نے علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کے حوالے سے حاشیہ میں نقل کیا ہے۔^(۱)

ملک معظم عیسیٰ بن عادل رحمہ اللہ نے امام ابن عدی رحمہ اللہ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کا ذکر کیا ہے:

ذكر ابن عدي صاحب كتاب الجرح والتعديل في مسند أبي حنيفة في صدر الكتاب في مناقب أبي حنيفة بإسناده.^(۲)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

قلت: قول ابن عدي إن كان مقبولا في إسماعيل وحامد إذا بين سبب الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعاً في أبي حنيفة.^(۳)

ترجمہ:- جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سبب ضعف بیان نہ کیا جائے تو اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں، کیونکہ جرح مبہم مردود ہوا

(۱) دیکھئے تفصیلاً: الرفع والتکمیل فی الجرح والتعديل: ایفاظ: فی بیان خطہ ابن عدی فی کتابہ الكامل، ص ۳۳۰، ۳۳۱

(۲) السهم المصیب فی الرد علی الخطیب: ص ۱۰۵

(۳) الفوائد البہیة فی تراجم الحنفیة: ترجمة: اسماعیل بن حماد ابن الإمام ابی حنیفہ، ص ۸۱

کرتی ہے، لیکن ابن عدی کی جرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں قطعی اور یقینی طور پر غیر مقبول ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح اور اس کا جواب

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

لم یسندہ عن موسی بن أبی عائشة غیر أبی حنیفة والحسن بن عمارۃ
وہما ضعیفان۔^(۱)

ترجمہ:- ابن ابی عائشہ سے سوائے امام ابو حنیفہ اور حسن بن عمارہ کے کسی نے روایت نہیں کی اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔

۱- یہ جرح مبہم ہے جب کہ کبار ائمہ حدیث و فقہاء سے آپ کی تعدیل مفسر منقول ہے، اور یہ بات ماقبل میں باحوالہ گزر چکی ہے کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔
علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لعدم اعتبار الجرح المبہم فہو غیر مقبول قطعاً فی أبی حنیفة و کذا
کلام غیرہ ممن ضعفہ کالدارقطنی وابن القطان کما حققہ العینی فی
مواضع من البناية شرح الهدایة وابن الہمام فی فتح القدیر وغیرہما
من المحققین۔^(۲)

علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کے اس حوالے سے بھی یہ بات واضح ہو گئی کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح مبہم ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ نے وجہ ضعف بیان نہیں کی کہ آخر امام صاحب رحمہ اللہ کیوں ضعیف ہیں؟

۲- امام دارقطنی رحمہ اللہ متعصب تھے، شافعی مذہب میں ان کو غیر معمولی غلو تھا، اور اس کے برعکس وہ حنفی مذہب سے سخت عناد رکھتے تھے، اس کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے، علامہ

(۱) سنن الدارقطنی: کتاب الصلوٰۃ باب ذکر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: من کان لہ امام الخ، رقم الحدیث: ۱۲۳۳، ج ۲ ص ۱۰۷

(۲) الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ: ترجمہ: اسماعیل بن حماد ابن الإمام أبی حنیفة، ص ۸۱

ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ تحریر کیا اور اس میں انہوں نے جہری نمازوں میں بآواز بلند بسم اللہ پڑھنے کے متعلق حدیثیں جمع کیں، لیکن جب ان سے ان حدیثوں کی صحت کے بارے میں پوچھا گیا تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اعتراف کیا کہ جہراً تسمیہ پڑھنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایتیں ملتی ہیں:

لما صنف الدارقطني مصنفًا في ذلك قيل له: هل في ذلك شيء صحيح؛

فقال: أما عن النبي فلا وأما عن الصحابة فمنه صحيح ومنه ضعيف.^(۱)

اسی واقعے کو قدرے تفصیل کے ساتھ علامہ جمال الدین زلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے

نقل کیا ہے:

وقد حكى لنا مشايخنا أن الدارقطني لما ورد مصر سأله بعض أهلها

تصنيف شيء في الجهر، فصنف فيه جزءاً، فأثابه بعض المالكية، فأقسم

عليه أن يخبره بالصحيح من ذلك، فقال: كل ما روى عن النبي في الجهر

فليس بصحيح، وأما عن الصحابة: فمنه صحيح وضعيف.^(۲)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے محض مسلک کی تائید کے لئے غیر مستند احادیث کو جمع کیا، امام

صاحب پر بھی انہوں نے کلام مذہبی تعصب کی بنا پر کیا ہے، کیونکہ قراءت خلف الإمام کے مسئلے میں

اس روایت سے ائمہ احناف نے استدلال کیا تو روایت کو محض کمزور ظاہر کرنے کے لئے اس پر

کلام کر دیا۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۳ھ) نے بھی ان کو متعصبین میں شمار کیا ہے:

وبعض الجروح صدر من المتأخرين المتعصبين كالدارقطني، وابن

عدی، وغيرهما، ممن تشهد القرائن الجليلة بأنه في هذا الجرح من

المتعصبين، والتعصب أمر لا يخلو منه البشر إلا من حفظه خالي

(۱) مجموع الفتاوى: باب صفة الصلوة ما ثبت أن بعضه أفضل من بعض، ج ۲۲ ص ۲۷۶

(۲) نصب الراية: كتاب الصلوة باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۹

القوی والقدر، وقد تقرر أن مثل ذلك غير مقبول من قائله، بل هو موجب لجرح نفسه.^(۱)

ترجمہ:- بعض جرحیں متاخرین متعصبین سے صادر ہوئی ہیں جیسے دارقطنی، ابن عدی وغیرہ، جن پر قرآنِ جلیلہ شاہد ہیں کہ ان سے یہ جرح تعصب کی بنا پر صادر ہوئی ہے، اور بات بھی یہ ہے کہ تعصب سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس کو خدا محفوظ رکھے، ورنہ کوئی انسان اس سے خالی نہیں ہے، اور یہ بات متحقق ہے کہ متعصب کی جرح مقبول نہیں بلکہ اس جیسی جرح سے وہ خود مجروح ہو جاتا ہے۔
علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

ومن المتعصبين على أبي حنيفة الدارقطني وأبو نعيم.^(۲)

۳- اسحاق بن محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ سے روایت صحیح بخاری، نسائی، ابوداؤد تینوں میں موجود ہے، لیکن امام دارقطنی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ پر عیب لگایا ہے ان سے روایت نقل کرنے پر، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إسحاق بن محمد بن إسماعيل بن عبد الله بن أبي فروة الفروي، قال أبو حاتم: كان صدوقاً ولكن ذهب بصره فرمما لقن وكتبه صحيحة ورواه أبو داود والنسائي، والمعتمد فيه ما قاله أبو حاتم وقال الدارقطني والمحاكم عيب على البخاري إخراج حديثه.^(۳)

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے کلام سے تو امام بخاری بھی معیوب ٹھہرے، معلوم ہوا کہ جس طرح اسحاق بن محمد رحمہ اللہ کے متعلق ان کا کلام درست نہیں، اسی طرح امام صاحب کے متعلق بھی ان کا کلام قابل التفات نہیں۔

۴- امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بہت سے روایات کی توثیق کی ہے، حالانکہ وہ مجروح ہیں، اور کئی

(۱) التعليق المجدد على موطأ محمد: مقدمة: الفائدة العاشرة، ج ۱ ص ۱۲۶

(۲) رد المحتار على الدر المختار: مقدمة: ج ۱ ص ۵۳

(۳) فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال،

ایک کی تضعیف کی ہے، حالانکہ وہ ثقہ ہیں:

الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِفْرِيصُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ
عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ كَانَ يُسَعِّنُ لَهُ مَاءً فِي فُتْمَةٍ وَيَغْتَسِلُ بِهِ. هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. (۱)
امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی سند بالکل صحیح ہے، حالانکہ اس میں دو مجروح
راوی موجود ہیں۔ (۲)

معلوم ہوا کہ ان کی توثیق و تضعیف پر بالکل اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ علامہ بدرالدین عینی
رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) امام دارقطنی رحمہ اللہ کی اس جرح کے متعلق فرماتے ہیں:

قلت: لو تأدب الدارقطني واستحى لما تلفظ بهذه اللفظة في حق أبي
حنيفة فإنه إمام طبق عليه الشرق والغرب ولما سئل ابن معين
عنه فقال: ثقة مأمون ما سمعت أحدا ضعفه هذا شعبة بن الحجاج
يكتب إليه أن يحدث وشعبة شعبة. وقال أيضا: كان أبو حنيفة ثقة
من أهل الدين والصدق ولم يهمل بالكذب وكان مأمونا على دين الله
تعالى، صدوقا في الحديث وأثنى عليه جماعة من الأئمة الكبار مثل
عبدالله بن المبارك ويعد من أصحابه وسفيان بن عيينة وسفيان
الثوري وحامد بن زيد وعبد الرزاق وو كيع، وكان يفتي برأيه والأئمة
الثلاثة: مالك والشافعي وأحمد وآخرون كثيرون وقد ظهر لك من هذا
تحامل الدارقطني عليه وتعصبه الفاسد، وليس له مقدار بالنسبة إلى
هؤلاء حتى يتكلم في إمام متقدم على هؤلاء في الدين والتقوى
والعلم، وبتضعيفه إياه يستحق هو التضعيف، أفلا يرضى بسكوت
أصحابه عنه وقد روى في (سننه) أحاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة
وغريبة وموضوعة؛ ولقد روى أحاديث ضعيفة في كتابه (الجهر

(۱) سنن الدارقطني: كتاب الطهارة باب الماء المسخن، رقم الحديث: ۸۵، ج ۱ ص ۵۰

(۲) دیکھئے تنقیح: الجوهر النقي على سنن البيهقي: ج ۱ ص ۵

بالبسملۃ) واحتج بها مع علمه بذلك، حتى إن بعضهم استحلّفه على ذلك فقال: ليس فيه حديث صحيح.^(۱)

ترجمہ:- اگر دارقطنی کو کچھ حیا اور ادب ہوتا تو امام ابو حنیفہ کی شان میں اپنی زبان سے اس لفظ کو نہ نکالتا، کیونکہ امام ابو حنیفہ ایسے امام ہیں جن کا علم مشرق و مغرب کو محیط ہو رہا ہے، جس وقت امام ابنِ معین سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا ثقہ اور مامون ہیں، میں نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ اس نے ابو حنیفہ کی تضعیف کی ہو، یہ شعبہ بن حجاج ہیں جو امام صاحب کو فرمائش کیا کرتے تھے کہ حدیث بیان کریں اور ان سے روایت کرتے تھے، اور شعبہ کس قدر زبردست محدث ہیں! اس کو کون نہیں جانتا؟ اور یہ بھی ان کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ اور اہل دین اور اہل صدق میں سے ہیں، کذب کے ساتھ متہم نہیں ہیں، دین پر مامون ہیں، حدیث میں صادق ہیں اور بڑے بڑے کبار ائمہ نے ان کی تعریف و ثنا کی ہے، جیسے عبد اللہ بن مبارک کہ یہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں بھی شمار ہوتے ہیں، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، حماد بن زید، عبد الرزاق، امام وکیع جو امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، امام مالک، امام شافعی امام احمد اور بہت سے بڑے بڑے ائمہ نے بھی امام صاحب کی مدح کی ہے، اس سے دارقطنی کا تعصبِ فاسد ظاہر ہو گیا ہے، ان کا کوئی مقام نہیں ان ائمہ کبار کے مقابلے میں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کی ہے، تاکہ ایسے امام کی شان میں کلام کرے جو ان ائمہ پر دین و تقویٰ اور علم کے اعتبار سے مقدم ہے، امام ابو حنیفہ کی تضعیف کرنے کی وجہ سے خود دارقطنی تضعیف کے مستحق ہیں، کیا امام صاحب کے اصحاب کے سکوت پر راضی نہیں؟ اور پھر خود اپنی سنن میں سقیم حدیثیں اور معلول، منکر، غریب، موضوع روایات تک نقل کی ہیں، نیز اپنی کتاب میں

(۱) عمدة القاری شرح صحیح البغاری: کتاب مواعیت الصلوٰۃ باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی

احادیث ضعیفہ باوجودیکہ ان کو ان روایات کے ضعیف ہونے کا علم تھا، روایت کیں، اور اپنے مذہب پر ان سے استدلال کیا، حتیٰ کہ بعض علماء نے انہیں قسم دی تو انہوں نے اقرار کیا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ یعنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لقد ظهر لنا من هذا تحامل الدارقطني عليه وتعصبه الفاسد فمن أين له تضعيف أبي حنيفة وهو مستحق التضعيف، وقد روى في مسنده أحاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة وغريبة وموضوعة، ولقد صدق القائل في قوله حينئذ والمعنى: إذا لم ينالوا شأنه ووقاره. فالقوم أعداء له وخصوم وفي المثل السائر: البحر لا يكدره وقوع الذهب ولا ينجسه ولو غ الكلاب.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تضعیف کا دارقطنی کو کیا حق ہے؟ بلکہ وہ خود تضعیف کے مستحق ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی سنن میں منکر، معلول، سقیم، موضوع روایات نقل کی ہیں، قائل نے بالکل بجا فرمایا کہ جب وہ لوگ آپ کی شان اور وقار و مرتبے کو نہ پاسکے تو وہ آپ کے مخالف اور دشمن ہو گئے، اس کے مثل ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مکھیوں کے گرنے سے سمنر کا پاؤں گدلا نہیں ہوتا، اور نہ ہی کنوؤں کے منہ مارنے سے سمنر کا پانی نجس ہوتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک کی طرف منسوب جرح اور اس کا جواب

قال ابن المبارك: كان أبو حنيفة رحمه الله يتيمًا في الحديث.^(۲)

جواب: ۱- ”یتیم“ کے معنی محاورے میں یکتا اور بے نظیر کے آتے ہیں۔

علامہ اسماعیل بن محمد الجوهري رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کی نظیر

(۱) البناية شرح الهداية: كتاب الصلاة قراءة المؤتم خلف الامام، ج ۲ ص ۳۱۷

(۲) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت ذكر ما قاله العلماء في ذم رايه، ج ۱۳ ص ۳۱۷

نادر ہو وہ ”یتیم“ ہے، اس لئے کہا جاتا ہے ”حرقۃ یتیمہ“ نادر الوجود موتی۔

وکل شیء مفرد یعز نظیرہ فهو یتیم یقال حرقۃ یتیمہ۔^(۱)

معلوم ہوا کہ ”یتیم“ اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کا وجود نادر ہو، اور بہت کم پائی جاتی ہو اور بے مثال اور یکتا ہو۔

امام اسمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”یتیم“ ریت کے اکیلے ذرے کو کہتے ہیں اور عرب کے ہاں اکیلی اور مفرد چیز کو ”یتیم“ کہتے ہیں:

وکل مفرد ومنفردۃ عند العرب یتیم ویتیمہ۔^(۲)

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ ”یتیم“ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی نظیر بہت کم پائی جاتی ہو:

والیتیم: الفرد وکل شیء یعز نظیرہ۔^(۳)

ہر وہ قیمتی اور مہنگی چیز جس کی نظیر نہ ہو اسے ”یتیم“ کہتے ہیں:

الغیمۃ التي لا نظیر لها۔^(۴)

پس عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حدیث میں یکتا اور بے نظیر تھے، اس کی تائید خود عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے دوسرے اقوال سے ہوتی ہے۔
سوید بن نصر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے ہے، بلکہ یوں کہو یہ حدیث کی تفسیر ہے:

سمعت ابن المبارک یقول: لا تقولوا رأی أبی حنیفۃ ولكن قولوا

تفسیر الحدیث۔^(۵)

متعصبین نے ابن مبارک رحمہ اللہ کے اس قول کو غلط معنی پہنا دیا جیسے ان کے سامنے ایک

(۱) الصحاح: فصل الیاء، یتیم، ج ۵ ص ۲۰۶۳

(۲) لسان العرب: فصل الیاء، یتیم، ج ۱۲ ص ۶۳۶

(۳) القاموس المحيط: فصل الیاء، الیتیم، ج ۱ ص ۱۱۷۲

(۴) المعجم الوسیط: فصل الیتیم، ج ۲ ص ۱۰۶۳

(۵) مناقب أبی حنیفۃ للموفق: الباب الثانی والعشرون، ص ۳۰۷

شخص نے ان کے ایک قول سے غلط معنی مراد لینا چاہا۔

ابراہیم بن عبد اللہ خلال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ”کان ابو حنیفۃ آیۃ“ امام ابو حنیفہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں:

فقال له قائل: فی الشر یا ابا عبد الرحمن أو فی الخیر؟ فقال: اسکت یا
هذا! فإنه یقال: غایۃ فی الشر، وآیۃ فی الخیر، ثم تلا هذه الآیۃ: وَجَعَلْنَا
ابْنَ مَرْيَمَ وَآمَةَ آيَةً. (۱)

ترجمہ: تو ایک شخص بول پڑا: اے ابو عبد الرحمن (یہ عبد اللہ بن مبارک کی کنیت ہے) یہ بتائیے کہ آیت کس میں تھے شر میں یا خیر میں؟ عبد اللہ بن مبارک نے فوراً ڈانٹ کر کہا: خاموش رہو! تمہیں پتا نہیں کہ ”آیت“ کا لفظ خیر ہی کے لئے آتا ہے شر کے لئے ”آیت“ نہیں بلکہ ”غایت“ کا لفظ آتا ہے۔ اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی: ”وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَآمَةَ آيَةً“ (المؤمنون: ۵۰)۔

جیسے اس شخص نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے آپ کے مدحیہ کلام کو جس میں آپ امام اعظم رحمہ اللہ کو اللہ سبحانہ کی نشانی بتا رہے تھے، عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے غلط معنی پہنایا، ٹھیک اسی طرح مذکورہ جملے کو متعصبین نے غلط معنی میں لیا ہے۔

۲- عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور آپ نے امام اعظم رحمہ اللہ کی بہت زیادہ مدح کی، آپ امام صاحب کے متعلق ایسے کلمات کیسے کہہ سکتے ہیں؟ بطور نمونہ آپ کے چند مدحیہ اقوال ذکر کئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں امام صاحب کا کس قدر مقام ہے۔

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا أَفْقَهُ النَّاسِ فَأَبُو حَنِيفَةَ، ثُمَّ قَالَ: مَا رَأَيْتُ فِي الْفَقْهِ مِثْلَ. (۲)

(۱) تاریخ بغداد: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، مناقب ابی حنیفۃ، ج ۱۳ ص ۳۳۶

(۲) تاریخ بغداد: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، مناقب ابی حنیفۃ، ج ۱۳ ص ۳۴۲

ترجمہ:- لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ امام ابو حنیفہ ہیں، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن المبارک یقول: إن کان أحد ینبغی له أن یقول برأیه فأبو حنیفہ ینبغی له أن یقول برأیه.^(۱)

ترجمہ:- اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابو حنیفہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا۔
عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لولا أن الله أعانني بأبي حنیفہ وسفیان لکنت کسائر الناس.^(۲)
ترجمہ:- اگر اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مدح میں فرماتے ہیں:
سعید المروزی قال سمعت ابن المبارک یقول:

لقد زان البلاد ومن علیها
إمام المسلمین أبو حنیفہ
بآثار وفقه فی حدیث
کأثار الزبور علی الصحیفہ
فما فی المشرقین له نظیر
ولا بالمغربین ولا بالكوفہ
رأیت العائبین له سفاها
خلاف الحق مع حجج ضعیفہ^(۳)

(۱) تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ماقبل فی فقہ أبي حنیفہ، ج ۱۳ ص ۳۴۳

(۲) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنیفہ النعمان: الباب العاشر، ص ۱۸۸

(۳) اخبار أبي حنیفہ وأصحابه: ذکر ماروی من الشعر فی مدح أبي حنیفہ، ص ۹۰

ان واضح اور مستند حوالہ جات سے معلوم ہوا ہے کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں امام صاحب کا کس قدر مقام ہے۔

۳۔ بالفرض والجمال اگر تسلیم کر لیا جائے تو عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے یہ بات اس وقت کہی ہوگی جب امام صاحب کا ابتدا میں علم کلام کی طرف زیادہ میلان تھا اور علم حدیث وفقہ کی طرف زیادہ اشتغال نہ تھا، اور امام صاحب سے متعلق ان کے مدحیہ اقوال اور ان کی تعدیل و توثیق اس وقت کی ہو جب کہ امام صاحب محدث وفقیہ ہو چکے تھے، لہذا عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے دونوں اقوال صحیح ہو سکتے ہیں اور امام صاحب پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔

۴۔ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ ”یتیم“ سے مراد یہ ہے کہ وہ حدیث کی روایت میں سندوں کی زیادہ تلاش کرنے کی پروا نہ کرتے تھے، جیسا کہ ان لوگوں کی عادت تھی جو صرف روایت کی جانب ہی توجہ کرنے والے تھے، بخلاف مجتہدین کے کہ اگر ان کو چند اسناد کے ساتھ، یا ایک ہی صحیح یا حسن درجے کی سند کے ساتھ روایت مل جائے تو وہ اس میں سے احکام استنباط کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کثرت طرق کے متلاشی نہیں ہوتے ہیں، ابراہیم بن سعید الجوهری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ ہر ایسی حدیث جو میرے پاس سو سندوں کے ساتھ نہ ہو تو میں اس حدیث میں ”یتیم“ ہوں:

کل حدیث لا یكون عدی من مائة وجه فانافیه یتیم۔^(۱)

امام اعظم رحمہ اللہ پر مرجیہ کے الزام کی حقیقت

امام بخاری رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے ترجمے میں لکھا:

كان مرجئاً سكتوا عنه وعن رأيه وعن حديثه۔^(۲)

ترجمہ:- وہ مرجیہ تھے، محدثین نے ان سے روایت کرنے میں، ان کی رائے

لینے سے اور ان کی حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

امام اعظم پر مرجیہ کا الزام لگانے کی ابتدا خوارج، قدریہ اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں نے کی۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابراہیم بن سعید الجوهری، ج ۲ ص ۷۶

(۲) التاريخ الكبير: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۸۱، رقم الترجمة: ۲۲۵۳

اس کا سبب یہ تھا کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے دورِ اوّل میں پھوٹنے والے ان باطل فرقوں کی شدید مخالفت کی، کیونکہ یہ تمام فرقے ایسے باطل عقائد و نظریات عوام الناس میں پھیلانے میں کوشاں تھے جن کا اسلام میں سرے سے ہی کوئی وجود نہ تھا۔

عقیدہ قدریہ کے حامل انسان کے فعل کو مکمل طور پر انسان کے ارادے کے تحت سمجھتے تھے اور اس میں ارادۃ الہی کے دخل کو جائز نہ سمجھتے تھے، اور وہ اپنے اس عقیدے کا پرچار بھی کرتے جس کی وجہ سے امام اعظم نے ان کی شدید مخالفت کی۔

معز لہ کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب غیر مؤمن ہے، لہذا وہ مرنے کے بعد ہمیشہ جہنم میں رہے گا، جو شخص بھی ان کے اس نظریے کی مخالفت کرتا وہ اس پر مرجیہ کا اطلاق کرتے۔

خوارج کا عقیدہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے، اور اس کا خون و اموال دُوسروں پر حلال ہیں، ان کے نزدیک بھی ایسا شخص جہنم میں رہے گا۔

چوتھا باطل فرقہ مرجیہ کا تھا، جنہوں نے خوارج کے بالکل برعکس عقیدہ اپنایا، انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ ایمان کامل اقرارِ لسانی اور تصدیقِ قلبی کا نام ہے، لہذا عمل کی اس میں ضرورت ہی نہیں، اور بعض نے ان میں سے یہاں تک کہا کہ ایمان صرف قلبی اعتقاد کا نام ہے، اگرچہ اعلانیہ زبان سے کفر کا اقرار کرتا پھرے، بتوں کو پوجتا رہے، یا دارالاسلام میں یہودیوں اور عیسائیوں سے ملتا رہے اور صلیب و تثلیث کو پوجے، اس کے اعمال جیسے بھی ہوں، وہ مرتے وقت کامل حالتِ ایمان میں ہی مرے گا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حالتِ ایمان میں سرزد ہونے والے گناہ نقصان نہیں پہنچاتے جیسا کہ کفر کی حالت میں اطاعتِ الہی کافروں کو کوئی نفع نہیں دیتی۔^(۱)

امام اعظم رحمہ اللہ ان سب باطل عقائد سے جدا تھے، انہوں نے کبھی بھی ان عقائدِ باطلہ سے تعلق نہیں رکھا، بلکہ ہمیشہ ان کی سرکوبی کے لئے کام کرتے رہے۔ امام صاحب کے الفاظ میں ملن کا عقیدہ ملاحظہ کریں، آپ نے فرمایا:

لا نقول: إن المؤمن لا تصره الذنوب ولا نقول: إنه لا يدخل النار، ولا نقول: إنه يغفل فيها، وإن كان فاسقاً بعد أن يخرج من الدنيا مؤمناً.

(۱) الفصل فی الملل والنحل: ذکر شیعہ المرجئة، ج ۳ ص ۱۵۳، ۱۵۵

ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة. ولكن نقول: من عمل حسنة بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسدة والمعاني المبطللة ولم يبطلها (بالكفر والردة) حتى خرج من الدنيا مؤمناً فإن الله تعالى لا يضيعها، بل يقبلها منه ويغيبه عليها. وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها صاحبها حتى مات فإنه في مشيئة الله تعالى إن شاء عذبه، وإن شاء عفا عنه ولم يعذبه بالنار أبداً.^(۱)

ترجمہ:- ہم یہ نہیں کہتے کہ مؤمن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (جس طرح باطل فرقے مرجیہ اور ملاحدہ وغیرہا کہتے ہیں) اور نہ ہی (معتزلہ اور خوارج کی طرح) یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا، اگرچہ وہ فاسق ہی ہو، اور دنیا سے حالت ایمان میں رخصت ہوا ہو، اور نہ ہم مرجیہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور گناہ معاف۔

بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے نیکی کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کیا جو عیوب مفسدہ (ظاہری گناہ مثلاً شراب نوشی، بدکاری، جھوٹ) اور معانی مبطلہ (باطنی گناہ مثلاً تکبر اور ریاکاری) سے محفوظ ہوئی، اور اس شخص نے اسے کفر اور ارتداد سے ضائع نہ کیا، یہاں تک کہ دنیا سے مؤمن چلا گیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اس شخص سے اس نیکی کو قبول فرمائے گا اور اسے اس کا ثواب عنایت کرے گا۔ کفر و شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جس پر اس کا عامل توبہ کئے بغیر ہی حالت ایمان میں مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوگا، چاہے وہ اسے (عدل کے باعث) جہنم میں عذاب دے، اور چاہے (فضل و کرم اور شفاعت کے باعث) معاف فرما دے، اور وہ اسے اصلاً

(۱) شرح الفقہ الاکبر: المعاصی تضر مرتکبها خلافاً لبعض الطوائف، ص ۷۷، ۷۸

عذاب کا مستحق نہیں ٹھہرائے گا (بلکہ جنت میں داخل کر دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا)۔

اتنے صریح الفاظ میں امام اعظم رحمہ اللہ کا عقیدہ جان لینے کے بعد اب کسی صفائی کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں وضاحت کے ساتھ اہل سنت والجماعت حنفی مذہب کا عقیدہ بیان کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ باطل فرقوں خوارج، معتزلہ اور مرجیہ کے برعکس قرآن و سنت پر قائم ہے، ہم نہ کسی مؤمن کو گناہ کبیرہ کے باعث ہمیشہ جہنم کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور نہ کافر، اور نہ ہی ہم اسے گناہوں کے مضر اور دخول جہنم سے بے خوف کرتے ہیں، بلکہ گناہوں کی وجہ سے مؤمن کی گرفت بھی ہو سکتی ہے، وہ جہنم میں داخل بھی ہو سکتا ہے اور اس کی معافی بھی ہو سکتی ہے، لیکن حالت ایمان میں مرنے والے گناہگار مؤمن کو کافر کا ٹاٹل اور بیٹگی کا پروانہ نہیں تھمایا جاسکتا۔

ہماری نگاہ میں امام اعظم کو مرجیہ کہنے کی یہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے ان سب باطل فرقوں کی اتنی شد و مد سے مخالفت کی جتنی اس دور میں اور کوئی امام نہ کر سکا، آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے ان کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دیں، جس کے نتیجے میں ان باطل فرقوں نے بدلہ اس انداز میں لیا کہ امام صاحب پر اور آپ کے ہم خیال دوسرے ائمہ پر مرجیہ ہونے کا الزام لگا دیا۔ اسی لئے امام اعظم نے بصرہ کے ایک عالم عثمان البتی رحمہ اللہ کو اپنی طرف منسوب مرجیہ کے نام کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا تھا:

فما ذنب قوم تکلموا بعدل و سماہم اهل البدع بهذا الاسم ولکنہم

اهل العدل و اهل السنة، و اما هذا اسم سماہم به اهل شتان^(۱)۔

ترجمہ:- حق پر بولنے والی قوم کا یہی تو گناہ ہوتا ہے کہ اہل بدعت انہیں اس

(مرجیہ کے) نام سے موسوم کر دیتے ہیں، حالانکہ وہ اہل انصاف اور اہل سنت

ہوتے ہیں، انہیں اس نام سے صرف کم ظرف لوگ ہی منسوب کرتے ہیں۔

امام صاحب کے اسی قول کی تائید امام شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے اپنی شہرہ

آفاق تصنیف ”الملل والنحل“ میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

(۱) العقیدۃ و علم الکلام: رسالۃ ابی حنیفۃ الی عثمان البتی، ص ۶۳۲، الناصر: دار الکتب العلمیۃ

لعمری کان یقال لأبی حنیفة وأصحابہ مرجئة السنة، وعدة کثیر من أصحاب المقالات من جملة المرجئة، ولعل السبب فیہ أنه لما کان یقول: الإیمان هو التصدیق بالقلب وهو لا یزید ولا ینقص، ظنوا أنه یؤخر العمل عن الإیمان، والرجل مع تخریجه فی العمل کیف یفتی بترك العمل، وله سبب آخر وهو أنه کان یخالف القدیة والمعتزلة الذین ظهروا فی الصدر الأول، والمعتزلة کانوا یلقبون کل من خالفهم فی القدر مرجئاً وكذلك الوعییة من الخوارج فلا یبعد أن اللقب إنما لزمه من فریق: المعتزلة والخوارج والله أعلم.^(۱)

ترجمہ:- مجھے اپنی عمر (عطا کرنے والے) کی قسم! امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجئۃ السنۃ کہا جاتا تھا، اور بہت سے کہنے والوں نے جمیع مرجیہ میں ان کو بھی شامل کیا ہے، اور اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے، اور یہ گھٹتا بڑھتا نہیں، ان پر الزام لگانے والوں نے گمان کیا کہ وہ عمل کو مؤخر کرتے ہیں، حالانکہ ایسا شخص جو شریعت پر عمل پیرا ہو، کیسے ترک عمل کا فتویٰ دے سکتا ہے؟ ہاں! (ان کو مرجیہ کہنے کا) ایک دوسرا سبب یہ ہو سکتا ہے چونکہ وہ دورِ اوّل میں نمودار ہونے والے فتوٰں قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کیا کرتے تھے، اور معتزلہ تقدیر میں اپنے ہر مخالف شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے، اور یہی رویہ خوارج کا تھا، پس اس صورتِ حال میں یہ امر بعید نہیں کہ انہیں یہ مرجئہ کا لقب فریقین معتزلہ اور خوارج کی طرف سے بدینتی اور حسد کی وجہ سے دیا گیا ہو، واللہ اعلم۔

گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امام صاحب کا عقیدہ مرجئہ کے بالکل برعکس اور اس حقیقت کا غماز تھا کہ عمل فی نفسہ ایمان کی تعریف میں شامل نہیں، لیکن اس کے بغیر ایمان ناقص اور اُدھورا ہے۔ اس کے باوجود بعض حضرات نے امام اعظم رحمہ اللہ کے خلاف پھیلائے ہوئے باطل قوتوں کے اس جال میں پھنس کر اپنی کتابوں میں امام اعظم کو مرجئہ لکھ ڈالا۔

(۱) الملل والنحل: الفصل الخامسة: المرجئة، العسائیة، ج ۱ ص ۱۳۱

امام اعظم کے علاوہ کئی اکابر تابعین اور تبع تابعین کو بھی انہیں فتنوں کے سبب مرجہ میں شمار کیا گیا ہے۔ جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱- حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ۔

۲- حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ۔

۳- عمرو بن مرہ رحمہ اللہ۔

۴- محارب بن دثار رحمہ اللہ۔

۵- سقاقل بن سلیمان رحمہ اللہ۔

۶- حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ۔

۷- قدید بن جعفر رحمہ اللہ وغیرہم۔

ان میں سے ہر امام کو صرف اس جرم کی پاداش میں مرجہ کہا گیا کہ انہوں نے خوارج کے برعکس اصحاب کبار کو مؤمن قرار دیا، اور معتزلہ کی طرف سے ان پر ہمیشہ جہنم میں رہنے کے دعویٰ باطل کی دلائل یقین کے ساتھ تردید کی۔ جب کہ امام اعظم رحمہ اللہ اور یہ سب ائمہ نہ صرف مرجہ ہونے کے اس الزام سے بری تھے، بلکہ وہ سب تقویٰ و طہارت اور اطاعت و اتباع شریعت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔

علامہ سیّد محمد مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے امام اعظم کا ارجاء کے الزام سے بری الذمہ ہونے پر یوں تبصرہ کیا ہے:

وأما نسبة الإرجاء إليه فغير صحيح فإن أصحاب الإمام كلهم على خلاف رأي الإرجاء. فلو كان أبو حنيفة مرجئاً لكان أصحابه على رأيه وهم الآن موجودون على خلاف ذلك. وإذا أجمع الناس على أمر ومخالفتهم واحد أو اثنان لم يلتفت إلى قوله ولم يصدق في دعواه حتى إن الصلاة عند أبي حنيفة خلف المرجئة لا تجوز. ومن أجمع الأمة على أنه أحد الأئمة الأربعة المجمع عليهم لا يقدر فيه قول من لا يعرفه إلا بعض المحدثين.^(۱)

ترجمہ:- امام اعظم کی طرف ارجاء کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب کے تمام اصحاب ارجاء کے اصحاب کی رائے کے خلاف ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ مرجعہ ہوتے تو ان کے شاگرد بھی ان ہی کی رائے پر ہوتے، حالانکہ وہ ابھی تک اس کے خلاف موجود ہیں، جب سب لوگ کسی امر پر متفق ہوں اور کوئی ایک یا دو اشخاص ان کی مخالفت کریں تو اس کے قول کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے دعوے کی تصدیق کی جائے گی، (یہ مرجعہ کے ساتھ اختلاف ہی کی وجہ سے ہے کہ) امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرجعہ کے پیچھے نماز تک بھی جائز نہیں ہے۔ اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب ان چار ائمہ میں سے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے، لہذا آپ کے بارے میں اس شخص کا قول قاذح نہیں ہوگا جس کو صرف بعض محدثین جانتے ہوں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کو سب سے زیادہ طعن و تشنیع کا اس لئے بھی نشانہ بنایا گیا کیونکہ آپ معتزلی، خوارجی اور قدریوں سے مناظروں کے دوران اپنی خداداد صلاحیتوں سے نہ صرف ان کے دلائل و عقائد کی دھجیاں بکھیر دیتے تھے، بلکہ انہیں لا جواب بھی کر دیتے تھے، اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ آپ پر مرجعہ کا الزام لگا دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ پر خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا

مسلمہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمے میں درج کیا ہے:

كَانَ ثَقَّةً، جَلِيلَ الْقَدْرِ، عَالِمًا بِالْحَدِيثِ، وَكَانَ يَقُولُ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ فَأُنْكَرَ

ذَلِكَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ خُرَاسَانَ فَهَرَبَ وَمَاتَ وَهُوَ مُسْتَخَفٌ^(۱)

ترجمہ:- بخاری ثقہ، جلیل القدر اور حدیث کے عالم تھے، وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کہا کرتے تھے جس پر علمائے خراسان نے ان کا انکار کیا تو وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور زور پوشی میں ہی ان کا وصال ہو گیا۔

جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرح اس بات سے انکار کیا۔
امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

من قال عني أني قلت: لفظي بالقرآن مخلوق فقد كذب. ^(۱)

ترجمہ:- جس شخص نے میری طرف سے یہ کہا کہ میں نے کہا ہے: قرآن کے

الفاظ مخلوق ہیں تو اس نے جھوٹ بولا۔

جس طرح امام بخاری رحمہ اللہ پر الفاظ قرآنی کے مخلوق ہونے کا بے بنیاد الزام لگنے کے باوجود ان کی روایت حدیث اور علم حدیث میں جلالتِ شان پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو اسی طرح امام اعظم رحمہ اللہ پر ارجاء کا بے سرو پا الزام لگنے سے ان کی عدالت و ثقاہت پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ارجاء ابو حنیفہ اور ”غنیۃ الطالبین“ کی عبارت

أما المحنفية فهم بعض أصحاب أبي حنيفة النعمان بن ثابت رعموا أن

الإيمان هو المعرفة والإقرار بالله ورسوله وما جاء من عدة جملة على

ما ذكره البرهوتی فی کتاب الشجرة. ^(۲)

جواب:- سمرجہ، ارجاء سے مشتق ہے، جو باب افعال کا مصدر ہے، لغت میں اس کے معنی تاخیر کرنا اور اصطلاح میں ارجاء کا معنی اعمال کو ایمان سے علیحدہ رکھنا۔ سمرجہ ضلالت اس فرقے کو کہتے ہیں جو صرف اقرار لسانی اور معرفت کا نام ایمان رکھتا ہے، اور ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ معصیت اور گناہ ایمان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور گناہ گار کو گناہ پر سزا نہیں دی جائے گی بلکہ معاصی پر سزا ہو ہی نہیں سکتی، عذاب و ثواب گناہوں اور نیکیوں پر مرتب ہی نہیں ہوتا، اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے۔

علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ ارجاء کے دو معنی ہیں:
۱- تاخیر کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”قَالُوا أَزِجُّهُ وَآخَاهُ“ ^(۳) انہوں نے کہا کہ

(۱) تہذیب التہذیب: ترجمہ: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، ج ۹ ص ۵۴

(۲) غنیۃ الطالبین: ص ۱۳۹

(۳) الاعراف: ۱۱۱

موسیٰ اور ان کے بھائی کو مہلت دے۔ یعنی ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں تاخیر سے کام لینا چاہئے اور ان کو مہلت دینی چاہئے۔

۲- اعطاء الرجاء یعنی اُمید دلانا، یعنی محض ایمان پر کُلی نجات کی اُمید دلانا اور یہ کہنا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ و معاصی کچھ مضر نہیں ہیں۔

۳- بعض کے نزدیک ارجاء یہ بھی ہے کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کا فیصلہ قیامت پر چھوڑ دیا جائے اور دُنیا میں اس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہ لگایا جائے۔

۴- بعض کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خلیفہ کے بجائے چوتھا خلیفہ قرار دیا جائے:

الارجاء علی معنیین: أحدهما: بمعنى التأخير كما في قوله تعالى: قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ. أي أمهله وأخره. والثاني: إعطاء الرجاء. أما إطلاق اسم المرجئة على الجماعة بالمعنى الأول فصحيح. لأنهم كانوا يؤخرون العمل عن النية والعقد. وأما بالمعنى الثاني فظاهر. فإنهم كانوا يقولون: لا تضر مع الإيمان معصية. كما لا تنفع مع الكفر طاعة. وقيل الإرجاء تأخير حكم صاحب الكبيرة إلى يوم القيامة. فلا يقضى عليه بحكم ما في الدنيا. من كون من أهل الجنة. أو من أهل النار. فعلى هذا: المرجئة، والوعيدية فرقتان متقابلتان. وقيل الإرجاء: تأخير على رضي الله عليه عن الدرجة الأولى إلى الرابعة. (۱)

ارجاء کے معنی و مفہوم میں چونکہ تاخیر بھی شامل ہے اس لئے حضرات ائمہ جو گناہ گار کے بارے میں توقف اور خاموشی سے کام لیتے ہیں اور دُنیا میں اس کے جنتی اور جہنمی ہونے کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے، بلکہ اس کا معاملہ آخرت پر چھوڑتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے، خواہ اس کو معاف کرے اور جنت میں داخل کرے، یا سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں ڈال دے، یہ سب مرجہ ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے امام اعظم اور دیگر محدثین کو مرجہ کہا گیا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

ثم اعلم أن القونوی ذکر أن أبا حنیفة کان یسمی مرجئاً لتأخیرہ أمر

صاحب الکبیرۃ إلی مشیئة الله تعالیٰ والإرجاء التأخیر۔^(۱)

ترجمہ:- جاننا چاہئے کہ علامہ قونوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو بھی

مرجہ کہا جاتا تھا کیونکہ امام ابو حنیفہ مرتکب کبیرہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر

موقوف رکھتے تھے، اور ارجاء کا معنی و مفہوم مؤخر کرنے کے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف ہے؟ یا صریح

نصوص آیات و احادیث سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس عقیدے کی تائید و تصدیق ہوتی ہے؟ اور

تمام اہل سنت کا بھی یہی مذہب ہے۔

مرجہ فرقہ ضالہ کا عقیدہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) فرماتے ہیں کہ مرجہ مذمومہ بدعتی فرقہ، قدریہ سے جدا

ایک فرقہ ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے آنے کے بعد انسان کے لئے کوئی گناہ مضر نہیں ہے جیسا

کہ کفر کے بعد کوئی نیکی مفید نہیں ہے، اور مرجہ کا نظریہ ہے کہ مسلمان جیسا بھی ہو، کسی کبیرہ گناہ پر

اس کو کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا، پس اس مرجہ اہل بدعت کا ارجاء اور امام اعظم اور دیگر ائمہ کے

ارجاء میں کیا نسبت؟

ثم المرجئة المذمومة من المبتدعة ليسوا من القدريّة بل هم

طائفة قالوا: لا يضر مع الإيمان ذنب كما لا يدفع مع الكفر طاعة

فرعوا أن أحدا من المسلمين لا يعاقب على شيء من الكبائر فأين

هذا الإرجاء عن ذلك الإرجاء؟^(۲)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ خود ”الفقہ الاکبر“ میں مرجہ کا رد کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

لا نقول أن المؤمن لا تضره الذنوب وأنه لا يدخل النار ولا إنه يخلد

(۱) شرح الفقہ الاکبر: ص: ۷۴، الناشر: قدیمی کتب خانہ

(۲) شرح الفقہ الاکبر: ص: ۷۵

فہا وإن کان فاسقا بعد أن یخرج من الدنیا مؤمنا ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول: المسئلة مبيدة مفصلة من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة والمعاني الباطلة ولم يبطلها حتى خرج من الدنیا فإن الله لا يضيعها بل يقبلها منه ويغيبه عليها. (۱)

ترجمہ:- ہم یہ نہیں کہتے کہ مؤمن کے لئے گناہ مغفرت نہیں اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ مؤمن جہنم میں بالکل داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہی جہنم میں رہے گا اگرچہ فاسق ہو، جب کہ وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمام نیکیاں مقبول ہیں اور تمام گناہ معاف ہیں جیسا مرجعہ کا عقیدہ ہے، بلکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام اس کی شرطوں کے ساتھ کرے اور وہ کام تمام مفاسد سے خالی ہو اور اس کو باطل نہ کیا ہو اور دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کو قبول کر کے اس پر ثواب عطا فرمائے گا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو خود مرجعہ کا رد فرما رہے ہیں، اگر خود مرجعہ میں سے ہوتے تو ان کے عقیدے کا رد کرنے کا کیا مطلب؟ اور اپنے عقیدے کا اظہار کیوں کرتے جو مرجعہ کے خلاف اور اہل سنت کے موافق ہے۔ معلوم ہوا کہ مرجعہ گمراہ فرقے کا جو عقیدہ ہے امام صاحب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، امام صاحب تو اپنی اس تصنیف میں اس پر مفصل رد فرما رہے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امام صاحب کا یہ عقیدہ نہیں ہے تو پھر امام صاحب کی طرف اس کی نسبت کیسے ہوگئی؟ جواب یہ ہے کہ غسان بن مرئی جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے اس نے اپنے مذہب کو ردواج دینے کے لئے امام صاحب کی طرف ارجا کی نسبت کی تاکہ اس کے مذہب کو شہرت ہو جائے کہ اتنے بڑے امام کا بھی یہ مذہب ہے، اور مرجعہ کے مسائل امام صاحب کی طرف منسوب کرتا تھا حالانکہ امام صاحب کا دامن اس سے بالکل بڑی ہے۔

(۱) شرح الفقہ الاکبر: ص ۷۸، ۷۹

علامہ عبدالکریم شہرستانی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) فرماتے ہیں:
ومن العجیب أن غسان كان يحكى عن أبي حنيفة رحمه الله مثل مذهبه
ويعدّه من المرجئة، ولعله كذب كذلك عليه لعمرى! كان يقال لأبي
حنيفة وأصحابه مرجئة السنة.^(۱)

ترجمہ:- تعجب خیز بات ہے غسان (جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے) اپنے مذہب کو
امام ابو حنیفہ کی طرح ظاہر کرتا اور شمار کرتا تھا، اور امام ابو حنیفہ کو بھی مرجئہ میں شمار
کرتا تھا۔ غالباً یہ جھوٹ ہے، مجھے زندگی عطا کرنے والے کی قسم! امام ابو حنیفہ
اور ان کے اصحاب کو تو مرجئہ السنۃ کہا جاتا تھا۔

اندازہ کیجئے علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ جو شافعی مسلک ہونے کے باوجود قسم
کھا کر کہہ رہے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔

معلوم ہوا کہ امام صاحب کا یہ اعتقاد نہیں تھا، بلکہ غسان فرقے کا پیشوا امام صاحب کی
طرف اپنے باطل نظریے کو منسوب کرتا تھا تاکہ اس کے مذہب کی شہرت ہو جائے۔
علامہ ابن اثیر جزیری رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

وقد نسب إليه وقيل عنه من الأقاويل المختلفة التي نجل قدره عنها
ويتنزه منها، من القول بخلق القرآن والقول بالقدرة والقول بالإرجاء،
وغير ذلك مما نسب إليه. ولا حاجة إلى ذكرها ولا إلى ذكر قائلها،
والظاهر أنه كان ملزماً عنها.^(۲)

ترجمہ:- بہت سے اقوال مختلفہ ان (یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ) کی طرف
منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کا مرتبہ بالاتر ہے، اور وہ ان سے بالکل منزہ
اور پاک ہیں، چنانچہ خلق قرآن، تقدیر، ارجاء وغیرہ کا قول جو ان کی طرف منسوب
کیا جاتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ اقوال اور ان کے قائلین کا ذکر کیا جائے،

(۱) الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجئة، الغسانية، ج ۱ ص ۱۳۱

(۲) جامع الاصول فی احادیث الرسول: الفرع الثانی فی التابعین ومن بعدهم، ترجمة: النعمان بن ثابت،

کیونکہ بدیہی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ان تمام امور سے بڑی اور پاک تھے۔
اس واضح تصریح سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ جملہ امور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر بہتان اور
افترا ہیں امام صاحب کا دامن اس سے بالکل پاک و صاف ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ مرجعہ کی دو قسمیں ہیں:

ثم المرجئة على نوعين: مرجئة مرحومة وهم أصحاب النبي صلى الله
عليه وسلم، ومرجئة ملعونة وهم الذين يقولون بأن المعصية لا تنظر
والعاصي لا يعاقب. (۱)

ترجمہ:- پھر مرجعہ کی دو قسمیں ہیں: ایک مرجعہ مرحومہ جو صحابہ کرام کی جماعت
ہے، اور دوسری نوع مرجعہ ملعونہ ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ معصیت
ایمان کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتی اور عاصی کو عذاب و عتاب نہیں ہوگا۔
حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مرجعہ کہلاتے ہیں، لیکن وہ اس گمراہ فرقے سے علیحدہ ہیں، اگر
بالفرض کسی نے امام صاحب پر مرجعہ کا اطلاق کیا بھی ہے تو اس کا وہی مطلب ہے جو صحابہ کرام پر اس
لفظ کو اطلاق کرنے میں لیا جاتا، اور ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال و اعمال اور ان کا عقیدہ و مذہب
مرجعہ ضالہ کے برخلاف ہے تو پھر کسی طرح ان پر اس کو منطبق کیا جاتا ہے۔ (۲)

عثمان البیہقی رحمہ اللہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف خط لکھا اور پوچھا: کیا آپ مرجعہ میں
سے ہو؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ مرجعہ کی دو قسمیں ہیں، ایک مرجعہ ملعونہ ہے، میں اس سے بڑی
ہوں، اور ایک مرجعہ مرحومہ ہے، میں اس میں سے ہوں اور انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی اعتقاد ہے،
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
الْحَكِيمُ. (۳)

(۱) الرفع والتكميل في المجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والإرجاء البدعي، ص ۳۶۴

(۲) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور معترضین، ص ۸۴

(۳) البائدة: ۱۱۸

روی عن عثمان البتی أنه كتب إلى أبي حنيفة وقال انتم مرجئة فأجابه بأن المرجئة على ضربين: مرجئة ملعونة وأنا برىء منهم ومرجئة مرحومة وأنا منهم، وكتب فيهم أن الأنبياء كانوا كذلك الا ترى إلى قول عيسى قال: **إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ**.^(۱)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إن المرجئة فرقتان مرجئة الضلالة ومرجئة أهل السنة وأبو حنيفة وتلامذاته وشيوخه وغيرهم من الرواة الأثبات إنما اعتدوا من مرجئة أهل السنة لا من مرجئة الضلالة.^(۲)

ترجمہ:- مرجعہ نام سے موسوم دو فرقے ہیں ایک مرجعہ ضلالت، دوسرا مرجعہ اہل سنت، امام ابو حنیفہ آپ کے تلامذہ اور شیوخ اور دیگر روایات کو انہیں مرجعہ اہل سنت میں سے شمار کیا گیا ہے نہ کہ مرجعہ ضلالت میں سے۔

اہل حدیث مکتبہ فکر کے عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس موقع پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بھی رجال مرجعہ میں شمار کیا ہے، حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ پر گزری ہے، جس سے کسی کو بھی انکار نہیں، بے شک بعض مصنفین نے خدا ان پر رحم کرے امام ابو حنیفہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ کو رجال مرجعہ میں شمار کیا ہے جس کی حقیقت کونہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کے طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض

(۱) الرفع والتكميل في المرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والارجاء البدعي،

ص ۳۶۵، ۳۶۶

(۲) الرفع والتكميل في المرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والارجاء البدعي، ص ۳۶۱

لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔^(۱)

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۶ھ) فرماتے ہیں:

ونقبوا أيضا على أبي حنيفة الإرجاء، ومن أهل العلم من ينسب إلى الإرجاء. كثير لم يعن أحد بنقل قبيح ما قيل فيه كما عدوا بذلك في أبي حنيفة لإمامته، وكان أيضا مع هذا يحسد وينسب إليه ما ليس فيه ويختلق عليه ما لا يليق به وقد أثنى عليه جماعة من العلماء وفضلوه.^(۲)

ترجمہ:- بعض لوگوں نے امام ابو حنیفہ پر ارجاء کا الزام لگایا ہے، حالانکہ اہل علم میں تو ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جن کو مرجہ کہا گیا ہے، لیکن جس طرح امام ابو حنیفہ کی امامت کی وجہ سے ان میں برا پہلو نمایاں کیا گیا ہے، دوسروں کے بارے میں ایسا نہیں کیا گیا، اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگ امام ابو حنیفہ سے حسد و بغض رکھتے تھے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے تھے جن سے امام ابو حنیفہ کا دامن بالکل پاک تھا، اور ان کے بارے میں نامناسب اور بے بنیاد باتیں گھڑی جاتی تھیں، حالانکہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے۔

ان ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرجہ ضلالہ سے امام صاحب کا کوئی تعلق نہیں ہے، امام صاحب نے تو خود اس پر رد کیا ہے جیسا بحوالہ بات گزر گئی ہے، منصف مزاج شخص کے لئے اس قدر تحقیق کافی ہے۔ باقی رہی بات ”غنية الطالبين“ کی عبارت کی تو اس کی بنیاد ایک مجہول شخص برہوتی کی مجہول کتاب ”كتاب الشجرة“ پر ہے، اب سوال یہ ہے کہ یہ برہوتی کون شخص ہے؟ اور اس کی کتاب ”كتاب الشجرة“ کوئی مستند کتاب ہے؟ حقیقت میں یہ دونوں مجہول ہیں، نام نہاد اہل حدیث کے بقول ان کا یہ اصول ہے کہ: ”ہم ہر بات صحیح و ثابت سند کے ساتھ قبول

(۱) تاریخ اہل حدیث، ص ۵۶

(۲) جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله تعالى بالرأي والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۰

کرتے ہیں، ضعیف اور مجہول بات کا ہمارے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے!“ لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کے خلاف جو بات جہاں سے جس کسی سے بھی مل جائے تو وہ سر آنکھوں پر ہے، اس کے لئے کسی دلیل، ثبوت، صحتِ سند، غرض کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں۔

اگر ”کتاب الشجرة“ اور مصنف برہوتی واقعی معروف و معتمد شخص ہے تو ”کتاب الشجرة“ سے اصل عبارت مع السند ذکر کی جائے۔

نیز ”غنیۃ الطالبین“ کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھیں اس میں ”بعض اصحاب ابي حنيفة“ کا ذکر ہے، جس کا مطلب کچھ حنفی اس عقیدے کے حامل تھے، لیکن یوسف جے پوری کی امانت و دیانت کو داد دیں کہ اس نے ”بعض“ کا لفظ اڑا کر تمام احناف کو اس میں شامل کر دیا اور اس کو امام ابوحنیفہ کا مذہب بنا دیا۔

جناب یوسف جے پوری صاحب لکھتے ہیں:

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوئی مقتدا ہیں فرقہ حنفیہ کے، اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ فرقے میں شمار کیا ہے۔^(۱)

جے پوری صاحب کی یہ بات کہ ”اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ فرقے میں شمار کیا ہے“ یہ محض دھوکا ہے، اس لئے کہ اگر اکثر اہل علم نے امام صاحب کو مرجعہ کہا ہے تو جے پوری صاحب نے ان اکثر اہل علم کی فہرست اور ان کے نام ذکر کرنے کی تکلیف کیوں نہیں کی؟

بالفرض والجمال! اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ مصنف برہوتی اور ”کتاب الشجرة“ معتبر کتاب ہے تو بھی عبارت میں ”بعض اصحاب ابي حنيفة“ کا ذکر ہے کہ وہ مرجعہ میں سے ہیں، تو اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ امام صاحب بھی مرجعہ میں سے ہیں۔

نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ”غنیۃ الطالبین“ میں کئی جگہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں اور ان کو ”الإمام“ کے لقب سے یاد کیا، مثلاً ایک مقام پر تارکِ صلاۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقال الإمام أبو حنيفة: لا يقتل.

اگر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابو حنیفہ ”مرجہ ضالہ“ میں سے ہوتے تو پھر ان کو ”الإمام“ کے لقب سے کیوں ذکر کرتے؟ اور مسائل شرعیہ میں امام صاحب کے اقوال کیوں ذکر کرتے؟

”تہذیب الکمال فی أسماء الرجال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، الکشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ“ وغیرہ رجال کی کتابوں میں ایسے بہت سے زواۃ کے حق میں ارجاء کا طعن و الزام لگایا گیا ہے، مثلاً اس طرح کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں: ”رمی بالارجاء، کان مرجئاً“ وغیرہ۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بخاری و مسلم کے ان راویوں کے اسماء کی پوری فہرست ذکر کی ہے جن کو مرجہ کہا گیا ہے:

أردت أن أسرد هنا من رمى بهدعته ممن أخرج لهم البخاري ومسلم أو أحدهما وهم: إبراهيم بن طهمان، أيوب بن عائذ الطائي، ذر بن عبدالله المرهبي، شبابة بن سوار، عبد الحميد بن عبد الرحمن أبو يحيى الحماني، عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد، عثمان بن غياث البصري، عمر بن ذر، عمرو بن مرقه، محمد بن حازم، أبو معاوية الضرير، ورقاء بن عمر اليشكري، يحيى بن صالح الوحاظي، يونس بن بكير. هؤلاء رموا بالارجاء وهو تأخير القول في الحكم على مرتكب الكبائر بالنار.^(۱)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ ارجاء تو بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے، اور اس مذہب کے قائل پر کوئی مؤاخذہ نہیں کرنا چاہئے:

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی: النوع الثالث والعشرون السابعة، عدم الاحتجاج بمن كفر بهدعته، ج ۱ ص ۳۸۸

قلت: الارحاء مذهب لعدة من جلة العلماء لا ينبغي التعامل
على قائله. (۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرجعہ فرقہ مبتدعہ ضالہ کے نزدیک ارجاء کا جو معنی ہے ائمہ اہل سنت
والجماعت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہم خود امام صاحب ممدوح کے کلام فیض التیام سے ثابت کرتے ہیں کہ آپ ارجاء اور
مرجعہ سے اور اعتزال اور اہل اعتزال سے بالکل بیزار اور بری ہیں، آگے ”فقہ اکبر“ کی عبارت نقل
کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اس عبارت میں حضرت امام صاحب موصوف نے معتزلہ اور خوارج کے
مسائل سے بھی اختلاف کیا ہے اور مرجیوں کا نام لے کر ان سے بیزاری
ظاہر کی، اور واضح ہے کہ جو شخص کسی فرقے میں داخل ہو، وہ اس فرقے کا نام
لے کر اس کی تردید نہیں کرتا، اس عبارت میں آپ نے خالص اہل سنت کے
مسائل لکھے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور صحابہ و تابعین ان پر
کار بند تھے۔ (۲)

اس عبارت میں مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ نے وضاحت کے ساتھ یہ بات لکھ دی ہے کہ
امام صاحب کا فرقہ مرجعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور آپ اس سے بالکل بیزار اور بری ہیں، مولانا
ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ نے مستقل ایک عنوان باندھا ہے: ”حوالہ غنیۃ الطالبین اور اس کا
جواب“ پھر آگے لکھتے ہیں:

بعض لوگوں کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حوالے سے ٹھوکر لگی
ہے، آپ نے حضرت امام صاحب کو مرجیوں میں شمار کیا ہے۔

آگے آپ نے تفصیل کے ساتھ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور علامہ نواب صدیق حسن خان

(۱) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: حرف المیم، ترجمہ: مسعر بن یحییٰ الہمدی، رقم: ۸۴۶۹، ج ۴ ص ۹۹

(۲) تاریخ اہل حدیث، ص ۶۶، ۶۷

رحمہ اللہ کی ”دلیل الطالب“ سے جواب نقل کیا ہے، منصف مزاج حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔^(۱)

تاریخ بغداد نقد و جرح کا اہم مآخذ

حافظ ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب ”تاریخ بغداد“ چودہ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب میں فقہاء و محدثین و ارباب علوم و ائمہ دین و دیگر مشاہیر زمانہ کے تقریباً ۸۳۱ تراجم و سوانح و احوال بیان کئے گئے ہیں، اور یہ کتاب خطیب بغدادی کی بڑی مشہور کتاب ہے، اس کتاب میں انہوں نے محدثین کے طریقے کے مطابق یعنی اسناد کے ساتھ اہل بغداد کا تذکرہ کیا ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے، خطیب نے امام صاحب کا تذکرہ آپ کے مناقب و محامد سے شروع کیا ہے جو تقریباً ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔^(۲)

بعد ازاں امام صاحب کی نقد و جرح پر مبنی ساٹھ صفحات میں تقریباً ڈیڑھ سو مرویات جمع کر دی ہیں، اس بنا پر یہ کتاب امام صاحب کی جرح کا اہم اور بنیادی مآخذ ہے۔^(۳) نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مطاعن میں جتنی روایات خطیب نے نقل کی ہیں، فن روایت کے لحاظ سے وہ نہایت ضعیف، کمزور اور مخدوش ہیں، ہر ایک سند میں مجروح راوی ہے۔

علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) خطیب بغدادی کی ان مجروح روایات کے متعلق فرماتے ہیں:

وما يدل على ذلك أيضا أن الأسانيد التي ذكرها للقدح لا يخلو غالبها من متكلم فيه أو مجهول ولا يجوز إجماعاً لثم عرض مسلم بمثل ذلك فكيف بإمام من أئمة المسلمين.^(۴)

(۱) تاریخ اہل حدیث، ص ۷۰، ۷۱

(۲) تاریخ بغداد: ج ۱۳ ص ۳۲۵ تا ۳۶۵

(۳) تاریخ بغداد: ج ۱۳ ص ۳۶۶ تا ۴۲۶

(۴) الخیرات الحسان: الفصل التاسع والعشرون فی رد ما نقله الخطیب فی تاریخہ، ص ۱۰۳

ترجمہ:- اس پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہ کی قدح میں جو سندیں پیش کی ہیں وہ بیشتر متکلم فیہ روات یا مجہول راویوں سے منقول ہیں، اور ایسی اسانید سے بالاتفاق کسی مسلمان کی ہتک عزت نہیں کی جاسکتی ہے چہ جائیکہ مسلمانوں کے امام کی۔

یاد رہے کہ یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی مسلک سے تعلق رکھنے والے نہایت معتبر عالم دین کی شہادت ہے۔

خطیب کا یہ طرز عمل ان کی محدثانہ اور مؤرخانہ شان کے مناسب نہیں، انہوں نے امام صاحب پر جرح ایسی اسانید کے ساتھ نقل کی ہے جن کے بیشتر راوی محققین کے نزدیک وضاع و کذاب یا مجہول ہیں، ان پر خطیب نے کوئی تبصرہ نہیں کیا، حالانکہ انہوں نے امام صاحب کے مناقب سے متعلق بعض جعلی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) خطیب کے اس طرز عمل پر نقد کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

ومناقبه وفضائله كغيره وقد ذكر الخطيب في تاريخه منها شيئاً كثيراً.
ثم أعقب ذلك بذكر ما كان الألبق في تركه والإضرار به فقول هذا
الإمام لا يشك في دينه، ولا في روعه وتحفظه.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کے مناقب اور فضائل بہت ہیں، خطیب نے اپنی تاریخ میں بھی ان میں سے کچھ فضائل نقل کئے ہیں اور اس کے بعد کچھ نامناسب باتیں بھی ذکر کر دیں، جن کا ذکر نہ کرنا اور ان سے اعراض کرنا ہی بہت مناسب تھا، کیونکہ نہ تو امام صاحب جیسی شخصیت کی دیانت میں شبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ آپ کے ورع اور حفظ پر کوئی نکتہ چینی کی جاسکتی ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صامی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

لا تغتر بما نقله الحافظ أبو بكر بن ثابت الخطيب البغدادي مما يخل

(۱) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: حرف النون ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۵ ص ۳۱۳

بتعظیم الإمام أبي حنيفة فإن الخطيب وإن نقل كلام المادحين فقد أعقبه بكلام غيرهم فشان كتابه بذلك أعظم شين وصار بذلك هذالكبار والصغار وأتى بقاذورة لا تغسلها البحار.^(۱)

ترجمہ:- حافظ ابو بکر خطیب نے امام ابو حنیفہ کے بارے میں جو نخلِ تعظیم باتیں نقل کی ہیں، ان سے دھوکا نہ کھانا، خطیب بغدادی نے اگرچہ پہلے مدح کرنے والوں کی باتیں نقل کی ہیں، مگر اس کے بعد دوسرے لوگوں کی باتیں بھی نقل کی ہیں، سو اس وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب کو بڑا داغ دار کر دیا ہے، اور بڑوں اور چھوٹوں کے لئے ایسا کرنے سے وہ ہدفِ ملامت بن گئے ہیں، اور انہوں نے ایسی گندگی اُچھالی ہے جو سمندروں سے بھی نہ دھل سکے گی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أحمد بن علي بن ثابت الحافظ أبو بكر الخطيب تكلم فيه بعضهم وهو وأبو نعيم وكثير من علماء المتأخرين لا أعلم لهم ذنباً أكبر من روايتهم الأحاديث الموضوعة في تأليفهم غير محدثين منها وهذا إثم وجناية على السنن فالله يعفو عنا وعنهم.^(۲)

ترجمہ:- علامہ خطیب بغدادی اور ابو نعیم اصفہانی اور بہت سے علمائے متأخرین کا گناہ، میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں جعلی روایتیں نقل کرتے ہیں، اور یہ گناہ ہے، سنت و حدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۹ھ) لکھتے ہیں:

أبو بكر الخطيب قدما على مذهب أحمد بن حنبل. فمال عليه أصحابنا لمارأوا من ميله إلى المبتدعة وأخوه. فالتقل إلى مذهب الشافعي

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص ۱۰۳، بحوالہ ما تمس إليه الحاجة: ص ۳۲

(۲) الرواة الثقات المتكلم فيهم عمالا يوجب ردهم: ص ۵۱، الناشر: دار البشائر الإسلامية، بيروت

رضی اللہ عنہ وتعصب فی تصانیفہ علیہم فرمز الی ذمہم، وصرح بقدر ما أمکنہ^(۱)۔

ترجمہ:- خطیب بغدادی امام احمد بن حنبل کے مذہب پر تھے، تو جب ہمارے اصحاب یعنی حنابلہ نے دیکھا کہ اس کا میلان بدعتی فرقے کی جانب ہے تو اس پر طعن کیا گیا اور اس کو تکلیف پہنچائی، تو وہ امام شافعی کے مسلک کی طرف منتقل ہو گیا، اور پھر حنابلہ کے خلاف اپنی تصانیف میں تعصب کا مظاہرہ کیا، اور ان کی مذمت کے اشارات کئے اور جہاں تک اس کا بس چلا صراحت سے بھی لکھا۔

خطیب بغدادی کے تعصب کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ساٹھ صفحات میں بے سرو پا، من گھڑت روایات نقل کرنے کے بعد اپنے ترکش کے آخری تیر کو اس خواب پر ختم کیا:

رأيت في المنام جنازة عليها ثوب أسود وحولها قسيسين فقلت: جناز من هذه؟ فقالوا جنازة أبي حنيفة، حدث به أبا يوسف فقال: لا تحدث به أحدًا^(۲)۔

ترجمہ:- میں (راوی بشر بن ابی الازہر) نے خواب دیکھا کہ ایک جنازہ ہے جس پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے، اور اس کے آس پاس نصاریٰ کے علماء ہیں، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابو حنیفہ کا جنازہ ہے! بشر کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب ابو یوسف سے بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ اس کو کسی سے مت بیان کرو!

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أقول به ختم الخطيب ترجمة أبي حنيفة بدون أن يتهيب الخاتمه
وعبدالله بن جعفر في سلدة هو ابن درستويه الذي ضعفه البرقاني

(۱) المنتظم فی تاریخ الامم والملوک: ترجمة: أحمد بن علی بن ثابت أحمد، ج ۱۶، ص ۱۳۲

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳، ص ۲۶۶

واللکائی وهو متهم بروایة مالم یسمعه إذا دفع إلیه درهم. والخطیب
یختار أن یشتم الناس علی لسانه. (۱)

ترجمہ:- خطیب بغدادی نے اپنے خاتمے کے خوف کو پیش نظر رکھے بغیر
امام ابو حنیفہ کے حالات کا اختتام اس خواب کو بیان کر کے کیا، اس روایت کی
سند میں عبد اللہ بن جعفر ہے جو ”ابن درستیہ“ کے نام سے معروف ہے،
علامہ برقانی، اور علامہ لاکائی دونوں نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے، اور یہ
متہم راوی ہے، جب اس کو ایک درہم دیا جاتا تو ایسی روایت بھی نقل کر دیتا جو
اس نے کبھی سنی ہی نہ ہوتی (یعنی ایک درہم کی کیا حیثیت ہے! اس کے حصول
کے لئے بھی روایت گھڑ لیتا تھا)۔ خطیب پسند کرتا ہے کہ اس کی زبانی لوگوں کو
گالیاں دے۔

ایسا راوی جو ایک درہم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول سکتا ہے، اور اسے کوئی
خوف آخرت نہیں تو اگر وہ ایک من گھڑت خواب نقل کر دے تو یہ محل تعجب نہیں!
دیار عرب کے مشہور محقق عالم دکتور محمود طحان، خطیب بغدادی کی اس حرکتِ نازیبا کے
بارے میں فرماتے ہیں: کیا وہ روایتیں جن کو خطیب نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بُرائی بیان کرنے میں
ذکر کی ہیں، جو تقریباً اس تاریخ کے ساٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں، کم تھیں کہ خطیب کو امام ابو حنیفہ رحمہ
اللہ کے مثالب کی تکمیل کے لئے شیطانی خوابوں کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہونا پڑا؟ پھر فرماتے ہیں
کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اچھا خواب تو ذکر کیا جائے، مگر بُرے خواب کا لوگوں کے سامنے تذکرہ
نہ کیا جائے، اور بُرا خواب دیکھنے والا صرف یہ کرے کہ اللہ کے ذریعے شیطان سے پناہ مانگے اور
بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے، تاکہ اس خواب کا نقصان اس کو نہ پہنچے۔

بفرض محال! اگر یہ خواب سچا ہی ہے تو اگر خواب دیکھنے والے نے حدیث کی مخالفت کی تھی تو
خطیب کو کیا ہوا کہ اس نے اس خواب کو عام کرنے اور پھیلانے کا کارنامہ انجام دیا؟ (۲)

(۱) تالیف الخطیب علی مساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الأكاذیب: ص ۱۷۰

(۲) الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث: ص ۳۳۳، ۳۳۵

خطیب بغدادی میں اگر انصاف پسندی ہوتی تو وہ اس خواب پر جس کو علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)، علامہ صمیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ)، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے نقل کیا ہے کہ اس پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمے کو ختم کرتا۔

امام ابو رجاء فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ: مَا صَنَعَ اللَّهُ بِكَ؟ قَالَ: غَفَرَنِي!
قُلْتُ: وَأَبُو يُوسُفَ؟ قَالَ: هُوَ أَعْلَىٰ دَرَجَةٍ مِنِّي! قُلْتُ: فَمَا صَنَعَ أَبُو حَنِيفَةَ؟
قَالَ: هَبَّتْهُ هُوَ فِي أَعْلَىٰ عِلِّيِّينَ! ^(۱)

ترجمہ:- میں نے امام محمد کو خواب میں دیکھا کہ تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ امام محمد نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا (میری مغفرت ہو گئی)۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف کا کیا ہوا؟ تو امام محمد نے فرمایا: وہ تو مجھ سے بھی اعلیٰ درجے میں ہیں! میں نے کہا: امام ابو حنیفہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو امام محمد نے فرمایا کہ ان کا نہ پوچھو! وہ تو اعلیٰ علیین (جنت کے اعلیٰ درجات) میں ہیں۔

مثالب ابی حنیفہ بیان کرنے میں خطیب بغدادی عجیب و غریب تضاد کا شکار ہوئے، یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فرائیاں بیان کرنے میں انہوں نے بیشتر جگہ انہیں راویوں کا سہارا لیا جن کی تضعیف خود انہوں نے کی ہے، اور ان کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے، مگر یہی ناقابل اعتبار لوگ مثالب امام ابو حنیفہ بیان کرتے وقت خطیب کے نزدیک قابل اعتبار ہو گئے، اور ضعیف راویوں کی روایتیں خطیب کے نزدیک محفوظ روایتیں بن گئیں۔

دکتر محمود طحان فرماتے ہیں:

كيف يصف الخطيب المثالب بالمحفوظ وفي أسانيد تلك الروايات

(۱) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ج ۱ ص ۱۳۵ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار محمد بن الحسن الشيباني، ص ۱۳۳ / مناقب أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۵۲

رجال تكلم الخطيب نفسه عليهم بالجرح والتضعيف في كتاب التاريخ ذاته.^(۱)

ترجمہ:- خطیب مثالب اور مطاعن والی روایتوں کو کس طرح محفوظ بتلاتے ہیں جب کہ ان روایتوں کو انہوں نے ایسی سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے جن میں ایسے لوگ بھی ہیں جن پر خود خطیب نے اس کتاب میں جرح کی ہے اور ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

دکتور محمود طحان فرماتے ہیں:

جو شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عیب جوئی و بُرائی بیان کرنے میں ایسے راویوں کی روایتیں ذکر کرتا ہے جن پر وہ خود کلام کر چکا ہے، اور ان کو ضعیف قرار دے چکا ہے، اور پھر انہیں ضعیف راویوں کی روایتوں کو وہ محفوظ کہے، اور ان پر اعتماد کرے تو وہ شخص خود اپنے آپ کو ہی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔^(۲)

خطیب بغدادی کے تعصب کا اندازہ اس سے لگائیں کہ وہ سفیان ثوری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ابو حنیفہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ طلب کی گئی ہے: استتيب أبو حنيفة من الكفر مرتين.^(۳)

امام عبد اللہ بن داؤد ذریبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) (جنہیں امام ذہبی رحمہ اللہ ان القابات کے ساتھ یاد کرتے ہیں: الامام، الحافظ، القدوة۔ امام نسائی، امام ابوزر عہ رازی، امام دارقطنی رحمہم اللہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے)^(۴) فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ بات جھوٹ ہے:

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ: هَذِهِ وَاللَّهِ كَذِبٌ.^(۵)

(۲،۱) الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۰۸

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۸۰

(۴) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله بن داود بن عامر، ج ۹ ص ۳۳۶

(۵) الالتقاء: ترجمة: عيسى بن يونس، ص ۱۵۰

خطیب کی ذکر کردہ روایات کے راویوں کی فنی حیثیت اور مفصل جواب کے لئے اہل علم ”تانیب الخطیب“ کا مطالعہ کریں۔^(۱)

فقیہ ملت، فقہائے اُمت کے سردار امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور مؤرخ محمد بن اسحاق بن ندیم (متوفی ۳۸۵ھ) لکھتے ہیں:

والعلم بڑا و بحرًا شرقًا و غربًا بعدًا و قربًا تدوینہ رضی اللہ عنہ۔^(۲)

ترجمہ:- علم برا اور بحر (خسکی اور تری) مشرق و مغرب، دُور اور نزدیک جتنا بھی یہ سب امام ابو حنیفہ (اللہ ان سے راضی ہو) ہی کا مدون کردہ ہے۔

شافعی السلک، مفسر، محدث، مؤرخ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ الثُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ التَّمِيمِيُّ. فَقِيهُ الْعِرَاقِ
وَأَحَدُ أَيْمَةِ الْإِسْلَامِ. وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ. وَأَحَدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ، وَأَحَدُ
الْأَيْمَةِ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتَّبُوعَةِ.^(۳)

ترجمہ:- ابو حنیفہ امام تھے، عراق کے فقیہ تھے، اسلام کے اماموں میں سے ایک امام تھے، اُونچے درجے کے سرداروں میں سے ایک تھے، علماء کے ارکان میں سے ایک رکن تھے، ائمہ اربعہ میں سے ایک تھے، اور ان میں سے تھے جن کے مذہب کی اتباع کی جاتی ہے۔

ایسے عظیم المرتبت جلیل القدر امام کے متعلق ایسے گھناؤنے الفاظ ذکر کئے گئے جنہیں کسی معمولی شخص کے لئے بھی استعمال نہیں کیا جاتا۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی طرف مذکورہ بالا عبارت کی غلط نسبت کی گئی، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الْأَخْذِ لِلْعِلْمِ ذَاتًا عَنْ حَرَمِ اللَّهِ أَنْ تُسْتَعْلَى يَأْخُذُ
بِمَا صَحَّ عَنْهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي كَانَ يُجَمِّلُهَا الْفُقَهَاءُ وَبِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ

(۱) تانیب الخطیب: ص ۶۵، ۶۶

(۲) الفہرست: الفن الثانی فی أخبار أبي حنیفہ وأصحابہ: ص ۲۵۱

(۳) البدایہ والنہایہ: سنۃ خمسین ومائۃ، ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۱۱۳

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِمَّا أَذْرَكَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ الْكُوفَةِ ثُمَّ
شَنَعَ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَغَيِّرُ اللَّهُ لَنَا وَلَهُمْ^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ بہت زیادہ علم حاصل کرنے والے تھے، اللہ کی حرمتوں کی
مدافعت میں لگے رہنے والے تھے تاکہ اسے حلال نہ سمجھ لیا جائے، امام ابو حنیفہ
انہیں احادیث کو اختیار کرتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح ہوتی اور جسے ثقہ راوی
روایت کرے، امام ابو حنیفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل اور علمائے کوفہ کو
جس طریقے پر پایا تھا اسی کو اختیار کرتے تھے، پھر بھی کچھ لوگوں نے امام پر طعن
و تشنیع کی، اللہ ہم کو اور ان کو معاف کرے۔

حسد و جہل کی وجہ سے جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر طعن و تشنیع کی، وہ ان کا ایسا
برائے عمل ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ محمد بن بشر رحمہ اللہ
فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا
کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے! تو وہ فرماتے کہ: بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے
بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَرٍ قَالَ: فَاتَى سَفْيَانَ فَيَقُولُ لِي مِنْ أَيْنَ؟ فَأَقُولُ مِنْ
عِنْدِ أَبِي حَنِيفَةَ! فَيَقُولُ: لَقَدْ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ أَهْلِ الْأَرْضِ^(۲)

اسی طرح خطیب بغدادی نے ایک روایت یہ نقل کی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابلیس کا ایمان برابر تھا، ابلیس نے ”یا رَبِّ“ کہا، اور ابو بکر صدیق
نے بھی ”یا رَبِّ“ کہا:

سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَإِيْمَانُ إِبْلِيسَ وَاحِدٌ
قَالَ إِبْلِيسُ يَا رَبِّ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ: يَا رَبِّ^(۳)

اس کی سند میں ایک راوی ابوصالح محبوب بن موسیٰ فراء ہے، امام سلمیٰ رحمہ اللہ

(۱) الانعاء: عیسیٰ بن یونس، ص ۱۳۲

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۳

(۳) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۶۹

فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: وہ قوی راوی نہیں ہے، یعنی ضعیف ہے:

وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَحْبُوبٍ بْنِ مُوسَى الْفَرَّازِيِّ فَقَالَ: ضَوِيلٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. ^(۱)

سند کا دوسرا راوی ابو اسحاق الفزاری ہے جس کے متعلق علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ احادیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرنے والے تھے:

كثير الخطأ في حديثه. ^(۲)

امام ابن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) بھی فرماتے ہیں کہ احادیث میں بہت غلطیاں کیا کرتا تھا:

كان كثير الغلط في حديثه. ^(۳)

مشہور مؤرخ ابن ندیم (متوفی ۳۳۸ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

كان كثير الغلط في حديثه. ^(۴)

اس میں ایک راوی عثمان بن سعید ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جہنم کا قائل تھا، علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

عثمان بن سعيد في السند هو مجسم مكشوف الأمر يعادي أئمة التنزيه ويصرح بأبواب البقيام والقيود والحركة والقل والاستقرار المكنى والحد ولمحو ذلك له تعالى ومفله يكون جاهلا بالله سبحانه بعيد أن تقبل روايته. ^(۵)

ترجمہ:- اس کی بے گناہ ائمہ کے ساتھ دشمنی کھلا معاملہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے

(۱) سؤالات السلسلہ للدارقطنی: باب المييم، ص ۲۷۸، رقم الترجمة: ۳۳۰ / میزان الاعتدال: حرف المييم، ترجمة: محبوب بن موسى الإلطاكي، ج ۳ ص ۳۴۲

(۲) الطبقات الكبرى: ترجمة: أبو اسحاق الفزاري، ج ۷ ص ۳۳۹، رقم الترجمة: ۳۹۸۸

(۳) المعارف: ترجمة: أبو اسحاق الفزاري، ج ۱ ص ۵۱۳

(۴) الفهرست: الفن الأول، ترجمة: أبو اسحاق الفزاري، ص ۱۲۱

(۵) تاليف الخطيب على مساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب، ص ۱۶، ۱۷

لئے اٹھنا، بیٹھنا اور حرکت کرنا، اور اس کا بوجھل ہونا اور اس کے لئے
استقرار مکانی (ایک جگہ میں اس کا قرار ہے) اور اس کی حد بندی وغیرہ کھلے
لفظوں میں ثابت کرتا ہے، اور اس جیسا آدمی جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاہل
ہے، وہ اس لائق ہی نہیں کہ اس کی روایت کو قبول کیا جائے۔

اندازہ کریں کہ خطیب بغدادی نے ضعیف روایات، حدیث میں کثرت سے غلطیاں
کرنے والے، اور اہل سنت والجماعت سے خارج فرقہ مجتہد سے تعلق رکھنے والے راویوں سے
ایک من گھڑت روایت نقل کر کے اس کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کر دی، آج چودہ سو سال
بعد کا ایک آدمی درجے کا مسلمان بھی وہ بات نہیں کہہ سکتا ہے جو امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف نسبت
کر کے ان ضعفاء اور فزق باطلہ سے تعلق رکھنے والے راویوں کی سند سے خطیب نے نقل کی ہے۔
بعض باتیں تو خطیب بغدادی نے بغیر کسی کی تحقیق کے متعصبین سے نقل کر دیں، مثلاً انہوں
نے ایک روایت نقل کی کہ سلمہ بن عمرو قاضی رحمہ اللہ نے برسر منبر کہا:

لا رحمہ اللہ ابا حنیفۃ! فإِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ رَعَى أَنَّ الْقُرْآنَ مَخْلُوقٌ.^(۱)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ! امام ابو حنیفہ پر رحم نہ کرے! یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے
قرآن کو مخلوق قرار دیا۔

حالانکہ اصل میں ”ما رحمہ اللہ ابا حنیفۃ“ نہیں تھا، بلکہ ”ما رحمہ اللہ ابا فلان“ تھا، جیسا
کہ محدث کبیر علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے سلمہ بن عمرو قاضی رحمہ اللہ ہی سے نقل کیا
اس میں ”ابا حنیفۃ“ کے الفاظ نہیں ہیں، دیکھئے:

سلمۃ بن عمرو القاضی علی المنبر لا رحمہ اللہ ابا فلان فإِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ رَعَى
أَنَّ الْقُرْآنَ مَخْلُوقٌ.^(۲)

اب یہ معلوم نہیں کہ کس دلیل و بنیاد پر ”ابا فلان“ کو ”ابا حنیفۃ“ کی صورت میں تبدیل
کر دیا؟ نیز عقائد میں لکھی گئی تمام اہم کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ قرآن کو مخلوق سب سے پہلے
جعہ بن درہم نے کہا، پھر جہم بن صفوان نے کہا، اور اسی نے اس مذہب کو خوب پھیلا یا، اسی وجہ سے اس

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: الدعيان بن فليت، ج ۱۳ ص ۲۷۵

(۲) تاریخ مدینہ دمشق: ترجمة: سلمۃ بن عمرو بن أکوع، ج ۲۲ ص ۱۰۸

فرقے کے لوگوں کو ”جہمیہ“ کہا جاتا ہے، پھر اسی کو آگے بڑھانے میں غیاث بن بشر کا ہاتھ تھا۔ علامہ ابو القاسم لاکائی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۸ھ) فرماتے ہیں کہ اُمت کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن کریم کو سب سے پہلے مخلوق جعد بن درہم نے کہا، پھر جہم بن صفوان نے، پھر جعد کو خالد بن عبد اللہ قسری نے قتل کیا، اور جہم کو ہشام بن عبد الملک کی خلافت میں مرو میں قتل کیا گیا:

وَلَا خِلَافَ بَيْنِ الْأُمَّةِ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ قَالَ: الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ جَعْدُ بْنُ دِرْهَمٍ ثُمَّ
جَهْمُ بْنُ صَفْوَانَ فَأَمَّا جَعْدٌ فَقَتَلَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَسْرِيُّ وَأَمَّا
جَهْمٌ فَقَتِلَ بِمَرْوٍ فِي خِلَافَةِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ.^(۱)

باقی روایت کی سند میں کس قدر ضعف اور کذاب راوی ہیں اس کے لئے ”تالیب الخطیب“ اور ”الخطیب البغدادی وأثره في علم الحديث“ دیکھیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنی باطل روایتوں کے سہارے امام اعظم رحمہ اللہ کو اسلام سے خارج اور بدعتی قرار دیا، اور آپ کی فقہ کو قیاسات و رائے کا مجموعہ کہا۔

خطیب بغدادی پر بڑا تعجب ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف میں انہوں نے جو روایتیں ذکر کی ہیں اس کو وہ غیر محفوظ قرار دیتے ہیں، خواہ اس کی سند کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مثالب کی روایتوں کو وہ محفوظ قرار دیتے ہیں چاہے اس کے راوی کذاب ہی کیوں نہ ہوں؟ جب وہ امام اعظم رحمہ اللہ کی مناقب والی روایتیں ذکر کرتے ہیں تو اس کے راویوں پر بھی کلام کرتے ہیں، اور جب ان کے مثالب والی روایتیں لاتے ہیں تو خاموشی سے گزر جاتے ہیں، اور یہ نہیں بتلاتے کہ ان روایتوں میں فلاں فلاں راوی ضعیف اور غیر ثقہ ہیں۔ مثلاً انہوں نے یہ روایت ذکر کی کہ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ”نعمان“ ہوگا اور اس کی کنیت ”ابو حنیفہ“ ہوگی، وہ میری اُمت کا چراغ ہے، اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد چونکہ اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف تھی تو خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس پر نقد کرتے ہوئے کہا:

(۱) شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: جماعة من البلغين... الخ، ج ۲ ص ۵۴۴

قُلْتُ: وَهُوَ حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ تَفَرَّدَ بِهِ وَآيَتُهُ الْبُورْقِيُّ وَقَدْ شَرَحْنَا فِيهَا تَقْدِمَ
أَمْرَهُ وَبَيَّنَّا حَالَهُ. ^(۱)

ترجمہ:- یہ موضوع روایت ہے، اس کا روایت کرنے والا تنہا بورقی ہے اور ہم
نے گزشتہ صفحات میں اس کا حال بیان کیا ہے (یعنی ناقابل اعتبار راوی ہے)۔

اسی طرح یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
سے روایت کی ہے، تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں! روایت کی ہے۔ پھر فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
حدیث و فقہ میں بہت زیادہ سچے تھے، اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں بڑے امانت دار تھے،
امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی یہ تعریف خطیب بغدادی کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں پسند نہیں
آئی، تو انہوں نے اس روایت پر اس طرح جرح کی اس کی سند میں احمد بن صلت ہے اور یہی احمد
بن عطیہ ہے جو غیر ثقہ ہے:

سُئِلَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: هَلْ حَدَّثَ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، قَالَ: نَعَمْ! كَانَ
أَبُو حَنِيفَةَ ثِقَةً صَدُوقًا فِي الْحَدِيثِ وَالْفَقْهِ. مَأْمُوكًا عَلَى دِينِ اللَّهِ. قُلْتُ:
أَتُحَدَّثُ مِنَ الصَّلَاتِ هُوَ أَتُحَدَّثُ مِنْ عَطِيَّةٍ وَكَانَ غَيْرَ ثِقَةٍ. ^(۲)

مگر جب خطیب بغدادی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی معائب و مثالب والی روایتیں ذکر کرتے
ہیں، خواہ وہ کتنی ہی جھوٹی روایتیں ہوں، اس کے کذب اور دروغ گوئی کی طرف ادنیٰ اشارہ بھی
نہیں کرتے، کیا اسی کا نام امانت و دیانت ہے؟ یہاں یہ بات یاد رہے کہ ائمہ حدیث اور کبار اہل علم کا
یہ فیصلہ ہے کہ جس کی امامت و تقویٰ مشہور زمانہ ہو، جس سے کذب و دروغ گوئی کا کبھی کوئی ثبوت بھی نہ
پایا گیا ہو تو اس پر کسی کی بھی جرح خواہ وہ اپنے وقت کا امام المحدثین ہی کیوں نہ ہو، مقبول نہیں ہوگی، اور
اس جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۶ھ) اس بات کو ان الفاظ میں
بیان کرتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَلَمْ يَكُنْ فِي الْعِلْمِ مَأْمُوكًا
وَبَانَ ثِقَتُهُ وَبِالْعِلْمِ عِنَايَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ فِي

(۱) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ظب، ج ۳ ص ۳۳۶

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ظب، ج ۳ ص ۳۲۲

جَزَّ حَتَّىٰ بَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ يَصِخُّ بِهَا جَزَّ حَتَّىٰ عَلَىٰ طَرِيقِ الشَّهَادَاتِ. ^(۱)
ترجمہ:- جرح و تعدیل کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ جس کی عدالت صحیح طور پر ثابت ہو، اور اس کی امامت فی العلم ثابت ہو، اور اس کا ثقہ ہونا ظاہر ہو، اور یہ معلوم ہو کہ اس کی علم کی طرف توجہ رہی ہے تو اس کے بارے میں کسی کے قول کا اعتبار نہ ہوگا، مگر یہ کہ کوئی شخص صحیح جرح پیش کرے جس سے اس شخص کا مجروح ہونا شہادت کے طریق پر ثابت ہو جائے، (یعنی اس کا قول شرعی شہادت کے معیار پر پورا اترے)۔

نیز علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَقْبَلُ فِيمَنْ اتَّخَذَ جُفُورًا مِنْ جَاهِلِ الْمُسْلِمِينَ إِمَامًا فِي الدِّينِ قَوْلَ أَحَدٍ مِنَ الطَّاعِينَ. ^(۲)

ترجمہ:- جمہور مسلمین نے جس کو دین میں اپنا امام بنایا ہو اس کے بارے میں طعنہ کرنے والوں کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہوگی۔
الدکتور محمود طحان علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کا یہ کلام نقل کر کے لکھتے ہیں:

فأبو حنيفة الذي ثبتت في الدين إمامته واشتهرت بين المسلمين عدالته وأمانته، وانتشر في أقطار المسلمين علمه ونزاهته، واتبع فقهه أكثر المسلمين على مدى القرون إلى هذا اليوم، لا يقبل فيه قول أحد من الطاعين ولا يلتفت إلى حسد الحاسدين. ^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ جن کی امامت دین میں ثابت ہے اور جن کی عدالت و امانت مسلمانوں کے درمیان مشہور ہے، اور جن کا علم دنیا میں پھیلا ہوا ہے، اور جن کی فقہ کی پیروی کرنے والے صدیوں سے آج تک مسلمانوں کا اکثریت طبقہ رہا ہے، پس اس جیسے امام کے بارے میں کسی کی بھی جرح قبول نہیں کی جائے گی اور نہ حاسدوں کے حسد کی طرف توجہ کی جائے گی۔

(۲،۱) جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضهم فی بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۳، رقم: ۲۱۲۸

(۳) الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحديث: ص ۳۳۱

دکتور محمود طحان خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے بارے میں اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ۔ جن کی امامت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ خطیب نے ان کے بارے میں تمام رطب و یابس کو جمع کر دیا، بے شک وہ اس بارے میں خطا کار ہیں، وہ اس بارے میں انصاف کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں، اور تعصب کی راہ اختیار کرنے والے ہیں، خطیب نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ان کی عیب جوئی کے لئے جو روایتیں نقل کی ہیں، وہ سب کی سب واہی اور کمزور سندوں والی ہیں۔^(۱)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۹ھ) خطیب بغدادی کے تعصب اور مسلک کی تائید کے لئے من گھڑت روایات کو، باوجودیکہ اس کے موضوع ہونے کو جانتے ہیں، بغیر نکیر کے ذکر کرنے پر خاصے غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خطیب بغدادی نے قنوت کے بارے میں تصنیف کی گئی کتاب میں ایسی احادیث بھی پیش کی ہیں جن میں اس کا تعصب ظاہر ہوتا ہے، پس ان میں ایک روایت اس نے اس سند سے درج کی ہے: ”عن دینار بن عبد اللہ خادم أنس بن مالك“۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے، خطیب بغدادی کا اس روایت پر سکوت کر جانا، اور اس سے احتجاج کرنا بڑی کمینگی اور نرا تعصب اور دینی معرفت کی کمی کی علامت ہے، کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ روایت باطل ہے، ابن حبان نے کہا کہ یہ دینار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسے موضوع اقوال نقل کرتا تھا جن کا کتابوں میں ذکر کرنا ہی جائز نہیں ہے، مگر اس ارادے سے کہ ان پر جرح کی جاسکے، پس خطیب پر بہت ہی تعجب ہے! کیا اس نے وہ صحیح حدیث نہیں سنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری جانب منسوب کر کے کوئی جھوٹی بات کی، حالانکہ وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹی بات ہے تو وہ کاذبین میں سے ہے، اور اس طرز عمل میں اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو ایک ردی قسم کا موتی خرچ کرتا ہے اور اس کا عیب چھپاتا ہے، پس بے شک لوگوں کی اکثریت تو صحیح اور کمزور کو نہیں پہچان سکتی ہے اور یہ عیب صرف پرکھنے والے حضرات کے ہاں ہی ظاہر ہوتا ہے، پس جب کوئی محدث

حدیث پیش کرتا ہے اور کوئی حافظ اس کو دلیل بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں یہی بات آئے گی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جس شخص نے قنوت کے مسئلے میں، بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے مسئلے میں، اور بادل کے دن روزہ رکھنے کے مسئلے میں، اس کی تصنیف کی گئی کتابیں دیکھی ہیں اور اس کا ایسی احادیث سے دلیل پکڑنا جن کا بطلان واضح ہے تو وہ اس کے انتہائی تعصب اور کمزور دینی پر اطلاع پائے گا:

فایراد الخطیب له محتجا به مع السکوت عن القدح فيه وقاحة عدد علماء النقل وعصبية بارزة وقلة دين لأنه يعلم أنه باطل قال أبو حاتم بن حبان دینار یروی عن أنس أشياء موضوعة لا يحل ذكرها في الكتب إلا على سبيل القدح فيه فوا عجباً للخطیب أما سمع فی الحدیث الصحیح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من حدث عني حديثاً یری أنه کذب فهو أحد الکاذبین وهل مثله إلا کمثل من أنفق بهرجاً ودلسه فإن أكثر الناس لا یعرفون الکذب من الصحیح فإذا أورد الحدیث محدث حافظ وقع فی النفوس أنه ما احتج به إلا وهو صحیح ولكن عصبیته معروفة ومن نظر من علماء النقل فی کتابه الذی صنفه فی القنوت وکتابه الذی صنفه فی الجهر ومسألة العتم واحتجاه بالأحادیث التي یعلم وهاها علم فرط عصبیته. (۱)

علامہ جمال الدین زلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے بھی خطیب کے تعصب سے متعلق علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی اس عبارت کو نقل کیا ہے:

وسکوته عن القدح فی هذا الحدیث واحتجاه به وقاحة عظيمة. وعصبية باردة وقلة دين لأنه يعلم أنه باطل. قال ابن حبان: دینار یروی عن أنس آثاراً موضوعة لا يحل ذكرها فی الكتب إلا على سبيل القدح فيه فوا عجباً للخطیب أما سمع فی الصحیح: من حدث عني حديثاً وهو یری أنه کذب فهو أحد الکاذبین. (۲)

(۱) التحقیق فی أحادیث الخلاف: مسألة: لا یسن القنوت فی الفجر. الحدیث التاسع، ج ۱ ص ۶۳

(۲) نصب الرایة: کتاب الصلاة باب صلوة الوتر، ج ۲ ص ۱۳۶

علامہ اسماعیل بن ابوالفضل الاصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سمعت إسماعيل بن أبي الفضل القومسي وكان من أهل المعرفة بالحديث يقول: ثلاثة من الحفاظ لا أحبهم لشدة تعصبهم وقلة إنصافهم: الحاكم أبو عبدالله وأبو نعيم الأصبهاني وأبو بكر الخطيب. قال المصنف: لقد صدق إسماعيل وقد كان من كبار الحفاظ ثقة صدوقاً له.^(۱)

ترجمہ:- میں تین حفاظ کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ سخت متعصب اور قلیل الانصاف ہیں: امام حاکم، ابو نعیم اصبہانی اور خطیب بغدادی۔ (علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ اسماعیل نے بالکل سچ کہا ہے، وہ ثقہ اور کبار حفاظ حدیث میں سے سچے راوی ہیں۔

معلوم ہوا کہ خطیب بغدادی میں تعصب تھا، اسی بنا پر انہوں نے امام صاحب کے متعلق ہر قسم کی رطب و یابس کو جمع کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

وكان في الخطيب شيان أحدهما: الجري على عادة عوام المحدثين في الجرح والتعديل، فإنهم يجرحون عا ليس يجرح وذلك لقله فهمهم، والثاني: التعصب على مذهب أحمد وأصحابه وقد ذكر في كتاب الجهر أحاديث نعلم أنها لا تصح، وفي كتاب القنوت أيضاً، وذكر في مسألة صوم يوم الغيم حديثاً يدرى أنه موضوع فاحتج به ولم يذكر عليه شيئاً.^(۲)

ترجمہ:- خطیب میں دو باتیں پائی جاتی تھیں، ایک یہ کہ وہ جرح اور تعدیل میں عام سطحی قسم کے محدثین کی عادت کے مطابق بے باک تھے، جو ایسی باتوں کو بھی جرح سمجھ لیتے ہیں جو جرح شمار نہیں ہوتی، اور یہ ان کی کم فہمی کی وجہ سے ہے۔

(۲،۱) المنتظم فی تاریخ الامم والملوک: سنة ثلاث وستين وأربعمئة، ترجمة: أحمد بن علي بن طه

الخطيب، ج ۱۶ ص ۱۳۳

اور دوسری بات یہ ہے کہ خطیب میں تعصب پایا جاتا ہے، اور بے شک اس نے بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے مسئلے پر جو کتاب لکھی ہے، اس میں ایسی احادیث ذکر کی ہیں جن کے بارے میں وہ خود جانتا ہے کہ صحیح نہیں ہیں، اور یہی انداز اس نے ”کتاب القنوت“ میں بھی اختیار کیا ہے، اور بادل والے دن روزہ رکھنے کے مسئلے میں اس نے ایک ایسی حدیث ذکر کی جس کو وہ جانتا ہے کہ بے شک وہ موضوع ہے، پھر بھی اس کو دلیل بنایا ہے، اور اس پر کوئی جرح بھی نقل نہیں کی ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

ومن انتصر للإمام العلامة السيوطي في كتاب سماه تبليض الصحيفة والعلامة ابن حجر في كتاب سماه الخيرات الحسان والعلامة يوسف بن عبد الهادي الحنبلي في مجلد كبير سماه تنوير الصحيفة، وذكر فيه عن ابن عبد البر: لا تتكلم في أبي حنيفة بسوء ولا تصدق أحدا يسيئ القول فيه، فإني والله ما رأيت أفضل ولا أروع ولا أفقه منه ثم قال: ولا يغتر أحد بكلام الخطيب، فإن عند العصبية الزائدة على جماعة من العلماء كأبي حنيفة والإمام أحمد وبعض أصحابه وتحامل عليهم بكل وجه، وصنف فيه بعضهم السهم المصيب في كبد الخطيب.^(۱)

ترجمہ:- بعض ان لوگوں میں سے جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی حمایت کی ہے، ان میں علامہ جلال الدین سیوطی ہیں جنہوں نے ”تبلیض الصحيفة مناقب أبي حنيفة“ لکھی، اور علامہ ابن حجر کی ہیں جنہوں نے ”الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ لکھی، اور علامہ یوسف بن عبد البہادی حنبلی ہیں جنہوں نے ایک ضخیم کتاب ”تنوير الصحيفة في مناقب أبي حنيفة“ لکھی اور اس میں بیان کیا ہے کہ علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ

(۱) رد المحتار علی الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۵۳

امام ابو حنیفہ کے حق میں کوئی بُرا کلام نہ کیا جائے اور ان کی نسبت کسی کا بُرا قول سچا نہ سمجھا جائے کیونکہ خدا کی قسم! میں نے کسی شخص کو امام ابو حنیفہ سے افضل نہیں دیکھا، اور نہ آپ سے زیادہ پرہیزگار اور نہ آپ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ دیکھا۔ پھر کہا کہ کوئی شخص خطیب بغدادی کے کلام سے دھوکا نہ کھائے، کیونکہ اس نے ایک جماعتِ علماء جیسے امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ان کے بعض اصحاب پر بڑا تعصب کیا ہے، اور ان پر ہر قسم کے عیب لگائے ہیں، جس کی تردید میں بعض نے ”سہم المصیب فی کبد الخطیب“ کتاب لکھی۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق جو جرحیں ہیں، وہ چار باتوں سے خالی نہیں ہیں، بعض تو ان میں بالکل مبہم ہیں، اور اصول ہے کہ تعدیل مفسر کے ہوتے ہوئے جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اکثر محدثین، ائمہ احناف، شیخین، اصحاب السنن اور جمہور اہل علم رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے:

ان عدم قبول الجرح المبہم هو الصحيح النجیح وهو مذهب الحنفیة
وأكثر المحدثین منهم الشیخان وأصحاب السنن الأربعة وأله مذهب
الجمہور وهو القول المنصور.^(۱)

اور بعض جرحیں ہم عمروں سے صادر ہوئی ہیں، معاصر کی جرح معاصر کے خلاف بغیر حجت کے قبول نہیں کی جاتی، اس لئے کہ معاصرت اکثر سبب بنتی ہے نفرت کی طرف پہنچانے کا:

ومن ثم قالوا لا یقبل جرح المعاصر علی المعاصر أى اذا كان بلا حجة
لأن المعاصرة تفصی غالباً إلى المفاخرة.^(۲)

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے باقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے: ”باب حکم قول العلماء بعضهم فی بعض“ اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ علم جہاں کہیں سے بھی ملے اسے حاصل کرو، اور فقہاء و علماء کے ایک دوسرے کے خلاف اقوال کو قبول نہ کرو:

(۱) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: المرصد الأول فیما یقبل من الجرح والتعدیل وما لا یقبل منهما،

(۲) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: ایضا: فی بیان حکم الجرح غیر البرقی، ص ۱۵۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خُذُوا الْعِلْمَ حَيْثُ وَجَدْتُمْ وَلَا تَقْبَلُوا
قَوْلَ الْفُلَهَاءِ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَإِنَّهُمْ يَتَغَايَرُونَ تَغَايَرَ التِّيُوسِ
فِي الزَّرِيَّةِ. (۱)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ابو عبد اللہ بن حاتم بن میمون رحمہ اللہ کے
حالات میں لکھتے ہیں:

هَذَا مِنْ كَلَامِ الْأَقْرَانِ الَّذِي لَا يَسْمَعُ. (۲)

اور بعض جرحیں تعصب یا عداوت یا نفرت کی بنا پر صادر ہوئیں اور ایسی تمام جرحیں مردود
ہیں، ان کا کوئی اعتبار نہیں:

الْجَرَحُ إِذَا صَدَّ مِنْ تَعْصَبٍ أَوْ عَدَاوَةٍ أَوْ مَنَافَرَةٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ فَهُوَ
جَرَحٌ مَرْدُودٌ.

اور بعض جرحیں متشددین سے صادر ہوئی ہیں، اور اصول ہے کہ جارح اگر متعنت ہو یا متشدد
ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں، جب تک کہ کوئی منصف اور معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

أَنْ يَكُونَ الْجَارِحُ مِنَ الْمُتَعَنِّتِينَ الْمُتَشَدِّدِينَ فِي الْجَرَحِ فَإِنَّ هُنَاكَ جَمْعًا
مِنْ أَثْمَةِ الْجَرَحِ وَالتَّعْدِيلِ لَهُمْ مُتَشَدِّدٌ فِي هَذَا الْبَابِ فَيَجْرَحُونَ الرَّاوِيَّ
بِأَدْنَى جَرَحٍ وَيَطْلُقُونَ عَلَيْهِ مَا لَا يَنْبَغِي إِطْلَاقَهُ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ هَذَا تَوَلَّى قَبْلَهُ مَعْتَبِرٌ
وَجَرَحُهُ لَا يَعْتَبَرُ مَا لَمْ يُوَافِقْهُ غَيْرُهُ مِنْ يَنْصِفُ وَيَعْتَبِرُ. (۳)

امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق جتنی بھی جرحیں منقول ہیں وہ ان چار باتوں سے ہٹ کر نہیں
ہیں، لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

خلاصة المرام في هذا المقام أنه لا شبهة في كون أبي حنيفة ثقة وكون
روايته معتبرة صحيحة والجروح الواقعة عليه بعضها مبہمة وبعضها

(۱) جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۱

(۲) سیر اعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله بن حاتم بن میمون المروزی، ج ۱۱ ص ۳۵۱

(۳) قواعد فی علوم الحدیث: لا یوخذ بقول کل جارح ولو کان الجارح من الأئمة، ص ۱۷۸، ۱۷۹

صادر قمن أقرانه وبعضهما من المتعصبين المغالين له وبعضها من المتشددين المتساهلين فكلها غير مقبولة عند حذاق العلماء۔^(۱)

آخر میں غیر مقلدین حضرات سے عرض ہے کہ جو خطیب بغدادی کی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہر رطب و یابس روایتوں اور قصوں کو بڑی وسعتِ ظرفی سے قبول کرتے ہیں اور ان جھوٹی باتوں سے اپنے ضمیر کو ”روشن“ کرتے ہیں، ان سے عرض ہے کہ خطیب بغدادی کے قلم نے تو امام بخاری رحمہ اللہ کو بھی نہیں چھوڑا، خطیب نے اپنی کتاب ”موضع أوہام الجمع والتفريق“ میں کتاب کی ابتدا ہی میں سب سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ کے اوہام کو جمع کیا، عنوان قائم کیا ”أوہام البخاری“ پھر ترتیب وار ”الوہم الاول، الوہم الثانی، الوہم الثالث“ اسی طرح صفحہ نمبر ۷۱ سے لے کر صفحہ نمبر ۲۰۱ تک امام بخاری رحمہ اللہ کے چوتھر (۷۴) اوہام کو تفصیلاً ذکر کیا، تو کیا کوئی غیر مقلد خطیب کے ان ذکر کردہ اوہام کو اپنی مجالس و محافل اور موعظ میں بیان کرے گا؟ کیا کوئی اس حقے کا اردو میں بھی ترجمہ کرے گا؟ جس طرح کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے معائب اور مثالب کو جمع کر کے شائع کیا...!

جناب محمد بن عبد اللہ ظاہری نے کتاب لکھی: ”امام ابو حنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں“ اس کتاب کا انداز اس قدر گھٹیا، اور زبان اتنی غلیظ ہے کہ خدا کی پناہ! اس کتاب میں ائمہ حدیث کی طرف منسوب کر کے موضوع و من گھڑت روایات ذکر کی ہیں، اس کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف جو عناد وین قائم کئے ہیں، وہ یہ ہیں:

۱- امام ابو حنیفہ کے مثالب۔

۲- امام ابو حنیفہ کے فضول اور قبیح اقوال۔

۳- ابو حنیفہ اور اس کا نسب۔

۴- ابو حنیفہ اور ہوس جاہ۔

۵- ابو حنیفہ کی رائے کی مذمت اور اس سے بچنے کے بیان میں۔

(۱) مجموعة رسائل اللکھنوی: إمام الکلام فیما يتعلق بالقراءۃ خلف الإمام، ج ۳ ص ۱۷۷

جس شخص کے عناوین میں اس قدر بغض و عناد کا اظہار ہو، اس کتاب کے اندر تعصب کا کیا

حال ہوگا! (۱)

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے اپنے والد امام ابو حاتم رازی اور ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ سے نقل کر کے امام بخاری رحمہ اللہ کی ”التاریخ الکبیر“ میں جو خطائیں اور اوہام ہیں انہیں ذکر کیا ہے، یہ کتاب اب ”بیان خطأ البخاری فی تاریخہ“ کے نام سے چھپ چکی ہے، اسی طرح امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی ”الإلزامات والتتبع للدارقطنی“ اہل علم کے ہاں معروف و مشہور ہے۔

مقصد یہ بتلانا ہے کہ اہل علم کا یہ اختلاف آپس میں دلائل و براہین کی بنیاد پر تھا، تعصب و حسد کی وجہ سے نہیں تھا، انہوں نے جس بات کو درست سمجھا اس کا اظہار کر دیا، اب کوئی اس کا غلط فائدہ اٹھا کر امام بخاری رحمہ اللہ پر اعتراضات کرے، یا یہ کہے کہ: ”انہیں اسماء الرجال میں مہارت نہیں تھی، انہوں نے تاریخ میں اتنی غلطیاں کیں، اور ان سے اتنے اوہام ہوئے“ اور اس کا اظہار عوام کے سامنے اس انداز میں کرے کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی جلالتِ شان اور عظمتِ مقام کم ہو جائے، تو ایسے شخص کو متعصب و متشدد دکھا جائے گا، اور عوام کے سامنے ان باتوں کا اظہار کرنے والا دین کی خدمت نہیں کر رہا ہے، بلکہ عوام کے ذہن میں راسخ فقہاء و محدثین کی محبت گھٹا کر ان کو ایک غلط راستے کی طرف گامزن کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کو ایک مقام عطا فرمایا، یہ دونوں دینِ اسلام کے آفتاب و ماہتاب ہیں، دونوں سے محبت ایمان کی نشانی ہے، اور ان سے بغض و حسد رکھنے والے کے لئے سوہ خاتمہ کا اندیشہ ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں، لغزشوں اور تسامحات سے درگزر فرمائے اور ہم سب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور قیامت کے دن آپ کا قرب اور آپ کے دستِ مبارک سے حوضِ کوثر کا پانی نصیب فرمائے، آمین۔

(۱) ”امام ابو حنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں“، ص: ۲۳، ۳۸، ۴۵، ۵۵، ۵۸، مکتبہ اسلامیہ کراچی

خطیب کے رد میں لکھی جانے والی کتب

علمائے اُمت نے امام اعظم رحمہ اللہ پر طعن و جرح کرنے والوں پر مستقل کتب کی صورت میں مدلل و مفصل رد و جواب بھی لکھا، خطیب بغدادی کی ان تمام جرحوں کے رد میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- السهم المصیب فی کبد الخطیب: الملک المعظم ابو المظفر عیسیٰ بن سیف الدین

رحمہ اللہ۔

۲- السهم المصیب فی الرد علی الخطیب: علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۹ھ)۔

۳- الإلتصار لإمام أئمة الأمصار: یوسف بن فرغلی المعروف سبط ابن جوزی رحمہ اللہ

(متوفی ۶۵۴ھ)۔

۴- مقدمة جامع المسانید: علامہ محمد بن محمود الخوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ)۔

۵- تنویر الصغیفة بمناقب الإمام أبي حنیفة: علامہ ابن عبد البہادی الکنبلی

رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ)۔

۶- السهم المصیب فی بحر الخطیب: علامہ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)۔

۷- تألیف الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمة أبي حنیفة من الاکاذیب: محقق العصر

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ)۔

یہ کتاب تحقیقات و تدقیقات کا ایک گنجینہ ہے، مذکورہ کتب پر فائق ہے، اس میں نہایت

تحقیق و تفصیل کے ساتھ امام صاحب اور صاحبین وغیرہ کے رد و قدح سے متعلق اقوال و واقعات کا

روایتی اور درایتی دونوں پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے، ہر ہر واقعے کی سند پر کلام کر کے اس کا موضوع

ہونا دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے، سند میں موجود تمام مجروحین راویوں کی نشاندہی کی ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر طالب علم اس کا ضرور مطالعہ کرے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے،

مولانا عبد القدوس خان قارن مدظلہم کو، انہوں نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کر کے نہایت گراں قدر

علمی خدمت انجام دی ہے، جو حضرات اصل کتاب سے استفادے میں دقت محسوس کریں تو اس

نہایت مقبول و معتمد ترجمے کی طرف مراجعت کریں۔ خطیب بغدادی کی نقل کردہ جرحوں کے رد

وجواب میں مذکورہ کتابوں کے لکھنے والے سب حنفی نہیں ہیں، بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ شافعی مسلک ہیں، علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ حنبلی مسلک ہیں، اسی طرح علامہ ابن عبدالبہادی رحمہ اللہ بھی حنبلی مسلک ہیں، ان اقوال اور جرحوں کے جھوٹ و باطل ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا شہادت چاہئے کہ خود اپنے مسلک کے علماء نے اور اسی طرح احناف کے علاوہ دیگر مسالک کے علماء نے مستقل کتب لکھ کر خطیب بغدادی کی منقولہ جرحوں کو باطل و بے اصل قرار دیا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کی ”الخصایر الحسان“، علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ کی ”عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبو حنیفة النعمان“، محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کی ”مکانة الإمام أبو حنیفة فی الحدیث“، شیخ محمد قاسم حارثی رحمہ اللہ کی ”مکانة الإمام أبو حنیفة بین المحدثین“ میں ان تمام جرحوں کے کافی شافی جواب موجود ہیں، بالخصوص علامہ، محدث، محقق، شیخ عبدالفتاح ابو غدة رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تعلیقات ”الرفع والتکمیل فی الجرح والتعديل“، ”قواعد فی علوم الحدیث“ اور ”الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء“ میں نہایت گراں قدر تعلیقات اس بارے میں لا جواب ہیں۔

۸- علامہ محمود الطحان مدظلہم نے اپنی کتاب ”الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث“ کے صفحہ ۳۰۶ سے ۳۴۵ تک خطیب بغدادی کے ان تمام اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نہایت مفصل دفاع کیا ہے، اور اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ یہ اعتراضات بعض متعصبین نے گھڑ کر اس کتاب میں شامل کئے ہیں، تاریخ بغداد کے تمام نسخوں کا موازنہ کر کے اس کی وضاحت کی ہے، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان اعتراضات کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے ان ۴۰ صفحات کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

”میزان الاعتدال“ کے نسخے میں امام ابو حنیفہ پر جرح اور اس کا جواب

النعمان بن ثابت بن زوطی، أبو حنیفة الکوفی، إمام أهل الرأی ضعفه

النسائی من جهة حفظه، وابن عدی وآخرون.^(۱)

جواب: ۱- یہ جرح علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے نقل نہیں کی، بلکہ

(۱) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: حرف النون ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۷ ص ۳۸

متعصبین نے یہ جرح ان کی کتاب میں داخل کی ہے، جیسا کہ یہ بات عنقریب باحوالہ آجائے گی، اس لئے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے خود اس بات کی تصریح کی ہے:

و کذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس. مثل أبي حنيفة والشافعي والبخاري.^(۱)

ترجمہ:- میں اپنی کتاب میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا، جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام بخاری، اہل اسلام کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی عظمت ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے صراحت کے ساتھ یہ بات ذکر کر دی کہ میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا، پھر سب سے پہلے نام بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے، بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مقدمے میں خود صراحت بھی کریں اور اصل کتاب میں اس کی مخالفت کریں؟

علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

أنه لم يذكر أحدا من الصحابة والأئمة المتبوعين.^(۲)

ترجمہ:- (امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان) میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ٹمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

ولكنه التزم أن لا يذكر أحدا من الصحابة ولا الأئمة المتبوعين.^(۳)

ترجمہ:- (امام ذہبی رحمہ اللہ) نے میزان میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

(۱) میزان الاعتدال فی نقد الرجال: مقدمة، ج ۱ ص ۲

(۲) شرح التبصرة والتذكرة الفية العراقي: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۳۲۳

(۳) فتح المغيب بشرح الفية الحديث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

انہ لم یذکر أحدا من الصحابة والأئمة المتبوعین۔^(۱)

ترجمہ:- (امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان) میں کسی صحابی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کیا۔

۲- امام ذہبی رحمہ اللہ امام صاحب پر کیسے جرح کر سکتے ہیں؟ جب کہ انہوں نے خود امام صاحب کا تذکرہ ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا ہے! اور اس کتاب میں تمام حفاظ حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، اگر امام صاحب حدیث میں ضعیف ہوتے تو امام ذہبی رحمہ اللہ کبھی آپ کا تذکرہ نہ کرتے اور آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو ”امام اعظم“ کے لقب سے یاد نہ کرتے:

أبو حنیفة الإمام الأعظم فقیہ العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التیمی۔ وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشأن لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر ویتکسب۔ وقال ابن المبارک: أبو حنیفة أفقه الناس۔ وقال الشافعی: الناس فی الفقه عیال علی أبي حنیفة۔ وقال یزید: ما رأیت أحدا أروع ولا أعقل من أبي حنیفة۔^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”سیر أعلام النبلاء“ میں مکمل تیرہ صفحات میں امام صاحب کے متعلق تو ثقی اقوال نقل کئے ہیں، امام صاحب کا ذکر خیر شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أبو حنیفة النعمان بن ثابت التیمی: الإمام، فقیہ الملة، عالم العراق۔ ورأى أنس بن مالک لما قدم علیهم الکوفة، وقال یحیی بن سعید القطان: لا نکذب الله، ما سمعنا أحسن من رأی أبي حنیفة، وقد أخذنا

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النوای: النوع الحادی والعشرون، معرفه الفقات والضعفاء، ج ۲، ص ۸۹۰

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: أبو حنیفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱، ص ۱۲۶، ۱۲۷

بأكثر أقواله. وقال علي بن عاصم: لو وزن علم الإمام أبي حنيفة بعلم
أهل زمانه لرجح عليهم.^(۱)

امام ذہبی رحمہ اللہ تو امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ بنو آدم کے اذکیاء میں
سے تھے:

فقيه العراق الإمام أبو حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفي وكان من
أذكياء بني آدم. جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. وكان لا يقبل
جوائز الدولة بن ينفق ويؤثر من كسبه.^(۲)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو آپ کو اپنی کتاب ”المعين في طبقات المحدثين“ کبار
محدثین میں شمار کیا ہے، اور اس کتاب میں آپ کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق خود فرماتے ہیں:

فهذه مقدمة في ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية تبصر الطالب
النبية وتذكر المحدث المفيد عن يقبح بالطلبة أن يجهلوه.^(۳)

اس سے اندازہ کیجئے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں امام صاحب کا کتنا مقام ہے!

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ”ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل“ اس
کتاب میں ان ائمہ جرح و تعدیل کا ذکر ہے جن کا قول فنِ اسماء الرجال میں معتمد ہے، اس میں بڑے
اہتمام کے ساتھ امام صاحب کا ذکر کیا ہے، اگر امام صاحب کو فنِ اسماء الرجال میں مہارت تامہ نہیں
ہوتی تو امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کا تذکرہ نہ کرتے، علم حدیث میں امام صاحب کی مہارت کی اس سے
بڑی دلیل کیا ہوگی کہ آپ کا شمار ائمہ جرح و تعدیل میں ہوا۔^(۴)

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو امام صاحب اور صاحبین کے حالات میں مکمل ایک کتاب لکھی ہے
اور آپ کی مدح میں محدثین کرام، فقہائے عظام اور آپ کے ہم عصر اکابر اہل علم کے اتنی کثرت
کے ساتھ توثیقی اقوال نقل کئے ہیں کہ جن کے انکار کو عقلِ سلیم محال سمجھتی ہے، آپ نے اپنی اس

(۱) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۰-۳۹۱

(۲) العبر في خبر من غير: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۶۳

(۳) المعين في طبقات المحدثين: ص ۱۷، العاشر: دار الفرقان عمان

(۴) دیکھئے تفصیل: ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: ص ۱۷۶

کتاب کا تذکرہ امام صاحب کے حالات کے ذیل میں کیا ہے:

قلت: مناقب هذا الإمام قد أوردتها في جزء^(۱).

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حالات ذکر کرنے کے بعد بھی اپنی اس کتاب کا حوالہ دیا:

قد أوردته وأوردت صاحبه محمد بن الحسن رحمهما الله في جزء^(۲).

آپ کی اس کتاب کا مکمل نام ”مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه“ ہے، اس کتاب پر تحقیق و تعلیقات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری اور علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہما اللہ کی ہیں اور یہ کتاب ۱۴۰۸ھ میں ”إحياء المعارف النعمانية، حیدرآباد الدکن بالہند“ سے چھپی ہے، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔

۳۔ اگر بالفرض والجمال! اس جرح کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو امام ذہبی رحمہ اللہ نے خود جرح نہیں کی ہے بلکہ امام نسائی اور ابن عدی کے حوالے سے نقل کی ہے، امام نسائی اور ابن عدی کی جرح کے متعلق تفصیلات گزر چکی ہے۔

۴۔ اس جرح میں ”من جهة حفظه“ کی قید موجود ہے حالانکہ امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح میں اس قید کا کہیں ذکر نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ عبارت الحاتی ہے اصل مأخذ میں موجود نہیں ہے، متعصبین نے اپنی طرف سے اس جملے کا اضافہ کیا ہے۔

۵۔ شیخ عبدالفتاح ابو غدة رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) فرماتے ہیں:

والطبعة الهندية من الميزان المطبوعة في مدينة لكهنو سنة ۱۳۰۱ھ
بالمطبع المعروف بأنوار محمد لم تذكر فيها ترجمة للإمام أبي حنيفة
في أصل الكتاب وإنما ذكر على الحاشية كلمات في سطرين قال مشبعها
لها لم تكن هذه في نسخة وكانت في أخرى أوردتها على الحاشية فلما
طبع الكتاب عصر سنة ۱۳۲۵ھ طبعت تلك الكلمات التي على الحاشية
في صلب الكتاب دون تنبيه^(۳).

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۷

(۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج ۱ ص ۱۲۵

(۳) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل، ص ۱۲۲

ترجمہ:- ”مکتبہ انوار محمدی، لکھنؤ“ سے ۱۳۰۱ھ میں جو ”میزان الاعتدال“ کا نسخہ چھپا، اس میں امام ابو حنیفہ کا ذکر اصل کتاب میں موجود نہیں تھا، بلکہ کسی نے حاشیہ میں امام صاحب کے متعلق یہ جرح لکھ دی، ۱۳۲۵ھ میں مصر سے جب یہ نسخہ چھپا تو انہوں نے حاشیہ کی بات کو اصل کتاب میں لکھ دیا اور اس پر تنبیہ بھی نہیں کی۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے متعدد اصل نسخوں کا ذکر کیا ہے، کسی نسخے میں بھی امام صاحب پر یہ جرح موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کی نشان دہی بھی کی ہے کہ وہ نسخے کہاں کہاں موجود ہیں، اور فرمایا کہ میں نے ان سب کا مطالعہ کیا ہے کسی میں بھی یہ عبارت موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے ”الرفع والتکمیل“ کے حاشیہ کا مطالعہ کریں۔^(۱)

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

على ما نقلوه عن ميزان الذهبى لا أثر له فى بعض النسخ المصححة من الميزان كما قاله فخر الهندى اللكهنوى فى تذكرة الراشد ص ۲۹، والعلامة الديلمى فى التعليق ۱۸۸ وجزم بأن يكون هذه العبارة المحاقية.... نعم ذكره أى أبا حنيفة فى تذكرة الحفاظ ولم يصفه بإمام أهل رأى بل وصفه بالإمام الأعظم وهو اللقب الذى ألقاه الله فى قلوب عباده لهذا الإمام النبيل وكفا بذلك فخراً وفضيلةً لأبى حنيفة أنه لا يطلق الإمام الأعظم عند أهل المذاهب كلها إلا عليه ولا يراى ادا به غيره.^(۲)

ترجمہ:- ”میزان الاعتدال“ کے تصحیح شدہ نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے ”تذکرۃ الراشد“ اور علامہ نیوی رحمہ اللہ نے ”التعلیق الحسن“ میں یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ یہ

(۱) الرفع والتکمیل فی المہزح والتعذیل: ص ۱۲۱ تا ۱۲۳

(۲) أبو حنيفة وأصحابه المحدثون: الفصل العاشر فى بقية الأجوبة عن المطاعن فيه، ص ۶۹

عبارت الحاقی ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا ہے اور آپ کو ”امام اہل الراۓ“ کے ساتھ متصف نہیں کیا، بلکہ ”امام اعظم“ کے لقب کے ساتھ آپ کو یاد کیا ہے، امام صاحب کی فضیلت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ تمام مذاہب میں جب بھی ”امام اعظم“ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی ہوتے ہیں کوئی اور مراد نہیں ہوتا۔

علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قلت: لا شك في كونها مدسوسة كيف وقد صرح الذهبي نفسه في مقدمة الميزان أنه لا يذكر فيه ترجمة الإمام حيث قال مانصه وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس مثل أبي حنيفة، صاحب سبل السلام في توضيح الأفكار لمعالي تنقيح الأنظار بقوله لم يترجح لأبي حنيفة، وصرح به العلامة محمد بن اسماعيل الأمير اليماني في الميزان وترجم له النووي في التهذيب وأطال في ترجمته ولم يذكره بتضعيف^(۱).

ترجمہ:- میں کہتا ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں یہ جرح اصل کتاب میں داخل کی گئی ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کیسے جرح کر سکتے ہیں کہ جب کہ انہوں نے خود ”میزان الاعتدال“ کے مقدمے میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ میں اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا کیونکہ اسلام میں ان کی جلالت اور عظمت مسلم ہے، جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمہم اللہ، علامہ محمد بن اسماعیل یمانی رحمہ اللہ صاحب ”سبل السلام“ نے اپنی کتاب ”توضیح الأفكار“ میں بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ ”میزان الاعتدال“ میں امام صاحب کا ذکر نہیں ہے، اور امام نووی نے

(۱) ما تمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: ص ۷۷

”تہذیب الاسماء واللغات“ میں امام ابو حنیفہ کے تفصیلاً حالات ذکر کئے ہیں، لیکن تضعیف کا بالکل ذکر نہیں کیا ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

إن هذه العبارة ليست لها أثر في بعض النسخ المعتبرة على ما رأيتها بعيني. (۱)

ترجمہ:- تمام معتبر نسخے ”میزان الاعتدال“ کے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ان میں کسی میں بھی یہ جرح کی عبارت موجود نہیں ہے۔

ان تمام اکابر اہل علم کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام صاحب کے متعلق کوئی جرح نقل نہیں کی، اور ”میزان الاعتدال“ کے تمام صحیح معتبر نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں ہے، بعض متعصبین نے اس عبارت کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے، جیسا کہ باحوالہ یہ بات گزر گئی۔

کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں؟

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) نقل کرتے ہیں:

أبو حنيفة رضى الله تعالى عنه يقال: بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثاً أو نحوها. (۲)

جناب محمد یوسف جے پوری صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں:

امام ابو حنیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ ان کو سترہ حدیثیں پہنچی ہیں یا اس کے لگ بھگ۔ (۳)

حالانکہ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے، صحیح ترجمہ یہ ہے:

امام ابو حنیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی روایت (یعنی مرویات) سترہ تک پہنچتی ہیں۔

(۱) مجموعة رسائل اللکھنوی: امام الکلام فیما يتعلق بالقراءات خلف الامام، ج ۳ ص ۱۷۶

(۲) مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس فی علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۱

(۳) حقیقت الفقہ، ص ۸۸

دونوں ترجموں میں زمین آسمان کا فرق ہے! اصول حدیث سے جسے ذرا بھی مس ہوگا وہ دونوں ترجموں کے فرق کو بخوبی سمجھ لے گا۔ عوام کے لئے ہم تھوڑی سی وضاحت کئے دیتے ہیں۔ دیکھئے! ایک ہوتا ہے اُستاز سے حدیث حاصل کرنا، اسے کہتے ہیں ”تحل حدیث“ اور ”اخذ حدیث“ اور ایک ہوتا ہے اُستاز سے پڑھی ہوئی احادیث آگے شاگردوں کو پڑھانا، اسے کہتے ہیں ”ادائے حدیث“ اور ”روایت حدیث“، علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کے ذکر کردہ قول کا مطلب یہ ہے کہ امام صاحب نے آگے جو احادیث روایات کی ہیں وہ سترہ تک پہنچتی ہیں، یہ مطلب نہیں کہ امام صاحب نے حدیثیں کل سترہ پڑھی ہیں، روایت حدیث میں قلیل ہونا کوئی عیب نہیں ہے، کیونکہ اس سے علم حدیث سے ناواقفی یا واقفیت کا تھوڑا ہونا لازم نہیں آتا، اس لئے ممکن ہے کہ محدث و فور علم کے باوجود حزم و احتیاط کی بنا پر حدیث کی آگے روایت کم کرے، ورنہ تو جو اعتراض حضرت امام صاحب پر کیا جاتا ہے، اس سے خلفائے راشدین بالخصوص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر اجدہ صحابہ کرام بھی نہیں بچ سکتے، کیونکہ ان کی مرویات بھی دیگر صحابہ کرام کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ جے پوری صاحب اگر علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ صحیح کرتے تو اعتراض کا کوئی پہلو نہ نکلتا، لیکن انہوں نے یا تو جان بوجھ کر، یا عربی سے نابلد ہونے کی بنا پر غلط ترجمہ کیا، اور عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کی (اعاذنا اللہ منہ)۔

دوسرے جے پوری صاحب نے تاریخ ابن خلدون سے اپنے مفید مطلب کی عبارت نقل کی ہے اور آگے پیچھے سے ساری عبارت دیدہ و دانستہ چھوڑ دی ہے، کیونکہ اس سے پتائے اعتراض ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ہم متعلقہ ساری عبارت ذکر کرتے ہیں، تاکہ جے پوری صاحب کی خیانت کھل کر سامنے آ سکے:

واعلم أيضا أن الأئمة المجتهدين تفاوتوا في الإكفار من هذه الصناعة والإقلال فأبو حنيفة رضي الله تعالى عنه يقال: بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثاً أو نحوها ومالك إنما صحح عنده ما في كتاب الموطأ وغايتهما ثلاثمائة حديث أو نحوها. وأحمد بن حنبل في مسندة خمسون ألف حديث ولكن ما أقاه إليه اجتهاده في ذلك. وقد نقول بعض المبغضين المتعصبين إلى أن منهم من كان قليل

البضاعة فی الحديث فلہذا قلت روايته. ولا سبیل إلى هذا المعتقد فی کبار الأئمة لأن الشریعة إنما تؤخذ من الكتاب والسنة. والإمام أبو حنیفة إنما قلت روايته لما شدد فی شروط الرواية والتحمل وضعف رواية الحديث یقیناً إذا عارضها الفعل النفسی. وقلت من أجلها رواية فقل حديثه. لأنه ترك رواية الحديث متعمداً فحاشاه من ذلك. ویدل علی أنه من کبار المجتہدین فی علم الحديث اعتماد مذهبه بینهم والتعویل علیہ واعتباره رداً وقبولاً. وأما غیره من المحدثین وهم الجمهور فتوسعوا فی الشروط وکثر حديثهم والکل عن اجتهاد وقد توسع أصحابه من بعده فی الشروط وکثر روايتهم... الخ.

ترجمہ:- اور یہ بھی جان لو! کہ ائمہ مجتہدین حدیث کے فن میں متفاوت رہے ہیں، کسی کی مرویات قلیل اور کسی کی کثیر ہیں، امام ابو حنیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں، امام مالک کے نزدیک صحیح احادیث جو موطا میں ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد تین سو یا اس کے لگ بھگ ہے، اور امام احمد کی مسند میں ۵۰ ہزار احادیث ہیں، اور ہر ایک نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق سعی کی ہے۔ بعض لوگ جو بغض رکھنے والے اور متعصب ہیں، انہوں نے اس جھوٹ پر کمر باندھ لی ہے کہ ائمہ میں سے کچھ امام حدیث میں قلیل البضاعت ہیں، اسی لئے ان سے روایت حدیث کم ہوئی ہے، لیکن اس اعتقاد کی کبار ائمہ کے حق میں کوئی سبیل نہیں، کیونکہ احکام شرعیہ کتاب و سنت ہی سے مأخوذ ہے۔

اور امام ابو حنیفہ سے روایت اس لئے قلیل ہوئی کہ انہوں نے روایت اور اس کے تحمل کے بارے میں سخت شرائط لگائیں، اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں یقینی روایت جب کہ اس کے معارضہ میں فعل نفسی واقع ہو تو ضعیف ہو جاتی ہے نہ یہ کہ انہوں نے حدیث کی روایت کو عدا چھوڑ دیا، امام ابو حنیفہ کے علم حدیث میں کبار مجتہدین میں سے ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ مجتہدین ان کے مذہب پر

اعتماد کرتے ہیں، رد و قبول کے اعتبار سے، امام ابو حنیفہ کے علاوہ جمہور محدثین نے روایت حدیث کی شرائط میں توسع اختیار کیا ہے اس لئے ان کی احادیث کثیر ہوئیں اور ہر ایک نے یہ شرائط اپنے اپنے اجتہاد سے عائد کیں، امام صاحب کے بعد ان کے اصحاب نے بھی روایت حدیث کی شرائط میں توسع اختیار کیا تو ان کی روایات بھی کثیر ہو گئیں۔

محترم قارئین! آپ نے علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائی اس سے کہیں اشارہ بھی جے پوری صاحب کا مطلب ثابت نہیں ہوتا، بلکہ یہ ساری عبارت ان کے خلاف جاتی ہے، شاید اسی لئے وہ صرف ایک فقرہ ذکر کرتے ہیں، باقی سب کھا جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے پہلے یہ بتایا کہ بعض ائمہ قلیل الروایت ہیں، اور بعض کثیر الروایت ہیں، پھر اس کی تمثیل میں ائمہ ثلاثہ کا ذکر کیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں، حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی تین سو تک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی ۵۰ ہزار تک، اس سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے امام صاحب کے متعلق جو کہا ہے وہ ان کے قلیل الروایت ہونے کی تمثیل میں کہا ہے، بطور طعن یا اعتراض کے نہیں کہا، بلکہ انہوں نے ان لوگوں کی پرزور مذمت کی ہے جو کسی امام کو قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے حدیث میں قلیل البضاعت (کم علم) سمجھتے ہیں۔^(۱)

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد تقول بعض المبغضين المتعصبين إلى أن منهم من كان قليل
البضاعة في الحديث فلماذا قلت روايته. ولا سبيل إلى هذا المعتقد في
كبار الأئمة لأن الشريعة إنما تؤخذ من الكتاب والسنة.^(۲)

ترجمہ:- بعض متعصب لوگ جو ائمہ کبار میں سے کسی امام کو قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے قلیل البضاعت (حدیث میں کم علم) خیال کرتے ہیں، یہ محض ان کا

(۱) ”حدیث اور اہل حدیث“ ص ۳۳۳

(۲) مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۱

افتر ہے، کبار ائمہ کے بارے میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں، کیونکہ شریعت قرآن و سنت ہی سے اخذ کی جاتی ہے۔

جو شخص حدیث میں قلیل البضاعت ہو وہ کیسے احادیث سے احکام شریعت استنباط کر سکتا ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۴ھ) فرماتے ہیں:

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة اعتناؤه بالحديث ما عيأ له استنباط مسائل الفقه.^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ بڑے حفاظ حدیث اور فضلاء میں شمار ہوتے ہیں، اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کا ملکہ ان کو کہاں سے حاصل ہوتا۔

امام صاحب کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ اس سے لگائیے کہ فن اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جو حافظ الحدیث نہ ہو، چنانچہ خارجہ بن زید رحمہ اللہ اگرچہ فقہائے سبعہ میں سے ہیں، مگر ان کے متعلق صاف فرماتے ہیں:

انه قليل الحديث فلهذا لم أذكره في الحفاظ.^(۲)

ترجمہ:- یہ قلیل الحدیث ہیں، اس لئے میں نے ان کا تذکرہ حفاظ میں نہیں کیا۔

علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

ذكرة الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين ومن زعم قلة اعتناؤه بالحديث إمالته ساهله أو حسده.^(۳)

ترجمہ:- امام ذہبی نے امام ابو حنیفہ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، اور جس نے

(۱) عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص ۱۵۶

(۲) تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: خارجہ بن زید بن ثلبہ الانصاری، ج ۱ ص ۷۱

(۳) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثلاثون، ص ۹۰

ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس کا یہ خیال تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر۔

خود علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

ویدل علی أنه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره رداً وقبولاً^(۱)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ کے علم حدیث میں بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مذہب پر ردّ أو قبولاً اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے جو روایت حدیث قلیل وارد ہوئی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے روایت و تحمل حدیث میں شرائط سخت لگا رکھی تھیں، اور حدیث کے معاملے میں بہت احتیاط کیا کرتے تھے:

لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره^(۲)
ترجمہ:- تحقیق امام ابو حنیفہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سفيان الثوري يقول كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذاباً عن حرم الله أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات وبالأخر من فعل رسول الله وبما أدرك عليه علماء الكوفة ثم شنع عليه قوم يغفر الله لنا ولهم^(۳)

ترجمہ:- امام ابو حنیفہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے سخت محتاط اور حدودِ الہی کی بے حرمتی پر بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور وہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی اور صحیح ہوتی تھی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

(۱) مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۲

(۲) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۱۹۷

(۳) الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس، ص ۱۳۲

آخری فعل کو وہ لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علمائے کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا، مگر پھر بھی ایک قوم نے (بلاوجہ) ان پر طعن کیا، اللہ تعالیٰ ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایت حدیث اور تحمل حدیث میں شرائط کس قدر سخت تھیں؟ اس کا ذکر تفصیل سے ماقبل میں ہو چکا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک شرط یہ ہے کہ حدیث کی روایت وہ شخص کرے جو حدیث کو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک حدیث کا حافظ ہو، امام صاحب کے اس اصول کا دوسرے محدثین کے اصول کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هَذَا مَذْهَبٌ شَدِيدٌ وَقَدْ اسْتَقَرَّ الْعَمَلُ عَلَى خِلَافِهِ، فَلَعَلَّ الرِّوَاةَ فِي الصَّحِيحِينَ مَنْ يَوْصَفُ بِالْحِفْظِ لَا يَبْلُغُونَ النِّصْفَ.^(۱)

ترجمہ:- یہ مذہب بہت ہی سخت ہے، اگر اس معیار کے پیش نظر صحیحین کا جائزہ لیا جائے تو نصف راوی ایسے ملیں گے جو حفظ کی اس شرط پر پورے نہ اتریں گے۔

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے قلیل الروایت کی تمثیل میں امام صاحب کے متعلق جو یہ کہا ہے کہ ”کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں“ اس کا ہم کچھ تجزیہ کرنا چاہتے ہیں، ہمارا نظریہ یہ ہے کہ حضرت امام صاحب کے بارے میں ابن خلدون کا نقل کردہ قول عقلاً و نقلاً غلط ہے، جس کے بہت سے شواہد ہیں۔

۱- علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے اسے بصیغہ تریض ذکر کیا ہے، جو خود اس کے ضعف اور مرجوحیت کی دلیل ہے۔

۲- علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کا یہ اپنا قول نہیں بلکہ انہوں نے اسے مجہول کے صیغہ: ”یقال“ سے ذکر کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ”کہا جاتا ہے“ یہ کہنے والے کون ہیں؟ کوئی پتا نہیں!

۳- انہوں نے ”أولمحوها“ کا لفظ بڑھا کر اشارہ کر دیا کہ خود انہیں صحیح پتا نہیں کہ سترہ

ہی کہا جاتا ہے یا زیادہ۔

(۱) تدبیب الراوی فی شرح تقریب النواوی: النوع السادس والعشرون، ج ۱ ص ۵۲۷

۴۔ ابن خلدون کو عظیم مؤرخ اسلام ہیں، لیکن انہیں ائمہ کرام کی مرویات کا صحیح علم نہیں، اسی لئے انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کی مرویات ان کی موطا میں تین سو بتائی ہیں، حالانکہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) کے، موطا میں ۱۷۲۰ احادیث موجود ہیں۔ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مرویات مسند احمد میں پچاس ہزار بتائی ہیں، حالانکہ مسند احمد میں کل تیس ہزار احادیث ہیں، اور اگر امام احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبد اللہ کی مرویات کو بھی شامل کر لیا جائے تو پھر کل چالیس ہزار بنتی ہیں، علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کو جب ائمہ کی مرویات کی صحیح تعداد معلوم نہیں تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے نقل کردہ قول کا کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے؟

۵۔ حضرت امام صاحب کے قلیل الروایت ہونے کی تردید کے لئے آپ کے تلامذہ و اصحاب پر نظر کر لینا ہی کافی ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صامی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے حروفِ تہجی کے اعتبار سے امام ابوحنیفہ کے تلامذہ کے صرف نام ذکر کئے ہیں جو ستر صفحات پر مشتمل ہیں، اور جنہوں نے مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں سے آکر امام صاحب سے علم حاصل کیا۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بصرہ، کوفہ، واسط، موصل، جزیرہ، رقعہ، نصیبین، رملہ، مصر، یمن، بحرین، بغداد، کرمان، اصفہان، استرآباد، حلوان، ہمدان، نہاوند، رے، قوس، دامغان، بلخ، جرجان، بخارا، سمرقند، صغانیان، ترمذ، بلخ، ہرات، قہستان، خوارزم، مدائن، حمص وغیرہ۔

۶۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے محدثین و فقہاء میں سے بے شمار حضرات نے روایت کیا ہے:

روى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لروى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لا يحصون^(۱)

آپ کے تلامذہ میں مشہور محدث حضرت عبد اللہ بن یزید مرقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سمع من الإمام تسع مائة حديث^(۲)

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۲۵

(۲) مناقب أبي حنيفة، ج ۲ ص ۲۱۶

ترجمہ:- (میں نے) امام صاحب سے نو سو احادیث سنی تھیں۔

حافظ الحدیث امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ جو زمانہ طالب علمی میں امام صاحب کے رفیقِ درس تھے، فرماتے ہیں:

طلبت مع أبي حنيفة الحديث فغلبننا وأخذنا في الزهد فبرع علينا
وطلبنا معه الفقه فجاء مدته ما ترون^(۱)

ترجمہ:- میں امام ابوحنیفہ کا رفیقِ درس تھا، وہ علمِ حدیث کے طالب بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے، یہی حال زُہد و تقویٰ میں ہوا، اور فقہ کا معاملہ تو تمہارے سامنے ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عدى صناديق الحديث ما أخرجت منها إلا اليسير الذي ينتفع به^(۲)

ترجمہ:- میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں، مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اُٹھائیں۔

حضرت عبداللہ بن یزید مقرئ رحمہ اللہ جب امام صاحب سے مروی روایت بیان کرتے تو فرماتے: حدثنا شاهنشاه۔

علم کے بادشاہوں کے بادشاہ نے روایت بیان کی ہے:

حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة قال:
حدثنا شاهنشاه^(۳)

علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے۔^(۴)

(۱) مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۴۳

(۲) مناقب أبي حنيفة، ج ۱ ص ۹۵

(۳) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۳ ص ۳۴۴

(۴) دیکھئے تبيين: الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجعة الصالحة، ج ۱ ص ۱۳۶

امام ذہبی رحمہ اللہ نے فن جرح و تعدیل میں جن ائمہ کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے ان میں امام صاحب کے اسم گرامی کو نمایاں ذکر کیا ہے۔^(۱)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) ائمہ اربعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف سب کے امام تھے:

أئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقه مثل الأئمة الأربعة وأتباعهم۔^(۲)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرتے ہیں:

أما طريقة الصحابة والتابعين وأئمة الحديث كالشافعي والإمام أحمد ومالك وأبي حنيفة وأبي يوسف والبخاري۔^(۳)

امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ (جن کے ترجمے کا آغاز امام ذہبی رحمہ اللہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں: حفص بن غیاث الإمام، الحافظ، أبو عمر النخعي الكوفي، قاضي بغداد)^(۴) یہی امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيرا۔^(۵)

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (جن کے ترجمے کا آغاز امام ذہبی رحمہ اللہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں: وکیع بن الجراح بن ملیح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق)۔^(۶) امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(۱) دیکھئے: ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل، ص ۱۷۶

(۲) منهاج السنة النبوية في نقص كلام الشيعة القدرية: الوجه الخامس، وفيه الرد على التفضيلي، ج ۲ ص ۱۰۵

(۳) إعلام الموقعين عن رب العالمين: بصر الى الاجتهاد والقياس عند الضرورة، ج ۲ ص ۲۰۹

(۴) تذكرة الحفاظ: ترجمة: حفص بن غياث النخعي، ج ۱ ص ۲۱۷

(۵) مناقب أبي حنيفة للموفق، ج ۱ ص ۴۰

(۶) تذكرة الحفاظ: ترجمة: وکیع بن الجراح بن ملیح، ج ۱ ص ۲۲۳

ترجمہ:- میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ جسے امام وکیع پر مقدم کروں، اور امام وکیع امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور ان کی ساری حدیثیں انہیں حفظ تھیں، اور انہوں نے امام صاحب سے بہت ساری حدیثیں سنی تھیں۔

ما رأیت أحدا أقدمه علی وکیع وکان یفتی برأی أبی حنیفة وکان یحفظ حدیثہ کلہ، وکان قد سمع من أبی حنیفة حدیثا کثیرا۔^(۱)

ان ٹھوس اور مستند حوالہ جات کے بعد بھی یہ کہنا کہ: ”ان کی مرویات سترہ تک پہنچتی ہیں!“ انصاف کا خون کرنے کے مترادف نہیں تو کیا ہے؟ معمولی عقل و شعور رکھنے والا آدمی بھی اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ”کتاب الآثار“ کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا:

التخب أبو حنیفة الآثار من أربعین ألف حدیث۔^(۲)

ما قبل میں تفصیل کے ساتھ امام صاحب رحمہ اللہ کی اکتیس^{۲۹} مسانید اور آپ کی ”کتاب الآثار“ کا ذکر ہوا، آپ کی وحدانیات، ثنائیات، ثلاثیات کا ذکر ہوا، صحاح ستہ کے ائمہ میں کوئی بھی ایسا امام نہیں ہے جن کی ثنائی روایات ہوں، امام صاحب رحمہ اللہ کی تمام ثنائی روایات کے متعلق تفصیلاً دیکھئے: الإمام الأعظم أبو حنیفة والثنائیات فی مسانیدہ۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ثلاثی روایات کی تعداد چار سو سے زائد ہے، جن سندوں سے یہ روایات مروی ہیں ان کا ذکر ما قبل میں ہو چکا ہے، وہ امام اعظم جن کی وحدانی، ثنائی، ثلاثی روایات کا اس قدر ذخیرہ ہو، ان کے متعلق یہ کہنا کہ: ”انہیں ۷۱ حدیثیں آتی تھیں!“

بریں عقل و دانش بباہر گریست

مشہور محقق عالم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی اس عبارت پر عقلاً، نقلاً تجزیہ کر کے اس کا مفصل رد لکھا ہے، اہل علم حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت کریں۔^(۳)

(۱) جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء فی ذم القول فی دین اللہ تعالیٰ بالرأی والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۲

(۲) مناقب أبی حنیفة: ج ۱ ص ۸۳

(۳) مجموعة رسائل اللکھنوی: تذکرۃ الراشد بتبصرۃ الناقد، ج ۶ ص ۲۱۵-۲۲۰

امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق جتنے مشہور اعتراضات تھے، بندے نے ان تمام اعتراضات کے تفصیلی جوابات نقل کر دیئے ہیں۔ باقی اگر کوئی معمولی اعتراض کسی نے نقل کیا ہے تو وہ ”تاریخ بغداد“ سے نقل کیا ہے، اور ان تمام کے مفصل و مدلل جوابات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے ”تانیب الخطیب“ میں دے دیئے ہیں، اہل علم حضرات اس کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں، اُردو دان طبقہ اس کتاب کا اُردو ترجمہ ”امام ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع“ جو نہایت معتمد اور مستند ہے، اس کی طرف مراجعت کریں۔



امام ابو حنیفہ کی ذکاوت کے پچاس سنہ دلچسپ واقعات

۱- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستے میں میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا جب کہ لوگوں نے ایک جوان اونٹ کا گوشت بھون لیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ سر کے ساتھ کھائیں، مگر ایسا کوئی برتن موجود نہ تھا جس میں سر کہ ڈال کر دسترخوان پر رکھ لیا جائے، اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آرہی تھی، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ریت کو کھود کر ایک گڑھا بنایا، اور اس پر (چمڑے کا) دسترخوان بچھایا اور (گڑھے پر دسترخوان کو دبا کر پیالہ نما جگہ بنالی) اس پر سر کہ اُلٹ دیا، سب نے اطمینان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر لی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کام میں حُسن پیدا کرتے ہیں تو فرمانے لگے کہ تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے تم پر یہ فضل کیا کہ میرے دل میں اس تدبیر کا القا کر دیا۔ (یہ ہوتی ہیں اللہ کے خاص بندوں کی باتیں کہ وہ فضل و کمال کی نسبت اپنی طرف نہیں کرتے)۔^(۱)

۲- محمد بن حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چوروں نے داخل ہو کر اس کو تین طلاق کا حلف لینے پر مجبور کیا، (یعنی یہ کہلوا یا کہ ”اگر میں نے شور مچایا، یا کسی کو بتایا کہ مال لینے والے کون لوگ ہیں؟ تو میری بیوی پر تین طلاق!“) کہ کسی کو نہیں بتائے گا (اور اس کا سب مال و اسباب لے گئے)۔ صبح کو وہ شخص چوروں کو دیکھتا رہا کہ وہ اس کا سامان فروخت کر رہے ہیں، مگر اس حلف کی وجہ سے بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ اس نے آکر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مشورہ کیا، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اپنے محلے کی مسجد کے امام اور مؤذن کو لاؤ اور اہل محلہ میں سے جو معزز اشخاص ہیں ان کو بھی۔ یہ شخص ان سب کو لے آیا، ان سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا مال و اسباب اللہ تعالیٰ اس کو واپس کر دے؟ سب نے اثبات میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے علاقے کے تمام بدچلن اور تمام متہم لوگوں کو ایک جگہ جمع کر لو، پھر ایک ایک

(۱) وفیات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة: ج ۵ ص ۴۱۰

شخص کو باہر نکالتے جاؤ اور جس شخص کا سامان چوری ہوا ہے اس سے پوچھتے رہو کہ کیا یہ ہے تمہارا چور؟ اگر وہ چور نہ ہو، تو یہ انکار کر دے، اور اگر چور ہو تو خاموش ہو جائے، جب یہ خاموش ہو جائے تو تم اس کو پکڑ لو! امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اس تدبیر پر لوگوں نے عمل کیا تو اللہ نے اس کا تمام مالی مسروقہ واپس دلوادیا، چونکہ اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا، اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی۔^(۱)

۳- کوفہ کے ایک نیک صالح شخص کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف گزر رہا تھا، آپ نے اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ امام ابن ابی لیلیٰ کے پاس، آپ نے اس سے فرمایا کہ وہاں سے واپسی پر مجھ سے ملتے جانا۔ یہ شخص ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کی خدمت میں تین دن ٹھہر کر جب واپس ہوا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے گزرا، تو آپ نے اس کو آواز دی۔ سلام دعا کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کہ تم تین دن کے لئے امام ابن ابی لیلیٰ کے پاس کس غرض سے گئے تھے؟ اس نے کہا کہ ایک ایسی بات ہے جس کا اظہار میں ہر شخص کے سامنے نہیں کرتا، میں نے یہ امید کی تھی کہ وہاں جا کر اس کا کوئی حل نکل آئے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں ایک صاحب وسعت شخص ہوں، اور دنیا میں ایک بیٹے کے سوا اور کوئی میرا وارث نہیں ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ جب میں کسی عورت سے اس کا نکاح کرتا ہوں تو وہ اسے طلاق دے دیتا ہے، میں نے اس کو ایک باندی خرید کر دے دی تو اس کو بھی آزاد کر دیا۔ آپ نے پوچھا کہ پھر امام ابن ابی لیلیٰ نے اس کے بارے میں کیا کہا؟ اس نے کہا کہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھو، ہم بفضل اللہ تمہیں اس پریشانی سے نکال دیں گے۔ پھر امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کیا، جب کھانے سے فراغت ہوئی تو اس سے فرمایا کہ تم اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر بازار جاؤ، پھر جو باندی اس کو پسند آجائے اور اس کی قیمت کا معاملہ بھی تمہارے حسبِ منشا ہو جائے تو اس کو اپنی ذات کے لئے خرید لو، اس کے لئے نہ خریدنا، پھر اس باندی کے ساتھ اپنے بیٹے کا نکاح کر دو، پھر اگر اس نے طلاق دے دی تو وہ تمہارے پاس لوٹ آئے گی (اس لئے کہ وہ تمہاری ملکیت میں ہے) اور اگر اس نے آزاد کر دیا تو یہ آزاد نہیں

(۱) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ: ذکر المسائل المتحصلة، ص ۴۰

ہوگی (اس لئے کہ وہ تمہاری مملوکہ ہے)، اگر اس سے اولاد ہوگئی تو تمہارے بیٹے کا نسب ثابت رہے گا۔ (اور اس شخص کو فقہان نسب کا بھی غم تھا) اس نے کہا: کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بالکل جائز ہے! پھر یہ شخص امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے پاس گیا اور ان سے اس تدبیر کا ذکر کیا تو انہوں نے بھی کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بالکل درست رائے دی ہے۔^(۱)

۴- امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بلایا، تو آپ تشریف لے گئے، دربار میں ربيع موجود تھا، یہ ربيع منصور کا خاص چہیتا اور لاڈلا تھا، اسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کافی عداوت تھی، ربيع نے کہا: اے امیر المومنین! یہ ابوحنیفہ آپ کے دادا (حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول یہ تھا کہ کسی معاملے پر قسم اٹھانے والا اگر ایک یا دو دن کے بعد استثنایٰ یعنی ”ان شاء اللہ“ کہہ دے تو یہ اس کے لئے جائز ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ استثنایٰ متصلاً ہی جائز ہے (بعد میں معتبر نہ ہوگا)۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: اے امیر المومنین! ربيع چاہتا ہے کہ آپ کے لشکر کی گردن کو آپ کی بیعت سے آزادی و لادے۔ منصور نے پوچھا کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے سامنے تو حلف کر جائیں گے، پھر اپنے گھروں پر واپس جا کر استثنایٰ کر دیا کریں گے، تو جو حلفیہ عہد اطاعت لیا وہ ختم ہو جائے گا۔ یہ سن کر منصور ہنسنے لگا، اور اس نے کہا: اے ربيع! ابوحنیفہ کو کبھی نہ چھیڑنا (ورنہ اسی طرح منہ کی کھایا کرے گا)۔ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ باہر آگئے تو ربيع نے ان سے کہا کہ آج تو آپ نے مردادیا تھا، آپ نے فرمایا: یہ کام تُو نے کیا تھا، میں نے اپنے لئے اور تیرے لئے خلاصی کی راہ نکالی!^(۲)

۵- ایک شخص نے قسم اٹھائی اور اپنی بیوی سے کہا: ”اگر تم نے میرے لئے ایسی ہانڈی نہ پکائی جس میں ایک پاؤ نمک ڈالا لیکن اس میں اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو، ورنہ تجھے طلاق!“ پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اس کا حل پوچھا گیا، آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈھی میں اَنڈا اُبالے، اس میں ایک پاؤ

(۱) کتاب الاذکیاء لابن الجوزی: ص ۷۳

(۲) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن فلبت، ج ۱۳ ص ۳۶۲

یا زیادہ نمک ڈال دے (کیونکہ اس سے قسم بھی پوری ہو جائے گی اور طلاق بھی نہ ہوگی، اس لئے کہ نمک کا اثر اُبالے ہوئے انڈے میں ظاہر نہ ہوگا)۔^(۱)

۶- عبدالواحد بن غیاث رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابو العباس طوسی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق بُرے خیالات رکھتا تھا، اور اس کا علم ان کو بھی تھا۔ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ منصور کے پاس گئے اور وہاں اس وقت کثیر مجمع تھا۔ طوسی نے کہا: آج مجھے ابو حنیفہ کی خبر لینی ہے! چنانچہ سامنے آیا اور کہا کہ اے ابو حنیفہ! امیر المومنین ہم میں سے کسی شخص کو بلا کر یہ حکم دیتے ہیں کہ ”فلاں شخص کی گردن اڑادی جائے“ اور جس کو حکم دیا جاتا ہے اس کو یہ خبر نہیں کہ گردن کاٹنے کے حکم کے لئے خلیفہ نے کیسے گنجائش نکالی (یعنی قتل کا حکم کیوں دیا؟ اس صورت میں قتل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟)۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابو العباس! پہلے اس کا جواب دو کہ امیر المومنین کے احکام حق پر مبنی ہوتے ہیں یا باطل پر؟ اس نے کہا: حق پر! آپ نے فرمایا: بس تو حق کا نفاذ کرتا رہ جس طرح بھی تجھے حکم دیا جائے، اور تیرے لئے اس کی تحقیق ضروری نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے، ان سے فرمایا کہ: یہ شخص مجھے باندھنا چاہتا تھا، مگر میں نے اسے جکڑ دیا۔^(۲)

۷- یحییٰ بن جعفر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا۔ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں مجھے پانی کی بڑی ضرورت لاحق ہوئی، میرے پاس ایک اعرابی آیا، اس کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا، میں نے اس سے پانی مانگا، اس نے انکار کیا، اور کہا کہ پانچ درہم میں دوں گا۔ میں نے پانچ درہم دے کر وہ مشکیزہ لے لیا۔ پھر میں نے کہا: اے اعرابی! ستو کی طرف کچھ رغبت ہے؟ اس نے کہا: لاؤ! میں نے اس کو ستودے دیئے جو زیون کے تیل میں بھنے ہوئے تھے، وہ خوب پیٹ بھر کر کھا گیا، اب اس کو پیاس لگی تو اس نے کہا کہ ایک پیالہ پانی دے دیجئے! میں نے کہا: پانچ درہم میں ملے گا، اس سے کم میں نہیں! (اب کثرت سے ستو کھانے کی وجہ سے اسے پیاس لگ گئی، اب اسے پانی کی حاجت تھی تو اس نے لے لیا۔ اس حیلے سے) میں نے اس

(۱) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ۷۹

(۲) الوالی بالوفیات: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۲ ص ۹۱

سے اپنے پانچوں درہم بھی واپس لے لئے اور پانی بھی میرے پاس رہ گیا۔^(۱)

۸- ایک شخص ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اس نے کسی جگہ مال دفن کیا تھا اب وہ جگہ یاد نہیں آرہی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ جس کا میں کوئی حل نکالوں، اچھا! ایسا کرو کہ جاؤ اور آج پوری رات نوافل پڑھتے رہو صبح تک ان شاء اللہ! تمہیں یاد آ جائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا، ابھی چوتھائی رات سے بھی کچھ کم ہی گزری تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آ گئی (تو اس نے نوافل کو ختم کر دیا)، پھر صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی، آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ شیطان تجھے نوافل نہیں پڑھنے دے گا اور تجھے یاد دلادے گا، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ثورات کا بقیہ حصہ بطور شکرانے کے نوافل میں گزارتا۔^(۲)

۹- ایک شخص مسجد سے گزرا، آپ نے فرمایا: یہ شخص مسافر ہے اور اس کی آستین میں مٹھائی ہے، اور یہ بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے، تو ایسا ہی نکلا۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ دائیں بائیں دیکھتا تھا، اجنبی شخص ایسے ہی دیکھا کرتا ہے۔ اور اس کی آستین پر کھیاں تھیں، اور وہ بچوں کو دیکھتا تھا میں نے جانا کہ وہ معلم ہے۔^(۳)

۱۰- ایک شخص جو امام صاحب رحمہ اللہ سے بغض رکھتا تھا، اس نے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی یہ صفات ہوں:

۱: وہ جنت کا طالب نہیں۔

۲: جہنم سے ڈرتا نہیں۔

۳: اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔

۴: مُردار کھاتا ہو۔

۵: بغیر رکوع سجدے کے نماز پڑھتا ہے۔

۶: بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔

۷: حق سے بغض رکھتا ہے۔

(۱) کتاب الاذکیاء لابن الجوزی: ص ۷۴

(۲) وفيات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنیفة، ج ۵ ص ۳۱۱

(۳) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الحادی والعشرون، ص ۶۳

۸: فتنے سے محبت رکھتا ہے۔

۹: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھاگتا ہے۔

۱۰: یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا: کیا تو اس شخص کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں لیکن میں اس سے زیادہ کسی کو بُرا نہیں جانتا، اس لئے آپ سے پوچھا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے کہا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا: بہت بُرا آدمی ہے، یہ کافروں کی صفات ہیں۔ یہ سن کر امام صاحب رحمہ اللہ مسکرا دیئے اور فرمایا: یہ شخص اولیاء اللہ میں ہے! پھر اس شخص سے کہا: اگر میں تجھے خبر دے دوں تو کیا مجھ پر زبان درازی سے باز آجائے گا؟ اور ان چیزوں سے بچے گا جو تجھ کو نقصان دیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا:

۱: وہ رَبِّ جَنَّت کا طالب ہے (جنت جو مخلوق ہے اس کی طلب نہیں)۔

۲: اور رَبِّ جَهَنَّمَ سے ڈرتا ہے (جہنم جو مخلوق ہے اس کا خوف نہیں)۔

۳: اس کو اللہ تعالیٰ سے (اس بات کا) خوف نہیں ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا۔

۴: مُردار سے مُراد پھلی کھاتا ہے (کیونکہ اس کو ذبح نہیں کیا جاتا)۔

۵: مُراد اس سے نمازِ جنازہ پڑھتا ہے، اور اس میں رُکوع سجدہ نہیں ہوتا۔

۶: بن دیکھے گواہی کا مطلب یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ

علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (اس کی گواہی دیتا ہے، حالانکہ کسی نے اللہ کو دیکھا نہیں ہے)۔

۷: موت حق ہے، اس سے بغض رکھتا ہے، تاکہ مزید اللہ کی اطاعت کرے۔

۸: فتنے سے مُراد مال اور اولاد ہے (اور اس سے ہر شخص کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے)۔

۹: بارش رحمت ہے، اس سے بھاگتا ہے۔

۱۰: یہود کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے کہ نصاریٰ جھوٹے ہیں، اور نصاریٰ کی اس بات کی

تصدیق کرتا ہے کہ یہودی جھوٹے ہیں: ”وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَنُصَبِّحَنَّ عَلَى الْمَسِيحِ وَقَالَتِ

النَّصَارَى لَنُصَبِّحَنَّ عَلَى الْمَسِيحِ“ (البقرة: ۱۱۳)۔

سائل اپنے تمام سوالات کے تشفی بخش جوابات سننے کے بعد اٹھا اور امام اعظم رحمہ اللہ کی جبین فراست کو بوسہ دیا۔^(۱)

۱۱- جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر یہ لڑکا فوت ہو گیا تو ساری زمین پر اس کا قائم مقام نہیں ملے گا۔ جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ شفا یاب ہوئے تو امام صاحب رحمہ اللہ کی بات سے ان میں کچھ عجب پیدا ہو گیا، انہوں نے اپنی علیحدہ مجلس شروع کر دی، لوگ ان کی طرف جانے لگے، جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے شاگردوں میں سے ایک شاگرد کو کہا کہ ابو یوسف کی مجلس میں جاؤ، اور اس سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے دھوبی کو کپڑا دیا دھونے کے لئے دو درہم کے بدلے میں، پھر جب کپڑا مانگا تو دھوبی نے انکار کر دیا، پھر دوبارہ آیا اور مطالبہ کیا تو اس نے کپڑا دے دیا، تو کیا وہ اجرت کا مستحق ہوگا؟ اگر ابن یعقوب (مراد امام ابو یوسف رحمہ اللہ) کہے: ”ہاں!“ تو کہنا: ”غلط ہے!“ اگر وہ کہے: ”نہیں!“ تو بھی کہنا کہ ”غلط ہے!“ وہ شخص گیا اور مسئلہ دریافت کیا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا: اجرت کا مستحق ہوگا! اس نے کہا کہ غلط ہے! پھر کچھ سوچ کر فرمایا: اجرت کا مستحق نہ ہوگا، اس نے کہا: غلط ہے! اسی وقت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب امام صاحب رحمہ اللہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: تجھے دھوبی والا مسئلہ لایا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: سبحان اللہ! جو لوگوں کو فتویٰ دینے کے لئے بیٹھا ہے اور اپنے لئے علیحدہ مجلس قائم کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں کچھ بیان کرے، لیکن اس کا حال یہ ہے! جارات کے مسئلے کا جواب بھی اچھی طرح نہیں دے سکتا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا: آپ مجھے بتائیں! فرمایا: اگر اس نے انکار کے بعد دھویا ہو تو اس کو اجرت نہیں ملے گی، کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا تھا، اگر پہلے دھو چکا تو اجرت کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اسی کے لئے دھویا تھا۔^(۲)

۱۲- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک مرتبہ علمائے شہر کے ساتھ ایک ویسے میں حاضر ہوئے جہاں دو بہنوں کا نکاح دو بھائیوں سے ہوا تھا۔ صاحب خانہ بہت چیختا ہوا نکلا کہ ہمیں بڑی مصیبت پہنچ گئی کیونکہ وہیں تبدیل ہو گئیں اور ان سے صحبت بھی ہو گئی، (ہر ایک نے غلط فہمی کی وجہ سے اپنی بیوی سمجھ کر

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۳، ۶۴

(۲) وفیات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۵ ص ۴۰۸

محبت بھی کر لی)۔ اس مجلس میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا: کوئی بات نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے رُجوع کروایا تھا، فرمایا کہ عورت سے محبت کی وجہ سے مہر لازم ہو گیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹ جائے۔ لوگوں نے اس جواب کو پسند فرمایا۔ اس مجلس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خاموش بیٹھے تھے، ان سے امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ بھی کچھ فرمائیں! حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کیا کہیں گے؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ! ان کو حاضر کیا گیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے ہر ایک سے پوچھا کہ جس لڑکی سے تُو نے محبت کی ہے وہ تجھے پسند ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر ہر ایک سے فرمایا کہ اس لڑکی کا نام کیا ہے جو تیرے بھائی کے پاس ہے؟ اس نے کہا: ثانی۔ فرمایا: کہو کہ میں نے اس کو طلاق دی! (دونوں نے کہا: ہم نے طلاق دی!) پھر ان لڑکیوں سے جن سے محبت کی تھی دوبارہ نکاح کروایا۔ لوگوں نے اس جواب کو پہلے جواب سے بھی زیادہ پسند کیا۔ یہ سن کر محدث کبیر امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ اٹھے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور لوگوں سے فرمایا: تم مجھے اس کی محبت کے بارے میں ملامت کیا کرتے تھے (یعنی میری ان سے محبت ان کی کمال عقل اور کمال علم کی وجہ سے ہے)۔

فائدہ:- علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو فیصلہ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے دیا اور وہ فتویٰ جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دیا ایک دوسرے کی منافی نہیں، بلکہ دونوں درست ہیں۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ کا فتویٰ اس لئے درست ہے کہ یہ وطی بالشہ ہے، اس میں مہر لازم ہوتا ہے اور نکاح باطل نہیں ہوتا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ اس لئے درست تھا کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے فتویٰ کے مطابق بعض مرتبہ اس میں فساد کا خطرہ ہوتا ہے (مثلاً) اگر ہر ایک اپنے خاوند کے پاس لوٹ آتی حالانکہ اس سے محبت ہو چکی ہے، اور اس کے خاوند کا غیر اس کے باطنی محاسن پر مطلع ہو چکا ہے، خطرہ تھا کہ کہیں وہ اس کی قلبی محبت میں گرفتار نہ ہو گیا ہو، اور جب وہ اس سے چھین کر دوسرے کو دی جائے کہیں اس کی محبت بڑھ نہ جائے، اس لئے بظاہر حکمت کا تقاضا یہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو الہام فرمایا۔ اس مصلحت کی بنا پر کسی نے کوئی بات نہیں فرمائی، حضرت سفیان رحمہ اللہ بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے فتوے پر خاموش رہے اور لوگوں نے اس کو پسند کیا۔ اسی لئے تو حضرت مسعر بن کدام رحمہ اللہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کو پیشانی کو چوما۔

(نیز اس میں عدت گزارنے کی بھی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ جس نے پہلے صحبت کی اسی کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ نیز اگر منکوحہ بیوی کو لوندا دیا جاتا تو فطرتی غیرت کی وجہ سے عمر بھر یہ بات دل میں ہوتی ہے کہ میری اہلیہ کے ساتھ غیر نے صحبت کی ہے)۔^(۱)

۱۳- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک سید کے بیٹے کے جنازے کے لئے تشریف لے گئے، جس میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ اور بڑے بڑے علماء بھی تھے۔ اس لڑکے کی والدہ شدتِ غم کی وجہ سے ننگے سر اور چہرہ باہر آئی اور جنازے پر اپنا دوپٹہ ڈال دیا، جب اس کے خاوند نے یہ کیفیت دیکھی تو اس کو اپنی بے عزتی سمجھا، اس نے کہا: ”اگر تُو اسی جگہ سے نہ لوٹی تو تجھے تین طلاق!“ یہ سن کر عورت نے بھی قسم کھالی کہ: ”اگر میں نمازِ جنازہ سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد!“ یہ سن کر لوگ نمازِ جنازہ پڑھنے سے رُک گئے اور کسی نے اس بارے میں کوئی بات نہ کہی۔ اس شخص نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اپنی بات اور بیوی کی قسم کا ذکر کیا، تو امام صاحب رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ تُو اپنی بات دوبارہ دہرا! اس نے دوبارہ دہرایا تو امام صاحب جہاں کھڑے تھے فرمایا: یہیں صاف دُست کرلو، میت کو جنازہ گاہ سے یہاں لے آؤ اور شرکائے جنازہ کو بھی یہاں بلاؤ۔ پھر جنازہ پڑھانے کا حکم دیا، پھر نمازِ جنازہ کے بعد عورت کو لوٹ جانے کا حکم دیا (کیونکہ اب نہ طلاق واقع ہوئی اس لئے کہ عورت اسی جگہ سے واپس لوٹی آگے نہیں بڑھی، اور نہ اس کے غلام آزاد ہوئے کیونکہ وہ نمازِ جنازہ کے بعد گئی)۔ یہ فیصلہ دیکھ کر قاضی ابنِ شبرمہ رحمہ اللہ چلا اُٹھے کہ اے ابو حنیفہ! اب عورتیں تجھ جیسا بچہ جننے سے عاجز آگئیں، تیرے لئے علم سے مسئلہ نکالنے میں کوئی مشقت نہیں۔^(۲)

۱۴- دہریوں کی ایک جماعت نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قتل کرنا چاہا (چونکہ دہری اللہ کے وجود کے قائل نہیں ہیں، وہ اس عقیدے کی بنا پر امام صاحب رحمہ اللہ کو قتل کرنا چاہتے تھے)۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلے مناظرہ کرلو، پھر جو تمہارا ارادہ ہو کر لینا! انہوں نے کہا: ٹھیک ہے! امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا کہتے ہو، ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی بڑا وزن لے کر ایسے سمندر میں جس میں بڑے طوفان، بڑی لہریں اُٹھتی ہیں، بغیر ملاح کے چلتی ہے؟ وہ کہنے لگے: یہ تو ممکن نہیں! امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کیا یہ بات عقلاً ممکن ہے کہ یہ دُنیا جس میں تبدیلی اور اس

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۳، ۶۴

(۲) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۶

کے احوال بدلنا اور اس کے امور کا تغیر وغیرہ یہ سب کسی صانع اور مدبر کے بغیر ہی چل رہے ہیں؟ انہوں نے توبہ کی اور اپنی تلواریں نیام میں ڈال کر چلے گئے۔ (یعنی جب کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی تو کائنات کا اتنا بڑا نظام بغیر خالق کائنات کے کیسے چل سکتا ہے؟)۔^(۱)

۱۵- ایک شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بد خوئی کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ ایسی مصیبت میں پھنس گیا کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا، واقعہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا: ”اگر تُو آج کی رات مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے تین طلاق!“ عورت نے کہا: ”اگر میں آج کی رات طلاق طلب نہ کروں تو میرا غلام آزاد!“ یہ لایخل مسئلہ جب امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش ہوا تو امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا: ”تُو طلاق طلب کر!“ (عورت نے طلاق طلب کی) مرد سے کہا: ”تُو یہ الفاظ کہہ کہ: تجھے طلاق ہے اگر تُو چاہے!“ پھر امام صاحب رحمہ اللہ نے دونوں سے کہا: جاؤ کسی پر کچھ نہیں، (طلاق اس لئے واقع نہیں ہوئی کہ مرد نے الفاظ طلاق کو عورت کی مشیت پر موقوف کیا، طلاق نہیں دی، عورت نے بھی طلاق کا مطالبہ کیا اس لئے غلام آزاد نہیں ہوا، لیکن عورت نے طلاق کے اختیار کو اپنے اوپر نافذ نہیں کیا اور طلاق کو نہیں چاہا، اس لئے طلاق واقع نہیں ہوئی)۔ پھر اس شخص سے کسی نے کہا کہ جس نے تجھے ایسے مسئلے سے نکالا ہے اس کی بد خوئی سے توبہ کر! اس نے توبہ کی پھر وہ ہر نماز کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لئے دُعا ئے خیر کرتا تھا۔^(۲)

۱۶- ایک شخص نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: بالکل کھولو! لیکن پڑوسی کے گھر میں نہ جھانکنا۔ اس کے پڑوسی نے قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کی عدالت میں شکایت کی، تو قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو کھڑکی کھولنے سے منع کر دیا، اس نے امام صاحب رحمہ اللہ سے آکر قاضی صاحب کی شکایت کی۔ امام صاحب نے دوبارہ کہا: جاؤ کھول لو! (جب اس نے ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے شکایت کی، قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو منع کر دیا۔ اس نے پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے آکر کہا، امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا: تیری دیوار کی کتنی قیمت ہے؟ اس نے کہا: تین دینار! آپ نے فرمایا: اس کو گرا دے، میں تمہیں تین دینار دے دوں گا! (جب اس نے گرانے کا ارادہ کیا)

(۲، ۱) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۹

تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی صاحب رحمہ اللہ سے شکایت کی، تو قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کہا: وہ اپنی دیوار گرانا چاہتا ہے اور تو مجھے شکایت کرتا ہے کہ میں اس کو منع کر دوں؟ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے صاحب خانہ سے کہا: جو چاہو کرو تمہاری مرضی ہے! تو اس کے پڑوسی نے کہا: پھر کھڑکی نکالنا بہتر ہے (دیوار گرانے سے)۔ پڑوسی نے کہا: اس وقت آپ کھڑکی کی اجازت نہیں دیتے تھے، اب دیوار گرانے کی اجازت دے رہے ہو، قاضی صاحب رحمہ اللہ نے (پریشان ہو کر) کہا: جب وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی کو ظاہر کرتا ہے (یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس)، جب میری غلطی واضح ہوگئی تو اب میں کیا کروں؟ سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں! (۱)

۱۷۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، اس نے کہا: مجھے مہلت دو تا کہ میں اپنی نبوت کے دلائل لاؤں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: جو اس سے دلیل یعنی نشانی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (۲)

۱۸۔ ایک شیعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ بتائیں صحابہ میں سب سے بڑا بہادر کون تھا؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اہل سنت کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق ہے اس لئے ان کے سپرد کردی تھی، لیکن تمہارے نزدیک (یعنی شیعہ کے نزدیک) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے کیونکہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جبراً چھین لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے نہ لے سکے۔ یہ سن کر وہ حیران رہ گیا۔ (۳)

۱۹۔ ایک شخص نے رمضان کے دن میں قسم کھائی کہ ”اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کروں تو اس کو تین طلاق!“ لوگ پریشان تھے کہ اب اس مصیبت سے کس طرح نکلے گا؟ (کیونکہ اگر صحبت کرتا ہے تو روزے کا کفارہ لازم آتا ہے، اگر نہیں کرتا تو بیوی کو طلاق ہوتی

(۱) اخبار ابی حنیفہ وأصحابہ: ذکر المسائل المستعسلة، ص ۳۱

(۲، ۳) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفۃ النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵

(ہے) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ اہلیہ کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاؤ اور اس دوران صحبت کر لینا (کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، اس لئے نہ اس کے ذمے کفارہ آیا اور نہ طلاق ہوئی)۔^(۱)

۲۰- ضحاک مروزی جب کوفہ میں آیا تو اس نے قتل عام کا حکم دے دیا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا: تُو نے قتل عام کا حکم کیوں دیا؟ اس نے کہا کہ یہ لوگ مُرتد ہو گئے ہیں! امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا پہلے ان کا دین کچھ اور تھا کہ اب یہ اس سے پھر گئے یا یہی دین تھا جس پر وہ اب ہیں؟ ضحاک نے کہا: ہم غلطی پر ہیں! تو اس نے قتل عام کا حکم واپس لے لیا۔ لوگوں نے امام صاحب رحمہ اللہ کی بصیرت کی وجہ سے نجات پائی (اس لئے کہ مُرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مسلمان ہو پھر اپنا دین چھوڑ کر کوئی نیا دین اختیار کرے، اور یہاں انہوں نے کوئی نیا دین اختیار نہیں کیا تھا)۔^(۲)

۲۱- امام اعظم رحمہ اللہ وقت کے بڑے محدث تھے، لیکن ان کی تیز مزاجی سے لوگ پریشان رہتے تھے، اسی تیز مزاجی کا نتیجہ تھا کہ ایک دن اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ ”اگر تُو نے مجھے آٹا ختم ہونے کی اطلاع دی تو تجھے طلاق! یا لکھ کر بھیجے تو بھی طلاق! اگر کسی کو قاصد بنا کر روانہ کرے تو بھی طلاق! یا کسی کے پاس تو اس کا تذکرہ کرے تا کہ وہ بعد میں مجھے بتلائے تو بھی طلاق! اگر اشارے سے بتائے تو بھی طلاق!“ اس سے ان کی بیوی بڑی پریشان ہوئی (کہ اب کوئی حل نہ تھا، کسی بھی طرح اطلاع کریں تو طلاق ورنہ فاقہ) کسی نے اس سے کہا: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس جا! اس نے جا کر قصہ بیان کیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ جب آٹے کی تھیلی خالی ہو جائے اور اُستاد محترم سو جائیں تو ان کے کپڑوں سے تھیلی باندھ دینا جب وہ بیدار ہو کر اس کو دیکھیں گے تو آٹے کا ختم ہونا خود سمجھ جائیں گے۔

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵

(۲) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون،

امام اعظم رحمہ اللہ کی بیوی نے ایسا ہی کیا، جب بیدار ہو کر یہ دیکھا تو بے ساختہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! یہ ابو حنیفہ کی تدبیر ہے۔^(۱)

۲۲- گورنر ابن ہبیرہ کی انگٹھی میں ایک نگینہ تھا جس پر لکھا ہوا تھا ”عطاء من عبد اللہ“ کہنے لگا: مجھے یہ ناپسند ہے کہ غیر کے نام سے مہر لگاؤں اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: نقطہ بدل دو، پھر ہو جائے گا ”عطاء من عبد اللہ“ اس حاضر جوابی پر ابن ہبیرہ بڑا حیران ہوا، اور کہنے لگا: حضرت! آپ ہمارے پاس روزانہ تشریف لایا کریں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تیرے پاس کیا کروں گا؟ اگر تو مجھے اپنے قریب کرے گا تو فتنے میں ڈال دے گا، اور اگر تو مجھے اپنی مجلس سے دور کرے گا تو مجھے رُسا کرے گا، اور میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے نہیں کہ میں تجھ سے ڈروں! یہی جواب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے خلیفہ منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ کو بھی دیا تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے پاس کثرت سے تشریف لایا کریں۔^(۲)

۲۳- امام صاحب رحمہ اللہ کے پڑوسی کا مور چوری ہو گیا، اس نے امام صاحب سے شکایت کی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا: خاموش رہ! کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔ جب اگلے روز نماز کے لئے مسجد میں سب لوگ جمع ہو گئے تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کو شرم کرنی چاہئے جو اپنے پڑوسی کا مور چوری کرتا ہے اور پھر نماز پڑھنے آتا ہے، حالانکہ مور کے پَر کے اثرات اس کے سر پر ہیں! یہ سن کر ایک شخص سر پر ہاتھ پھیرنے لگ گیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے اس شخص سے کہا: اے فلاں! اس کا مور واپس کرو! اس نے مور واپس کر دیا۔^(۳)

۲۴- حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ بکتی ہنڈیا میں پرندہ گر کر مر گیا، اس کا کیا حکم ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: بتاؤ! انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول پیش کیا کہ اس کا شور باگرا دیا جائے اور اس کا گوشت دھو کر استعمال کر لیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ اس صورت میں ہے جب سکون ہو، لیکن

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵

(۲) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۷

(۳) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۴

جب ہنڈیا جوش مار رہی ہو، اس وقت گوشت بھی گرا دیا جائے گا۔ ابن مبارک رحمہ اللہ نے پوچھا: اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ہنڈیا جب اُبلتی ہوئی نہ ہو تو اس کی نجاست صرف ظاہر تک اثر کرتی ہے، اور جوش مارنے کے وقت اس کا اثر گوشت کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔^(۱)

۲۵- حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایک شخص کے دو درہموں کے ساتھ دوسرے شخص کا ایک درہم مل گیا، پھر ان میں سے دو گم ہو گئے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کون سے ضائع ہوئے، تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: جو درہم باقی ہے وہ ان میں بطریق املاط تقسیم ہوگا، یعنی جس کے دو تھے اس کو دو حصے، اور جس کا ایک تھا اس کو ایک حصہ ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں پھر میں ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا، انہوں نے کہا: یہ مسئلہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! ابو حنیفہ سے۔ فرمانے لگے: انہوں نے فرمایا ہوگا باقی درہم بطریق املاط تقسیم ہوگا؟ میں نے کہا: ہاں! فرمانے لگے: اللہ کے بندے نے غلطی کی! پھر فرمایا: جو درہم گم ہو گئے ان میں سے ایک تو یقینی طور پر دو والے کا ہے، اور دوسرا دونوں کا، اور تیسرا ان کے درمیان نصف و نصف تقسیم ہوگا۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے اس جواب کو پسند کیا۔ پھر میں امام ابو حنیفہ سے ملا، وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اگر ان کی عقل کو نصف اہل زمین سے تو لا جاتا تو ان کی عقل بڑھ جاتی۔ تو امام صاحب رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا: کیا تو ابن شبرمہ سے ملا تھا اور اس نے تجھے درہم کی تقسیم میں اس طرح کہا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں!

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تین درہم آپس میں خلط ملط ہو گئے تو ان میں شرکت لازم ہوگئی، تو ایک درہم والے کے لئے ہر درہم میں ایک تہائی ہو گیا، اور دو درہم والے کے لئے ہر درہم میں دو تہائی حصہ ہو گیا، پس جو درہم بھی گم ہو گیا وہ دونوں کا اپنے اپنے حصے کے بقدر گم ہو گیا اور جو باقی رہا وہ بھی اپنے اپنے حصے کے بقدر باقی رہا۔^(۲)

۲۶- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ مؤذنین اقامت کے وقت کھانتے ہیں، کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اقامت شروع کرنے لگے ہیں، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کبھی میں رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل العالی والعشرون، ص ۷۱

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۲

خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ نماز میں مشغول ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانس کر مجھے اپنی نماز کی اطلاع کر دیتے۔^(۱)

۲۷- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ”میں نے اپنی بیوی سے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گا جب تک تُو خود نہ بولے گی!“ (اس کے بعد) اس نے بھی قسم کھائی کہ ”میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گی جب تک تُو نہ بولے گا!“ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ نہیں، کیونکہ قسم نہیں ٹوٹی۔

جب حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ سنا تو غصے کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا: آپ حرام کو حلال کرتے ہیں، اس کی کیا دلیل ہے؟ (سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا تھا کہ ایک فرد پر ضرور کفارہ آئے گا) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب اس کی بیوی نے اس کی قسم کے بعد قسم اٹھائی تو اس نے کلام کر لیا، جس سے مرد کی قسم پوری ہو گئی، اب اگر یہ اس سے بات چیت کرے گا تو اس پر کفارہ نہیں آئے گا، اور نہ ہی اس پر گناہ ہوگا کیونکہ عورت کا کلام کرنا قسم کے بعد تھا، جس سے مرد کی قسم پوری ہو گئی، اور پھر مرد کلام کرے تو عورت کی قسم بھی پوری ہو جائے گی۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ یہ سن کر فرما نئے لگے: آپ پر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جس سے ہم غافل ہیں اور بے خبر ہیں۔^(۲)

۲۸- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے، اس نے میراث میں چھ سو دینار (۶۰۰) چھوڑے ہیں، لیکن مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پوچھا: تمہاری میراث کس نے تقسیم کی؟ اس نے کہا: امام داود طائی نے۔ اس پر آپ نے فرمایا: تیرے لئے صرف اتنا ہی حصہ ہے! امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے پوچھا: کیا تیرے بھائی نے دو بیٹیاں، والدہ، اہلیہ، بارہ بھائی، ایک بہن اپنے پیچھے نہیں چھوڑے؟ اس نے کہا: بالکل! فرمایا: دو ملٹ یعنی چار سو (۴۰۰) دینار بیٹیوں کا حصہ، چھٹا حصہ یعنی سو (۱۰۰) ماں کا، ایک ثمن یعنی پچھتر (۷۵) بیوی کے، باقی پچیس (۲۵) رہ گئے، چونکہ مرد کو عورت سے ڈبل ملتا ہے اس

(۱) الخیارات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۲

(۲) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذکر المسائل المستحسنة، ص ۳۷

لئے تیرے بھائیوں کو دو دو دینا رطلے، تو بارہ بھائیوں کو چوبیس (۲۴) دینا رطلے، باقی ایک بچا تو تجھے صرف ایک دینا رطلے۔^(۱)

۲۹- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایک دن قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاضی صاحب نے فریقین کو بلوایا تاکہ امام صاحب رحمہ اللہ کو اپنا فیصلہ کرنے کا ہنر دکھائیں۔ دو شخص حاضر ہوئے، ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ ”اس نے مجھے زانیہ کا بیٹا کہا ہے!“ قاضی نے مدعا علیہ سے کہا: تیرے پاس اس کا جواب ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب سے کہا: آپ مدعا علیہ سے کیسے جواب طلب کرتے ہیں جب کہ پہلا شخص مدعی نہیں ہے؟ کیونکہ مدعی تو اس کی ماں ہے، کیا یہ اس کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے؟ قاضی نے کہا: نہیں! پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب سے کہا: آپ اس سے پوچھیں: کیا اس کی ماں زندہ ہے یا فوت ہوگئی؟ قاضی صاحب نے اس سے یہی سوال کیا۔ اس نے کہا: میری ماں فوت ہوگئی ہے! امام صاحب رحمہ اللہ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے کہا: اس کو کہیں کہ گواہوں سے ثابت کرے کہ اس کی ماں فوت ہوگئی! قاضی نے اس سے کہا، اس نے گواہ پیش کئے۔

پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی سے کہا: اس سے پوچھو: کیا اس کی ماں کا کوئی وارث ہے یا نہیں؟ قاضی صاحب نے پوچھا تو اس نے کہا: نہیں میں اکیلا ہی وارث ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے کہا: اس سے کہو: گواہ لائے، اس نے گواہ پیش کئے۔

پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب سے کہا: اس سے پوچھو: تیری ماں آزاد تھی یا باندی؟ قاضی صاحب نے اس سے پوچھا، اس نے کہا: آزاد! اس سے کہا گیا کہ گواہ لاؤ، اس نے گواہ پیش کئے۔ پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب سے کہا: اس سے پوچھو کہ: اس کی ماں مسلمان تھی یا ذمیہ؟ اس نے کہا: مسلمان! اس سے کہا گیا: اس پر گواہ لاؤ، اس نے گواہ پیش کئے۔

تب امام صاحب رحمہ اللہ نے قاضی سے کہا: اب مدعا علیہ سے اس کا جواب طلب کرو۔ یہ دیکھ کر قاضی صاحب حیران رہ گئے کہ لینے کے دینے پڑ گئے، اور آپ کی خداداد فہم و فراست پر حیران ہو گئے۔^(۲)

(۱) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستعسلة، ص ۳۴

(۲) الخيرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۸

۳۰۔ ایک شخص کی پاگل باندی نے اس سے کہا: ”اے زانی ماں باپ کے بیٹے!“ یہ بات جب قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تک پہنچی تو انہوں نے باندی کو مسجد میں کھڑا کر کے دو حدیں لگوائیں (ایک اس کے باپ پر تہمت کی وجہ سے، دوسری اس کی ماں پر تہمت کی وجہ سے)۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: قاضی صاحب نے اس ایک فیصلے میں چھ غلطیاں کی ہیں: ۱۔ پاگل پر حد لگائی۔ ۲۔ مسجد میں حد لگائی (جب کہ مسجد میں حد لگانا منع ہے)۔ ۳۔ کھڑا کر کے حد لگائی جب کہ عورت کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔ ۴۔ دو حدیں لگائیں حالانکہ اس نے ایک ہی کلمے سے تہمت لگائی ہے، کیونکہ اگر ایک کلمے سے پوری قوم کو تہمت لگائی جائے تو بھی صرف ایک ہی حد لازم ہے۔ ۵۔ دعویٰ کرنا اس کے ماں اور باپ کا حق تھا، جب کہ وہ دونوں غائب ہیں۔ ۶۔ دوسری حد پہلی حد سے صحت یاب ہونے پر لگائی جاتی ہے، لیکن انہوں نے اکٹھی ہی لگا دیں۔ جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے شکایت کی (کہ یہ شخص فتویٰ دے کہ ہمیں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرتا ہے)، اس پر امیر نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا۔^(۱)

۳۱۔ ایک شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں؟ اس نے حضرت شریک رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے فرمایا: ”طلاق دے کر پھر رُجوع کرے!“ پھر اس شخص نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”تو اس طرح کہہ اگر میں نے طلاق دی تھی تو میں رُجوع کرتا ہوں!“ پھر اس نے یہ مسئلہ امام زفر رحمہ اللہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: ”وہ تیری اس وقت تک بیوی ہے جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو جائے!“ اس پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری کا فتویٰ تقویٰ کے مطابق تھا، اور امام زفر نے خالص فقہ سے مسئلہ بتایا ہے (کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا)۔ اور شریک کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک آدمی کہے کہ مجھے اپنے کپڑے پر پیشاب لگنے کا شک ہے، اس سے کہا جائے کہ تُو اپنے کپڑے پر پیشاب کر لے پھر اسے دھو لے۔^(۲)

۳۲۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ وہ شخص کیا کرے جس نے یہ قسم کھائی ہو کہ ”اگر میں آج کے دن غسلِ جنابت کروں تو میری بیوی کو تین طلاق!“ پھر یہ قسم کھائی کہ ”اگر میری

(۱) الخیرات الحسان: الفصل العالی والعشرون، ص ۶۹، ۷۰

(۲) الخیرات الحسان: الفصل العالی والعشرون، ص ۷۳، ۷۴

آج کوئی نماز قضا ہو جائے تب بھی تین طلاق! اور اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے جماع نہ کروں تو بھی تین طلاق!“ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر صحبت کرے، پھر غروب کے بعد غسل کرے، پھر مغرب و عشاء کی نماز پڑھے، کیونکہ آج کے دن سے پانچ نمازیں مراد ہیں۔ (عصر کے بعد صحبت کی تو جماع والی بات پوری ہوگئی، غروب آفتاب کے بعد غسل کیا تو چونکہ شرعاً غروب کے بعد نئے دن کی ابتدا ہو جاتی ہے، لہذا اس نے آج کے دن غسل نہیں کیا، پھر غسل کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز بھی اپنے اوقات میں پڑھ لی اس لئے کوئی نماز بھی قضا نہیں ہوئی۔) (۱)

۳۳- ایک عورت نے دو جڑواں بچے جنے، ان دونوں کی پیٹھ آپس میں ملی ہوئی تھی، اب ان میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک زندہ رہا، تو علمائے کوفہ نے کہا کہ ان دونوں کو دفن کرو۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں! مردہ کو دفن کرو اور زندہ کو زمین سے باہر رکھو، اس طرح زمین کی مٹی دونوں کو علیحدہ کر دے گی۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو وہ جدا ہو گیا اور زندہ رہا۔ اس کا نام ”مولیٰ ابی حنیفہ“ یعنی امام حنیفہ رحمہ اللہ کا غلام پڑ گیا۔ (۲)

۳۴- ایک مسافر اجنبی شخص اپنی خوب صورت بیوی کے ساتھ کوفہ آیا، ایک کو فی اس کی بیوی پر فریفتہ ہو گیا، اس نے دعویٰ کیا کہ ”یہ میری بیوی ہے!“ اور عورت بھی اس کی طرف مائل ہو گئی۔ (قاضی نے اجنبی سے نکاح کے گواہ طلب کئے) وہ اثبات نکاح سے عاجز آ گیا۔ پھر یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور قاضی ابن ابی لیلیٰ اور وہ شخص اور چند عورتیں اس کے خیمے کی طرف گئے، وہاں پہنچ کر امام صاحب رحمہ اللہ نے مقامی عورتوں کو حکم دیا کہ اس کے خیمے میں داخل ہو جاؤ، جب وہ داخل ہونے لگیں تو (اس اجنبی کا) کُٹا ان کو بھونکنے لگا، اور کاٹنے کے لئے بھاگا۔ پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس اجنبی عورت کو خیمے میں داخل ہونے کو کہا تو کُٹا اس کے ارد گرد چکر لگانے اور دم ہلانے لگا۔ (اس پر امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کُٹا تو ابھی تک تجھے نہیں بھولا لیکن تُو اپنے خاوند کو بھول گئی!) اس پر عورت نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اب حق واضح ہو گیا! (۳)

(۱) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵

(۲) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۶

(۳) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۷

۳۵- امام صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ انڈا نہیں کھائے گا، پھر اس نے قسم کھائی کہ فلاں کی جیب میں جو چیز ہے اس کو ضرور کھائے گا، جب اس شخص کی جیب دیکھی گئی تو انڈا نکلا، اب کیا کرے؟

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس انڈے کو مرغی کے نیچے رکھ دو جب بچہ نکل آئے تو بھون کر کھالے، یا اس کو شور بے میں پکائے اور شور بے سمیت کھا جائے، (کیونکہ اب وہ انڈا نہیں رہا بلکہ چوزہ یا شور با بن گیا)۔^(۱)

۳۶- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر تھی اس نے کہا: ”اگر تُو اوپر چڑھے تو طلاق! اور اگر نیچے اترے تو بھی طلاق!“ اب کیا کرے؟

امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: چند آدمی سیڑھی اٹھا کر زمین پر رکھ دیں اور وہ عورت سیڑھی پر ہی رہے (چونکہ سیڑھی عارضی لگی ہوئی تھی)، دوسری صورت یہ ہے کہ اس عورت کو چند عورتیں اس کے ارادے کے بغیر زبردستی اٹھا کر نیچے لے آئیں تو طلاق نہیں پڑے گی۔^(۲)

۳۷- ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام باقر محمد بن علی بن حسن بن علی رحمہ اللہ جمع ہوئے تو امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا آپ ہی ہیں جو اپنے قیاس کی بنا پر میرے جد امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے عرض کیا: تشریف رکھیں! آپ کے لئے عظمت اور بڑائی ہے، جیسا کہ آپ کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عظمت اور بڑائی تھی۔ حضرت تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب رحمہ اللہ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے باادب ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا:

حضرت! مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا: عورت!

عرض کیا: عورت کا کتنا حصہ ہے؟

فرمایا: مرد سے نصف!

عرض کیا: اگر میں قیاس سے کہتا تو عورت کے لئے کامل اور مرد کے لئے نصف کا حکم کرتا،

لیکن ایسا نہیں (چونکہ عورت کمزور ہے اس لئے قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے حصہ زیادہ ملنا چاہئے)۔

(۱) الخیرات الحسان: الفصل العالی والعشرون، ص ۷۶

(۲) الخیرات الحسان: الفصل العالی والعشرون، ص ۷۵، ۷۶

پھر عرض کیا: نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا: نماز!

عرض کیا: اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو حائضہ کو نماز کی قضا کا حکم دیتا نہ کہ روزے کی۔ (اس لئے کہ نماز افضل ہے روزے سے، لہذا افضل کی قضا کا حکم ہونا چاہئے تھا، یہی قیاس کا تقاضا ہے)۔
پھر عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟

فرمایا: پیشاب!

عرض کیا: اگر میں قیاس سے حکم لگاتا تو پیشاب سے غسل کا حکم دیتا نہ کہ منی سے۔
پھر فرمایا: معاذ اللہ! یہ کہ میں کوئی بات خلاف حدیث کہوں، بلکہ میں تو حدیث کا خادم ہوں۔ یہ سن کر امام باقر رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔^(۱)
۳۸- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے محلے میں ایک چٹکی پیسنے والا رہتا تھا جو نہایت غالی قسم کا شیعہ تھا۔ اس نے ایک مرتبہ یہ حرکت کی کہ اپنے دو خچروں میں سے ایک کا نام (معاذ اللہ) ”ابوبکر“ رکھا اور دوسرے کا نام ”عمر“۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی عرصے بعد ان ہی میں سے ایک نے اسے دو لاقین مار کر ہلاک کر دیا۔ میرے دادا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ذرا جا کر دیکھو! جس خچر نے اسے مارا ہے وہ ہی ہوگا جس کا نام اس نے ”عمر“ رکھا تھا۔ لوگوں نے جا کر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ واقعاً وہ وہی خچر تھا۔^(۲)

۳۹- امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک دن اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں خارجیوں کا ایک گروہ ننگی تلواریں لئے آپہنچا۔ انہوں نے کہا: اے ابو حنیفہ! ہم آپ سے دو مسئلوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، اگر آپ نے ان کا جواب درست دیا تو آپ ہم سے بچ جائیں گے ورنہ آپ کو قتل کرنا ہمارے نزدیک ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا: اپنی تلواروں کو نیام میں ڈالو! انہوں نے کہا: ہم تلواروں کو نیام میں کیسے ڈالیں؟ ہم تو آپ کی گردن کاٹنے میں بہت بڑے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔

(۱) الخیرات الحسان: الفصل العالی والعشرون، ص ۷۷، ۷۸

(۲) حیاۃ الحیوان: البغل فائدة غریبة، ج ۱ ص ۲۰۶

آپ نے فرمایا: اب سوال کرو!

انہوں نے کہا: دروازے پر دو جنازے آئے ہوئے ہیں، ایک ان میں سے وہ آدمی ہے جس نے شراب پی ہے اور زیادہ پینے کی وجہ سے بے ہوش ہو کر مر گیا ہے، اور دوسری عورت ہے جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، بچے کی پیدائش کے دوران وفات پا گئی ہے تو بہ کرنے سے پہلے۔ اب یہ دونوں کافر ہیں یا مؤمن؟ (ان سوال کرنے والے خارجیوں کا مذہب یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اگر امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے کہ وہ مؤمن ہیں تو وہ امام صاحب کو قتل کر دیتے)۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ دونوں کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیا وہ یہودی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں! امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تو کیا وہ نصرانی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں! امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تو کیا وہ مجوسی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں! امام صاحب نے پوچھا: کیا وہ بت پرست ہیں؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں! امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تو پھر وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ مسلمانوں میں سے ہیں! امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے اپنے سوال کا جواب خود دیا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کس طرح؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم نے خود اعتراف کر لیا کہ وہ مسلمان ہیں تو جو آدمی مسلمان ہو، تم اسے کیسے کافروں میں سے شمار کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: وہ اہل جنت سے ہیں یا اہل دوزخ سے؟ امام صاحب نے فرمایا: اس کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: ”فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي، وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَافُورٌ رَّحِيمٌ“ (ابراہیم) (جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تُو بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔ اور میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے کہا تھا: ”إِنْ تَعْلِبْهُمْ فَيَأْتِيَهُمْ عِبَادُكَ، وَإِنْ تَغْلِبْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ“ (المائدہ) (اگر تُو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تُو ان کو بخش دے تو تُو غالب حکمت والا ہے)۔

یہ سن کر وہ (خارجی) اپنے غلط عقیدے سے تائب ہو گئے اور امام صاحب رحمہ اللہ سے معذرت کی۔^(۱)

(۱) محاضرات الأقباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: المجلد الرابع عشر في الشجاعة وما يتعلق بها، ج ۲

۳۰۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک دن مسجد میں اپنے شاگردوں کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک سیب نکالا جو ایک طرف سے زرد رنگ کا تھا دوسری طرف سے سرخ رنگ کا، اور اس کو امام صاحب رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیا اور زبان سے کچھ بولی نہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اسے لیا اور دو ٹکڑے کر دیا، عورت یہ دیکھ کر کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ امام صاحب رحمہ اللہ کے ہم نشین اس راز کو نہ سمجھے تو سوال کیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس عورت کے اس رنگ کے سیب لانے کا مطلب یہ تھا کہ اس کو زرد رنگ کا خون آتا ہے، کبھی سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے، تو ان دونوں میں سے کون سا حیض ہوگا اور کون سا طہر میں شمار ہوگا؟ تو میں نے اس سیب کو کاٹ کر اندر سے سفیدی دکھائی جب تک خالص سفیدی نہ دیکھے سارا حیض شمار ہوگا پاک نہ ہوگی۔

۳۱۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک آدمی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک چیز کہیں دفن کی ہے اب معلوم نہیں گھر میں کہاں دفن کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں سوچ و بچار کروں تو بھی نہیں معلوم کر سکتا! راوی کہتا ہے کہ وہ آدمی رو پڑا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گھر لے چلو! امام صاحب رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھ چند تلامذہ کو بھی لیا اور ان کے گھر پہنچے، امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر یہ تمہارا گھر ہو اور تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہو جسے تم دفن کرنا چاہو تو کہاں دفن کرو گے؟ ان میں سے ایک نے کہا: میں یہاں دفن کروں گا، دوسرے نے کہا: میں یہاں کروں گا، تیسرے نے تیسری جگہ بتائی، اس طرح پانچ مختلف جگہیں سامنے آئیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ان جگہوں کو کھودو، جب تیسری جگہ کھودی گئی تو دفینہ نکل آیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس ذات کا شکر ادا کرو جس نے تجھے مال واپس لوٹا دیا۔ (امام صاحب رحمہ اللہ کی تواضع کا اندازہ کیجئے کہ اپنی تدبیر کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی کمال کی نسبت اپنی طرف کی)۔^(۱)

۳۲۔ ابو بدر سے روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں ایک بخیل آدمی تھا، اس نے ہزار درہم جمع کئے اور ایک تھیلی میں بند کر کے کوفہ کے ایک صحرا میں دفن کر دیئے۔ (کچھ ایام کے بعد) جب تلاش کیا، وہاں نہ پایا تو (فرط غم میں) چند دن اس طرح گزر گئے کہ اس نے نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ اس

سے اس کے ایک پڑوسی نے کہا: کیا تو پسند کرے گا کہ میں تجھے اس تھیلی کا پتا بتاؤں؟ امام ابو حنیفہ کے پاس جا، وہ اپنی فراست سے تجھے اس کا حل بتائیں گے۔ وہ امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ سے مدد کا سوال کرتا ہوں پھر تجھ سے، میری مدد کر! اور مکمل قصہ بیان کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اس صحرا میں پہنچے، دیکھا کہ ایک قوم کو مکمل ٹھ لئے میں مصروف ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جو تمہارے ساتھ کوئلہ نکالا کرتا تھا پھر چھوڑ گیا؟ انہوں نے ایک گھڑی غور فکر کیا پھر کہا: ہاں! فلاں شخص ہے جسے ”زوزر“ کہا جاتا ہے۔ فرمایا: اس کی رہائش کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں کے حمام کے پاس! امام صاحب رحمہ اللہ وہاں تشریف لے گئے اس آدمی کو ساتھ لے کر صاحب حمام سے کہا: یہاں ایک آدمی ہے جس کا لقب ”زوزر“ ہے، کیا تو اس کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: وہ اس مکان میں ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ اس کے پاس آئے، امام صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو خلوت میں لے گئے اور اس سے فرمایا: وہ جو دھینے فلاں جگہ میں تھا اور تجھے ملا، وہ واپس کر دے، یہ آدمی اس کا مالک ہے اور تجھے دیکھنے والی وہ ذات ہے جس نے اس کو دینے پر گواہی دی ہے، یعنی رب العالمین! تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور بات کرنے میں لڑکھڑانے لگا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اس سے اتنے کے مطالبے کے بارے میں بات کرتا ہوں تو باقی لوٹا دے۔ وہ تنور جیسے گڑھے میں داخل ہوا اور ریت میں چھپی ہوئی درہموں کی تھیلی نکال لایا۔ اس طرح امام صاحب رحمہ اللہ کی فراست سے مستحق کو حق مل گیا۔^(۱)

۴۳۔ سعید بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں امام اعش رحمہ اللہ اور ان کی بیوی کے درمیان سخت کلامی ہو گئی۔ ان کی بیوی نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنے خاوند سے بات نہیں کرے گی۔ اب امام اعش رحمہ اللہ بات کریں تو وہ جواب نہ دے، تنگ ہو کر امام اعش رحمہ اللہ نے قسم اٹھائی کہ ”اگر آج کی رات میں اس نے مجھ سے بات نہ کی تو اسے طلاق ہے!“ اب امام اعش رحمہ اللہ اس پر تادم ہوئے اور اس قسم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ پاسکے، تو رات کو ہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب رحمہ اللہ بڑے اکرام اور اعزاز سے پیش آئے، امام اعش رحمہ اللہ رات کو تکلیف دینے کا عذر کرنے لگے، امام صاحب رحمہ اللہ نے عرض کیا: عذر چھوڑیں حکم کریں! جب

انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو امام صاحب نے عرض کیا کہ اس طلاق سے بچنے کا راستہ قریب ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آسان بنادیں گے۔ انہوں نے مؤذن کو بلایا جو امام اعش رحمہ اللہ کی مسجد کا مؤذن تھا، اور فرمایا کہ جب اعش گھر میں داخل ہو تو صبح ہونے سے پہلے اذان دے دینا۔ (حالانکہ حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان نہ دی جائے کیونکہ اذان نماز کا اعلان ہے، لیکن امام صاحب رحمہ اللہ نے امام اعش رحمہ اللہ کی بیوی کو طلاق سے بچانے کے لئے ایک طریقہ اپنایا)۔ جب امام اعش رحمہ اللہ گھر میں داخل ہوئے تو مؤذن نے اذان دی، تو ان کی بیوی سمجھی کہ صبح ہو گئی اور طلاق واقع ہو گئی کیونکہ رات ختم ہو چکی ہے۔ اس نے ”الحمد لله الذي أراحني منك يا سبيح المخلوق!“ (تمام تعریفیں مختص ہیں اس ذات کے لئے جس نے مجھے تجھ جیسے سخت مزاج سے راحت بخشی!)۔

امام اعش رحمہ اللہ نے کہا: ابھی تک صبح نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر رحم فرمائے انہوں نے عمدہ حیلے کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔^(۱)

۴۴ عبید بن اسحاق رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور ان کی بیوی کے مابین ایک رات جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجے میں ان کی بیوی ناراض ہو گئی اور ان سے بات کرنا چھوڑ دیا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی غصہ ہوئے اور قسم اٹھالی کہ ”اگر اس نے میرے ساتھ بات نہ کی تو اسے تین طلاق!“ اب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کوشش کرنے لگے کہ آج کی رات وہ ان کے ساتھ بات کرے لیکن وہ بالکل خاموش تھی، اب امام ابو یوسف رحمہ اللہ پریشان ہوئے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دروازے کی طرف روانہ ہوئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا، امام صاحب نے فرمایا: رات کے ایسے وقت میں کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ابو یوسف۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں اللہ میری اور تمہاری مغفرت کرے! دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا حل آسان ہے، چراغ لائے اور ساتھ ہی خوبصورت لباس لائے اور خوشبو لائے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو لباس پہنایا اور خوشبو لگوائی اور فرمایا کہ اب گھر جاؤ اور اپنی بیوی سے کہو کہ اگر تُو مجھ سے بات نہیں کرتی تو تیرا کیا گمان ہے کہ تیرے علاوہ مجھے اور کوئی بیوی نہیں ملے گی؟

جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ گھر میں داخل ہوئے اور ان کی بیوی نے جب انہیں دیکھا کہ

زرق برق لباس زیب تن ہے اور خوشبوئیں مہک رہی ہیں، اور جب انہوں نے اپنی بات دہرائی تو وہ سمجھی کہ شاید دوسرے نکاح کی تیاری کر کے آئے ہیں، تو اب وہ فوراً بول اُٹھی اور کہا: اے سر تاج! فلاں بات اس طرح ہے (یعنی بول پڑیں) اس طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنی قسم سے بری ہو گئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فراست کی برکت سے۔^(۱)

۳۵۔ عبید بن اسحاق حکایت بیان کرتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص مرض الموت میں مبتلا تھا، اس نے وصیت کرنا چاہی، ایک شخص کو بلایا اور ایک تھیلی ہزار دینار کی اس کو دی اور کہا کہ اس کو محفوظ کرنا اور جب یہ میرا بچہ جوان ہو جائے تو جو تو پسند کرے اس کو اس تھیلی میں سے دے دینا۔ جب بچہ جوان ہوا تو وصی نے اس کو خالی تھیلی دے دی اور دینار خود لے لئے اور کہا کہ تیرے والد نے ایسے ہی وصیت کی تھی کہ جب میرا بچہ جوان ہو جائے تو تیری مرضی جو ٹو چاہے اس تھیلی میں سے اس کو دے دینا، لہذا میں تیرے لئے یہ خالی تھیلی پسند کرتا ہوں۔ اب وہ بچہ حیران پریشان علماء کے گرد اس مسئلے کے متعلق چکر لگانے لگا، مگر کوئی اس کا حل تلاش نہ کر سکا۔ تب وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ بیان کیا، تو امام صاحب نے فرمایا کہ تیرے باپ نے ایک لطیف طریقے پر وصیت کی ہے اور تیرا باپ حکیم تھا، پھر انہوں نے اس وصی کو بلوایا اور فرمایا: مرنے والے نے یوں کہا تھا کہ جو تجھے اس میں سے پسند ہو میرے بیٹے کو دے دینا؟ اس نے کہا: ہاں اسی طرح مجھے اس نے حکم دیا تھا۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اب تو بتلاؤ دینار پسند کرتا ہے یا خالی تھیلی پسند کرتا ہے؟ لہذا جو چیز تجھے پسند ہے بامرویت تجھے اس کو دینے ہوں گے، اب تو خالی تھیلی کو پسند نہیں کرتا، دینار کو پسند کرتا ہے، اور وصیت پسند یہ چیز کے لئے ہے، لہذا دینار اس کو دے دے۔ پھر امام صاحب نے وہ دینار اس سے لے کر میت کے بیٹے کو دے دیئے۔ اس طرح امام صاحب رحمہ اللہ کی فراست سے حق دار کو حق مل گیا۔^(۲)

۳۶۔ امام وکیع بن جراح حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا اور بہت اچھا پڑوسی تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا حافظ تھا، ایک دن اس کی بیوی جو اسے

(۱) مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۲۲۳

(۲) الخيرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۸

انتہائی محبوب تھی اور اس کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ اس محدث نے بیوی سے کہا: ”اگر تُو نے مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے تجھے طلاق نہ دی تو تجھے تین طلاقیں ہوں!“ ان کی بیوی نے کہا کہ ”اگر آج کی رات میں نے تجھ سے طلاق طلب نہ کی تو میرے سارے غلام آزاد ہوں اور سارا مال صدقہ ہے!“ (یہ کہنے کے بعد) دونوں پشیمان ہوئے، اور (امام و کعب بن الجراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) دونوں میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم اس میں مبتلا ہو گئے ہیں، اس سے نکلنے کا کوئی راستہ بتائیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس تو اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، لیکن تم امام ابو حنیفہ کو لازم پکڑو، وہ تمہاری اس مشکل کا حل بتائے گا۔ اور حال یہ تھا کہ یہ سائل امام صاحب کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا تھا۔ کہنے لگا: مجھے ان کے پاس جانے سے حیا آتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، پھر میں انہیں قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس، پھر سفیان ثوری (جو اپنے وقت کے ائمہ فقہاء اور ائمہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں) کے پاس لے گیا، مگر انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ پھر اس کو امام ابو حنیفہ کے پاس لے گیا، ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سائل سے پوچھا: تُو نے کیسے قسم اٹھائی تھی؟ اسی طرح عورت سے بھی سوال کیا۔ پھر فرمایا: اب تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قسموں سے بری ہونا چاہتے ہو اور اپنے درمیان جدائی بھی پسند نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں!

تب امام صاحب نے فرمایا عورت سے کہ: تُو اپنے خاوند سے طلاق کا سوال کر! تو اس نے خاوند سے کہا: مجھے طلاق دے دو۔ اور امام صاحب نے خاوند سے کہا: تُو کہہ: ”أنت طالق إن شئت!“ (تجھے طلاق ہے اگر تُو چاہے!) جب اس نے کہا تو پھر عورت سے فرمایا: تُو کہہ میں اب طلاق نہیں چاہتی! پھر فرمایا: تم اپنی قسموں سے بری ہو گئے۔ اب امام صاحب سائل محدث سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، اس آدمی پر طعن و تشنیع کرنے سے باز رہو جس سے تم نے علم حاصل کیا ہو۔ امام و کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز کے بعد امام صاحب کے لئے دُعا کیا کرتے تھے۔^(۱)

۷۴- یوسف بن خالد السمتی بیان فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بصرہ تشریف لائے،

ہم امام صاحب کے ساتھ شہر کی ایک جانب چلے، جب شام ہو گئی تو ہم واپس لوٹے، اس دوران قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ خچر پر سوار تشریف لائے، ہمیں سلام کیا، اس کے بعد ہم ایک باغ میں سے گزرے، قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ بھی ہمارے ساتھ تھے، اس باغ میں ایک قوم کو دیکھا کہ وہ خوشی منا رہے ہیں اور ان کے پاس لہو و لعب کے آلات بھی ہیں اور گانے والیاں بھی ہیں جو گارہی ہیں۔ جب ہم ان کے قریب ہوئے تو وہ خاموش ہو گئیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا! جب ہم باغ سے نکل کر راستے سے الگ ہو گئے، قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے دل میں یہ بات پوشیدہ رکھی کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو گواہی سے نا اہل قرار دینے کا اچھا موقع ہے کہ انہوں نے گانے والیوں سے کہا کہ تم نے اچھا کیا! (امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ ایک فقیہ اور ۳۳ برس کی عمر میں کوفہ کے منصب قضا پر مامور ہو گئے تھے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان میں کسی قدر رنجش رہتی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ فیصلوں میں وہ غلطی کرتے تھے تو امام صاحب رحمہ اللہ ان کی اصلاح فرماتے تھے، یہ ان کو ناگوار معلوم ہوتا تھا، لیکن امام صاحب رحمہ اللہ اظہار حق پر مجبور تھے، قاضی صاحب نے موقع غنیمت سمجھا بدلہ لینے کے لئے)۔ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بلایا ایک گواہی کے سلسلے میں، امام صاحب تشریف لائے تو قاضی صاحب نے ایک واقعے کے متعلق گواہی طلب کی، امام صاحب رحمہ اللہ نے گواہی دی تو فوراً قاضی صاحب نے فرمایا: آپ ساقط الشہادت ہیں، اہل الشہادت میں سے نہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیوں؟

فرمایا: آپ کے اس قول کی وجہ سے کہ تم نے گانے والیوں سے کہا تھا: تم نے اچھا کام کیا! یعنی تم نے بُرے فعل کو اچھا کہا تو تمہاری عدالت ساقط ہو گئی اور جس کی عدالت مجروح ہو وہ نا قابل شہادت ہوتا ہے، لہذا آج کے بعد تمہارا نام اہل شہادت کی فہرست سے خارج ہو کر نا اہلوں کی فہرست میں چلا گیا۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ان کی تحسین کس وقت کی تھی جس وقت وہ گارہی تھیں یا جس وقت وہ خاموش ہو گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: جب وہ خاموش ہو گئی تھیں۔ فرمایا: اللہ اکبر! میرا کہنا کہ ”تم نے اچھا کیا!“ خاموش ہونے کے لئے تھا، نہ کہ گانے کے فعل کی تحسین تھی۔ قاضی صاحب خاموش ہو گئے اور انہیں اہل شہادت میں باقی رکھا۔ تب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے آیت تلاوت فرمائی: ”وَلَا يَحْنِقُ الْمُكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ“ (فاطر)۔ اس واقعے کے بعد قاضی ابن ابی لیلیٰ

رحمہ اللہ! امام صاحب رحمہ اللہ سے بہت خوف زدہ ہو گئے اور جب قضا کے مسائل میں مشکل پیش آتی تو امام صاحب رحمہ اللہ سے حل کراتے، امام صاحب ان کو جواب ارشاد فرماتے اور یہ شعر پڑھتے تھے:

إِذَا تَكُونُ عَظِيمَةً أَدْعِي لَهَا
وَإِذَا مُحَاسِنُ الْحَيْسُ يُدْعِي جُنْدُبٌ^(۱)

ترجمہ:- جب بڑی مصیبت پیش آتی ہے تو اس کے لئے میں بلایا جاتا ہوں، اور حلواتیار کیا جاتا ہے تو پھر جندب کو بلایا جاتا ہے۔

۴۸- کوفہ میں ایک ملعون غالی شیعہ رہتا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کہا کرتا تھا کہ معاذ اللہ! وہ یہودی تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ ایک دن اس کے پاس گئے اور کہا کہ تم اپنی بیٹی کے لئے رشتہ تلاش کر رہے تھے؟ ایک شخص موجود ہے جو شریف بھی ہے دولت مند بھی ہے، اس کے ساتھ پرہیزگار، قائم اللیل اور حافظ قرآن ہے۔ شیعہ نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کون ملے گا؟ ضرور آپ شادی کروادیتے! امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا: صرف اتنی بات ہے کہ مذہباً یہودی ہے! وہ نہایت برہم ہوا اور کہا: سبحان اللہ! کیا آپ مجھے یہودی سے رشتہ داری کرنے کی رائے دیتے ہیں؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا ہوا خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو (تمہارے اعتقاد کے مطابق) داماد بنایا تو تم کو کیا عذر ہے؟ امام صاحب کے اس جملے سے فوراً اس کو تنبیہ ہو گئی اور اس نے اپنے غلط عقیدے سے توبہ کی۔^(۲)

۴۹- ایک دفعہ ضحاک خارجی جو خارجیوں کا مشہور سردار تھا اور بنو اسیر کے زمانے میں کوفہ پر قابض ہو گیا تھا، امام صاحب رحمہ اللہ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو! انہوں نے پوچھا کہ کس بات سے؟ ضحاک نے کہا: تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں ثالث کو تسلیم کر لیا تھا، حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالث تسلیم کرنے کے کیا معنی؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے، ورنہ اگر تحقیق حق مقصود

(۱) مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۱۸۸

(۲) مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۱۷۹، ۱۸۰

ہے تو مجھے بات کرنے کی اجازت دو۔ ضحاک نے کہا: میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج ہے؟

ضحاک نے کہا: ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیتے ہیں، چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کا انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: یہی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی کیا تھا (یعنی ثالث مقرر کیا تھا) پھر ان پر کیا الزام ہے؟ ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکے سے اٹھ کر چلا گیا۔^(۱)

۵۰۔ ایک دن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مسجد میں تشریف فرما تھے، تلاذہ آپ کے ارد گرد جمع تھے، اچانک خارجیوں کا ایک گروہ مسجد میں گھس گیا، لوگ بھاگنے لگے، امام صاحب نے تسلی دی کہ ڈرو نہیں، اطمینان سے بیٹھ جاؤ! ایک خارجی جو سب کا سردار تھا، امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگ کون ہو؟ امام صاحب نے فرمایا: مستحیر ہیں! فرمان باری تعالیٰ ہے: ”وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلِغْهُ مَأْمَنَهُ“ (التوبہ: ۶) یعنی مشرکین میں سے کوئی شخص اگر پناہ مانگے تو اسے پناہ دو تا کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اس کو امن کی جگہ تک پہنچا دو۔

خارجی فرقہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں اور واجب القتل جانتے ہیں، اس موقع پر وہ اس نیت سے آئے تھے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنا عقیدہ بیان کریں تو کفر کا الزام لگا کر ان کو قتل کر دیں، لیکن امام صاحب کے لازمی جواب نے ان کو بالکل مبہوت کر دیا۔ چنانچہ ان کے سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اس کو پناہ دو! اور اس کو قرآن پاک پڑھ کر سناؤ، اور پھر اس امن کی جگہ (یعنی ان کے گھر) تک پہنچا دو۔^(۲)



(۱) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۰

(۲) عقود الجمان: الباب السادس عشر، ص ۲۷۴

امام ابو حنیفہ کی امام ابو یوسف کو پینتیس^{۳۵} عمدہ نصائح

وَصِيَّةُ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ لِأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ بَعْدَ أَنْ ظَهَرَ لَهُ مِنْهُ الرُّشْدُ
وَحُسْنُ السِّيَرَةِ وَالْإِقْبَالُ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لَهُ: يَا يَعْقُوبُ!

ترجمہ:- امام اعظم کی وصیت امام ابو یوسف کے نام جب کہ (امام ابو یوسف) کی ذات سے رُشد و ہدایات اور حُسنِ کردار کے آثار ظاہر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کی جانب توجہ مبذول کی، امام اعظم نے ان کو وصیت فرمائی کہ اے یعقوب!

۱- سلطانِ وقت کی عزت کرو اور اس کے عظمت مقام کا خیال رکھو، اور اس کے سامنے دروغ گوئی سے (خاص طور سے) پرہیز کرو۔

وَقَرِ السُّلْطَانَ وَعَظِمَ مَلِكُهُ وَإِيَّاكَ وَالْكَذِبَ بَلَنْ يَدِيهِ.

۲- ہمہ وقت اس کے پاس حاضر باش نہ رہو، جب تک تجھے کوئی ضرورت مجبور نہ کرے:

وَالدُّخُولَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ وَقْتٍ مَالَهُ يَدْعُكَ بِحَاجَةٍ عَلَيْهِ.

۳- جب تم اس سے بکثرت ملاقات کرو گے تو وہ تمہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھے گا اور تمہارا مقام اس کی نظر سے گر جائے گا، پس تم اس کے ساتھ ایسا معاملہ رکھو جیسا کہ آگ کے ساتھ رکھتے ہو کہ تم اس سے نفع بھی اٹھاتے ہو اور اس سے دُور بھی رہتے ہو اور اس کے قریب تک نہیں جاتے:

فَإِنَّكَ إِذَا أَكْثَرْتَ إِلَيْهِ الْاِخْتِلَافَ كَثُرَ بِكَ وَصَغُرَتْ مَلِكُكَ عِنْدَهُ
فَكُنْ مِنْهُ كَمَا أَنْتَ مِنَ النَّارِ تَلْتَمِصُ وَتَتَبَاعِدُ وَلَا تَذْنُ مِنْهَا.

۴- اس لئے کہ بادشاہ کسی کے لئے وہ مراعات نہیں چاہتا جو اپنی ذات کے لئے چاہتا ہے، اور اس کے قریب کثرتِ کلام سے بچو! کہ وہ گرفت کرے گا تا کہ اپنے حاشیہ نشینوں کو یہ دکھلا سکے کہ وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے، اور وہ تمہارا محاسبہ کرے گا تا کہ تم اس کے خوار یوں کی نگاہ میں حقیر ہو جاؤ،

بلکہ ایسا طرزِ عمل اختیار کرو کہ جب اس کے دربار میں بار یا بی ہو تو وہ تمہارے اور تمہارے غیر کی قدر و منزلت سے آشنہ رہے (یعنی فرقِ مراتب کا خیال رکھے) اور تم سلطانِ وقت کے دربار میں ایسے وقت نہ جاؤ جب کہ وہاں دیگر ایسے اہلِ علم نشست رکھتے ہوں جن سے تم متعارف نہیں، اس لئے کہ تمہارا علمی مرتبہ اگر ان سے کم ہوگا اور ممکن ہے کہ تم ان پر ترفع حاصل کرنے کی کوشش کرو، مگر یہ جذبہ تمہارے لئے ضرر کا باعث ہوگا، اور اگر تم ان سے زیادہ صاحبِ علم ہو تو شاید تم اس کو (کسی مقام پر) جھڑک دو اور اس کی وجہ سے تم سلطانِ وقت کی نظر سے گر جاؤ، اور جب وہ تم کو کوئی منصب عطا کرے تو اس کو اس وقت قبول نہ کرو جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ تم سے یا تمہارے مسلک سے علم و قضا یا میں مطمئن ہے، تاکہ فیصلہ جات میں کسی دوسرے مسلک پر عمل کی حاجت نہ ہو، اور سلطانِ وقت کے مقربین اور اس کے حاشیہ نشینوں سے میل جول مت رکھو! صرف سلطانِ وقت سے رابطہ رکھو، اور اس کے حاشیہ برداروں سے الگ رہو، تاکہ تمہارا وقار اور عزت برقرار رہے:

فَإِنَّ السُّلْطَانَ لَا يَرَى لِأَحَدٍ مَا يَرَى لِنَفْسِهِ، وَإِلَّا لَكَ وَكَثْرَةُ الْكَلَامِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَإِنَّهُ يَأْخُذُ عَلَيْكَ مَا قُلْتَهُ لِيُرِيَّ مِنْ نَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْ حَاشِيَتِهِ أَنَّهُ أَعْلَمُ مِنْكَ وَأَنَّهُ يُخْطِئُكَ فَتَضَعُ فِي أَعْيُنِ قَوْمِهِ، وَلَتَكُنْ إِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِ تَعْرِفُ قَدْرَكَ وَقَدْرَ غَيْرِكَ، وَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهِ وَعِنْدَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ لَا تَعْرِفُهُ فَإِنَّكَ إِنْ كُنْتَ أَذْوَنَ حَالًا مِنْهُ لَعَلَّكَ تَتَرَفَّعُ عَلَيْهِ فَيَطْرُقُ، وَإِنْ كُنْتَ أَعْلَمَ مِنْهُ لَعَلَّكَ تَحْطُ عَنْهُ فَتَسْقُطَ بِذَلِكَ مِنْ عَيْنِ السُّلْطَانِ. وَإِذَا عَرَّضَ عَلَيْكَ شَيْئًا مِنْ أَعْمَالِهِ فَلَا تَقْبَلْ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ يَرْضَاكَ وَيَرْضَى مَذْهَبَكَ فِي الْعِلْمِ وَالْقَضَايَا، كَيْ لَا تَحْتَاجَ إِلَى ارْتِكَابِ مَذْهَبٍ غَيْرِكَ فِي الْحُكُومَاتِ وَلَا تَوَاصِلَ أَوْلِيَاءِ السُّلْطَانِ وَحَاشِيَتِهِ بَلْ تَقَرَّبَ إِلَيْهِ فَقَطْ وَتَبَاعَدَ عَنْ حَاشِيَتِهِ لِيَكُونَ فَجْدُكَ وَجَاهُكَ بَاقِيًا.

۵- عوام کے دریافتِ طلبِ مسائل کے علاوہ ان سے (بلا ضرورت) بات چیت نہ کیا کرو:

وَلَا تَتَكَلَّمْ بَيْنَ يَدَيْ الْعَامَّةِ إِلَّا بِمَا تُسْأَلُ عَنْهُ.

۶- عوام الناس اور تاجروں سے علمی بات کے علاوہ دوسری باتیں نہ کیا کرو، تاکہ ان کو تمہاری

محبت و رغبت فی المال کا وقوف نہ ہو، ورنہ وہ لوگ تم سے بدظن ہوں گے اور یقین کر لیں گے کہ تم ان سے رشوت لینے کا میلان رکھتے ہو:

وَإِيَّاكَ وَالْكَلامَ فِي الْعَامَّةِ وَالتِّجَارَةَ إِلَّا بِمَا يَزِجُ إِلَى الْعِلْمِ كَيْ لَا يُوقَفَ
عَلَى حُبِّكَ رَغْبَتُكَ فِي الْمَالِ فَإِنَّهُمْ يُسَيِّئُونَ الظَّنَّ بِكَ وَيَعْتَقِدُونَ مِثْلَكَ
إِلَى أَخْذِ الرِّشْوَةِ مِنْهُمْ.

۷- اور عام لوگوں کے سامنے ہنسنے اور مسکرانے سے باز رہو، اور بازار میں بکثرت نہ جاؤ:

وَلَا تَضْحَكْ وَلَا تَتَبَسَّمْ بَلَنْ يَدْنِيَ الْعَامَّةُ وَلَا تُكْثِرُ الْخُرُوجَ
إِلَى الْأَسْوَاقِ.

۸- اور بے ریش لڑکوں سے ہم کلامی اختیار نہ کرو کہ وہ فتنہ ہیں، البتہ بچوں سے بات کرنے

میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ ان کے سروں پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرو:

وَلَا تُكَلِّمِ الْمَرَاهِقِينَ فَإِنَّهُمْ فِتْنَةٌ. وَلَا تَأْسُ أَنْ تُكَلِّمَ الْأَطْفَالَ
وَتَمْسَحَ رُؤُوسَهُمْ.

۹- عام لوگوں اور سن رسیدہ حضرات کے ساتھ شاہراہ پر نہ چلو، اس لئے کہ اگر تم ان کو

اپنے آگے بڑھنے دو گے تو اس سے علم دین کی بے توقیری ہوگی، اور اگر اپنے پیچھے رکھو گے تو یہ بات بھی معیوب ہوگی کہ وہ عمر میں تم سے بڑے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے، اور کسی راہ گزر پر نہ بیٹھا کرو، اگر بیٹھنے کو دل چاہے تو مسجد میں بیٹھو:

وَلَا تَمْنِشْ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ مَعَ الْمَسَافِحِ وَالْعَامَّةِ؛ فَإِنَّكَ إِنْ قَدَّمْتَهُمْ
أَزَدَى ذَلِكَ بِعِلْمِكَ وَإِنْ أَخَّرْتَهُمْ أَزَدَى بِكَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ أَسَنُ مِنْكَ،
فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَزَحْمْ صَغِيرَتَا وَلَمْ يُوقِرْ
كَبِيرَتَا فَلَيْسَ مِنَّا وَلَا تَقْعُدْ عَلَى قَوَارِعِ الطَّرِيقِ فَإِذَا دَعَاكَ ذَلِكَ
فَاقْعُدْ فِي الْمَسْجِدِ.

۱۰- بازار اور مساجد میں کوئی چیز تناول نہ کرو، پانی کی سبیل اور اس پر متعین کارندوں

کے ہاتھ سے پانی نہ پیو اور دکانوں پر نہ بیٹھو:

وَلَا تَأْكُلْ فِي الْأَسْوَاقِ وَالْمَسَاجِدِ وَلَا تَشْرَبْ مِنَ السِّقَايَاتِ وَلَا مِنْ أَيْدِي
السَّقَاتِينِ وَلَا تَقْعُدْ عَلَى الْحَوَائِيتِ.

۱۱- محل، زیور اور انواع واقسام کے ریشی ملبوسات نہ پہنو کہ ان سے رعونت

پیدا ہوتی ہے:

وَلَا تَلْبَسُ الدِّيبَاجَ وَالْحَلِيَّ وَأَنْوَاعَ الْإِبْرَسِمِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُفْضِي
إِلَى الرُّعُونَةِ.

۱۲- اپنی فطری حاجت کے وقت بقدر ضرورت گفتگو کے ماسوا گھر میں بچھونے پر اپنی بیوی

سے زیادہ بات چیت نہ کرو، اور اس کے ساتھ کثرت سے لمس و مس اختیار نہ کرو، اور اس کے قریب نہ
جاؤ مگر اللہ کے ذکر کے ساتھ:

وَلَا تُكْثِرِ الْكَلَامَ فِي بَيْتِكَ مَعَ امْرَأَتِكَ فِي الْفَرَاشِ إِلَّا وَقْتُ حَاجَتِكَ إِلَيْهَا
بِقَدْرِ ذَلِكَ، وَلَا تُكْثِرْ لَمْسَهَا وَمَسَّهَا وَلَا تَقْرُبْهَا إِلَّا بِدَعْوَى اللَّهِ تَعَالَى.

۱۳- اپنی بیوی سے دُوروں کی عورتوں اور باندیوں کا تذکرہ نہ کرو کہ وہ تمہارے ساتھ گفتگو

میں بے تکلف ہو جائیں گی اور بہت ممکن ہے کہ جب تم دُوسری عورتوں کا تذکرہ کرو گے تو وہ تم سے
دُوسرے مردوں کے بارے میں گفتگو کرے گی:

وَلَا تَتَكَلَّمْ بِأَمْرِ نِسَاءِ الْغُلَامِ بَيْنَ يَدَيْهَا وَلَا بِأَمْرِ الْجَوَارِي فَإِنَّهَا
تَنْبَسِطُ إِلَيْكَ فِي كَلَامِكَ وَلَعَلَّكَ إِذَا تَكَلَّمْتَ عَنْ غَيْرِهَا تَكَلَّمْتَ عَنْ
الرِّجَالِ الْأَجَابِ.

۱۴- اگر تمہارے لئے ممکن ہو تو کسی ایسی عورت سے نکاح نہ کرو جس کا شوہر (طلاق دہندہ)

باپ، ماں یا (سابقہ خاوند سے) لڑکی موجود ہو، مگر یہ کہ وہ یہ شرط قبول کرے کہ اس کے پاس
(تمہارے گھر میں) اس کا کوئی رشتہ دار نہیں آیا کرے گا، اس لئے کہ جب عورت مال دار ہو جاتی
ہے تو اس کا باپ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی تحویل میں جو مال و منال ہے سب میرا ہے، اور اس کے پاس
محض عاریۃ ہے، اور دُوسری شرط یہ قبول کرے کہ جہاں تک ممکن ہو گا وہ اپنے والد کے گھر میں داخل نہ
ہوگی، اور نکاح کے بعد تم اس بات پر راضی نہ ہو جانا کہ تم شب زفاف سسرال میں گزارو، ورنہ وہ تمہارا
مال لے لیں گے، اور اپنی بیٹی کے باب میں انتہائی طمع سے کام لیں گے:

وَلَا تَتَزَوَّجْ امْرَأَةً كَانَ لَهَا بَعْلٌ أَوْ ابٌ أَوْ أُمُّ أَوْ بِنْتُكَ إِنْ قَدَدْتَ إِلَّا بِمَنْزِلٍ
أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيْهَا أَحَدٌ مِنْ أَقَارِبِكَ. فَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ
يَدْعَى أَبُوهَا أَنْ يَجْمَعَ مَالَهَا لَهُ وَأَنَّهُ عَارِيَةٌ فِي يَدِهَا. وَلَا تَدْخُلْ بَيْتَ أَبِيهَا
مَا قَدَدْتَ وَإِيَّاكَ أَنْ تَرْضَى أَنْ تَزُفَ فِي بَيْتِ أَبِيهَا فَإِنَّهُمْ يَأْخُذُونَ
أَمْوَالَكَ وَيَطْلَعُونَ فِيهَا غَايَةَ الظَّمَجِ.

۱۵- اور صاحب اولاد خاتون سے ازدواجی تعلق قائم نہ کرنا کہ وہ تمام مال اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے جمع کرے گی اور ان پر خرچ کرے گی، اس وجہ سے کہ اس کی اولاد اس کو تم سے زیادہ عزیز ہے، اور تم اپنی دو بیویوں کو ایک مکان میں نہ رکھنا، اور جب تک عیال داری کی تمام ضروریات پورا کرنے کی قدرت نہ ہو نکاح مت کرو:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تَتَزَوَّجَ بِذَاتِ الْبَيْنِ وَالْبَنَاتِ فَإِنَّهَا تَدْخِرُ جَمِيعَ الْمَالِ
لَهُمْ وَتَسْرِقُ مِنْ مَالِكَ وَتُنْفِقُ عَلَيْهِمْ. فَإِنَّ الْوَلَدَ أَعَزُّ عَلَيْهَا مِنْكَ وَلَا
تَجْمَعُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ. وَلَا تَتَزَوَّجْ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّكَ تَقْدِرُ
عَلَى الْقِيَامِ بِجَمِيعِ حَوَائِجِهَا.

۱۶- پہلے علم حاصل کرو، پھر حلال ذرائع سے مال جمع کرو، پھر ازدواجی زندگی اختیار کرو، زمانہ طالب علمی میں اگر تم حصول مال کی جدوجہد کرو گے تو حصول علم سے تم قاصر رہو گے، اور (حاصل کردہ) مال تمہیں باندیوں اور غلاموں کی خریداری پر اُکسائے گا، اور تحصیل علم سے قبل ہی تمہیں لذائز دنیا اور عورتوں کے ساتھ مشغول کر دے گا، اس طرح تمہارا وقت ضائع ہو جائے گا اور تمہارے اہل و عیال کی کثرت ہو جائے گی، ایسی صورت میں تمہیں ان کی ضروریات زندگی پورا کرنے کی احتیاج ہو جائے گی اور تم طلب علم چھوڑ بیٹھو گے:

وَاطْلُبِ الْعِلْمَ أَوَّلًا ثُمَّ اجْمَعْ الْمَالَ مِنَ الْحَلَالِ ثُمَّ تَزَوَّجْ فَإِنَّكَ إِنْ
طَلَبْتَ الْمَالَ فِي وَقْتِ التَّعْلِيمِ عَجَزْتَ عَنْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَدَعَاكَ الْمَالَ إِلَى
هَرَاءِ الْجَوَارِي وَالْعِلْمَانِ وَتَشْتَغِلُ بِالدُّنْيَا وَالنِّسَاءِ قَبْلَ تَحْصِيلِ الْعِلْمِ.
فَيَضِيعُ وَقْتُكَ وَيَجْتَمِعُ عَلَيْكَ الْوَلَدُ وَيَكْثُرُ عِيَالُكَ فَتَعْتَاجُ إِلَى الْقِيَامِ
بِمَصَالِحِهِمْ وَتَتْرُكُ الْعِلْمَ.

۱۷۔ علم حاصل کرو آغازِ شباب میں جب کہ تمہارے دل و دماغ دنیا کے بکھیروں سے فارغ ہوں، پھر حصولِ مال کا مشغلہ اختیار کرو تا کہ وہ تمہیں دستیاب ہو، کثرتِ اہل و عیال دل کو تشویش میں مبتلا کر دیتے ہیں، (بہر کیف) مال جمع کرنے کے بعد ازدواجی تعلق قائم کرو:

وَاسْتَغْلِ بِالْعِلْمِ فِي عُنُقِ الْوَانِ شَبَابِكَ وَوَقْتُ فَرَاغِ قَلْبِكَ وَخَاطِرِكَ ثُمَّ اسْتَغْلِ بِالْمَالِ لِيَجْتَمِعَ عِنْدَكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْوَلَدِ وَالْعِيَالِ يُشَوِّشُ النَّالَ فَإِذَا جَمَعْتَ النَّالَ فَتَزَوَّجْ

۱۸۔ خشتِ الہی، ادائے امانت اور ہر خاص و عام کی خیر خواہی کا خصوصی خیال رکھو، اور لوگوں کا استخفاف نہ کرو، بلکہ اپنی اور ان کی عزت کرو، ان کے ملنے سے پہلے ان کے ساتھ زیادہ میل جول نہ رکھو، اور ان کے میل ملاپ کا سامنا کرو ذکرِ مسائل کے ساتھ، اگر بالقابل اس کا اہل ہوگا تو جواب دے گا:

وَعَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى وَأَدَائِهِ الْأَمَانَةِ وَالنَّصِيحَةِ لِجَمِيعِ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ. وَلَا تَسْتَغْفِرَ بِالنَّاسِ. وَوَقِّرْ نَفْسَكَ وَوَقِّرْهُمْ وَلَا تُكْثِرْ مُعَاشَرَ عَنْهُمْ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يُعَاشِرُوكَ. وَقَابِلْ مُعَاشَرَ عَنْهُمْ بِذِكْرِ الْمَسَائِلِ فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِهِ اسْتَغْلَى بِالْعِلْمِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ أَحَبَّكَ.

۱۹۔ عام لوگوں سے امرِ دین کے سلسلے میں علمِ کلام پر گفتگو سے احتراز کرو کہ وہ لوگ تمہاری تقلید کریں اور علمِ کلام (عقائد کے عقلی دلائل) میں مشغول ہو جائیں گے:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تُكَلِّمَ الْعَامَّةَ بِأَمْرِ الدِّينِ فِي الْكَلَامِ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ يَقْلِدُونَكَ فَيَسْتَغْلُونَ بِذَلِكَ.

۲۰۔ جو شخص تمہارے پاس استفتاء کے لئے آئے اس کو صرف اس کے سوال کا جواب دو، اور دوسری کسی بات کا اضافہ نہ کرو، ورنہ اس کے سوال کا (غیر محتاط) جواب اُسے تشویش میں مبتلا کر سکتا ہے:

وَمَنْ جَاءَكَ يَسْتَفْئِيكَ فِي الْمَسَائِلِ فَلَا تُجِبْ إِلَّا عَنْ سُؤَالِهِ وَلَا تَضُمَّ إِلَيْهِ غَيْرَهُ فَإِنَّهُ يُشَوِّشُ عَلَيْكَ جَوَابَ سُؤَالِهِ.

۲۱۔ علم (تدریس و اشاعت) سے کسی حالت میں اعراض نہ کرنا، اگرچہ تم (لوگوں میں)

دس سال تک اس طرح رہو کہ تمہارا کوئی ذریعہ معاش نہ ہو، اگر علم سے اعراض کرو گے تو تمہاری زندگی تنگ ہو جائے گی:

وَأَنْ بَلَّيْتَ عَشْرَ سِنِينَ بِلَا كَسْبٍ وَلَا قُوَّةٍ فَلَا تُعْرِضْ عَنِ الْعِلْمِ فَإِنَّكَ إِذَا أَعْرَضْتَ عَنْهُ كَأَنَّكَ مَعِيشَتُكَ ضَنْكًا.

۲۲- تم اپنے ہر فرقہ سیکھنے والے طالب علم پر (شفقت و ادب پر مشتمل) ایسی توجہ رکھو کہ گویا تم نے ان کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا ہے تاکہ تم ان میں رغبت فی العلم کے فروغ کا باعث بنو:

وَأَقْبِلْ عَلَى مُتَفَقِّهِكَ كَأَنَّكَ اتَّخَذْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ ابْنًا وَوَلَدًا لِيَزِيدَهُمْ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ.

۲۳- عامی اور بازاری تجھ سے جھگڑے تو اس سے جھگڑا نہ کرو، ورنہ تمہاری آبرو جاتی رہے گی، اور اظہار حق کے موقع پر کسی شخص کی جاہ و حشمت کا خیال نہ کرو اگرچہ وہ سلطان وقت ہو:

وَمَنْ نَاقَشَكَ مِنَ الْعَامَّةِ وَالشُّوْقَةِ فَلَا تُنَاقِشْهُ فَإِنَّهُ يُذْهِبُ مَاءَ وَجْهِكَ، وَلَا تَحْتَسِبْ مِنْ أَحَدٍ عِنْدَ ذِكْرِ الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ سُلْطَانًا.

۲۴- جتنی عبادت دوسرے لوگ کرتے ہیں، اس سے زیادہ عبادت کرو، ان سے کم تر عبادت کو اپنے لئے پسند نہ کرو، اور عبادت میں سبقت اختیار کرو اس لئے کہ عوام جب کسی عبادت کو بکثرت کر رہے ہوں گے اور پھر وہ دیکھیں گے کہ تمہاری اس قدر توجہ اس عبادت پر نہیں ہے تو وہ تمہارے اندر قلتِ رغبت کا گمان کریں گے، اور یہ سمجھیں گے کہ تمہارے علم نے تمہیں نفع نہیں پہنچایا، مگر وہی نفع جو ان کو جہالت نے بخشا ہے جس میں وہ پڑے ہوتے ہیں:

وَلَا تَرْضَ لِنَفْسِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ إِلَّا بِأَكْثَرِهَا يَفْعَلُهُ غَيْرُكَ وَيَتَعَاظَاهَا فَالْعَامَّةُ إِذَا لَمْ يَرَوْا مِنْكَ الْإِقْبَالَ عَلَيْهَا بِأَكْثَرِهَا يَفْعَلُونَ اعْتَقَدُوا فِيكَ قِلَّةَ الرِّغْبَةِ، وَاعْتَقَدُوا أَنَّ عِلْمَكَ لَا يَنْفَعُكَ إِلَّا مَا نَفَعَهُمُ الْجَهْلُ الَّذِي هُمْ فِيهِ.

۲۵- جب تم کسی ایسے شہر میں قیام کرو جس میں اہل علم بھی ہوں تو اس شہر کو تم اپنی ذات کے لئے (کسی امتیاز کے ساتھ) اختیار نہ کرو بلکہ اس طرح رہو کہ گویا تم بھی انہی میں سے ایک شہری ہو، تاکہ ان کو یقین ہو جائے کہ تمہیں ان کی جاہ و منزلت سے کوئی سروکار نہیں ہے، ورنہ (اگر انہوں نے

اپنی عزت کو خطرہ محسوس کیا تو) وہ سب کے سب تمہارے خلاف خروج کریں گے اور تمہارے مسلک پر کیچڑ اچھالیں گے۔ (اور ان کے اشارے پر) عوام بھی تمہاری طرف نکل کھڑی ہوگی اور تم کو (تیز تیز) نگاہوں سے دیکھیں گے جس کی وجہ سے تم ان کی نظر میں موردِ ملامت بنو گے، آخر اس سے فائدہ کیا؟ اور اگر وہ تم سے مسائل دریافت کریں تو ان سے مناظرہ یا جلسہ گاہوں میں بحث و جلال سے باز رہو، اور جو بات ان سے کرو واضح دلیل کے ساتھ کرو، اور ان کے اساتذہ کے باب میں ان کو طعنہ نہ دو، ورنہ تمہارے اندر بھی کیڑے نکالیں گے، اور تم لوگوں سے چوکنار ہو، اور تم اپنے باطنی اور پوشیدہ احوال کو خالص اللہ کے لئے ایسا بنا لو جیسا کہ تمہارا ظاہر ہے، اور علم کا معاملہ صلاح پذیر نہیں ہوتا تا وقتیکہ تم اس کے باطن کو اس کے ظاہر کے مطابق نہ بنا لو:

وَإِذَا دَخَلْتَ بَلَدًا فِيهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فَلَا تَتَّخِذْهَا لِنَفْسِكَ، بَلْ كُنْ كَوَاحِدٍ
مِّنْ أَهْلِهَا لِيَتَعَلَّمُوا أَنَّكَ لَا تَقْصِدُ جَاهَهُمْ، وَإِلَّا يَخْرُجُونَ عَلَيْكَ
بِأَجْمَعِهِمْ وَيَطْعَنُونَ فِي مَذْهَبِكَ، وَالْعَامَّةُ يَخْرُجُونَ عَلَيْكَ وَيَنْظُرُونَ
إِلَيْكَ بِأَعْيُنِهِمْ فَتَصِيرُ مَطْعُونًا عِنْدَهُمْ بِلَا فَائِدَةٍ وَإِنْ اسْتَفْتَوْكَ
الْمَسَائِلَ فَلَا تُنَاقِشْهُمْ فِي الْمُنَظَرَةِ وَالْمُنَظَرَةِ حَاتِبٍ وَلَا تُذَكِّرْ لَهُمْ
شَيْئًا إِلَّا عَنْ ذَلِيلٍ وَاضِحٍ، وَلَا تَطْعَنْ فِي أَسَاتِيدِهِمْ، فَإِنَّهُمْ يَطْعَنُونَ فِيكَ
وَكَنْ مِنَ النَّاسِ عَلَى حَلَدٍ، وَكَنْ يَلُو تَعَالَى فِي سِرِّكَ كَمَا أَنْتَ لَهُ فِي
عِلَاقَتِكَ، وَلَا تُضْلِحْ أَمْرَ الْعِلْمِ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَجْعَلَ سِرَّهُ كَعِلَاقَتِكَ.

۲۶- جب سلطان وقت تمہیں کوئی ایسا منصب تفویض کرے جو تمہارے لئے مناسب نہیں ہے تو اسے اس وقت تک قبول مت کرو جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے جو منصب تمہیں سونپا ہے، وہ محض تمہارے علم کی وجہ سے سونپا ہے:

وَإِذَا أُولَٰئِكَ السُّلْطَانُ عَمَلًا لَا يَضْلِحُ لَكَ فَلَا تَقْبَلْ ذَلِكَ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ
تَعْلَمَ أَنَّهُ إِنَّمَا يُؤْتِيكَ ذَلِكَ إِلَّا لِيَعْلَمَكَ.

۲۷- مجلس فکر و نظر میں ڈرتے ہوئے کلام مت کرو، اس لئے کہ یہ خوفزدگی کلام میں خلل

انداز ہوگی اور زبان کو ناکارہ بنا دے گی:

وَمَا يَأْتِيكَ وَأَنْ تَتَكَلَّمَ فِي مَجْلِسِ النَّظَرِ عَلَى خَوْفٍ فَإِنَّ ذَلِكَ يُورِثُ الْخَلَلَ فِي
الْإِحَاطَةِ وَالْكَلِّ فِي اللِّسَانِ.

۲۸- زیادہ ہنسنے سے احتراز کرو کہ زیادہ ہنسی دل کو مُردہ کر دیتی ہے اور سکون و اطمینان

کے ساتھ چلو:

وَمَا يَأْتِيكَ أَنْ تُكْثِرَ الطَّعَنَ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ وَلَا تَمْنِيسْ إِلَّا عَلَى طَهَائِبِنَا.

۲۹- اُمور زندگی میں زیادہ عجلت پسند نہ بنو، اور جو تمہیں پیچھے سے آواز دے اس کا

جواب مت دو کہ پیچھے سے آواز چو پایوں کو دی جاتی ہے:

وَلَا تَكُنْ عَجُولًا فِي الْأُمُورِ، وَمَنْ دَعَاكَ مِنْ خَلْفِكَ فَلَا تُجِبْهُ فَإِنَّ النِّهَايَةَ
تُنَادِي مِنْ خَلْفِهَا.

۳۰- گفتگو کے وقت زیادہ نہ چیخو، اور نہ اپنی آواز کو بلند کرو، سکون اور قلتِ حرکت کو اپنی

عادات میں شامل کرو تا کہ لوگوں کو تمہاری ثباتِ قدمی کا یقین ہو جائے، اور لوگوں کے سامنے اللہ کا
ذکر کثرت سے کرو، تا کہ لوگ تم سے اس خوبی کو حاصل کر لیں، اور اپنے لئے نماز کے بعد ایک وظیفہ
مقرر کرو جس میں تم قرآن کریم کی تلاوت کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو:

وَإِذَا تَكَلَّمْتَ فَلَا تُكْثِرْ صِيَاخَكَ وَلَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ
السُّكُونَ وَقِلَّةَ الْحَرَكََةِ عَادَةً مِمَّا يَتَحَقَّقُ عِنْدَ النَّاسِ ثَبَاتُكَ. وَأَكْثِرْ ذِكْرَ
اللَّهِ تَعَالَى فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ لِيَتَعَلَّمُوا ذَلِكَ مِنْكَ، وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ وَرَدًا
خَلْفَ الصَّلَاةِ تَقْرَأُ فِيهَا الْقُرْآنَ وَتَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى.

۳۱- صبر و ثبات کی دولت جو حق تعالیٰ نے تم کو بخشی ہے اور دیگر جو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر

اس کا شکر ادا کرو، اور اپنے لئے ہر ماہ کے چند یوم روزے کے لئے مقرر کرو، تا کہ دوسرے لوگ اس
میں تمہاری اقتدا کریں:

وَتَشْكُرُهُ عَلَى مَا أَوْدَعَكَ مِنَ الصَّبْرِ وَأُولَئِكَ مِنَ التَّعَمُّدِ وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ
أَيَّامًا مَعْدُودَةً مِنْ كُلِّ شَهْرٍ تَصُومُ فِيهَا لِتَقْتَدِيَ بِهِ غَيْرُكَ بِكَ.

۳۲- اپنے نفس کی دیکھ بھال رکھو، اور دوسرے کے رویے پر بھی نظر رکھو تا کہ تم اپنے علم کی

وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں سے نفع اٹھاؤ، اور بذاتِ خود خرید و فروخت مت کرو، بلکہ (اس کام کے

لئے) ایک ایسا خدمت گار رکھو جو تمہاری ایسی حاجتوں کو بحسن و خوبی پورا کرے اور تم اس پر اپنے دنیاوی معاملات میں اعتماد کرو:

وَرَأَيْتُ نَفْسَكَ وَحَافِظَكَ عَلَى الْغَيْرِ تَلْتَفِعُ مِنْ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ بِعِلْمِكَ وَلَا تَشْتَرُ بِنَفْسِكَ وَلَا تَبِيعَ، بَلْ اتَّخَذَ لَكَ غُلَامًا مُضِلِّحًا يَقُومُ بِأَشْغَالِكَ وَتَعْتَبِدُ عَلَيْهِ فِي أُمُورِكَ.

۳۳- اپنی دنیا اور اس صورتِ حال کے باب میں جس میں تم ہو بے فکر مت رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان تمام چیزوں کے بارے میں سوال کریں گے، اپنے اُستاذ کے لئے جن سے تم نے علم حاصل کیا ہے! استغفار کرو، اور ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو، قبرستان، مشائخ اور بابرکت مقامات کی کثرت سے زیارت کرو، اور عامۃ المسلمین کے ان خوابوں کو جو نبی کریم اور صالحین سے متعلق تمہیں سنائے جائیں، خواہ مسجد ہو یا قبرستان ہو (یعنی ہر جگہ) توجہ سے سنو اور اہل ہوا (دنیا پرستوں) میں سے کسی کے پاس نہ بیٹھو، الا یہ کہ اس کو دین کی طرف بلانا ہو:

وَلَا تَظْمَنَنَّ إِلَى دُنْيَاكَ وَإِلَى مَا أَنْتَ فِيهِ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَأَلُكَ عَنْ جَمِيعِ ذَلِكَ. وَاسْتَغْفِرْ لِلْأُسْتَاذِ وَمَنْ أَخَذْتَ عَنْهُمْ الْعِلْمَ وَدَاوِمَ عَلَى التَّلَاوَةِ وَأَكْثَرِ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالْمَشَائِخِ وَالْمَوَاضِعِ الْمُبَارَكَةِ. وَاقْبَلْ مِنَ الْعَامَّةِ مَا يَعْزِضُونَ عَلَيْكَ مِنْ رُؤْيَاهُمْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي رُؤْيَا الصَّالِحِينَ فِي الْمَسَاجِدِ وَالْمَنَازِلِ وَالْمَقَابِرِ، وَلَا تَحْجِشْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْأَهْوَاءِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الدَّعْوَةِ إِلَى الدِّينِ.

۳۴- زیادہ کھیل کود اور گالم گلوچ سے اجتناب کرو، اور جب مؤذن اذان دے تو عوام سے قبل مسجد میں داخل ہونے کی تیاری کرو، تاکہ عامۃ الناس اس میں تم سے سبقت نہ لے جائے، اور سلطان وقت کے قرب و جوار میں رہائش اختیار نہ کرو، اگر تم اپنے ہمسائے میں کوئی بات (برائی) دیکھو تو (سلطان وقت سے) پوشیدہ رکھو کہ یہ امانت داری ہے، اور لوگوں کے بھید کو ظاہر نہ کرو:

وَلَا تُكْثِرِ اللَّعِبَ وَالشُّتْمَ وَإِذَا أَكُنَ الْمُؤَذِّنُ فَتَأَهَّبْ لِدُخُولِ الْمَسْجِدِ مَعِيَ لَا تَتَقَدَّمْ عَلَيْكَ الْعَامَّةُ، وَلَا تَتَّخِذْ دَارَكَ فِي جَوَارِ السُّلْطَانِ، وَمَا رَأَيْتَ عَلَى جَارِكَ فَاسْتَرْهَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ أَمَانَةٌ وَلَا تُظْهِرْ أَسْرَارَ النَّاسِ.

۳۵۔ جو شخص تم سے کسی معاملے میں مشورہ لے تو اس کو اپنے علم کے مطابق (صحیح) مشورہ دو کہ یہ بات تم کو اللہ سے قریب کرنے والی ہے اور میری اس وصیت کو توجہ سے یاد رکھنا کہ ان شاء اللہ! یہ وصیت تمہیں دنیا و آخرت میں نفع دے گی:

وَمَنْ اسْتَشَارَكَ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَ عَلَيْهِمَا تَعْلَمُ أَنَّهُ يُقَرِّبُكَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى
وَأَقْبَلَ وَصِيَّتِي هَذِهِ فَإِنَّكَ تَنْتَفِعُ بِهَا فِي أَوْلَاكَ وَآخِرِكَ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.



مصادر ومراجع

- ١- الأباطيل والمناكير والصعاح والمشاهير: إمام أبو عبدالله حسين بن ابراهيم جوزقاني (٥٣٣هـ) ناشر: دار الصبي للنشر والتوزيع، رياض (١٣٢٢هـ)
- ٢- اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم: إمام أبو العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم تيميه حرالي (٦٦١هـ-٤٢٨هـ) ناشر: دار عالم الكتب، بيروت (١٣١٩هـ-١٩٩٩هـ)
- ٣- إعلام الموقعين عن رب العالمين: إمام محمد بن أبي بكر بن أيوب شمس الدين ابن قيم جوزية (٦٩١هـ-٤٥١هـ) ناشر: دار الجيل، بيروت (١٣١٩هـ-١٩٩٨هـ)
- ٣- الإصابة في تمييز الصحابة: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣هـ-٨٥٢هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت (١٣١٥هـ)
- ٥- الإتقان في علوم القرآن: إمام أبو الفضل عبدالرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (٨٣٩هـ-٩١١هـ) ناشر: الهيئة المصرية (١٣٩٣هـ-١٩٤٣هـ)
- ٦- أخبار أبي حنيفة وأصحابه: إمام أبو عبدالله حسين بن علي صيمري (٣٥١هـ-٣٣٦هـ) ناشر: عالم الكتب، بيروت (١٣٠٥هـ-١٩٨٥هـ)
- ٧- الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: إمام أبو عمر يوسف بن عبدالله بن محمد المعروف ابن عبد البر (٣٦٨هـ-٣٦٣هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
- ٨- الاستيعاب في معرفة الأصحاب: إمام أبو عمر يوسف بن عبدالله بن محمد المعروف ابن عبد البر (٣٦٨هـ-٣٦٣هـ) ناشر: دار الجيل، بيروت (١٣١٢هـ-١٩٩٢هـ)
- ٩- إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: إمام أبو العباس أحمد بن محمد بن أبي بكر قسطلاني (٨٥١هـ-٩٢٣هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣٠٣هـ)
- ١٠- الأدب المفرد: إمام أبو عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري (١٩٣هـ-٢٥٦هـ) ناشر: دار البشائر الإسلامية (١٣٠٩هـ-١٩٨٩هـ)

- ١١- الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح: إمام أبو المظفر جمال الدين يوسف بن فرغل المعروف بسبط ابن جوزي (٦٥٣هـ) ناشر: الرحيم الكيبي
- ١٢- الأشباه والنظائر: إمام زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف ابن نجيم (٩٤٠هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٩هـ-١٩٩٩هـ) تقديم كتب خانة
- ١٣- إكمال مهذب الكمال: إمام أبو عبدالله علاء الدين مغلطائي حنفي (٦٨٩هـ-٦٢٢هـ) ناشر: الفاروق الحديثية، القاهرة (١٣٢٢هـ-٢٠٠١هـ)
- ١٣- الأنساب: إمام أبو سعد عبدالكريم بن محمد سمعالي (٥٠٦هـ-٥٦٢هـ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن (١٣٨٢هـ-١٩٦٢هـ)
- ١٥- الإكمال في رفع الارتباب عن المؤتلف والمختلف في الأسماء والكنى والأنساب: إمام أبو نصر علي بن هبة الله المعروف ابن ماكولا (٣٢١هـ-٣٤٥هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١١هـ-١٩٩٠هـ)
- ١٦- أسد الغابة في معرفة الصحابة: أبو الحسن عز الدين ابن الأثير جزري (٥٥٥هـ-٦٣٠هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٥هـ-١٩٩٣هـ)
- ١٧- الإمتاع بسيرة الإمامين محمد بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (١٢٩٦هـ-١٣٤١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
- ١٨- إمام ابن ماجه اور علم حديث: محقق العصر علامه عبدالرشيد نعماني رحمه الله (١٣٣٣هـ-١٣٢٠هـ) ناشر: مير محمد كتب خانة
- ١٩- انوار الباري شرح صحيح البخاري: افادات: إمام العصر علامه انور شاه كشميري رحمه الله (١٢٩٢هـ-١٣٥٢هـ) ناشر: اداره تاليفات اشرفيه ملتان
- ٢٠- إيضاح المكنون في الدليل على كشف الظنون: إسماعيل بن محمد أمين بغدادی (١٣٣٩هـ) ناشر: دار احیاء التراث العربی
- ٢١- الأعلام: خير الدين بن محمود زرکلی دمشقی (١٣١٠هـ-١٣٩٦هـ) ناشر: دار العلم (٢٠٠٢هـ)
- ٢٢- أدلة معتقد أبي حنيفة في أبوی الرسول عليه الصلاة والسلام: إمام أبو الحسن علي بن سلطان المعروف ملا علي قاري (١٠١٣هـ) ناشر: مكتبة الغرباء الأثرية (١٣١٣هـ)

- ۲۳- الإمام الاعظم أبو حنيفة والفتايات في مسانيد: عبدالعزيز يحيى سعدى ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵ء)
- ۲۴- الإحكام في أصول الأحكام: إمام أبو محمد علي بن أحمد المعروف ابن حزم ظاهري (۳۸۳ھ-۴۵۶ھ) ناشر: دار الأفاق الجديدة بيروت
- ۲۵- أصول السرخصي: إمام أبو سهل محمد بن أحمد المعروف شمس الأئمة سرخصي (۴۸۳ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت
- ۲۶- أصول الكرخي: إمام أبو الحسن الكرخي عبيد الله بن الحسن بن دلال، (۲۶۰ھ-۴۴۰ھ) ناشر: المطبع الجيد الدهلوي
- ۲۷- إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل: إمام أبو عبدالله محمد بن ابراهيم حموي (۶۳۹ھ-۷۴۳ھ) ناشر: دار السلام للطباعة والنشر (۱۴۰۱ھ-۱۹۹۰ء)
- ۲۸- إمام ابوحنيفه کی تابعیت اور صحابہ سے ان کی روایت: مولانا محمد عبدالشہید نعمانی، ناشر: الرحيم اکیڈمی
- ۲۹- إمام ابوحنيفه اور معتزئين: حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ، ناشر: الرحيم اکیڈمی
- ۳۰- إمام اعظم اور علم حدیث: حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمہ اللہ ناشر: مکتبہ الحسن
- ۳۱- إمام ابوحنيفه کے حیرت انگیز واقعات: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، ناشر: القاسم اکیڈمی
- ۳۲- إمام ابوحنيفه کی سیاسی زندگی: حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ، ناشر: نفیس اکیڈمی
- ۳۳- أبو حنيفة حياته، وعصره آراؤه وفقهه: الإمام محمد أبو زهرة ناشر: دار الفكر العربي (۱۴۲۹ھ)
- ۳۴- الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ: شمس الدين محمد بن عبدالرحمن السغاوي (۸۳۱ھ-۹۰۲ھ) ناشر: مطبعة التركي لخزانة المرحوم أحمد باشا تيمور (۱۳۴۹ھ)
- ۳۵- الإرشاد في معرفة علماء الحديث: أبو إمام يعلى خليل بن عبدالله بن أحمد قزويني (۳۲۷ھ-۴۴۶ھ) ناشر: مكتبة الرشد رياض (۱۴۰۹ھ)
- ۳۶- أقاويل الفقهاء في تأويل الأسماء والصفات: إمام مرعي بن يوسف بن أبي بكر حنبلي (۱۰۳۳ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۰۶ھ)
- ۳۷- البداية والنهاية: إمام أبو الفداء اسماعيل بن عمر المعروف ابن كثير (۷۰۱ھ-۷۷۴ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء)

- ٣٨- البناية شرح الهداية: إمام أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى المعروف بحداد الدين عيني (١٤٦٢-١٨٥٥ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٢٠-٢٠٠٠ هـ)
- ٣٩- البحر الرائق شرح كنز الدقائق: إمام زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف ابن نجيم (٩٤٠ هـ) ناشر: دار الكتاب الإسلامي/مكتبه رشيدية كوئته
- ٣٠- بلوغ الأماني في سيرة محمد بن الحسن الشيباني: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثرى (١٢٩٦-١٣٤١ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
- ٣١- بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: إمام علاء الدين أبوبكر بن مسعود كاساني (٥٨٤ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٦-١٩٨٦ هـ)
- ٣٢- بغية الطلب في تاريخ حلب: إمام عمر بن أحمد بن هبة الله المعروف ابن العديم (٥٨٨-٦٦٠ هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت
- ٣٣- البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: إمام محمد بن علي بن محمد شوكتاني (١١٤٣-١٢٥٠ هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت
- ٣٣- تذكرة الحفاظ: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (٦٤٣-٤٣٨ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت (١٣١٩-١٩٩٨ هـ)
- ٣٥- تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣-٤٣٨ هـ) ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت (١٣١٣-١٩٩٣ هـ)
- ٣٦- تهذيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (٦٤٣-٤٣٨ هـ) ناشر: الفاروق الحديثة للطباعة والنشر (١٣٢٥ هـ)
- ٣٤- التجرید في أسماء الصحابة: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣-٤٣٨ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت
- ٣٨- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: إمام أبو الحجاج يوسف بن عبدالرحمن مزي (٦٥٣-٤٣٢ هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٣٠٠-١٩٨٠ هـ)
- ٣٩- تهذيب التهذيب: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣-٨٥٢ هـ) ناشر: دائرة المعارف النظامية، الهند (١٣٢٦ هـ)

- ٥٠- تقريب التهذيب: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٥٤٤٣-٨٥٢ هـ) ناشر: دار الرشيد، سوريا، (١٣٠٦-١٩٨٦ هـ).
- ٥١- تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (٨٣٩-٩١١ هـ) ناشر: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي.
- ٥٢- تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (٨٣٩-٩١١ هـ) ناشر: دار طيبة.
- ٥٣- تانيب الخطيب على مساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (١٢٩٦-١٣٤١ هـ) ناشر: مكتبة امداديه ملتان.
- ٥٤- التذكرة بمعرفة رجال الكتب العشرة: إمام محمد بن حسن بن حمزة المعروف أبو المعاسن حسيني (٤٦٥ هـ) ناشر: مكتبة النعاجي قاهرة.
- ٥٥- تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٥٤٤٣-٨٥٢ هـ) ناشر: المكتبة العلمية، بيروت.
- ٥٦- تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٥٤٤٣-٨٥٢ هـ) ناشر: دار البشائر، بيروت (١٩٩٦ هـ).
- ٥٧- التاريخ الكبير: إمام أبو عبدالله محمد بن اسماعيل البخاري (١٩٣-٢٥٦ هـ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن.
- ٥٨- التاريخ الصغير: إمام أبو عبدالله محمد بن اسماعيل البخاري (١٩٣-٢٥٦ هـ) ناشر: دار الوعي، حلب (١٣٩٦ هـ).
- ٥٩- التحقيق في أحاديث الخلاف: إمام أبو الفرج عبد الرحمن بن علي جوزي (٥٠٨-٥٩٤ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٥ هـ).
- ٦٠- تاريخ بغداد: إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد المعروف خطيب بغدادی (٣٩٢-٤٦٣ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٤ هـ).
- ٦١- تحفة الأحوذى بشرح جامع الترمذی: إمام أبو العلام محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم (١٢٨٣-١٣٥٣ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية.

- ٦٢- التبصير في الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكة: إمام أبو المظفر طاهر بن محمد إسفرائيلي (١٢٤١هـ) ناشر: عالم الكتب (١٣٠٣هـ-١٩٨٣هـ)
- ٦٣- تهذيب الأسماء واللغات: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن شرف نووي (١٢٣١هـ-١٢٤٦هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
- ٦٤- التقریب والتيسير: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن شرف نووي (١٢٣١هـ-١٢٤٦هـ) ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت (١٣٠٥هـ-١٩٨٥هـ)
- ٦٥- تاريخ أسماء الشفقات: إمام أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان المعروف ابن شاهين (١٢٩٤هـ-١٣٨٥هـ) ناشر: الدار السلفية، الكويت (١٣٠٣هـ-١٩٨٣هـ)
- ٦٦- تاريخ مدينة دمشق: إمام أبو قاسم علي بن حسن بن هبة الله (١٢٩٩هـ-١٥٤١هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣١٥هـ-١٩٩٥هـ)
- ٦٧- التقييد لمعرفة رواة السنن والمسائيد: إمام أبو بكر محمد بن عبد الغني بغدادى حنبلى (١٥٤٩هـ-١٦٢٩هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٨هـ-١٩٨٨هـ)
- ٦٨- التمهيد لمآلى الموطأ من البعاني والأسانيد: إمام أبو عمر يوسف بن عبدالله بن محمد المعروف ابن عبد البر (١٣٦٨هـ-١٣٦٣هـ) ناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية (١٣٨٤هـ)
- ٦٩- التقرير والتحريز: إمام أبو عبدالله شمس الدين محمد بن محمد المعروف ابن أمير الحاج (١٢٥٥هـ-١٢٤٩هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٣هـ-١٩٨٣هـ)
- ٧٠- تاريخ ابن معين (رواية الدورى) إمام أبو زكريا يحيى بن معين بن عون بن زياد (١٥٨هـ-٢٣٣هـ) ناشر: مركز البحث العلمى (١٣٩٩هـ-١٩٤٩هـ)
- ٧١- تاريخ أصبهان: إمام أبو نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد أصبهاني (١٣٣٦هـ-١٣٣٠هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٠هـ-١٩٩٠هـ)
- ٧٢- التدوين في أخبار قزوين: إمام أبو القاسم عبد الكريم بن محمد قزويني (١٥٥٤هـ-١٢٢٣هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٨هـ-١٩٨٤هـ)
- ٧٣- توجيه النظر إلى أصول الأثر: إمام طاهر بن صالح بن أحمد جزائري دمشقى (١٢٦٨هـ-١٣٣٨هـ) ناشر: المطبوعات إسلامية، حلب (١٣١٦هـ-١٩٩٥هـ)

- ۷۴- تأسيس النظر: إمام أبو يزيد عبيد الله بن عمر بن عيسى الدهوسي، (١٤٣٠هـ) ناشر: مطبعة الإمام محمد قاهرة
- ۷۵- تاريخ اهل حديث: مولانا محمد ابراهيم سيالكوئي رحمه الله، ناشر: اسلامي پبلشنگ كمپني لاهور
- ۷۶- توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار: إمام محمد بن إسماعيل بن صلاح المعروف أمير صنعاني (١٠٩٩هـ-١١٨٢هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٤هـ-١٩٩٤هـ)
- ۷۷- التعليق الممجّد على موطأ محمد: إمام عبدالحق بن محمد عبدالحليم لكهنوي (١٢٦٣هـ-١٣٠٣هـ) ناشر: دار القلم، دمشق (١٣٢٦هـ-٢٠٠٥هـ)
- ۷۸- تجليات صغرة: حضرت مولانا محمد امين صغرداواكازوي، ناشر: مكتبة امداديه ملتان
- ۷۹- التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح: إمام أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن حسين عراقى (٤٢٥هـ-٨٠٦هـ) ناشر: المكتبة السلفية، المدينة المنورة (١٣٨٩هـ)
- ۸۰- التفسير الكبير: إمام أبو عبدالله محمد بن عمر بن حسن المعروف إمام رازى (٥٣٣هـ-٦٠٠هـ) ناشر: دار احياء التراث العربى/مكتبه علوم اسلاميه لاهور
- ۸۱- تاج التراجم في طبقات الحنفية: إمام أبو العدل زين الدين قاسم بن قطلوبغا (٨٠٢هـ-٨٤٩هـ) ناشر: دار القلم، دمشق (١٣١٣هـ-١٩٩٢هـ)
- ۸۲- تلقيح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير: إمام أبو الفرج جمال الدين عبد الرحمن ابن الجوزى (٥٠٨هـ-٥٩٤هـ) ناشر: دار الأرقم بن أبي الأرقم (١٩٩٤هـ)
- ۸۳- التعليقات على ذب ذهابت الدراسات عن المذاهب الأربعة المتناسبات: الشيخ عبد الرشيد نعماني (١٣٣٣هـ-١٣٢٠هـ) ناشر: إحياء الأدب السندى حيدرآباد
- ۸۴- التاج المكلل من جواهر مآثر القراز الآخر والأول: الشيخ نواب صديق حسن خان القنوجي (١٣٠٤هـ) ناشر: المطبعة الهدية العربية (١٣٨٣هـ-١٩٦٣هـ)
- ۸۵- الفقات: إمام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد الهستي (٣٥٣هـ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن (١٣٩٣هـ-١٩٤٣هـ)
- ۸۶- الجرح والتعديل: إمام أبو محمد عبد الرحمن بن محمد المعروف ابن أبي حاتم رازى (٢٣٠هـ-٣٢٤هـ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن (١٢٤١هـ)

- ۸۷- جامع بیان العلم وفضله: إمام أبو عمر يوسف بن عبدالله بن محمد المعروف ابن عبد البر (۳۶۸ھ-۴۶۳ھ) ناشر: دار ابن جوزی (۱۳۱۳ھ-۱۹۹۳ء)
- ۸۸- الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: إمام عبدالقادر بن محمد بن نصر الله قرشي (۶۹۶ھ-۷۷۵ھ) ناشر: میر محمد کتب خانہ
- ۸۹- الجوهر النقی فی الرد علی البیہقی: إمام أبو الحسن علاء الدین علی بن عثمان المعروف ابن ترکمانی (۶۸۳ھ-۷۷۰ھ) ناشر: دار الفکر / إدارة تالیفات اشرفیہ ملتان
- ۹۰- الجواهر والدرر فی ترجمة شیخ الإسلام ابن حجر: إمام أبو الخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی (۸۳۱ھ-۹۰۲ھ) ناشر: دار ابن حزم (۱۳۱۹ھ-۱۹۹۹ء)
- ۹۱- جامع الأصول فی أحادیث الرسول: إمام أبو السعادات مبارک بن محمد بن محمد شیبانی جزری (۵۳۴ھ-۶۰۶ھ) ناشر: مکتبہ الحلوانی
- ۹۲- جلاء العیالین بحاکمة الأحمدین: إمام أبو البرکات نعمان بن محمود المعروف ابن الالوسی بغدادی (۱۲۵۲ھ-۱۳۱۷ھ) ناشر: مطبعة المدنی (۱۳۰۱ھ-۱۹۸۱ء)
- ۹۳- جامع المسالید: إمام أبو المؤید محمد بن محمود خوارزمی (۵۹۳ھ-۶۶۵ھ) ناشر: مکتبہ حنفیہ کوئٹہ
- ۹۴- الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: إمام أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی (۳۹۲ھ-۴۶۳ھ) ناشر: مکتبہ المعارف ریاض
- ۹۵- حجة الله البالغة: إمام أحمد بن عبد الرحيم المعروف شاة ولی لله دهلوی (۱۱۱۳ھ-۱۱۷۶ھ) ناشر: دار الجیل بیروت (۱۳۲۶ھ-۲۰۰۵ء)
- ۹۶- الحطة فی ذکر الصحاح الستة: إمام أبو الطیب محمد صدیق خان بن حسن قنوجی (۱۲۳۸ھ-۱۳۰۷ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۳۰۵ھ-۱۹۸۵ء)
- ۹۷- حدیث اور الملحدیث: مولانا محمد انوار خورشید، ناشر: جمعیت الملت لاہور
- ۹۸- حیاة الحیوان: محمد بن موسی بن عیسیٰ الدعیری (۷۴۲ھ-۸۰۸ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۳۲۳ھ)
- ۹۹- حلیة الأولیاء وطبقات الأصفياء: إمام أبو نعیم أحمد بن عبدالله بن أحمد أصبهانی (۳۲۶ھ-۴۳۰ھ) ناشر: دار ان کتاب العربی (۱۳۹۳ھ)

١٠٠- حسن التقاضى فى سيرة أنى يوسف القاضى: إمام محمد زاهد بن حسن بن على كثرى
(١٢٩٦هـ-١٣٤١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

١٠١- خلاصة الأثر فى أعيان القرن الحادى عشر: إمام محمد أمين بن فضل الله دمشقى
(١٠٦١هـ-١١١١هـ) ناشر: دار صادر، بيروت

١٠٢- الخيرات الحسان فى مناقب الإمام الأعظم أبى حنيفة النعمان: إمام شهاب الدين أحمد بن
عمر هيمى مكى (٩٠٩هـ-٩٤٣هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٣هـ)

١٠٣- دول الإسلام: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبى (٦٤٣هـ-٤٣٨هـ) ناشر:
دار الكتب العلمية، بيروت

١٠٤- دلائل النبوة: إمام أبو بكر أحمد بن حسين بن على المعروف إمام بيهقى (٣٨٣هـ-٤٥٨هـ)
ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٥هـ)

١٠٥- ديوان الإسلام: أبو المعالى شمس الدين محمد بن عبدالرحمن الغزى (١٠٩٦هـ-١١٦٤هـ)
ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١١هـ-١٩٩٠هـ)

١٠٦- الدر الكامنة فى أعيان المائة الثامنة: إمام أبو الفضل أحمد بن على بن محمد عسقلانى
(٤٤٣هـ-٨٥٢هـ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية (١٣٩٢هـ-١٩٤٢هـ)

١٠٧- ذكر من يعتمد قوله فى الجرح والتعديل: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان
ذهبى، (٦٤٣هـ-٤٣٨هـ) ناشر: دار البشائر، بيروت (١٣١٠هـ-١٩٩٠هـ)

١٠٨- رد المحتار على الدر المختار: إمام محمد أمين بن عمر بن عبدالعزيز المعروف علامة شامى
(١١٩٨هـ-١٢٥٢هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣١٢هـ-١٩٩٢هـ)

١٠٩- روح المعالى فى تفسير القرآن العظيم: إمام شهاب الدين محمود آلوسى بغدادى
(١٢١٤هـ-١٢٤٠هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٥هـ)

١١٠- الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة: إمام أبو عبدالله محمد بن أبى
الفيض المعروف كتانى (١٢٤٣هـ-١٣٣٥هـ) ناشر: دار البشائر الإسلامية

١١١- الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل: إمام عبدالحى بن محمد عبدالحليم لكهنوى
(١٢٦٣هـ-١٣٠٣هـ) ناشر: قديمى كتب خانة

- ١١٢- الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: إمام محمد بن ابراهيم المعروف ابن وزير صنعاني (٨٣٠هـ) ناشر: مكتبة عباس أحمدبار
- ١١٣- زاد المعاد في هدي خير العباد: إمام محمد بن أبي بكر بن أيوب شمس الدين ابن قيم جوزية (٦٩١هـ-٧٤١هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٣١٥هـ-١٩٩٣هـ)
- ١١٣- سير أعلام النبلاء: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ-٧٤٨هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٣٠٥هـ-١٩٨٥هـ)
- ١١٥- سيرة النعمان: حضرت مولانا ثبلي نعماني رحمه الله، ناشر: دار الاشاعت كراچی
- ١١٦- سنن الترمذي: إمام محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (٢٠٩هـ-٢٤٩هـ) ناشر: مصطفى البابي الحلبي، (١٣٩٥هـ-١٩٤٥هـ)
- ١١٧- سنن أبي داود: إمام أبو داود سليمان بن أشعث سجستاني (٢٠٢هـ-٢٤٥هـ) ناشر: المكتبة العصرية، بيروت
- ١١٨- سنن نسائي: إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب نسائي (٢١٥هـ-٢٠٣هـ) ناشر: المطبوعات الإسلامية، حلب (١٣٠٣هـ-١٩٨٦هـ)
- ١١٩- سنن ابن ماجه: إمام أبو عبدالله محمد بن يزيد قزويني (٢٠٩هـ-٢٤٣هـ) ناشر: دار إحياء الكتب العربية
- ١٢٠- سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: إمام أبو عبدالله محمد بن يوسف صالحی (٩٣٢هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٣هـ-١٩٩٣هـ)
- ١٢١- السنن الكبرى: إمام أبو بكر أحمد بن حسين بن علي بيهقي (٣٨٣هـ-٣٥٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٢٣هـ-٢٠٠٣هـ)
- ١٢٢- سنن الدارقطني: إمام أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد المعروف دارقطني (٣٠٦هـ-٣٨٥هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٣٢٣هـ-٢٠٠٣هـ)
- ١٢٣- سؤالات السلمي للدارقطني: إمام محمد بن حسين بن محمد المعروف أبو عبد الرحمن سلمي (٣٢٥هـ-٣١٢هـ) ناشر: دار العلم (١٣٢٤هـ)
- ١٢٣- سؤالات حمزة بن يوسف السهمي: إمام أبو القاسم حمزة بن يوسف سهمي جرجاني (٣٢٤هـ) ناشر: مكتبة المعارف، رياض (١٣٠٣هـ-١٩٨٣هـ)

- ١٢٥- سلك الدور في أعيان القرن الثاني عشر: إمام محمد خليل بن علي بن محمد حسيني (١١٤٣هـ-١٢٠٦هـ) ناشر: دار البشائر الإسلامية (١٣٠٨هـ-١٩٨٨هـ)
- ١٢٦- السنة ومكانها في التشريع الإسلامي: الدكتور مصطفى السباعي الشامي ناشر: المكتب الإسلامي
- ١٢٧- شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: إمام أبو القاسم هبة الله بن حسن اللالكائي (١٣١٨هـ) ناشر: دار طيبة (١٣٢٣هـ-٢٠٠٣هـ)
- ١٢٨- شرح مسند أبي حنيفة: إمام أبو الحسن علي بن سلطان المعروف ملا علي قاري (١٠١٣هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٥هـ-١٩٨٥هـ)
- ١٢٩- شرح الفقه الأكبر: إمام أبو الحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملا علي قاري (١٠١٣هـ) ناشر: قديمي كتب خانة
- ١٣٠- شرح معالي الآثار: إمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي (٢٣٨هـ-٢٣١هـ) ناشر: عالم الكتب (١٣١٣هـ-١٩٩٣هـ)
- ١٣١- شرح الشرح لنغمة الفكر في مصطلحات الأثر: إمام أبو الحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملا علي قاري (١٠١٣هـ) ناشر: دار أرقم لبنان/ قديمي كتب خانة
- ١٣٢- شذرات الذهب في أخبار من ذهب: إمام عبدالحى بن أحمد بن محمد المعروف ابن العباد حنبلي (١٠٣٢هـ-١٠٨٩هـ) ناشر: دار ابن كثير دمشق (١٣٠٦هـ-١٩٨٦هـ)
- ١٣٣- شرح العقيدة الطحاوية: إمام محمد بن علاء الدين المعروف ابن أبي العز (٤٣١هـ-٤٩٢هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣١٤هـ-١٩٩٤هـ)
- ١٣٤- صحيح البخاري: إمام أبو عبدالله محمد بن اسماعيل البخاري (١٩٣هـ-٢٥٦هـ) ناشر: دار طوق النجاة، (١٣٢٢هـ)
- ١٣٥- صفة الصفوة: إمام أبو الفرج عبد الرحمن بن علي جوزي (٥٠٨هـ-٥٩٤هـ) ناشر: دار الحديث، القاهرة، (١٣٢١هـ-٢٠٠٠هـ)
- ١٣٦- صحيح مسلم: إمام أبو الحسن مسلم بن حجاج قشيري (٢٠٣هـ-٢٦١هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي
- ١٣٧- صحيح ابن حبان: إمام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد البستي (٣٥٣هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، (١٣١٣هـ-١٩٩٣هـ)

- ١٣٨- الصحاح: إمام أبو نصر اسماعيل بن حماد جوهرى فارابى (٥٣٩٣هـ) ناشر: دار العلم، بيروت (١٣٠٤هـ-١٩٨٤هـ)
- ١٣٩- الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: إمام أبو الخير شمس الدين محمد بن عبد الرحمن بن محمد المعروف إمام سخاوى (٥٨٣١هـ-٩٠٢هـ) ناشر: دار مكتبة الحياة، بيروت
- ١٤٠- الضعفاء والمتروكون: إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب نسائى (٥٢١٥هـ-٥٣٠٣هـ) ناشر: دار الوعى، حلب (١٣٩٦هـ)
- ١٤١- طبقات الحفاظ: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطى (٥٨٣٩هـ-٩١١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٣هـ)
- ١٤٢- طبقات الشافعية الكبرى: إمام تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين سبكي (٥٤٢٤هـ-٤٤٤١هـ) ناشر: هجر للطباعة والنشر والتوزيع (١٣١٣هـ)
- ١٤٣- الطبقات الكبرى: إمام أبو عبدالله محمد بن سعد بن منيع (٥٢٣٠هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٠هـ-١٩٩٠هـ)
- ١٤٤- طبقات الفقهاء: إمام أبو اسحاق ابراهيم بن علي شيرازى (٥٣٩٣هـ-٥٤٤٦هـ) ناشر: دار الرائد العربى، بيروت (١٩٤٠هـ)
- ١٤٥- طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها: إمام أبو محمد عبدالله بن محمد المعروف أبو شيخ أصبهانى (٥٢٤٣هـ-٥٣٦٩هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣٢١هـ-١٩٩٢هـ)
- ١٤٦- طبقات الشافعيين: إمام أبو الفدا إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقى (٥٤٠٠هـ-٥٤٤٢هـ) ناشر: مكتبة الثقافة الدينية (١٣١٣هـ-١٩٩٣هـ)
- ١٤٧- العبر في تاريخ من غير: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٥٦٤٣هـ-٥٤٢٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت
- ١٤٨- عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: إمام أبو عبدالله محمد بن يوسف صالحى (٩٣٢هـ) ناشر: مكتبة الإيمان/مكتبة الشيخ
- ١٤٩- عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة: إمام أبو الفيض محمد بن محمد المعروف مرتضى زبيدى (١٢٠٥هـ) ناشر: المطبع ايم سعيد

١٥٠- العلل الصغير: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى الترمذى، ناشر: دار احياء التراث العربى (٢٠٩-٢٤٩هـ)

١٥١- عقليات ابن تيمية: مولانا محمد حنيف ندوى، ناشر: علم و عرفان پبلشرز

١٥٢- العقيدة وعلم الكلام: إمام محمد زاهد بن حسن بن على كوثرى (١٢٩٢-١٣٤١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

١٥٣- عمدة القارى شرح صحيح البخارى: إمام أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى المعروف بحد الدين عيني (٤٦٢-٨٥٥هـ) ناشر: دار احياء التراث العربى

١٥٣- فتح البارى بشرح صحيح البخارى: إمام أبو الفضل أحمد بن على بن حجر عسقلانى (٤٤٣-٨٥٢هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٣٤٩هـ)

١٥٥- الفصل فى الملل والأهواء والنحل: إمام أبو محمد على بن أحمد بن سعيد المعروف بابن حزم ظاهرى (٣٨٣-٣٥٦هـ) ناشر: مكتبة الخانجي، القاهرة

١٥٦- فيض القدير شرح الجامع الصغير: امام عبدالرؤوف بن تاج العارفين بن على مناوى (٩٥٢-١٠٣١هـ) ناشر: المكتبة التجارية الكبرى (١٣٥٦هـ)

١٥٤- فتح المغيب بشرح ألفية الحديف: إمام أبو الخير شمس الدين محمد بن عبدالرحمن بن محمد المعروف بإمام سخاوى (٨٣١-٩٠٢هـ) ناشر: مكتبة السلة، مصر (١٣٢٣-٢٠٠٣هـ)

١٥٨- الفتاوى الهندية: جماعة من علماء الهند الأعلام، ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣١٠هـ)

١٥٩- فتح القدير: إمام كمال الدين محمد بن عبدالواحد المعروف ابن هبام (٤٩٠-٨٦٣هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت

١٦٠- الفهرست: إمام أبو الفرج محمد بن اسحاق بن محمد النديم (٣٣٨هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٣١٤-١٩٩٤هـ)

١٦١- فضائل الصحابة: إمام أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل شيبانى (١٦٣-٢٣١هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣٠٣-١٩٨٣هـ)

١٦٢- الفوائد البهية فى تراجم الحنفية: إمام أبو الحسنات محمد عبدالحى بن محمد عبدالحليم لكهنوى (١٢٦٣-١٣٠٣هـ) ناشر: دار ارقم بن أبى ارقم (١٣١٨-١٩٩٨هـ)

١٦٣- فيض الباري على صحيح البخاري: إمام العصر انور شاه كشميري (١٢٩٢-١٣٥٢ هـ) ناشر: مكتبة رشيدية كوئته

١٦٤- فهرس الفهارس والألّبات ومعجم المعاجم: إمام عبدالحى بن عبدالكبير المعروف كنانى (١٣٠٥-١٣٨٢ هـ) ناشر: دار الغرب الإسلامى (١٩٨٢ هـ)

١٦٥- الفصول فى الأصول: إمام أبوبكر أحمد بن على الجصاص (٣٠٥-٣٤٠ هـ) ناشر: وزارة الأوقاف الكويت (١٣١٣-١٩٩٣ هـ)

١٦٦- فتوح البلدان: إمام أحمد بن يحيى بن جابر بلاذرى (٢٤٩ هـ) ناشر: مكتبة الهلال بيروت (١٩٨٨ هـ)
١٦٧- قاموس الفقهاء: حضرت مولانا خالد سيف الله رحمانى، ناشر: زمزم پبلشرز

١٦٨- قواعد فى علوم الحديث: الشيخ ظفر أحمد العثمانى (١٣٠١-١٣٩٣ هـ) ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية

١٦٩- القاموس المحيط: إمام محمد الدين محمد بن يعقوب فيروز آبادى (٤٢٩-٨١٤ هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (٣٢٦-٢٠٠٥ هـ)

١٧٠- قاعدة فى الجرح والتعديل: إمام تاج الدين عبد الوهاب بن تلى الدين سبكى (٤٢٤-٤٤١ هـ) ناشر: دار البشائر، بيروت (١٣١٠-١٩٩٠ هـ)

١٧١- كتاب الآثار: إمام أبو عبدالله محمد بن حسن شيبانى (١٣١-١٨٩ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
١٧٢- كتاب الآثار: إمام أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم بن حبيب (١١٣-١٨٢ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

١٧٣- الكاشف فى معرفة من له رواية فى الكتب الستة: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبى، (٦٤٣-٤٣٨ هـ) ناشر: دار القبلة للثقافة الإسلامية (١٣١٣-١٩٩٢ هـ)

١٧٤- الكنى والأسماء: إمام أبو الحسن مسلم بن حجاج قشيري (٢٠٣-٢٦١ هـ) ناشر: البحث العلمى جامعه إسلاميه (١٣٠٣-١٩٨٣ هـ)

١٧٥- الكفاية فى علم الرواية: إمام أبوبكر أحمد بن على بن ثابت بن أحمد المعروف خطيب بغدادى (٣٩٢-٣٦٣ هـ) ناشر: المكتبة العلمية، مدينة مندرة

١٧٦- كتاب القراءة خلف الإمام: إمام أبوبكر أحمد بن حسين بن على بيهقى (٣٨٣-٣٥٨ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٥ هـ)

- ١٤٤- كتاب الأم: إمام أبو عبدالله محمد بن إدريس شافعي (١٥٠هـ-٢٠٣هـ) ناشر: دار المعرفة. بيروت (١٣١٠هـ-١٩٩٠هـ)
- ١٤٨- الكشف المبدي لتمويه أبي الحسن السبكي: إمام محمد بن حسين سليمان (١٣٠٣هـ-١٣٥٥هـ) ناشر: دار الفضيلة. رياض (١٣٢٢هـ-٢٠٠٢هـ)
- ١٤٩- الكشف عن حقائق غوامض التنزيل: إمام أبو القاسم محمود بن عمرو المعروف جار الله زحشرى (٣٦٤هـ-٥٣٨هـ) ناشر: دار الكتاب العربي (١٣٠٤هـ)
- ١٨٠- كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: مصطفى بن عبدالله المعروف حاجي خليفه چلبى (١٠٠٣هـ-١٠٦٤هـ) ناشر: دار احياء التراث العربى (١٩٣١هـ)
- ١٨١- كشف الأسرار شرح أصول اليزيدى: إمام عبدالعزیز بن أحمد بخارى (٤٣٠هـ) ناشر: دار الكتاب الإسلامى
- ١٨٢- الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة: إمام نجم الدين محمد بن محمد الغزى (٩٤٤هـ-١٠٦١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٨هـ-١٩٩٤هـ)
- ١٨٣- كلمات طيبات: إمام احمد بن عبدالرحيم المعروف شاه ولي الله دهلوى (١١١٣هـ-١١٤٦هـ) ناشر: مجتبائى دہلى
- ١٨٤- الكامل في ضعفاء الرجال: إمام أبو أحمد بن عدى جرجانى (٢٤٤هـ-٣٦٥هـ) ناشر: المكتبة العلمية (١٣١٨هـ-١٩٩٤هـ)
- ١٨٥- لسان الميزان: إمام أبو الفضل أحمد بن على بن حجر عسقلانى (٤٤٣هـ-٨٥٢هـ) ناشر: مؤسسة الاعلى مطبوعات بيروت (١٣٩٠هـ-١٩٤١هـ)
- ١٨٦- لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية: إمام محمد بن أحمد بن سالم سفارينى (١١١٣هـ-١١٨٨هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣٠٢هـ-١٩٨٢هـ)
- ١٨٧- لامع الدرارى: الإمام المحدث الشيخ رشيد أحمد الكنكوهى، (١٣٢٣هـ) ناشر: المكتبة البيحيوية مظاہر العلوم سہارن پور ہند
- ١٨٨- اللباب في تهذيب الأنساب: أبو الحسن عز الدين ابن أثير جزرى (٥٥٥هـ-٦٣٠هـ) ناشر: دار صادر بيروت
- ١٨٩- لسان العرب: إمام أبو الفضل محمد بن مكرم جمال الدين ابن منظور افرىقى (٦٣٠هـ-٤١١هـ) ناشر: دار صادر، بيروت (١٣١٣هـ)

- ١٩٠- لمحات النظر في سيرة الإمام زفر: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (١٢٩٦هـ-١٣٤١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
- ١٩١- الباب في الجمع بين السنة والكتاب: إمام أبو محمد جمال الدين علي بن أبي يحيى خزرجي المنبجي (٦٨٦هـ) ناشر: دار القلم، دمشق (١٣١٢هـ-١٩٩٣هـ)
- ١٩٢- المنظومة البيقونية: عمر بن محمد بن فتوح البيهقي الدمشقي (١٠٨٠هـ) ناشر: دار المغني للنشر والتوزيع (١٣٠٢هـ-١٩٩٩هـ)
- ١٩٣- المعين في طبقات المحدثين: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ-٤٢٨هـ) ناشر: دار الفرقان، عمان (١٣٠٣هـ)
- ١٩٣- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ-٤٢٨هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٣٨٢هـ-١٩٦٣هـ)
- ١٩٥- المغني في الضعفاء: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ-٤٢٨هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت
- ١٩٦- المنتقى من منهاج الاعتدال: إمام أبو عبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ-٤٢٨هـ) ناشر: وزارة الشؤون الإسلامية المملكة العربية السعودية
- ١٩٤- منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: إمام أبو العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم تيمية حرالي (٦٦١هـ-٤٢٨هـ) ناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود (١٩٨٦هـ-٢٠٠٦هـ)
- ١٩٨- مجموع الفتاوى: إمام أبو العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم تيمية حرالي (٦٦١هـ-٤٢٨هـ) ناشر: مجمع الملك فهد مدينة منورة (١٣١٦هـ-١٩٩٥هـ)
- ١٩٩- المبسوط: إمام أبو سهل محمد بن أحمد المعروف شمس الأئمة سرخسي (٣٨٣هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٣١٣هـ-١٩٩٣هـ)
- ٢٠٠- مسند أحمد: إمام أبو عبدالله أحمد بن محمد بن حنبل (١٦٣هـ-٢٤١هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٣٢١هـ-٢٠٠١هـ)
- ٢٠١- المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: إمام أبو الفرج عبد الرحمن بن علي جوزي (٥٠٨هـ-٥٩٤هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٢هـ-١٩٩٢هـ)

- ٢٠٢- المستدرک علی الصحیحین: إمام أبو عبدالله محمد بن عبدالله بن محمد المعروف إمام حاکم (٣٢١هـ-٣٠٥هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١١هـ-١٩٩٠هـ)
- ٢٠٣- معرفة علوم الحديث: إمام أبو عبدالله محمد بن عبدالله بن محمد المعروف إمام حاکم (٣٢١هـ-٣٠٥هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٩٤هـ-١٩٤٤هـ)
- ٢٠٣- موضع أو هام الجمع والتفريق: إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد المعروف خطيب بغدادی (٣٩٢هـ-٣٦٣هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٣٠٤هـ)
- ٢٠٥- مصنف ابن أبي شيبة: إمام أبو بكر عبدالله بن محمد بن ابراهيم المعروف ابن أبي شيبة (١٥٩هـ-٢٣٥هـ) ناشر: مكتبة الرشد، الرياض (١٣٠٩هـ)
- ٢٠٦- المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن شرف نووي، (٦٣١هـ-٦٤٦هـ) ناشر: دار احياء التراث العربي (١٣٩٢هـ)
- ٢٠٤- مقدمة ابن الصلاح: إمام أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن المعروف ابن صلاح (٥٤٤هـ-٦٣٣هـ) ناشر: دار الفكر، سوريا (١٣٠٦هـ-١٩٨٦هـ)
- ٢٠٨- المعجم الكبير: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ-٣٦٠هـ) ناشر: مكتبة ابن تيمية، القاهرة (١٣١٥هـ-١٩٩٣هـ)
- ٢٠٩- المعجم الصغير: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ-٣٦٠هـ) ناشر: المكتب الإسلامي، بيروت (١٣٠٥هـ-١٩٨٥هـ)
- ٢١٠- المعجم المفهرس: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد عسقلاني (٤٤٣هـ-٨٥٢هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٣١٨هـ-١٩٩٨هـ)
- ٢١١- مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر: إمام أبو الفضل محمد بن مكرم المعروف ابن منظور (٦٣٠هـ-٤١١هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣٠٢هـ-١٩٨٣هـ)
- ٢١٢- مناقب أبي حنيفة: إمام محمد بن شهاب ابن بزار الكرخي (٨٢٤هـ) ناشر: دار الكتاب العربي (١٣٠١هـ)
- ٢١٣- مناقب أبي حنيفة: إمام ابن أحمد بن محمد المكي (٣٨٣هـ-٥٦٨هـ) ناشر: دار الكتاب العربي (١٣٠١هـ)

- ٢١٣- مشكل الآثار: إمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة طحاوي (٥٢٢٩-٥٣٢١) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣١٥هـ)
- ٢١٥- الميزان الكبرى: إمام عبد الوهاب أحمد بن علي شعرائي (٥٨٩٨-٥٩٤٣) ناشر: مصطفى الباني الحلبي (١٣٩٥هـ-١٩٣٠هـ)
- ٢١٦- الملل والنحل: إمام أبو الفتح محمد بن عبد الكريم شهرستاني (٥٣٤٩-٥٥٣٨) ناشر: مؤسسة الحلبي
- ٢١٧- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: إمام أبو الحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملا علي قاري (١٠١٣هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣٢٢هـ-٢٠٠٢هـ)
- ٢١٨- المقصد الأرشد في ذكر أصحاب الإمام أحمد: إمام برهان الدين إبراهيم بن محمد بن عبد الله (٥٨٨٣هـ) ناشر: مكتبة الرشد، الرياض (١٣١٠هـ-١٩٩٠هـ)
- ٢١٩- موطأ مالك: إمام مالك بن انس بن مالك مدني (٥٩٣-١٤٤٣هـ) ناشر: دار أحياء التراث العربي (١٣٠٦هـ-١٩٨٥هـ)
- ٢٢٠- موطأ إمام محمد: إمام أبو عبد الله محمد بن حسن شيباني (١٣١١هـ-١٨٩٠هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
- ٢٢١- مسند الإمام الأعظم: إمام صدر الدين موسى بن زكريا حصكفي (٦٥٠هـ) ناشر: ميزان كتب خانة لاهور
- ٢٢٢- مرآة الجنان وعبرة اليقظان: إمام أبو محمد عبد الله بن أسعد بن علي المعروف يافعي (٦٩٨هـ-٤٦٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٤هـ-١٩٩٤هـ)
- ٢٢٣- معجم البلدان: إمام أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله حموي (٥٤٤٣هـ-٦٢٦هـ) ناشر: دار صادر بيروت (١٩٩٥هـ)
- ٢٢٤- مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معالي الآثار: إمام أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى المعروف بهد الدين عيني (٤٦٢هـ-٨٥٥هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٢٤هـ-٢٠٠٦هـ)
- ٢٢٥- معرفة الصحابة: إمام أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد أصبهاني (٥٣٣٦هـ-٥٣٣٠هـ) ناشر: دار الوطن، الرياض (١٣١٩هـ-١٩٩٨هـ)
- ٢٢٦- مسند الإمام أبي حنيفة: (رواية أبي نعيم) إمام أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد أصبهاني (٥٣٣٦هـ-٥٣٣٠هـ) ناشر: مكتبة الكوثر، الرياض (١٣١٥هـ)

۲۲۷- مجموعة رسائل ابن عابدین: إمام محمد أمين بن عمر بن عبدالعزيز المعروف علامة شامي (۱۱۹۸ھ-۱۲۵۲ھ) ناشر: مكتبة عثمانیه كوئٹہ

۲۲۸- مجموعة رسائل اللكهنوی: إمام أبو الحسنات محمد عبدالحی بن محمد عبدالحلیم لكهنوی (۱۲۶۲ھ-۱۳۰۳ھ) ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية

۲۲۹- الموافقات: ابراهيم بن موسى بن محمد غرناطي شاطبي (۷۹۰ھ) ناشر: دار ابن عفان (۱۳۱۷ھ-۱۹۹۷ھ)

۲۳۰- معجم المؤلفين: عمر بن رضا بن محمد كحاله دمشقي (۱۳۰۸ھ) ناشر: مكتبة المثنى، بيروت

۲۳۱- مقدمة ابن خلدون: إمام عبد الرحمن بن محمد بن محمد المعروف ابن خلدون (۷۳۲ھ-۸۰۸ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت (۱۳۰۸ھ-۱۹۸۷ھ)

۲۳۲- المعجم الوسيط: ابراهيم مصطفى، أحمد زيات، محمد نجار، حامد عبد القادر، ناشر: دار الدعوة

۲۳۳- مختصر قيام الليل: إمام أبو عبد الله محمد بن نصر مروزي (۲۰۲ھ-۲۹۳ھ) ناشر: حديق اكيذه فيصل آباد

۲۳۴- المجموع شرح المذهب: إمام أبو زكريا يحيى بن شرف نووي (۶۳۱ھ-۶۷۶ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت

۲۳۵- مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث: العلامة المحقق عبد الرشيد النعماني (۱۳۳۳ھ-۱۴۲۰ھ) ناشر: مكتبة الشيخ

۲۳۶- مقدمة كتاب التعليم: العلامة المحقق عبد الرشيد النعماني (۱۳۳۳ھ-۱۴۲۰ھ) ناشر: إحياء الأدب السندي حيدرآباد

۲۳۷- ماتمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجة: العلامة المحقق عبد الرشيد النعماني (۱۳۳۳ھ-۱۴۲۰ھ) ناشر: قديمي كتب خانہ

۲۳۸- معارف السنن شرح سنن الترمذي: الإفادات: إمام العصر العلامة المحدث انور شاه كشميري (۱۲۹۲ھ-۱۳۵۲ھ) ناشر: مجلس الدعوة والتحقيق الإسلامي

۲۳۹- مقام أبي حنيفة: إمام الميشت محقق العصر مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، ناشر: مكتبة صفدرية گوجرانوالہ

۲۴۰- مقالات الكوثري: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (۱۲۹۶ھ-۱۳۷۱ھ) ناشر: انج

ايم سعيد كراچی

- ٢٢١- مفتاح السعادة ومصباح السيادة: إمام أحمد بن مصطفى المعروف طاش كبرى زاده
ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٢٢هـ-٢٠٠٢م)
- ٢٢٢- مكانة الإمام أبي حنيفة بين المحدثين: محمد قاسم حارثي ناشر: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
- ٢٢٣- المحدث الفاضل بين الراوى والواعى: أبو محمد حسن بن عبدالرحمن رامهرمزي
(١٣٦٠هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣٠٣هـ)
- ٢٢٤- المتكلمون في الرجال: إمام أبو الخير شمس الدين محمد بن عبدالرحمن سخاوى
(٨٣١هـ-٩٠٢هـ) ناشر: دار البشائر الإسلامية (١٣١٠هـ-١٩٩٠م)
- ٢٢٥- المعارف: إمام أبو محمد عبدالله بن مسلم بن قتيبة دينورى (٢١٣هـ-٢٤٦هـ) ناشر:
الهيئة المصرية، القاهرة (١٩٩٢م)
- ٢٢٦- منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد: إمام أبوزكريا يحيى بن ابراهيم
أزدي سلماسي (٥٥٥٠هـ) ناشر: مكتبة الملك فهد (١٣٢٢هـ-٢٠٠٢م)
- ٢٢٧- النكت على كتاب ابن الصلاح: إمام أبو الفضل أحمد بن علي محمد عسقلاني
(٨٥٢هـ-٤٤٣هـ) ناشر: عمادة البحث العلمي، مدينة منورة (١٣٠٣هـ-١٩٨٣م)
- ٢٢٨- نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني
(٨٥٢هـ-٤٤٣هـ) ناشر: مكتبة رحمانية لاهور
- ٢٢٩- النشر في القراءات العشر: إمام أبو الخير محمد بن محمد دمشقى المعروف ابن جزرى
(٨٣٣هـ-٤٥١هـ) ناشر: المطبعة التجارية الكبرى
- ٢٥٠- النكت الطريفة في التحديث عن ردد ابن أبي شيبه على أبي حنيفة: إمام محمد زاهد بن
حسن بن علي كوثرى (١٢٩٦هـ-١٣٤١هـ) ناشر: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
- ٢٥١- نفح الطيب من الأندلس الرطيب: إمام شهاب الدين أحمد بن محمد تلمسالى
(٩٩٢هـ-١٠٣١هـ) ناشر: دار صادر، بيروت
- ٢٥٢- نصب الراية في تخرج أحاديث الهداية: إمام جمال الدين عبدالله بن يوسف زيلعى
(٤٢٦هـ) ناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر (١٣٨١هـ-١٩٩٤م)
- ٢٥٣- النور السافر عن أخبار القرن العاشر: محي الدين عبدالقادر بن شيخ عيبدروس
(٩٤٨هـ-١٠٣٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٥هـ)

- ٢٥٣- النجوم الظاهرة في ملوك مصر والقاهرة: إمام أبو المحاسن يوسف بن تغري بردي (٨١٣هـ-٨٤٣هـ) ناشر: وزارة الثقافة والإرشاد مصر
- ٢٥٥- نيل الأوطار: إمام محمد بن علي بن محمد شوكتي (١١٤٣هـ-١٢٥٠هـ) ناشر: دار الحديث مصر (١٣١٣هـ-١٩٩٣هـ)
- ٢٥٥- وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: إمام أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد المعروف ابن خلكان (٦٠٨هـ-٦٨١هـ) ناشر: دار صادر، بيروت
- ٢٥٦- الوافي بالوفيات: إمام صلاح الدين خليل ابن أبيك صفدي (٤٦٣هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (١٣٢٠هـ-٢٠٠٠هـ)
- ٢٥٤- الوردية الحافرة في أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم وأحاديث العلماء الأحناف الجامع الصحيح للإمام البخاري: محمد مفيض الرحمان بن أحمد حسين ناشر: زمزم پبلشرز



اُصولِ ہدایہ

ہدایہ جلدِ اول میں موجود ۲۲۷ اُصول
ترجمہ، تشریح اور تخریج کے ساتھ
اُردو زبان میں پہلی مرتبہ اہل علم کے لئے انمول تحفہ

تالیف
مولانا محمد نعمان صاحب
استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، مہرن ٹاؤن، کورنگی کراچی



اِذَا زُتِ الْمَعَارِفُ بِكَرَامَتِهَا

مؤلف کی کاوشوں پر ایک طائرانہ نظر



ادارۃ المعارف کراچی
مولانا محمد قاسم صاحب
0311-2545200
www.pasbanehaq.com



03112545200 مولانا محمد قاسم صاحب کے مکتوبات و رسائل